



بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
والصلاة والسلام على سيدنا محمد
الذي هو خير النبيين

شرح مشکوٰۃ

سید علی

ترجمہ

تصنيف

عارف باللہ شیخ محقق حضرت مولینا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

از دو ترجمه و حواشی

محمد عبد الحکیم شرفی
 جامعہ نظامیہ ضرویہ لاہور

مولانا مفتی محمد خان قادری
 جامعہ اسلامیہ فصیح و دسم آباد، لاہور

فریدیک سٹال ۳۸۔ اُردو بازار۔ لاہور (پاکستان)



جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : اشعۃ اللمعات (اردو ترجمہ شرح مشکوٰۃ)
 تصنیف و منیف : شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
 ترجمہ و حواشی : علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی
 مولانا مفتی محمد خاں قادری
 تصحیح و نظر ثانی : حافظ محمد شاہد اقبال
 طبع بار اول : جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ / ستمبر ۲۰۰۱ء
 مطبع : رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز، لاہور
 ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز، لاہور
 ہدیہ : - / 250 روپے

ناشر

فرید بکس مال (پرائیویٹ) لمیٹڈ
 ۳۸۔ اردو بازار لاہور

فون نمبر 042-7312173 فیکس نمبر 092-042-7224899
 ای۔ میل نمبر faridbooks@hotmail.com



marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

فہرست

صفحہ	عنوان	حدیث نمبر	صفحہ	عنوان	حدیث نمبر
۵۳	جنت میں داخل ہونے والی جماعت کی صورت چودھویں کے چاند جیسی ہوگی اور ان کی صفات۔	۵۳۷۶ ۸	۳۸	انتساب عرس قانمی۔ مارھرہ مٹھرہ	
۵۵	جنتی وہاں پر کھائیں پیئیں گے مگر قضاے حاجت وغیرہ نہیں ہوگی اور ان کے پسینے کی خوشبو۔	۵۳۷۷ ۹	۳۹	باب، جنت اور اہل جنت کی صفت کا بیان	
"	جنتی نعمت و راحت پائے گا مشقت نہیں اٹھائے گا۔	۵۳۷۸ ۱۰	۴۰	پہلی فصل	
۵۶	جنتیوں کے لیے اعلان ہوگا کہ بیماری، بڑھاپا اور مصیبت تمہیں نہیں آئے گی۔	۵۳۷۹ ۱۱	"	اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کیا ہیں؟ بندوں کو ان کا علم نہیں۔	۵۳۷۹ ۱
"	جنتیوں کے مراتب نیچے والے اوپر والوں کو روشن ستاروں کی مانند دکھیں گے۔	۵۳۸۰ ۱۲	۵۰	جنت کی معمولی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔	۵۳۸۰ ۲
۵۷	جنتیوں کے دل پرندوں کی طرح ہونگے۔	۵۳۸۱ ۱۳	"	جنتی عورت کی روشنی	۵۳۸۱ ۳
"	اللہ تعالیٰ کا جنتیوں کو نداء کرنا اور اظہارِ رضا کرنا۔	۵۳۸۲ ۱۴	۵۱	جنتی درخت کا سایہ سو سال میں بھی طے نہ ہو سکے گا۔	۵۳۸۲ ۴
۵۸	جنتی کو جنت اس کی آرزو سے دوگنی ملے گی۔	۵۳۸۳ ۱۵	۵۲	جنتی موتی کی لمبائی چوڑائی ساٹھ میل ہے	۵۳۸۳ ۵
			۵۳	جنت کے درجات کا فاصلہ اور اس کی نہریں۔	۵۳۸۳ ۶
			"	جنتی ہر جمعہ جنت کے بازار میں جائیں گے اور جنتی ہوا کی خوشبو۔	۵۳۸۵ ۷

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	مرث نمبر
۴۵	جنتی جس چیز کی خواہش کرے گا وہ اسے حاصل ہوگی۔	۵۳۹۸ ۳۰	سبحان چیمان، فرات اور نیل جنتی ہنریں ہیں۔	۵۳۸۲ ۱۶
۴۵	ایک دیہاتی نے پوچھا کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے۔	۵۳۹۹ ۳۱	جنت کی دو کواڑوں کا فاصلہ چالیس سال ہے۔	۵۳۸۵ ۱۷
۴۶	اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہیں اسی صفیں اس آخری امت کی ہوں گی۔	۵۴۰۰ ۳۲	دوسری فصل	
۴۶	جنت کے دروازے کی مسافت تیز رفتار سوار کا تین سال گھوڑا دوڑانے کے برابر ہے۔	۵۴۰۱ ۳۳	جنت کی تعمیر سونے چاندی، کستوری، یاقوت مردارید، زعفران سے ہوئی ہے۔	۵۳۸۶ ۱۸
۴۶	جنتی جنت میں جس صورت کو پسند کرے گا اسی میں بدل دیا جائے گا۔	۵۴۰۲ ۳۴	جنتی درخت کا تنا سونے کا ہے۔	۵۳۸۷ ۱۹
۴۶	جنتی جنت میں غلوں کی ففیلٹ کے مطابق داخل ہوں گے اور وہاں مراتب کے مطابق مقام حاصل کریں گے۔	۵۴۰۳ ۳۵	جنت کے سودرجات ہیں اور ہر درجے کا درمیانی فاصلہ۔	۵۳۸۸ ۲۰
۴۶	ادنیٰ جنتی کی خوبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے بہتر خادم ہوں گے۔	۵۴۰۴ ۳۶	تمام جہانوں کے لوگ جنت کے ایک درجہ میں سما سکتے ہیں۔	۵۳۸۹ ۲۱
۴۶	جنتی حوروں کا اجتماع۔	۵۴۰۵ ۳۷	جنتی بستروں کی بلندی	۵۳۹۰ ۲۲
۴۶	جنت میں پانی، شہد، دودھ اور شراب کا دریا ہے۔	۵۴۰۶ ۳۸	جنت میں داخل ہونے والے مردوں کے چہرے چاند ستاروں کی مانند ہوں گے۔	۵۳۹۱ ۲۳
۴۶	تیسری فصل		جنتی مرد کو سو مردوں کی طاقت دی جائیگی۔	۵۳۹۲ ۲۴
۴۶	جنتی آدمی کا روٹ بدلنا۔	۵۴۰۷ ۳۹	جنت کی معمولی سی چیز کے اظہار سے زمین و آسمان روشن ہو جائیں۔	۵۳۹۳ ۲۵
۴۶	جنت میں کاشتکاری کا عمل۔	۵۴۰۸ ۴۰	جنتیوں کے جسم بالوں کے بغیر اور جوانی ختم نہ ہوگی۔	۵۳۹۴ ۲۶
۴۶	اہل جنت کو نیند نہ آئے گی۔	۵۴۰۹ ۴۱	جنتیوں کی عمریں ۳۰ یا ۳۳ سال ہوگی۔	۵۳۹۵ ۲۷
۴۶	باب، اللہ تعالیٰ کے دیدار کا بیان		سدرۃ المنتہی سے پھوٹنے والے انوار اور اس کا سایہ۔	۵۳۹۶ ۲۸
۴۶			کوثر جنت کی ہنریں جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔	۵۳۹۷ ۲۹

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	مریث نمبر
۸۵	اہل جنت کے اوپر رب تعالیٰ جلوہ افروز ہوگا وہ رب تعالیٰ کو دیکھیں گے اور رب تعالیٰ ان کو دیکھے گا۔	۷۵	پہلی فصل اللہ تعالیٰ کو ایسے دیکھو گے جیسے سورج چاند کو دیکھتے ہو۔	۵۴۱۰
۸۶	باب، جہنم اور اہل جہنم کے بارے میں (پہلی فصل)	"	نمازوں پر مواظبت دیدار الہی کے زیادہ لائق بنادیتی ہے۔	۵۴۱۰
۸۶	دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کا ستر واں حصہ ہے۔	۷۶	ضعتی جنت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کے نظارے کریں گے۔	۵۴۱۱
۸۷	دوزخ کو کھینچنے کے لیے ستر ہزار لگائیں ہوں گی اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے کھینچیں گے۔	۷۷	دوسری فصل جنت میں سب سے زیادہ بلند درجے والا وہ ہوگا جو صبح و شام دیدار الہی سے مشرف ہوگا۔	۵۴۱۲
"	دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والے کی سزا۔	۷۸	ہر ایک اللہ تعالیٰ کو خلوت میں دیکھے گا۔	۵۴۱۳
"	سب سے ہلکے عذاب والے	۷۹	تیسری فصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:	۵۴۱۴
"	قیامت کے دن عیش والے دنیا دار دوزخی کی سزا۔	"	میں لوہ کو کیسے دیکھتا۔	۵۴۱۵
۸۸	اللہ تعالیٰ ہلکے عذاب والے دوزخی سے فرمائے گا۔	"	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دل سے دوبار دیکھا۔	۵۴۱۶
"	قیامت کے دن آگ کسی کو ٹخنوں، کسی کو گھٹنوں، کسی کو کمر اور کسی کو گردن تک پکڑے گی۔	۸۰	اللہ تعالیٰ نے اپنا دیدار اور کلام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم فرمایا۔	۵۴۱۷
۸۹	دوزخ میں کافر کے دونوں کندھوں کا قاصد اور اس کی داڑھ۔	۸۱	آیات مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ اور لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ کا مطلب اور معنی۔	۵۴۱۸
"	دوسری فصل	۸۲	اہم نوٹ	"
"	دوزخ کی آگ کالی سیاہ ہے۔	۸۳		

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۸۹	اگ سے کمی مرتبہ ڈرایا ہے۔	۸۹	کافر کی داڑھ اُحد پہاڑ کے برابر ہوگی۔	۵۴۲۸
۹۰	میسے کے ٹکڑے کی آسمان سے زمین کی طرف آنے کی مثال	۹۰	کافر کی کھال کی موٹائی بیالیس گز ہوگی۔	۵۴۲۹
۹۱	شکر دوزخ کی صیغہ وادی میں رہے گا۔	۹۱	کافر کی زبان کوں یا دو کوں کے برابر ہوگی۔	۵۴۳۰
۹۲	تیسری فصل	۹۲	دوزخی دوزخ کے صعود پہاڑ پر ستر سال تک چڑھتا رہے گا۔	۵۴۳۱
۹۳	دوزخی نہایت ہی دراز قد ہوں گے۔	۹۳	دوزخیوں کی خوراک کھوتا ہوا تیل ہوگا۔	۵۴۳۲
۹۴	حق کہ ان کے کان کی لو سے کندھے تک سات سو برس کی مسافت کا فاصلہ ہوگا۔	۹۴	دوزخیوں کے سروں پر گرم کھوتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔	۵۴۳۳
۹۵	دوزخ کی اونٹنی سانپوں کی طرح ہوں گی۔	۹۵	دوزخی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فرمان	۵۴۳۴
۹۶	اگ میں بد نصیب ہی جائے گا۔	۹۶	وَلَيُصْطَفَىٰ مِنْ مَّاءٍ صَدِيدٍ يَتَجَرَّحُهُ كَا	۵۴۳۵
۹۷	دباب، جنت و دوزخ کی تخلیق کا (بیلان)	۹۷	مفہوم۔	۵۴۳۶
۹۸	پہلی فصل	۹۸	دوزخ کی چار دیواری میں سے ہر دیوار کی موٹائی چالیس سال کی مسافت ہے۔	۵۴۳۷
۹۹	جنت و دوزخ کا منظر	۹۹	دوزخیوں کے جسموں سے بہنے والے پانی کا اگر ایک ڈول زمین پر بہا دیا جائے	۵۴۳۸
۱۰۰	دوزخ سے لڑے گی کہ اور لوگ بھی	۱۰۰	تو ساری زمین بدبودار ہو جائے گی۔	۵۴۳۹
۱۰۱	بھڑی ٹائے جائیں۔	۱۰۱	اگر دوزخ کے زقوم درخت کا ایک قطرہ	۵۴۴۰
۱۰۲	دوسری فصل	۱۰۲	زمین پر ڈال دیا جائے تو اہل زمین کی زندگی	۵۴۴۱
۱۰۳	اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو جنت و	۱۰۳	برباد ہو جائے گی۔	۵۴۴۲
۱۰۴	دوزخ کو دیکھنے کے لیے بھیجا۔	۱۰۴	دوزخی کو اگ مہون دے گی۔	۵۴۴۳
۱۰۵	تیسری فصل	۱۰۵	دوزخیوں کے آنسوؤں کے پانی میں	۵۴۴۴
۱۰۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت نماز میں	۱۰۶	کشتیاں بہہ جائیں گی۔	۵۴۴۵
۱۰۷	جنت و دوزخ دکھائی گئی۔	۱۰۷	دوزخیوں پر مہوکی مسلط کر دی جائے گی۔	۵۴۴۶
۱۰۸	دباب، خلق کی تخلیق کی ابتداء اور حضرات	۱۰۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو	۵۴۴۷

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	مرث نمبر
۱۱۳	اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دفاع کا انتظام حضرت ایوب علیہ السلام پر دوران غسل سونے کی ٹڈیاں گریں۔	۵۴۶۱ ۱۰	انبیاء علیہم السلام کے تذکرہ کا بیان پہلی فصل تخلیق خلق سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کی ذات موجود تھی۔	۵۴۵۲ ۱
۱۱۴	مسلمان اور یہودی کا جھگڑا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام انبیاء پر کملی ہے۔	۵۴۶۲ ۱۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوق کی پیدائش سے لے کر جنت و دوزخ میں داخلے تک سب کچھ بیان فرمایا۔	۵۴۵۳ ۲
۱۱۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ مجھے یونس بن ننی سے افضل نہ کہو۔	۵۴۶۳ ۱۲	اللہ تعالیٰ کی تحریر کہ میری رحمت میرے غضب سے بڑھ کر ہے۔	۵۴۵۴ ۳
۱۱۶	حضرت خضر علیہ السلام نے کافر لڑکے کو قتل کیا۔	۵۴۶۴ ۱۳	فرشتوں کو نور سے اور جنات کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے۔	۵۴۵۵ ۴
۱۱۷	حضرت خضر علیہ السلام کے نام کی وجہ۔	۵۴۶۵ ۱۴	آدم علیہ السلام کی صورت کے پاس ابلیس پھیرے لگاتا کہ دیکھے یہ کیا ہے؟	۵۴۵۶ ۵
۱۱۸	موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو طاپخہ مار کر نابینا کر دیا۔	۵۴۶۶ ۱۵	حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی سال کی عمر میں حق تعالیٰ فرمایا۔	۵۴۵۷ ۶
۱۱۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء کرام دکھائے گئے۔	۵۴۶۷ ۱۶	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بظاہر تین محبوب۔	۵۴۵۸ ۷
۱۲۰	حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی شکل و شبہا بہت	۵۴۶۸ ۱۷	اللہ تعالیٰ کامردوں کو زندہ کرنے کے بارے میں ابراہیم علیہ السلام شک میں نہیں تھے۔	۵۴۵۹ ۸
۱۲۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیادہ مشابہ ہیں۔	۵۴۶۹ ۱۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت ابراہیم اور حضرت یوسف علیہما السلام کے سلسلہ میں وارد شدہ اعتراضات کے جوابات۔	۵۴۶۰ ۹
۱۲۲	ازرق جنگل میں حضور علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو تنبیہ کہتے ہوئے دیکھا اور یونس علیہ السلام کو ہر شاواہی میں اونٹ پر تنبیہ کہتے ہوئے دیکھا۔	۵۴۷۰ ۱۹	حضرت موسیٰ علیہ السلام پر قوم کا عیب لگانا	

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۱۳۱	انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے بنایا ہے۔ تیسری فصل	۱۲۲	داؤد علیہ السلام پر قرآن آسان کر دیا گیا۔	۵۲۴۱ ۲۰
"	مومن اللہ کے نزدیک بعض فرشتوں سے عزت والا ہے۔	۱۲۳	حضرت داؤد علیہ السلام نے دو عورتوں کا ایک بچہ کے بارے میں جھگڑا کرنے کا فیصلہ کر دیا۔	۵۲۴۲ ۲۱
۱۳۲	آدم کو اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن کی آخری ساعت یعنی عصر تا غروب پیدا فرمایا۔	۱۲۴	حضرت سلیمان علیہ السلام کی سو بیویاں حضرت زکریا علیہ السلام بنجار تھیں۔	۵۲۴۳ ۲۲
"	بادل زمین کا ساقی ہے اور دوا سمانوں کا درمیانی فاصلہ پانچ سو سال ہے۔	"	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سب سے زیادہ نزدیک ہیں۔	۵۲۴۴ ۲۳
۱۳۳	حضرت آدم علیہ السلام کی لمبائی ساٹھ گز چوڑائی سات گز تھی۔	۱۲۵	اولاد آدم کی کرورٹ میں بوقت ولادت شیطان انگلیاں مارتا ہے۔	۵۲۴۵ ۲۴
"	نبیوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار جن میں تین سو پندرہ رسول ہیں	"	کامل عورتیں۔	۵۲۴۶ ۲۵
۱۳۴	اطلاع دیکھنے کی طرح نہیں ہے۔	۱۲۶	مخلوق کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالیٰ کا مقام۔	۵۲۴۷ ۲۶
۱۳۵	باب۔ تمام رسولوں کے سربراہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کا بیان	۱۲۷	آسمان سات ہیں اور ان کے درمیان فاصلہ ان کے اوپر دیا ہے۔	۵۲۴۸ ۲۷
"	پہلی فصل	۱۲۸	اعرابی بارش کی دعا کرانے کے لیے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا۔	۵۲۴۹ ۲۸
"	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اہل آدم کے بہتر طبقہ میں پیدا ہوں	۱۲۹	عرش اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک کی دونوں کانوں کی لوا اور کندھوں کے درمیان سات سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔	۵۲۵۰ ۲۹
۱۳۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل سے کنانہ کو، کنانہ سے قریش اور قریش سے بنی ہاشم اور بنو ہاشم سے مجھے چنا۔	۱۳۰	ستر حجاب ہیں۔	۵۲۵۱ ۳۰
"	روز قیامت اولاد آدم کا سفر فارمی ہوں گا۔	"	حضرت اسرافیل اپنی پیدائش سے لے کر اب تک کھڑے ہیں۔	۵۲۵۲ ۳۱

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۱۴۴	توریت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف دوسری فصل	۵۵۰۴ ۱۳	۱۳۸ روز قیامت امت محمدیہ تمام امتوں سے زیادہ ہوگی۔	۵۴۹۲ ۴
۱۴۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل نماز پڑھائی اور اس میں تین دعائیں کیں۔	۵۵۰۵ ۱۵	روز قیامت جنت کا دروازہ میں کھلاؤں گا۔	۵۴۹۵ ۵
۱۴۶	اللہ تعالیٰ نے اس امت کو آفتوں سے بچا لیا ہے۔	۵۵۰۶ ۱۶	میں جنت میں سب سے پہلا شفیع ہوں گا۔	۵۴۹۶ ۶
۱۴۷	اللہ تعالیٰ اس امت پر دو تلواریں جمع نہیں فرمائے گا۔	۵۵۰۷ ۱۷	میری اور انبیاء کی مثال ایک خوبصورت مکان کی طرح ہے جس میں ایک اینٹ کی جگہ چوڑی گئی ہو۔	۵۴۹۷ ۷
۱۴۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق کے بہترین گروہ، بہترین قبیلہ اور بہترین خاندان میں پیدا ہوئے۔	۵۵۰۸ ۱۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی قرآن کا معجزہ تمام انبیاء کرام کے معجزات سے خصوصی طور پر دیا گیا ہے۔	۵۴۹۸ ۸
۱۴۹	آدم علیہ السلام پانی اور مٹی میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی بنی تھے۔	۵۵۰۹ ۱۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ ایسی چیزیں دی گئیں جو کہ پہلے کسی بھی نبی کو نہ دی گئیں۔	۵۴۹۹ ۹
۱۵۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے جبکہ آدم علیہ السلام ابھی مٹی میں تھے۔	۵۵۱۰ ۲۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھ چیزوں سے نصیحت دی گئی۔	۵۵۰۰ ۱۰
۱۵۱	قیامت کے دن تمام اولاد آدم کے سربراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے اور محمد کا جھنڈا آپ کے ہاتھ ہوگا۔	۵۵۱۱ ۲۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ مجھے جامع کلمات کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے۔	۵۵۰۱ ۱۱
۱۵۲	میں اللہ کا حبیب ہوں مگر فخر نہیں۔	۵۵۱۲ ۲۲	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لیے خصوصی دعا کی کہ وہ قحط سے ہلاک نہ ہو۔	۵۵۰۲ ۱۲
۱۵۳	اللہ تعالیٰ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے امت کے بارے میں وعدہ۔	۵۵۱۳ ۲۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کیلئے تین دعائیں کرنا، دو قبول ہوئیں اور ایک سے روک دیا گیا۔	۵۵۰۳ ۱۳
۱۵۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کریں گے۔	۵۵۱۴ ۲۴		

صفحہ نمبر	عنوان	حدیث نمبر	صفحہ نمبر	عنوان	حدیث نمبر
۱۴۰	پہلی فصل	۵۵۲۶	۱۵۲	تمام مخلوقات کی طرف سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض گزار ہوں گے۔	۵۵۱۵ ۲۵
"	حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء اور آپ کفر مٹانے والے ہیں۔	۵۵۲۷	۱۵۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے جنتی لباس پہنیں گے۔	۵۵۱۶ ۲۶
"	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی	۵۵۲۷	۱۵۴	وسیلہ جنت کلب سے اعلیٰ درجہ ہے۔	۵۵۱۷ ۲۷
۱۴۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مذہم نہیں بلکہ محمد ہیں۔	۵۵۲۸	"	روز قیامت میں تمام انبیاء کا امام و خطیب ہوں گا۔	۵۵۱۸ ۲۸
"	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور ریش مبارک کے کچھ بال سفید تھے۔	۵۵۲۹	"	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست نبیوں میں ابراہیم علیہ السلام ہیں۔	۵۵۱۹ ۲۹
۱۴۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان ہر نبوت تھی۔	۵۵۳۰	"	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لیے تشریف لائے ہیں۔	۵۵۲۰ ۳۰
"	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سیاہ چادر چھوٹی بھی ام خالد کو پہنا دی۔	۵۵۳۱	۱۵۵	توریت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات	۵۵۲۱ ۳۱
۱۴۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علیہ مبارک۔	۵۵۳۲	۱۵۶	توریت میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تدفین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگی۔	۵۵۲۲ ۳۲
۱۴۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرخ جوڑا پہنے ہوئے تھے۔	۵۵۳۳	"	تیسری فصل	
۱۴۸	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں، منہ اور اڑیوں کی خوبصورتی۔	۵۵۳۴	"	انبیاء اور آسمان والوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت دی گئی۔	۵۵۲۳ ۳۳
۱۴۹	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سفید اور قد درمیانہ تھا۔	۵۵۳۵	۱۵۷	دو فرشتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہزار فرشتوں کے ساتھ وزن کیا۔	۵۵۲۴ ۳۴
"	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک اور سر مبارک میں چند بال سفید تھے۔	۵۵۳۶	۱۵۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربانی اور چاشت کی نماز فرض کی گئی۔	۵۵۲۵ ۳۵
۱۵۰	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رنگت چمکدار اور پسینہ موتی کی طرح تھا۔	۵۵۳۷	۱۵۹	دباب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی اور صفات کا بیان۔	
"	حضرت ام سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۵۵۳۸			

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	اور نقول کی گواہی دی۔		کاپیتہ مبارک جمع کر لیتی۔	
۱۷۷	رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سراپا رحمت اور تحفہ مضاوندی ہیں۔	۵۵۵۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں پر شفقت۔	۵۵۳۹
۱۷۸	دباب، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات کا بیان پہلی فصل	۵۵۵۱	دوسری فصل	۵۵۳۹
۱۷۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت انس کو کبھی اُف نہ کہا اور کبھی ڈانٹا نہ جھڑکا۔	۵۵۵۲	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی بناوٹ۔	۵۵۳۹
۱۸۰	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے عمدہ اخلاق والے تھے۔	۵۵۵۳	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گزرنے کے بعد راستہ معطر ہو جاتا۔	۵۵۳۹
۱۸۱	ایک بدوی کی درشتی کے باوجود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے چادر کا تحفہ عطا فرما دیا۔	۵۵۵۴	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طلوع ہونے والے سورج کی طرح حسین و جمیل تھے۔	۵۵۳۹
۱۸۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔	۵۵۵۵	آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاندنی رات میں چاند سے زیادہ حسین تھے۔	۵۵۳۹
۱۸۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ مانگنے پر نہ نہیں فرماتے تھے۔	۵۵۵۶	سورج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ میں گردش کرتا۔	۵۵۳۹
۱۸۴	دو ہاڑوں کے درمیان بھری ہوئی بکریاں مانگنے پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا فرمادیں۔	۵۵۵۷	سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک آنکھیں سرسبز گائے بھیر ہی سرگیں تھیں۔	۵۵۳۹
۱۸۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ تو کبھو کس تھے اور نہ بزدل۔	۵۵۵۸	تیسری فصل	۵۵۳۹
۱۸۶	اہل مدینہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے		گفتگو کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانتوں سے نور نکلتا تھا۔	۵۵۳۹
			آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ اور چاند کا ٹکڑا لگتا تھا۔	۵۵۳۹
			ایک یہودی کے لڑکے نے اپنی موت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت اور توراۃ میں آپ کی صفات	۵۵۳۹

صفحہ نمبر	عنوان	حدیث نمبر	صفحہ نمبر	عنوان	حدیث نمبر
۱۸۷	رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نقصان پر کبھی ملامت نہ کرتے تھے۔	۵۵۶۹ ۱۹	۱۸۳	پاس حصول برکت کے لیے پانی لاتے تو آپ اس میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے۔	۵۵۶۹ ۹
۱۸۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے۔	۵۵۷۰ ۲۰	۱۸۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے کے لیے خادما میں ہاتھ پکڑ لیتیں۔	۵۵۷۰ ۱۰
۱۸۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ۔	۵۵۷۱ ۲۱	۱۸۵	عورتیں راستے میں ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کام کی بات پوچھ لیتیں۔	۵۵۷۱ ۱۱
۱۹۰	حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے کام کاج خود کرتے تھے۔	۵۵۷۲ ۲۲	۱۸۶	رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بخش گو، لعنت کرنے والے اور گالی دینے والے نہیں تھے۔	۵۵۷۲ ۱۲
۱۹۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت زید بن ثابت سے وحی مکھوایتے تھے۔	۵۵۷۳ ۲۳	۱۸۷	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی پر بددعا نہیں کرتے تھے۔	۵۵۷۳ ۱۳
۱۹۲	طاقت کے دوران رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا روئے مبارک کسی سے نہ پھیرتے تھے۔	۵۵۷۴ ۲۴	۱۸۸	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کنواری لڑکیوں سے زیادہ شرمیلے تھے۔	۵۵۷۴ ۱۴
۱۹۳	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کل کے لیے کوئی چیز ذخیرہ نہ کرتے تھے۔	۵۵۷۵ ۲۵	۱۸۹	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھل کر کبھی نہیں ہنستے۔	۵۵۷۵ ۱۵
۱۹۴	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طویل خاموشی اختیار فرماتے تھے۔	۵۵۷۶ ۲۶	۱۹۰	رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آہستہ آہستہ گفتگو فرماتے تھے۔	۵۵۷۶ ۱۶
۱۹۵	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلام مبارک میں آہستگی اور ٹھہراؤ تھا۔	۵۵۷۷ ۲۷	۱۹۱	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر میں ہوتے تو گھر کے کام کاج کرتے تھے۔	۵۵۷۷ ۱۷
۱۹۶	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گفتگو جوستا حفظ کر لیتا۔	۵۵۷۸ ۲۸	۱۹۲	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ذات کے لیے کسی سے بدلہ نہ لیتے۔	۵۵۷۸ ۱۸
۱۹۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ مسکرانے والا کوئی نہ تھا۔	۵۵۷۹ ۲۹	۱۹۳	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی بھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔	۵۵۷۹ ۱۹
۱۹۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوران گفتگو	۵۵۸۰ ۳۰	۱۹۴	دوسری فصل	۵۵۸۰ ۲۰

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	
۱۹۸	مشریف تشریف سال کی عمر میں ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء خوابوں سے ہوئی۔	۵۵۹۰ ۵	۱۹۲	اپنی نگاہ آسمان کی طرف رکھتے تھے۔ تیسری فصل	
۲۰۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے راستے میں چلتے ہوئے نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی تو حراء والا فرشتہ دیکھا۔	۵۵۹۱ ۶	۱۹۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ بچوں پر کوئی بھی ہر بان نہیں ہے۔	۵۵۸۱ ۳۱
۲۰۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نزول وحی کی کیفیت۔	۵۵۹۲ ۷	۱۹۴	قرض خواہ یودی نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نرم مزاجی کی وجہ سے کلمہ پڑھ کر حائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔	۵۵۸۲ ۳۲
۲۰۶	بوقت وحی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا سر مبارک جھکا لیتے تھے۔	۵۵۹۳ ۸	۱۹۵	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے فائدہ گفتگو کی بجائے کثرت سے ذکر فرماتے۔	۵۵۸۳ ۳۳
۲۰۸	کوہ صفا پر قبائل عرب کو دعوت اسلام۔	۵۵۹۴ ۹	۱۹۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ابو جہل کی بکواس کا جواب اللہ تعالیٰ نے دیا۔	۵۵۸۴ ۳۴
۲۱۱	حالت سجدہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک کندھوں پر اونٹ کی او جھڑی رکھی گئی اور حضرت فاطمہ نے اسے ہٹایا۔	۵۵۹۵ ۱۰	۱۹۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہتے تو سونے کے پہاڑ آپ کے ساتھ چلتے دبا ب۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت اور وحی کی ابتداء پہلی فصل	۵۵۸۵ ۳۵
۲۱۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اُحد سے زیادہ سخت دن عقبہ کا دن ہے۔ حتیٰ کہ پہاڑوں کے فرشتے پکار اُٹھے۔	۵۵۹۶ ۱۱	۱۹۸	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چالیس سال کی عمر میں اعلان نبوت فرمایا۔	۵۵۸۶ ۳۶
۲۱۳	اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چار دانت زخمی ہوئے۔ اپنے نبی کو ستانے والے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب اترتا ہے۔	۵۵۹۷ ۱۲	۱۹۹	ظہور نبوت کے بعد آپ پندرہ سال مکہ میں مقیم رہے۔	۵۵۸۷ ۳۷
۲۲۴	تیسری فصل قرآن کی پہلی وحی کونسی ہے یا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ یا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ۔	۵۵۹۹ ۱۳	۲۰۰	بوقت وصال آپ کی عمر مبارک ایک روایت کے مطابق باسٹھ سال تھی۔	۵۵۸۸ ۳۸
			۲۰۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال	۵۵۸۹ ۳۹

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۲۲۵	کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ دوسری، تیسری فضل	۲۱۵	(باب، علامات نبوت کا بیان) پہلی فضل	۵۶۰۰
"	ہر قتل شاہ روم کے پاس نامہ نبوی اور اس نے ابوسفیان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں معلومات دریافت کیں۔	"	شق صدر اور آپ کا قلب مبارک زمزم سے دھویا گیا۔	"
۲۲۱	(باب، معراج کا بیان) پہلی فضل	۲۱۶	شق صدر کا واقعہ چار مرتبہ رونما ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس فرشتہ کو جانتے ہیں جو آپ کو ظہور نبوت سے پہلے سلام کیا کرتا تھا۔	۵۶۰۱
۲۲۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود واقعہ معراج بیان فرمایا۔	۲۱۷	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاند کے دو ٹکڑے کیے۔	۵۶۰۱۳
۲۲۰	حضرت ثابت بنانی کی حدیث میں واقعہ معراج کا ذکر۔	۲۱۸	ابو جہل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نقصان پہنچانے کے لیے آگے بڑھا کہ یہ ایک گھبراہٹوں کے بل جھاگ گیا۔	۵۶۰۲
۲۲۲	حضرت انس کی حدیث میں واقعہ معراج کا بیان۔	"	سونے سے لدی ہوئی اونٹنی سوار عورت حیرہ سے چل کر بیت اللہ کا طواف کر گئی مگر اس کی طرف کوئی سیلی نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھ سکے گا۔	۵۶۰۵
۲۲۸	معراج کی رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین چیزیں دیں گئیں۔	۲۱۹	انگے زمانے کے لوگوں کی دین پر ثابت قدمی کی مثال	۵۶۰۶
۲۲۹	دوسری، تیسری فضل	۲۲۲	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نمیند سے ہنستے ہوئے بیدار ہوئے اور ایک صحابیہ کے لیے دعا۔	۵۶۰۸
"	معراج سے واپسی پر قریش مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے متعلق سوالات کیے۔	۲۲۳	ایک چھاڑ پھونک کرنے والا شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گفتگو کے بعد	"
۲۵۱	بیت المقدس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کر دیا گیا۔			
۲۵۲	(باب، معجزات کا بیان) پہلی فضل			

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	کو نہیں دیکھتے تھے اور آپ ان پر حملہ کرتے تھے۔	۲۵۲	غارِ حرا میں دو کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔	۵۶۱۶
		۲۵۳	واقعہ ہجرت حضرت ابو بکر صدیقؓ بیان کرتے ہیں۔	۵۶۱۷
۲۶۶	حضرت جبریل خذق کے دن فراغت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی قریظہ کی طرف لے گئے۔	۲۵۵	عبداللہ بن سلام نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تین چیزیں پوچھیں اور مسلمان ہو گئے۔	۵۶۱۸
۲۶۷	مدینہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چھتے جاری ہو گئے۔	۲۵۷	صحابہ کرام کا جذبہ جہاد کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں سمندر میں گھوڑنے ڈالتے کام دین تو ہم ڈال دیں۔	۵۶۱۹
"	مدینہ کے دن چودہ سو افراد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے چھتے سے پانی پیا۔	۲۵۸	بدری میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا	۵۶۲۰
۲۶۸	پانی کا ایک اور معجزہ	۲۶۰	بدری میں جبریل سامانِ جنگ لے کر اترے۔	۵۶۲۱
۲۶۹	جنگل میں درختوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی۔	"	بدری میں اَقْدِمُ حَیْزِم کی غائبانہ آوازیں۔	۵۶۲۲
۲۷۰	حضرت سلم بن رکوع کی پنڈلی کی ہڈی پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دم کیا۔	۲۶۱	احد کے دن جبریل دیکھائیل میدانِ جنگ میں۔	۵۶۲۳
۲۷۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زید، جعفر اور ابن رواحہ کی شہادت کی خبر دی۔	"	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پنڈلی کی ٹوٹی ہوئی ہڈی جوڑ دی۔	۵۶۲۴
"	حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہادری اور ثابت قدمی سے شکستِ نتیج میں بدل گئی۔	۲۶۲	خندق کے دن حضرت جابرؓ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی جماعت کی دعوت کی اور برکتِ نبوی کا ظہور۔	۵۶۲۵
۲۷۳	حنین کے دن آپ نے فرمایا: کہ میں جھوٹا نہیں ہوں، میں ابن عبدالمطلب ہوں۔	۲۶۵	خندق کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ سے فرمایا کہ تمہیں باغی قوم قتل کرے گی۔	۵۶۲۶
		"	احزاب کے دن دشمن حضور صلی اللہ علیہ وسلم	۵۶۲۷

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۲۸۸	حفاظت کے لیے کھڑے رہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا سے تھک کے زمانہ میں بارش کا نزول۔	۲۸۴	حنین میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مٹھی بھر مٹی کا معجزہ اور کافر بھاگ گئے۔	۵۶۳۷ ۲۲
۲۹۰	کعبہ کے تنے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں سسکیاں لیں۔	۲۸۵	ایک شخص کے بارے میں پیشین گوئی کہ وہ روزِ خفی ہے۔	۵۶۳۸ ۲۳
۲۹۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سست رفتار گھوڑے پر سواری کرنے سے وہ تیز رفتار ہو گیا۔	۲۸۶	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا۔	۵۶۳۹ ۲۴
۲۹۲	حضرت جابر کے والد کے قرض کی ادائیگی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے ہوئی۔	۲۸۷	ذوالنحصرہ کی بارگاہ رسالت میں گستاخی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کی اولاد کے بارے میں پیشین گوئی۔	۵۶۴۰ ۲۵
۲۹۳	حضرت ام ماک کے گھي کے ذیہ سے کبھی گھي کم نہ ہوتا تھا۔	۲۸۸	حضرت ابو ہریرہ کی ماں کے لیے دعائے نبوی اور وہ مسلمان ہو گئیں۔	۵۶۴۱ ۲۶
۲۹۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا برکت سے حضرت ام سلیم کا کھانا ستراسی آدیوں کو کفایت کر گیا۔	۲۸۹	بارگاہ رسالت میں حاضر رہنے والے صحابی حضرت ابو ہریرہ کو فرمان اور احادیث رسول کیسے یاد ہو جاتی ہیں؟	۵۶۴۲ ۲۷
۲۹۵	برتن میں انگلیاں رکھنے سے پانی چھوٹ پڑا۔	۲۹۰	حضرت جریر بن عبد اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے ذوالخلصہ کو آگ میں گرایا۔	۵۶۴۳ ۲۸
۲۹۶	صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو برکت سمجھتے تھے۔	۲۹۱	ایک مرتد کے بارے میں پیشین گوئی کہ اسے زمین قبول نہ کرے گی۔	۵۶۴۴ ۲۹
۲۹۷	حالت سفر میں قابل حکایت معجزے کا ظہور۔	۲۹۲	یہود قبروں میں عذاب دیئے جا رہے ہیں۔	۵۶۴۵ ۳۰
۳۰۰	بچے ہوئے کھانے پر دعائے برکت	۲۹۳	تیز ہوا منافق کی موت پر بھیجی گئی۔	۵۶۴۶ ۳۱
۳۰۱	حضرت ام سلیم کے تھوڑے سے کھانے کو	۲۹۴	مدینہ کی ہر گھاٹی اور راستے پر دو فرشتے	۵۶۴۷ ۳۲

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۳۱۲	درخت نے اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی۔	۵۶۷۱ ۵۶	تقریباً تین سو آدمیوں نے میر ہو کر کھایا۔	۵۶۶۰ ۴۵
۳۱۳	درخت کے خوشہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی۔	۵۶۷۲ ۵۷	تھکا ہوا اونٹ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے تیز رفتاری سے چلنے لگا۔	۵۶۶۱ ۴۶
۳۱۴	بھیڑیے نے ظہور نبوت و رسالت کا اعلان کیا۔	۵۶۷۳ ۵۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باغ کے پھلوں کا لگایا ہوا اندازہ درست نکلا۔	۵۶۶۲ ۴۷
۳۱۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیالے کا کھانا صبح سے رات تک کھانے کے باوجود بھی ختم نہ ہوتا تھا۔	۵۶۷۴ ۵۹	حضرت ابوذر سے فرمایا: تم مصرفہ کرو گے	۵۶۶۳ ۴۸
۳۱۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا سے بدر کے ہر غازی کو ایک یا دو اونٹ ملے	۵۶۷۵ ۶۰	بارہ منافق جنت میں داخل نہ ہوں گے۔	۵۶۶۴ ۴۹
۳۱۷	صحابہ کو غنیمتیں ملنے کی بشارت۔	۵۶۷۶ ۶۱	دوسری فصل	۵۶۶۵ ۵۰
۳۱۸	یہودیہ نے بھنی ہوئی بکری میں زہر ملا کر بارگاہ نبوی میں پیش کیا۔	۵۶۷۷ ۶۲	شام کے راہب نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی گواہی دی۔	۵۶۶۶ ۵۱
۳۱۹	غزوہ خین میں مال غنیمت حاصل ہونے کی خوشخبری۔	۵۶۷۸ ۶۳	درخت اور پتھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کہتے۔	۵۶۶۷ ۵۲
۳۲۰	توشہ دان میں چھوہاروں پر برکت کی دعا سے وہ کبھی ختم نہ ہوئے۔	۵۶۷۹ ۶۴	جبرائیل علیہ السلام کے ڈانٹنے پر براق پیستہ پسینہ ہو گیا۔	۵۶۶۸ ۵۳
۳۲۱	تیسری فصل	۵۶۸۰ ۶۵	جبرائیل علیہ السلام کی انگلی کے اشارے سے پتھر چر گیا۔	۵۶۶۹ ۵۴
۳۲۲	ہجرت کے موقع پر کفار مکہ کی سازشوں سے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مطلع کر دیا۔	۵۶۸۱ ۶۶	صحابی نے ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تین معجزات دیکھے۔	۵۶۷۰ ۵۵
۳۲۳	بھنی ہوئی بکری میں ملا یا گیا زہر آپ کو معلوم ہو گیا۔	۵۶۸۲ ۶۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیوانگی والے بچے کے سینہ پر ہاتھ پھیرا۔	۵۶۷۱ ۵۶
۳۲۴			رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درخت کو بلایا تو وہ آکر سامنے کھڑا ہو گیا۔	۵۶۷۲ ۵۷

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	مرث نمبر
۳۲۱	کے پاس سے اٹھ کر جانے والوں کی لاشیں چپک اٹھی جس کی روشنی میں وہ اپنے گھر پہنچے	۳۲۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیامت تک ہونے والے واقعات کی خبر دی۔	۵۶۸۲/۶۷
۳۲۱	ایک صحابی کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شبید ہونے کی خبر دی اور اس پر ان کا پختہ ایمان۔	۳۲۳	جنات کے قرآن پاک سننے کی خبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک درخت نے دی۔	۵۶۸۳/۶۸
۳۲۲	حضرت ابوبکر صدیق کا کھانا پہلے سے تین گن زیادہ ہو گیا۔	۳۲۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بد کے مقتولین کی قتل گاہ کی نشاندہی ایک دن پہلے ہی کر دی تھی۔	۵۶۸۴/۶۹
۳۲۳	دوسری فصل	۳۲۵	حضرت دید کی عیادت کرنے پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں درازی عمر اور جنت کی خوشخبری دی۔	۵۶۸۵/۷۰
۳۲۳	بنجاشی کی قبر پر نور دیکھا جاتا تھا۔	۳۲۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹی بات تھوپنے والا جہنمی ہے۔	۵۶۸۶/۷۱
۳۲۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غسل کی کیفیت۔	۳۲۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عطا کردہ جو کا آٹا ناپے بغیر ختم نہ ہوتا تھا۔	۵۶۸۷/۷۲
۳۲۴	حضرت سفینہ نے کہا، اے شیر! میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔	۳۲۸	قبر کھودنے والے کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایت۔	۵۶۸۸/۷۳
۳۲۵	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر اندک برکت سے بارش ہوئی۔	۳۲۹	دوران ہجرت ام معبد کی سوکھی بکری نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ لگانے کی برکت سے برتنوں کو دودھ سے بھر دیا۔	۵۶۸۹/۷۴
۳۲۶	جنگ حرہ کے دنوں میں قبر انور سے اذان کی آواز سنائی دیتی تھی۔	۳۳۰	(باب، کرامات کا بیان) پہلی فصل	۵۶۹۰/۷۵
۳۲۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا سے باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا۔	۳۳۱	اندھیری رات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۵۶۹۱/۷۶
۳۲۸	تیسری فصل	۳۳۲	حضرت سعید بن زید کی دعا سے ایک عورت کی آنکھیں جاتی رہیں۔	۵۶۹۲/۷۷
۳۲۹	حضرت عمرؓ عمر لے دوران خطبہ ساریہ کو دشمن	۳۳۳	حضرت عمرؓ عمر لے دوران خطبہ ساریہ کو دشمن	۵۶۹۳/۷۸

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	کی مدینہ میں تشریف آوری کی خوشی میں نیزوں سے کھلتے تھے۔	۳۳۹	۵۷۰۱ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ستر ہزار فرشتے صبح کو اور ستر ہزار شام کو درود پڑھنے کے لیے اترتے ہیں۔	۵۷۰۱
۳۳۸	۵۷۰۹ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کے بستر کی جگہ پر دفن کیا گیا۔	۳۴۰	(باب) ۵۷۱۰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف اور قبر انور کی تیاری۔	۵۷۰۲
۳۳۹	تیسری فصل ۵۷۱۱ ہر نبی کو دصال سے پہلے اس کا جنتی مقام دکھا دیا جاتا ہے۔	۳۴۲	۵۷۱۲ پہلی فصل ہجرت مدینہ سے قبل کچھ انصاری صحابی قرآن پاک کی سورتیں یاد کر چکے تھے۔	۵۷۰۳
۳۵۰	۵۷۱۲ بوقت وصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نکھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو صحابہ کے نزاع کی وجہ سے آپ نے نہ نکھار	۳۴۳	۵۷۱۳ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ سن کر ابو بکر صدیق رونے لگے۔	۵۷۰۴
۳۵۳	۵۷۱۳ حضرت ام ایمن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد وحی کا سلسلہ بند ہونے کی وجہ سے رو دیں۔	۳۴۴	۵۷۱۴ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تکہ گود میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔	۵۷۰۵
۳۵۴	۵۷۱۵ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو اپنے وصال کی خبر دی۔	۳۴۵	۵۷۱۶ انبیاء علیہم السلام کو بیماری کے بعد دنیا یا آخرت میں رہنے کا اختیار دیا جاتا ہے۔	۵۷۰۶
۳۵۶	۵۷۱۶ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو اپنے وصال کی خبر دی اور انہیں کافی مدت زندہ رہنے کی دعا دی۔	۳۴۷	۵۷۱۷ وصال نبوی کے وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پکار۔	۵۷۰۷
۳۵۷	۵۷۱۷ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دردمر کے	۳۴۸	۵۷۱۸ دوسری فصل جبھی بچے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۵۷۰۸

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۳۶۶	منہ گرے گا۔ بارہ خلفاء تک اسلام متواتر غالب رہے گا۔	۵۷۱۹	موقع پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دل لگی بات۔	۵۷۱۸
۳۶۷	اللہ تعالیٰ نے غفار قبیلے کو معاف فرمایا اور مسلم قبیلے کو سلامت رکھا۔	۵۷۲۰	بوقت وصال ملائکہ کا اترنا اور حضرت خضر علیہ السلام کی تعزیت۔	۵۷۱۸
۳۶۸	قریش، انصار، جہینہ، مزینہ، سلم، غفار اور انجیح قبائل مجھے عزیز ہیں۔	۵۷۲۱	دباب، سابقہ ابواب کے تمامات اور لواحق کا بیان	۵۷۱۸
۳۶۹	قبیلہ تمیم کی لڑائی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہونے کی وجہ سے آزاد کر دی گئی۔	۵۷۲۲	پہلی فصل	۵۷۱۸
"	دوسری فصل	۵۷۲۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال شریف کے وقت دنیا کے مال سے کچھ نہ چھوڑا	۵۷۱۹
"	جو قریش کی امانت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ذیل کرے گا۔	۵۷۲۴	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے وقت اپنا خیر ہتھیار اور زمین صدقہ کر دی۔	۵۷۲۰
"	اے اللہ! کفار کے پچھلے لوگوں پر عتاب میں فرما۔	۵۷۲۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے ورثاء وراثت تقسیم نہ کریں۔	۵۷۲۱
۳۷۰	اسد اور اشعرلوں کا قبیلہ اچھا ہے۔	۵۷۲۶	ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔	۵۷۲۲
"	قبیلہ ازد دوائے زمین میں اللہ کی فوج ہیں	۵۷۲۷	نبی کا پہلے وصال فرمانا امت کے لیے رحمت ہے۔	۵۷۲۳
۳۷۱	وصال شریف کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین قبائل کو ناپسند کرتے تھے۔	۵۷۲۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیکھنا ہر چیز سے زیادہ پیارا ہے۔	۵۷۲۴
"	قبیلہ ثقیف میں ایک جھوٹا اور ایک ظالم ہوگا۔	۵۷۲۹	دباب، قریش کے نائب اور قبائل کا ذکر	۵۷۲۴
۳۷۲	اے اللہ! ثقیف کو ہدایت دے۔	۵۷۳۰	پہلی فصل	۵۷۲۴
"	حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حیر	۵۷۳۱	لوگ قریش کے تابع رہیں گے۔	۵۷۲۵
۳۷۳		۵۷۳۲	خلافت ہمیشہ قریش میں رہے گی۔	۵۷۲۶
"		۵۷۳۳	قریش کی مخالفت کرنے والا اوندھے	۵۷۲۷

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۳۸۲	ہمارے صحابہ امت کے لیے باعث امن ہیں۔	۳۸۲	قبیلہ کی سلامتی کے لیے دعا کی۔	۵۷۴۲
۳۸۳	صحابہ تابعین اور تبع تابعین کی فضیلت کہ لوگ ان کو اپنے اپنے زمانے میں تلاش کریں گے۔	۳۸۳	حضرت ابو ہریرہ قبیلہ دوس سے تھے۔	۵۷۴۳
۳۸۵	بہترین امت صحابہ کرام ہیں۔ پھر تابعین۔	۳۸۴	اہل عرب سے عداوت مجھ سے عداوت ہے۔	۵۷۴۴
۳۸۶	دوسری فصل	۳۸۵	اہل عرب کو دھوکہ دینے والا میری شفاعت نہیں پاسے گا۔	۵۷۴۵
۳۸۷	صحابہ کرام کی عزت کرنے کا حکم کیونکہ وہ نیک لوگ ہیں۔	۳۸۶	عرب کا ہلاک ہونا قرب قیامت کی نشانی ہے۔	۵۷۴۶
۳۸۸	جس نے ہماری زیارت کی اسے آگ نہیں چھوئے گی۔	۳۸۷	بادشاہی قریش میں، قضا انصار میں، اذان حبشہ اور امانت قبیلہ ازد میں ہے۔	۵۷۴۷
۳۸۹	صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔	۳۸۸	تیسری فصل	۵۷۴۸
۳۹۰	صحابہ کی مثال کھانے میں نمک جیسی ہے۔	۳۸۹	کسی بھی قریشی کو باندھ کر قتل نہ کیا جائے۔	۵۷۴۹
۳۹۱	قیامت کے دن صحابہ امت کے قائد ہوں گے۔	۳۹۰	حضرت عبداللہ بن زبیر کو حجاج بن یوسف نے قتل کیا۔	۵۷۵۰
۳۹۲	تیسری فصل	۳۹۱	حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر کے درمیان جہاد پر گفتگو۔	۵۷۵۱
۳۹۳	صحابہ کو گایاں دینے والوں پر خدا تعالیٰ کی لعنت ہو۔	۳۹۲	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبیلہ دوس کے لیے ہدایت کی دعا کی۔	۵۷۵۲
۳۹۴	صحابہ آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں۔	۳۹۳	تین باتوں کے باعث اہل عرب سے محبت رکھو۔	۵۷۵۳
۳۹۵	باب، مناقب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۳۹۴	باب، مناقب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم	۵۷۵۴
۳۹۶	پہلی فصل	۳۹۵	باب، مناقب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم	۵۷۵۵
۳۹۷	حضرت ابوبکر صدیق سب لوگوں سے زیادہ مال خرچ کرنے والے تھے۔	۳۹۶	پہلی فصل	۵۷۵۶
۳۹۸		۳۹۷	میرے صحابہ کو گالی نہ دو۔	۵۷۵۷

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۳۰۱	حضرت ابو بکر صدیق کی فضیلت پر محدثین کا کلام۔	۳۹۴	۵۴۴۳	ابو بکر صدیق کے ہوتے ہوئے کسی کو امامت کروانا مناسب نہیں۔	۳۰۱
۳۰۲	ابو بکر صدیق میرے خلیل ہوتے۔	۳۹۵	۵۴۴۴	ابو بکر گھر میں کیا چھوڑ کر آئے ہو، عرض کی	۳۰۲
۳۰۳	رضی وصال میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلانے کا حکم۔	۳۹۶	۵۴۴۵	اللہ اور اس کے رسول کو گھر میں چھوڑ آیا ہوں۔	۳۰۳
۳۰۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک عورت سے فرمایا کہ میرے بعد ابو بکر صدیق سے ملکہ پوچھ لینا۔	۳۹۷	۵۴۴۶	اے ابو بکر! تم جہنم سے آزاد کیے گئے ہو۔	۳۰۴
۳۰۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مردوں میں سب سے زیادہ محبوب ابو بکر صدیق تھے۔	۳۹۸	۵۴۴۷	ابو بکر اور عمر میرے ساتھ قبروں سے اٹھیں گے۔	۳۰۵
۳۰۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے افضل ابو بکر صدیق نہیں۔	۳۹۹	۵۴۴۸	اس امت کے سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے ابو بکر صدیق ہیں۔	۳۰۶
۳۰۷	صحابہ اپنے زمانہ میں کسی کو ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی سے افضل کسی کو نہ سمجھتے تھے۔	۴۰۰	۵۴۴۹	تیسری فصل	۳۰۷
۳۰۸	دوسری فصل	۴۰۱	۵۴۵۰	حضرت عمر فاروق کی حسرت کہ ابو بکر میری ساری زندگی کی نیکیاں لے کر غارِ حرا کی ایک نیکی مجھے دے دیں۔	۳۰۸
۳۰۹	ابو بکر صدیق کی نیکیوں کا بدلہ اللہ تعالیٰ کل قیامت کے دن عطا فرمائے گا۔	۴۰۲	۵۴۵۱	باب، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مناقب پہلی فصل	۳۰۹
۳۱۰	ابو بکر صدیق ہمارے سردار، ہم میں افضل اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب ہیں۔	۴۰۳	۵۴۵۲	میری امت کا محدث عمر فاروق ہے۔	۳۱۰
۳۱۱	ابو بکر حوض پر میرے ساتھی ہیں۔	۴۰۴	۵۴۵۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بلند آواز سے بولنے والی خواتین حضرت عمر کی آواز سن کر بھاگ گئیں۔	۳۱۱
۳۱۲		۴۰۵	۵۴۵۴	جنت میں عمر بن خطاب کا محل خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق کی قمیص دراز دی تھی۔	۳۱۲

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۴۲۱	جنت میں مرتبے کے اعتبار سے ہماری امت کا بلند ترین شخص عمر فاروق ہے۔	۴۱۱	خواب میں دودھ کا پینا علم سے تعبیر ہے۔	۵۷۸۲/۵
"	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد عمر سے زیادہ کوشش کرنے والا کوئی نہیں۔	"	عمر فاروق نے کنویں سے پانی کے ڈول زیادہ نکالے حتیٰ کہ لوگ سیراب ہو گئے۔	۵۷۸۲/۶
۴۲۲	جب حضرت عمر فاروق اعظم کو زخمی کیا گیا تو حضرت عباس نے انہیں تسلی دی۔	۴۱۳	دوسری فصل	۵۷۸۵/۲
۴۲۳	دباب، مناقب ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما	"	اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق رکھ دیا ہے۔	۵۷۸۶/۸
"	پہلی فصل	۴۱۴	سکینہ عمر کی زبان پر بولتا ہے۔	۵۷۸۶/۹
"	حضرت ابو بکر و عمر کی غیر موجودگی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اور ابو بکر و عمر اس پر ایمان لاتے ہیں۔	"	یا اللہ ابو جہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو غالب فرما۔	۵۷۸۸/۱۱
۴۲۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر اس طرح کا کلام فرماتے کہ ہم اور ابو بکر و عمر نکلے، چلے، داخل ہوئے وغیرہ۔	"	حضرت ابو بکر اور عمر نے ایک دوسرے کی تعریف کی۔	۵۷۸۹/۱۱
۴۲۵	دوسری فصل	۴۱۵	میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔	۵۷۹۰/۱۲
"	ابو بکر و عمر علیہن دالے ہیں۔	"	فتح کی خوشی میں ایک عورت نے دف بجانے کی کوشش کی تو حضرت عمر فاروق کو دیکھ کر بھاگ گئی۔	۵۷۹۱/۱۳
"	ابو بکر و عمر علیہن دالے ہیں۔	۴۱۶	حبشی عورت نایاب رہی تھی کہ اچانک عمر فاروق آ گئے۔	۵۷۹۲/۱۴
"	انبیاء اور رسولوں کے علاوہ ابو بکر و عمر اولین و آخرین کے معمر لوگوں کے سردار ہیں۔	۴۱۹	تیسری فصل	۵۷۹۳/۱۵
۴۲۸	میرے بعد تم دو افراد کی اقتداء کرو یعنی ابو بکر و عمر کی۔	"	حضرت عمر فاروق نے کہا کہ میں نے تین باتوں میں اپنے رب کی موافقت کی۔	۵۷۹۳/۱۵
"	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو بکر و عمر	۴۲۰	حضرت عمر بن خطاب کو لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت۔	۵۷۹۳/۱۵

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	نبوی میں پیش کیے۔		کو دیکھ کر مسکراتے۔	
۴۳۷	حضرت عثمان غنی نے ایک ہزار دینار تبرک کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے۔	۴۲۸	کل قیامت کے دن ابوبکر و عمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں ہوں گے۔	۵۸۰۳
	بیعت رضوان کے موقع پر حضرت عثمان غنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نمائندے بن کر اہل مکہ کے پاس گئے۔	۴۳۰	ابوبکر و عمر دونوں دیکھنے اور سننے کے مرتبے میں ہیں۔	۵۸۰۴
۴۳۸	حضرت عثمان کے گھر کا محاصرہ اور شہادت کے وقت آپ کی گفتگو۔	۴۳۱	زمین میں ہمارے دو وزیر ابوبکر و عمر ہیں۔	۵۸۰۵
۴۳۹	نقنہ کے دن یہ شخص ہدایت پر ہوگا یعنی عثمان۔		ترازو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پلڑا حضرت ابوبکر سے اور ابوبکر کا عمر سے اور عمر کا عثمان سے بھاری نکلا۔	۵۸۰۶
۴۴۰	لے عثمان اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنا دے گا۔	۴۳۲	تیسری فصل جنتی شخص ابوبکر و عمر کے آنے کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اطلاع دی۔	۵۸۰۷
۴۴۱	نقنہ کے دن یہ عثمان بحیثیت مظلوم شہید کیے جائیں گے۔		ابوبکر کی ایک نیکی عمر کی ساری زندگی کی نیکیوں سے بھاری ہے۔	۵۸۰۸
۴۴۲	حضرت عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد پر ممبر کرنے والے ہیں۔	۴۳۳	باب، مناقب عثمان غنی رضی اللہ عنہ	
۴۴۳	تیسری فصل حضرت عثمان کے بارے میں کینہ و بغض رکھنے والے کو حضرت ابن عمر کا جواب۔		پہلی فصل حیا و عثمان کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک پنڈلیوں سے کپڑا درست کیا۔	۵۸۰۹
۴۴۴	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے سرگوشی میں گفتگو کی۔	۴۳۵	دوسری فصل ہمارے ہر بان دوست جنت میں عثمان ہیں۔	۵۸۱۰
۴۴۵	حضرت ابوبکر و عمر نے حضرت عثمان غنی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنایا۔	۴۳۶	حضرت عثمان غنی نے تبرک کے لیے تین سواونٹ مع سادو سامان کے بارگاہ	۵۸۱۱

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۲۵۵	عقد موافقات میں حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں۔	۵۸۲۲	۲۲۶	باب، خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (کے فضائل)
۲۵۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت علی نے پرندہ کا گوشت تناول فرمایا۔	۵۸۲۳	"	پہلی فصل
۲۵۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کو اشیاء عنایت فرماتے۔	۵۸۲۴	۲۲۷	۵۸۲۲
"	یہ حکمت کا محل ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔	۵۸۲۵	۲۲۸	۵۸۲۳
۲۵۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے ساتھ رازداری کی گفتگو کی۔	۵۸۲۶	"	۵۸۲۴
"	حضرت علی کے لیے حالت جابت میں مسجد سے گزرنے کی اجازت۔	۵۸۲۷	۲۲۹	۵۸۲۵
۲۵۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کو دیکھنے کی دعا کی۔	۵۸۲۸	۲۳۰	۵۸۲۶
۲۶۰	تیسری فصل	۵۸۲۹	"	۵۸۲۷
"	منافق علی سے محبت اور مومن ان سے بغض نہیں رکھے گا۔	۵۸۳۰	۲۳۱	۵۸۲۸
"	جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔	۵۸۳۱	۲۳۲	۵۸۲۹
"	حضرت علی رضی اللہ عنہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مشابہت ہے۔	۵۸۳۲	"	۵۸۳۰
۲۶۱	غدير خم کے موقع پر حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا۔	۵۸۳۳	"	۵۸۳۱

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۴۴۱	حضرت سعد پہلے عرب میں جنتوں نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کیا۔	۴۴۶	۵۸۵۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے ساتھ حضرت فاطمہ کے نکاح کی درخواست کو قبول فرمایا۔	۵۸۴۳ ۱۸
۴۴۲	حضرت سعد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پہرہ دیا۔ اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں۔	۴۴۷	۵۸۵۳ حضرت علی کے دروازے کے علاوہ باقی سب دروازے بند کرنے کا حکم۔	۵۸۴۴ ۱۹
۴۴۳	اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ بناتے تو ابو بکر و عمر اور ابو عبیدہ بن الجراح کو بناتے۔	۴۴۸	۵۸۵۴ حضرت علی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربت خاص۔	۵۸۴۵ ۲۰
۴۴۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوہ حرا میں ابو بکر و عمر و عثمان و علی، طلحہ اور زبیر تھے کہ چٹان نے جنبش کی۔	۴۴۹	۵۸۵۵ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے لیے عافیت کی دعا مانگی۔	۵۸۴۶ ۲۱
۴۴۵	دس اصحاب کے لیے جنت کی خوشخبری۔	۴۵۰	۵۸۵۶ (باب) عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے فضائل پہلی فصل	۵۸۴۷ ۲۲
۴۴۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قریبی صحابہ کی صفات بیان فرمائیں۔	۴۵۱	۵۸۵۷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن سے لاضی تھے خلیفہ بننے کا حق بھی انہی کا ہے۔	۵۸۴۸ ۲۳
۴۴۷	طلحہ نے اپنے لیے جنت واجب کر لی۔	۴۵۲	۵۸۵۸ حضرت طلحہ نے اپنے ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُحد کے دن حفاظت کی۔	۵۸۴۹ ۲۴
۴۴۸	جو شخص زمین کے اوپر چلنے لگے شہید ہو دیکھنا چاہیے تو طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے۔	۴۵۳	۵۸۵۹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری حضرت زبیر ہیں۔	۵۸۵۰ ۲۵
۴۴۹	طلحہ اور زبیر جنت میں ہمارے پڑوسی ہیں۔	۴۵۴	۵۸۶۰ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منفرد اعزاز دیا۔	۵۸۵۱ ۲۶
۴۵۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کی تیر اندازی کے لیے دعا کی۔	۴۵۵	۵۸۶۱ حضرت سعد بن مالک سے فرمایا: اے سعد! تم پر میرے والدین فدا ہوں۔	۵۸۵۲ ۲۷
۴۵۱	یا اللہ! سعد جب بھی دعا کریں تو ان کی	۴۵۶	۵۸۶۲	۵۸۵۳

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۴۸۷	ایک قُلِّ قَعَاوُا نَدْعُ اَبْنَاءَکَا وَابْنَاءَکُوْدَا لَہ کے مصداق حضرات	۴۸۷	دعا قبول فرما۔	۵۸۶۳
۴۸۹	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حسین علی، فاطمہ کو کبیل میں داخل کیا۔	۴۸۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد سے فرمایا اے دانا لڑکے! تیر چلا۔	۵۸۶۴
۴۹۰	ابراہیم ابن رسول اللہ کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی ہے۔	۴۹۰	حضرت سعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماموں ہیں۔	۵۸۶۵
۴۹۱	حضرت فاطمہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرگوشی اپنی رحلت اور ان کے سب سے پہلے ملنے کی خبر۔	۴۹۱	تیسری فصل	۵۸۶۶
۴۹۲	جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اس نے ہمیں ناراض کیا۔	۴۹۲	حضرت سعد بن ابی وقاص پہلے شخص میں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں تیر چلایا۔	۵۸۶۷
۴۹۳	میں تمہارے پاس اللہ کی کتاب اور اپنے اہل بیت چھوڑ کر جا رہا ہوں۔	۴۹۳	حضرت سعد اسلام قبول کرنے والے تیسرے شخص تھے۔	۵۸۶۸
۴۹۵	حضرت جعفر دو پروں والے تھے۔	۴۹۵	اے عبدالرحمان تمہارے باپ کو اللہ تعالیٰ جنت کے سبیل چٹھے سے پلائے۔	۵۸۶۹
۴۹۶	اے اللہ میں حسن بن علی سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔	۴۹۶	ازواج مطہرات پر مال پختاؤر کرنے والا پکا اور نیکو کار ہے۔	۵۸۷۰
۴۹۷	اے اللہ حسن سے محبت کرنے والے کو بھی محبوب بنالے۔	۴۹۷	حضرت ابو عبیدہ بن الجراح امانت میں ثابت قدم شخص ہیں۔	۵۸۷۱
۴۹۸	حضرت حسن کے بارے میں فرمایا: ہمارا یہ بیٹا سید ہے۔	۴۹۸	حضرت ابوبکر، عمر اور علی کو امیر بنائے جلے کا فائدہ	۵۸۷۲
۴۹۹	ایک عراقی کے سوال پوچھتے پر حضرت عبداللہ بن عمر کا افسوس کہ انہوں نے نواسہ رسول کو شہید کر دیا۔	۴۹۹	حضرت ابوبکر، عمر، عثمان اور علی کے لیے دعائے نبوی۔	۵۸۷۳
۵۰۰	حضرت حسن و حسین رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے مناقب پہلی فصل	۵۰۰	دعا قبول فرما۔	۵۸۷۴

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	حدیث نمبر
۵۰۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی دعا۔	۴۹۹	تعالیٰ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔	۵۸۸۵
۵۰۸	حضرت ابن عباس نے حضرت جبرائیل کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس دو دفعہ دیکھا۔	۵۰۰	حضرت ابن عباس کے لیے کتاب و حکمت کے علم کی دعا	۵۸۸۶
۵۰۹	حضرت ابن عباس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دفعہ دعا فرمائی۔	۵۰۱	اسے اللہ ابن عباس کو دین کی سمجھ عطا فرما۔	۵۸۸۷
۵۱۰	حضرت جعفر مکیوں سے محبت کرتے تھے اس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ابوالمساکین فرمایا۔	۵۰۲	حضرت حسن اور اسامہ کے لیے دعائے نبوی۔	۵۸۸۸
۵۱۱	ہم نے جعفر کو فرشتوں کے ساتھ جنت میں پرواز کرتے ہوئے دیکھا ہے۔	۵۰۳	اسامہ بن زید کو سالار شکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنایا۔	۵۸۸۹
۵۱۲	حسن و حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔	۵۰۴	حضرت زید بن حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام۔	۵۸۹۰
۵۱۳	حسن و حسین ہمارے دو پھول ہیں۔	۵۰۵	دوسری فعل	۵۸۹۱
۵۱۴	حسن و حسین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر تھے۔	۵۰۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خطبہ کا اقتباس۔	۵۸۹۲
۵۱۵	حضرت ام سلمیٰ شہادت حسین کے دن رو رہی تھیں۔	۵۰۷	جس نے اللہ کی کتاب اور ہماری عزت کو مضبوطی سے پکڑا وہ گمراہ نہیں ہوگا۔	۵۸۹۳
۵۱۶	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن و حسین سب سے زیادہ محبوب تھے۔	۵۰۸	حضرت علی، فاطمہ اور حسین سے جنگ کرنے والے کے ساتھ ہم جنگ کریں گے۔	۵۸۹۴
۵۱۷	دوران خطبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات حسن و حسین پر شفقت۔	۵۰۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت فاطمہ اور ان کے شوہر حضرت علی سب سے زیادہ پسند تھے۔	۵۸۹۵
۵۱۸	جو حسین سے محبت کرے گا اللہ اسے محبوب رکھے گا۔	۵۱۰	جس نے ہمارے چچا کو تکلیف دی اس نے ہمیں تکلیف دی۔	۵۸۹۶
۵۱۹		۵۱۱	عباس ہم سے ہیں اور ہم عباس سے ہیں۔	۵۸۹۷
۵۲۰		۵۱۲	حضرت عباس اور ان کی اولاد کے لیے	۵۸۹۸

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۲۰	حضرت ابو بکر نے حضرت حسن کو کندھے پر اٹھایا۔	۵۱۳	سرسے سینے تک حضرت حسن اور سینے سے پاؤں تک حضرت حسین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔	۵۹۰۸ ۳۶
"	حضرت امام حسین کو شہید کر دینے کے بعد ابن زیاد کی ان کے سر کے ساتھ گستاخی۔	"	حضرت خدیجہ اور ان کی والدہ کے لیے معفرت کی دعا اور فرمایا فاطمہ جنت کی عمدتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین جوانوں کے سردار ہیں۔	۵۹۰۹ ۳۷
۵۲۱	حضرت ام فضل کے خواب میں حضرت امام حسین کی ولادت کی خوشخبری۔	۵۱۴	حضرت حسن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کندھے پر سوار تھے۔ فرمایا: کتنا اچھا سوار ہے۔	۵۹۱۰ ۳۸
۵۲۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل گاہ حسین سے خون اٹھا کر کے بوتل میں بند کیا۔	"	حضرت عمر فاروق نے قربت نبوی کی وجہ سے حضرت اسامہ کا وظیفہ زیادہ مقرر کیا۔	۵۹۱۱ ۳۹
"	ہمارے اہل بیت سے ہماری محبت کی وجہ سے محبت رکھو۔	۵۱۵	حضرت زید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر مانے سے انکار کر دیا۔	۵۹۱۲ ۴۰
۵۲۳	ہمارے اہل بیت کی مثال کشتی لوح کی مانند ہے۔	۵۱۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے آخری وقت میں بھی حضرت اسامہ کے لیے دعا کی۔	۵۹۱۳ ۴۱
۵۲۴	باب، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ارواح مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے فضائل پہلی فصل	"	حضرت عائشہ سے فرمایا اے عائشہ اسامہ سے محبت رکھو۔	۵۹۱۴ ۴۲
۵۲۶	دنیا کی بہترین عورتوں میں سے مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد ہیں۔	۵۱۷	حضرت علی اور حضرت عباس نے پوچھا حضور مردوں میں آپ کو زیادہ پسند کون ہے؟ فرمایا اسامہ بن زید۔	۵۹۱۵ ۴۳
"	حضرت خدیجہ کو جبریل علیہ السلام نے رب تعالیٰ کا سلام پہنچایا۔	۵۱۸	تیسری فصل	
۵۲۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ کا بکثرت ذکر کیا کرتے تھے۔	۵۲۰		
۵۲۸	حضرت عائشہ کو جبریل علیہ السلام نے سلام کیا۔			

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۲۹	حضرت عائشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں تین راتیں دکھائی گئیں۔	۵۲۹	میرت کے اعتبار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔	۵۲۹
۵۲۹	صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی چاہنے کے لیے حضرت عائشہ کی باری میں تحائف بھیجتے تھے۔	۵۳۰	حضرت عبداللہ بن مسعود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بہت زیادہ رہا کرتے تھے۔	۵۳۰
۵۲۸	دوسری فصل	۵۳۲	چار صحابہ سے قرآن سیکھو۔	۵۳۲
۵۲۸	چار عورتوں کے فضائل و مناقب کافی ہیں۔	۵۳۲	حضرت علقمہ نے اپنے چھ جانشین کے لیے دعا کی۔	۵۳۲
۵۲۹	حضرت عائشہ دنیا و آخرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں۔	۵۳۲	جنت میں ابو طلحہ کی بیوی اور حضرت بلال کے پاؤں کی آہٹ۔	۵۳۲
۵۲۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کی رنجش کی کہ تم نبی کی بیٹی انبی کی بھتیجی اور نبی کے نکاح میں ہو۔	۵۳۳	صحابہ کرام کو مشرکین کی وجہ مجلس نبوی سے نہ اٹھانے کی ہدایت۔	۵۳۳
۵۳۱	حضرت فاطمہ کے لیے جنتی عورتوں کی سردار ہونے کی پیشگوئی	۵۳۳	حضرت ابوسلمی اشعری کو حضرت داؤد علیہ السلام جیسی خوش الحانی دی گئی۔	۵۳۳
۵۳۱	تیسری فصل	۵۳۳	حضرت مصعب بن عمیر کی شہادت پر فرمایا کہ وہ میوے چن رہے ہیں۔	۵۳۳
۵۳۲	حضرت عائشہ کے پاس ہر شکل حدیث کا علم تھا۔	۵۳۳	چار حضرات نے قرآن پاک کو جمع کیا۔	۵۳۳
۵۳۲	حضرت عائشہ سب سے زیادہ فصیح تھیں۔	۵۳۳	سعد بن معاذ کی شہادت کے سبب عرش حرکت میں آگیا۔	۵۳۳
۵۳۲	(باب، جامع المناقب)	۵۳۳	جنت میں سعد بن معاذ کے رومال	۵۳۳
۵۳۲	پہلی فصل	۵۳۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت انس کی اولاد اور اولاد کی اولاد سے زیادہ تھی۔	۵۳۳
۵۳۲	حضرت عبداللہ بن عمر کی خواب کی تعبیر	۵۳۳	حضرت عبداللہ بن سلام کے لیے فرمایا	۵۳۳
۵۳۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی کہ وہ صالح مرد ہے۔	۵۳۳	حضرت عبداللہ بن سلام کے لیے فرمایا	۵۳۳
۵۳۵	حضرت ابن ام عبدالمطلب، ہیبت اور	۵۳۳	حضرت عبداللہ بن سلام کے لیے فرمایا	۵۳۳

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۴۰	کا خطبہ انصار کے بارے میں صحابہ کرام کو درگزر کرنے کا حکم۔	۵۴۵	۵۹۶۰/۲۷ حضرت قیس بن عبادہ کی خواب کی تعبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی۔	۵۹۶۸/۱۵
۵۴۱	۵۹۶۱/۲۸ اے اللہ انصار، ان کے بیٹوں اور پوتوں کو بخش دے۔	۵۴۸	۵۹۶۱/۲۸ ادب اور تعظیم رسول کی عمدہ مثال۔	۵۹۶۹/۱۶
۵۴۲	۵۹۶۲/۲۹ انصار کے بہترین گھر بنو نجار، بنو عبد اللہ بنو عمارت بن خزرج اور بنو ساعدہ ہیں۔	۵۴۹	۵۹۶۲/۲۹ علم خریا کے پاس بھی ہو تو سلطان فارسی کی قوم کے لوگ اسے حاصل کر لیں گے۔	۵۹۷۰/۱۷
۵۴۳	۵۹۶۳/۳۰ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا راز افشاء کرنے کی کوشش اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان معافی۔	۵۵۰	۵۹۶۳/۳۰ حضرت ابو ہریرہ اور ان کی ماں کے لیے دعا۔	۵۹۷۱/۱۸
۵۴۵	۵۹۶۴/۳۱ بری صحابہ افضل مسلمان ہیں۔	۵۵۱	۵۹۶۴/۳۱ حضرت ابو بکر صدیق نے صحابہ کرام کو ناراض نہیں کیا۔	۵۹۷۲/۱۹
۵۴۶	۵۹۶۵/۳۲ بدرا اور حدیبیہ میں شامل ہونے والا جہنم کی آگ میں داخل نہیں ہوگا۔	۵۵۲	۵۹۶۵/۳۲ انصار کی محبت ایمان ہے اور ان کی دشمنی علامت نفاق ہے۔	۵۹۷۳/۲۰
۵۴۷	۵۹۶۶/۳۳ حدیبیہ والے روئے زمین پر بہترین لوگ ہیں۔	۵۵۳	۵۹۶۶/۳۳ انصار سے جو محبت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے محبوب بنائے گا۔	۵۹۷۴/۲۱
۵۴۸	۵۹۶۷/۳۴ جو بھی نینتر اہل رباط پر چڑھے گا وہ بخشا ہوا ہے۔	۵۵۴	۵۹۶۷/۳۴ انصار سے فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ لوگ مال لے جائیں اور تم اللہ کے رسول کو لے جاؤ۔	۵۹۷۵/۲۲
۵۴۹	۵۹۶۸/۳۵ ہمارے بعد ابو بکر و عمر کی پیروی کرو۔	۵۵۵	۵۹۶۸/۳۵ انصار کے ایک فرد ہوتے۔	۵۹۷۶/۲۳
۵۵۰	۵۹۶۹/۳۶ بغیر مشورہ کے عبد اللہ بن مسعود امیر ہوتے۔	۵۵۶	۵۹۶۹/۳۶ جو شخص ابوسفیان کے گھر داخل ہو وہ امن والا ہے۔	۵۹۷۷/۲۴
۵۵۱	۵۹۷۰/۳۷ حضرت ابو ہریرہ اچھے ہم نشین ہیں۔	۵۵۷	۵۹۷۰/۳۷ انصار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محبوب ہیں۔	۵۹۷۸/۲۵
۵۵۲	۵۹۷۱/۳۸ اچھے مرد کون کون سے ہیں۔	۵۵۸	۵۹۷۱/۳۸ انصار کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنت میں افراد کی مشتاق ہے۔	۵۹۷۹/۲۶

صفحہ نمبر	عنوان	حدیث نمبر	صفحہ نمبر	عنوان	حدیث نمبر
۵۸۰	حضرت براء بن مالک کسی کام پر اللہ تعالیٰ کی قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا رد نہیں کرتا۔	۵۹۸۶ ۵۳	۵۷۱	حضرت عمار بن یاسر کی آمد پر فرمایا: پاکیزہ اور پاک جیسے ہوئے کو خوش آمدید۔	۵۹۷۳ ۴۰
۵۸۱	ہمارے اندرونی دوست اہل بیت ہیں اور ہمارا معذہ انصار ہیں۔	۵۹۸۷ ۵۴	۵۷۲	عمار بن یاسر مشکل کام کو اختیار فرماتے تھے۔	۵۹۷۴ ۴۱
"	اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھنے والا انصار کو دشمن نہیں رکھے گا۔	۵۹۸۸ ۵۵	"	حضرت سعید بن معاذ کا جازہ فرشتوں نے اٹھایا ہوا تھا۔	۵۹۷۵ ۴۲
"	ابو طلحہ کی قوم پاک دامن اور صبر کرنے والی ہے۔	۵۹۸۹ ۵۶	"	حضرت ابوذر غفاری سچے انسان ہیں۔	۵۹۷۶ ۴۳
۵۸۲	حاطب بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوئے اس لیے دوزخ میں نہیں جائیں گے۔	۵۹۹۰ ۵۷	"	ابوذر عیسیٰ بن مریم کے مشابہ ہیں۔	۵۹۷۷ ۴۴
"	اگر دین ثریا کے پاس ہوتا تو عجم کے کچھ مرد اسے حاصل کر لیتے۔	۵۹۹۱ ۵۸	"	حضرت معاذ بن جبل نے بوقت وصال فرمایا کہ چار حضرات سے علم حاصل کرو۔	۵۹۷۸ ۴۵
۵۸۳	اہل عجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتماد کرنے والے ہیں۔	۵۹۹۲ ۵۹	۵۷۳	حضرت مذلیفہ کی بیان کردہ باتوں کی تصدیق کرو اور عبداللہ بن مسعود سے پڑھو۔	۵۹۷۹ ۴۶
۵۸۴	تیسری فصل		۵۷۴	محمد بن مسلمہ کو فتنہ نقصان نہیں پہنچائے گا۔	۵۹۸۰ ۴۷
"	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سات منتخب افراد۔	۵۹۹۳ ۶۰		حضرت اسماء کے تو مولود بیٹے کا نام	۵۹۸۱ ۴۸
"	حضرت عمار سے دشمنی اور بغض رکھنے والے سے اللہ تعالیٰ دشمنی اور بغض فرماتا ہے۔	۵۹۹۴ ۶۱	۵۷۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبداللہ رکھا۔	
۵۸۵	خالد بن ولید اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔	۵۹۹۵ ۶۲	۵۷۶	حضرت امیر معاویہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی۔	۵۹۸۲ ۴۹
"	مجھے چار افراد سے محبت کرنے کا حکم دیا	۵۹۹۶ ۶۳	۵۷۷	حنظلہ بن ارم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن عاص کے ایمان لانے کا ذکر کیا۔	۵۹۸۳ ۵۰
			۵۷۸	حضرت جابر کے والد کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کر کے بغیر پردہ کے کلام کیا۔	۵۹۸۴ ۵۱
			۵۸۰	حضرت جابر کے لیے پچیس مرتبہ دعائے مغفرت۔	۵۹۸۵ ۵۲

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	مرثیہ نمبر
۵۹۸	حضرت علی بن ابی طالب ہاشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵	۵۸۷	۵۹۹۷
"	حضرت ابیاس بن بکیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۶	۵۸۸	۵۹۹۸
"	حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۷	"	۶۵
۵۹۹	حضرت امیر حمزہ بن عبدالمطلب ہاشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۸	۵۹۰	۵۹۹۹
"	حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ	۹	۵۹۱	۶۰۰۰
"	حضرت ابوذر لیث بن عتبہ بن ربیعہ قریشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۰	"	۶۰۰۱
"	حضرت حارثہ بن ربیعہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۱	"	۶۰۰۲
"	حضرت خبیب بن عدی انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۲	۵۹۳	۶۰۰۳
"	حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۳	"	۶۰۰۴
"	حضرت رفاعہ بن رافع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۴	۵۹۴	۶۰۰۵
"	حضرت رفاعہ بن عبدالمنذر ابی بابہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۵	۵۹۵	۶۰۰۶
"	حضرت دبیر بن عوام قریشی رضی اللہ عنہ	۱۶	۵۹۶	۶۰۰۷
۶۰۲	حضرت زید بن سہل ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۷	"	۶۰۰۸
"	حضرت ابو زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۸	"	۶۰۰۹
"	حضرت سعد بن مالک زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۹	۵۹۷	۶۰۱۰

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۶۰۸	حضرت سارہ ابن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۲	۴۰۳	حضرت سعد بن خولہ قریشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
"	حضرت معن بن عدی انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۳	"	حضرت سعید بن نبید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
"	حضرت مقداد بن عمرو کندی رضی اللہ عنہ	۴۴	"	حضرت ہبل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۶۰۹	حضرت ہلال بن امیہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۵	"	حضرت ظہیر بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ
"	حضرت ہلال بن امیہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	"	"	حضرت خدیج بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ
"	باب، یمن، شام اور اویس قرنی کا ذکر پہلی فصل	۴۶	۴۰۴	حضرت عبداللہ بن مسعود ہذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
"	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اویس کی نشانی بیان فرمائی۔	۴۷	"	حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۶۱۰	حضرت اویس کے حالات کا بیان	۴۸	۴۰۵	حضرت عبیدہ بن عاتق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۶۱۱	یمن والے نرم اور رقیق القلب ہیں۔	"	"	حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۶۱۲	نخراور تکرگھوڑوں کے مالکوں میں ہوتا ہے	۴۹	۴۰۶	حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۶۱۳	مشرق کی طرف سے نقتے آئیں گے۔	۵۰	"	حضرت عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۶۱۴	دلوں کی سختی اور حفا مشرق میں اور ایمان اہل حجاز میں ہے۔	۵۱	"	حضرت عامر بن ربیع غنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
"	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد والوں کی بے برکت کی دعا نہیں کی۔	۵۲	"	حضرت عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ
۶۱۵	دوسری فصل	۵۳	"	حضرت عیوب بن ساعدہ انصاری رضی اللہ عنہ
"	اے اللہ! یمن والوں کے دل ہماری طرف پھیر دے۔	۵۴	۴۰۷	حضرت عتبہ بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ
۶۱۶	شام کے لیے خوشخبری ہو۔	۵۵	"	حضرت قدامہ بن ملحون رضی اللہ تعالیٰ عنہ
"	عنقریب حضرت موت سے آگ نکلے گی۔	۵۶	"	حضرت قتادہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ
		۵۷	"	حضرت معاذ بن عمرو بن الجوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ
		۵۸	"	حضرت معوذ بن عفر اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ
		"	"	حضرت معاذ بن عفر اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ
		"	"	حضرت مالک بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ
		۵۹	"	حضرت مسطح بن عباد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	حدیث نمبر
۶۳۱	دوسری فصل	۶۳۱	بہترین لوگ وہ ہیں جو حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت کی جگہ کو لازم پکڑنے والے ہیں۔	۶۰۱۲
"	میری امت کا مال بارش جیسا ہے	۶۳۲	شام کو لازم پکڑو اس لیے کہ شام اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہے۔	۶۰۱۳
۶۳۲	تیسری فصل	"	تیسری فصل۔	"
"	وہ امت کیسے ہلاک ہوگی جس کی ابتداء میں ہم اور آخر میں عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔	۶۳۳	شام میں چالیس ابدال ہوں گے جن کی برکت سے بارش ہوتی ہے۔	۶۰۱۵
۶۳۳	ایمان کے اعتبار سے پسندیدہ لوگ۔	"	ہمنے کے لیے شام کے شہر کو اختیار کرو۔	۶۰۱۶
۶۳۴	امت کے آخری لوگوں کا ثواب پہلوں کی مثل ہوگا۔	۶۳۴	خلافت مدینہ میں اور ملکیت شام میں ہوگی۔	۶۰۱۷
۶۳۵	سات مرتبہ خوشخبری ہو اس شخص کے لیے جس نے ہماری زیارت نہیں کی اور ہم پر ایمان لایا۔	۶۳۵	دور کا ستون شام ہی ٹھہرے گی۔	۶۰۱۸
"	بعد والے لوگ ہماری زیارت کیسے بغیر ایمان لائے اس لیے وہ بہتر ہیں۔	۶۳۶	جنگ کے دن مسلمانوں کے اجتماع کی جگہ غوطہ ہے۔	۶۰۱۹
۶۳۶	ہماری امت کی ایک جماعت ہمیشہ اندادی ہوئی رہے گی۔	"	عجم کا بادشاہ تمام شہروں پر قابض ہو جائے گا۔	۶۰۲۰
۶۳۷	اللہ تعالیٰ نے ہماری امت سے خطا اور معمول معاف فرمادی ہے۔	۶۳۷	سوائے دمشق کے۔	"
۶۳۸	تم بہترین امت ہو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مکرم ترین ہو۔	۶۳۸	دباب، اس امت کا ثواب پسلی فصل	۶۰۲۱
۶۳۹	خاتمہ کتاب	"	اس امت کی مزدوری کا وقت عصر سے غروب تک ہے۔	"
۶۴۰	تکمیل ترجمہ	۶۳۹	ہمارے ساتھ شدید محبت رکھنے والے لوگ ہمارے بعد پیدا ہوں گے۔	۶۰۲۲
۶۴۱	تکمیل آرزو	۶۴۰	ہماری امت کی ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے امر پر رہے گی۔	۶۰۲۳

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	حدیث نمبر
۶۳۱	دوسری فصل	۶۲۱	بہترین لوگ وہ ہیں جو حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت کی جگہ کو لازم پکڑنے والے ہیں۔	۶۰۱۲
"	میری امت کا مال بارش جیسا ہے	۶۲۲	شام کو لازم پکڑو اس لیے کہ شام اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہے۔	۶۰۱۳
۶۳۲	تیسری فصل	"	تیسری فصل۔	"
"	وہ امت کیسے ہلاک ہوگی جس کی ابتداء میں ہم اور آخر میں عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔	۶۲۳	شام میں چالیس ابدال ہوں گے جن کی برکت سے بارش ہوتی ہے۔	۶۰۱۵
۶۳۳	ایمان کے اعتبار سے پسندیدہ لوگ۔	"	ہمنے کے لیے شام کے شہر کو اختیار کرو۔	۶۰۱۶
۶۳۴	امت کے آخری لوگوں کا ثواب پہلوں کی مثل ہوگا۔	۶۲۴	خلافت مدینہ میں اور ملکیت شام میں ہوگی۔	۶۰۱۷
۶۳۵	سات مرتبہ خوشخبری ہو اس شخص کے لیے جس نے ہماری زیارت نہیں کی اور ہم پر ایمان لایا۔	۶۲۵	دور کا ستون شام ہی ٹھہرے گی۔	۶۰۱۸
"	بعد والے لوگ ہماری زیارت کیسے بغیر ایمان لائے اس لیے وہ بہتر ہیں۔	"	جنگ کے دن مسلمانوں کے اجتماع کی جگہ غوطہ ہے۔	۶۰۱۹
۶۳۶	ہماری امت کی ایک جماعت ہمیشہ اندر رہے گی۔	۶۲۶	عجم کا بادشاہ تمام شہروں پر قابض ہو جائے گا۔	۶۰۲۰
۶۳۷	اللہ تعالیٰ نے ہماری امت سے خطا اور معمول معاف فرمادی ہے۔	"	سوائے دمشق کے۔	"
۶۳۸	تم بہترین امت ہو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مکرم ترین ہو۔	۶۲۷	دباب، اس امت کا ثواب پسلی فصل	۶۰۲۱
۶۳۹	خاتمہ کتاب	"	اس امت کی مزدوری کا وقت عصر سے غروب تک ہے۔	"
۶۴۰	تکمیل ترجمہ	۶۲۸	ہمارے ساتھ شدید محبت رکھنے والے لوگ ہمارے بعد پیدا ہوں گے۔	۶۰۲۲
۶۴۱	تکمیل آرزو	۶۲۹	ہماری امت کی ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے امر پر رہے گی۔	۶۰۲۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حشر ہے انتساب

شاہِ برکات و برکاتِ پشیدیاں
نوبہارِ طریقت پہ لاکھوں سلام

فقیر قادری مشکوٰۃ شریف کی فارسی شرح از شیخ محقق، امام اہل سنت، گیارہویں صدی کے مجدد، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز مسمیٰ بہ ”اشعۃ اللمعات“ کے نصف آخر کا چار جلدوں پر مشتمل ترجمہ شمالی ہند میں سلسلہء عالیہ قادریہ کی سب سے بڑی درگاہ میں آرام فرما اور امام احمد رضا بریلوی کے مشائخ کرام اور سادات مارہرہ مقدسہ (رحمہم اللہ تعالیٰ) کی نذر کرتا ہے۔

اور ان کے توسط سے مارہرہ مقدسہ کے موجودہ سجادہ نشین اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے پروفیسر ڈاکٹر سید محمد امین میاں دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔

ع شاہاں چہ عجب گرنواز نگدارا

محمد عبدالحکیم شرف قادری برکاتی

۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ

۵ جون ۲۰۰۱ء

عرس قاسمی مارہرہ مطہرہ

محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب قبلہ نے اپنی تقریر کے دوران اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی حیات و کارنامے پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ بیان فرمایا کہ امام احمد رضا بریلوی کی علمی جلالت کا ہندو پاک کے علاوہ اب مصر میں بھی ڈکان بچ رہا ہے ان پر مختلف نوعیتوں سے ریسرچ ہو رہے ہیں اور تشنگان علم استفادہ کر رہے ہیں۔ یہ سن کر محققین و دانشوروں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی کہ امام احمد رضا بریلوی بین الاقوامی شخصیت کے حامل ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر مقررین نے بھی اپنے اپنے انداز خطاب سے قوم کی رہنمائی فرمائی۔

آثار شریفہ کی زیارت کا سماں بڑا پر کیف اور رحمت و نور میں ڈوبا ہوا تھا۔ ہزاروں کا مجمع انتہائی ادب و احترام کے ساتھ دو روئیہ صف بہ صف دست بستہ کھڑا تھا اور آثار شریفہ کے دیدار سے اپنی دل کی آنکھوں کو محفوظ کر رہا تھا ساتھ ہی درود و سلام کے ترانوں سے پوری فضا گونج رہی تھی۔

حضرت امین شریعت حضور امین میاں صاحب قبلہ نے مارہرہ شریف کی روایت کے مطابق بھرے مجمع میں برسر اسٹیج کچھ خوش بخت حضرات کو سلسلہ قادریہ برکاتیہ کی اجازت و خلافت اور دستار سے نوازا۔ ان کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

- (۱) حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب قبلہ پاکستان
- (۲) حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور
- (۳) حضرت مولانا عبدالمبین صاحب نعمانی دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ منو
- (۴) حضرت مولانا عسجد رضا صاحب قادری شہزادہ حضور ازہری میاں صاحب قبلہ بریلی شریف

(۵) مولانا عبدالستار ہمدانی پور بندر گجرات

زائرین کے اُمدتے سیلاب کا نظم و انتظام بڑے ہی عمدہ چمانے پر کیا گیا تھا جو خود اپنے آپ میں ایک مثال ہے۔ کہیں بھی کوئی بد نظمی نظر نہیں آئی۔ قیام و طعام کے انتظامات میں بھی کوئی کسر باقی نہیں رکھی گئی۔ آخر میں صلوٰۃ و سلام اور آثار متبرکہ کی زیارت پر عرس قاسمی کی نورانی تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

محمد قمر الدین رضوی

اپنی روایتی شان و شوکت کے ساتھ سرزمین مارہرہ شریف پر عرس قاسمی نہایت ہی تزک و احتشام کے ساتھ ۲۱-۲۲ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا جس میں ملک و بیرون ملک کے مشاہیر علماء و مشائخ نے شرکت فرمائی۔ خصوصیت کے ساتھ حضور ازہری میاں صاحب قبلہ بریلی شریف صاحب سجادہ حضرت سبحانی میاں صاحب بریلی شریف حضرت منان رضا خاں صاحب بریلی شریف صاحب سجادہ حضرت ضیاء صاحب کالپی شریف محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب جامعہ اشرفیہ مبارکپور مفتی عبدالمنان صاحب قادری شیخ الحدیث شمس العلوم گھوسی رئیس التحریر علامہ ارشد القادری بانی جامعہ حضرت نظام الدین دہلی عزیز ملت مولانا عبدالحفیظ صاحب سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مفتی نظام الدین صاحب جامعہ اشرفیہ مفتی جلال الدین صاحب قبلہ امجدی خلیفہ احسن العلماء بستی مولانا یحییٰ اختر مصباحی چیف ایڈیٹر ماہنامہ "کنز الایمان" دہلی مولانا محمد عیسیٰ صاحب رضوی قادری جامعہ رضویہ مظہر العلوم گڑھائے سنج مفتی شمس الدین صاحب بہرائچ حضرت مولانا سید عارف صاحب سابق شیخ الحدیث مظہر اسلام بریلی شریف ہالینڈ سے حضرت علامہ بدر القادری صاحب قبلہ زمبابوے سے حضرت مولانا حافظ محمد حمید الحق برکاتی جانشین حضور شارح بخاری علیہ الرحمۃ پاکستان سے حضرت مولانا سید عبدالحق صاحب قبلہ ابن حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق صاحب قبلہ و دیگر بہت سے علماء کرام و ملک بھر کی خانقاہوں کے سجادگان اس نورانی جلسہ میں حاضر تھے۔ عوام کا تو ایک ہجوم تھا جو عقیدت و محبت سے سرشار مارہرہ شریف کی سرزمین پر اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے اور نور کی بارش سے سیراب ہونے کے لیے چلے آ رہے تھے۔

علماء اسلام و دانشوران و مفکرین نے اپنے اپنے خطابات میں مختلف موضوعات پر روشنی ڈالی اور چبھتے ہوئے مسائل کا بڑی گہرائی سے جائزہ لیتے ہوئے اور مسلکی اختلافات پر روشنی ڈالتے ہوئے مسلک اعلیٰ حضرت کی حقانیت کو آفتاب نیروز کی طرح آشکارا کیا۔ صاحب سجادہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف حضرت امین شریعت حضور سید امین میاں صاحب مدظلہ النورانی اور رفیق ملت حضرت علامہ نجیب میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے عوام کو مسلک اعلیٰ حضرت پر گامزن رہنے کی تلقین فرمائی۔ پاکستان سے تشریف لائے ہوئے مہمان خصوصی شہنشاہ قلم حضرت علامہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مقدمہ

الحمد لله! اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف کے ترجمہ کی تکمیل ہوگئی

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين
وعلى آله واصحابه ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين

بندہ ناچیز و ناتواں 'حقیر و لاشے' اللہ رب العزت جل مجدہ العظیم کی بے شمار نعمتوں کا شکر یہ ادا نہیں کر سکتا جو اس کریم نے اس فقیر بے نوا کو عطا فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک اہم نعمت یہ ہے کہ مالک بے نیاز نے اپنے فضل و کرم سے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث شریفہ کے اہم ترین مجموعہ "مشکوٰۃ شریف" کی فارسی شرح "اشعة اللمعات" از امام اہل سنت، شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اردو ترجمہ مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

"اشعة اللمعات" فارسی چار جلدوں میں ہے اس کی پہلی دو جلدوں کا ترجمہ داتا گنج بخش حضرت علی ہجویری قدس سرہ کی جامع مسجد کے خطیب حضرت مولانا محمد سعید احمد نقشبندی مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تین جلدوں میں کیا، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۶ء کو ان کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون پائلٹ ہوٹل کے سامنے جامعہ غوثیہ میں انہیں عارضی طور پر دفن کیا گیا، بعد ازاں ان کی خوش قسمتی کہ انہیں حضرت داتا صاحب قدس سرہ العزیز کے احاطے میں منتقل کر دیا گیا۔

فرید بک شال کے مالک سید اعجاز احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فاضل جلیل مولانا علامہ محمد منشا تابش قصوری مدظلہ العالی استاذ شعبہ فارسی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سے مشورہ کیا کہ یہ کام کس کے سپرد کیا جائے؟ تو انہوں نے راقم الحروف کا نام پیش کر دیا، یہ میری خوش بختی تھی کہ میں نے دوسرے کام ملتوی کر کے یہ کام اپنے ذمہ لے لیا اور چار جنوری ۱۹۸۷ء کو اس کا آغاز کر دیا۔

چونکہ اشعة اللمعات کی آخری دو جلدیں ضخیم تھیں اس لیے طے پایا کہ ان کا ترجمہ چار جلدوں میں لایا جائے ان

میں سے دو جلدیں (چوتھی اور پانچویں) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت سے راقم کے قلم سے مکمل ہوئیں، چھٹی جلد فاضل جلیل مولانا مفتی محمد خان حفظہ اللہ تعالیٰ نے مکمل کی جس پر راقم نے مولانا حافظ محمد شاہد اقبال سلمہ المولیٰ تعالیٰ کے تعاون سے نظر ثانی کی، ساتویں جلد بھی مفتی محمد خان قادری سربراہ جامعہ اسلامیہ، فصیح روڈ، لاہور کے قلم سے تیار ہوئی اور راقم نے اس پر نظر ثانی کی، البتہ پہلے باب صفة الجنة و اهلها کا ترجمہ اس فقیر نے کیا، اسی طرح مناقب الصحابة سے آخر تک ترجمہ بھی راقم نے کیا۔ مولائے کریم جل مجدہ العظیم مفتی محمد خان قادری زید مجدہ، مولانا حافظ محمد شاہد اقبال، علامہ محمد منشا تبش قسوری، مالکان فرید بک شال، لاہور کے علم و اخلاص اور مساعی جمیلہ میں برکتیں عطا فرمائے۔ فاضل عزیز مولانا ممتاز احمد سیدی حفظہ اللہ تعالیٰ سے مشورے ہوتے رہے جو اس وقت جامعہ ازہر شریف میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی عربی شاعری پر ایم فل کا مقالہ لکھنے کے بعد علامہ فضل حق خیر آبادی کی عربی شاعری پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔
(والحمد لله على ذلك)

یہ کارِ عظیم اذی الحجۃ (عید الاضحیٰ کے دن) ۱۷ مارچ ۱۴۲۰ھ / ۲۰۰۰ء کو مکمل ہوا۔ بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے، میرا ہر بن موصد ہزار زبان بن جائے تو بھی رب کریم کا شکر یہ ادا نہیں کر سکتا۔ فالحمد لوجهہ الکریم حمدا کثیرا طیباً مبارکاً۔
جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں بخاری شریف اور دیگر درسی کتب کی تدریس، مکتبہ قادریہ کے معاملات کی دیکھ بھال، رضا کیڈی کے امور میں حتی الامکان دلچسپی آنے والے خطوط کے جوابات اور احباب سے ملاقات کے بعد ترجمہ کا کام کرتا رہا، یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ میری زندگی میں یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ اللہ کریم جل مجدہ قبول فرمائے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پسند کیا جائے۔
ترجمہ درج ذیل مراحل میں مکمل ہوا:

۴	۱۹۸۷ء	آغاز
۲	۱۹۸۷ء	ایک سو صفحات کا ترجمہ مکمل
۲۳	اپریل ۱۹۸۸ء	دو سو صفحات
۲۲	نومبر ۱۹۸۸ء	تین سو صفحات
۱۳	اپریل ۱۹۸۹ء	چار سو صفحات
۲	اپریل ۱۹۹۱ء	چھ سو صفحات
۲۳	دسمبر ۱۹۹۱ء	تیسری جلد کا ترجمہ مکمل
اس کے بعد ترجمہ مفتی محمد خان قادری صاحب کے سپرد کر دیا۔		
۲۰	جون ۱۹۹۹ء	پھر راقم نے ترجمہ شروع کیا
۱۷	مارچ ۲۰۰۰ء	الحمد للہ ترجمہ مکمل ہوا

۱۰ ذی الحجۃ ۱۴۲۰ھ (عید الاضحیٰ کے دن)

یاد رہے کہ اشعۃ اللمعات کی آخری دو جلدیں ایک ہزار چار سو گیارہ صفحات پر مشتمل ہیں ان کے ترجمہ پر سوا تیرہ سال صرف ہوئے اگرچہ درمیان میں دوسرے کام بھی ہوتے رہے مثلاً مطالع المسرات کے ترجمہ کی تکمیل ”من عقائد اهل السنة“ (عربی) کی تکمیل اور اشاعت شیخ محقق ہی کی ایک نادر اور غیر مطبوعہ کتاب ”تحصيل التعرف فی معرفة الفقه والتصوف“ عربی کا ترجمہ اور اس کی اشاعت اسی طرح دو تذکروں ”نور نور چہرے“ اور ”عظمتوں کے پاسبان“ کی ترتیب اور اشاعت۔

جب کہ حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اشعۃ اللمعات فارسی شرح مشکوٰۃ شریف کا آغاز ۱۲ ذی الحجہ ۱۰۱۹ھ میں ہوا اور اس کی تکمیل ۱۰۲۵ھ میں ہوئی اسی مدت میں عربی شرح ”لمعات“ مکمل ہوئی اور بعض دیگر رسائل بھی لکھے گئے مذکورہ مدت کا تہائی حصہ بلکہ اس سے بھی کم فارسی شرح پر صرف ہوا۔

(اشعۃ اللمعات فارسی ج ۳ ص ۷۵)

اندازہ کیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ محقق کے اوقات میں کتنی برکت عطا فرمائی تھی؟ اور ان کا قلم کتنا برق رفتار تھا؟ کہ انہوں نے فارسی شرح کے اڑھائی ہزار صفحات دو سال سے بھی کم عرصے میں مکمل کر لیے جب کہ چودہ سو صفحات کے ترجمہ پر ہمارے تیرہ سال صرف ہو گئے۔

راقم ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء میں دہلی گیا تو خواہش اور کوشش کے باوجود شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر حاضر نہ ہو سکا۔ کیونکہ آپ کا مزار جامع مسجد دہلی سے بیس پچیس کلومیٹر دور حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار سے بھی آگے ہے سن ۲۰۰۰ء میں دوبارہ انڈیا جانے کا موقع ملا تو فقیر مارہرہ مقدسہ مبارکپور اور بریلی شریف ہوتا ہوا دہلی پہنچا تو سوچا کہ اس دفعہ حضرت شیخ محقق کے مزار شریف پر ضرور حاضر ہونا چاہیے۔ ۶ نومبر کو پہلے حضرت علامہ ارشد القادری مدظلہ العالی کی زیارت کے لیے جامعہ حضرت نظام الدین حاضر ہوا پھر وہاں سے مولانا ابراہیم احمد اور مولانا محمد ناظم صاحبان کے ہمراہ حضرت شیخ محقق قدس سرہ العزیز کے مزار شریف پر حاضری دی بحمد اللہ تعالیٰ بہت پرسکون اور پر کیف بارگاہ ہے آپ کا مزار گنبد کے اندر اور آپ کے صاحبزادگان کے مزارات گنبد کے باہر ہیں آپ کی مسجد میں تبلیغی جماعت براجمان تھی۔

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنی سند حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ تک بیان کر دوں یہی مشکوٰۃ شریف کی سند ہوگی اور یہی اشعۃ اللمعات کی۔

شیخ محقق تک سند قراءۃ و سماعاً

راقم کو حدیث و تفسیر کی سند دی ملک المدرسین حضرت علامہ مولانا عطاء محمد چشتی گولڑوی نے انہیں اجازت دی الحاج شیخ عبدالقادر ابن شیخ عبدالرزاق (امام و خطیب جامع اعظمیہ بغداد شریف) نے انہیں اجازت دی شہر حدباء کے شیخ علامہ احمد

بن علامہ عبد الوہاب الجواد نے انہیں اجازت دی شیخ عبدالحق مہاجر کی نے انہیں اجازت دی علامہ محمد قطب الدین دہلوی کی نے انہیں شاہ عبدالغنی محدث دہلوی مہاجر مدنی نے انہیں شاہ محمد الحق نے انہیں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے انہیں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے۔ (ان سے آگے شیخ محقق تک سند آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیں)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تک فقیر کی اسانید

- (۱) فقیر کو اجازت حدیث و علوم دینیہ دی مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اجازت دی ان کے والد ماجد امام المحدثین مولانا ابو محمد سید محمد دیدار علی شاہ محدث الوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اور ان دونوں حضرات کو اجازت و خلافت دی امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز نے۔
- ح شیخ القرآن مولانا علامہ غلام علی اوکاڑوی نے ۲۱ نومبر ۱۹۹۹ء کو قرآن و حدیث اور علوم دینیہ کی اجازت دی انہیں حضرت مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری نے اجازت و خلافت دی۔
- (۲) فقیہ اعظم ہند مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی نے ۱۹ ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ / ۲۰۰۰ء کو اجازت دی انہیں حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی (صاحب بہار شریعت) اور حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان نے اجازت دی۔
- ح غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی نے ۵ رجب موافق ۱۷ مارچ ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء کو اجازت عطا فرمائی انہیں حضور مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خان نے اجازت عنایت کی۔
- ح حضرت مولانا خورشید احمد فیضی (ظاہر پیر ضلع رحیم یار خاں) نے اجازت عطا فرمائی (۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ) انہیں غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی نے اور انہیں مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان نے اجازت عنایت کی۔
- ح حضرت مولانا علامہ اختر رضا ازہری مدظلہ العالی ۲۹ شوال ۲۵ جنوری ۱۴۲۱ھ / ۲۰۰۱ء کو اجازت عطا فرمائی اور انہیں حضرت مفتی اعظم ہند نے اجازت دی اور انہیں امام احمد رضا بریلوی سے اجازت حاصل تھی۔
- (۳) فقیر کو اجازت دی حضرت مولانا شیخ محمد علی مراد مدفون مدینہ منورہ نے انہیں مبلغ اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی نے اور انہیں امام احمد رضا بریلوی نے اجازت عطا فرمائی۔
- (۴) حضرت مولانا فضل الرحمن مدنی مدظلہ العالی نے ۱۲ رجب ۱۴۲۰ھ کو اجازت دی انہیں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی نے اور انہیں امام احمد رضا بریلوی نے اجازت دی۔
- (۵) حضرت سلطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر مدظلہ العالی (کوٹلی لوہاراں) نے اجازت دی۔ ۵ رجب ۱۴۲۱ھ / ۲۰۰۰ء۔ انہیں ان کے والد ماجد حضرت مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی نے اور انہیں امام احمد رضا بریلوی نے اجازت دی۔

(۶) فقیر کو درج ذیل اجلہ علماء سے اجازت ہے:

(۱) حضرت شیخ الی بٹ مولانا علامہ غلام رسول رضوی مدظلہ العالی شارح بخاری (۱۶ ذوالحجہ ۲۳/ مارچ ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰ء)

(۲) حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خان مدظلہ صدر مدرس جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف ۴ نومبر ۲۰۰۰ء۔

(۳) حضرت مولانا حفیظ الرحمن پبلی بھیت شریف سابق مدرس مدرسہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف ۵ شعبان ۳ نومبر ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء۔

(۴) حضرت مولانا صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول رضوی فیصل آباد (۱۶ ذوالحجہ ۲۳/ مارچ ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰ء)

(۵) حضرت مولانا مفتی محمد امین نقشبندی جامعہ امینیہ رضویہ فیصل آباد (۳ ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ)

(۶) حضرت مولانا علامہ مفتی محمد عبدالقیوم قادری ہزاروی ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور/ شیخوپورہ (ذوالقعدہ ۱۴۲۰ھ)

(۷) حضرت مولانا علامہ محمد عبدالحق بندیا لوی جامعہ امدادیہ مظہریہ بندیا ل شریف ضلع خوشاب (۶ شوال ۱۴۲۱ھ)

(۸) حضرت مولانا علامہ محمد اشرف سیالوی جامعہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام سرگودھا (۱۲ ستمبر ۲۰۰۰ء)

(۹) حضرت مولانا سید حسین الدین شاہ سلطانپوری جامعہ رضویہ سیٹلاٹ ٹاؤن راولپنڈی (۱۱ ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ)

(۱۰) حضرت مولانا محمد عبدالرشید رضوی جھنگ (۳ ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ)

(۱۱) حضرت مولانا محمد شریف صاحب شیخ الحدیث جامعہ سراجیہ رضویہ بکر (۱۱ شوال ۷ جنوری ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء)

ان تمام حضرات کو اجازت حاصل ہے محدث اعظم پاکستان مولانا علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد چشتی قادری فیصل آباد سے انہیں حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی (صاحب بہار شریعت) اور جتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلی شریف سے اور ان سب حضرات کو اجازت حاصل ہے امام احمد رضا محدث بریلوی ہے حضرت محدث اعظم پاکستان نے مولانا علامہ تحسین رضا خان مدظلہ العالی کو جو سند عطا فرمائی تھی اس میں شاہ محمد اسحاق کا واسطہ نہیں تھا۔

(۷) فقیر کو اجازت دی حضرت مولانا مفتی محمد حسین نعیمی بانی جامعہ نعیمیہ لاہور نے (۱۳۸۳ھ) اور انہیں حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی سے اور انہیں امام احمد رضا محدث بریلوی سے اجازت حاصل تھی۔

امام احمد رضا بریلوی کی سند شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی تک

امام احمد رضا بریلوی روایت کرتے ہیں شاہ آل رسول مارہروی سے وہ سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے وہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے وہ شیخ ابوالطاہر مدنی سے وہ اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے وہ شیخ عبداللہ ابن سعد اللہ لاہوری سے وہ علامہ عبداللہ الالبیب سے وہ اپنے والد علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی (فاضل لاہوری) سے وہ شیخ محقق امام مجدد شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے۔

ایک دوسری سند ملاحظہ ہو جس میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا واسطہ نہیں ہے:

امام احمد رضا محدث بریلوی اپنے والد مولانا علامہ نقی علی خاں بریلوی سے وہ اپنے والد حضرت مولانا رضا علی خاں سے وہ مولانا خلیل الرحمن محمد آبادی سے وہ بحر العلوم مولانا محمد عبدالعلی لکھنوی سے وہ اپنے والد علامہ نظام الدین لکھنوی سے وہ شیخ غلام نقشبند سے وہ شیخ پیر محمد سے وہ شیخ نورالحق محدث دہلوی سے وہ اپنے والد شیخ محقق امام مجدد شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے۔^۱

صاحب مشکوٰۃ شریف تک سند

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تک سند اس سے پہلے بیان ہو چکی ہے شاہ صاحب مشکوٰۃ شریف کی روایت کرتے ہیں شیخ ابوطاہر سے وہ اپنے والد سے وہ علامہ قشاشی سے وہ ثناوی سے وہ اپنے شیخ سید غفر بن سید جعفر نہروالی سے وہ حرم کی کے شیخ محمد سعید معروف بہ میرکلاں سے وہ نسیم الدین میرک شاہ سے وہ اپنے والد سید جمال الدین عطاء اللہ ابن سید غیاث الدین سے وہ اپنے چچا سید اصیل الدین عبداللہ بن عبدالرحمن شیرازی حسینی سے وہ محدث شرف الدین عبدالرحیم جرمی صدیقی سے وہ علامہ امام الدین علی بن مبارک شاہ صدیقی ساوجی وہ صاحب مشکوٰۃ امام ولی الدین محمد بن عبداللہ بن خطیب تبریزی سے روایت کرتے ہیں۔^۲

ان کے علاوہ چند اسانید فقیر کو حاصل ہیں ان کی تفصیل اللہ تعالیٰ کو منظور ہوئی تو ”ثبت“ میں کی جائے گی اس وقت صرف اجازت دینے والے حضرات کے اسماء مبارکہ تحریر کر رہا ہوں:

(۱) فضیلۃ الشیخ عبدالرحمن خیر الدین عبداللہ موید الکیلانی خادم السجادة القادریہ ومتولی الاوقاف القادریہ (نزیل کراتشی ۲۹ شوال ۱۲۵ من ینایہ ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۱م) اخذ الحدیث الشریف من فضیلۃ الشیخ محمد حسین الذہبی وهو من علماء الازہر الشریف۔

۱ علی احمد سندیلوی مولانا: اسانید الامام المجدد احمد رضا محدث بریلوی مجلہ النظامیہ لاہور شمارہ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ ص ۷۹-۷۴

۲ ولی اللہ محدث دہلوی شاہ: اتحاد النبیہ (مکتبہ سلفیہ لاہور) ص ۷۹-۷۸

- (۲) فضیلة الشيخ العلامة عبد الرحمن بن ابی بکر الملا، من اجله علماء الاحساء السعودية العربية۔
- (۳) فضیلة الشيخ احمد نصيب المحاميد رحمہ اللہ تعالیٰ احد اعلام الشام۔
- (۴) المورخ المحدث احمد محمد سردار احمد الحلبي الشافعي۔ (حلب)
- ان کے وکیل فاضل نوجوان خالد عبدالکریم ترکستانی حفظہ اللہ تعالیٰ مقیم مکہ مکرمہ نے ۱۸ ذوالحجہ ۱۴۱۳ھ کو ان کی طرف سے مجھے سند دی اور اس فقیر سے خود سند حاصل کی۔
- (۵) فضیلة الشيخ العلامة عبد اللہ ابراہیم الغلابی مفتی قطن ۲۲ من ابریل ۲۰۰۱م۔
- (۶) فضیلة الشيخ العلامة محمد تیسیر بن توفیق الحزومی الشافعي المکی اصلا الدمشقی مولد الاثنین ۱۶ رجب ۱۴۲۰ھ / ۲۵/۱۰/۱۹۹۹ میلادی۔
- (۷) فضیلة الدكتور عبد الغفور خادم العلم والعلماء فی حضرة الامام الاعظم ابی حنیفة۔ بغداد (نزیل کراتشی ۲۸/شوال ۱۴۲۱ھ۔
- (۸) فضیلة الدكتور محمود عبد الغنی عاشور (وکیل الازهر) (نزیل کراتشی ۲۹ من شوال ۱۴۲۱ھ)
- (۹) فضیلة الشيخ السيد يوسف السيد هاشم الرفاعي من اجله علماء الكويت (نزیل کراتشی ۲۶ من شوال ۱۴۲۱ھ) راقم نے ان کے ساتھ سند کا تبادلہ کیا۔
- (۱۰) فضیلة الشيخ السيد يوسف ابن محی الدین البخوارکشی، شیخ الطريقة القادرية الشاذلية الدرقاوية العلوية ۲۹ رجب الثاني ۱۴۲۰ھ۔
- (۱۱) د/سعد سعد جاولیش استاذ الحديث بكلية اصول الدين جامعة الازهر غرة شهر ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ۔
- (۱۲) فضیلة الدكتور ضياء الدين الكروى رحمہ اللہ تعالیٰ استاذ الفلسفة والعقائد بجامعة الازهر الشريف (اجازتی اجازة شفوية)
- (۱۳) ملک التحریر مولانا علامہ ارشد القادری مدظلہ العالی بانی و مدیر فیض العلوم جمشید پور (انڈیا) ۱۶ جولائی ۲۰۰۰ء۔
- (۱۴) مولانا علامہ جلال الدین امجدی (مصنف انوار الحديث) رئیس قسم الاقواء بدار العلوم الامجدية أو جانشین مدیریہ بستی (الهند) ۲۷ رجب ۱۴۲۱ھ۔
- (۱۵) مولانا مفتی عبدالمنان الاعظمی شیخ الحديث دار العلوم شمس العلوم گھوسی مدیریہ مؤل ۲۷ رجب ۱۴۲۱ھ۔
- (۱۶) علامہ ضیاء المصطفی القادری (ابن صدر الشریعة مولانا محمد امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت) شیخ الحديث جامعة اشرفیہ مبارکپور ۲۶ رجب ۱۴۲۱ھ۔
- (۱۷) حضرت علامہ مولانا سید غلام محی الدین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ شیخ الحديث جامعة رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی ۱۱ ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ۔

(۱۸) حضرت مولانا علامہ حافظ عبدالغفور مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ مظہر اسلام راولپنڈی ۲۸ صفر ۱۴۲۱ھ۔

(۱۹) حضرت علامہ مولانا محمد حسن حقانی اشرفی مدظلہ العالی (کراچی) ۱۵ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ۔

اجازت سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ

حضرت مولانا محمد ریحان رضا رحمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۵ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی اجازت عطا فرمائی جس طرح انہیں ان کے جد امجد حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان اور مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں رحمہما اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی۔

سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ برکاتیہ مارہرہ شریف

حضرت پیر طریقت پروفیسر سید محمد امین میاں برکاتی مدظلہ العالی سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف (امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا پیر خانہ) نے ۲۱ اکتوبر ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء اس فقیر کو اور مولانا عبدالستار ہمدانی مدظلہ پور بندر گجرات ایڈیا کو سلسلہ عالیہ قادریہ اور چشتیہ میں اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ حضرت کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ

حضرت مفتی اعظم دہلی مولانا مفتی شاہ محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی قدس سرہ العزیز امام و خطیب مسجد جامع فتح پوری کے صاحبزادے سعادت لوح و قلم رضویات کے بین الاقوامی محقق پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی نے ۷ صفر مطابق ۲ جون ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ میں اجازت عطا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ اجازت دینے والے اور سلسلہ اسانید میں واقع تمام علماء و مشائخ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کا فیض تاقیامت جاری و ساری رکھے اور جو حیات ہیں ان کا سایہ تادیر صحت و کرامت کے ساتھ سلامت رکھے۔

افسوس کہ کچھ عرصہ پہلے اس طرف توجہ نہ ہوئی ورنہ بہت سے اکابر علماء اہل سنت و جماعت سے بطور تبرک سندیں حاصل کی جاتیں دنیاۓ عرب میں کتب اسانید پر بھر پور توجہ دی جاتی ہے ضرورت ہے کہ پاک و ہند میں بھی بزرگ محدثین اور علماء کی اسانید پر کام کیا جائے اور ان کے فیوض و برکات حاصل کیے جائیں۔ مذکورہ بالا متعدد اسانید کے حصول میں جناب عابد حسین شاہ جو مہمسی ضلع پنڈدادن خاں کے رہنے والے ہیں عزیز القدر مولانا ممتاز احمد سیدی حفظہ اللہ تعالیٰ جو جامعہ ازہر شریف میں علامہ فضل حق خیر آبادی کی عربی شاعری پر ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھ رہے ہیں اور مولانا علی احمد سندیلوی لاہور کی

معاونت شامل ہے۔ مولائے کریم انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

محترم سید اعجاز احمد مالک فرید بک شال لاہور نے اہل سنت و جماعت کا لٹریچر بڑے وسیع پیمانے پر شائع کیا۔ مولائے کریم انہیں اس کار عظیم کی جزائے خیر عطا فرمائے ان کی وفات (۱۳ جمادی الاولیٰ ۵ ستمبر ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء) کے بعد ان کے صاحبزادوں سید محسن اعجاز گیلانی، سید احسن اعجاز اور سید سلمان اعجاز گیلانی سلمہم اللہ تعالیٰ نے اپنے والد کے کام کو آگے بڑھایا ہے اشعۃ اللمعات کے ترجمہ کی تکمیل اور اشاعت بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے مولائے کریم انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

گزشتہ صفحات میں مفتی محمد خاں قادری حفظہ اللہ تعالیٰ کے تعاون کا تذکرہ کیا جا چکا ہے مولانا حافظ محمد شاہد اقبال نے تصحیح اور فہرست سازی میں بڑی محنت کی ہے مولائے کریم ان دونوں حضرات کو بھی اجر جمیل عطا فرمائے۔ مولانا علامہ محمد منشا تابش قصوری زید مجدہ نے تکمیل آرزو لکھ کر حق رفاقت ادا کیا ہے رب کریم انہیں بھی دونوں جہانوں کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ مولائے کریم ایمان کی سلامتی اور صحت و تندرستی کے ساتھ اس فقیر اور میری اولاد کو تادم آخر احکام ایمان و اسلام پر عمل پیرا رہنے اور خدمت دین متین کی توفیق عطا فرمائے فقیر کے اہل و عیال کے لیے بھی دعا فرمائیں کہ اس کام میں ان کا بھی بڑا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں آفات و بلیات سے محفوظ فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بحرمۃ سید الانبیاء والمرسلین صلوات اللہ وتسلیماتہ علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری
شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ
لاہور۔ پاکستان

۱۰ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ
۳ جون ۲۰۰۱ء



بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَأَهْلِهَا

۲۴۹۔ جنت اور اہل جنت کی صفت کا بیان

نعت میں جنت کا معنی ڈھانپنا ہے۔ ان حروف کی ترکیب چھپانے اور ڈھانپنے کے لیے آتی ہے۔ پھر سایہ دار درختوں کا نام جنت رکھ دیا گیا کہ وہ اپنے سینچے کی چیزوں کو پوشیدہ کر دیتے ہیں۔ پھر باغ کا نام رکھا گیا جس میں سایہ دار درخت ہوتے ہیں۔ پھر نقل کر کے دارِ ثواب بہشت کا نام رکھ دیا گیا۔ سماع میں ہے جنت کا معنی ہے باغ اور بہشت۔

پہلی فصل

الفصل الاول

۵۳۹۹ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَعَدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ وَاقْرَءُوا إِن يَتَذَكَّرُ فَلَ تَعْلَمُوا نَفْسٌ مَّا أَخْفَى لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ کچھ تیار کیا ہے جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ کسی کان نے نہیں سنا اور کسی انسان کے دل میں اس کا تصور نہیں گزرا۔ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو۔ کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے لیے کون سی آنکھ کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔ (بخاری و مسلم)

۱۔ یعنی کسی آنکھ نے ان نعمتوں کی ذات کو نہیں دیکھا، ان کی صفات کو سنا نہیں اور کسی انسان کے دل میں ان کی ماہیت کا تصور نہیں گزرا، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی نے تیار کردہ ان نعمتوں کی دلکش صورتیں نہیں دیکھیں ان کی نغمہ بار آوازیں نہیں سنیں اور کسی کے دل میں ان کے دلفریب تصورات تک نہیں گزرے۔

۲۔ یعنی شب بیداری کرنے اور مال خرچ کرنے والوں کے لیے آنکھ کی ٹھنڈک اور آرام ہاں کا کون سا ذریعہ چھپا کر رکھا گیا ہے۔ آنکھوں کی ٹھنڈک سے مراد راحت و خوشی اور مقصد پالنے کی راحت ہے۔

۳۔ قاف پر زبر، ثابت ہونا قرار پانا۔ محبوب کی طرف دیکھنے سے آنکھ کو اطمینان اور قرار ملتا ہے اور آنکھ کسی دوسرے کی طرف نہیں دیکھتی، اسی طرح فرحت و سرور کی حالت میں آنکھوں کو راحت ملتی ہے۔ محبوب کے غیر کی طرف دیکھنے سے نگاہ بے چین ہو جاتی ہے۔ اسی طرح غم اور خوف کی حالت میں مضطرب اور بے قرار ہوتی ہے یا کڑے شوق ہے

قرآن سے قاف پر پیش بمعنی سرور، محبوب کو دیکھنے اور مقصد کے پالنے سے آنکھ کو ٹھنڈک اور لذت حاصل ہوتی ہے اور دشمنوں کے دیکھنے اور مطلوب کے انتظار میں آنکھوں میں جلن پیدا ہوتی ہے۔ اسی لیے بیٹے کو قرۃ العین (آنکھوں کی ٹھنڈک) کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں جو واقع ہے کہ جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ (ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے) اس میں دونوں معانی مراد لیے جاسکتے ہیں جیسے کہ فقراء کی فضیلت کے باب میں گزرا ہے۔

۵۲۶۰ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت میں ایک چابک کی جگہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْضِعٌ سَوِطٌ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا (متفق علیہ)

۱۵ یعنی جنت کی مقوڑی سی اور معمولی جگہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔ چابک کا ذکر اس عادت کے مطابق ہے کہ سوار جب کسی جگہ اتنا چاہتا ہے تو اپنا چابک پھینک دیتا ہے تاکہ اس کی نشانی رہے اور دوسرا شخص وہاں نہ اترے۔

۵۲۶۱ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام روانہ ہونا دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے اور اگر جنتیوں کی ایک عورت زمین پر ظاہر ہو جائے تو زمین اور بہشت کے درمیانی فاصلے کو روشن کر دے اور اس کے سر کا دوپٹہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے (بخاری)

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَوَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَكَوَأَنَّ امْرَأَةً مِّنْ نِّسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَطْلَعَتْ إِلَى الْأَرْضِ لِرِضَا عَنْتٍ مَا بَيْنَهُمَا وَكَمَلَتْ مَا بَيْنَهُمَا رُبْعًا وَ لَنَصِيفُهَا عَلَى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا (رواه البخاری)

۱۵ غَدَوَةٌ پچھلے حرف پر زبر، صبح کے وقت ایک دفعہ جانا۔ غین پر پیش ہو (غَدَوَةٌ) تو اس کا معنی صبح ہے سورج کے نکلنے تک رُوْحَةٌ راہ پر زبر، دوپہر کے بعد ایک دفعہ جانا، زوال سے لے کر رات تک۔ صبح اور شام جانے کی تخصیص اس لیے ہے کہ معمول یہی ہے مراد مطلق وقت ہے اگرچہ صبح یا شام کے وقت نہ ہو۔ فی سبیل اللہ جہاد، حج، طلب علم اور ہر وہ کام ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کیا جائے، یہاں تک کہ اہل و عیال کے خرچہ، اطمینان حاصل کرنے اور عبادت میں حضورِ کلب کے لیے رزقِ حلال طلب کرنا بھی فی سبیل اللہ تعالیٰ ہے جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے راہِ خدا میں جانے کی فضیلت بیان کی تو اس سے معلوم ہو گیا کہ اس کا ثواب جنت ہے اس مناسبت سے جنت کی کچھ خوبیاں بیان فرمادیں۔

۱۵ قرنیہ مقام کی بناء پر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مَا بَيْنَهُمَا کی ضمیر زمین و آسمان کی طرف راجع ہو۔

۵۲۶۲ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يُسِيرُ

الذَّائِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةٌ عَامٌ لَا يَقُطَعُهَا
وَلَقَابُ قَوْسٍ أَحَدُكُمُ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّمَّا
طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ أَوْ تَغْرُبُ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ایک درخت ہے کہ سوار اس کے سائے میں سو سال تک
چلتا رہے گا مگر اسے طے نہیں کر سکے گا۔ جنت میں تم میں
سے ایک شخص کے کمان کی مقدار ان تمام چیزوں سے
بہتر ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے یا غروب ہوتا ہے
(بخاری و مسلم)

۱۔ محدثین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد طوطی ہے۔ امام احمد، طبرانی اور ابن حبان کی روایت میں یہی تفسیر
وارد ہے۔

۲۔ قَابُ قَوْسٍ، قِیْبُ قَاف کے نیچے زیر قَادُ قَوْسٍ اور قِیْدُ قَوْسٍ کمان کی مقدار قَابُ کمان کے
کونے کو بھی کہتے ہیں۔ ایک لغت میں قَاب کا معنی ہاتھ بھی آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کافران فُکَانَ قَابُ قَوْسَیْنِ
کی تفسیر میں بیان کیے گئے ہیں۔

۳۔ یعنی تمام دنیا سے بہتر ہے اس کا اور گزشتہ حدیث میں چابک کی جگہ کا ایک ہی مطلب ہے۔ معمول یہ ہے
کہ سوار چابک پھینکتا ہے اور پیل کمان۔

۵۲۴۳ وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلْمُؤْمِنِينَ فِي الْجَنَّةِ
لَخِيْمَةً مِّنْ كَوْكُودَةٍ وَاحِدَةٍ مُّجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا
وَفِي رِوَايَةٍ طُولُهَا سِتُّونَ مِیْلًا فِي كُلِّ رَاوِيَةٍ
مِنْهَا أَهْلٌ مَّا بَرُّونَ الْآخِرِينَ يَعُودُ عَلَيْهِمُ
الْمُؤْمِنُونَ وَجَنَّتَانِ مِّنْ ذَهَبٍ إِنْ يَتَرَاهُمَا
وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا
إِلَى رِجْلَيْهِمَا إِلَّا رَدَّاهُ الْكِبْرِيَاءُ عَلَى
وَجْهِهِ فِي جَنَّةٍ هَذِهِ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن
کے لیے جنت میں اندر سے خالی موتی کا ایک خیمہ ہے
جس کی چوڑائی اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی لمبائی ساٹھ
میل ہے اس کے ہر گوشے میں مومن کے گھر والے ہوں
گے جنہیں دوسرے نہیں دیکھیں گے۔ مومن ان کے پاس
آتا جاتا رہے گا۔ مسلمانوں کے لیے دو جنتیں ہیں جن کے
برتن اور ساز و سامان چاندی کے ہیں اور دو جنتیں ہیں جن
کے برتن اور استعمال کی چیزیں سونے کی ہیں جنت عرق
لوگوں اور دب کریم کو دیکھنے میں مانع صرف اس کے وجہ کریم
پر کبر مائی اور عظمت کی چادر ہوگی
(بخاری و مسلم)

۱۔ دوسرے گوشے میں رہنے والے اہل خانہ نہیں دیکھیں گے۔

۲۔ بعض روایات میں المؤمنون جمع کے صیغہ کے ساتھ آیا ہے۔ مومن سے مراد بھی جنس ہے (مطلب
یہ کہ ہر جنتی مومن اپنے اپنے اہل خانہ کے پاس آمد و رفت رکھے گا ۱۲۔ شرف قادری نقشبندی)

۵۲ وہ بہشت جو اقامت اور ہمیشگی کی جگہ ہے۔ لغت میں عدن کا معنی اقامت ہے۔ اسی لیے ایک جنت کا نام جنت عدن رکھا گیا ہے۔

۵۳ یعنی جسمانی پردے اور طبعی کمزوریاں دور ہو جائیں گی۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب کی عظمت اور کبریائی کے جلال کے پردے حامل ہوں گے۔ جب وہ پردے بھی ہٹا دیے جائیں گے تو اہل جنت بر ملا اس ذات اقدس کا دیدار کریں گے۔ یہ مقصد باب رویت (دیدار کے باب) میں بیان کیا جائے گا۔

۵۳۴ وَعَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنَّةِ مِائَةُ دَرَجَةٍ مِائَتَيْنِ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَالْفِرْدَوْسُ أَعْلَاهَا دَرَجَةٌ مِنْهَا تَفْجَرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ الْأَرْبَعَةُ وَمِنْ فَوْقِهَا يَكُونُ الْعَرْشُ فَإِذَا سَأَلْتَهُ اللَّهُ فَاَسْأَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ -

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَلَهُ أَحَدٌ فِي الصَّحِيحَيْنِ وَلَا فِي كِتَابِ الْحَمِيدِ)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ فردوس کے درجہ تمام جنتوں سے اعلیٰ ہیں۔ جنت کی چاروں نہریں اسی سے نکلتی ہیں۔ جنت الفردوس کے اوپر عرش ہے، جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کرو۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا۔ مجھے یہ حدیث صحیحین میں اور نہ ہی کتاب الحمیدی میں ملی ہے۔

۵۴ یعنی اس کے درجہ صوری اور معنوی اعتبار سے بلند ترین ہیں۔ قاموس میں ہے فردوس وہ باغ ہے جس میں انگور کی بیوں اور ان کے علاوہ جو کچھ باغات میں ہوتا ہے موجود ہو، اسی اعتبار سے ایک جنت کا نام جنت الفردوس ہے۔

۵۵ جو تمام جنتوں سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ کتاب الحمیدی میں صحیحین کی حدیثوں کو جمع کر دیا گیا ہے۔ بعض شارحین نے لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح بخاری میں درجہ موجود ہے (۱) کتاب الجہاد (۲) باب کَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ اور صحیح مسلم میں باب فَضْلِ الْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ میں موجود ہے۔

بعض حواشی میں لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح بخاری میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ معمولی اختلاف کے ساتھ مذکور ہے۔

۵۳۵ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوقًا يَأْكُلُ مِنْهَا كُلُّ جُمُعَةٍ قَتَمْتُ رِيحُ الشِّتَاءِ فَتَحْتُو فِي

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت میں ایک بازار ہے جہاں جنتی ہر جمعہ کے دن جائیں گے، اور

وَجُوهِهِمْ وَتِيَابِهِمْ فَيزِيدُهُمْ فِيْهِمْ اَدْوَنَ حَسَنًا وَجَمَالًا
فَيَقُولُ لَهُمْ اَهْلُوْهُمْ وَاللّٰهُ لَقَدْ اَزْدَدْتُمْ
بَعْدَ نَاحِسَةٍ وَجَمَالًا فَيَقُولُوْنَ وَاَنْتُمْ
وَاللّٰهُ لَقَدْ اَزْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا

(رواۃ مسلم)

بادِ شمال چلے گی اور ان کے چہروں اور کپڑوں میں
مختلف قسم کی خوشبوئیں اندر سے دے دیں گی تو ان کا حسن و
جمال دو بالا ہو جائے گا، وہ اپنے گھر والوں کی طرف اس
حال میں لوٹیں گے کہ ان کا حسن و جمال بھی دو بالا ہو چکا
ہوگا۔ انھیں ان کے گھر والے کہیں گے اللہ تعالیٰ کی قسم
ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں اضافہ ہو چکا ہے۔
جنتی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! ہمارے بعد تمہارے
حسن و جمال میں بھی تو نکھار آچکا ہے۔ (مسلم)

۱۔ یعنی اجتماع کی ایک جگہ ہے۔

۲۔ شمال شین پر زبر، اس کے نیچے زیر بھی آئی ہے، جب قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہوں تو
دائیں جانب سے آنے والی ہوا، اس کے مقابل باد جنوب ہے (بائیں طرف سے آنے والی ہوا) غالباً اس جگہ
بادِ شمال ایسی ہوا ہے۔

۳۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ جس عورت کے سپرد مختلف خوشبوئیں کی گئی ہوں۔ اس کی نسبت بھی وہ ہوا
زیادہ جاننے والی ہوگی کہ کتوری اور دوسری خوشبوئیں کہاں پہنچاتا ہیں؟ گویا یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض اور
عطیات ان کے مستحقین تک پہنچیں گے۔

۴۔ یعنی ہم سے جدا ہونے کے بعد

۵۔ یعنی جنتیوں کی محبت کی برکت سے اس مجمع کے انوار و برکات کا عکس ان کے گھر والوں پر بھی پڑے گا
مشورہ ہے قُلُوبُ رِضٍ مِنْ كَاثِرٍ الْكَرَامِ نَصِيبٌ مَعَزُ لُوكُوں كے پیالے سے زمین کو بھی حصہ ملتا ہے۔

۵۲۶۶۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَدْلَ رُمَّةً يَدْخُلُوْنَ
الْجَنَّةَ عَلَى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ثُمَّ
الَّذِيْنَ يَكُوْنُ لَهُمْ كَاثِرٌ كَوْكَبٍ كَذِيٍّ فِي السَّمَاءِ
اَصَاوَعًا قُلُوْبُهُمْ عَلَى قُلُبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ
لَوْ اِخْتَلَفَ بَيْنَهُمْ وَلَوْ تَبَاعَضَ لِكُلِّ اَمْرِئٍ
مِّنْهُمْ رَوْجَتَانِ مِنَ الْحُوْرِ اِلَيْهِنَّ يُرَىٰ مَخْرَجُ
مُؤَقَرِّهِنَّ مِنْ وَّرَآءِ الْعُظْمِ وَاللَّحْمِ مِنْ
الْحُسْنِ لِيَسْبَحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا لَّا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلا گمہ وہ
جو جنت میں داخل ہوگا اس کی صورت چودھویں کے چاند
ایسی ہوگی۔ پھر جو لوگ ان کے ساتھ متصل ہوں گے
وہ روشنی میں آسمان کے روشن ترین ستارے ایسے ہوں گے
ان کے دل ایک شخص کے دل کی طرح ہوں گے۔ ان میں
نہ تو اختلاف ہوگا اور نہ ہی ایک دوسرے کی دشمنی ہوگی
ان میں سے ہر ایک کے لیے بڑی آنکھوں والی حمد و
میں سے دو بیویاں ہوں گی۔ کمال حسن کی بناء پر بیویاں

يَسْقُمُونَ وَلَا يَبُولُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا
يَتَفَلُّونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ إِنِّي تَهُمُ الذَّهَبُ
وَالْفِضَّةُ وَأَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَوَقُودُ
مَجَامِرِهِمُ الْأُلُوتَا وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ
عَلَى نَحْلٍ رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلَى صُورَةِ آيِهِمْ
أَدْمَسِيَّتُونَ ذَرَاْعًا فِي السَّمَاءِ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۵ حسن، نورانیت اور شکل و ہیبت میں
۱۶ جو پہلے گر وہ کے بعد آئیں گے۔

۱۷ چاند سورج کے علاوہ بقیہ ستاروں سے زیادہ روشنی ستاروں کی طرح ہوں گے۔ دُرِّ قُصْب ہے
دُرِّ کی طرف جس کا معنی ہے بڑا موتی۔ عربوں کے ہاں دُرِّ قُصْبِ عظیم المرتبہ کے معنی میں آتا ہے۔
۱۸ یعنی متفق ہمت، یک جان دو قالب اور ایک دوسرے کے دوست ہوں گے۔
۱۹ حُودُ جمع ہے حُودَاءُ کی، وہ عورت جس کی آنکھ کی سفیدی اور سیاہی گہری ہو۔ حَبِثُ جمع ہے حَبِثَاءُ
کی بڑی آنکھوں والی۔ اگر سوال کیا جائے کہ دوسری فصل کے آخر میں حضرت ابوسعید خدری کی روایت آ رہی ہے کہ جنتیوں
کے ادنیٰ فرو کی بھریاں ہوں گی۔ اس جگہ دو بیویوں کا ذکر ہے (ان میں تطبیق کس طرح دی جائے گی)۔
اس کا جواب یہ ہے کہ اس قسم کی حُودِ عین اور دیگر صفات کی حامل دو بیویاں ہوں گی یہ اس بات کے منافی نہیں
ہے کہ اس کے پاس دوسری بہت سی بیویاں ہوں۔
۲۰ یہ ان کے حسن، لطافت اور صفائی کا کمال ہوگا۔
۲۱ یعنی ہمیشہ

۲۲ عود ہندی جسے خوشبو کے لیے سلگایا جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ دنیا کی انگلیٹھیوں میں ایندھن جلایا جاتا
ہے اور خوشبو کے لیے عود کی کچھ مقدار ڈالی جاتی ہے جب کہ جنتی انگلیٹھیوں میں ایندھن ہی عود کا جلایا جائیگا
وَقُودُ پہلے حرف پر پیش ہو تو اس کا معنی آگ کا جلانا ہے اور اگر زبر ہو (وَقُودُ) تو اس کا معنی ایندھن ہے
جس کے ساتھ آگ جلائی جاتی ہے۔ مجامیر جمع ہے مجمر کی۔ مجمریم کے پنجے زبر، اسم آلہ کے وزن پر۔ وہ برتن جس
میں دھواں کے لیے انگارے رکھے جاتے ہیں۔ میم پر زبر بھی آئی ہے۔ اُلُوتَا ہنرے پر زبر، اس پر پیش بھی

پڑھ سکتے ہیں۔ لام پر پیش واؤ مشدود، عود جس کے ساتھ دھونی دی جاتی ہے۔

۹۹ یعنی کستوری کی مثل ہوگا (یاد رہے کہ یہ صرف سمجھانے کے لیے ہے ورنہ جنت کے سونے جہانزی، کستوری، پانی اور شہد کی دنیا کی اشیاء کے ساتھ صرف برائے نام مشابہت ہے ۱۲ شرف)۔
 ۱۰۰ خلق غلام پر پیش، یعنی خوش اخلاق، متفق اور ایک دوسرے کے ساتھ میل جول رکھنے والے جیسے کہ حدیث کی ابتداء میں گزرا ہے۔ اس صورت میں آئندہ جملہ کہ وہ اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی صورت پر آسمان کی جانب ساتھ گزرنے کے ہوں گے، الگ کلام ہوگا جس میں سیرت کے بیان کے بعد صورت کا بیان ہے۔

خلق ایک روایت کے مطابق غلام پر رہے۔ یعنی سب جنتی شکل و صورت میں حسن اور خوبی کے لحاظ سے ایک مرد کی طرح ہوں گے۔ اس صورت میں آئندہ ارشاد علیٰ صُورَةِ اٰیہِہِمْ اِس قول کی تفسیر اور اس کا بیان ہوگا غلام پر زہرا اور پیش دونوں کے ساتھ روایت صحیح ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنتی جنت میں کھائیں پئیں گے اور عقوقیں گے نہیں، پیشاب نہیں کریں گے، قضاے حاجت نہیں کریں گے اور عقوقیں گے نہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ کھانے کا کیا حال ہوگا۔ فرمایا ڈکار ہوگا اور کستوری کی طرح پسینہ ہوگا۔ انھیں تسبیح اور حمد القاء کی جائے گی۔ جیسے کہ تمہیں سانس لینے کی توفیق دی جاتی ہے۔ (مسلم)

۵۳۷۷ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَأْكُلُونَ فِيهِ وَيَشْرَبُونَ وَلَا يَتَفَلُّونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَمْتَحِطُونَ قَالُوا فَمَا بَالُ الطَّعَامِ قَالَ جُشَاءٌ وَرَشَاءٌ كَرَشِيعِ الْمِسْكِ يُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَالْتِحْمِيدَ كَمَا تُلْهَمُونَ النَّفْسَ

(رواہ مسلم)

۱۰۱ یعنی جب قضاے حاجت نہیں کریں گے تو کھانے کے فالتو حصے کا کیا حال ہوگا اور باہر کس طرح نکلے گا؟
 ۱۰۲ یعنی ڈکار لیں گے اور اس طرح ہوا معدے سے باہر چلی جائے گی اور پسینے کے ذریعے رطوبت جسم سے باہر چلی جائے گی۔ اس طرح (جو ویدن بننے سے باقی ماندہ) فالتو طعام باہر چلا جائے گا۔

۱۰۳ یعنی حمد و تسبیح انھیں لازم ہو جائے گی اور بے تکلف سرزد ہو جائے گی جیسے کہ سانس کی آمد و رفت بغیر کسی تکلف کے ہوتی ہے۔ سانس کے ساتھ الہام کا ذکر بطور شاکلت ہے (یعنی حمد و تسبیح کے ساتھ الہام کا ذکر محققاً تو ان کے مقابل سانس کے ساتھ بھی الہام کا ذکر کر دیا گیا ورنہ سانس تو قصداً ارادے کے بغیر جاری رہتا ہے۔ ۱۲ شرف)

۵۳۷۸ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يَنْعَوُ وَلَا يَبْأَسُ وَلَا يَبْلِي ثِيَابَهُ وَلَا يَفْئِي ثِيَابَهُ

(رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جنت میں داخل ہوگا وہ نعمت و راحت پائے گا اور محنت و مشقت نہیں اٹھائے گا۔ اس کے کپڑے پرانے نہیں

۱۷ یعنی جنت میں راحت ہی راحت ہوگی۔ محنت و مشقت کا شائبہ تک نہ ہوگا لَا يَبْئَسُ يَاءُ پندہر
بار ساکن ہوئے یعنی مشقت سے مشقت ہے۔

۱۸ مطلب یہ کہ جنت میں احوال کی تبدیلی، فساد اور خرابی نہیں ہوگی۔

۵۳۷۹ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
يُنَادِي مُنَادٍ إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصْحَوْا فَلَا تَسْقَمُوا
أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيَوْا فَلَا مَمُوتُوا
أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشَبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا
أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنَعَّمُوا فَلَا تَبَاسُوا
أَبَدًا

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۹ تَشَبُّوا شین کے نیچے زیر اور تَهْرَمُوا کی راء پر زبر۔

۵۳۸۰ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَهْلَ
الْجَنَّةِ يَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ
كَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْكُكُبَ الدَّرَجِيَّ الْغَائِبَ
فِي الْأُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ أَوِ الْمَغْرِبِ لِتَقَاضِي
مَا بَيْنَهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ تِلْكَ مَنَازِلُ
الْأَنْبِيَاءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ قَالَ بَلَى
وَالَّذِي كَفْسِي بِيَدِهِ رِجَالٌ آمَنُوا بِاللَّهِ
وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جنتی اپنے اوپر والی منزل والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح روشن ستارے کو دیکھتے ہیں۔ جو آسمان کے مشرقی یا مغربی کنارے پر باقی ہو۔ یہ اختلاف ان کے مراتب کے فرق کی بنا پر ہوگا۔ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ انبیاء و کرام کے محلات ہوں گے جن تک دوسرے لوگ نہیں پہنچیں گے فرمایا کیوں نہیں؟ قسم سے اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد مصطفیٰ کی جان ہے وہ مرد نہیں گے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور انھوں نے رسولوں کی تعلیم کی۔

۲۰ غُرَف غین پر پیش، راء پر زبر، غُرَف کی جمع غین پر پیش راء ساکن، اونچی منزل اور بلند محل۔

۱۱ کیونکہ ان دو وقتوں میں ستارہ زیادہ روشن اور بڑا دکھائی دیتا ہے، اگر یہ کہاجاتا کہ جیسے آسمان کے ستارے کو دیکھتا ہے تو ان منازل کی بندی اور دوری معلوم ہوتی لیکن چھنے کا اور روشنی کا مطلب نہ سمجھاجاتا اور آسمان کے کنارے پر کہنے سے دونوں باتیں سمجھ میں آجاتی ہیں (بندی بھی اور روشنی بھی) بعض روایات میں غایہ یا کے ساتھ بھی آیا ہے۔ یہ غور سے مشتق ہے۔ جس کا معنی پستی ہے۔ بعض روایات میں عازب بے نقطہ عین کے اور زاء کے ساتھ ہے جس کا معنی دور اور جانے والا ہے۔ مشہور روایت میں غایہ ہے۔ نقطہ والی غین اور باء کے ساتھ۔ یہ غبور سے مشتق ہے جس کا معنی گزرنا اور باقی رہنا ہے۔

۱۲ بعض جنتیوں کے مرتبے بند اور بعض کے بہت ہوں گے علماء فرماتے ہیں کہ جنت کے مختلف طبقات ہیں بعض بلند ترین یہ سابقین کے لیے، بعض درمیانے یہ میانہ روی والوں کے لیے اور بعض نچلے یہ ملے جلے اعمال والوں کے لیے ہوں گے۔

۱۳ پیغمبروں کی متابعت اور محبت کی بناء پر دوسرے لوگ بھی ان درجات تک پہنچیں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جنت میں ایسے گروہ داخل ہوں گے جن کے دل پرندوں کے دلوں کی طرح ہوں گے یہ (مسلم)

۱۳ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَقْوَامٌ أَفْعِدَتْهُمْ مِثْلُ أَفْعِدَةِ الطَّيْرِ (رواکا مسلم)

۱۴ یعنی اللہ تعالیٰ کے خوف و ہیبت اور غیروں سے گریز کرنے میں، کیونکہ پرندے بہت ہی زیادہ ڈرنے والے اور بھاگنے والے جانور ہیں۔ یا وہ لوگ توکل کے اعتبار سے پرندوں کی طرح ہوں گے۔ جیسے کہ پرندوں کے بارے میں حدیث شریفہ میں ہے کہ صبح کے وقت دعا پڑھنا اپنی رہائش گاہوں سے خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جنتیوں کو فرمائے گا: اے اہل جنت! جنتی عرض کریں گے ہم تیری بارگاہ میں حاضر ہیں اور تیرے دین کی بارگاہ خدمت کرتے ہیں، پر بھلائی تیرے پاس ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم راضی ہو؟ وہ کہیں گے اے رب! ہمیں کیا ہے کہ ہم راضی نہ ہوں حالانکہ تو نے ہمیں وہ کچھ دیا ہے کہ تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تمہیں اس سے بہتر نہ دوں؟ وہ عرض کریں گے

۱۴ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُولُونَ لَبَّيْكَ كُنَّا وَنَسْعُدُكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْهِ فَيَقُولُ هَلْ رَضِيتُمْ فَيَقُولُونَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى يَا رَبِّ وَقَدْ أُعْطِينَا مَا كُنَّا نَعُطِ أَحَدًا مِمَّنْ خَلَقَ فَيَقُولُ أَلَا أُعْطِيَكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ فَيَقُولُونَ يَا رَبِّ وَآتَى شَيْئًا أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ فَيَقُولُ أَجَلٌ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا

اَسْخَطَ عَلَيْكَ بَعْدَكَ اَبَدًا
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اے رب! اس سے بہتر کون سی چیز ہے؟ ارشاد ہوگا
میں تم پر اپنی رضا نازل کروں گا۔ اور اس کے بعد بھی
ناراض نہیں ہوں گا۔

۱۷ یعنی ہمیشہ ہمیشہ

۱۸ اس پر کہ ہمیں جنت میں داخلہ عطا کیا ہے۔

۱۹ جب آقا و مولا بندے سے راضی ہو گیا تو تمام نعمتیں اور سعادتیں حاصل ہو گئیں، دولت دیدار بھی اسی رضا کا نتیجہ ہے۔ پہلے بندوں سے پوچھا کہ کیا تم اللہ تعالیٰ سے راضی ہو؟ جب انہوں نے عرض کیا کہ ہم تجھ سے راضی ہیں تو اپنی رضا اس پر مرتب فرمائی، تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی بندے سے رضا اور خوشنودی کی علامت یہ ہے کہ بندہ اپنے مولا کے کریم سے راضی ہو لہذا تم اپنے حال پر نظر کرو اگر تم اپنے آپ کو اپنے پروردگار سے راضی پاتے ہو تو جان لو کہ وہ بھی تم سے راضی ہے۔ صحابہ کرام کو کشتش اور نفیثش کرتے تھے کہ ہم کس طرح معلوم کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے، آخر انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اگر ہم اس سے راضی ہیں تو یقیناً وہ بھی ہم سے راضی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں بشارت دی کہ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تم سے راضی ہوں۔ اس سے بڑی اور کیا نعمت ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ کی مقوڑی سی رضا جنت اور اس کی ہر نعمت سے بڑی ہے جیسے کہ ارشاد فرمایا: رَضَوْنَ مِنَ اللَّهِ اَكْبَرُ اللہ تعالیٰ کی مقوڑی سی رضا بھی بہت بڑی ہے چہ جائیکہ وہ رضا دائمی ہو۔ اے اللہ تو ہم سے راضی ہو جا اور ہمیں اپنے آپ سے راضی کر دے۔

۵۳۸۲ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اَدْنَى مَقْعَدٍ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ أَنْ يَقُولَ لَهُ تَمَنَّى قِيَتَمَنَّى وَ يَتَمَنَّى يَقُولُ لَهُ هَلْ تَمَنَيْتَ يَقُولُ نَعُو يَقُولُ لَهُ فَإِنْ لَكَ مَا تَمَنَيْتَ وَمِنْهُ مَعَهُ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ایک کی جنت میں کم سے کم جگہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے فرمائے گا آرزو کر، وہ آرزو کرے گا پھر آرزو کرے گا اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا تو نے آرزو کر لی ہے بندہ عرض کرے گا ہاں! اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا کہ تیرے لیے وہ کچھ ہے جس کی تو نے آرزو کی اور اس کی مثال اس کے ساتھ ہے۔ (مسلم)

۱۷ جہاں تک آرزو کی جاسکتی ہے اس کی آخری حد تک آرزو کر لی ہے

۱۸ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ بندہ مومن کی جتنی معرفت زیادہ ہوگی اس کا مرتبہ اتنا ہی بلند ہوگا۔ حتیٰ کہ اگر بندہ عارف سے اس قسم کا سوال کیا گیا تو وہ دائمی دیدار کے علاوہ کچھ نہ مانگے گا۔ کیونکہ کوئی نعمت دیدار کے درجے کو نہیں پہنچتی اور کوئی (معین) نعمت باقی بھی نہ رہے گی۔ ۲ (امیر علی)

۵۳۸۳ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّحَانُ وَجَيْحَانُ وَالْفَرَاتُ وَالْفَيْلُ كُلُّهُنَّ مِنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سیحان، جیحان، فرات اور فیل میں سے ہر ایک جنت کی نہروں میں سے ہے۔ (مسلم)

۱۔ فرات، کوذ کی اور فیل، مصر کی نہر ہے۔ لیکن سیحان اور جیحان کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ بعض شارحین حدیث نے کہا کہ سیحان شام کی اور جیحان بلخ کی نہر ہے۔ یہ فرمایا کہ سیحان اور جیحان الگ نہریں ہیں اور سیحون ترک کی اور جیحون بلخ کی الگ نہریں ہیں۔ کیونکہ پہلی نہریں ارمن کے علاقہ میں ہیں۔ علامہ طیبی نے فرمایا۔ جوہری (صاحب صحاح) کا یہ کہنا غلط ہے کہ جیحان شام کی نہر ہے اور اس پر اتفاق ہے کہ جیحون خراسان کی نہر ہے۔ بعض شارحین نے کہا کہ سیحون سندھ کی نہر ہے۔

مختصر یہ کہ ان چار نہروں کے جنتی نہروں سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ ان کے پانی بہترین پانی ہیں اور ان میں بہت سے فوائد اور منافع ہیں تو گویا یہ جنتی نہروں سے ہیں۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ چار نہریں جنتی نہروں کی اصل ہیں۔ اور ان کے نام وہی ہیں جو دنیا کی ان عظیم مشہور میٹھی اور مفید ترین نہروں کے نام ہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ دنیا میں جو فوائد اور منافع ہیں وہ بہشت کے نمونے ہیں۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ ان کو جنتی نہریں اس لیے کہا گیا ہے کہ جن شہروں میں یہ نہریں ہیں ایمان ان شہروں کو شامل ہے (یعنی وہاں کے لوگ ایمان والے ہیں) اور ان نہروں کا پانی پینے والے جنتی ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ یہ ظاہر پر محمول ہے ان نہروں کا مادہ اور ان کی اصل جنت سے ہے۔ امام مسلم نے روایت کی کہ طہات اور تل جنت سے جاری ہوتی ہیں۔ صحیح بخاری میں آیا ہے کہ مدرۃ المستی کی جڑ سے ہیں۔ معالم التنزیل میں ہے کہ یہ چار نہریں بہشت سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے سپرد کیا ہے اور وہاں زمین پر جاری کی ہیں۔ اسی طرح علامہ طیبی نے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حقیقت حال کو بہتر جانتا ہے۔

۵۳۸۵ وَعَنْ عُثْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ قَالَ ذَكَرْنَا أَنَّ الْحَجَرَ يُنْقَى مِنْ شَفَةِ جَهَنَّمَ فَيَهْوَى فِيهَا سَبْعِينَ خَرِيفًا يُدْرِكُ لَهَا قَعْرًا وَاللَّهُ كَشَّافٌ وَلَقَدْ ذَكَرْنَاكَ مَا بَيْنَ مِصْرَ عَيْنٍ مِنْ مَصَارِئِمِ الْجَنَّةِ مَسِيرَةُ أَرْبَعِينَ سَنَةً وَكَيَاتِيْن عَلَيْهَا يَوْمٌ وَهُوَ كَطِيطٍ مِنَ الرَّحَامِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں بیان کیا گیا کہ جہنم کے کنارے سے پتھر پھینکا جائے گا وہ ستر سال تک نیچے جاتا رہے گا اس کی تہ تک نہیں پہنچے گا۔ اللہ کی قسم! دوزخ بھر دی جائے گی اور ہمیں بیان کیا گیا کہ جنت کے دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے۔ اس پر ایک دن ایسا آئے گا کہ وہ ہجوم کی وجہ سے بھری ہوئی ہوگی۔ (مسلم)

۱۔ عتبہ بے نقطہ عین بہر پیش تاء سکن۔ غزوان نقطہ والی غین پر زبر، نداء ساکن جلیل القدر اور قدیم الاسلام بھری صحابی ہیں۔ چھ مردوں کے بعد اسلام لائے۔ مشہور تیر اندازوں میں شمار ہوتے تھے۔

۱۵ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ہمیں بیان کیا گیا ہے۔
 ۱۶ خریف (موسم خزاں) ربیع (ربار) کے مقابل ہے۔ چونکہ عرب سال کی ابتداء خریف سے شمار کرتے ہیں اس لیے خریف سے مراد پورا سال لیتے ہیں۔
 ۱۷ اس کی گہرائی کے باوجود

الفصل الثانی

دوسری فصل

۵۲۸۶ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 مِمَّا خُلِقَ الْخَلْقُ قَالَ مِنَ الْمَاءِ قُلْتُ
 الْجَنَّةُ مَا بَنَاهَا قَالَ لِبَنَةِ مَنْ ذَهَبَ
 وَلِبَنَةِ مَنْ فِضَّةٌ وَمَلَأَ طُهَا الْمِسْكَ الْأَذْفَرُ
 وَخَصَبًا وَهِيَ التُّوْلُوْءُ وَالْيَاثُوْتُ وَتَرْبَتُهَا
 الزَّعْفَرَانُ مَنْ يَدْخُلُهَا يَنْعَمُ وَلَا يَبْأَسُ
 وَيَخْلُدُ وَلَا يَمُوتُ وَلَا يَبْلَى ثِيَابُهُ
 وَلَا يَفْنَى ثَنَابُهُ

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
 کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مخلوق کس چیز سے پیدا
 کی گئی ہے۔ فرمایا پانی سے۔ ہم نے عرض کیا کہ جنت کی
 عمارت کس چیز سے ہے؟ فرمایا ایک اینٹ سوئے کی اور
 ایک چاندی کی۔ اس کا کارا خالص اور تیز خوشبو والی
 کستوری ہے۔ اس کے سنگ مرمر سے یاقوت اور مرواریدیں
 اس کی مٹی زعفران کی طرح (زرد اور خوشبودار) جو شخص اس
 میں داخل ہوگا نعمتیں حاصل کرے گا اور شقت نہیں دیکھے
 گا، ہمیشہ رہے گا اور اسے موت نہیں آئے گی۔ جنتیوں کے
 پڑے پوشیدہ نہیں ہوں گے اور ان کی جوانی زائل نہیں ہوگی

(امام احمد، ترمذی، دارمی)

۱۸ اے ارباب عقل و خرد کا اس میں اختلاف ہے کہ اجسام میں سب سے پہلے کون سی چیز پیدا کی گئی؟ اکثر اس بات
 کے قائل ہیں کہ سب سے پہلے پانی پیدا کیا گیا۔ کیونکہ اس میں جہان کی تمام صورتوں کے قبول کرنے کی صلاحیت ہے
 اس کے بعد صفت کثافت اور انجماد کے ساتھ زمین پیدا کی گئی۔ آگ اور ہوا کو رقت اور لطافت کا حامل بنایا گیا۔ چونکہ
 پانی جب زیادہ لطیف ہوتا ہے تو ہوا بن جاتا ہے۔ آگ پانی کا خلاصہ اور صاف ترین حصے سے پیدا کی گئی اور آسمان آگ
 کے دھوئیں سے پیدا ہوا اور یہ حدیث اس بیان کی دلیل ہے کہ۔ کہتے ہیں کہ تورات کے سفر اول میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
 ایک جوہر پیدا فرمایا پھر اس کی طرف پر ہیبت نظر فرمائی تو اس جوہر کے اجزاء پھل گئے اور وہ پانی بن گیا۔ اس سے
 دھوئیں ایسا بخار پیدا ہوا کہ اوپر گیا تو آسمان پیدا ہوا، پھر پانی پر جھاگ ظاہر ہوئی اور اس سے زمین پیدا ہوئی۔ پہاڑوں
 کو زمین کے ٹکڑے بنا دیا۔ بعض حواشی میں ہے کہ پانی سے مراد نطفہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مخلوق سے مراد حیوانات
 ہیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ہم نے پانی سے
 ہر زندہ کو پیدا کیا۔

۱۵ لَبَنَةٌ لَامٍ پُر زبر، باء کے نیچے زیر، لام کے نیچے زیر اور باء ساکن بھی آئی ہے (لَبَنَةٌ)۔
۱۶ لہ جنوروں اور دوسری جگہ پر ہیں۔

۵۳۸۷ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ إِلَّا وَسَاقُهَا مِنْ ذَهَبٍ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۵۳۸۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ مِائَةُ عَامٍ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ) ۵۳۸۹ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ كَوَأَنَّ الْعُلَمَاءَ اجْتَمَعُوا فِي أَحَدِهَا لَوْ سَعَتْهُمْ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

۵۳۹۰ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَفُتُشْ مَرْفُوعَةٍ قَالَ ارْتِفَاعُهَا لَكُمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ مِائَتَا خُمُسٍ مِائَةِ سَنَةٍ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

۱۷ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ فُتُش سے مراد جنتی عورتیں ہیں اور مَرْفُوعَةٍ کا معنی یہ ہے کہ وہ دنیا کی عورتوں سے حسن و جمال میں فائق اور بلند تر ہیں۔

۵۳۹۱ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں جو بھی درخت ہے اس کا تنا سونے کا ہے۔ (ترمذی)

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں سو درجے ہیں، ہر دو درجوں کے درمیان سو سال کی مسافت ہے۔ امام ترمذی نے یہ حدیث روایت کی اور فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنت میں سو درجے ہیں اگر تمام جہانوں کے لوگ ایک درجے میں جمع ہو جائیں تو وہ ان سب کی گنجائش رکھتا ہے۔ امام ترمذی نے یہ حدیث روایت کی اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

ان ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وَفُتُشْ مَرْفُوعَةٍ (جنت میں تہہ بہ تہہ بلند کیے ہوئے بستر ہیں) کی تفسیر میں فرمایا: ان کی بلندی زمین و آسمان کی مسافت کی طرح ہے۔ امام ترمذی نے یہ حدیث روایت کی اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱۸ یاد رہے کہ دار آخرت زندہ ہے وہاں کی کوئی چیز بے جان اور بے حس نہیں ہے۔ جیسے کہ قرآن پاک میں بھی آیا ہے اور یہ سونا مٹی سے پیدا نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ کی پاک مخلوق ہے۔ اس کے مقابلے میں دنیا کا سونا کوڑے کرکٹ سے بھی بدتر ہے ۱۲۔ مولوی امیر علی۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ
الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ضَوْءٌ وَجُوهُهُمْ عَلَى مِثْلِ
ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالزُّمَرَةُ الثَّانِيَةُ
عَلَى مِثْلِ أَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ لِجُلِّ
رَجُلٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ عَلَى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُونَ
حُلَّةً يَرَى مِنْهُنَّ سَاقَهَا مِنْ وَرَائِهَا
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

فرمایا کہ قیامت کے دن جنت میں داخل ہونے والے
پہلے گروہ کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی روشنی
کی طرح ہوں گے۔ دوسرے گروہ کے چہرے آسمان میں
چمکنے والے بہترین ستارے کی مثل ہوں گے۔ ان میں سے
ہر ایک مرد کی دو بیویاں ہوں گی۔ ہر بیوی پر ستر
حلتے ہوں گے۔ اس کی پٹلی کا گودا پٹلی کے پیچھے سے
دیکھا جائے گا۔ (ترمذی)

۱۵ یہ اس کی کامل لطافت، صفائی اور حسن کی طرف اشارہ ہے۔

۵۲۹۲ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُعْطَى الْمُؤْمِنُ فِي الْجَنَّةِ
قُوَّةٌ كَذَا وَكَذَا مِنَ الْجَمَاعِ قِيلَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ يُطِيقُ ذَلِكَ قَالَ يُعْطَى
قُوَّةٌ مِائَةً

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کو
جنت میں اتنی اتنی عورتوں سے مباشرت کی قوت دی
جائے گی، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کیا مومن اتنی عورتوں
سے عمل زہدیت ادا کرنے کی طاقت رکھے گا۔ فرمایا
اے سومردوں کی طاقت دی جائے گی۔ (ترمذی)

۱۵ تو اتنی عورتوں سے (جتنی ہم نے بیان کی ہیں) کیوں مباشرت نہ کر سکے گا۔

۵۲۹۳ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي الْوَقَّاصِ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَوْ
أَنَّ مَا يُقَلُّ ظَفْرٌ قَسَمًا فِي الْجَنَّةِ بَدَأَ
لَتَزَحَرَفَتْ لَهُ مَا بَيْنَ خَوَافِقِ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ
إِظْلَمَ قَبْدًا أَسَاوَرًا لَطَمَسَ ضَوْعًا ضَوْعًا
الشَّمْسِ كَمَا تَطْمَسُ الشَّمْسُ ضَوْعًا النُّجُومِ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ قَالَ هَذَا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا: اگر جنتی چیز کی اتنی مقدار ظاہر ہو جائے جسے نائن
اٹھالے تو اس کی وجہ سے زمین و آسمان کے اطراف
روشن ہو جائیں اور اگر جنتی مرد اور اس کے ہاتھوں کے
کنگن ظاہر ہو جائیں تو اس کی روشنی سورج کی روشنی کو
اس طرح ناپید کر دے جس طرح سورج ستاروں کی روشنی
کو ناپید کر دیتا ہے۔ امام ترمذی نے یہ حدیث روایت
کی اور فرمایا یہ غریب ہے۔

حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

۱۵ جو زیب و زینت کے اسباب و فرائض سے ہے۔

۱۵ خَوَافِقُ جمع ہے خَافِقَةٌ کی، اس کا معنی جانب ہے۔ خَافِقَيْنِ مشرق و مغرب کو کہتے ہیں اور
انھیں افق اس لیے کہتے ہیں کہ وہاں دن اور رات مختلف ہوتے ہیں (سورج کے طلوع اور غروب ہونے سے)

محقق کا معنی حرکت اور اضطراب ہے۔ اسی طرح دل کی دھڑکن کی تیزی کو خفقان کہتے ہیں۔ خوفِ آسمان، آسمان کی ان جانبوں کو بھی کہتے ہیں جہاں سے چار مشہور ہوائیں آتی ہیں۔

۵۳۹۲ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلُ الْجَنَّةِ جُرْدٌ مُرْدٌ كَحُلَى لَا يَغْنَى شَبَابُهُمْ وَلَا يَبْلَى تِبَابُهُمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جنتیوں کے جسم بالوں سے پاک اور چہرے داڑھی کے بغیر اور آنکھیں سرگس ہوں گی۔ ان کی جوانی زائل نہیں ہوگی۔ اور ان کے کپڑے پرانے نہیں ہوں گے۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالِدَارِمِيُّ)

لے جُرْدٌ جسم پر پیش اور اعضاء، اَجْرَدٌ کی جمع ہے، مُرْدٌ بھی اس کے وزن پر ہے۔ اَمْرَدٌ کی جمع کَحْلٌ بر وزن قَتْلٍ، کَحْلٌ کی جمع ہے بمعنی اکھل سرگیں آنکھوں والا۔ اَجْرَدٌ اس مرد کو کہتے ہیں جس کے جسم پر بال نہ ہوں۔ اس مادے کی اصل نغی اور ازلے کے لیے ہے۔ جیسے کہ جُرْدٌ پہلے دونوں حرفوں پر زبر، وہ فصلا جہاں سبز نہ ہو۔ تجرید کا معنی ہے کھال اتارنا اور اس کے بال اتارنا۔ تجرید ثوب کا معنی ہے ننگا کرنا۔ اَمْرَدٌ وہ شخص جس کی مٹھوڑی کے بال نہ ہوں۔ قاموس میں ہے اَمْرَدٌ اس جوان کو کہتے ہیں جس کی مونچھیں تو ہوں لیکن داڑھی نہ اگی ہو۔ کَحْلٌ پہلے دونوں حرفوں پر زبر آنکھ کے بالوں کی جڑوں کا سرمہ کے بغیر اس طرح سیاہ ہونا جس طرح سرمے سے سیاہ ہوتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کَيْسٌ الشَّكْحُلُ كَالشَّكْحُلِ یعنی جو بے تکلف سرمہ لگائے وہ ایسا نہیں ہوگا کہ آنکھیں سرمے کے بغیر پیدا نشی طور پر سیاہ واقع ہوں۔

۵۳۹۵ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ جُرْدًا مُرْدًا مُكْحِلِينَ أَبْنَاءَ ثَلَاثِينَ أَوْ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ سَنَةً (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنتی جنت میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ ان کے جسم بالوں سے خالی چہرے داڑھی کے بغیر اور آنکھیں سرگس ہوں گی اور ان کی عمر تینس یا تینتیس سال ہوگی۔ (ترمذی)

۱۷ یعنی جیسے دنیا میں اس عمر میں ہوتے ہیں، کیونکہ مرد کی کامل جوانی اور قوت اس عمر میں ہوتی ہے۔ عربی میں اس کو اَشَدُّ کہتے ہیں۔ ہرے پند ہر اندیشین پر پیش۔

۵۳۹۶ وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ لَهُ سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى قَالَ لَا يَسِيرُ الرَّكَّابُ فِي ظِلِّ الْغَنَنِ مِنْهَا مِائَةَ سَنَةٍ أَوْ لَيْسَتْ ظِلُّ

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جب کہ آپ کے سامنے سدرۃ المنتہی کا ذکر کیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا سوار اس کی شاخ کے نیچے

يُظِلُّهَا مِائَةٌ رَّاكِبٍ شَلَقَ الرَّادِي فِيهَا
فَرَّاشُ الذَّهَبِ كَأَنَّ شَمَاهَا الْقُلُوبُ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا
حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

چلے گا یا اس کے سامنے میں سو سووار پناہ لیں گے۔ راوی
کو شک ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ میں سونے کے پتھرے ہیں
اس کے پھل گویا بڑے گھڑوں کی طرح ہیں۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا

کہ یہ حدیث غریب ہے۔

۱۵ فتن پہلے دونوں حرفوں پر زبر، شاخ، اس کی جمع افنان ہے۔
۱۶ راوی کو شک ہے کہ اس نے کیا سنا۔ آیا یہ کہ اس کی شاخ کے پتھے سو سو سال چلے گا یا یہ کہ سو سووار
اس کے سامنے میں پناہ لیں گے۔ لیکن ظاہر ہے کہ پہلی صورت میںبالغہ ہے۔

۱۷ فراش فاء پر زبر، را مخفف، وہ کپڑا جو چراغ کے گرد داڑتا ہے اور اس میں گر جاتا ہے جسے پروانہ کہتے
ہیں۔ غالباً مراد وہ نورانی فرشتے ہیں جن کے بازو سونے کی طرح چمکتے ہیں یا سدرۃ المنتہیٰ سے پھوٹنے والے انوار
کو سنہری پروانوں سے تشبیہ دی ہے۔ یہ تفسیر ہے آیت کریمہ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى سدرہ کو ڈھانپ رہی
ہے وہ چیز جو اسے ڈھانپ رہی ہے۔ علامہ بیضاوی نے کہا کہ اسے فرشتوں کا جم غفیر ڈھانپتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت
میں مصروف رہتا ہے۔

۱۸ قُلُوبُ جمع ہے قُلَّةٌ مکی پہلے حرف پر پیش، بڑا گھڑا جسے حَبْرَةٌ کہتے ہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ جنت
کے اخیر میں ایک درخت ہے۔ پہلوں اور پچھلوں کے علم کی دھان انتہا ہو جاتی ہے۔ کسی مخلوق کو علم نہیں ہے کہ اس سے
آگے کیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ اس سے آگے کوئی نہیں گذرا۔ یہ وہ مقام ہے جس سے آگے
حضرت جبریل علیہ السلام نہیں جا سکتے۔ ایک روایت کے مطابق وہ چمٹے آسمان میں ہے۔ مشہور یہ ہے کہ وہ ساتویں
آسمان پر ہے۔ ان دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ اس کی جڑ چمٹے آسمان پر اور شاخیں ساتویں آسمان پر ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵۲۹۷ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْكَوْثَرُ قَالَ ذَلِكَ
نَهْرٌ أَعْطَانِيهِ اللَّهُ لِعَيْنِي فِي الْجَنَّةِ أَشَدُّ
بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ فِيهِ
طَيْرٌ أَعْنَاقُهَا كَأَعْنَاقِ الْجَزْرِ قَالَ عُمَرُ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّ هَذِهِ لَنَا عِمَّةٌ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلْتُمُهَا
أَنَعَمُ مِنْهَا -

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کوثر کیا ہے
فرمایا جنت میں ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی
ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ
میسٹھا ہے۔ اس نہر میں ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں اونٹوں
کی گردنوں کی سی ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
عرض کیا کہ یہ پرندے تو اس نہر میں بڑے خوش حال ہوں گے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے کھانپوالے
ان سے زیادہ خوش حال ہوں گے (ترمذی)

۱۵ جزر پہلے دونوں حرفوں پر زبر، جزور کی جمع ہے۔ پہلے حرف پر زبر ہے۔ وہ اونٹ جو ذبح کرنے کے لیے پالے گئے ہوں۔

۱۶ ناز و نعمت میں اور مولے ہوں گے۔

۵۲۹۸ وَعَنْ بُرَيْدَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ فِي الْجَنَّةِ مِنْ خَيْلٍ قَالَ إِنْ اللَّهُ أَدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلَوْ تَشَاءُ أَنْ تُحْمَلَ فِيمَا عَلَى فَرَسٍ مِنْ يَاقُوتَةٍ حَمْرَاءَ يُطِيرُ بِكَ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْتَ إِلَّا فَعَلْتَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْإِبِلِ قَالَ فَلَوْ لَقِيلَ لَهُ مَا قَالَ لِصَاحِبِهِ فَقَالَ إِنْ يُدْخِلُكَ اللَّهُ الْجَنَّةَ يَكُنْ لَكَ فِيهَا مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ فرمایا اگر اللہ تعالیٰ تجھے جنت میں داخل کر دے اور تم چاہو کہ تمہیں سرخ یا قوت کے گھوڑے پر سوار کر دیا جائے وہ تمہیں اڑا کر اس جگہ لے جائے جہاں تم چاہو تو تمہارا شوق پورا کر دیا جائے گا۔ ایک شخص نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! کیا جنت میں اونٹ ہوں گے حضرت بریدہ فرماتے ہیں کہ اس شخص کو وہ جواب نہیں دیا جو اس کے ساتھی کو دیا تھا۔ پس فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے تجھے جنت میں داخل کر دیا تو اس میں تمہارے لیے وہ کچھ ہوگا جو تم چاہو گے اور تمہاری آنکھیں لطف اندوز ہوں گی۔

(ترمذی)

۱۷ الا فعلت یہ کلمہ صیغہ خطاب کے ساتھ معروف اور مجہول پڑھا گیا ہے۔ یعنی مگر یہ کہ تمہارا مدعا اور مقصود تمہیں دیا جائے گا یا تم اپنے مقصود میں کامیاب ہو گے۔ تاء تانیث کے ساتھ صیغہ مجہول بھی آیا ہے (فعلت) یعنی تمہارے لیے گھوڑا تیار کر دیا جائے گا۔ فرس مذکر اور مؤنث دونوں طرح آیا ہے۔ حاصل یہ کہ بہشت میں جو چاہو گے ملے گا۔ ۱۸ یعنی اسے نہ فرمایا کہ اگر تجھے اللہ بہشت میں داخل عطا فرمائے اور تو اونٹ پر سواری کرنا چاہے تو تجھے سرخ یا قوت کے اونٹ پر سوار کر دے گا۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے گھوڑوں سے محبت ہے، کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تجھے جنت میں داخل کیا گیا تو تجھے یا قوت کا گھوڑا دیا جائے گا، جس کے دو بازو ہوں گے پس تجھے اس پر سوار کیا جائے گا۔ پھر تم جہاں چاہو گے

۵۲۹۹ وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَحْبَبْتُ الْخَيْلَ أَفِي الْجَنَّةِ خَيْلٌ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ أُدْخِلْتَ الْجَنَّةَ أُوتِيَتْ بِفَرَسٍ مِنْ يَاقُوتَةٍ لَكَ جَنَاحَانِ فَحُمِلْتَ عَلَيْهِ ثُمَّ طَارَ بِكَ حَيْثُ شِئْتَ

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ
إِسْنَادُهُ بِالنَّقَوِيِّ وَأَبُو سُوْرَةَ الرَّادِّي لِيُضَعَّفُ
فِي الْحَدِيثِ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ
يَقُولُ أَبُو سُوْرَةَ هَذَا مُنْكَرُ الْحَدِيثِ
يُرْوَى مَنَازِيَرُ

تحقیق اڑا کر لے جائے گا۔ امام ترمذی نے یہ حدیث
یہ حدیث روایت کی اور کہا کہ اس کی سند قوی نہیں ہے۔
ابو سورہ راوی حدیث میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔ میں نے
امام محمد بن اسماعیل بخاری کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ ابو سورہ
منکر الحدیث ہے اور منکر حدیثیں روایت کرتا ہے۔

۱۷ حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر صحابہ میں سے ہیں۔

۱۸ منکر کا معنی مقدمہ میں بیان کیا جا چکا ہے۔

۵۴۰۰ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُونَ
وَمِائَةً تُصَفِّ ثَمَانُونَ مِنْهَا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ
وَأَرْبَعُونَ مِنْ سَائِرِ الْأُمَمِ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ
الْبَعْثِ وَالنُّشُورِ

حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت ایک سو بیس صفیں
ہوں گی۔ ان میں سے اسی صفیں اس امت کی ہوں گی اور
چالیس باقی امتوں سے ہوں گی۔ اس حدیث کو امام ترمذی
دارمی اور امام بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں روایت
کیا ہے۔

۱۹ امت مرحومہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

۲۰ اس سے معلوم ہوا کہ اس امت کے جنتی افراد دوسری امتوں سے دوگنا ہوں گے۔

اگر سوال کیا جائے کہ اس سے پہلے باب شفاعت میں گزر چکا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیں
امید ہے کہ تم اہل جنت کا نصف ہو گے اور اس جگہ فرماتے ہیں کہ دوسری امتوں سے دوگنا ہوں گے۔ اس کا جواب یہ ہے
کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امید وہ ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، بعد ازاں اس
میں اضافہ کر دیا گیا ہو اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امید سے زیادہ کی بشارت دے دی گئی ہو اور یہ اللہ تعالیٰ کا
زیادہ فضل و کرم ہے۔ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت کے حق میں اللہ تعالیٰ کا فضل
بہت بڑا ہے۔

۵۴۰۱ وَعَنْ سَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ
أُمَّتِي الَّذِي يَدْخُلُونَ مِنْهُ الْجَنَّةَ
عَرَضُهُ مَسِيرَةُ الرَّكَّابِ الْمُجَوِّدِ ثَلَاثًا
ثُمَّ لَأَنَّهُمْ لِيُضَعَّفُونَ عَلَيْهِ حَتَّى تَكُونُوا
مَنَازِيَرُهُمْ تَزُولُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

حضرت سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کا دروازہ جس
سے ہماری امت داخل ہوگی اس کی چوڑائی تین رات یا تین
سال تک گھوڑے کو خوب دوڑانے والے سوار کی مسافت کے
برابر ہوگی۔ پھر بھی مجرم میں دب پس جائیں گے۔ یہاں تک
قریب ہوگا کہ ان کے کندھے اتر جائیں۔ امام ترمذی نے

وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ ضَعِيفٌ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَكَمْ يَعْرِفُهُ وَقَالَ يَخْذُ بِنِ الْبَكْرِ بِرَوِي الْمَنَاحِيَرِ

اس حدیث کو روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے اسے نہیں پہچانا اور فرمایا - بخاری نے ابی بکر شکر حدیثیں روایت کرتا ہے -

۱۷ حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب تابعین میں سے جلیل القدر عالم ، امام اور ثقہ ہیں - امام مالک نے فرمایا کہ حضرت سالم کے زمانے میں کوئی شخص ان سے زیادہ زہد ، فضیلت اور عمدہ زندگی گزارنے میں سلف صالحین (صحابہ کرام) کے مشابہ نہ تھا - مشہور زمانہ ظالم حجاج بن یوسف کو سخت باتیں کہہ دیا کرتے تھے -
۱۸ مجبور و مہم پر پیش ، واؤ مشدد کے پیچھے زیر سوار کی صفت ہے - یعنی گھوڑے کو خوب تیز دوڑانے والا یا گھوڑے کی صفت ہے خوب تیز دوڑنے والا -

۱۹ اس وسعت کے باوجود

۲۰ یخلفہ مملود کے فعل مضارع کے وزن پر

۵۴۰۲ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوقًا مَا فِيهَا شَرَىٌّ وَلَا بَيْعٌ إِلَّا الصُّورُ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فَإِذَا اشْتَرَى الرَّجُلُ صُورَةً دَخَلَ فِيهَا

(رواہ الترمذی) وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

۱۷ جہاں بڑی صورتیں اچھی صورتوں میں بدلی جاتی ہیں -

۵۴۰۳ وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ لَقِيَ أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَسْأَلُ اللَّهَ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ فِي سُوقِ الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيدٌ أَفِيهَا سُوقٌ قَالَ نَعَمْ أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : بے شک جنت میں ایک بازار ہے جس میں خرید و فروخت نہیں ہے اس میں فقط مردوں اور عورتوں کی اچھی صورتیں ہیں - جب کوئی مرد کسی صورت کو پسند کرے گا تو اس صورت میں داخل ہو جائے گا - یہ حدیث امام ترمذی نے روایت کی اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے -

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ انھوں نے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی ، حضرت ابوہریرہ نے فرمایا : میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں کہ مجھے اور تمہیں جنت کے بازار میں جمع فرادے - حضرت سعید نے پوچھا کیا جنت میں بازار ہے ؟ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا ہاں ، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی

لفہ صحیح یہ ہے کہ ترمذی شریف میں خالد بن ابی بکر ہے - محدث جمال الدین نے کہا کہ یہ صاحب مشکوٰۃ کا سوہ ہے ۱۲ امیر علی

اِذَا دَخَلُوْهَا نَزَلُوْا فِيْهَا بِفَضْلِ اَعْمَالِهِمْ ثُمَّ
يُوْذَنُ لَهُمْ فِىْ مَقْدَارِ يَوْمٍ الْجُمُعَةِ مِنْ اَيَّامِ
الدُّنْيَا فَيُزَوَّرُوْنَ رُبُّهُمْ وَيُبْرَزُ لَهُمْ عَرْشُهُ
وَيَتَّبَعْدِيْ لَهُمْ فِى رَوْضَةٍ مِنْ رِيَاضِ
الْجَنَّةِ فَيُؤَصَّعُ لَهُمْ مَنَابِرُ نُورٍ وَمَنَابِرُ
مِنْ كُوْلُوْهُ دَمَنَابِرُ مِنْ يَاقُوْتٍ وَمَنَابِرُ
مِنْ زَبَرْجَدٍ وَمَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ وَمَنَابِرُ
مِنْ فِصَّةٍ وَيَجْلِسُ اَدْنَاهُمْ وَمَا فِيْهِمْ
دَنِيٌّ عَلٰى كُتُبَانَ الْمِسْكِ وَالْكَافُوْرَ مَا يَرُوْنَ
اَنْ اَصْحَابَ الْاَكْرَاسِيْ بِأَفْضَلٍ مِنْهُمْ مَجْلِسًا
قَالَ اَبُوْهُمُ يَرَّةً قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ تَرٰى
رَبَّنَا قَالَ لَعَمْرُوْ هَلْ تَتَمَارَوْنَ فِى رُؤْيٰى
الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ كَيْلَةَ الْبَدْرِ قُلْنَا لَا قَالَ
كَذٰلِكَ لَا تَتَمَارَوْنَ فِى رُؤْيٰى رَبِّكُمْ وَلَوْ يَبْقٰى
فِى ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ رَجُلٌ اِلَّا حَاذَرَهُ اللّٰهُ
مَحَاضِرَةً حَتّٰى يَقُوْلَ لِلرَّجُلِ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ
ابْنُ فُلَانٍ اَتُنْكِرُ يَوْمَ قُلْتُ كَذٰا وَكَذٰا
فَيَذْكُرُوْا بِبَعْضِ عَدَدَاتِهِ فِى الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ
يَا رَبِّ اَقْلَمْتُ تَغْفِرْ لِيْ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَسْعَةً
مَّغْفِرَةٍ تِىْ بَلَغْتَ مَازِلَتِكَ هَذِهِ فَيَبِيْنَانَا هُوَ
عَلٰى ذٰلِكَ غَشِيَتْهُمْ سَحَابٌ مِّنْ فَوْقِهِمْ
فَاَمْطَرَتْ عَلَيْهِمْ طِيْبًا لَّمْ يَجِدُوْا مِثْلَ
رِيْحِهِمْ شَيْئًا قَطُّ وَيَقُوْلُ رَبَّنَا قَوْمُوْا اِلٰى
مَا اَعَدَدْتُمْ لَكُمْ مِنَ الْكَرَامَةِ فَخُذُوْا مَا
اَسْتَهْيَيْتُمْ فَنَاقِيْ سَوْفًا قَدْ حَفَّتْ بِهِ
الْمَلٰئِكَةُ فِيْهَا مَا لَوْ تُنْظَرُ الْعُيُوْنُ اِلٰى مِثْلِهِ
وَلَوْ سَمِعَ الْاُذَانُ وَلَوْ يَخْطُرُ عَلَى الْقُلُوْبِ

کہ جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو اس میں اپنے عملوں
کی فضیلت کے مطابق داخل ہوں گے۔ پھر انھیں دنیا
کے دنوں میں سے جمعہ کے دن کی مقدار میں اجازت دی جائے
گی پس وہ اپنے رب کی زیارت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے
لیے اپنا عرش ظاہر فرمائے گا اور ان کے لیے جنت کے باغوں
میں سے ایک باغ میں ظاہر ہوگا، ان کے لیے لود کے منبر رکھے
جائیں گے۔ کچھ منبر موتیوں کے، کچھ یاقوت کے، کچھ زبرجد کے
کچھ سونے کے اور کچھ چاندی کے ہوں گے۔ ان میں سے ادنیٰ
شخص کستوری اور کافور کے ٹیلوں پر بیٹھے گا اور ان میں کوئی
بھی گھٹیا مرتبہ کا نہیں ہوگا۔ ٹیلوں پر بیٹھنے والے یہ گمان
نہیں کریں گے کہ گرسیوں والے نشست کے اعتبار سے ان سے
افضل ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
کیا ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ فرمایا ہاں! کیا تم سہرے اور
چودھویں رات کے چاند کے دیکھنے میں شک کرتے ہو؟ میں نے
عرض کیا نہیں۔ فرمایا اسی طرح تم اپنے رب کے دیکھنے میں شک نہیں
کرو گے۔ اللہ تعالیٰ اس مجلس میں حاضر ہر شخص سے بلا واسطہ
کلام فرمائے گا۔ یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک شخص کو فرمائے
گا اے فلاں ابن فلاں! کیا تجھے وعدہ یاد ہے جب تو اس
اس طرح کیا کرتا تھا۔ اسے اس کی دنیا میں بعض حد تک نہیں
یا دکرائے گا۔ بندہ کہے گا میرے رب! کیا تو نے مجھے
بھٹس نہیں دیا؟ فرمائے گا کیوں نہیں؟ میری مغفرت کی وسعت
کی بناء پر تو اپنے اس مرتبے کو پہنچا ہے۔ جنتی اسی حال میں ہوں
گے کہ انھیں اوپر کی جانب سے ایک بادل ڈھانپ لے گا اور ان
پر ایسی خوشبو کی بارش کرے گا کہ اس جیسی خوشبودار چیز انھوں نے
کبھی نہیں پائی ہوگی اور ہمارے فرمائے گا اٹھو اس عزت کی طرف
جو میں نے تمھارے لیے تیار کی ہے اور جو چاہو لے لو، چاہو
ہم ایسے بازار میں آئیں گے جسے فرشتوں نے گھیر رکھا ہوگا۔

فَيُحْمَلُونَ لَنَا مَا شَتَيْنَا لَيْسَ بِيَاْعٍ فِيهَا
وَلَا يُشْتَرَىٰ وَفِي ذَٰلِكَ السُّوْيَ يَلْقَىٰ أَهْلُ
الْجَنَّةِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا قَالَفَيُقْبَلُ الرَّجُلُ
ذُو الْمُنْزِلَةِ الْمُرْتَفِعَةِ فَيَلْقَىٰ مَنْ هُوَ
دُونَهُ وَمَا فِيهِمْ دَرَجَاتٌ فَيَرُوعُهُ مَا
يَرَىٰ عَلَيْهِ مِنَ اللَّبَاسِ فَمَا يَنْقَضِي
آخِرُ حَدِيثِهِ حَتَّىٰ يَتَخَيَّلَ عَلَيْهِ مَا هُوَ
أَحْسَنَ مِنْهُ وَذَٰلِكَ أَتَىٰ لَا يَتَّبِعِي
لَوْحِدٍ أَنْ يَحْزَنَ فِيهَا ثُمَّ تَنْصَرِفُ
إِلَىٰ مَنْزِلَتِنَا فَيَتَلَقَّانَا أَرْوَاجُنَا
فَيَقُلْنَ مَرْحَبًا وَأَهْلًا لَقَدْ جِئْتِ
وَأَنْ يَكُ مِنَ الْجَمَالِ أَفْضَلُ مِمَّا
فَارَقْتِنَا عَلَيْهِ فَنَقُولُ إِنَّا جَاءَلَهُنَا
الْيَوْمَ رَبَّنَا الْجَبَّارَ وَيَحِقُّنَا أَنْ
نُقَلِّبَ بِمِثْلِ مَا انْقَلَبْنَا
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ
وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ
غَرِيبٌ

اور ہم ایسی چیزیں پائیں گے جن کی مثل آنکھوں نے نہیں دیکھی
ہوگی، کانوں نے سنی نہیں اور دلوں میں ان کا تصور نہیں
گزرا ہوگا تو ہم جو چاہیں گے ہمیں دیا جائے گا۔ وہاں کوئی
چیز نہ تو بیچی جائے گی اور نہ ہی خریدی جائے گی۔ اس بازار میں
جنتی ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔ نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونچے مرتبے والا متوجہ ہو کر
نچے مرتبے والے سے ملاقات کرے گا۔ حالانکہ ان میں کوئی
بھی گھٹیا مرتبے والا نہیں ہوگا۔ کم مرتبہ کا جو لباس دیکھے گا
وہ اسے ڈر اڑے گا۔ اس کی گفتگو کا آخری حصہ ابھی ختم نہیں
ہوگا کہ وہ محسوس کرے گا کہ میرا لباس پہلے سے بھی اچھا ہے اور یہ
اس لیے کہ جنت میں کسی کے لیے غلین ہونا لائق نہیں ہے پھر
ہم اپنے گھروں کی طرف جائیں گے اور ہماری بیویاں ہم سے
ملاقات کریں گی۔ وہ مرحبا اور اہلا کہیں گی اور کہیں گی کہ
تمہارا حسن تو اس وقت سے کہیں زیادہ ہے۔ جب تم ہم سے
جدا ہوئے تھے ہم کہیں گے کہ ہم نے آج اپنے رب جبار
سے ہم نشینی کی ہے اور ہمیں حق پہنچتا ہے کہ ہم اس حل میں
لوٹیں جس حال میں ہم لوٹے ہیں (ترمذی، ابن ماجہ)۔
امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

۱۔ کہ تابعین میں سے ہیں

۲۔ جس کے اعمال جس قدر زیادہ ہوں گے اسی قدر اسے درجہ ملے گا۔

۳۔ یعنی اس دن کے مطابق جس دن دنیا میں جمعہ ہوتا ہے۔ پروردگار عالم انھیں باہر نکلنے کا حکم دیں گے
جیسا کہ دنیا میں جمعہ کے لیے نکلتے تھے اور یہ جمعہ کے لیے نکلنے اور نماز جمعہ کے لیے جانے پر جزا کے طور پر ہوگا۔

۴۔ حرم کبریاء میں حاضر ہو کر اپنے رب کریم کی زیارت کا شرف پائیں گے۔

۵۔ اس سے مراد اپنے بندوں پر اللہ تعالیٰ کا ظہور اور تعالیٰ فرمانا ہے۔

۶۔ یہ تبدیلی یاء اور تاء دونوں پر زمر، وال مشد

۷۔ کہ جن پر وہ جلوہ افروز ہوں گے۔

۸۔ اپنے اپنے اعمال و افعال کے مطابق

۱۹ مرتبہ و منزلت کے اعتبار سے

۲۰ یہاں ادنیٰ کا معنی اعلیٰ کی نسبت کم درجہ ہے۔ خصاست و کمینگی مراد نہیں۔ کیونکہ جنت میں اس کا وجود ہی نہیں۔

۲۱ وہ منبروں اور کرسیوں پر نہ ہوں گے۔ جیسا کہ مجلس میں کچھ لوگ بطور صدارت بیٹھتے ہیں اور دیگر لوگ ان کے ارد گرد خاک پر بیٹھ جاتے ہیں۔ کُتبان کاف پر پیش۔ ثناء ساکنہ۔ کیشب کی جمع بمعنی ٹیلہ ہے۔

۲۲ کیونکہ جنت میں ہر کوئی اپنے مقام و مرتبہ پر مطمئن ہو گا وہ اپنے سے بلند مرتبہ کی آرزو نہیں کرے گا اور نہ ہی کسی کے بلند مرتبہ پر اسے تکلیف و پریشانی و حسرت ہوگی۔ اگرچہ وہ جانتا ہو گا کہ فلاں مجھ سے اعلیٰ مرتبہ پر ہے اور میں اس سے نیچے ہوں۔

۲۳ محضرہ کا معنی آئینے سامنے بے واسطہ ترجمان گفتگو کرنا ہوتا ہے۔

۲۴ اس سے مراد وہ گناہ و معاصی ہیں جن کے ارتکاب سے اس نے اپنے رب کا وعدہ توڑا۔

۲۵ میں نے تجھے بخش دیا۔

۲۶ اس جمع کے دو معنی ہو سکتے ہیں کیونکہ ادع کا معنی ڈرنا اور تعجب کرنا ہے۔ پہلے معنی کی صورت میں مروی ہے کہ اعلیٰ درجہ کا جنتی ادنیٰ کا لباس دیکھ کر ناپسندیدگی کا اظہار کرے گا۔ دوسرے معنی کی صحت میں مراد یہ ہے کہ وہ اپنے لباس پر تعجب کا اظہار کرے گا۔

۲۷ وہ گفتگو جو اپنے دل میں کر رہا تھا یا اپنے ملاقاتی سے۔ اعلیٰ والے پر اعلیٰ لباس کا ظور ہو گا یا ادنیٰ والے پر اعلیٰ لباس کا۔ دوسرا معنی زیادہ مناسب ہے کیونکہ بعد کی عبارت ہے۔

۲۸ شاید ادنیٰ اپنے لباس پر غلگین ہوا ہو تو اس کا ازالہ کر دیا گیا ہو۔

۲۹ جس کی برکت سے ہمارے حال کہیں بہتر ہو گئے ہیں۔

۳۰ جو ذات اقدس جو تمام انوار حسن کا سرچشمہ ہے اس کی محبت سے ہمیں نور اجمالی کیوں حاصل نہ ہوتا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ادنیٰ جنتی وہ ہو گا جس کے اسی ہزار خادم اور ہتر بیویاں

ہوں۔ اس کے لیے مورتیوں زبر جہا اور یا قوت کا خیمہ لگایا

جائے گا جیسا کہ جالبیہ اور صنم کے درمیان کا معاملہ ہے

اسی سند سے ہے کہ فرمایا جو جنتی چھوٹا یا بڑا مر جائے

وہ جنت میں تیس سال کا بنا دیا جائے گا۔ یہ لوگ اس عمر سے

کبھی زیادہ نہ ہوں گے۔ اسی طرح آگ والے لوگ، اسی

۵۴۴۴ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ

الَّذِي لَهُ ثَمَانُونَ أَلْفَ خَادِمٍ وَ اثْنَتَانِ

وَسَبْعُونَ زَوْجَةً وَ يُنْصَبُ لَهُ قُبَّةٌ

مِنْ تُولُوعٍ وَ زَبْرَجِدٍ وَ يَأْتُوهُ كَمَا بَيْنَ

الْجَابِيَةِ إِلَى صَنْعَاءَ وَ يَهْذَا الْأَسْنَادُ

قَالَ مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْ

صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ يُرَدُّونَ بَنَى ثَلَاثِينَ

فِي الْجَنَّةِ لَا يَزِيدُونَ عَلَيْهَا أَبَدًا وَكَذَلِكَ
 أَهْلُ النَّارِ وَبِهَذَا السَّنَادِ قَالَ إِنَّ عَلَيْهِ
 السَّلَامَ أَدْفَى لُؤُوءَةً مِنْهَا لِيُضَيَّعَ مَا بَيْنَ
 الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَبِهَذَا السَّنَادِ قَالَ لِمُؤْمِنٍ
 إِذَا اشْتَهِى الْوَلَدَ فِي الْجَنَّةِ كَانَ حَسْمُهُ
 وَوَضْعُهُ وَسَيْتُهُ فِي سَاعَةٍ كَمَا يَشْتَهِى وَقَالَ
 إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي رَاهِيْمٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ إِذَا اشْتَهِى
 الْمُؤْمِنُ فِي الْجَنَّةِ الْوَلَدَ كَانَ فِي سَاعَةٍ وَلَكِنْ
 لَا يَشْتَهِى رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ
 غَرِيبٌ وَرَوَى ابْنُ مَسَاجَةَ الرَّابِعَةَ وَالْدَّارِمِيُّ
 (الْخَبِيرَةَ)

اسناد سے ہے کہ فرمایا: ان پر تاج ہوں گے جن کا
 ادنیٰ موتی پور رب پچھم کے درمیان کو چمکا دے گا اور اسی
 اسناد سے ہے فرمایا مومن جب جنت میں اولاد کی خواہش
 کرے گا تو اس کا حمل اس جتنا اولاد کا عمر رسیدہ ہونا پل بھر
 میں ہو جائے گا جیسا وہ چاہے اور کہا اسحاق بن ابراہیم
 نے اس حدیث کے متعلق کہ جب مومن جنت میں اولاد
 چاہے گا تو ایک پل میں ہو جائے گی مگر وہ چاہے گا نہیں
 (ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔ ابن ماجہ
 نے چونکھی اور دارمی نے آخری حدیث نقل فرمائی ہے)

۱۔ جابہ، جیم کے ساتھ، شہر کا نام ہے اور ملک شام میں ہے

۲۔ صنعا، یمن کا شہر ہے۔

۳۔ چونکھی بھی ہمیشہ تیس سال کی عمر کے رہیں گے

۴۔ جس کے بارے میں اسحاق بن ابراہیم نے کہا ہے۔

وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَمُجْتَمِعًا
 لِلْخَوَارِئِينَ يَرْفَعْنَ بِأَصْوَاتٍ كَمَا تَسْمِعُ الْخَلَائِفُ
 مِنْهَا يَقُلْنَ نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَوْ نَبِيْدُ
 وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَوْ نَبُشَّاسُ وَنَحْنُ
 السَّاحِيَّاتُ فَلَوْ نَسْخَطُ طَوْبِي لِمَنْ كَانَ
 لَنَا دُكَّانُهُ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

وَعَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي
 الْجَنَّةِ بَحْرًا لَمَاءٍ وَبَحْرًا لِعَسَلٍ وَبَحْرًا لِلْبَنِّ
 وَبَحْرًا لِحَبِّ ثَمَرِ لَشَقَى إِلَّا نَهْرًا بَعْدَ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں آنکھ
 والی حوروں کا اجتماع ہوگا جو اپنی آوازیں بلند کرتی ہیں
 ایسی آواز جو مخلوق نے کبھی نہیں سنی۔ کہتی ہیں ہم ہمیشہ
 رہنے والیاں ہیں کبھی نہ فنا ہوں گی اور ہم خوش رہنے
 والیاں ہیں کبھی تنگین نہ ہوں گی۔ ہم راضی رہنے والیاں
 ہیں کبھی ناراض نہیں ہوں گے۔ اسے خوشخبری ہو جو ہمارا
 ہو اور ہم اس کے ہوں۔ (ترمذی)

حضرت حکیم بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی
 ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں
 پانی کا دریا ہے۔ شہد کا دریا ہے اور دودھ کا اور شراب
 کا بھی پھر اس سے آگے نہریں نکلتی ہیں۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ
عَنْ مُعَاوِيَةَ

(ترمذی، دارمی نے سے سے حضرت معاویہ سے روایت کیا ہے)۔

اے جب سلمان جنت میں داخل ہوں گے تو ان تک وہ نہریں پانی شراب وغیرہ پہنچائیں گی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے اس میں پانی کی نہریں ابدودھ کی نہریں ہیں

تیسری فصل

الفصل الثالث

۵۴۰۷ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ فِي الْجَنَّةِ لَيَتَكَلَّمُ فِي الْجَنَّةِ سَبْعِينَ مَسْتَدًا قَبْلَ أَنْ يَتَحَوَّلَ ثُمَّ تَأْتِيهِ امْرَأَةٌ فَتَضْرِبُ عَلَى مَنْكَبَيْهِ فَيَنْظُرُ وَجْهَهُ فِي خَدِّهَا أَصْفَى مِنَ الْمِرَاةِ وَإِنْ أَذَى لَوُؤُوعَةٍ عَلَيْهَا تَضِيئُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَتُسَلِّمُ عَلَيْهِ يَسْرُدُ السَّلَامَ وَيَسْأَلُهَا مَنْ أَنْتِ فَتَقُولُ مِنَ الْمَزِيدِ وَإِنَّهُ لَيَكُونُ عَلَيْهَا سَبْعُونَ ثَوْبًا فَيَنْفُذُهَا بَصَرُهُ حَتَّى يَرَى مُتَّحِقَهَا مِنْ وَرَاءِ ذَلِكَ وَإِنَّ عَلَيْهَا مِنَ التَّيْجَانِ إِنْ أَذَى لَوُؤُوعَةٍ مِّنْهَا لَتَضِيئُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت میں ایک آدمی کو دس لینے سے پہلے ستر تکیوں سے ٹیک لگائے گا۔ پھر اس کے پاس ایک خاتون آئے گی جو اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھے گی۔ وہ اس کے رخسار میں اپنی صورت کو آئینے سے زیادہ صاف دیکھے گا۔ اس پر چٹکیا مونی جو گادہ مشرق و مغرب کی درمیانی جگہ کو چپا دے گا وہ سلام کرے گی اور یہ اس کا جواب دے گا اور پوچھے گا کہ تو کون ہے؟ کہے گی کہ میں زائد نعمت ہوں۔ اس کے اوپر ستر کپڑے ہوں گے لیکن نظران سے پہنچائے گی یہاں تک کہ ان کے اندر سے اس کی پٹلی کا گدھ نظر آئے گا۔ اس صحت کے سر پر تاج ہوگا جس کا ادنیٰ مونی مشرق و مغرب کی درمیانی جگہ چکامے گا۔ (مسند احمد)

اے قرآنی الفاظ فرش مرفوعہ کا معنی بھی یہی ہے کہ کئی فرش تہہ تہہ بٹھائے گئے ہوں گے۔

۵ میں ان اضافی انعامات میں سے ہوں جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو کارگوں سے کر رکھا ہے۔ قرآن مجید میں ہے لَكُمْ مَا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ بہشت میں اہل بہشت یکے پر وہ چیز جو ان کے اندر ہمارے پاس اس سے زائد ہے) دوسرے مقام پر فرمایا لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ (یعنی کرنے والوں کے لیے بھلائی ہے اور اس پر اضافہ بھی) لفظ زیادہ کی تفسیر دیدار الہی سے احسنی کی تفسیر دخول بہشت سے بھی کی گئی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے تھے اور آپ کی

۵۴۰۸ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَحَدَّثُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ

مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ إِنَّ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ
الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي التَّرْدِيعِ فَقَالَ
لَهُ أَلَسْتَ فِيمَا بَشَّرْتُ قَالَ بَلَى
وَلَكِنِّي أَحَبُّ أَنْ أَرْسَعَ فَبَدَأَ
فَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاشَةً وَاسْتَوَاعَهُ
وَاسْتَحْصَادُهُ فَكَانَ امْتِثَالَ الْجِبَالِ
فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى ذُوكَلِكَ يَا بَنِي آدَمَ
فَإِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ فَقَالَ
الْأَعْرَابِيُّ وَاللَّهِ لَا يَجِدُكَ إِلَّا قَرِيشًا
أَوْ أَنْصَارِيًّا فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ
وَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ
فَضَعِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

بارگاہ میں ایک دیہاتی بھی تھا کہ اہل جنت میں سے
ایک آدمی اپنے رب سے کاشتکاری کی اجازت
مانگے گا۔ اس سے فرمایا جائے گا کیا تو اپنی پسندیدہ
حالت میں نہیں۔ عرض گزار ہوگا کیوں نہیں۔ لیکن میں
کاشت کرنا چاہتا ہوں۔ پس وہ بولے گا جو تمہیں چھپکنے
میں آگ آئے گا۔ فصل بڑھے گی اور کاٹنے کے قابل
ہو جائے گی وہ پہاڑوں کے برابر اونچی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ
فرمائے گا اے ابن آدم! جو تو چاہتا تھا حاصل کر لے۔ تو
عجیب ہے کہ کوئی چیز تیرے پیٹ کو نہیں بھرتی۔ اعرابی
نے کہا خدا کی قسم! میں تو وہ قریشی یا انصاری ہوتا ہوں
کیوں کہ وہ کھیتی باڑی کرتے ہیں جبکہ ہم کھیتی باڑی نہیں
کرتے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر
مسکرا دیئے۔ (البخاری)

۱۔ مجھ جنت میں کاشتکاری کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔

۲۔ جو تو چاہ رہا ہے وہ تجھے نصیب ہے تو اب کاشتکاری کر کے کیا کرے گا۔

۳۔ اسے کاشتکاری کرنے کی اجازت دے دی جائے گی۔

۴۔ کہلاتا تو ادانامات کے باوجود پھر بھی تو کاشتکاری کی خواہش رکھتا ہے۔ اس حدیث سے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ ابن آدم کی طبیعت میں حرص اور ترک قناعت ہے اور یہ صفت اس سے زائل نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ
جنت میں ہی داخل کیوں نہ ہو جائے۔

۵۔ یعنی ہم تو اکثر دودھا اور خرابا پر گزارہ کر لیتے ہیں۔

۶۔ اس دیہاتی کی گفتگو پر

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ النَّوْمُ أَخُو
الْمَوْتِ وَلَا يَمُوتُ أَهْلُ الْجَنَّةِ
(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ایک شخص نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کیا اہل جنت
سوئیں گے؟ آپ نے فرمایا نیند موت کی بہن ہے اور اہل جنت
پر موت نہیں (بہیقی، شعب الایمان)

۷۔ یعنی قوی اور جوارح کے معطل ہونے میں نیند موت کا حکم رکھتی ہے۔

بَابُ رُؤْيَةِ اللَّهِ تَعَالَى

۲۵۰۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار کا بیان

واضح رہے اہل سنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا دیدار عقلاً جائز ہے اور اس کے لیے کسی مکان، چھت یا مقابل ہونے کی شرط نہیں ہے۔ اور جو چیز موجود ہے اس کا دیکھنا ممکن ہوتا ہے۔ اگرچہ بصورت جسم یا جسمانی شے نہ ہو اور وہ نہ کسی مکان اور چھت پر ہو کیونکہ ان چیزوں کا دیکھنے کے لیے شرط ہونا بطور عادت ہوتا ہے۔ اگر قادر مطلق خلاف عاد ان کو دکھا دے تو بھی جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ وہ آنکھوں کو قوت بصیرت عطا فرما دے۔ جس طرح ہم دنیا میں اسے بصیرت سے پارہے ہیں کل قیامت کو اسے آنکھوں سے دیکھیں گے اور کیونکہ وہ ہر شے پر قادر ہے۔ آخرت میں اہل ایمان کو دیدار الہی نصیب ہوگا۔ اس پر تمام کا اتفاق ہے۔ اس پر کتاب و سنت اجماع صحابہ و تابعین کے دلائل بڑے واضح ہیں۔ ان دلائل پر بدعتی منکرین نے اعتراضات کیے ہیں۔ اور آیات، احادیث کی انہوں نے مختلف تاویلات کی ہیں۔ اہل حق نے ان تمام کا جواب کتب کلامیہ میں دیا ہے۔ مختار یہ ہے کہ دیدار الہی دنیا میں بھی ممکن ہے لیکن بالاتفاق اس کا وقوع نہیں ہوا۔ ہاں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج دیدار نصیب ہوا ہے۔ بعض کو اس میں بھی اختلاف ہے۔ اس پر تفصیل احادیث کی شرح میں آرہی ہے۔ سلف خلف میں سے کسی کا دیدار الہی کا شرف پانا صحت کے ساتھ ثابت نہیں۔ شارح دواویاء میں سے کسی نے ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ تمام شارح ایسے مدعی کی تکذیب و گمراہی پر متحد ہیں۔ فقہ شافعی کی کتاب انوار میں ہے کہ جو شخص یہ کہے میں نے اس دنیا میں سر کی آنکھوں سے اللہ کا دیدار کیا ہے۔ اور اس سے بلا واسطہ گفتگو کی ہے وہ کافر ہے۔ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ جب اللہ تعالیٰ ظہور ممکن ہے اور حاسہ بصریہ میں کوئی علت بھی نہیں تو اب دیدار کیوں نہیں ہوتا؟ جواب یہ ہے کہ دیدار اللہ تعالیٰ کی قدرت اور تخلیق کی وجہ سے ہوتا ہے۔ حاسہ بصر اس کی علت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے ہی اسے علاناً دیکھنے کا ایک سبب بنا رکھا ہے۔ اگر وہ چاہے تو بے چشم بھی دیکھ سکتا ہے اور وہ نہ چاہے تو نہیں دیکھا جاسکتا۔ اگرچہ آنکھ موجود ہو۔ اگر آنکھوں کے سامنے مثلاً پہاڑ ہو اور اللہ تعالیٰ ان میں دیکھنے کی طاقت نہ دے تو آنکھیں اس پہاڑ کو بھی نہیں دیکھ سکتیں اور اگر کوئی اندھا مشرق میں ہو اور مغرب ہو اور اللہ تعالیٰ دکھانا چاہے تو وہ دیکھ سکتا ہے۔ اس سے انکار اور اسے بے حد سمجھنا انہی لوگوں کا کام ہے جو عقل و قیاس کے غلام ہیں حالانکہ قدرت باری تعالیٰ کے لحاظ سے ہر شے ممکن ہے کوئی مشکل نہیں محدثین نے فرمایا کہ یہ زیارت شرف فقط ان اہل ایمان کو ہوگی جو جنت میں داخل ہوں گے۔ البتہ میدان محشر میں تمام اسے دیکھیں گے خواہ مومن ہوں یا کافر۔ کافر دیکھنے کے بعد ہمیشہ محبوب ہو جائیں گے اور دائم محسوس و السوس میں رہیں گے

صحیح یہ ہے کہ جس طرح مردوں کو زیارت ہوگی اسی طرح خواتین کو بھی زیارت کا شرف نصیب ہوگا۔ بعض نے کہا خواتین کو کبھی کبھی دیدار ہوگا۔ مثلاً جمعہ اور عیدین کے موقع پر، کیونکہ ان اوقات میں دیدار عام ہوگا۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ خواتین کو دیدار ہی نہیں ہوگا کیونکہ یہ پردہ میں ہوں گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے مُحَوَّرَاتٌ فِي الْخِيَامِ لیکن یہ قول غلط اور شاذ ہے۔ کیونکہ اس سلسلہ میں وارد فصوص تمام کی تمام ہیں وہ مردوں اور خواتین دونوں کو شامل ہیں باقی جتنی خیمے پردہ اور حجاب کا سبب نہیں بنیں گے۔ آخر کیا وجہ کہ سیدہ فاطمہ زہرا، سیدہ خدیجہ الکبریٰ، سیدہ عائشہ اور اور اس طرح کی دیگر خواتین دیدار الہی ہی سے محروم ہوں۔ حالانکہ وہ ان گنت مردوں سے افضل و بہتر ہیں اور صحیح یہ بھی ہے کہ دیدار تمام اہل ایمان کو ہوگا خواہ ان کا تعلق بشر سے ہو یا ملائکہ و جنات سے ہو۔ بعض شوافع کے کلام سے محسوس ہوتا ہے کہ دیدار فقط ان اہل ایمان کو ہوگا جن کا تعلق بشریت سے ہے۔ ملائکہ اور جنات کو دیدار نہیں ہوگا لیکن یہ قول بھی درست نہیں واللہ اعلم۔

اللہ عزوجل کا دیدار خواب میں بھی ہو سکتا ہے اور یہ دیدار قلبی ہے جو مثال کے ساتھ ہوتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ مثل اور مثال سے پاک ہے اور یہ اسلاف سے صحت کے ساتھ منقول ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ انھیں سو دفعہ یہ نعمت نصیب ہوئی۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے کہ مجھے خواب میں اللہ رب العزت کا دیدار نصیب ہوا۔ میں نے عرض کیا یا اللہ کو کتنی عبادت اعلیٰ و افضل ہے؟ فرمایا تلاوت قرآن، دوسری دفعہ عرض کیا سمجھ کر پڑھنا یا بغیر سمجھے پڑھنا۔ فرمایا خواہ بے سمجھے ہو یا سمجھ کر ہو۔

پہلی فصل

الفصل الاول

۵۴۱۰ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ عَيْنًا وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَظَّرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرُونَ هَذَا الْقَمَرَ وَلَا تَصْنَعُونَ فِي رُؤْيَيْهِ فَإِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَلْعَبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا تَوَقَّرَ وَسَبَّحَ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے رب کو واضح طور پر دیکھو گے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودھویں کے چاند کو دیکھا پھر فرمایا تم اپنے رب کو ایسے دیکھو گے جیسے چاند کو دیکھ رہے ہو۔ تم اس کے دیکھنے میں شک نہیں کرتے تو اگر تم یہ کہہ سکو کہ سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈھنسنے سے پہلے (یعنی نماز پر مخلوب نہ ہو تو کرو۔ پھر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈھنسنے سے پہلے اپنے رب کی تسبیح کرو اس کی حمد کے ساتھ (بخاری و مسلم)

۱۷ حضرت جرید بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ کہا صحابہ میں سے ہیں۔

۱۸ یہ انکشاف تام میں دیکھنے کی دیکھنے کے ساتھ تشبیہ ہے یعنی تمہارا اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا اس طرح شک و شبہ سے بالا ہوگا جیسے چاند کا دیکھنا۔ یہ مرئی (دیکھی جانے والی چیز) کی مرئی کے ساتھ تشبیہ نہیں ہے۔ حتیٰ کہ یہ مطلب ہو کہ جس طرح چاند تمہارے مقابل ہے، ایک جہت میں ہے اور محدود ہے اللہ تعالیٰ کی ذات بھی اسی طرح ہوگی (یعنی یہ مطلب نہیں ہے) جیسے کہ اس کے بعد فرمایا

۱۹ تضامون۔ تاء پر پیش، میم مخفف اور مضموم یا تاء پر زبر، میم مشدود دونوں طرح مروی ہے۔ پہلی صورت میں یہ میم سے ہے۔ جس کا معنی نقصان و ظلم کے ہیں۔ یعنی باری تعالیٰ کے دیکھنے میں اس طرح کا ضرر نہ ہوگا کہ بعض اسے دیکھیں اور بعض نہ دیکھیں یا ایک دوسرے کی تکذیب و انکار سے ظلم کا ارتکاب کریں۔ دوسری صورت میں یہ ضم سے مشتق ہے اس کا معنی پیوست کرنا، اکٹھا کرنا ہے۔ یعنی جس طرح چودھویں کا چاند نہایت ہی واضح اور ظاہر ہوتا اور اس کے دیکھنے کے لیے اژدہام نہیں ہوتا۔ اسی طرح باری تعالیٰ کا دیدار بھی نہایت ہی ظاہر اور کامل طور پر واضح ہو گا۔ وہاں بھی بھڑیا اژدہام نہ ہوگا۔ بخلاف نئے چاند کے کہ وہاں خطا و اشتباہ ہوتا ہے۔

۲۰ نماز فجر

۲۱ نماز عصر

۲۲ کیونکہ نمازوں پر مواظبت دیدار الہی کے زیادہ لائق تر بنا دیتا ہے اور اس سے دیدار کا ملک پیدا ہوتا ہے اس کی تائید ان ارشادات نبویہ سے ہوتی ہے اَنْ تَعْبُدُوْا رَبَّكَ كَاَنَّكَ تَرٰهُ (اپنے رب کی عبادت اس حال میں کرو کہ تم اسے دیکھ رہے ہو) جعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ (نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے)۔ چونکہ دنیا میں درمیان میں پردہ ہے اس طرح کا نیک تراء اور جب قیامت کو پردہ نہ رہے گا تو کا نیک تراء کے بجائے اُنک تراء ہو جائے گا اور جعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ سے مراد شاہدہ ہے اور یہ مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے اور تمام نمازوں کو ہی مقام حاصل ہے۔ نہایاں نماز فجر اور عصر کا مخصوص کرنا تو وہ ان کی فضیلت کی وجہ سے ہے۔ اول وقت غلبہ نیند اور آرام کا ہوتا ہے اور دوسرا وقت کا دھماکہ میں مصروفیت اور بازاردغیو کا ہوتا ہے۔ ان دو اوقات کے طرف کی وجہ سے ان کو مخصوص کیا اور اس وجہ سے بھی کہ دیدار الہی ان اوقات میں ہی ہوگا۔

۲۳ بعض نے اس سے مراد ظہر و عصر کی نماز مراد لی ہے لیکن پہلا قول ظاہر تر ہے۔ کیونکہ الف ظ

اس پر وال ہیں۔

۵۴۱۱ وَعَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى تَرِيدُونَ شَيْئًا أَزِيدُكُمْ فَيَقُولُونَ أَلَا بُنَيْضٌ وَجُوهَنَا

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم جو چاہتے ہو میں تم کو زائد دوں۔ وہ عرض کریں گے

أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُخْرِجَنَا مِنَ النَّارِ
قَالَ فَيَرْفَعُ الْحِجَابَ فَيَنْظُرُونَ إِلَى
وَجْهِ اللَّهِ تَعَالَى فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ
إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ ثُمَّ تَلَوْا
لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

کیا تو نے ہمارے منہ اچلے صحاف شفا نہ کر دیئے کیا تو نے
ہم کو جنت میں داخل نہیں کر دیا اور ہم کو آگ سے
نجات نہ دے دی۔ فرمایا کہ رب حجاب اٹھا دے گا
یہ رب کی ذات کے نظارے کریں گے تو انھیں کوئی چیز
رب کے دیدار سے زیادہ پیاری نہ دی گئی۔ پھر حضور نے
یہ تلاوت فرمائی۔ نیکو کاروں کے لیے اچھی چیز ہے اور وہ
حسنى ہے۔ (المسلم)

۱۔ یا تو حسن و جمال کا اضافہ مراد ہے جو انتہائی فضل و کمال سے عبارت ہے یا حجاب و کتاب سے نجات اور
خلاصی پانا مراد ہے جس نے جزا و سزا کی پریشانی سے نکال دیا۔

۲۔ اس سے زیادہ ہم کیا خواہش کریں گے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کا دیدار تمام نعمتوں کی انتہا ہے۔

۴۔ حسنى سے مراد جنت اور زیادة سے مراد اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے۔

۵۔ اگر یہ سوال ہو کہ یہ وہ ذات صفات ہے اور اصطلاح صوفیہ میں ہے کہ یہ پردہ ہرگز نہیں اٹھ سکتا تو اب
ذات سے پردہ اٹھانے کا کیا معنی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک جماعت کی احدیت ذات اور اس کا تمام حسنات و اعتبارات سے منزہ ہونے کے
بارے میں تحقیق ہے۔ مگر دیدار کی بنا صرف یہ ہے اور جو بھی ذات کو صفات کے ساتھ دیکھتا ہے ہی کہا جاتا ہے۔ اس نے
ذات کو دیکھا جب آپ کسی جسم کی سفیدی، سیاہی، درازی، کوتاہی، متحرک و سکون کو دیکھتے ہیں تو یہی کہتے ہو کہ میں نے جسم
دیکھا حالانکہ صفات درمیان میں تھیں۔ یہ جو فلسفی کہتے ہیں کہ مرگی اعراض میں سے ہے جو ہر نہیں یہ فقط ان کی رائے ہے
حرف میں اس کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ بالجملة آخرت میں وہ چیز دیکھیں گے جس پر صادق آئے گا اور یقینی ہوگا کہ ہم نے
خدا کا دیدار کیا ہے خدا اللہ کی اس میں مداخلت نہیں ہوگی۔ بعض عرفا نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ کا دیکھنا اور اسے پانا دل
کے ساتھ ہوگا اور جب آپ نے فرمایا کہ آنکھوں کو اس میں دخل نہیں ہوگا تو ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور اس کی
تصدیق کرتے ہیں۔ اگر آپ یہ فرمادیتے کہ اس میں تمہارے کان اور کندھوں کا دخل ہے تو ہم پھر بھی تصدیق کرتے
چہ جائیکہ آنکھ کے بارے میں تصدیق نہ کریں۔

دوسری فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

الفصل الثانی

۵۴۱۲ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَدْنَىٰ أَهْلِ الْجَنَّةِ

اہل جنت میں سب سے کم مرتبہ والا جب باغات، بیویوں
العامات، مخدّام اور تختوں کو دیکھے گا تو ایک ہزار سال کی
مسافت تک ہوں گے اور ان میں سب سے زیادہ مرتبہ
والا وہ ہوگا جو ہر صبح دُشام دیدار الہی سے مشرف ہوگا
آپ نے پھر یہ آیت پڑھی، کچھ منہ اس دورِ ترقّی و تازہ ہوں
گے اپنے رب کو دیکھتے۔ (مسند احمد، ترمذی)

مَنْزِلَةٌ لِّمَنْ يَنْظُرُ إِلَى جَنَانِهِ وَأَزْوَاجِهِ
وَتَعْيِمِهِ وَخَدَمِهِ وَسُورِهِ مَسِيرَةَ أَلْفِ
سَنَةٍ وَأَكْرَمَهُمْ عَلَى اللَّهِ مَنْ يَنْظُرُ إِلَى
وَجْهِهِ عُدُوَّةً وَعَشِيَّةً ثُمَّ قَرَعَ وَجْهَهُ
يَوْمَئِذٍ نَازِلَةً إِلَى رِجْلِهَا نَازِلَةً
(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ)

۱۷۔ یہ جنت کی وسعت اور فراخی کا بیان ہے۔

۱۸۔ یعنی دائم یا ان دو اوقات میں کہ تجلی ان دو مخصوص اوقات میں ہوگی جیسے کہ پیچھے نماز فجر اور نماز عصر کے حوالے
سے گزرا وہ بھی انھی دو اوقات کی تائید کرتا ہے۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بزرگی اور بلند مہمتی یہ ہے کہ حق تعالیٰ اور
اس کے دیدار کے سوا کسی اور کے ساتھ مشغول نہ ہوا جائے اور حق تعالیٰ کے علاوہ کسی کے ساتھ دل لگانا نہایت ہی پستی اور
کم درجہ ہے خواہ وہ جنت ہی کیوں نہ ہو۔

۵۴۱۳ وَعَنْ أَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ
قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكُلْنَا بِرَبِّهِ مُخَلِّيًا
بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ بَلَى قُلْتُ وَمِنْهَا
آيَةُ خَلْقٍ قَالَ يَا أَبَا رَزِينٍ أَلَيْسَ
مُكَلِّمُ بَرِيٍّ الْقَمَرِ لَيْلَةً الْبَدْرِ مُخَلِّيًا بِهِ
قَالَ بَلَى قَالَ فَإِنَّمَا هُوَ خَلْقٌ مِّنْ خَلْقِ
اللَّهِ وَاللَّهُ أَجَلٌ وَأَعْظَمُ
(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت ابو رزین عقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
مروی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم میں ہر ایک
اپنے رب کو خلوت میں دیکھے گا۔ فرمایا کیوں نہیں۔ میں
نے عرض کیا کس کی نشانی کیا ہے۔ فرمایا اے ابو رزین!
کیا تم میں سے ہر ایک چودھویں کے چاند کو خلوت میں
نہیں دیکھتا؟ عرض گزار ہوئے کہ کیوں نہیں؟ فرمایا کہ وہ تو
اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے۔ جبکہ
اللہ تعالیٰ کی ذات تو بہت بزرگی اور عظمت والی ہے۔
(ابوداؤد)

۱۹۔ ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ، راء پر زبر، زاء کے نیچے دیر، عقیلی، مین پر پیش، قاف پر زبر۔ ان کا اسم
گرامی لقیط لام پر زبر، مشور صحابی اہل طائف میں شہر ہوتے ہیں۔
۲۰۔ مخلیا، میم پر زبر، خاء کن، لام کے نیچے زیر یا مشد، یا میم پر پیش، خاء ساکن یا مخفف یا کسر قلام
دونوں طرح مروی ہے۔

۲۱۔ مخلوقات کے یکبارگی دیکھنے پر نشانی کیا ہے؟
۲۲۔ جب اس کی یہ حالت ہے کہ اسے تمام دیکھتے ہیں اور ہر ایک منفرد و تنہا بغیر ہجوم و اثر و نام کے
دیکھتا ہے۔

۵۵ اہل واعظم، دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔ بندگی اور بزرگ ہونا صلاح میں ہے کہ ایک میں ذات کا اعتبار ہے اور دوسرے میں صفات کا۔

الفصل الثالث

۵۴۱۴ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ قَالَ نَوَّرَ آتِيَّ أَرَاكَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

لہ شب معراج

تیسری فصل
حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ فرمایا نور کو میں کیسے دیکھتا۔ (المسلم)

۵۵ وہ نور کے پردہ میں ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔ کیونکہ کمال نور اور شدت ظہور اس کے ادراک سے مائع ہے اور وہ آنکھوں کو خیرہ کر دیتا ہے۔ نور کا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر ہوا ہے۔ اللہ نور السموات والارض یعنی آسمانوں اور زمین کو روشن فرمانے والا۔ انھیں پیدا فرمانے والا یا ان میں بسنے والوں کو ہدایت عطا کرنے والا اور بندوں کے دلوں کو نور سے منور کرنے والا مراد ہے۔ ایک قراءت یہ ہے مثل نور کا فی قلب المؤمن کمشکوۃ فیہا مصباح الی تحقیق کی اصطلاح میں نور اسے کہا جاتا ہے جو خود ظاہر اور دوسرے کو ظاہر کرنے والا ہو یہ بقہ گفتگو کے مطابق حدیث میں لفظ نور باتنویں ہے اور لفظ اتنی ہمزہ پر زبر، نون مشدہ پر زبر یعنی کیف ہے۔ نورانی بصورت نسبت بھی مروی ہے۔ ممکن ہے ہمزہ استفہام محذوف ہو اور یہ علیہ بطور استفہام ہی ہو یا بغیر استفہام کے رعایت کا اثبات ہو اور دوسری حدیث میں موجود ہے رَأَيْتَ نُورًا (میں نے بصورت نور دیکھا ہے) اس میں بھی احتمال ہے کہ ہدیت ذات کی نفی ہو یعنی میں نے نور دیکھا جس سے آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ تو ذات کے دیدار کی طاقت کہاں؟ یا معنی یہ ہے کہ اس ذات اقدس کی زیارت کی ہے جو منور ہے۔

۵۴۱۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى وَلَقَدْ رَأَى نَزْلَةَ أُخْرَى قَالَ رَأَى بِفُؤَادِهِ مَرَّتَيْنِ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى وَلَقَدْ رَأَى نَزْلَةَ أُخْرَى قَالَ رَأَى بِفُؤَادِهِ مَرَّتَيْنِ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ان آیات کے بارے میں مروی ہے کہ دل نے نہیں جھٹلایا جو دیکھا اور بے شک اس کو دوسری بار دیکھا۔ فرمایا حضور نے رب کو اپنے دل سے دوبار دیکھا (المسلم) ترمذی کی روایت میں ہے فرمایا حضرت محمد نے اپنے رب کو دیکھا۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں ہے کہ اے آنکھیں نہیں پاسکتیں اور وہ آنکھوں کو پاتا ہے فرمایا تم پر افسوس ہے یہ تب ہے جب رب اپنے خاص

نور سے تجلی فرمے جو اس کا ذاتی نور ہے اور حضور نے
یقیناً اپنے رب کو دوبار دیکھا (المسلم)

رَبِّهِ مَرَّتَيْنِ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

لحاظ وہ ذات الہی جل شانہ کا دیدار ہے۔

۱۷ بایں طور کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل کو آنکھوں کی مانند بنا دیا یا آنکھوں کو دل کی مانند بنا دیا۔ اب دونوں
طرح کہنا جائز ہے کہ دل کی آنکھوں سے دیکھا یا چشم سر سے دیکھا کیونکہ دونوں صورتوں میں معنی ایک ہی ہے۔ تفسیر و
معنی کرنے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس کا مذہب چشم سر سے دیدار ہے اور دل کے ساتھ دیکھنا دوسرا مذہب ہے
جو ان کے مذہب کے خلاف ہے جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

۱۸ مقصود یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، روایت سے مراد حق تعالیٰ کا دیدار لیتے ہیں۔ جمہور
صحابہ کی رائے ان کے موافق ہے اور یہ دونوں، قَابِ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی سے شب معراج میں بارگاہِ وحدیت کا
قرب مراد لیتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود، سیدہ عائشہ اور بعض دیگر صحابہ ان سے جبرئیل کا اصل حالت میں دیکھنا
آیات مذکورہ میں یہی قرب مراد لیتے ہیں۔ جیسا کہ آئندہ احادیث سے معلوم ہو رہا ہے۔
لے اپنی مدح میں

۱۹ اے آپ دیدار الہی کا کیسے قول کر سکتے ہیں۔

۲۰ حضرت فکر مرہ کو آپ نے جواب دیا۔

۲۱ اس وقت ادراک مضحک اور ادراک نابود ہو جاتا ہے اور اگر اتنی تجلی کا اظہار ہو جسے قوت بشری برداشت
کر سکے تو پھر آنکھیں اس کا ادراک کر سکتی ہیں۔ شارحین نے یہ بھی کہا ہے کہ احداک کا لغوی معنی کسی شے کا اس کی حدود کے
ساتھ احاطہ کر لینے میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی کوئی حد انتہا ہی نہیں۔
۲۲ ایک مرتبہ بدرۃ المنتہی پر اور دوسری مرتبہ عرش پر۔

۵۴۱۶ وَعَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ لَقِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ
كَعْبًا يَعْرِفُهُ فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ فَوَجَّهَ حَتَّى
جَاوَبَتْهُ الْجِبَالُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّا بَنُو هَارِثِمْ
فَقَالَ كَعْبٌ اِنَّ اِلٰهَهُ تَعَالٰی قَسَمَ رُبِّيَّتَهُ وَكَلَامَهُ
بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوسٰى فَكَلَّمَ مُوسٰى مَرَّتَيْنِ
وَرَاٰهُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَيْنِ قَالَ مَسْرُوْقٌ فَدَخَلْتُ
عَلٰى عَالِشَةَ فَقُلْتُ هَلْ رَاٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ
فَقَالَتْ لَقَدْ تَكَلَّمَتْ بِشَيْءٍ قَفَّ لَهُ سَعَرِي
قُلْتُ رُوَيْدًا ثُمَّ قَرَعْتُ لَقَدْ رَاٰى مِنْ

حضرت شعبی سے منقول ہے کہ حضرت ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما عرفہ میں حضرت کعب سے ملے تو ان
سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے تکبیر کہی
جس سے پہاڑ گونج اٹھے۔ تب حضرت ابن عباس نے
فرمایا۔ ہم بنی ہاشم ہیں۔ حضرت کعب نے فرمایا کہ اللہ نے
اپنا دیدار اور اپنا کلام محمد مصطفیٰ اور موسیٰ علیہما السلام کے
درمیان تقسیم فرما دیا تو موسیٰ علیہ السلام سے دوبار کلام کیا
اور محمد مصطفیٰ نے اپنے رب کو دوبار دیکھا۔ مسروق کہتے ہیں
کہ پھر میں حضرت عائشہ کے پاس گیا۔ میں نے عرض کیا۔

آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى فَقَالَتْ اَيُّنَ
تَذْهَبُ بِكَ اِنَّمَا هُوَ جَبْرِيلُ مَرَّ
اَخْبَرَكَ اَنْ مُحَمَّدًا رَاى رَبَّهُ اَوْ
كُنْتُمْ شَيْئًا مِّمَّا اُمِرَ بِهِ اَوْ يَعْلَمُ
الْخَمْسَ الْاَتَى قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ
عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ فَقَدْ
اَعْظَمَ الْغُرْيَةَ وَلَكِنَّهٗ رَاى جَبْرِيلَ لَمَّا
يَرٰهُ فِى صُوْرَتِهِ اِلَّا مَرَّتَيْنِ عِنْدَ سِدْرَةِ
الْمُنْتَهٰى وَمَرَّةً فِى اُجْيَادٍ لَّهٗ سِتُّ مِائَةٍ
جَنَاحٍ قَدْ سَدَّ الْاُفُقَ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ
وَرَوٰى الشَّيْخَانِ مَعَ زِيَادَةٍ وَارْتِفَاقٍ
فِى رَوَايَتِهِمَا قَالَ قُلْتُ لِعَالِشَةَ فَاَيُّ
قَوْلِهِ ثُمَّ رَوٰى فِتْدَلِى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ
اَوْ اَدْنٰى قَالَتْ خَالَفَ جَبْرِيلُ عَلَيْهِ
السَّلَامُ كَانَ يَأْتِيهِ فِى صُوْرَةِ
الرَّجُلِ وَرَأَتْهُ اَتَاكَ هَذِهِ الْمَرَّةُ
فِى صُوْرَتِهِ الْاَتَى هِىَ صُوْرَتُهُ فَسَدَّ
الْاُفُقَ۔

کیا حضور نے اپنے رب کو دیکھا۔ آپ بولیں تم نے
ایسی بات کہی جس سے میرے روٹ گئے کھڑے ہو گئے
میں نے عرض کیا جلدی نہ کرو۔ پھر میں نے یہ آیت پڑھی
کہ حضور نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں دکھیں۔ آپ بولیں
خیالات تمہیں کہاں سے پھرتے ہیں وہ تو حضرت جبریل
ؑ جو تمہیں خبر دیں کہ حضور نے اپنے رب کو دیکھا
یا جس کی تبلیغ کا حکم دیا گیا تھا اس میں سے کچھ چھپایا یا حضور
ان پانچ باتوں کو جانتے ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ
نے فرمایا کہ اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم اور
بارش کا اتارنا، تو اس نے بڑا ہتھان باندھا لیکن آپ
نے حضرت جبریل کو دیکھا ان کی اصل صورت کبھی نہ دیکھی
دوبارہ۔ ایک بار سدرۃ المنتہی کے پاس دوسری دفعہ
محلہ اجیلہ میں، ان کے چھ صد پہنچتے تھے جن کے کنارے
آسمانوں کو بند کر رہے تھے (ترمذی) بخاری و مسلم
نے کچھ اضافہ اور اختلاف کے ساتھ روایت کیا ہے
کہ میں نے حضرت عائشہ سے عرض کیا کہ رب کا یہ فرمان
کہاں۔ پھر قریب ہوا، پھر تو دو کمانوں کے بلکہ اس سے
بھی قریب تر۔ آپ بولیں یہ جبریل علیہ السلام ہیں جو حضور
کے پاس آدمی کی صورت میں آئے تھے اور اس دفعہ آپ کے
پاس اپنی اصلی صورت میں آئے جو ان کی اپنی صورت ہے
تو کنارہ آسمان پر رہے

۱۔ عرفہ کے دن عرفات میں

۲۔ یعنی دیدار الہی کے بارے میں

۳۔ حضرت ابن عباس کے اس سوال کے عظیم اور بعید از قیاس ہونے کی وجہ سے۔

۴۔ یعنی اتنی بلند آواز سے تکبیر کہ پہاڑوں سے صدا گونج اٹھی

۵۔ یعنی جو علم و فضل میں مشہور ہیں، میں نے نادانستہ سوال نہیں کیا اور کسی ایسی چیز کے بارے میں نہیں پوچھا جو
محال و بعید از قیاس ہو، میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے علوم و انوار کو حاصل کیا

لہذا خوب غور و فکر کر کے جواب دو۔ اس سوال کو بعید از قیاس سمجھ کر جواب میں جلدی نہ کرو اور اس معاملہ میں تفکر کرو کہ دنیا میں دیدار الہی ممکن ہے۔

۱۷ حضرت ابن عباس نے جب خوب زور دیا تو انھوں نے غور و فکر کے بعد جواب دیا

۱۸ ایک دفعہ وادی الیمین میں اور دوسری دفعہ کوہ طور پر۔

۱۹ ظاہر یہ ہے کہ یہ بات حضرت کعب نے تورات سے نقل کی ہے۔

۲۰ جن سے حضرت شعبی نے یہ روایت نقل کی ہے۔

۲۱ حضرت ابن عباس اور حضرت کعب کے درمیان مناظرہ اور حضرت کعب کے جواب کے بعد

اللہ دیدار الہی کے انکار میں جلدی نہ کیجیے

۲۲ رویت باری تعالیٰ پر بطور استدلال

۲۳ یہ آیت مبارکہ دلیل کے خاتمہ کے طور پر ہے جو آخر حدیث میں آرہی ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں

ثُمَّ دَنَّىٰ فَدَنَّىٰ

۲۴ کہ تم ان آیات کو دیدار الہی پر محمول کر رہے ہو۔

۲۵ ان آیات میں قُرب سے مراد حضور کا جبریل سے قُرب ہے اہل انبی کا دیکھنا ہے۔ اس کے بعد سیدہ نے

ان ایسی چیزوں کا تذکرہ کیا جو کسی کے لیے بھی ثابت کرنا جائز نہیں۔

۲۶ معراج کی رات

۲۷ بصورت احکام و شرائع دین

۲۸ حلاہ اجیاد، ہمزہ پر زبر، جیم ساکن، مسفلہ مکہ میں مشہور جگہ کا نام ہے یہاں پڑا ہے جس کی طرف حرم شریف کا

ایک دروازہ ہے۔ اسے باب الاجیاد بھی اسی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ حدیث میں بندہ کے استاذ قاضی علی بن حارث

جب اس حدیث پر پہنچے تو ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کہنے لگے اے عبدالحق ہمارا کیا حال ہے۔ یہ مقامات اور پہاڑ جو تم دیکھ

رہے ہو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی تجلیات کا مرکز ہیں۔

۲۹ اس بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ مختار قول یہ ہے کہ یہ وہاں سے مراد قوت ملکیہ ہے۔ جب

قرآن مجید میں ملائکہ کے لیے یہاں کا ذکر ہے تو ہمیں اس پر ایمان رکھنا چاہیے۔ یہاں ملک کہ ہم پر یہ حقیقت کھل جائے

۳۰ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیدار الہی نہیں کیا تو اس آیت کا کیا معنی ہے؟

۳۱ عظمت صورت کی وجہ سے۔

۵۴۱۷ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ فِي قَوْلِهِ فَكَانَ قَابَ

قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ فِي قَوْلِهِ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ

مَا سَرَّاهِ وَفِي قَوْلِهِ لَقَدْ سَرَّاهِ مِنْ آيَاتِ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان

آیات کے بارے میں مروی ہے کہ تو ہوا و کمانوں کا فاصلہ

یا اور زیادہ قریب اور اس قرآن الہی کے بارے میں کہ نہیں

رَبِّهِ الْكُبْرَى قَالَ رَفِئَهَا كُلُّهَا رَأَى
 جِبْرِئِيلُ لَهُ سِتًّا مِائَةً جَنَاحَ
 مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ التِّرْمِذِيُّ
 قَالَ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى قَالَ
 رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ جِبْرِئِيلَ فِي حُلَّةٍ مِّنْ زُفْرِ
 قَدْ مَلَأَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ
 وَكَهْ وَرِلْبُخَارِي فِي قَوْلِهِ لَقَدْ رَأَى
 مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى قَالَ رَأَى
 زُفْرًا أَخْضَرَسَدًا أَفْقَ السَّمَاءِ
 وَسُئِلَ مَالِكُ ابْنُ أَنَسٍ عَنْ قَوْلِهِ
 تَعَالَى إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ فَقِيلَ قَوْمٌ
 يَقُولُونَ إِلَى ثَوَابِهِ فَقَالَ مَالِكُ
 كَذَبُوا فَإِنَّهُمْ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى
 كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ
 لَمَحْجُوبُونَ قَالَ مَالِكُ النَّاسُ
 يَنْظُرُونَ إِلَى اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 بِأَعْيُنِهِمْ وَقَالَ تَوْلُوْا يَرِ الْمُؤْمِنُونَ
 رَبَّهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَوْ يُعَيَّرُ اللَّهُ
 الْكَفَّارَ بِالْحِجَابِ فَقَالَ كَلَّا إِنَّهُمْ
 عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُونَ
 (رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ)

جھٹلایا دل نے جو دیکھا اور رب کے اس فرمان کے بارے
 میں کہ بے شک آپ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں
 دیکھیں۔ فرمایا ان سب میں حضور نے حضرت جبریل کو دیکھا
 جن کے چھ سو بازو تھے (بخاری و مسلم) ترمذی کی روایت
 میں ہے فرمایا دل نے نہیں جھٹلایا جو دیکھا فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کو باریک ریشم طقمے
 جوڑے میں دیکھا کہ انھوں نے آسمان و زمین کو بھر دیا تھا
 ترمذی اور بخاری کی روایت میں رب تعالیٰ کے اس
 فرمان کے متعلق ہے۔ بے شک ریشمی جوڑے میں دیکھا
 کہ انھوں نے آسمان و زمین کے درمیان کو بھر دیا ہے اور
 بخاری کی روایت میں اس آیت کے متعلق ہے کہ بے شک
 اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ فرمایا آپ نے باریک
 سبز ریشم دیکھا جس نے آسمان کا کنارہ بھر دیا تھا۔ اور
 امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے اس ارشاد باری تعالیٰ
 کے بارے میں پوچھا گیا اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ کہ ایک قوم
 کہتی ہے کہ لوگ رب کے ثواب کو دیکھیں گے۔ تو امام
 نے فرمایا جھوٹ کہا وہ اس فرمان باری کو کہاں نے جا
 رہے ہیں کہ خبردار وہ اس دن اپنے رب سے حجاب میں
 ہوں گے۔ امام مالک نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ
 اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ فرمایا اگر قیامت
 کے دن مومن اپنے رب کو نہ دیکھتے تو اللہ تعالیٰ کفار کو
 حجاب سے عار نہ دلاتا۔ اس نے فرمایا کہ وہ اس دن
 اپنے رب سے حجاب میں ہوں گے۔ (شرح السنہ)

لہ زفر۔ اس کے کئی معانی ہیں۔ وہ سبز کڑا جو نہایت ہی باریک ریشم سے خوب صورت طریقہ سے بنایا گیا
 ہو۔ بچھونا، فراش، سنباف، وامن خیمہ کے معنی میں آتا ہے۔ یہاں اول معنی مراد ہے۔ بعض نے اس سے
 جبریل امین کے بازو مراد لیے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی جامہائے فرش کی طرح بچھتے ہیں۔ زفر، پرندہ کے پروں کو کھولنا
 کے معنی میں آتا ہے۔ نیچے آنے کے لیے پروں کو کشادہ کرنے کے معنی میں بھی ہے۔

۱۔ اہم نوٹ، سابقہ گفتگو سے معلوم ہو چکا ہے کہ شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کو سر کی آنکھوں سے دیکھنے کے بارے میں صحابہ کے درمیان اختلاف ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی نفی کی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کا اثبات فرمایا ہے اور ہر ایک کے ساتھ صحابہ کی رائے ہے۔ صحابہ کے بعد تابعین، تبع تابعین میں بھی اختلاف رہا۔ بعض نے یہ کہتے ہوئے خاموشی اختیار کی کہ کسی طرف واضح دلائل نہیں ہیں جمہور علماء امت نے اثبات کو اختیار کیا۔ امام محی الدین نووی کہتے ہیں اکثر کبار علماء کے نزدیک راجح و مختار یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے اور فرمایا جن صحابہ نے اس کا اثبات کیا ہے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے بغیر نہیں کہا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بطور دلیل اس پر کوئی قرآن نبوی اور حضور سے سنی کوئی چیز پیش نہیں کی۔ بلکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات گرامی سے استدلال و اجتہاد کیا ہے مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحِيًا اَوْ مِنْ وَرَآءِ حِجَابٍ - لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ سَا تَوَانِ كَمَا اس استدلال کا جواب یہ ہے کہ پہلی آیت میں بحالت دیدار کلام کی نفی ہے۔ مگر بغیر کلام کے دیدار کی نفی لازم نہیں آتی دوسری آیت میں احاطہ کی نفی ہے اور احاطہ کی نفی سے مطلق رویت کی نفی نہیں ہوتی۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں حضرت ابن عباس کا قول معتد و متعین ہے کیونکہ انہوں نے یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے بغیر نہیں کہی اور یہ جائز بھی نہیں کہ اتنا بڑا قول اپنے اجتہاد کی بناء پر کر دیا جائے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس معاملہ میں ان سے رجوع کیا اور پوچھا کیا حضور نے رب کریم کا دیدار کیا ہے انہوں نے فرمایا ہاں دیدار کیا ہے حضرت ابن عمر نے اسے تسلیم کر لیا اور کسی تردد و انکار کا اظہار نہ فرمایا۔ عمر بن راشد کہتے ہیں کہ میرے نزدیک سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابن عباس سے زیادہ فاضلہ نہیں ہیں۔

اکثر مشائخ صوفیہ کے ہاں بھی دیدار الہی ثابت ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کمال حاصل ہے جو مخلوق کے اذہان و عقول سے ماوراء ہے۔ خصوصاً شب معراج جس میں آپ کو مقام قرب کا اتم، اکمل اور ارفع درجہ نصیب ہوا اور دنیا میں دیدار الہی کے ممکن ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اگر ایسے ہمائی قرب کے مقام میں بھی ممکن ہو تو حاصل نہیں ہوا تو کسی دوسرے کو یہ کہاں اور کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟ (تو ممکن ہونے کا کیا فائدہ از مستحکم) البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ سر کی آنکھ کے ساتھ دیکھنا دیر اثرات کے ساتھ مخصوص اور اس عالم پر موقوف ہے لیکن اس میں کوئی قصور نہیں ہے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اس عالم میں اس عالم کے لائق سر کی آنکھ کے ساتھ دیدار کے باوجود بعض علالت اور تعصبات و رباخت پر موقوف ہوں۔ چونکہ اس مقام پر گفتگو علم و نقل کے حوالے سے ہو رہی ہے لہذا اسی قدر پر ہم اکتفا کر رہے ہیں۔ اہل معرفت و تحقیق کے ہاں یہاں کلام ہی اور ہے۔

۲۔ بعض نے کہا یہاں الیٰ بمعنی نعمت ہے یعنی وہ اپنے پروردگار کی نعمت کا انتظار کریں گے۔

۳۔ یہ کفار کی مذمت و ہجو میں کلام نازل ہوا ہے

۴۔ یہ کفار کے حق میں تعذیب تب ہی بنتی ہے کہ دوسرے لوگ دیدار سے محفوظ ہوں اور کافراں سے محروم و غنڈل

ہوں۔ اگر اہل ایمان بھی محبوب ہوں تو کفار کو سزا نش کیسے ہوگی۔

۵۴۱۸ وَعَلَىٰ جَدْرِ مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنًا أَهْلَ الْجَنَّةِ فِي نَعِيمِهِمْ إِذْ سَطَعَ لَهُمْ نُورٌ فَرَفَعُوا رُؤُوسَهُمْ فَإِذَا الرَّبُّ قَدْ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ مِنْ فَوْقِهِمْ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ قَالَ وَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَبِّ رَحِيمٍ قَالَ فَنَظَرُوا إِلَيْهِمْ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ فَلَا يَلْتَفِتُونَ إِلَىٰ شَيْءٍ مِّنَ النَّعِيمِ مَا دَامُوا يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ حَتَّىٰ تَحْتَجِبَ عَنْكُمْ وَيَبْقَىٰ نُورُهُ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت نعمتوں کے اندر ہوں گے کہ ان کے اوپر ایک نور چھا جائے گا۔ وہ سر اٹھا کر دیکھیں گے تو رب تعالیٰ ان کے اوپر جلوہ افروز ہوگا، فرمائے گا کہ اے اہل جنت تمہارے اوپر سلامتی ہو۔ ارشاد ہوا کہ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ رب رحیم کی طرف سے سلام کیا جائے گا۔ فرمایا وہ ان کی طرف دیکھے گا اور یہ اس کی طرف دیکھیں گے اور جب تک اس کی طرف دیکھتے رہیں گے تو کسی اور نعمت کی طرف توجہ نہیں کریں گے یہاں تک کہ ان سے حجاب فرمائے گا اور اس کا نور باقی رہ جائے گا۔ (ابن ماجہ)

۱۔ امام بیضاوی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر سلام بھیجے گا۔ بواسطہ ملائکہ یا بے واسطہ۔ اس حدیث نے واضح کر دیا کہ یہ سلام بلا واسطہ ہوگا۔

۲۔ دیدار کا ذوق و سرور

۳۔ یہ حجاب دستر بھی اس احسانِ فرط نے والے رحیم کی طرف سے بندوں پر لطف و مہربانی ہوگی۔ کیونکہ ہمیشہ اس کا دیدار و شہد اور اس کے نور میں مستغرق ہونا کسی کی طاقت ہے اور اس کی کسے تاب ہے۔ کچھ وقت کے لیے اہل جنت اپنے حال میں لوٹ آئیں اور پھر وہ صفات جو جنت کی نعمتوں کی صورت میں ہیں اس کا مشاہدہ کریں تاکہ وہ دوسری تجلی کے مستحق ہو جائیں اور ہر ایک نئی لذت و سرور نصیب ہو۔



بَابُ صِفَةِ النَّارِ وَأَهْلِهَا

جہنم اور اہل جہنم کے بارے میں

نار کا معنی آگ ہے۔ نار اور نور کا اشتقاق ایک ہی مادہ ہے۔ نار کی جمع نیران اور نیر ہے۔ نون کے نیچے زیر اور یاء پر زبر۔ نور، نیا اور اینار اس کا استعمال بطور مؤنث ہوتا ہے۔ لیکن مذکر کے طور پر بھی آیا ہے۔ اصطلاح شرع میں دوزخ کی آگ پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین۔

پہلی فصل

الفصل الاول

۵۴۱۹ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِمَّنْ سَبْعِينَ جُزْءً مِّنَ النَّارِ جَهَنَّمُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ فَضِدَّتْ عَلَيْهِمْ بِتِسْعَةٍ وَاسْتَيْنَ جُزْءٌ كُلُّهُمْ مِثْلُ حَرِّهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ وَفِي رِوَايَةٍ مُسَلَّاهُ نَارُكُمْ الَّتِي يُوقِدُ ابْنُ آدَمَ وَفِيهَا عَلَيْهَا وَكُلُّهَا بَدَلٌ عَلَيْهَا وَكُلُّهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری آگ دوزخ کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ یہی آگ کافی تھی۔ فرمایا وہ آگ ان آگوں سے سترویں زیادہ تیز دھمکی گئی ہے۔ ہر درجہ اس آگ کی مثل ہے۔ بخاری و مسلم اور مذکورہ الفاظ بخاری کے ہیں اور مسلم کی روایت میں تمہاری وہ آگ ہے جو انسان جلاتا ہے اور اس روایت میں علیہا اور کلہا کی جگہ علیہا اور کلہا ہے۔

۱۔ یعنی دوزخ کی آگ اس دنیوی آگ سے ستر مرتبہ زیادہ گرم ہے۔ اس عدد سے مفقہ تعیین نہیں بلکہ کثرت و مبالغہ ہے۔ باقی اس عدد سے کثرت مراد مشہور و متعارف ہے۔
۲۔ اس سے سخت آگ پیدا کرنے میں کیا حکمت ہے؟
۳۔ یہ سبق گفتگو کی تاکید اور اسے سخت فرمایا ہے کہ یہ اس لیے کیا گیا ہے تاکہ عذاب خدا، عذاب خلق سے ممتاز ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ باقی مختلف عذابوں سے آگ کے عذاب کو ترجیح دی گئی ہے۔

۵۲۲۰ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زَعَامٍ مَعَ كُلِّ زَعَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّونَهَا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۵۲۲۱ وَعَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَهْلَ النَّارِ عَذَابًا مِّنْ لَهُ تَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِّنْ ثَمَرٍ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاعُهُ كَمَا يَغْلِي الْمَرْجَلُ مَا يَرَى أَنَّ أَحَدًا أَشَدَّ مِنْهُ عَذَابًا وَإِنَّهُ لَأَهْوَنُهُمْ عَذَابًا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۵۲۲۲ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُو طَالِبٍ وَهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاعُهُ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۵۲۲۳ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِأَنْعَوِ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيمٌ قَطُّ فَيَقُولُ لَا وَاللَّهِ يَا رَبِّ وَكَيْفَى بِأَسَدِ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهُ يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ وَهَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ فَيَقُولُ لَا وَاللَّهِ يَا رَبِّ مَا مَرَّ بِي

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس دن دوزخ لائی جائے گی۔ ستر ہزار لگا میں ہوں گی ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچیں گے۔ (مسلم)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخیوں میں سے سب سے ہلکے عذاب والا وہ ہوگا جس کے لیے آگ کا جوتا اور تسمے ہوں گے جس سے اس کا دماغ کھوت ہے جیسے لاندی کھولتی ہے۔ وہ نہ سمجھے گا کہ کوئی بھی اس سے سخت تر عذاب والا ہے حالانکہ وہ ان سب سے ہلکے عذاب والا ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والے ابو طالب ہوں گے وہ دو جوتے پہنے ہوں گے جن سے دماغ کھولتا ہوگا۔

(البخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن عیش والے دنیا دار دوزخی کو لایا جائے گا اسے آگ میں ایک بار غوطہ دیا جائے گا پھر کہا جائے گا اے انسان کیا تو نے کبھی کوئی بھلائی دیکھی تھی؟ کیا تجھ پر کبھی کوئی نعمت آئی تھی؟ وہ کہے گا یا رب! واللہ کبھی نہیں اور دنیا میں سخت مصیبت زدہ جنتی کو لایا جائے گا اسے جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے کہا جائے گا اے انسان تو نے کبھی کوئی تکلیف دیکھی تھی تجھ پر کوئی سختی آئی تھی۔ وہ کہے گا یا رب! واللہ کبھی نہیں نہ مجھ پر کوئی تکلیف آئی نہ میں نے کبھی کوئی

(المسلم)

سختی دیکھی۔

بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَأَيْتُ شِدَّةً قَطُّ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۔ جیسے کہ کپڑے کو رنگ دینے کے لیے خم میں ڈالاجاتا ہے۔

۲۔ دوزخ کی سختی کے بعد اسے دنیاوی ہر نعمت و آسانی اس طرح بھول جائے گی جیسے اس نے اسے پایا ہی نہ تھا۔

۳۔ یہاں اس بات کی تصریح ہے کہ اسے تکالیف دینا اور اس کے مصائب ہر طرح فراموش ہو جائیں گے، مگر دوزخی کو دوزخ کی وجہ سے اگرچہ دنیا کی آسانی سے فراموشی ہوگی مگر کچھ نہ کچھ اسے یاد ہوگا جس پر اسے حسرت و افسوس ہوگا۔

۵۴۲۴ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ هَذَا أَبَا يَوْمٍ الْيَقِينَةِ لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ أَكُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيَقُولُ أَرَدْتُ مِنْكَ أَهْوَنَ مِنْ هَذَا وَأَنْتَ فِي صُلْبِ آدَمَ أَنْ لَا تُشْرِكَ بِي شَيْئًا فَابَيْتَ إِلَّا أَنْ تُشْرِكَ بِي (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ روز قیامت ہلکے عذاب والے دوزخی سے کہے گا اگر تیرے پاس ساری زمین کی دولت ہوتی تو یہ میں دے دیتا وہ کہے گا ہاں۔ پھر اللہ اس سے فرمائے گا میں نے اس سے آسان چیز طلب کی تھی جبکہ تو آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں تھا کہ تو کسی کو میرا شریک نہ بنانے تو میرے شریک ٹھہرانے کی منزل سے انکاری ہو گیا۔ (بخاری و مسلم)

۱۔ یعنی بطور فدیہ دے دے تاکہ اس کا عذاب ختم کر دیا جائے۔

۲۔ وہ تمام فدیہ دے کر رہائی خریدنا چاہتا ہوں۔

۳۔ یہ اس عہد و پیمان کی طرف اشارہ ہے جو روز ازل سے لیا گیا تھا۔ باقی دنیاوی امور وہی اسی عہد پر مبنی ہیں کہ تو نے وہ عہد توڑ ڈالا اور میری سرکشی اور بغاوت اختیار کر لی۔

۵۴۲۵ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى كَعْبَتِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى حُجَزَتِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى تَرْقُوتِهِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے کسی کو آگ ٹخنوں تک پکڑے گی اور ان میں سے کسی کو آگ گھٹنوں تک پکڑے گی اور ان میں سے کسی کو آگ کمر تک پکڑے گی اور ان میں سے کسی کو آگ گردن تک پکڑے گی (المسلم)

۱۔ مشہور صحابی ہیں۔ اہل بعرو میں شمار ہوتے ہیں۔ امام حسن بصری اور امام ابن میرین انہی سے روایت کرتے ہیں۔

۲۔ ترقوتہ۔ تہا پر زبر، راس کن، قاف پر پیش گردن اور حلق کے درمیان کی ہڈی

۵۴۲۶ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ مَنْكِبِي الْكَافِرِ فِي النَّارِ مَسِيرَةٌ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ لِلزَّكَاةِ الْمُسْرِعِ وَفِي رِوَايَةٍ ضَرُوسُ الْكَافِرِ مِثْلُ أَحَدٍ وَغُلْظُ جِلْدِهِ مَسِيرَةٌ ثَلَاثٌ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَذَكَرَ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ اشْتُكَّتِ النَّارُ إِلَى رِجْلَيْهَا فِي بَابِ تَعْجِيلِ الصَّلَاةِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوزخ میں کافر کے کندھوں کا درمیانی فاصلہ تیز رفتاری سوار کی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگا۔ دوسری روایت میں ہے کہ کافر کی ایک ہی داڑھ ایک پہاڑ کے برابر ہوگی اور اس کی جلد کی موٹائی تین دن کی مسافت کے برابر۔ (مسلم، اور اشْتُكَّتِ النَّارُ إِلَى رِجْلَيْهَا والی حدیث ابو ہریرہ پہلے باب تعجیل الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے۔

۱۔ الف اور عاء دونوں پر پیش۔ مدنیہ طیبہ کے قریب دیگر پہاڑوں سے جدا پہاڑ کا نام ہے۔ اس وجہ سے اسے اُحد کہا جاتا ہے۔

دوسری فصل

الفصل الثانی

۵۴۲۷ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوْقَدَ عَلَى النَّارِ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى أَهْمَّتْ ثُمَّ أَوْقَدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى ابْيَضَّتْ ثُمَّ أَوْقَدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى امْوَدَّتْ فَرَجَى سَبُودَاءَ مَقْلَبَةٍ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخ کی آگ کو ایک ہزار سال تک دھونکا گیا۔ حتیٰ کہ وہ سُرخ ہو گئی۔ پھر اس پر ہزار سال تک دھونکا گیا حتیٰ کہ سفید ہو گئی۔ پھر اس پر ایک ہزار سال تک دھونکا گیا حتیٰ کہ سیاہ ہو گئی چنانچہ وہ سیاہ تاریک ہے۔ (ترمذی)

۱۔ جب آگ تیز ہوتی ہے تو وہ صاف تر اور سفید ہو جاتی ہے۔ اس کی سرخی دھواں بن جاتی ہے۔ ۲۔ اب وہاں ہرگز روشنی نہیں۔

۵۴۲۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرُوسُ الْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مِثْلُ أَحَدٍ لَا فَخْذُهُ مِثْلُ الْبَيْضَاءِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ مَسِيرَةٌ ثَلَاثٌ مِثْلُ الدَّبْدَةِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

اور انھی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر کی داڑھ روز قیامت اُحد کی مانند ہوگی اور اس کی ران بیضی کی طرح اور اس کی آگ کی نشستگاہ ربنہ کی طرح تین دن کی راہ ہوگی۔ (ترمذی)

۱۔ یہ بھی پہاڑ کا نام ہے

۲۔ ربنہ، راء، باء، فال تمام پر زبر، قریب کا نام ہے۔ مدنیہ طیبہ سے تین دن کی مسافت پر ہے۔

۵۲۲۹ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ غِلْظَ جِلْدِ الْكَافِرِ أَثْنَانِ وَارْبَعُونَ ذِرَاعًا وَإِنْ ضُرَّ سَهٌ مِثْلُ أَحَدِ وَاثِنَ مَجْلِسَةٍ مِنْ جَهَنَّمَ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۱۔ جو بارہ یا اس سے زیادہ دنوں کی مسافت ہے۔

۵۲۳۰ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْكَافِرَ لَيَسْحَبُ لِسَانَهُ الْقَرْسَخَ وَالْفَرْسَخَيْنِ يَتَوَطَّأُ النَّاسُ - (رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

۵۲۳۱ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصَّعُودُ جَبَلٌ مِنْ نَارٍ يَتَصَعَّدُ فِيهِ سَبْعِينَ خَرِيفًا وَيَهْوَى بِهِ كَذَلِكَ فِيهِ أَبَدًا

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۲۔ قرآن مجید میں ہے سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا، صاد پر زبر، آگ کا پہاڑ

۵۲۳۲ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي قَوْلِهِ كَأَلْمُهِلِ أَيْ كَعَكْرِ الزَّيْتِ فَإِذَا اقْتَرَبَ إِلَى وَجْهِهِ سَقَطَتْ فَرْوَةٌ وَجْهِهِ فِيهِ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۳۔ کالْمُهِلِ میم پر پیش، ٹامس کن۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کی تشریح کی کہ إِنَّ شَجَرَةَ النَّارِ طَعَامُ الْوَشِيمِ كَأَلْمُهِلِ يَغْلَى فِي الْبُطُونِ لکنہ گاروں کی غذا قوم کا دوزخ ہوگا اور ان کے پیٹ میں وہ تیل کی تلچھٹ کی طرح جوش مارے گا۔

۱۴۔ جسم سے پیپ جاری ہوتی ہے اسے بھی ٹھنڈا کیا جاتا ہے۔

۵۲۳۳ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

۱۵۔

اور انھی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر کی کھال کی موٹائی بیالیس گز ہوگی اور اس کی دائرہ احد پہاڑ کی طرح اور اس کی دوزخ کی بیٹھک ایسی ہوگی جیسی مکہ اور مدینہ کے درمیان کے قریب کی مسافت ہے (ترمذی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر اپنی زبان کو س دوکوں نکالے گا جسے لوگ روندیں گے۔

(مسند احمد، ترمذی اور کہا یہ حدیث غریب ہے)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صلیب آگ کا پہاڑ ہے جس میں مہضی ستریاں چڑھے گا اور وہاں سے گرے گا اور ہمیشہ ایسا ہی کرتا رہے گا (ترمذی)

اور انھی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی کا ترجمہ کے بارے میں فرمایا یعنی تیل کی تلچھٹ کی طرح تو جب اس کے چہرے کے قریب کیا جائے گا تو اس کے چہرے کی کھال اس میں گر جائے گی۔ (ترمذی)

۱۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کی تشریح کی کہ إِنَّ شَجَرَةَ النَّارِ طَعَامُ الْوَشِيمِ كَأَلْمُهِلِ يَغْلَى فِي الْبُطُونِ لکنہ گاروں کی غذا قوم کا دوزخ ہوگا اور ان کے پیٹ میں وہ تیل کی تلچھٹ کی طرح جوش مارے گا۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْحَمِيمَ لَيُصَبُّ عَلَى رُءُوسِهِمْ فَيَنْقَذُ الْحَمِيمُ حَتَّى يَخْلُصَ إِلَى جَوْفِهِ فَيَسْلُتُ مَا فِي جَوْفِهِ حَتَّى يَمُرَّ مِنْ قَدَمَيْهِ وَهُوَ الظَّهْرُ ثُمَّ يُعَادُ كَمَا كَانَ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گرم پانی دوزخیوں کے سروں پر ڈالا جائے گا تو یہ گرم پانی اس میں سرایت کر جائے گا حتیٰ کہ اس کے پیٹ تک پہنچ جائے گا تو اس کے پیٹ کی چیزوں کو کاٹ ڈالے گا۔ حتیٰ کہ اس کے قدموں سے نکل جائے گا۔ پھر یہی ہے پھر جیسا تھا ویسا لوٹا دیا جائے گا۔ (ترمذی)

۱۵ صر صا د پر زبر، طاء ساکن، اس کا معنی دل میں جلن پیدا کرنا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ فَيُصْهِرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودِ (ان کے سروں پر گرم پانی ڈالا جائے گا جو کچھ ان کے پیٹ میں ہوگا اسے اور ان کی کھالوں کو وہ بگھا دے گا۔ یعنی شدت حرارت کی وجہ سے ان کے ظاہر و باطن پر اس کا اثر ہوگا۔

۱۶ یا پھر ان کے چمڑے، آنتیں وغیرہ دوبارہ پہلے کی طرح کر دیا جائے گا اور پھر گرم پانی ڈالا جائے گا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں دوسرے مقام پر ہے۔ بَدَّلْنَاهُمْ حُلُودًا غَيْرَهَا

۵۲۳۴ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ يُسْقَى مِنْ مَاءٍ صَدِيدٍ يَتَجَرَّعُهُ قَالَ يَقْرَبُ إِلَى فِيهِ فَيَكْرَهُهُ فَإِذَا أَدْرَى مِنْهُ شَوْى وَجْهَهُ وَوَقَعَتْ فَرْوَةٌ رَأَيْتِهِ فَإِذَا شَرِبَهُ قَطَعَ أَمْعَاءَهُ حَتَّى يُخْرِجَ مِنْ دُبُرِهِ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَعَ أَمْعَاءَهُمْ وَيَقُولُ رَاجِ لَيْسْتَ غَيِّثُوا لِي غَاثُوا لِي سَاءَ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهُ بِمَسْرِ الشَّلَابِ -

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یُسْقَى مِنْ مَاءٍ صَدِيدٍ يَتَجَرَّعُهُ کے متعلق فرمایا کہ جب اس کے منہ کے قریب کیا جائے گا تو اسے وہ ناپسند کرے گا۔ اس کے قریب کیا جائے گا تو اس کے چہرے کو مھون ڈالے گا اور اس کے منہ کی کھال گر جائے گی جب اسے پیے گا تو اس کی آنتوں کو کاٹ ڈالے گا جو اس کے پاخانے کی جگہ سے نکل پڑیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور وہ گرم پانی پلائے جائیں گے جو ان کی آنتیں کاٹ ڈالے گا اور فرماتا ہے اور اگر وہ پانی مانگیں گے تو انھیں تلچھٹ جیسا پانی دیا جائے گا جو بُرا پانی ہے۔ (ترمذی)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوزخ کے احاطے کی چار دیواریں ہیں۔ ہر دیوار کی موٹائی چالیس سال کی مسافت ہے۔ (ترمذی)

۵۲۳۵ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَسُرَادِقُ النَّارِ أَرْبَعَةٌ جُدْرَانُهَا كُلُّ جِدَارٍ مَسِيرَةُ أَرْبَعِينَ سَنَةً (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۔ سراق، سین پر پیش، وہ چیز جو کسی کا احاطہ کرے مثلاً دیوار وغیرہ۔ یہ سراپردہ سے مرعوب ہے۔
 ۲۔ جمع جدار یعنی دیوار، لفظ کسوادق دو طرح مروی ہے۔ لام پر زبر اور قاف پر پیش یا لام کے نیچے زیر اور قاف پر بھی زیر، اول یہ معنی ہوگا۔ احاطہ آگ دوزخ کی چار دیواری ہے۔ دوسری صورت میں معنی یہ ہوگا۔ آگ کا احاطہ چار دیواری نے کر رکھا ہے۔

۵۴۳۶ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَانٌ دَلَوَا مِنْ غَسَاقٍ يُهْرَاقُ فِي الدُّنْيَا لَوْنَتْنِ أَهْلُ الدُّنْيَا (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

اور انھی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایک ڈول غساق کا دنیا میں بہا دیا جائے تو دنیا والے سارے بدبودار ہو جائیں۔ (ترمذی)

۳۔ غساق، سین پر شد یا مخفف وہ زرد پانی جو دوزخیوں کے اجسام سے بہے گا۔ یا بعض نے ان کے آنسو مراد لیے ہیں۔

۵۴۳۷ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَانٌ قَطْرَةٌ مِنَ الزُّقُومِ قَطَرَتْ فِي دَارِ الدُّنْيَا لَوْنَتْنِ عَلَى أَهْلِ الدُّرْضِ مَعَالِشَهُمْ فَكَيْفَ بِمَنْ يَكُونُ طَعَامَهُ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی۔ اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور نہ مرنا مگر حالت اسلام میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر الزقوم کا ایک قطرہ اس دنیا میں ڈال دیا جائے تو دنیا والوں کی زندگی برباد کر دے گا۔ اس کا کیا حال ہوگا جو اسے کھائے گا۔ (ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

۴۔ تقویٰ چونکہ عذاب دوزخ سے نجات کا ذریعہ ہے لہذا اس مناسبت سے آپ نے یہ آیت پڑھی۔

۵۔ الزقوم، دوزخ میں ایک درخت ہے۔

۵۴۳۸ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِيهَا كَالْحُوتِ قَالَ تَشْوِيهِ النَّارُ فَتَقْلَصُ شَفْتُهُ الْعُلْيَا حَتَّى يَبْلُغَ وَسْطَ رَأْسِهِ وَيَسْتَرْخِي شَفْتُهُ السُّفْلَى حَتَّى تَضْرِبَ سُنَّتَهُ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دوزخی دوزخ میں دھڑک رہے ہوں گے۔ فرمایا اسے آگ سمون دے گی تو اس کا اوپر والا ہونٹ سکر جائے گا حتیٰ کہ اس کے سر تک پہنچ جائے گا اور نیچے والا ہونٹ لٹک جائے گا۔ حتیٰ کہ اس کی ناف تک پڑے گا۔ (ترمذی)

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۶۔ اس آیت کا ابتدائی حصہ ہے تَلْفَعُهُمْ وَجُوهُهُمُ النَّارُ وَهُوَ فِيهَا كَالْحُوتِ كَالْحُوتِ کا معنی ترش

ہونا۔ دانتوں کا ہونٹوں کے ساتھ پیوست ہو جانا۔

۱۷ اس آیت کی تفسیر فرماتے ہوئے۔

۱۸ تعلق، باب تفعّل ہے۔ قلوب کا معنی سایہ کا باہر آنا۔ دھونے کے بعد کپڑے سے

پانی کا ٹپکنا۔

۵۲۲۹ وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ابْكُوا فَإِنَّ لَكُمْ تَسْطِيعًا فَبَاكُوا فَإِنَّ أَهْلَ النَّارِ يَبْكُونَ فِي النَّارِ حَتَّى تَسِيلَ دُمُوعُهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ كَأَنَّهُمْ جَدَاوِلٌ حَتَّى يَنْقُطَعَ الدَّمُوعُ فَتَسِيلُ الْيَبَاءُ فَتَقْرَحَ الْعُيُونُ فَلَا أَنْ سَفْنَا أَنْجِيتَ فِيهَا لَجَرَتْ

(رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ)

۱۹ خدا کے خوف سے

۲۰ اس کے خوف کا ذکر و تصور کر کے روئیں تاکہ حال نصیب ہو جائے

۵۲۳۰ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلْقَى عَلَى أَهْلِ النَّارِ الْجُوعُ فَيَعْدِلُ مَا هُوَ فِيهِ مِنَ الْعَذَابِ فَيَسْتَغِيثُونَ فَيُعَاثُونَ بِطَعَامٍ مِنْ خَيْرِ لَدَيْسَيْنِ وَلَوْ يُعْنَى مِنْ جُوعٍ فَيَسْتَغِيثُونَ بِالطَّعَامِ فَيُعَاثُونَ بِطَعَامٍ دَخَى غُصَّةٍ فَيَذْكُرُونَ أَنَّهُمْ كَانُوا يُجِيزُونَ الْغُصَصَ فِي الدُّنْيَا بِالشَّرَابِ فَيَسْتَغِيثُونَ بِالشَّرَابِ فَيُرْفَعُ إِلَيْهِمُ الْحَمِيمُ يَكُولِيْبُ الْحَدِيدَ فَإِذَا دَنَتْ مِنْ وُجُوهِهِمْ شَوَتْ وَجُوهُهُمْ فَإِذَا صَحَلَتْ بَطُونُهُمْ قَطَعَتْ مَا فِي بُطُونِهِمْ فَيَقُولُونَ ادْعُوا خَزَنَةَ جَهَنَّمَ فَيَكُونُونَ أَلَكًا تَلْقَى تَأْتِيكُمْ دُسُكُهُمُ بِالْبَيْتِ قَالُوا بَلَى قَالُوا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! روؤ! اور اگر نہ رو سکو تو بہ تکلف روؤ۔ کیونکہ دوزخی لوگ روئیں گے حتیٰ کہ ان کے آنسو ان کے چہروں پر ایسے بہیں گے گویا وہ نالیاں ہیں کہ آنسو ختم ہو جائیں گے تو آنکھوں کو زخمی کر دیں گے۔ اگر کشتیاں اس میں بہائی جائیں تو بہہ جائیں۔

(شرح السنہ)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخیوں پر بھوک مسلط کر دی جائے گی تو یہ بھوک سارے عذابوں کے برابر ہو جائے گی جن میں وہ مبتلا ہیں۔ وہ فریاد کریں گے تو وہ ضریح میں سے دیے جائیں گے جو نہ موٹا کرے نہ بھوک سے نجات دے پھر وہ کھانا مانگیں گے تو انھیں گالنے والا کھانا دیا جائے گا تو انھیں یاد آئے گا کہ وہ دنیا میں کیسے پانی اتارتے تھے یعنی نگلتے تھے۔ چنانچہ وہ پانی مانگیں گے تو انھیں کھلتا ہوا پانی پیش کیا جائے گا جسے کی کندھوں سے۔ جب وہ ان کے منہ کے قریب ہوگا تو ان کے منہ بھون دے گا۔ پھر جب ان کے پیٹ میں داخل ہوگا تو ان کے پیٹوں کی ہر چیز کاٹ ڈالے گا تو کہیں گے دوزخ کے منتظمین کو پکارو۔ مگر منتظمین کہیں گے

فَادْعُوا مَا دَعَاءُ الْكَافِرِينَ اِلَّا فِي ضَلَالٍ قَالَ
فَيَقُولُونَ ادْعُوا مَا لَكُمْ فَيَقُولُونَ يَا مَالِكُ لِيَقْضِ
عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ فَيَجِيبُهُمْ اِنَّكُمْ مَا لَكُمْ تَوْنٌ
قَالَ الْاَعْمَشُ نَبَّيْتُ اَنْ بَيْنَ دُعَائِهِمْ
وَاجَابَةِ مَا لَكُمْ اِيَّاهُمْ اَلْفَ عَامٍ قَالَ
فَيَقُولُونَ ادْعُوا رَبَّكُمْ فَلَوْ اَحَدٌ خَيْرٌ مِّنْ
رَّبِّكُمْ فَيَقُولُونَ رَبَّنَا عَلِمْتَ عَلَيْنَا شَقَوْنَا
وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ رَبَّنَا اخْرِجْنَا مِنْهَا
فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظَالِمُونَ قَالَ فَيَجِيبُهُمْ
اِحْسَبُوا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنَ قَالَ فَعِنْدَ ذَلِكَ
يَتَسَوَّأُ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ وَعِنْدَ ذَلِكَ يَأْخُذُونَ
فِي السَّفِيرِ وَالْحَسَدِ وَالْوَيْلِ قَالَ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالنَّاسُ لَا يَرْفَعُونَ
هَذَا الْحَدِيثَ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

کیا تمہارے پاس رسول دلائل نہیں لائے۔ کہیں گے ہاں
کہیں گے پکارے جاؤ کفار کی پکاریں ہیں ہی بریاد۔ فرمایا
پھر کہیں گے مالک کو پکارو۔ کہیں گے مالک اب تو
تمہارا رب ہمارا فیصلہ ہی کر دے۔ فرمایا وہ انہیں جواب
دے گا تم یہاں رہو گے۔ اعمش کہتے ہیں مجھے خبر پہنچی ہے
کہ دوزخیوں کی پکار اور مالک کے جواب دیتے میں ایک
ہزار سال کا فاصلہ ہو گا۔ پھر کہیں گے اپنے رب کو پکارو
کہ تمہارے رب سے بہتر کوئی نہیں تو کہیں گے اے ہمارے
رب! ہماری نفسی ہی ہم پر غالب آگئی اور ہم گمراہ قوم تھے
اے ہمارے رب! ہم کو اس سے نکال اگر اب ہم کفر کی طرف
لوٹ آئیں تو ہم ظالم ہیں۔ فرمایا انہیں جواب دے گا پڑے
رہو اس میں مجھ سے بات نہ کرو۔ فرمایا اس وقت ہر جہان
سے نا امید ہو جائیں گے اور اس وقت نہ امت اور خرابی کی
پکاریں مشغول ہوں گے۔ عبد اللہ بن عبد الرحمن نے فرمایا
کہ لوگ اس حدیث کو مرفوع قرار نہیں دیتے (ترمذی)

۱۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ مہوک کی آگ آتش دوزخ کے برابر ہے۔

۲۔ خاردار گھاس جب خشک ہو جائے تو اسے ضریح کہا جاتا ہے۔

۳۔ کَلْبُوبٌ، کلاب، زہراور پیش دونوں کے ساتھ۔ کَلْبُوبٌ (جو باجس کا سر ٹیڑھا ہو) اس کی جمع کلابیب ہے۔

۴۔ انھوں نے ہمیں تبلیغ فرمائی مگر ہم نے ان کی نہ مافی اور ایمان نہ لائے۔

۵۔ دوزخی آپس میں یا ملائکہ ان سے کہیں گے۔

۶۔ جس کے سپرد دوزخ ہے۔

۷۔ اس حدیث کے ایک راوی کا نام ہے۔

۸۔ ہزار سال انتظار کرتے ہوئے عذاب چکھنا ہو گا۔

۹۔ انہیں کتوں کی طرح دھتکار دیا جائے گا خساء کا معنی ہے کتے کو دھتکانا اور جھگانا۔

۱۰۔ یہ عذاب دودھ ہونے والا نہیں ہے۔

۱۱۔ کیونکہ مالک جہنم نے بھی ان کی فریاد سی نہ کی۔ پروردگار عالم نے بھی ان کو دھتکار دیا اور ان کا اعتدار قبول نہ

فرمایا اب وہ کس کے آگے روئیں گے۔

۱۱۰ زفر، گدھے کی پہلی آواز کو کہا جاتا ہے جیسا کہ شقی آخری آواز کو کہا جاتا ہے۔
۱۱۱ راویان حدیث میں ایک ہیں۔

۱۱۲ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد قرار نہیں دیتے بلکہ اسے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ پر موقوف رکھتے ہیں حالانکہ اسے حدیث مرفوعہ ہونا چاہیے، خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صراحۃً ثابت ہو یا نہ، کیونکہ دوزخ اور قیامت کے محاطات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کے بغیر بیان کیے جاسکتے ہیں۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرطے ہوئے سنا میں نے تم کو آگ سے ڈرایا۔ میں نے تم کو آگ سے ڈرایا کہا آپ یہ فرطے تھے حتیٰ کہ اگر حضور میری اس جگہ ہوتے تو بازار والے سن لیتے اور حتیٰ کہ جو چادر آپ کی تھی وہ آپ کے قدموں کے پاس گر پڑی۔

(داری)

۵۲۲۱ وَعَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنْذَرْتُكُمْ النَّارَ أَنْذَرْتُكُمْ النَّارَ فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتَّى كُنَّا كَأَنَّ فِي مَقَامِي هَذَا سَمِيعَةُ أَهْلِ السُّوقِ وَحَتَّى سَقَطَتْ خَمِيصَتُهُ كَأَنَّكَ عَلَيْهَا عِنْدَ رَجُلٍ

(رواک الدارحی)

۱۱۳ حضرت نعمان بن بشیر نے

۱۱۴ بلند آواز سے فرمایا

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کی کھوپڑی کی مثل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اگر اس کے برابر سیسے کا ٹکڑا آسمان سے زمین کی طرف گرایا جائے جب کہ یہ پانچ سو سال کی مسافت ہے: تو سیسے کا وہ ٹکڑا رات سے پہلے زمین تک پہنچ جائے گا ۱۱۵ اور اگر زنجیر کے کنارے سے وہ ٹکڑا گرایا جائے تو وہ چالیس سال دن چلتا رہے گا قبل اس کے کہ اس زنجیر کی جڑ یا (فرمایا) اس کی گہرائی تک پہنچ جائے (ترمذی)

۵۲۲۲ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُؤَانُ رِصَاصَةٍ مِثْلُ هَذِهِ وَأَشَارَ إِلَى مِثْلِ الْجُجُجَةِ أُرْسِلَتْ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَهِيَ مَبْنِيَّةٌ نَحْمِصِيَّةٌ سَنَةً تَبْلُغُ الْأَرْضَ قَبْلَ اللَّيْلِ وَلَوْ أَنَّهَا أُرْسِلَتْ مِنْ رَأْسِ السَّلْسَلَةِ لَسَمِعْتُ أَرْبَعِينَ خَوْقًا اللَّيْلِ وَالنَّهَارَ قَبْلَ أَنْ تَبْلُغَ أَصْلَهَا أَوْ قَعَهَا

(رواک الترمذی)

۱۱۵ جُجُجَةُ: دونوں جیموں پر پیش، اس کا معنی ہے سر کی کھوپڑی اور لکڑی کا پیالہ یعنی اگر انسان کی کھوپڑی

کے برابر سیسے کا گول ٹکڑا ہو جو گول بھی ہو اور بھاری بھی۔ یہ دونوں صفیتیں اس سیسے کے ٹکڑے کے تیزی سے حرکت کرنے اور گرنے کا سبب ہیں۔

۱۱۶ یعنی زمین و آسمان کے درمیان پانچ سو سال کے چلنے کی مسافت ہے۔

۱۷ یعنی مٹوڑی سی مدت میں

۱۸ جس کی لمبائی ستر گز ہے اور کافر کو اس میں پرویا جائے گا، جیسے ارشاد ربانی ہے تَعَفِّيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْذُكُوْهُ - الحاقة ۳۲/۶۹ - (پھر ایسی زنجیر میں جس کا ناپ ستر ہاتھ ہے، اسے پرو دو)

۱۹ یہ راوی کو شک ہے کہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زنجیر کی جڑ فرمایا یا گہرائی فرمایا - عبارت سے ظاہر ہے کہ اَصْلُهَا یا قَعْرُهَا کی ضمیر سلسلہ و زنجیر کی طرف راجع ہے یہ بھی احتمال ہے کہ یہ ضمیر جہنم کی طرف راجع ہو اس لیے کہ زنجیر میں پروئے ہوئے دوزخی دوزخ میں ہوں گے - پہلی صورت میں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ جب زنجیر کی لمبائی ستر ہاتھ ہے تو اس میں اتنی لمبائی کہاں سے آجائے گی؟ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ستر سے مخصوص عدد مراد نہیں ہے بلکہ کثرت اور مبالغہ مراد ہے - دوسرا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ اس جہنم کے ہاتھ کو اس جہنم کے ہاتھ پر قیاس نہیں کیا جاسکتا - جیسے حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیراط اُحد پہاڑ کی مثل ہے - نیز جب کافروں کے اجسام حیران کن حد تک بڑے ہوں گے - جیسے کہ احادیث مبارکہ میں آیا ہے، اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ زنجیر کتنی بڑی ہوگی جس میں کافروں کی گردنوں اور پاؤں کو پرویا جائے گا - اس تقریر کے باوجود مخفی نہ رہے کہ جہنم کی طرف ضمیر کا راجع کرنا زیادہ ظاہر اور معنی کے اعتبار سے زیادہ مناسب ہے -

۲۰ ۵۲۲۳ وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي جَهَنَّمَ لَوَادِيًا يُقَالُ لَهُ هَبْهَبٌ يَسْكُنُهُ كُلُّ جَبَّارٍ (لَوَادِي الدَّارِ حَتَّى)

حضرت ابو بردہؓ نے اپنے والد گرامی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جہنم میں ایک وادی ہے جس کا نام ہبہب ہے - ہر تکبر کرنے والا وہاں رہے گا (دارمی)

۲۱ ابو بردہ - باء پر پیش واء سکن حضرت ابو موسیٰ اشعری کے بیٹے ہیں - ثقہ تابعی، قاضی کوفہ میں ان کا نام حادث ہے - بعض نے کہا ان کا نام عامر ہے - بعض کے نزدیک یہی کنیت ان کا نام بھی ہے - اپنے والد کے علاوہ حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہیں - فاضل اہل علم میں سے تھے - ایک سو چار پجری میں ان کا وصال ہوا -

۲۲ ۵۲۲۴ هَبْهَبٌ، بروزن جعفر، اس کا معنی تیز اور جلدی کے ہیں - اس وادی کو یہ نام دینے کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس کی آگ گندہ گاروں کو جلانے میں تیز تر ہوگی -



الفصل الثالث

تیسری فصل

۵۲۳۲ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْظُمُ أَهْلُ النَّارِ حَتَّى أَنْ بَيْنَ شَحْمَةٍ أُذُنٍ أَحَدِهِمَا إِلَى عَاتِقِهَا مَسِيرَةُ سَبْعِ مِائَةِ عَامٍ وَإِنْ غُلِظَ جِلْدُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا وَإِنْ ضُرِبَتْ مِثْلُ أَحَدٍ -

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

۵۲۳۵ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَارِثِ بْنِ جَزْرِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي النَّارِ حَيَاتٍ كَأَمْثَالِ الْبَخْتِ تَلْسَعُ أَحَدٌ لَهَا لُحْنٌ اللَّسْعَةِ فَيَجِدُ حَمَوَتَهَا أَرْبَعِينَ خَرِيفًا وَإِنْ فِي النَّارِ عَقَارِبٌ كَأَمْثَالِ الْبَعَالِ الْمُكَفَّةِ تَلْسَعُ أَحَدٌ لَهَا لُحْنٌ اللَّسْعَةِ فَيَجِدُ حَمَوَتَهَا أَرْبَعِينَ خَرِيفًا -

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

۱۷ جزء، جیم پر زبر، زاء ساکن، اس کے بعد مزہر، بعض شروح مصابیح میں اس کی تصحیح یوں ہے جیم پر زبر اور زاء مشدّد، صحابی ہیں۔ فتح مصر کے وقت سے وہاں ہی ٹھہر گئے اور مصر میں صحابہ میں سے آخری ہیں۔

۱۸ البخت، باء پر پیش، طاقت و روانٹ

۱۹ حموة، حاء پر زبر، میم ساکن، شدت الم و تکلیف

۵۲۳۶ وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ثَوْرَانِ مُكَوَّرَانِ فِي النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ الْحَسَنُ وَمَا ذَنْبُهُمَا فَقَالَ أَحَدُ ثَلَاثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخی لوگ جہنم میں بڑے ہو جائیں گے یہاں تک کہ ان میں سے ایک آدمی کے کان کی نو سے کندھے تک سات سو برس کی مسافت کے برابر فاصلہ ہوگا اور اس کی کھال ہتر گز موٹی ہوگی اور اس کی داڑھ کو واحد کی مانند ہوگی۔

(مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگ میں اونٹنی کی طرح کے سانپ ہیں۔ ان میں سے ایک دوزخی کو ایک مرتبہ ڈسے گا تو اس کی تکلیف چالیس سال تک محسوس کرے گا اور آگ میں پالان والے پھروں کی طرح بچھو ہیں۔ ان میں سے ایک ڈنگ مارے گا تو اس کا ڈنگ چالیس سال تک تکلیف دے گا۔

(مسند احمد)

حضرت حسن سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند دونوں لفظ قیامت پیر کے دو بل مار کھولے ہونگے جنہیں آگ میں پھینکا جائے گا۔ جناب حسن نے کہا ان دونوں کا کیا گناہ ہے؟ فرمایا ان کے میں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی سنارہا ہوں۔ اس پر حسن

فَسَكَّتَ الْحَسَنُ

(رواه البیهقی فی کتاب البعث والنشور)

۱۔ ثور، ثاء پر زبر، پتیر کا ٹکڑا

۲۔ تم اس پر سوال کر رہے ہو؟ حضرت حسن کا سوال بطور تعجب تھا :-

۵۴۴۷ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ إِلَّا شَقِيٌّ

فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنِ الشَّقِيُّ قَالَ مَنْ

لَمْ يَعْمَلْ لِلَّهِ بِنِطَاعَةٍ وَلَمْ يَتْرُكْ لِنَفْسِهِ

بِعَصِيَّةٍ (رواه ابن ماجه)

خاموش ہو گئے۔

(بیہقی، کتاب البعث والنشور)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آگ میں بے نصیب

ہی جائے گا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ بد بخت کون ہے؟

فرمایا جو اللہ کی فرمانبرداری نہ کرے اور گناہ ترک نہ کرے

(ابن ماجہ)

۳۵۲۔ بَابُ خَلْقِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

جنت و دوزخ کی تخلیق کا بیان

احادیث سے ثابت ہے کہ جنت و دوزخ کی تخلیق ہو چکی ہے۔ اب بھی روز قیامت سے پہلے وہ موجود ہیں کچھ اہل بدعت اس کا انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ ان کی تخلیق بعد از قیامت ہوگی۔

پہلی فصل

الفصل الاول

۵۴۴۸ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ

فَقَالَتِ النَّارُ أَوْثَرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ وَالْمُتَجَبِّرِينَ

وَقَالَتِ الْجَنَّةُ فَمَا لِي لَا يَدْخُلُنِي إِلَّا

ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ وَغَرَّتُهُمْ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِلْجَنَّةِ إِنَّمَا أَنْتِ رَحْمَتِي

أَرْحَمُ بِكَ مَنْ أَسَاءَ مِنْ عِبَادِي وَقَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت و دوزخ کے درمیان

مناظرہ ہوا۔ دوزخ بولی میں غور والوں اور جاہلوں کے

لیے خاص کی گئی تھا۔ جنت نے کہا میرا حال یہ ہے کہ

مجھ میں صرف کمزور لوگ اور گمراہ پڑے سیدھے سادے

ہی داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا تو

میری رحمت ہے تیرے ذریعے جس تہذیب پر چاہوں گا

لِلنَّارِ اِنَّكُمْ اَنْتُمْ عَذَابِيْ اُعَذِّبُ بِكُمْ مِّنْ
اَسْأَلُوْا مِنْ عِبَادِيْ ذِكْرًا وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ
مَلُوْهَا فَاَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِيْ حَتّٰى
يَضَعَ اللّٰهُ رِجْلَهُ يَقُوْلُ قَطُّ قَطُّ فَهٰذَا
تَمْتَلِيْ وَيُزْوٰى بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ فَلَا يَظْلِمُ
اللّٰهُ مِنْ خَلْقِهٖ اَحَدًا وَّ اَمَّا الْجَنَّةُ فَاِنَّ
اللّٰهَ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

رحم کروں گا اور دوزخ سے فرمایا تو میرا عذاب ہے تیرے
ذریعے جس پر چاہوں گا عذاب کروں گا۔ تم میں سے ہر ایک کا
بھرنے والے شدہ ہے لیکن دوزخ نہیں بھرے گی یہاں
تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا مبارک پاؤں اس میں رکھے گا اور
فرمائے گا بس بس بس، اس وقت وہ بھر جائے گی، اور
اس کے بعض حصص دوسروں سے مل جائیں گے۔ اللہ
تعالیٰ مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ رہی جنت تو
اس کے لیے اللہ تعالیٰ ایک مخلوق اور پیدا فرمائے گا۔
(بخاری و مسلم)

۱۔ یا تو ان کے درمیان مکالمہ ہوا یا ہر ایک نے شکایت کی کہ مجھ میں ایسا کیوں ہوا؟ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ
نے فرمایا یہ میری مشیت ہے جسے چاہوں رحمت و کرم کا مقام اور جسے چاہوں قہر و غضب کا محل بنا دوں۔
۲۔ سقط، سین اور قاف دونوں پر زبر، روی سامان اور بے کارشے، یہ لوگ دوسرے لوگوں کی آنکھوں میں کوئی
مقام نہ رکھتے ہوں گے۔ یہ باعتبار اکثر و اغلب ہے ورنہ جنت میں انبیاء علیہم السلام، رسولان کرام، بادشاہ اور علماء بھی ہوں
گے یا یہاں ضعفاء سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے نفس کو بارگاہِ انبوی میں تواضع اور خشوع و خضوع کے ساتھ پیش کرتے ہیں
اور اپنے نفس کو خوار و پست رکھتے ہیں۔

۳۔ غرم، فین کے نیچے زیادہ راء شد، مراد وہ دل اور فریب خوردہ ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے اَکْثَرُ
أَهْلِ الْجَنَّةِ الْبَدَنُ (اکثر سادھے لوگ جنتی ہوتے ہیں)۔
۴۔ قط۔ قاف پر زبر، طاس کن، بمعنی بس۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کے لیے پاؤں کا اطلاق از قبیل تشابہات ہے۔ اور متشابہات کا حکم یہ ہے ان کو قرآن وحدث
میں بطرح بیان کیا گیا ہے۔ اس طرح ان پر ایمان لانا ضروری ہے جو اس سے مراد ہے وہی حق ہے۔ ان کی کیفیت کے
بیان سے پتہ چلا جائے، محفوظ مذہب یہی ہے۔ بعض نے ان کے معانی میں تاویل کی ہے تاکہ تشبیہ کا ایہام نہ ہو۔
۶۔ یعنی اسے تنگ کر دیا جائے گا۔

۷۔ ایسا نہ ہو گا کسی بے گناہ کو دوزخ میں ڈال دیا جائے یا کسی جماعت کو پیدا کر کے جہنم کو پُر کر دے۔ یہاں ظلم سے
مراد اس کی صورت ہے ورنہ اگر کسی بے گناہ کو وہ ڈال دے درحقیقت یہ ظلم نہیں کیونکہ اس نے اپنے ملک میں تقصیری
فرمایا ہے نہ کہ دوسرے کی ملک میں۔ لیکن اللہ تعالیٰ صورتِ ظلم بھی نہیں فرماتا۔

۸۔ یہ اس کا فضل ہے کہ کسی بے گناہ کو دوزخ میں نہیں ڈالے گا۔ مگر بے طاعت کو جنت میں داخل
فرمائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ دوزخ میں ڈالے جاتے ہیں وہ کہے گی اور تمہارا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ رب العزت اس میں اپنا قدم مبارک رکھے گا تو اس کا ایک حصہ دوسرے کے قریب ہو جائے گا اور کہے گی بس بس تیری عزت اور کرم کی قسم، جنت میں وسعت رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک مخلوق پیدا کر کے اسے جنت کے زائد حصے میں ٹھہرائے گا (اور عفت الجنت بالمکارہ والی حدیث انس باب الرقاق میں ذکر ہو چکی ہے۔
(بخاری و مسلم)

۵۴۹ وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ يُلْقَى فِيهَا وَقَوْلُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ حَتَّى يَصْنَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيهَا قَدَمَهُ فَيَنْزَوِي بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ فَيَقُولُ قَطُّ قَطُّ بَعِزَّتِكَ وَكَرَمِكَ وَلَا يَزَالُ فِي الْجَنَّةِ فَضْلٌ حَتَّى يُنْشِئَ اللَّهُ لَهَا خَلْقًا فَيُسْكِنَهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

وَذَكَرَ حَدِيثُ أَنَسٍ حَقَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارَةِ فِي كِتَابِ الرِّقَاقِ -

۱۔ جن وانس

۲۔ وہ پرنہ ہوگی اضافہ کی طلب کرے گی

۳۔ میں پڑ ہو گئی ہوں

۴۔ اس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں

دوسری فصل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے جنت پیدا فرمائی تو جبریل سے فرمایا جاؤ اسے دیکھو انہوں نے جا کر اسے دیکھا اور جو اس کے رہنے والوں کے لیے تیار کیا تھا واپس آکر عرض کیا اے رب! تیری عزت کی قسم! کوئی ایسا نہیں ہوگا جو اس میں داخل نہ ہو جائے۔ پھر اے مشفقوں سے ڈھانپ دیا پھر فرمایا اے جبریل! اسے جا کر دیکھو کہیں گے میں گیا اور دیکھا واپس آکر عرض کرنے لگے اے رب! کرم تیری عزت کی قسم میں تو ڈرتا ہوں کہ مبادا اس میں ایک بھی داخل نہ ہو جب اللہ تعالیٰ نے جہنم پیدا کی تو جبریل سے فرمایا اسے جا کر

۵۴۵. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الْجَنَّةَ قَالَ لِجِبْرِئِيلَ إِذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَذَهَبَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا فَإِلَى مَا أَعَدَّ اللَّهُ لِأَهْلِهَا فِيهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَهَا ثُمَّ حَقَّقَهَا بِالْمَكَارِدِ ثُمَّ قَالَ يَا جِبْرِئِيلُ إِذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَذَهَبَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لَا يَدْخُلَهَا أَحَدٌ قَالَ فَلَمَّا خَلَقَ اللَّهُ النَّارَ قَالَ يَا جِبْرِئِيلُ إِذْهَبْ

دیکھو وہ گئے دیکھا واپس آکر عرض کیا اے میرے رب! تیری عزت کی قسم نہیں سنا جائے گا کہ اس میں ایک شے بھی داخل ہو پس اے خواہشات سے ڈھانپ دیا۔ پھر فرمایا جبریل اب جاؤ دیکھو انھوں نے دیکھا اھا کر عرض کیا اے میرے رب تیری عزت کی قسم میں تو ڈرتا ہوں کہیں ہر کوئی اس میں داخل نہ ہو جائے۔

(ترمذی ، ابوداؤد، نسائی)

فَانْظُرْ إِلَيْهَا قَالَتْ فَذَهَبَ فَتَنَظَّرَ إِلَيْهَا تَوَجَّاهُ فَقَالَ أَيُّ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ فَيَدْخُلُهَا فَحَقَّقَهَا بِاللَّهِ هَوَاتٍ ثُمَّ قَالَ يَا جِبْرِيلُ إِذْهَبْ فَاظْطَرُّ إِلَيْهَا قَالَتْ فَذَهَبَ فَتَنَظَّرَ إِلَيْهَا فَقَالَ أَيُّ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لَا يَبْقَى أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَهَا (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُودَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ)

۱۔ ہم نے اے کس قدر جلیل و لطیف بنایا ہے

۲۔ اس کا مقصد جنت کا حسن و جمال بیان کرنا ہے یعنی جو بھی اس کے بارے میں سنے گا اس میں جانے کی تمنا کرے گا۔

۳۔ وہ چیزیں جن کو طبیعت پر بجالانا مشقت ہو جو شخص اوامر و نواہی پر عمل نہیں کرے گا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

۴۔ مشقتوں سے ڈھانپنے کے بعد۔

۵۔ مقصود احکام شرعیہ پر عمل کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہے کہ جنت کا داخلہ نہایت ہی دشوار ہے۔

۶۔ اس کی ہیبت و رعب کی وجہ سے۔

۷۔ جو چیزیں جن کی طرف نفس مائل ہوتا ہے اور وہ گناہ و معاصی ہیں۔

۸۔ آگ یا خواہشات کو

۹۔ یعنی ان خواہشات کی طرف ہر نفس مائل ہوگا جس کی وجہ سے وہ دوزخ میں جائے گا

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھاتی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے تو اپنے مبارک ہاتھ سے مسجد کے قبلہ کی طرف اشارہ کیا فرمایا ابھی جب میں نے نماز پڑھالی تو جنت و دوزخ اس دیوار کی جانب میں اپنی شکل میں دکھائی گئیں میں نے آج کے دن کی طرح خیر و شر والا جامع دن نہیں دیکھا تھا (البخاری)

۵۴۵۱ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى لَنَا يَوْمَ مَا صَلَّوْهُ ثُمَّ رَفَعَ الْمِنْبَرَ فَأَشَارَ بِيَدِهِ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ قَدْ أَرَيْتُ الْوَنَ مُدْصَلَّتٍ لَكُمْ الصَّلَاةُ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ مُمْتَلَتَيْنِ فِي قِبَلِ هَذَا الْجِدَارِ فَلَوْ أَرَكَا لَيَوْمٍ فِي الْخُسُوفِ وَالشَّرِّ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۱۰ قبل ، قاف کے نیچے زیر باء پر زبر یا پیش ، قاف پر پیش اور باس کن سے مروی ہے اس کے مقابل ہے ۔

۱۱ بہشت کو نہایت خوبصورت اور دوزخ کو نہایت بدصورت دیکھا ہے ۔

۱۲ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جنت و دوزخ اس قدر وسیع ہونے کے باوجود دیوار، پر کیسے متمثل ہوگی اس کا جواب یہ ہے یہ اسی طرح متمثل ہوگی جیسے کوئی باغ یا شہر باوجود اپنی وسعت کے آئینہ یا پانی میں متمثل ہو جاتا ہے اور شے کی تمثیل کے لیے طول و عرض میں شے کے برابر ہونا ضروری نہیں ہوتا اور حدیث سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ جنت و دوزخ کا تمثیل دیوار پر ہوا تھا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ دیوار پر تمثیل ہوا بلکہ فرمایا دیوار کی جانب ہوا تو کہا جاسکتا کہ تمثیل اس طرف ہوا اور وہ کوئی دوسرا جہان تھا۔

بعض روایات میں الفاظ میں رایت الجنة والنار فی عرض هذا الحائط (میں نے جنت و دوزخ کو اس دیوار کی چوڑائی میں دیکھا ہے) تو عرض (عین پر پیش اور باس کن) طرف اور جانب کے معنی میں بھی آتا ہے یہاں اس مذکورہ روایت سے اعتراض کیا جاتا ہے جس کا یہی جواب ہے۔ بعض شارحین نے فرمایا یہ مراد نہیں کہ اس دیوار کی جانب میں نے جنت و دوزخ کو دیکھا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ میں نے اس حال میں جنت و دوزخ دیکھا جس جانب میں تھا تو اب کوئی اشکال نہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

باب بداء الخلق و ذکر الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

۲۵۲۔ خلق کی تخلیق کی ابتداء اور حضرات انبیاء کے تذکرہ کا بیان

مخلوق کی ابتداء کا بیان ہے اور انبیاء کا ذکر کیونکہ انہی کے فدیے دین، ملت، عالم و کائنات کے امور کی اصلاح اور انتظام ہوتا ہے۔ نوع انسان کی ابتداء سیدنا آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ واضح رہے تمام ملتیں حتیٰ کہ مجوسی بھی اس بات کے قائل ہیں کہ عالم حادث ہے یعنی یہ مردم سے وجود میں لایا گیا ہے اور پہلے سوائے اللہ کے کوئی نہ تھا بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس عالم کو پیدا فرمایا۔ اس سلسلہ میں سب سے اعلیٰ مجرّد صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کان اللہ ولو یکین شیی (اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس متقی، اس کے ساتھ اور کوئی نہ تھا) پھر لوح قلم کو پیدا فرمایا کہ دیگر مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے ان کی تقدیر لکھی اس کے بعد عرش، کرسی، آسمان، زمین، فرشتے اور جن و انس پیدا کیے جیسا کہ احادیث میں آیا ہے اور اس پر تمام کا اتفاق ہے کہ اجسام مع صفات حادث ہیں۔ بعض کی رائے یہ ہے

کہ اجسام میں اول مخلوق پانی ہے کیونکہ وہ تمام صورتوں کے قابل ہے۔ جب لطیف ہوتا ہے تو ہوا بنتا ہے اس کے خلاصہ سے آگ پیدا ہوتی، اس کے دھوئیں سے آسمان ہے۔ دھوئیں کا آسمان پر اطلاق قرآن مجید میں موجود ہے۔ اس قول کی نسبت بعض حکماء کی طرف ہے جن کا نام اوثانلس ملطی ہے لیکن شارحین نے فرمایا اس نے یہ قول حضور علیہ السلام کی تعلیمات سے اخذ کیا ہے۔ تورات کے صفحہ اول میں ہے اشد تعالیٰ نے ایک جوہر کو پیدا فرمایا پھر اس میں ہیبت و جلال کے ساتھ نظر فرمائی وہ گچھل کر پانی ہو گیا اس سے بخارات دھوئیں کے مانند اڑے اس سے آسمان پیدا فرمایا، اس پانی پہ جھاگ پیدا ہوئی اس سے زمین پیدا کر دی پھر اس کے بعد پہاڑوں کو گاڑ دیا گیا اس بارے میں لوگوں کی مختلف آراء ہیں لیکن ان امور کو عقل دنیا سے مایا نہیں جاسکتا ہاں وحی سے یا اس سے حاصل شدہ علم سے انھیں حاصل کیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم بحقائق الامور۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھا ایک قوم بنو تمیم کی آپ کی خدمت میں آئی فرمایا بشارت قبول کرو وہ کہنے لگے آپ نے ہمیں بشارتیں تو دے دیں ہم کو تو کچھ دیجیے پھر یمن کے کچھ لوگ آئے حضور نے فرمایا جب بنو تمیم بشارت قبول نہیں کرتے تو تم قبول کر لو، انھوں نے کہا ہم قبول کرتے ہیں۔ ہم آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوئے ہیں کہ دینی علم سیکھیں اور آپ اس چیز کی ابتداء پوچھیں کہ کیا چیز تھی؟ فرمایا اللہ تعالیٰ تھا اور اس سے پہلے کچھ نہ تھا اس کا عرش پانی پہ تھا پھر اس نے آسمان زمین پیدا کیے اور لوح محفوظ میں ہر چیز لکھی۔ پھر میرے پاس ایک شخص آیا کہنے لگا اے عمران! اپنی اوستی بکھڑو وہ جھاگ گئی ہے تو میں اسے ڈھونڈنے چلا گیا اور اللہ کی قسم میری تمنا ہے کہ وہ چلی گئی ہوتی اور میں وہاں سے نہ اٹھتا۔ (بخاری)

۵۴۵۲ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ إِنِّي كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ قَوْمٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ أَقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا بَنِي تَمِيمٍ قَالُوا الْبُشْرَى فَاغْطِنَا فَنَدْخُلَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ أَقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا أَهْلَ الْيَمَنِ إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ قَالُوا قَبْلُنَا جِئْنَاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِي الدِّينِ وَلِنَسْأَلَكَ عَنْ أَدَلِّ هَذَا الْأَمْرِ مَا كَانَ قَالَ كَانَ اللَّهُ وَلَوْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهُ وَكَانَتْ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَكُتِبَ فِي الذِّكْرِ كُلِّ شَيْءٍ ثُمَّ أَتَانِي رَجُلٌ فَقَالَ يَا عِمْرَانُ أَخْبِرْ نَاقَتَكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ فَأَنْطَلَقْتُ أَطْلُبُهَا وَآيُوا اللَّهَ لَوْ دِدْتُ أَنَّهُمَا قَدْ ذَهَبَتْ وَلَوْ أَقْبَرُوا (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۱۔ عمران بن حصین عام پر پیش، صاد پر زبر، مشہور صحابی ہیں، تیس سال بستر پر بیمار پڑے رہے یہ فرشتوں کو دیکھتے اور وہ ان کو سلام کہتے ایک بار انھوں نے داغ کے ذریعہ علاج کروایا تو ملائکہ کا دیکھنا ختم ہو گیا (دوبارہ پھر

شروع ہو گیا تھا۔

۱۷۔ تم ان عقائد و اعمال کو قبول کرو جو دخولِ جنت کا ذریعہ ہیں اور دارین میں کامیابی کی بشارت اور فلاح کا مدار ہیں چونکہ ان کا مطمح نظر دنیا اور اس کا متاع تھا (اس سے اللہ کی پناہ)

۱۸۔ تو انھوں نے کہا ہم نے بشارت سن لی قبول کی مگر ہمیں دنیا کا سامان دو۔

۱۹۔ تحقیق کے بارے میں

۲۰۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ عرش اور پانی کی تخلیق، آسمان و زمین سے پہلے کی ہے اور پانی پر عرش کا معنی یہ ہے کہ ان کے درمیان کوئی شے نہ تھی یہ معنی نہیں کہ عرش بالکل پانی کے اوپر تھا اور اس پانی سے مراد دریا کا پانی بھی نہیں بلکہ اس سے مراد دوسرا پانی ہے جو زیر عرش تھا۔ اس کا تذکرہ باب الایمان بالقدس میں گزر چکا ہے۔

۲۱۔ یا تو حروف ایجا فرماتے یا ملائکہ کو لکھنے کا حکم دیا ظاہر یہی ہے کہ یہ لکھنا عرش کی تخلیق سے پہلے ہے۔

۲۲۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ

۲۳۔ حضرت عمران اپنی اذنی بٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے کسی نے خبر دی کہ اونٹنی بھاگ گئی ہے وہ مجبوری کی وجہ سے اٹھے مگر افسوس کیا کیونکہ صحبت نبوی کے فوائد سے محروم ہو رہے تھے۔

۵۲۵۲ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَامَ رَبُّنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا وَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتَّى حَضَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان کھڑے ہو کر ہمیں مخلوق کی پیدائش کے بارے میں بتانا شروع فرمایا یہاں تک کہ جنتی اپنے منازل پر جنت میں داخل ہو گئے اور جہنمی اپنے ٹھکانوں پر جہنم میں پہنچ گئے، اسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور وہ بھول گیا جو بھول گیا۔ (بخاری)

(رداۃ النجاری)

۲۴۔ وعظ و نصیحت پر مشتمل خطبہ ارشاد فرمایا۔

۲۵۔ مبدء و معاد کے احوال یعنی از ابتدا تا انتہا تمام بیان فرمادیا۔

۲۶۔ حاصل معنی یہ ہے بعض نے یاد رکھا بعض نے بھلا دیا۔

۵۲۵۳ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي فَهُوَ مَكْتُوبٌ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین پیدا کرنے سے پہلے ایک تحریر لکھی کہ میری رحمت میرے غضب سے بڑھ کر ہے پس وہ لکھا ہوا اس کے پاس عرش پر ہے۔ (بخاری و مسلم)

۲۷۔ اس سے مراد آثار رحمت کے ظہور کی کثرت اور اس کا تمام مخلوق کو شامل اور حاصل ہونا ہے۔ رہا غضب تو

وہ کبھی کبھی بعض مقامات پر معرض وجود میں آتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد گرامی ہے اِنَّ عَذَابِيْ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَاءُ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (مہر عذاب اس کو پہنچتا ہے جس کو میں چاہوں گا اور میری رحمت ہر شے سے وسیع ہے)۔

۵۲۵۵ وَعَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُّوْرِ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَّارٍ وَخُلِقَ اٰدَمُ مِنْهَا وَصِفَ لَكَ (رَوَاكُمُ سَلَامٌ)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا اور جنات کو خالص آگ سے، اور آدم کو جس چیز سے پیدا کیا گیا ہے وہ تم سے بیان کر دی گئی ہے (المسلم)

۱۔ قاموس میں ہے نور کا معنی روشنی یا اس کی شعاع ہے، یہاں روشن جو ہر مراد ہے۔ معنی نور پر تفصیلی گفتگو کے لیے اس گفتگو کا مطالعہ ضروری ہے جو مفسرین کرام نے ”اللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالدَّرَجٰتِ“ کے تحت کی ہے۔ امام غزالی نے اپنی کتاب ”مشکوٰۃ الانوار“ میں اس پر بڑی طویل بحث کی ہے۔ ہم نے اس رسالہ کا ترجمہ کرتے ہوئے اس میں اضافات کیے ہیں۔

۲۔ اس کا معنی جن ہے یا جنوں کا باپ جیسا کہ لفظ آدم، بشر کے لیے بولا جاتا ہے۔
۳۔ ایسی آگ جو دھوئیں سے خالی ہو۔ نہایت نعت میں مارج کے معنی مضطرب اور مختلط کے ہیں۔ امام بیضاوی کے بقول مارج دھوئیں سے صاف آگ ہے ”من نار“ کا لفظ اس کا بیان ہے۔ صحاح میں بھی یہی ہے۔ قاموس میں ہے مارج من نار سے ہے دھواں آگ مراد ہے۔ بیضاوی نے بھی فرمایا ہے کہ نور سے مراد روشن جو ہر سے آگ کا حال بھی یہی ہوتا ہے۔ مگر اس میں دھوئیں کی آمیزش ہوتی ہے جب صاف و شفاف ہو محض نور کی طرح ہوتی ہے جب اصل حالت میں ہو تو اس کا نور کچھ جاتا ہے اور وہ صرف دھوئیں کی صورت میں رہ جاتی ہے۔ الغرض فرشتے اور جن کے درمیان یہی فرق ہے۔

۴۔ قرآن مجید میں ہے کہ اے کچھڑے پیدا کیا گیا ہے۔

۵۲۵۶ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا صَوَّرَ اللّٰهُ اٰدَمَ فِي الْجَنَّةِ تَرَكَهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّتْرَكَهُ فَجَعَلَ اَبْلَسًا يُطِيفُ بِهٖ يَنْظُرُ مَا هُوَ فَلَئِنْ رَاكَ اَجُوفَ حَرَفَ اَنْتَ خُلِقَ خَلْقًا لَّا يَتَنَالَكَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے جنت میں حضرت آدم کی صورت بنائی تو جب تک چاہا اسے چھوڑے رکھا۔ ابلیس اس کے پاس یہ دیکھنے کے لیے پھیرے لگاتا کہ وہ کیا ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ اندر سے خالی ہے تو جان گیا یہ ایسی مخلوق پیدا کی ہے جس کو اپنے آپ پر قابو نہیں ہوگا (المسلم)

(رَوَاكُمُ سَلَامٌ)

اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم کی خلقت و صورت جنت میں بنائی گئی۔ حالانکہ اس بارے میں دیگر احادیث میں ہے کہ ان کی خلقت وادی نعمان جو کہ مکہ معظمہ کے درمیان ہے) میں ہوئی۔ تسویر اور تخریج کے بعد جنت میں لے جایا گیا۔ لہذا مذکورہ حدیث میں ذکر جنت عاقبت اور انجام کے حوالے سے ہوگا امام تورشہتی فرماتے ہیں گمان یہ ہے کہ یہاں جنت کا ذکر راوی کا سہو ہے۔

۱۰ صراح میں ہے اطاعت کا معنی کسی چیز کے لیے نیچے آنا اور اس کے لیے نزدیک ہونا ہے

۱۱ اس کا حل کیا ہے اس کی ترکیب کیسی ہے؟

۱۲ یہ بھوک اور شہوات کی وجہ سے اپنے اوپر کنٹرول نہ کر سکے گا لہذا ابلیس خوش ہوا اور اسے گمراہ کرنے کے لیے کمر بستہ ہو گیا۔

۵۴۵۷ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ النَّبِيُّ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً بِالْقُدُومِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم نبی نے قدم کے مقام پر اسی سال کی عمر میں ختنہ فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

۱۳ قدم، قاف پر زبر، دال مخفف بمعنی تیشہ۔ اگر دال مشد ہو تو ملک شام میں جگہ کا نام ہے۔ محقر نہایت ہی ہے خواہ دال مخفف ہو یا مشد و جگہ کا ہی نام ہے۔ بعض نے کہا دونوں صورتوں میں بمعنی تیشہ ہے۔ شیخ تورشہتی لکھتے ہیں لفظ قدم میں دال مخفف ہے اور شام میں مقام کا نام ہے۔ بعض محدثین نے دال کو مشد پر حاب ہے۔ مگر وہ غلط ہے۔ بعض لوگوں نے یہ توجہ یہ کی ہے کہ اس قدم سے ختنہ کیا جس سے کھڑکی کو چھیدا جاتا ہے لیکن یہ غلط ہے اکثر کا گمان یہ ہے کہ اس لفظ میں دال مشد ہے۔

۱۴ دوسری روایت میں ایک حدیث ہے۔

۵۴۵۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَكْذِبُ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ ثِنْتَيْنِ مِنْهُنَّ فِي ذَاتِ اللَّهِ قَوْلُهُ إِنِّي سَقِيمٌ وَقَوْلُهُ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا وَقَالَ بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَسَارَةٌ إِذْ آتَى عَلَى جَبَّارٍ مِنَ الْجَبَّارَةِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ هَهُنَا رَجُلًا مَعَهُ امْرَأَةٌ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ فَأَرْسَلْ إِلَيْهِ فَسَأَلَهُ عَنْهَا مِنْ هَذِهِ قَالَ أُحْتِي فَاَتَى سَارَةً فَقَالَ لَهَا إِنَّ هَذَا الْجَبَّارَ

اور انھی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم نے بیعت نہیں کیا سوائے تین چیزوں کے۔ ان میں سے دو اللہ تعالیٰ کی ذات میں تھے۔ میں بیمار ہوں اور آپ کا کہنا بلکہ یہ کام ان کے بڑے نے کیا اور فرمایا ایک دن وہ اور حضرت سیدہ ہجرت کے سفر میں تھے کہ ظالمین میں سے ایک ظالم پر گزرے اسے اطلاع دی گئی کہ یہاں ایک شخص ہے جس کے ساتھ ایک خاتون ہے لوگوں میں حسین ترین۔ اس نے آپ کو بلوایا اور سارہ کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہیں آپ نے فرمایا

اِنْ يَّعْلَمَنَّ اَنْتَ اَمْدًا فِىْ يَغْلِبُنِىْ عَلَيْكَ
فَاِنْ سَأَلْتِ فَاَخْبِرِيْهِ اِنَّكَ اُخْتِىْ
فَاِنَّكَ اُخْتِىْ فِى الدِّسْلَامِ لَيْسَ عَلَى وَجْهِ
الْاَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِىْ وَغَيْرُكَ فَادُسِّلَ
اِلَيْهَا فَاْتِىَ بِهَا قَامَ اِبْرَاهِيْمُ يُصَلِّىْ
قَلَمًا دَخَلَتْ ذَهَبَ يَتَنَّا وَلَهَا بِيَدِهَا
فَاُخِذَ وَيُرْوَى فَعُظُّهَا رَكَضَ بِرَجُلِهِ
فَقَالَ اُدْعِ اللّٰهَ لِىْ وَلَا اَضْرُكْ فَدَعَتِ
اللّٰهَ فَاُطْلِقْ ثُمَّ تَنَّا وَلَهَا الثَّانِيَةَ
فَاُخِذَ مِثْلُهَا اَوْ اَسَدٌ فَقَالَ اُدْعِ اللّٰهَ
لِىْ وَلَا اَضْرُكْ فَدَعَتِ اللّٰهَ فَاُطْلِقْ فَدَعَا
بَعْضَ حَاجَبَتِهِ فَقَالَ اِنَّكَ لَمَوْ تَأْتِى
بِالنَّاسِ اِنَّمَا اَتَيْتَنِىْ بِشَيْطَانٍ فَاُخِذَهَا
هَاجِرًا فَاتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّىْ فَاَوْفَا
بِيَدِهَا فَهَيَّجَتْ قَالَتْ رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ
فِى نَحْرِهِ وَاُخِذَ هَاجِرًا قَالَ اَبُو هُرَيْرَةَ
تِلْكَ اُمُّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

میری بہن ہیں۔ پھر آپ سارہ کے پاس آئے۔ ان
سے فرمایا کہ یہ ظالم اگر جان لے گا کہ تم میری بیوی ہو تو یہ
تمہارے متعلق مجھ پر فہم کرے گا اگر وہ تجھ سے پوچھے
تو اسے بتانا کہ تم میری بہن ہو کیونکہ تم میری اسلامی بہن
ہو۔ روئے زمین پر میرے اور تمہارے سوا کوئی مومن نہیں
ہے۔ پھر اس نے سارہ کو بلوایا آپ کو وہاں پہنچا دیا گیا
جناب ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے جب
آپ اس کے پاس گئیں وہ اپنے ہاتھ سے آپ کو پکڑنے لگا
وہ خود پکڑا گیا۔ روایت میں ہے کہ وہ خڑا لگے بیٹے لگا حتیٰ کہ
اس کے پاؤں اتر گئے۔ بولا اللہ سے دعا کر دیں تم کو
نقصان نہ دوں گا۔ سارہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، وہ
چھٹ دیا گیا پھر دوبارہ پکڑنا چاہا اسی طرح پکڑا گیا اور زیادہ
سخت، پھر اس نے آپ کو کہا میرے لیے اللہ تعالیٰ سے
دعا کرو میں تم کو تکلیف نہیں دوں گا تو اللہ سے دعا کی وہ
کھول دیا گیا۔ پھر اس نے جناب سارہ کو سہ بارہ پکڑنا
چاہا تو پہلے سے بھی زیادہ سخت پکڑا گیا۔ بولا اللہ سے
میرے لیے دعا کر دیں میں تمہیں تکلیف نہ دوں گا۔ سارہ
نے اللہ سے دعا کی تو اسے کھول دیا گیا۔ پھر اس نے
اپنے بعض سپاہیوں کو بلایا اور کہا تم میرے پاس انسان
نہیں لائے شیطان لائے ہو۔ چنانچہ انھیں بی بی ہاجرہ
خادمہ دیں۔ آپ حضرت ابراہیم کے پاس آئیں۔ آپ کھڑے
نماز پڑھ رہے تھے۔ اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ کیسے
گزی۔ انھیں اللہ نے کافر کا کمر اس کے سینے میں لٹا دیا
اور ہاجرہ خادمہ عطا ہوئی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
نے فرمایا اے آسمانی پانی کے بچو یہ تمہاری ماں ہے۔

اسے یہ ظاہر کے اعتبار سے بے وزن مفقود کے اعتبار سے یہ تمام بیچ تھے۔ رہا چھوٹے ہذا آرتی (یہ میرا
رب ہے) کا معاملہ تو آپ کے بچپن کا معاملہ ہے جب مکلف نہ تھے یوں ہی منقول ہے۔ کذب بات، کاف اور زال پر زبر

کذب کی جمع ہے جیسے رکعت کی جمع رکعات ہے۔ کاف پر زبر اور ذال ساکن سے بھی پڑھا گیا ہے۔
 ۱۲ اس میں کوئی ذاتی نفع مقصود نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور اس کی رضا کی طلب کے لیے تھا۔ اور مقصود
 اللہ تعالیٰ کی توحید اور تنزیہ تھا۔ تیسرے ہذا اختی (یہ میری بہن ہے) میں بھی اگرچہ رضا الہی مقصود ہے۔ مگر اس
 میں ذاتی نفع بھی ہے۔ بعض شارحین کہتے ہیں ذات اللہ سے مراد قرآن ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اس
 کی ذات سے قائم ہے۔

۱۳ ان میں سے ایک یہ ہے کہ میں بیمار ہوں۔ یہ آپ کا ارشاد گرامی اس وقت کا ہے جب قوم نے آپ
 سے کہا ہمارے ساتھ میلہ میں شرکت کے لیے چلیں تو آپ نے یہ غدر پیش کیا میں بیمار ہوں۔ بظاہر یہ کذب محسوس ہوتا
 ہے کیونکہ آپ بیمار نہ تھے حالانکہ آپ کا مقصد فی الجملہ کسی دور میں بیمار ہونا تھا۔ الفاظ سے ان لوگوں نے آپ کی فی الحال
 بیمار ہونا محسوس کر لیا۔ بعض شارحین نے بیان کیا آپ نے علوم نجوم کی وجہ سے ان کو دہم میں ڈالا کہ میں بیمار ہو جاؤں گا۔
 جیسا کہ آیت مبارکہ کے سیاق سے واضح ہے یا اس کا مفہوم یہ ہے کہ تمہارے کفر کی وجہ تمہارا دل بیمار اور متغیر ہے۔ اگر صحت کا
 معنی یہ ہو کہ تمام قوی اور ان سے اعمال کا صدور سلاستی سے ہو اور اس کی ضد بیماری ہو تو پھر بھی کوئی آدمی بیماری سے خالی
 نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اب وہی صحت مند ہو گا جو تمام اعتبار سے معتدل ہو حالانکہ یہ نادر بلکہ معدوم ہے۔

اس فقیر ضعیف کو صاحب عالی مقام شاہ ابوالعالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی مجالس سے شرکت سے غصہ پیش کرنے
 کے لیے بطور نصیحت فرمایا۔ اگر لوگ پریشان کریں اور تقریر وغیرہ کا مطالبہ کریں تو اس کے لیے ابوالملت حضرت خلیل الرحمن علیہ
 السلام کا یہ فرمان کافی ہے۔ میں بیمار ہوں پھر اٹھوں نے اپنے شعر میں فرمایا

اگر ترا بتا شائے عید خود
 خلیل دار جوابی بگو کہ بیمارم

(اگر لوگ اپنے تمہارا وسیلہ یہ شرکت کا کہیں تو جواب میں حضرت خلیل علیہ السلام کا جواب کہ میں بیمار ہوں)
 ۱۴ یہ دوسرا قول ہے، جب میلہ پہنچانے کے بعد آپ نے ان کے بت توڑنے کو واپسی پر انہوں نے ان کو آپ
 سے پوچھا یہ کام تم نے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ان کے بڑے نے کیا ہے۔ یہ بات بھی سچی ہے اور اس کی تائید یہ
 ہے کہ ان تمام کو توڑنے کی وجہ یہ بڑا ہے جس کی وجہ سے مجھے غصہ آیا یا یہ اس بات پر تعجب ہے کہ جب اپنے آپ
 کو نقصان پہنچانے سے نہیں بچا سکتے تو یہ پوجا کے لائق کیسے ہو گئے۔

۱۵ یہ تیسرے قول کا بیان ہے، یہ سفر و ہجرت شام کی طرف تھا۔

۱۶ اس کا نام صادق بن صادق بن صادق ہے اور یہ قطبی تھا۔

۱۷ یہ بظاہر کذب ہے مگر اس کی توجیہ آہی ہے۔

۱۸ اور انہیں اس شریعہ سے محفوظ رکھنے کا طریقہ بتایا۔

۱۹ یعنی یہ نیت کر کے کہنا اور یہ بات درست ہے۔

۲۰ یہ بیان واقع ہے کیونکہ اس وقت کوئی دوسرا ایمان نہ لایا تھا۔ (حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا آپ کی چچا زاد ہمشیرہ تھیں اور یہ آپ کے ارشاد ہذا اُختی کی دوسری توجہ ہے۔ شاید سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا بہن فرنا اس جہت شرف اور نسب کی وجہ سے ہے۔

سوال: آپ نے یہ کیوں نہ فرمایا یہ میری بیوی ہے کیونکہ بیوی کو کم پھینا جاتا ہے۔ باقی ظالم کو اس سے کیا عرصہ خاتون بیوی ہو یا بہن؟

جواب:۔ اس ظالم کی عادت یہ تھی کہ وہ بیوی پھینتا تھا نہ کہ بہن کو۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ مجوسی تھا اور دین مجوسی میں بہن کے ساتھ بھائی کا نکاح کرنا دوسروں سے اولیٰ ہے۔ اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے دین کا سہارا لیا۔ حالانکہ اس نے اپنے دین کا خیال نہ کرتے ہوئے آپ کو گرفتار کرنے کا ارادہ کر لیا۔

سوال:۔ دین مجوس تو زردشت سے آیا ہے اور اس کا وجود حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد ہے۔

جواب:۔ دین مجوس تو قدیم ہے مگر زردشت نے اس میں اور خرافات کا اضافہ کیا

۱۱۔ بارگاہِ خداوندی میں دعا اور مناجات کرنے لگ گئے تاکہ اللہ تعالیٰ اس پر لیشانی سے نجات عطا فرمائے جیسے کہ مقربانِ بارگاہِ الہی کا طریقہ ہے۔ خود ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ یہی ہے۔

۱۲۔ اخذ، مجہول کا صیغہ ہے یعنی اسے قدرتِ الہی سے باز رکھا گیا اور حضرت سارہ کی حفاظت کر دی گئی یا معنی یہ ہے وہ گناہ میں پکڑا گیا اور اس پر عتاب ہوا یا وہ بے ہوش ہو گیا۔ اس لفظ کی یہ تین مذکورہ تفسیریں ہیں۔ ایک روایت میں یہ لفظ تشدید سے ہے جو تاخیر سے شتق ہے جس کا معنی کسی کے دل کو فریب یا جادو وغیرہ سے گرفتار کر لینا جیسا کہ جادو کرتے ہیں اگر فہم کے ساتھ ہو۔ تو اس کا معنی جادو گر کا فریب ہے۔

۱۳۔ غلط، فتن پر پیش، طاعشہ، مجہول کا صیغہ ہے، اس کا گلا پکڑا گیا اور اس طرح اس کا آواز آنے لگی جیسے سونے والا خرابے لیتا ہے جسے غلط سے تعبیر کرتے ہیں۔

۱۴۔ اس طرح زمین پر پاؤں مارنے لگا جیسے کسی کو جادو کر لیا گیا ہو یا جن نے پکڑ رکھا ہو۔

۱۵۔ حضرت سارہ سے کہنے لگا۔

۱۶۔ جبکہ، عا اور باء اور جیم تین پر زبر، حاجب کی جمع ہے جیسے کہ طالب کی جمع طلبہ ہے

۱۷۔ ہر سرکش کو شیطان کہا جاتا ہے خواہ جن ہو یا انس (کنزانی القاموس) امام طیبی کہتے ہیں یہاں جن مراد ہے اور یہ قوم جنات سے بہت ڈرتی تھی

۱۸۔ ہاجرہ، جیم پر زبر، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں۔ حضرت سارہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کوئی اولاد نہ تھی۔ حضرت سارہ نے حضرت ہاجرہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس امید پر سپرد کر دیا شاید ان سے بیٹے ہو

۱۹۔ وہ سرزمین مراد ہے جہاں آپ تشریف فرما تھے۔

۲۰۔ بلکہ اس کی عادت یہ تھی کہ شوہر کو قتل کروا دیتا جب عورت بے سہارا ہو جاتی تو وہ خود ان کے قابو میں آجاتی۔ (مولوی امیر علی مرحوم)

تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ اس وقت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک سو سال تھی۔ اس کے بعد حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے۔

۱۹ مہیم، مہیم پر زبر، ماء ساکن یا پھر زبر، ماء حقه کے ساتھ اشارہ سے پوچھا کیسے گزری؟
۲۰ اس کی بدینتی اس کی طرف لوٹا دی گئی جسے محفوظ کر لیا گیا۔

۲۱ یہ خطاب تمام اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ہے۔ آسمانی پانی سے تعبیر کرنے کی وجہ ان کی طہارت، طہارت میں اس کی مثال دی جاتی ہے کہا جاتا ہے کہ فلاں آسمانی پانی سے بھی زیادہ پاک ہے۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ اس طرف اشارہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی وجہ سے آب زمزم کا چشمہ رواں ہوا اور اس کا پانی آسمانِ قدس و طہارت سے نازل ہوا اور سرور فیض جو زمین میں پھیل رہا ہے اللہ تعالیٰ اسے آسمان سے نازل فرماتا ہے۔
بعض شارحین کی یہ رائے ہے کہ یہ خطاب انصار کو ہے کیونکہ یہ عامر بن حارثہ ازدی کی اولاد کی اولاد میں ان کا لقب "ماء السماء" ہے۔ کیونکہ ان کی قوم اس کے سبب بارش طلب کیا کرتی تھی۔ بعض نے کہا اس سے مراد عرب میں ان کا نام اس وجہ سے ہے کہ وہ جہاں جہاں بارش ہوتی وہاں فصل اگاتے۔ اگرچہ تمام عرب اولاد حضرت ابراہیم سے نہیں مگر تغلیبا کہہ دیا گیا اور اولاد اسماعیل کو شرف کے طور پر علیہ سے دیا گیا۔ بعض محدثین کی رائے یہ ہے کہ یہ بطور مشہور محاورہ کہہ دیا گیا کہ تمام عرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں۔

۵۲۵۹ وَعَمَّهٖ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّاقِ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ رَبِّ أِنِّي كَيْفَ تَجْعَلُ الْمَوْتَى وَيَجْعَلُ اللَّهُ لَوْطًا لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ وَكَوَلَبْتُ فِي السَّجْنِ طُولَ مَا لَيْتَ يُوسُفُ لَوْ جِئْتُ الدَّاعِيَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اور انھی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم حضرت ابراہیم سے زیادہ شک کے حقدار ہیں جبکہ انھوں نے عرض کیا یا رب! مجھے دکھاؤ تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا اور اللہ لوٹ پرچم فرمائے وہ تو بڑے مضبوط پائے کی طرف پناہ لیے ہوئے اور اگر میں اتنی دراز مدت ٹھہرتا جتنا یوسف ٹھہرے تو بولنے والے کی بات قبول کر لیتا۔ (بخاری و مسلم)

۲۲ اس حدیث کا پس منظر یہ ہے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی قُلْ اُولَئِكَ زُومِنُ قَالَ بَلَىٰ وَاَلَيْسَ لِيْطْمَئِنَّ قَلْبِي (اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تم ایمان نہیں رکھتے، حضرت ابراہیم نے عرض کیا کیوں نہیں بلکہ میرے دل کے اطمینان کے لیے) بعض صحابہ نے اس پر یہ بات کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شک ہوا لیکن ہمارے آقا علیہ السلام کا معاملہ ایسا نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم شک کے زیادہ حق دار ہیں لہذا ہر اس عبادت سے محسوس ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم اور آپ کو شک تھا حالانکہ یہ امر محال ہے کیونکہ حضرات انبیاء و صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کو ایسا شک کیسے عارض ہو سکتا ہے جبکہ وہ سب سے پہلے صاحب ایمان و یقین ہوتے ہیں لہذا اب معنی یہ ہوگا کہ اگر شک حضرت ابراہیم کو لاحق ہو سکتا ہوتا تو ہمیں بھی لاحق ہوتا اور تم جانتے ہو وہاں شک نہ تھا لہذا ہمیں بھی عارض نہ ہوگا۔ کیونکہ ہم بھی انکی

طرح ہی ہیں اور ان کا سوال علم الیقین سے عین الیقین حاصل کرنا تھا جسے اطمینان قلب سے تعبیر کیا جاتا ہے یا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم سے کہا میرا رب موت دیتا ہے اور زندہ کرتا ہے تو یہ بھی عرض کیا کہ زندہ کر کے عملاً انہیں دکھایا جائے تاکہ دلیل پر عملی مشاہدہ ہو سکے۔ لیکن یہاں اشکال ہے کہ اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ترجیح دی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے یہ بات بطور تواضع فرمائی ہے یا اس وقت کی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی بتایا گیا آپ تمام اولاد کے سربراہ ہیں۔ یہی توجہ اس حدیث کی ہے جس میں اشارہ ہے کہ دیگر انبیاء پر فضیلت نہ دی جائے جیسے کہ فرمایا مجھے یونس علیہ السلام پر فضیلت نہ دو۔

۲۔ ہر شے کے قوی حصہ کو رکن کہا جاتا ہے۔ پس منظر یہ ہے کہ جب فرشتے انسانی شکل میں حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے اور ان کی قوم ان پر کود پڑی تو انہوں نے فرمایا **لَوْ اَنَّ لٰی بِکُمْ قُوَّةٌ** (کاش میرے پاس تمہارے لیے قوت ہوتی) اور میں تمہیں روک سکتا۔ اداوی الی رکن شدید یا میں کسی قوم قوی کی پناہ میں ہوتا جس کی وجہ سے میں تمہیں روک دیتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر رحمت کی دعا کی۔ اس لیے کہ وہ لوگوں کی پناہ کو مضبوط کر رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت سب سے بڑھ کر مضبوط ہے۔ عربوں کا محاورہ ہے جب وہ دیکھتے کہ کسی نے ایسا کام کیا جو نہیں کرنا چاہیے تھا تو وہ رحم کی دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادے۔ حضرت لوط علیہ السلام کے قول کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ذکر کرنا اس طرف اشارہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول بھی بغیر تقصیر اور عدم توجہ کے نہیں ہے۔

۳۔ حیل میں

۴۔ جو بادشاہ کی طرف سے پیش کش کی تھی۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نو سال تک جیل میں رہے بادشاہ وقت نے جب آپ کو یہ پیش کش کی کہ آپ کو جیل سے رہائی دے کر اپنا مقرب بنانا چاہتا ہوں تو انہوں نے اسے قبول کرتے ہوئے یہ شرط لگائی کہ پہلے اس بات کی تحقیق کی جائے کہ خواتین کا معاملہ درست تھا یا غلط۔ اس کے بعد رہائی کے بارے میں سوچا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ہم اتنی طویل مدت جیل میں رہتے اور اب رہائی کی پیش کش ہوتی تو ہم برائے تحقیق توقف نہ کرتے بلکہ پیش کش کو قبول فرما لیتے۔ بعض شراحین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مقدمہ گفتگو کو حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر قناعت اور استقامت کی تعریف پر محمول کیا کہ اس سے بڑھ کر استقامت نہیں ہو سکتی۔ اگر وہاں ہم بھی ہوتے تو رہائی میں جلدی کر لیتے۔ تو اس صورت میں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تواضع کا اظہار ہو گا۔ ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی استقامت تو تمام اولو العزم رسل سے بھی اعلیٰ اور افضل ہے۔ بعض نے کہا یہ سیدنا یوسف علیہ السلام کی تقصیر کی طرف اشارہ ہے کہ انہوں نے رہائی میں جلدی کیوں نہ کی۔ حالانکہ ان کا ان لوگوں میں آنا ان کی ہدایت کا سبب تھا بلکہ وہ ان کی طرف مبعوث تھے۔ یہی وجہ ہے انہوں نے جیل میں توحید کی دعوت دی۔ **يَا صَاحِبِ السِّجْنِ اَرَا بَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ** (اے میرے جیل کے ساتھیو! کیا زیادہ رب بہتر ہوتے ہیں یا ایک ہی رب بہتر ہے جو تمام ضروریات مخلوق پورا کرنے پر قادر ہو) لہذا

انھیں فی الفور ماتی کی پیش کش کو قبول کر کے باہر آ جانا چاہیے تھا اور اپنے نفس کی برادرت کے لیے توقف نہیں کرنا چاہیے تھا (کذا قبل)۔ لیکن یہ گفتگو عمل نظر ہے۔ کیونکہ ان کے نفس کی برادرت ان کی دعوت و تبلیغ کے مؤثر ہونے میں نہایت ہی مفید تھی۔ واللہ اعلم۔

۵۴۶۰ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مُوسَى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سَتِيرًا لَوْ يُرَى مِنْ جِلْدِهِ شَيْءٌ اسْتَحْيَاءً فَإِذَا هُوَ مِنْ إِذَا هُوَ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقَالُوا مَا لَسْتَ هَذَا التَّسْتَرُ إِلَّا مِنْ حَيْبٍ بِجِلْدِهِ إِمَّا بَرَصٌ أَوْ أَدْرَةٌ فَإِنَّ اللَّهَ أَرَادَ أَنْ يَبْرَعَهُ فَخَلَدَ يَوْمًا وَحْدَهُ لِيَغْسِلَ قَوْضَعَهُ تَوْبَةً عَلَى حَجَرٍ فَقَرَأَ الْحَجَرُ بِتَوْبِهِ وَجَمَعَ مُوسَى فِي أَثَرِهِ يَقُولُ تَوْبِي يَا حَجَرُ تَوْبِي يَا حَجَرُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَلَأَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَرَأَوْهُ عُرْيَانًا أَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فَقَالُوا وَاللَّهِ مَا يَمُوسَى مِنْ بَاسٍ وَآخَذَ تَوْبَةً فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا قَوْلًا إِنَّ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا قَوْلًا إِنَّ بِالْحَجَرِ كَنْدًا مِنْ أَثَرِ ضَرْبِهِ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا - (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ حی، حاد پر زبر، یاء کے نیچے زیر۔

۲۔ ستیر، سین پر زبر یا زیر، تاو مشدود، یاد ساکن، بہت زیادہ بدن کو ڈھانپنے والا جب باقی بدن کا اتنا خیال رکھتے تو جان بیکم پردہ اور شرمگاہ کے ڈھانپنے کا عالم کیا ہوگا، صراح میں ہے کہ پاکیزہ مرد کو رمل ستیر اور پاکیزہ خاتون کو جاریہ ستیرہ کسا جاتا ہے۔

۳۔ اس قدر پردہ میں مبالغہ۔

۴۔ برص۔ باء پر زبر۔

۵۔ آدرۃ، ہمزہ پر پیش، وال ساکن۔

۶۔ لوگوں پر واضح ہو جائے، ان میں ہرگز کوئی عیب نہیں۔

۷۔ یہاں سے بغیر کپڑے کے غسل کرنے کا جواز نکلتا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس فعل میں یہ حکمت تھی

اور انھی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ بہت شرمیلے پردہ دار تھے۔ ان کے ظاہری جسم کا کوئی حصہ کھانا نہ جاتا تھا۔ شرم کی وجہ سے تو انھیں بنی اسرائیل میں سے جس نے ایذا پہنچائی اس نے ایذا پہنچائی کہ انھوں نے کہا اس قدر پردہ کسی کمال کے عیب کی وجہ سے ہی ہے یا انھیوں کا ورم، اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کو بری کر دے تو ایک دن وہ اکیلے تنہائی میں غسل کے لیے گئے اپنے کپڑے پتھر پر لکھ دیے۔ پتھر آپ کے کپڑے لے کر بھاگ اٹھا موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے یہ کہتے ہوئے دوڑے لے پتھر میرے کپڑے۔ حتیٰ کہ اسرائیلیوں کی ایک جماعت تک پہنچ گئے انھوں نے آپ کو برہنہ دیکھا کہ آپ اللہ کی مخلوق میں سے سب سے بہتر ہیں۔ وہ بولے اللہ کی قسم موسیٰ میں کوئی خرابی نہیں اپنے کپڑے لیے اور پتھر کو مارنے لگے۔ رب کی قسم آپ کے مارنے سے پتھر میں توں پھار یا پانچ نشانات ہیں (بخاری و مسلم)

کہ ان کے عیب و نقصان سے میرا ہونا ثابت کرنا تھا۔

۱۵ مجموع، جمیم پر پیش، مہاگنا، اثر، ہمزہ کے نیچے زیر، ثاء پر فتح نشان

۱۶ اس عیب سے میرا پایا جس کی نسبت وہ آپ کی طرف کرتے تھے۔

۱۷ یہاں سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو ہر اس عیب و نقص سے پاک رکھتا ہے جس کی وجہ سے بے عقل و شعور اور منکرین طعن کر سکتے ہوں تاکہ وہ ان سے منزہ اور میرا ہونے کی وجہ سے معزز و مکرم ہوں۔

۱۸ ندب، نون اور دال دونوں پر زبر، زخم کا وہ نشان جو کھال سے بلند نہ ہو، اثر ضرب کو اثر جراحات سے تشبیہ دی گئی ہے۔

۱۹ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے جس کا ظہور بوقت مصلحت ہوا۔

۲۰ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَيُّوبُ يُعْتَسِلُ عُرْيَانًا فَخَرَّ

عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ أَيُّوبُ يَحِثِّي

فِي ثَوْبٍ فَنَادَاهُ رَبُّهُ يَا أَيُّوبُ أَلَمْ أَفْتِنِكَ

عَمَّا تَرَى قَالَ بَلَى وَعَذْرَتِكَ وَلَكِنْ لَا غِنَى

لِي مِنْ بَرَكَتِكَ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

اور انھی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ایک دفعہ ایوب برہنہ غسل کر رہے تھے ان

ان پر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں وہ انھیں سمیٹنے لگے۔ ان

کے رب نے فرمایا اے ایوب جو تم دیکھ رہے ہو کیا میں نے

تھیں اس سے بے نیاز نہیں کر دیا۔ عرض گزار ہوئے خدا کی

قسم کیوں نہیں، لیکن میں تیری برکت سے بے نیاز نہیں

ہو سکتا۔ (البخاری)

۲۱ اس مرض سے صحت پانے کے بعد جس میں کافی عرصہ مبتلا رہے۔

۲۲ اپنے کپڑے میں

۲۳ کیا میں نے تمھیں اس قدر عطا نہیں فرمایا کہ اب یہ سمیٹنے کی ضرورت ہی نہیں

۲۴ بے شک تیرا کرم مجھ پر بہت ہے مگر نعمتوں کے اضافہ سے میں بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

اس سے معلوم ہو گیا کہ آپ نے سونے کو حصص و لالچ یا کثرت مال کی وجہ سے جمع نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے انعام

سے لذت حاصل کرنے کے لیے یہ عمل کیا۔

۲۵ وَعَنْهُ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفَى

مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِينَ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ وَالَّذِي

اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْعَالَمِينَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ

يَدَهُ عِنْدَ ذَلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُودِيِّ فَذَهَبَ

الْيَهُودِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَبَّرَهُ

۲۶ اور انھی سے مروی ہے ایک مسلمان اور یہودی کے

کے درمیان لڑائی ہو گئی۔ مسلمان نے کہا قسم ہے اس

ذات کی جس نے محمد کو تمام جہانوں پر چنا۔ یہودی نے کہا

قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ کو تمام جہانوں پر چنا

اس پر مسلمان نے دست درازی کی اور اس کے منہ پر پھینٹ

مار دیا۔ یہودی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں

علیہ السلام بھی ان میں سے ہوں۔

۸۵ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن دیار کے لیے عرض کیا، اس سے انھیں منع کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر تھلی کا اظہار فرمایا جس کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔ روزِ قیامت اس بے ہوشی کا بدلہ اس ہوش کے ساتھ دیا گیا۔

۸۹ جب یہ ان کی فضیلت ثابت ہے تو تم نے مجھے ان پر کیوں فضیلت دی، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع ہے اور یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت جزئی بھی ہو سکتی ہے اودہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کلی کے منافی نہیں یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو اپنی افیضیت آگاہ کرنے سے پہلے کی ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہوا۔ اس کے علاوہ اور وجوہ بھی ہو سکتی ہیں۔ واضح رہے اس بے ہوشی سے مراد وہ نہیں جو قیامت کے دن صور بھونکنے کی وجہ سے ہوگی کیونکہ اس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کہاں ہوں گے کہ ان پر بے ہوشی طاری ہو۔ اس صغہ سے مراد قیامت کے دن اٹھنے کا وقت ہے کہ تمام لوگ بے ہوش ہوں گے پھر افاقہ ہوگا۔ اس

موقع پر فرمایا جب مجھے افاقہ ہو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام مجھ سے پہلے عرش کا پایا پکڑے ہوں گے اور اذمن مشاء اللہ سے جو استثناء ہے وہ بھی قبل از بعث ہے۔ جیسا کہ اس حدیث سے آیت کی تفسیر بتا دی ہے۔

۹۰ متی، میم پر زبر اور تاشد اور مفتوح حضرت یونس علیہ السلام کے والد گرامی، القاموس شرح ابن الملک میں جامع الاصول سے منقول ہے کہ یہ ان کی والدہ ماجدہ کا نام ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کا خصوصاً ذکر کی وجہ یہ ہے کہ اولوا العزم رسولوں میں سے نہیں کیونکہ وہ قوم سے ناراض ہو کر چلے گئے اور کشتی میں سوار ہو گئے (الفقہ)

۹۱ لا تفصلوا، صمد کے ساتھ بھی منقول ہے، اس نہی کا محل یا تو قبل از وحی بہ تفصیل ہے یا مراد یہ ہے کہ اصل

نبوت میں فضیلت نہیں یا اس طرح کی فضیلت کہ اس سے دوسرے کی تحقیر کا پہلو نکلتا ہو۔

۵۳۶۳ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ إِنِّي خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَثَّى فَمَنْ قَالَهُ فَقَدْ كَذَبَ خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَثَّى فَقَدْ كَذَبَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندے کو یہ لائق نہیں کہ کہے کہ میں یونس بن متی سے افضل ہوں۔ (بخاری و مسلم) بخاری کی روایت میں ہے فرمایا جو کہے کہ میں یونس بن متی علیہ السلام سے افضل ہوں اس نے جھوٹ بولا۔

۹۲ اس عبارت میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ مجھے حضرت یونس سے بہتر نہ کہو، اس طریقہ پر جو پہلے معلوم ہو چکا ہے دوسرے یہ کہ کوئی اپنے آپ کو حضرت یونس سے افضل نہ کہے کیونکہ اگرچہ وہ اولوا العزم رسولوں میں شامل نہیں مگر ان کے مرتبہ کو کوئی ولی نہیں پہنچ سکتا۔ منقول ہے کہ حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور میں ایک شیخ نے محمد کو حضرت یونس علیہ السلام پر فضیلت دی اور کہا میں ان سے افضل ہوں اور میرا مقام ان سے بلند ہے حضرت

غوث الثقلین رضی اللہ عنہ غصہ میں آئے آپ کے دست اقدس میں تکیہ تھا اس کی جانب دسے مارا اس کے دل اور سینہ پر لگا اور وہ وہیں ہلاک ہو گیا۔

۱۲ اگر دوسرا معنی لیا گیا تو کذب کا معنی کفر ہو گا کیونکہ جو اپنے آپ کو کسی پیغمبر سے افضل سمجھے اس کے کافر ہونے پر اتفاق ہے۔

۵۴۶۴ وَعَنْ أَبِي ابْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْغَاوِمَ الَّذِينَ قَتَلُوا الرَّحْمَنَ طَبَعَ كَأْسُ الْوَعَّاشِ لَدَرَّعَتْ أَبْوَابُ طُغْيَانًا وَكُفْرًا (رُتَّبَقَ عَلَيْهِ)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لڑکا جسے خضر نے قتل کیا وہ کافر پیدا ہوا تھا اگر وہ زندہ رہتا تو اپنے ماں باپ کو سرکش اور کفر سے سرکش کر دیتا۔ (بخاری و مسلم)

۱۳ یعنی تقدیر الہی میں ہے کہ اس کا خاتمہ کفر پر ہو گا یہ حدیث کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام (ہر بچے کو اسلام کی فطرت پر پیدا کیا گیا ہے) کے منافی نہیں کیونکہ اس سے مراد قبول اسلام کی استعداد ہے اور یہ میرے خاتمہ کے منافی نہیں۔ الغرض فطرت غیر بقہ ہے۔ اس پر تفصیلی گفتگو کتاب کی ابتداء میں باب الامیان بالقدر میں گزر چکی ہے۔ فتذکرہ

۱۴ حضرت خضر علیہ السلام کے ذکر سے یہاں مقصود یہ بتانا ہے کہ یہ نبی تھے خضر خامہ پر زبر یا زیر، خاد ساکن یا اس کے نیچے زیر یہ امام کرمانی کی رائے ہے۔ امام قسطلانی فرماتے ہیں لفظ خضر خامہ پر زبر اور خاد ساکن یا خاء کے نیچے زیر اور خاد پر زیر بھی آیا ہے۔ آپ کا نام بلیا بن مکان ہے۔ بعض کے نزدیک ابن مالک، ایسا س کے بھائی تھے۔ بعض کی رائے میں حضرت آدم کی صلب سے بیٹے تھے۔ بعض نے انھیں ابن فرعون کہا ہے۔ لیکن یہ قول نہایت ہی غریب ہے۔ بعض نے کہا ان کا وجود حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے دور میں تھا بعض نے کہا یہ سات کاظم سے حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور ان کے والد حکمرانوں میں سے تھے واللہ اعلم۔ صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں لیکن لوگوں کی آنکھوں سے پردہ میں ہیں، اب حیات پینے کی وجہ سے قیامت کے دن تک زندہ ہیں۔ مجاہد علماء صوفیاء اور کثرت کے ساتھ صالحین کی یہی رائے ہے بعض کبار محدثین مثلاً امام بخاری، ابن مبارک اور کچھ اور لوگ مثلاً حربی اور ابن جوزی ان کی حیات کے منکر ہیں۔ شرح قصیدہ امامیہ میں اسی طرح منقول ہے۔ مشائخ کے کلام میں ان کا تذکرہ اس قدر کثرت کے ساتھ ملتا ہے کہ اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہ جاتی حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے حالات میں ہے کہ ایک دن آپ خطاب فرما رہے تھے حضرت خضر علیہ السلام کا گزر وہاں سے ہوا تو آپ نے کہا اے اسرائیلی رک کر محمد کے امتی کا خطاب سنو۔ حضرت غوث الثقلین کے دو کے

۱۵ امام ابراہیم بن اسحاق کبار محدثین میں سے ہیں۔ ان کی ”غریب الحدیث“ مشہور کتاب ہے، امام احمد بن حنبل کے تلامذہ میں سے ہیں۔ مولوی امیر علی مرحوم۔

مشائخ کو آپ نے یہ نصیحت فرمائی کہ تم شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں جایا کرو وہاں برکات کا نزہل اور عادتوں کا حصول ہوتا ہے۔ اوکا قال۔

۵۴۶۵ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا سُبَّتِي الْخَضِرُ لِأَنَّهُ جَلَسَ عَلَى فَرْسَةٍ بَيْضَاءَ فَإِذَا هِيَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهِ خَضِرَاءَ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۱۵ جس پر گھاس نہ ہو

۵۴۶۶ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى ابْنِ عِمْرَانَ فَقَالَ لَهُ لِحَبِّ رَبِّكَ قَالَ فَلَطَمَ مُوسَى عَيْنَ مَلَكِ الْمَوْتِ فَقَقَاهَا فَقَالَ فَرَجِعْ الْمَلِكُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى فَقَالَ إِنَّكَ أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَكَ لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ وَقَدْ فَقَا عَيْنِي قَالَ فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيْهِ عَيْنَهُ وَقَالَ ارْجِعْ إِلَى عَبْدِي فَقُلِ الْخَيُوتَةُ تُرِيدُ فَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْحَيَاةَ فَتَعْرِيدُ عَلَى مِثْنٍ ثَوْرٍ فَمَا تَوَارَتْ بِذَلِكَ مِنْ شَعْرَةٍ فَإِنَّكَ تَعِيشُ بِهَا سَنَةً قُلْ ثَوْرَمَهُ قَالَ ثُمَّ تَمُوتُ قَالَ فَالْأُنْ مِنْ قَرِيبٍ رَبِّ أَذِنِي مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ نَحْبَةَ الْحَجَرِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ كَأَنِّي عِنْدَهُ لَأُنَبِّئُكُمْ قَبْرًا إِلَى جَنْبِ الطَّرِيقِ عِنْدَ الْكُتَيْبِ الْأَحْبَبِ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۵ حضرت عزرائیل علیہ السلام
۱۵ بصورت قبض روح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کا نام خضر اس لیے ہے کہ آپ سفید چٹیل میدان میں بیٹھے تو وہاں آپ کے پیچھے سبزہ لہلہانے لگا۔ (البخاری)

اور انھی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ملک الموت حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا اپنے رب کا بلاؤ قبول کیجئے فرمایا موسیٰ نے ملک الموت کی آنکھ پر طمانچہ مار دیا اسے نابینا کر دیا۔ فرمایا پھر وہ فرشتہ رب تعالیٰ کی طرف واپس گیا عرض کیا آپ نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو مرنا ہی نہیں چاہتا اس نے تو میری آنکھ بیکار کر دی فرمایا اللہ نے آنکھیں واپس لوٹا دیں اور فرمایا میرے بندے کی طرف لوٹو اور کہو آپ زندگی چاہتے ہیں اگر چاہتے ہوں تو اپنا ماتھے کی کھال پر رکھیں آپ کا ماتھے ختنے بالوں کو ڈھکے گا آپ ہر سال کے عوض ایک سال جیئیں گے عرض کیا پھر کیا ہوگا فرمایا پھر آپ وفات پائیں گے عرض کیا تو ابھی قریب ہی میں اے میرے رب مجھے مقدس زمین سے ایک پتھر کی پھینک کے قریب گرا دیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم! اگر میں اس شے کے پاس ہوتا تو تم کو ان کی قبر کی رات کے کنارے سرخ ٹیلہ کے پاس دکھاتا یہ

(بخاری و مسلم)

۱۴ تفسیر نابینا کر دینا

۱۵ توارت، مسلم میں دو تاء کے ساتھ ہے اور بہتر فارت ہے جس کا معنی ہے جو ہاتھ ڈھانپ لے اور توارت کا معنی پوشیدہ کیا گیا ہے لہذا اس عبارت کا معنی نہیں بنتا البتہ تاویل ہو سکتی ہے جو کر دی ہے۔

۱۶ میں ابھی موت چاہتا ہوں اور دعا کی تم میری قبر ارض مقدس میں ہو۔

۱۷ بیت المقدس جو افضل دار ثریا اور انبیاء و رسل کا دفن ہے

۱۸ کہ یہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ منبرک مقامات اور صالحین کے قریب دفن ہونا مستحب و افضل ہے۔

۱۹ بیت المقدس

۲۰ بعض اذمان میں فرشتہ کا نابینا ہونا کھٹکتا ہے، فرشتہ روح قبض کے لیے آیا تھا اسے طمانچہ مانا کہ اس مناسب ہے اور اس سے دنیاوی زندگی کا پسند کرنا معلوم ہو رہا ہے جو کسی نبی و رسول کے بارے میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اس کا جواب یہ ہے فرشتہ بصورت انسان ان کے پاس آیا تھا، آپ نے نہ جانا کہ یہ ملک الموت ہے اور قبض روح کے لیے آیا ہے۔ جب انھوں نے دیکھا یکایک ایک آدمی آیا ہے اور یہ مجھے ختم کرنا چاہ رہا ہے تو آپ نے دفاع کیا اور وہ نابینا ہو گیا نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے جھوٹا محسوس کیا کیونکہ اس نے قبض روح کا دعویٰ کیا حالانکہ یہ کسی انسان کا کام نہیں لہذا اسے آپ ناراض ہوئے اور مدح گو پر ناراضگی لٹنی اللہ ہوا کرتی ہے اس کی کوئی برائی نہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر کوئی عتاب نہ ہوا۔ شاہین فراتے ہیں حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طبع مبارکہ میں نہایت ہی حدت و شدت تھی اور ان کی ذات اس قدر جلال کی مظہر تھی کہ جب حالت غضب میں ہوتے تو ان کے ہر اقدس کی ٹوپی سے شعلے نکلنے لگتے۔ حضرت ہارون علیہ السلام کو مارنا اور ان کو داڑھی سے پکڑنا بھی اس باب سے ہے اھ یہ تمام اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا۔ جب یہ حدیث صحیح ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے تو اسے اس کی صحیح تاویل پر محمول کرنا چاہیے۔

۵۴۶۷ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

۱۹ اس کا جواب اس حقیقہ کے نزدیک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ساتھ ارض مقدسہ کا وعدہ فرمایا ان کی کوتاہی کی وجہ سے انھیں مقام تیرہ میں گرفتار کر دیا۔ جب اسی تیرہ میں ملک الموت بصورت انسان آئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ناراض ہو کر انھیں مارا شاید آپ یہ گمان کرتے تھے کہ فتح مقدس ان کے ہاتھ سے ہوگی اور یہ شخص شیطان ہے لہذا اسے طمانچہ دے مارا۔ دوسری دفعہ جب یہ معلوم ہوا کہ یہ فرشتہ ہے اور اتنی طویل عمر کے بعد (اگرچہ مقصود فتح مقدس آپ کے ہاتھ سے تھا) بھی تکلیف دینا ہے اور مقصود وہ زمین مقدس ہے تو اگر یہ مقصد پورا ہو جائے تو دنیا میں اتنی طویل فراق کیوں اختیار کیا جائے۔ جب ارض مقدس میں مدفن کی دعا قبول ہوگئی تو اسی وقت جان لینے کے لیے عرض کر دیا۔ واللہ اعلم۔ امیر علی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ فَلِذَا
مُوسَى صَرَبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ
شَنْوَعَةٍ وَدَايْتُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَإِذَا
أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ
وَدَايْتُ إِبْرَاهِيمَ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ
بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ وَدَايْتُ
جَبْرِئِيلَ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا
دَحِيَّةَ ابْنِ خَلِيفَةَ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۔ جیسے شکر سربراہ کو دکھایا جاتا ہے

۲۔ شتوہ ، شین پر زبر، نون پر پیش اور اس کے بعد واؤ اور اس کے بعد ہمزہ اور آخر میں تا، یہ بین میں مشہور
قبیلہ ہے اور اسے از شتوہ بھی کہا جاتا ہے۔ ہمزہ پر زبر اور زائد کن، ضرب، کم گوشت، میانہ جسم نہ لاغراور نہ فریہ، قبیلہ شتوہ
کے لوگ اسی قبیل سے تھے۔ اس لفظ کو اسی معنی پر محمول کرنا افضل و مناسب ہے۔

۳۔ شبنہا۔ شین اور واد پر زبر

۴۔ صحابی اور ثقفی ہیں، اس موقع پر اسلام لائے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس تشریف لائے تھے
اس کے بعد اپنی قوم میں چلے گئے اور انھیں اسلام کی دعوت دینے لگے۔ قوم نے ان کے پیغام کو قبول نہ کیا اپنی چھت پر
کھڑے ہو کر اذان کئے لگے تو ایک دشمن نے انھیں مارا اور شہید کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عروہ کا واقعہ صاحب
الین کی طرح ہے جنہوں نے قوم کو دعوت دی لیکن انھیں قتل کر دیا گیا۔

۵۔ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذلت اقدس، تاکہ معلوم ہو جائے حضور اور حضرت ابراہیم کے درمیان
مشابہت کا طہ ہے۔

۶۔ دحیہ، دال پر زبر یا زبر، مشہور صحابی ہیں ان کی صورت میں حضرت جبرئیل آیا کرتے۔ اس وقت بھی
ان کی صورت پر تھے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ لَيْكَةَ أُسْرَى بِي مُوسَى
رَجُلًا أَدَمَ طَوَالًا جَعْدًا كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ
شَنْوَعَةٍ وَرَأَيْتُ عِيسَى رَجُلًا مَرْبُوعًا مَخْلُوقًا
إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ سَيِّطَ الرَّاسِ وَرَأَيْتُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے شب معراج
حضرت موسیٰ کو دیکھا گندمی رنگ کے دراز قد ہیں۔ گویا
شتوہ کے مردوں سے ہیں اور میں نے عیسیٰ کو دیکھا
جو درمیانے جسم والے سرخی مائل، سفید رنگ اور سیدھے بالوں

مَا لِكَا خَاِزِنِ الدَّارِ وَالِدَجَالِ فِيْ اَيَاتِ
اَرَسَهُنَّ اِلٰهُ اَيَّاهُ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ
لِّقَآئِهِ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

والے ہیں اور میں نے مالک داروغہ دوزخ اور دجال کو
دیکھا ان نشانیوں میں جو اللہ تعالیٰ نے صرف مجھے دکھائے
پس تو ان کی ملاقات سے شک میں مبتلا نہ ہو۔

(بخاری و مسلم)

۱۔ ان تمام الفاظ کی تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شامل شریف میں آئے گی۔

۲۔ شب معراج

۳۔ اے مخاطب! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہدہ میں ہرگز شک نہ کر اس عبارت کی اور توجہ یہ بھی ہے
اور شرح میں مذکور ہے۔

۵۴۶۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْلَةُ أُسْرَى بَنِي
لَقِيْتُ مُوسَى فَنَعْتَهُ فَرَاذًا رَجُلٌ مُّصْطَرِبٌ
رَجُلٌ الشَّعْرَ كَانَتْ مِنْ رَجَالِ شَنْوَاءَ وَلَقِيْتُ
عِيسَى رُبْعَةً أَحْمَرَ كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ
يَعْنِي الْحَمَامَ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ وَأَنَا شَبٌّ
وَلَدِي بِهِ قَالَ فَأَتَيْتُ بِإِنَائِيْنِ أَحَدُهُمَا
لَبَنٌ وَالْآخَرُ فِيهِ خَمْرٌ فَقِيلَ لِي خُذْ أَتَهُمَا
شَبْتٌ فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهُ فَقِيلَ
لِي هَذِهِ بَيْتُ الْفَطْرَةِ أَمَا إِنَّكَ كَوُ أَخَذْتَ
الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات
میں حضرت موسیٰ سے ملا۔ آپ نے ان کا سراپا بیان کیا
کہ وہ درمیانہ قد آدمی ہیں سیدھے بالوں والے گویا وہ
شَنْوَاءِ قبیلہ کے مردوں سے ہیں اور میں حضرت عیسیٰ
سے ملا درمیانہ قد سرخ رنگ گویا حمام سے نکلے ہیں
میں نے حضرت ابراہیم کو دیکھا ان کی اولاد میں سے نیاپوہ
مشابہ میں ہوں۔ فرمایا میرے پاس دو برتن ملائے گئے جن
میں سے ایک میں دودھ تھا جبکہ دوسرے میں شراب
مجھ سے کھا گیا ان میں سے جو چاہیں ہیں تو میں نے دودھ
اختیار کیا اور اسی پی لیا تو مجھ سے کہا گیا کہ آپ کو فطرت
کی ہدایت کی گئی۔ اگر آپ شراب اختیار کرتے تو آپ کی
امت گمراہ ہو جاتی (بخاری و مسلم)

۱۔ مضطرب، اس کی متعدد تفسیریں ہیں۔ بعض نے کہا اس کا معنی بلند و دراز قد والا ہے۔ حضرت قاضی عیاض
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کا معنی طویل غیر شدید ہے۔ بعض نے کم گوشت والا کہا ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں قُرْبِ
مِنَ الرِّجَالِ سے اس کی تفسیر کی گئی ہے۔ بعض نے کہا یہاں اس کا معنی خوف و خشیت الہی میں کانپنے والا مراد ہے منقول
ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز میں متحرک و مضطرب ہوتے تھے۔ عوارف میں اس بارے میں جو بیان ہوا اس کا حاصل
یہ ہے کہ اپنے باطن میں انھیں جو مشاہدہ جمال حق اور حضور انس نصیب ہوتا تھا اس کی موجوں میں یہ مجھ جیسا کرتے
۲۔ رجل الشعر۔ جیم کے نیچے زیر نہ تو بال نیچے تھے جنھیں سبٹ کہا جاتا ہے اور نہ ہی اس قدر گھونگھریاں تھے

جنہیں جمعہ کہتے ہیں۔

۳۷ ربقۃ، راء پر زبر، باء ساکن

۳۸ سابقہ روایت میں سرخ سفید کہا اور یہاں سرخ، سرخ سفید پر سرخ کا اطلاق ہوتا رہتا ہے۔ گویا سرخی سفیدی پر غالب تھی۔

۳۹ دیاس۔ وال کے نیچے زیر، یا و ساکن۔ مقصود ان کی ترد تازگی، صفائی و عبارت اور غلبہ روحانیت

کا بیان ہے۔

۴۰ لبن کے سنہ "فہ" نہیں جبکہ خر کے ساتھ "فہ" ہے۔ ظاہر تو یہی ہے کہ یہ تفسیر عبارت ہے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ اس میں لبن کی کثرت اور شراب کی قلت کی طرف اشارہ ہے۔

۴۱ دین و اسلام کیونکہ مخلوق کو انھی پر پیدا کیا گیا، کیونکہ دوس جہان میں پاک، صاف، خالص، سفید اور شیریں ہے اور بے سے پہلی بچے کی غذا ہی بنتا ہے۔ عالم قدس میں یہ ہدایت اور فطرت سے مثال ہے کیونکہ یہ روحانی قوت کا سبب ہے۔ عالم قدس میں صور و امثلہ کا عالم سفلی سے ثبوت ہوتا ہے تاکہ ان کے ساتھ معانی مناسبہ کا تعلق بن سکے۔ منقول ہے کہ اگر خواب میں دودھ دیکھا جائے یا پیاجائے تو اس سے مراد علم، دین اور ہدایت ہے۔ الحمد للہ علی ذلک بخلاف شراب جو سراپا خباثت، فساد، شر اور نقصان سے عبارت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان چلے ایک جنگل سے گزر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ کونسا جنگل ہے؟ عرض کیا ازرق جنگل ہے۔ فرمایا گویا میں موسیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے ان کا رنگ، ان کے بالوں کا تذکرہ فرمایا۔ آپ اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے ہوئے بھی آپ کو اللہ سے قرب ہے۔ تبلیہ میں مشغول ہیں اس جنگل سے گزر رہے ہیں فرطے ہیں پھر ہم چلے حتیٰ کہ ہم ایک گھاٹی پر پہنچے تو فرمایا یہ کونسی گھاٹی ہے؟ عرض کیا ہر شا ہے یا لفت، تو فرمایا گویا میں یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں جو سرخ خانٹ پر ہیں آپ پر ادنیٰ جہ ہے آپ کے ناقہ کی مہار کھجور کی چھال کی ہے

۴۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَرَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمَكَّةِ وَالْمَدِينَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ آتَىٰ وَادٍ هَذَا أَحْقَاؤُا وَادِي الْوَدَّاقِ قَالَ كَافِيٌّ أَنْظُرْ إِلَىٰ مُوسَىٰ قَدْ ذَكَرَ مِنْ كَوْنِهِ وَشَعْرِهِ شَيْئًا دَاجِنًا إِنْصَبَّ عَلَيْهِ فِي أَذُنَيْهِ لَهُ جَوَارٌ إِلَى اللَّهِ بِالتَّسْلِيَةِ مَاذَا بِهَذَا الْوَادِي قَالَ ثَوَسِدُنَا حَتَّىٰ أَتَيْنَا عَلَىٰ ثَنِيَّةٍ فَقَالَ آتَىٰ ثَنِيَّةٍ هَذِهِ قَالُوا هُوَسَا أَوَلَيْفَتْ فَقَالَ كَافِيٌّ أَنْظُرْ إِلَىٰ يُونُسَ عَلَىٰ نَاقَةٍ حَمْرَاءَ عَلَيْهِ جُبَّةٌ صُوفٍ حِطَامٌ نَاقَتِهِ خُلْبَةٌ مَاذَا

۴۳ اس میں اشارہ ہے کہ اس امت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دائمًا فیض نصیب ہے فافہم۔ سید امیر علی

بِهَذَا الْوَادِي مُلْكِيَّتَا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اسی جنگل میں تبلیہ کہتے ہوئے گزر رہے ہیں (المسلم) ۱۴ وادی انرق، زامرا پر مقدم ہے۔ اس وادی کے نام کی وجہ یہ ہے کہ اس کی زمین زرد رنگ کی ہے۔ بعض نے کہا ایک آدمی کی طرف منسوب ہے جس کی آنکھ میں زردی تھی۔

۱۵ ان کا رنگ گندم گوں ہے

۱۶ جیسا کہ اذان کی صورت میں ہوتا ہے تاکہ آواز بلند ہو۔

۱۷ جیسا کہ حالت احرام میں ہوتا ہے جوار جیم پر پیش، ہنرہ مخفف، اس کے بعد الف اور آخر میں رائے گانے کی آواز، آیت مبارکہ میں ہے عَجَلًا جَسَدًا لَّهٗ جَوَادًا، ایک قرأت جیم کے ساتھ بھی ہے۔ دعائیں زاری اور تفرغ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

۱۸ ثنیہ، ثناء پر زبر، نون کے نیچے زیر یا مشد، پہاڑ پر بلند راستہ

۱۹ ہر شا، ثناء پر زبر، رائے کن اور شین۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان پہاڑ کا نام ہے

۲۰ لغت، لام کے نیچے زیر یا زبر، فاعل کن، یہ بھی پہاڑ کا نام ہے۔ راوی کو بیان میں شک واقع ہو گیا ہے۔

۲۱ خطام، فاعل کے نیچے زیر

۲۲ خلبہ، فاعل پر پیش، لام کن یا پیش

اہم نوٹ :- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات انبیاء علیہم السلام کو یقیناً دیکھا اور فرمایا میں نے ایسے دیکھا گویا ان کی ظاہری حیات ہے۔ بعض نے کہا یہ خواب کا معاملہ ہے۔ بعض کی رائے میں یہ تیشیل و کشف ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جس مشترک پر وارد کی گئی۔ بعض اہل تحقیق فرماتے ہیں آپ نے انہیں ان کی ظاہری حیات میں ہی دیکھا۔ مگر اس جہاں میں یہاں ماضی حال اور مستقبل یکساں ہوتے ہیں۔ اس کی تحقیق و تفصیل صوفیاء کے اس کلام میں حاصل کی جائے جو انہوں نے زمان و مکان کے بارے میں کی ہے۔ بندہ سکین عبد الحق بن سیف الدین، اللہ تعالیٰ اسے ظن و تخمین کے عیب سے پاکیزگی عطا فرمائے جب اس بات پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام حقیقی دنیاوی زندگی رکھتے ہیں لیکن عوام کی نظروں سے پردہ میں ہیں۔ تو اب واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی خواب، مثال، اشتباہ کے انہیں دکھایا۔ اب اس پر کوئی اشکال نہیں۔

۵۴، ۱ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَفَّفَ عَلَيَّ دَاوُدَ الْفُرَاتُ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِّهِ فَيُسْرَجُ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَبْلَ أَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهُ وَلَوْ بِأَكْلِ الْأَمِينِ عَمِلَ يَدِيهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا داؤد علیہ السلام پر قرآن آسان کر دیا گیا آپ اپنے گھوڑے کو حکم دینے اس کی زین لگائی جاتی تو آپ گھوڑے کی زین لگائے جانے سے پہلے قرآن پڑھ لیتے اور وہ نہ کھاتے تھے

(رَوَاكَ الْبُخَارِيُّ)

مگر اپنے ہاتھ کے کام سے (بخاری)

اسے یہ معلوم نہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے کتنے گھوڑے تھے اور ان پر زین لگانے میں کتنا وقت لگتا تھا۔ ہاں اتنا معلوم ہے کہ یہ معمول اور عادت کے خلاف ہے خصوصاً تورات کی قراءت جیسا کہ منقول ہے کہ اس کا حفظ انبیاء بنی اسرائیل کا معجزہ ہے۔ حضرت عزیر علیہ السلام کو دوبارہ زندہ ہونے پر حفظ تورات کی وجہ سے ہی پہچانا گیا تھا اور یہ حالہ از قبیل طے زماں اور بسط زماں سے ہے اور یہ اہل معرفت کے ہاں مسلمہ حقیقت ہے۔ امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے۔ ایک کتاب سے دوسری کتاب میں ٹاپکی لکھنے تک قلم ختم فرما لیتے۔ دوسری کتاب میں ہے کہ مقام ملتزم سے کعبہ کے دروازہ تک قرآن ختم کر دیتے تھے۔

اسے اپنے ہاتھوں سے زرہ بناتے تھے۔

۵۲۷۲ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذِّبُّ فَذَهَبَ بِابْنِ أَحَدِهِمَا فَقَالَتْ صَاحِبَتُهَا إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكَ قَالَتْ الْآخَرَى إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكَ فَتَحَاكَمَتَا إِلَى دَاوُدَ فَقَضَى بِهِ الْكُبْرَى فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ فَأَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُونِي بِالسَّكِينِ أَشْفُهُ بَيْنَكُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرَى لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللَّهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اسے ہر ایک کا ایک بچہ تھا

اسے ہر ایک نے کہا بھڑیا تیرا بچہ لے گیا ہے

اسے اس سبب سے کہ اس کے ساتھ مشابہت تھی یا اس کے قبضہ میں تھا یا اپنے اجتہاد کی وجہ سے یہ وحی کی بنا پر یہ فیصلہ نہ تھا ورنہ حضرت سلیمان علیہ السلام اس کے خلاف فیصلہ نہ کرتے۔

کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا مقصد امتحان تھا تاکہ واضح ہو جائے ان میں سے ماں کون ہے؟

۵۳ ظاہر یہی ہے کہ بڑی نے بھی اقرار کر لیا کہ یہ بچہ چھوٹی کا ہے لہذا اسے دے دیا گیا (کذا قبل) یہاں یہ اشکال ہے

اسے ان میں سے ایک مراۃ چھوٹی تھی وہ بچہ حاصل کرنا چاہ رہی تھی - امیر علی مرحوم

کہ ایک پیغمبر کے حکم سے دوسرے کا حکم رد نہیں ہوتا اگرچہ اجتہاد سے ہو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا فیصلہ بطریق جزم و قطع نہ تھا بلکہ بطریق احتمال تھا۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ان کی شریعت میں مجتہد فیہ حکم میں نسخ جائز تھا۔

اور انھی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حضرت سلیمان نے فرمایا کہ آج میں اپنی نوے بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ایک روایت میں ہے کہ سو بیویوں کے پاس، جن میں سے ہر ایک شہسوار بننے کی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا فرشتے نے کہا انشاء اللہ کہ لیجیے انھوں نے نہ کہا اور بھول گئے پس آپ ان کے پاس تشریف لے گئے لیکن ان میں سے ایک کے سوا کوئی حاملہ نہ ہوئی اور وہ بھی ناقص پچھ پچھا ہوا۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد مصطفیٰ کی جان ہے اگر وہ انشاء اللہ کچھ تو سارے بچے اللہ کی راہ میں سوار ہو کر جہاد کرتے۔

(بخاری و مسلم)

۵۴۴۲ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُلَيْمَانُ لَوْ حُوفِقَ اللَّيْلَةُ عَلَى تِسْعِينَ امْرَأَةً وَفِي رِوَايَةٍ بِمِائَةِ امْرَأَةٍ كَلَمَهُنَّ تَأْتِي بِقَارِسٍ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ الْمَلَأُ قُلْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِيَ فَطَافَ عَلَيْهِنَّ فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةً وَاحِدَةً جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَابْنُ الَّذِي لَفَسَ مُحَمَّدٌ بَيْدَهُ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فُرُسَانًا أَجْمَعُونَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ بھول جانے کے سبب انشاء اللہ نہ کہہ سکے۔

۲۔ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی کمال قوت پر دلالت ہے، قوت باہ کا کم ہونا نقص ہے ایسے نقائص سے حضرات انبیاء علیہم السلام پاکیزہ ہیں۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا حال اس سے اقویٰ ہے۔ اس میں نقص بصورت رہبانیت بھی آشکار ہوتا ہے۔ اہل جنت کے احوال اس پر شاہد ہیں۔

۳۔ شق، کسی چیز کا ٹکڑا، صراح میں ہے آدھی چیز کو شق کہا جاتا ہے

۴۔ لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام سے لغزش ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتلا تھا۔ لہذا انھوں نے اس پر بارگاہِ خداوندی میں توبہ کی جیسا کہ قرآن مجید میں بیان ہوا ہے،

۵۴۴۳ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ زَكَرِيَّا وَنَجَّارًا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اور انھی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت زکریا و نجار تھے (المسلم)

۱۔ نجر، جیم کے ساتھ لکڑی کو تراشنا لفظ زکریا، مد اور قصر دونوں کے ساتھ ہے۔

اور انھی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا و آخرت میں حضرت عیسیٰ بن مریم کا

۵۴۴۵ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ابْنِ

مَرْيَمَ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ الْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ مِّنْ
عِلَاتٍ وَأُمَّهَاتُهُمْ شَتَّىٰ وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ
وَلَيْسَ بَيْنَنَا نَبِيٌّ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

سب لوگوں سے زیادہ نزدیک میں صلہوں۔ سارے انبیاء
سویلیے بھائی ہیں کہ ان کی مائیں الگ الگ ہیں۔ لیکن ان کا
دین ایک ہے اور ہم دونوں کے درمیان کوئی اور نبی نہیں ہے
(بخاری و مسلم)

سہ آغاز و انجام میں، کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کی آمد کی
بشارت دی اور آپ کی شریعت کے لیے تمہید اٹھائی اور آخری زمانہ میں آپ کے نائب اور خلیفہ بھی بنیں گے۔
سہ ان کا والد ایک ہے

سہ علات، عین پر زبر، لام مشدد وہ بھائی جن کا والد ایک اور مائیں متعدد ہوں جیسا کہ احناف ان بھائیوں
کو کہتے ہیں جن کی ماں ایک اور والد متعدد ہوں۔ جن کے والد اور والدہ ایک ہوں انھیں ایمانی کہا جاتا ہے۔ فرمایا تمام
پیغمبروں کے والد ایک اور مائیں متعدد ہیں۔ تمام انبیاء کا مقصود چونکہ مخلوق کی ہدایت اور راہنمائی ہے اسے والد کے ساتھ
تشبیہ دی اور چونکہ شرائع مختلف ہیں اس لیے متعدد ماؤں کے ساتھ تشبیہ دی (کذا قالوا) بعض مشائخ نے کہا ابن
السبیل اخیاف لیس بدینہم خلاف طریق حق پر چلنے والے تمام ایک ماں (شریعت) کی اولاد ہیں لیکن والد مختلف ہیں
کیونکہ مشائخ و مرشدان میں سے تربیت کا طریق ہر ایک کا مختلف ہے۔

سہ وہ توحید ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام عقائد دینیہ میں معتقد ہیں اگرچہ بحمت حکمت و مصلحت اور لوگوں کی
راہنمائی میں ان کے مختلف احوال کے پیش نظر شرائع و اعمال میں مختلف ہیں۔

سہ حضور اور حضرت عیسیٰ علیہ علی نبینا علیہما السلام، اگرچہ قرب و اتصال معنوی تمام انبیاء علیہم السلام میں ہے
لیکن اتصال صوری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ خصوصی ہے۔

۵۴۶۶ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَنِي آدَمَ يَطْعَنُ الشَّيْطَانَ
فِي جَنْبَيْهِ بِأَصْبَعَيْهِ حِينَ يُؤَلِّدُ غَيْرَ حَيْسَى
ابْنِ مَرْيَمَ ذَهَبَ يَطْعَنُ فَطَعَنَ فِي الْحَبَابِ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اور انھی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہر اولاد آدم کی کردٹ میں اس کی ولادت
کے وقت شیطان اپنی انگلیاں مارتا ہے۔ سوائے
حضرت عیسیٰ بن مریم کے کہ وہ مارنے لگا تو وہ پردے
میں جا لگیں (بخاری و مسلم)

سہ اس سے وہ پردہ مراد ہے جس میں ان کی ولادت ہوئی اسے چشمہ کہا جاتا ہے شیطان کی انگلیاں اسے لگیں
نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو، اس حدیث پر گفتگو ما من مولود الا یمسك الشیطان کے تحت باب الوسوسہ میں گزر چکی
ہے۔ معلوم ہو رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اس حکم سے خارج ہے کیونکہ آپ اپنے علاوہ دیگر اولاد آدم
کا حکم بیان فرما رہے ہیں۔

۵۴۶۷ وَعَنْ أَبِي مُوسَىٰ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں میں بہت سے کامل ہوئے۔ خواتین میں سولے مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کے کوئی کاظمہ ہوئیں اور جناب عائشہ کی بزرگی ساری عورتوں پر ایسی ہے جیسے شریک کی بزرگی تمام کھانوں پر ہے (بخاری و مسلم) اور حضرت انس کی حدیث اے خیر البریہ اور حدیث ابو ہریرہ اے انس اکر م اور ابن عمر کرم بن کرم باب المفاخرہ والعصبیہ میں بیان ہو چکی۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرًا وَلَوْ يَكْمُلُ مِنَ النِّسَاءِ الَّذِي مَرَّيْنِي بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ السَّيِّدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَذَكَرَ حَدِيثُ أَنَسٍ يَاحَيْرُ الْبَرِيَّةِ وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ أَيْ النَّاسِ أَكْرَمُ وَحَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ فِي الْمَفَاخِرَةِ وَالْعَصَبِيَّةِ

اے ظاہر یہ حدیث دال ہے کہ یہ تمام خواتین سے افضل و اکمل ہیں۔ حتیٰ کہ سیدہ فاطمہ، سیدہ خدیجہ، سیدہ عائشہ اور دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے بھی، اس کے جواب و توجیہ میں کہا گیا ہے کہ یہاں خواتین سے مراد سابقہ امتوں کی خواتین ہیں یا یہ اس سے پہلے کی بات ہے جب ان خواتین کی فضیلت کے بارے میں وحی نازل نہ ہوئی تھی۔ یا یہ خواتین مستثنیٰ ہیں اور اس پر وہ روایات ہیں جن میں ہے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تمام خواتین جنت کی سربراہ ہیں۔ بعض احادیث میں افضلیت سیدہ فاطمہ، سیدہ مریم اور سیدہ آسیہ کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ الغرض اس باب میں احادیث مختلف ہیں یا توحیثیات متعدد ہیں یا عموماً میں تخصیص کا قول کرنا ہوگا۔ رسالہ فارسیہ میں جو عقائد پر ہے اس بارے میں علماء کے اقوال نقل کیے ہیں۔ واللہ اعلم۔ اس مذکورہ حدیث میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی افضلیت بیان کی گئی ہے۔

اے شریک، وہ مشہور کھانا ہے جسے فارسی میں شکنہ کہا جاتا ہے۔ پیالہ میں روٹی کے ٹکڑے کرنا۔

الفصل الثانی

دوسری فصل

عَنْ أَبِي رَزِينٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيْنَ كَانَ رَبُّنَا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ خَلْقَهُ قَالَ كَانَ فِي عَمَاءٍ مَا تَحْتَهُ هَوَاءٌ وَمَا فَوْقَهُ هَوَاءٌ وَخَلَقَ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ قَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ الْعَمَاءُ أَيْ لَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ

حضرت ابو رزین رضی اللہ عنہ سے روای ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا تعالیٰ مخلوق کی تخلیق سے پہلے کہاں تھا۔ فرمایا اعلیٰ بادل میں تھا نہ اس کے نیچے ہوا نہ اس کے اوپر ہوا اور اپنا عرش پانی پر پیدا فرمایا (ترمذی) اور فرمایا کہ یزید بن ہارون نے کہا اعلیٰ بادل سے مراد ہے کہ اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی۔

اے ابو رزین، راہ پر زبر، زار کے نیچے زیر، یا عسکن، مشہور صحابی ہیں۔ ان کا شمار اہل طائف میں ہوتا ہے اعلیٰ عماء، سحاب رفیق یا کشیف جو باہم ملا ہوا ہو، غمی مد اور قصر دونوں کے ساتھ منقول ہے۔ دونوں صورتوں میں اس کی کنہ اور حقیقت سے عقل آشنا نہیں ہو سکتی۔

کہ ہوا اس بات سے کنا یہ ہے کہ وہاں کوئی شے نہیں۔ یہی مضمون ان الفاظ میں بیان ہوا ہے کانت الہاء ولہو یکن معہ شیئی (اللہ تعالیٰ تھا اور وہاں کوئی شے نہ تھی) بعض شارحین نے فرمایا اس سے مقصود اس وہم کا ازالہ ہے کہ وہاں مکان تھا کیونکہ ابرہ معروف کے لیے مکان اور ہوا کے بغیر پایا جانا محال ہے۔ شیخ ازہری کہتے ہیں ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں مگر اس کی کیفیت نہیں جان سکتے۔ بعض نے کہا سوال سے مراد یہ تھی کہ ہمارے رب کا عرش کہاں تھا؟ تو فرمایا۔

کہ شیخ یزید بن ہارون، اعلام امت اور ائمہ حدیث میں سے ہیں۔ حافظ، ثقہ اور صحیح الحدیث ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدح کی ہے ان کا تعلق بخارا سے تھا، ان کے فضائل کثیر ہیں۔ ۲۱۷ ہجری میں ان کا وصال ہوا۔

۵۲۷۹ وَعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ زَعَمَ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا فِي الْبَطْحَاءِ فِي عَصَابَةٍ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِيهِمْ فَفَرَّتْ سَحَابَةٌ فَتَنَظَرُوا إِلَيْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَسْمُونَ هَذِهِ قَالُوا السَّحَابَ قَالَ وَالْمُزْنَ قَالُوا وَالْمُزْنَ قَالَ وَالْعَنَانَ قَالُوا وَالْعَنَانَ قَالَ هَلْ تَذَرُونَ مَا بَعْدَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ قَالُوا لَا نَذَرُ قَالَ إِنِّي لَأُبْعِدُ مَا بَيْنَهُمَا إِمَّا وَاحِدَةً وَإِمَّا اثْنَتَانِ أَوْ ثَلَاثٌ وَسَبْعُونَ سَنَةً وَالسَّمَاءُ الَّتِي فَوْقَهَا كَذَلِكَ حَتَّى عَدَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ تُوْفِقُ السَّمَاءَ السَّابِعَةَ بِحُجْرٍ بَيْنَ أَعْلَاهُ وَأَسْفَلِهِ كَمَا بَيْنَ سَمَاءِ الْهَبِ سَمَاءٍ تُوْفِقُ ذَلِكَ ثَمَانِيَةً أَوْ حَالِ بَيْنَ أَظْلَافِهِمْ وَرَكِبَهُنَّ مِثْلَ مَا بَيْنَ سَمَاءٍ إِلَى سَمَاءٍ ثُمَّ عَلَى ظُهُورِهِنَّ الْعَرْشُ بَيْنَ أَسْفَلِهِ وَأَعْلَاهُ مَا بَيْنَ سَمَاءٍ إِلَى سَمَاءٍ ثُمَّ اللَّهُ فَوْقَ ذَلِكَ

(رواہ الترمذی و ابو داؤد)

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ بطحاً میں ایک جماعت میں بیٹھے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں تشریف فرما تھے ایک بادل گزرا لوگوں نے اس کی طرف دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کا نام کیا رکھتے ہو؟ عرض کیا سحاب اور فرمایا اور مزن بھی عرض کیا مزن بھی فرمایا اور عنان بھی۔ عرض کیا اور عنان بھی فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ آسمان وزمین کے درمیان فاصلہ کتنا ہے عرض کیا ہم نہیں جانتے فرمایا ان کے درمیان فاصلہ کتنا بہتر یا تہتر سال کا اور جو آسمان اس کے اوپر ہے وہ بھی ایسا ہی ہے حتیٰ کہ آپ نے سات آسمان گناٹے پھر ساتویں آسمان کے اوپر ایک دریا ہے جس کے اوپر اور نیچے حصے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک۔ پھر اس کے اوپر آٹھ کمرے ہیں جن کے کھروں اور سرین کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک۔ پھر ان کی میٹھوں پر عرش ہے۔ جس کے اوپر اور نیچے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کے اوپر ہے۔ (ترمذی، ابو داؤد)

۱۰ مکہ میں جگہ کا نام ہے۔ ابطح، جاری پانی اور سنگلاخ جگہ

۱۱ ظاہراً واضح ہوتا ہے کہ یہ واقعہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے کا ہے اور وہ گروہ و جماعت مسلمانوں کی تھی۔

۱۲ یا انھوں نے اس کا نام سحاب لیا، سحاب، رفع و نصب دونوں کے منقول ہے

۱۳ وزن، میم پر پیش، سفید بول کو کہتے ہیں۔

۱۴ عنان، قاموس میں ہے عنان وہ بول جو پانی کو محفوظ نہ رکھے۔

۱۵ یہ شک راوی کو شک ہے۔

۱۶ دوسری روایت میں ہے زمین و آسمان کے درمیان اس طرح آسمانوں کے درمیان پانچ صد سال کا فاصلہ ہے اور ہر آسمان کے اوپر پانچ سو سال کی مقدار ہے۔ شیخ طیبی فرماتے ہیں کہ یہاں ستر سے مراد مبالغہ ہے نہ کہ عدد حین اور یہ عدد مبالغہ کے لیے اکثر طور پر مستعمل ہے

۱۷ دیکھا حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ نے عرش کے نیچے دریا پیدا فرمایا۔ پھر عرش پیدا فرمایا۔ حالانکہ وہ دریا رواں تھا۔

۱۸ فرشتے بصورت پہاڑی بکریاں، افعال، فعل کی جمع، واؤ پر زبر، عین ساکن پہاڑی بکری
۱۹ یہ بلندی، عظمت، حکم و قدرت اور عزت کے اعتبار سے ہے مکان، جہت اور استقرار و تمکن مراد نہیں
یہ اللہ تعالیٰ کی بزرگی، برتری اور عظمت کی تمثیل و جھلک ہے کہ وہ تمام سے بلند و اولو ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے
وَاللّٰهُ مِنْ دَرَجَاتٍ عِظَمٍ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا ان لوگوں کو پست چیزوں سے نکال کر بلندی کی طرف متوجہ کیا جائے۔ تاکہ یہ ملکوت زمین و آسمان میں غور و فکر کو اپنا وظیفہ بنائیں اور ان کے ذہن میں ایسا ارتقا پیدا ہو کہ وہ سب سے پست و ذلیل بتوں سے نکل کر خالق کی طرف متوجہ ہو جائیں یہ

۵۲۸۰ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْدَانِي فَقَالَ

جَاهَدْتِ الْفَنَاسُ وَجَاءَ الْعِيَالُ وَتَهَكَّتِ الْأَمْوَالُ

وَهَلَكَتِ الْأَنْعَامُ فَاسْتَسْقَى اللَّهَ لَنَا فَإِنَّا نَسْتَشْفِعُ

بِكَ عَلَى اللَّهِ وَنَسْتَشْفِعُ بِاللَّهِ عَلَيْكَ فَقَالَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللَّهِ

سُبْحَانَ اللَّهِ فَمَا زَالَ يُسَبِّحُهُ حَتَّى عُرِفَ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مراد ہے

ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں حاضر ہو کر عرض کیا جانیں مشقت میں پڑ گئیں۔ مال

بچے بھوکے مر رہے ہیں، مال کا نقصان ہو رہا ہے۔

مویشی ہلاک ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے

بارش کی دعا مانگیں ہم اللہ کی بارگاہ میں آپ کو سفارشی

بناتے ہیں اور آپ کی بارگاہ میں اللہ کو سفارشی بناتے ہیں

۱۰ لیکن اس کی سند ضعیف و غرائب سے خالی نہیں اور یہ قابل استدلال نہیں۔ مولوی امیر علی مرحوم۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا سبحان اللہ سبحان اللہ
پھر مسلسل سبحان اللہ کہتے رہے یہاں تک کہ اصحاب کے
چہروں پر اس کا اثر نمایاں ہو گیا فرمایا تم پر افسوس
اللہ تعالیٰ کو کسی کے سامنے سفارشی نہیں بنایا جاتا۔ اس
کی شان اس شخصے کہیں بلند ہے تم پر افسوس کیا تم
جانتے ہو کہ اس کا عرش آسمانوں کے اوپر ہے اور انگلیوں
کے اشارہ سے بتایا کہ قبے کی طرح ان پر محیط ہے اور
اس سے آواز نکلتی ہے جیسے کجاہ سوار کی وجہ سے
چرچراتا ہے (ابوداؤد)

وَاللَّهُ فِي وُجُوهِ أَصْحَابِهِ ثُمَّ قَالَ
وَيُحَلِّقُ إِنَّهُ لَا يُسْتَشْفَعُ بِاللَّهِ عَلَى أَحَدٍ
شَأْنُ اللَّهِ أَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ وَيُحَلِّقُ
أَتَدْرِي مَا اللَّهُ إِنَّ عَرْشَهُ عَلَى
سَمَوَاتِهِ هَكَذَا وَقَالَ بِأَصَابِعِهِ مِثْلَ
الْقُبَّةِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَيَظْلُمُ بِهِ أَطِيطُ
الْجَلِيلُ بِالْمَرَّاحِبِ
(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

۱۔ جبر بن مطعم، سیم پر پیش، طاء ساکن، عین کے نیچے زیر، صحابی، اشراف قریش اور اولاد عبد مناف میں
سے ہیں فتح مکہ کے بعد فتح خیبر سے پہلے اسلام لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق کے شاگرد ہیں۔ انساب، اخبار اور
ایام عرب کے ماہر ہیں۔

۲۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہ ایزدی میں وسید بناتے ہیں تاکہ وہ بارش عطا فرمائے۔
۳۔ تاکہ آپ اس سے بارش کی دعا کریں۔
۴۔ بطور تعجب و نالاہنگی

۵۔ صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نالاہنگی سے متاثر ہوئے اور ان کے چہروں پر اس کا بھی اظہار ہوا
۶۔ اے وسید کسی کے سامنے مت بناؤ۔
۷۔ کسی کے سامنے وسید بنانے سے

۸۔ تم جانتے نہیں اس کی عظمت کیا ہے؟
۹۔ گیند کی مانند اپنے ہاتھ کی پتیلی پر۔ یعنی تمام آسمان اس کے احاطہ میں ہیں چہ جائیکہ زمین۔
۱۰۔ عظمت حق کی وجہ سے وہ عاجز ہے جیسے سوار سے پالان، اطیٹ، پالان کا آواز، زین کا آواز، پیٹ
کھال ہوتا، اونٹ کا کرلانا، یہ تمام اعرابی کے زمین کے مطابق عظمت الہیہ کی تمثیل کا بیان ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اجازت دی
گئی کہ عرش کو اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک
کے متعلق بتا دوں کہ اس کے دونوں کانوں کی لو اور
کنہ صوں کے درمیان سات سو برس کی مسافت جتنا

۱۱۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
أُذِنَ لِي أَنْ أُحَدِّثَ عَنْ مَلَكٍ مِنْ
مَلَائِكَةِ اللَّهِ مِنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ
أَنَّ مَا بَيْنَ شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ إِلَى عَاتِقَيْهِ

فاصلہ ہے (ابوداؤد)

مَسِيْنَةً سَبْعَ يَافِئَةِ عَامٍ (رَوَاهُ ابُو دَاوُدَ)
۱۷ ان کی عظمت کے بارے میں

۱۸ بعض نے کہا ان کے کاغذ سے اور گردن کے درمیان یہ فاصلہ ہے۔

حضرت زرارہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل سے فرمایا کیا تم
نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ حضرت جبریل کا پنے لگے اور
عرض کیا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور اس کے
درمیان نور کے ستر حجاب ہیں اگر میں کسی کے نزدیک
جاؤں تو جل جاؤں گا۔ صحابہ میں اسی طرح ہے کہ
ابولعیم نے علیہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل
کیا ہے مگر وہاں یہ ذکر نہیں کہ جبریل کا پنے لگے۔

۵۲۸۲ وَعَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَبِي أُوْفَى أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِحَبْرَةَ يَسِيلَ
هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ فَانْتَقَضَ جَبْرَيْئِيلُ وَقَالَ
يَا مُحَمَّدُ إِنَّ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سَبْعِينَ حِجَابًا مِّنْ
نُّوْرِ كُوْدُنُوْتٍ مِّنْ بَعْضِهَا لَوْ حَتَرَقْتُ هَكَذَا
فِي الْمَصَارِيحِ وَرَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحَيْثِيَّةِ
عَنْ النَّسَائِيِّ أَنَّ لَهَ يَذْكُرُ فَانْتَقَضَ
جَبْرَيْئِيلُ۔

۱۹ زرارہ، زا پر پیش، پہلی رائ مخفف

۲۰ ابی اوفی، ہمزہ پندہ، واو ساکن، ثقہ تابعی، قاضی بصرہ اپنے دور کے عظیم علماء میں شامل ہیں
حضرت ابن عباس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہیں۔ ایک دن فجر کی نماز ادا کر رہے تھے یہ آیت
مبارکہ پڑھی فَإِذَا أَنْقَرَتْ فِي النَّاقُورِ مِخْجَ مَارِيْ اور وصال ہو گیا یہ ۹۳ ہجری ولید بن عبد الملک کا دور تھا۔

۲۱ انتقاض، کا پنا، حضرت جبریل امین اس سوال کے خوف اور تصور سے کانپ اٹھے

۲۲ اس سے وہ نورانی پردے مراد ہیں جو جبریل کی صفات بلکہ صفات حق بھی ہیں۔ کیونکہ صفت ہی پردہ قلات
ہے۔ تعین حد کا علم شارع ہی کو ہے۔ بعض روایات میں ستر ہزار کا ذکر ہے۔ ممکن ہے یکسرت حجابات سے
کنا یہ ہو۔ اس حدیث میں اس پر دلیل ہے۔ حق تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل سے
اس بارے میں پوچھا ہے۔ حضرت جبریل کی گفتگو بھی اس پر دال ہے۔ اسی سند میں ملانکہ اہل انساؤں میں فرق کرنا
سخت زیادتی ہے۔ اگرچہ انسان روحانی یا جسمانی حجاب میں ہے۔ روز قیامت دیدار الہی کا زیادہ حق انسان کا ہے
اہل ملائکہ کی رویت میں اختلاف ہے۔

۲۳ شعر اگر یک سروٹے برتر پریم
فروغ تجلی بسوزد پریم
(اگر میں ایک بال برابر لگے بڑھتا ہوں تو انوار تجلیات سے میرے پر جل جائیں گے)

یہ عبارت واضح کر رہی ہے کہ یہ حجابات باری تعالیٰ کی صفات و انوار ذات کے درمیان ہیں۔

۵۲۸۳ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ إِسْرَافِيلَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روای ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس دن

يَوْمَ خَلَقَهُ صَافًا قَدْ مَيِّبَ لَا يَرَفَعُ بَصَرُهُ
بَيْنَهُ وَبَيْنَ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى سَبْعُونَ
نُورًا مَاهِمًا مِنْ نُورٍ يَدُ نَوَامِنِهِ الْإِ
حْتَرَقَ -

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ)

حضرت اسرافیل کو پیدا فرمایا اپنے قدموں پر کھڑے ہیں
وہ اپنی نگاہ نہیں اٹھا لیتے۔ ان کے اور رب تعالیٰ کے
درمیان ستر نور ہیں۔ ان میں سے کوئی نور نہیں مگر جس
سے وہ قریب ہو تو جل جاویں۔

(ترمذی نے روایت کر کے صحیح کہا)

۵۴۸۴ وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ وَذَرِيَّتَهُ
قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا رَبِّ خَلَقْتَهُمْ يَا كَلُومٌ وَ
يَشْرَبُونَ وَيَنْكِحُونَ وَيَرْكَبُونَ فَاَجْعَلْ
لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْآخِرَةَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
لَا اَجْعَلُ مَنْ خَلَقْتَهُ بِيَدَيَّ وَنَفَخْتُ
فِيهِ مِنْ رُوحِي كَمَنْ قُلْتُ لَهُ كُنْ
فَكَانَ -

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے آدم اور ان کی اولاد
کو پیدا فرمایا تو فرشتوں نے عرض کیا یا رب تو نے انھیں
پیدا کیا، عرض کیا وہ کھائیں گے پیئیں گے نکاح کریں گے
سوار ہوں گے تو ان کے لیے دنیا کر دے ہمارے لیے
آخرت کر دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جسے میں نے دستِ
قدرت سے بنایا اور جس میں میں نے اپنی روح پھونکی
اسے اس مخلوق کی طرح نہ کروں گا جس سے میں نے کہا
ہو جا وہ ہو گئی (شعب الایمان للبیہقی)

۱۔ کیونکہ یہ دنیا سے متمتع ہوں گے ہم نہیں ہوں گے لہذا ان کی دنیا ہونی چاہیے اور ہماری آخرت، رب
ان کے لیے دنیا و آخرت دونوں عطا کرنا زیادتی ہوگی۔
۲۔ جو جلال و جمال دونوں کو جامع ہے۔

۳۔ اضافتِ تکریم و شرف کے لیے ہے۔
۴۔ حضرت آدم اور ان کی اولاد کو یہ شرف بھی حاصل ہے لہذا وہ تمام مصوری و معنوی، حس و عقلی کمالات کے
جامع ہیں لہذا ان کے لیے دنیا و آخرت دونوں ہوں گی۔ یہ حدیث شاید بے کلمہ بشر کو ملائکہ پر فضیلت حاصل ہے۔

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک
بعض فرشتوں سے زیادہ عزت والا ہے۔
(ابن ماجہ)

۵۴۸۵ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْؤُمِينَ أَكْرَمُ عَلَى
اللَّهِ مِنْ بَعْضِ مَلَائِكَتِهِ -
(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

۱۷ اس کی تفصیل کتب علم کلام میں موجود ہے۔

۵۲۸۶ وَعَنْهُ قَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي فَقَالَ خَلَقَ اللَّهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ وَخَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُودَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَخَلَقَ النَّوْرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَبَثَّ فِيهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَخَلَقَ آدَمَ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِي آخِرِ الْخَلْقِ وَآخِرِ سَاعَةِ مِنَ النَّهَارِ فَيَمَابَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ
(رواه مسلم)

اور انھی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے روز مٹی پیدا فرمائی اتوار کے دن اس میں پہاڑ پیدا کیے، پیر کے دن درخت پیدا کیے۔ منگل کے دن ناپسندیدہ چیزیں پیدا کیں، بدھ کے روز نور پیدا فرمایا، جمعرات کے روز اس میں جانور پھیل گئے، آخری مخلوق آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن عصر کے بعد پیدا فرمایا اور دن کی آخری ساعت تھی جو عصر سے لے کر رات تک ہے۔
(المسلم)

۱۸ یہ مسلم میں ہے۔ دیگر میں ہے کہ بدھ کو مچھلی پیدا فرمائی۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس دن دونوں کو پیدا فرمایا۔
۱۹ چونکہ اس دن تمام کی پیدائش مکمل ہو گئی اس لیے اس کا نام جمعہ رکھ دیا گیا اور اس آخری ساعت کو خفیت دی گئی۔

۵۲۸۷ وَعَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَأَصْحَابُهُ إِذْ أَتَى عَلَيْهِمُ سَحَابٌ فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَدْرُونَ مَا هَذَا قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ هَذِهِ الْعَنَانُ هَذِهِ رَوَايَا الْأَرْضِ كَيْسُوفُهَا اللَّهُ إِلَى قَوْمٍ لَا يَشْكُرُونَهُ وَلَا يَدْعُونَهُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَا فَوْقَكُمْ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا الرَّقِيعُ سَقْفٌ مَحْفُوظٌ وَمَوْجٌ مَكْفُوفٌ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا خَمْسُ مِائَةِ عَامٍ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَا فَوْقَ ذَلِكَ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ سَمَاءُ آدَمَ بَعْدَ مَا بَيْنَهُمَا خَمْسُ مِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَا فَوْقَ ذَلِكَ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ

اور انھی سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ بیٹھے تھے اچانک بادل آگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو یہ کیا ہے؟ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ بادل ہے یہ زمین کا ساقی ہے اللہ اسے اس قوم کی طرف لے جاتا ہے جو نہ اس کا شکر کریں نہ اس سے دعا کریں پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو تمہارے اوپر کیا ہے؟ عرض کیا اللہ و رسول خوب جانتے ہیں۔ فرمایا آسمان بے محفظہ چھت ہے اور رکی ہوئی موج۔ پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے اوپر اس کے درمیان کتنی فاصلہ ہے؟ عرض کیا اللہ و رسول ہی جانتے ہیں فرمایا تمہارے اوپر آسمان کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اس کے اوپر کیا ہے؟ عرض کیا اللہ و رسول ہی جانتے ہیں۔ فرمایا دو آسمان ان کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ پھر

قَالَ إِنَّ فَوْقَ ذَلِكَ الْعَرْشِ وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ
السَّمَاءِ بُعْدٌ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ يَنْ تُمْ قَالَ
هَلْ تَدْرُونَ مَا الَّذِي تَحْتَكُمْ قَالُوا اللَّهُ
وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ إِنَّهَا الْأَرْضُ تُمْ قَالَ
هَلْ تَدْرُونَ مَا تَحْتَ ذَلِكَ قَالُوا اللَّهُ
وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ إِنَّ أَرْضًا أُخْرَى
بَيْنَهُمَا مَسِيرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ حَتَّى عَدَّ
سَبْعَ أَلْفَيْنِ بَيْنَ كُلِّ أَرْضَيْنِ مَسِيرَةُ خَمْسِ
مِائَةِ سَنَةٍ تُمْ قَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ
بِيَدِهِ لَوْ أَنَّكُمْ دَلَّيْتُمْ بِحَبْلِ إِلَى الْأَرْضِ
السُّعْلَى لَهَبِطَ عَلَى اللَّهِ تُمْ قَرَأَ هُوَ الْأَوَّلُ
وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيمٌ -

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ
التِّرْمِذِيُّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةَ تَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ
أَرَادَ الْهَبِطَ عَلَى عِلْمِ اللَّهِ وَخُذَرْتِهِ
وَسُلْطَانِهِ فِي كُلِّ مَكَانٍ وَهُوَ عَلَى
الْعَرْشِ حَمًا وَصَفَ نَفْسَهُ فِي
كِتَابِهِ

۱۔ اپنے معمول کے مطابق

۲۔ غلغلہ، عین پر زبر، بادل

۳۔ روایا، راویہ کی جمع ہے، اس اونٹ کو کہتے ہیں جس سے پانی کھینچا جائے۔ بادل کو اس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

۴۔ وہ نعمتوں کا شکر یہ ادا نہیں کرتی

۵۔ رقیع، نعل کے وزن پر، آسمان، بعض کے بقول یہ آسمان دنیا کا نام ہے۔

اسی طرح حتیٰ کہ سات آسمان گناٹے۔ ہر دو آسمانوں کے درمیان وہ فاصلہ ہے جو آسمان و زمین کے درمیان ہے پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ ان سب کے اوپر کیا ہے عرض کیا اللہ و رسول ہی خوب جانیں فرمایا ان کے اوپر عرش ہے۔ اس کے اوپر اور آسمان کے درمیان وہ فاصلہ ہے جو دو آسمانوں کے درمیان ہے۔ پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ وہ کیا ہے جو مختارے پنجے سے عرض کیا اللہ و رسول ہی خوب جانیں۔ فرمایا کہ اس کے نیچے دوسری زمین ہے جن دونوں کے درمیان پانچ سو سال ہیں حتیٰ کہ سات زمینیں شمار فرمائیں۔ ہر دو زمینوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ پھر فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم ایک اس نیچی زمین کی طرف لشکاؤ تو وہ اللہ کی طرف جائے گی پھر قراوت فرمائی۔ وہ اول ہے اور آخر، ظاہر ہے اور باطن اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ (مسند احمد ترمذی، ترمذی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ آیت تلاوت فرمانا اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے علم پر اس قدرت پر اس کی حکومت میں گرے، اللہ کا علم، اس کی قدرت اور اس کی بادشاہت ہر جگہ پر ہے اور وہ عرش پر ہے جیسے اس نے خود اپنی کتاب میں اپنی تعریف فرمائی۔

۱۵ آسمان کو گھر کی چھت کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

۱۶ موج کے ساتھ بھی ہوا میں محلق ہونے میں تشبیہ ہے، آسمان بھی بے ستون قائم ہے

۱۷ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ دوزمنیوں کے درمیان فاصلہ آسمانوں کی طرح ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ زمینیں آپس میں متصل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں ارض مفرد اور سموات جمع کے طور پر آیا ہے۔ اس حدیث کے خلاف ہے۔ ممکن ہے زمین کے لیے مفرد کا لفظ لانا اس لیے ہو کہ مراد یہی زمین ہے، نیچے والی زمین مراد نہیں بخلاف آسمان کے وہ تمام مرکز فیوض و آثار ہیں۔

۱۸ چونکہ دھیر احادیث میں اللہ تعالیٰ کی عرش پر فوقیت، تقدس اور احاطہ بیان ہوا اور اس میں زمین اور اس کے نیچے اللہ تعالیٰ کی قدرت، احاطہ اور اس کی صفات و افعال کے ظہور و آثار کو بیان فرمایا تاکہ واضح ہو کہ ہر جگہ اوپر و نیچے اور زیر و بالا میں اس کی قدرت کا احاطہ ہے۔

۱۹ وہو بکل شیء علیہ ”وہ ہر شے کا جاننے والا ہے“ اس پر قرینہ ہے۔

۲۰ ان صفات کے آثار موجود ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کی صفات محتاج مکان نہیں۔

۲۱ قرآن مجید میں ہے الرحمن علی العرش استوی

وہو رب العرش العظیم یا اس سے مراد وہ آیات ہیں جن میں اس کے علم، وجود، قدرت اور فوق العرش کا ذکر ہے۔ مثلاً وہواللہ فی السموات والارض۔ واللہ بکل شیء محیط ہر تقدیر یہ آیات اگرچہ بظاہر جہت اور مکان کا مہم ہیں لیکن حقیقت میں یہ ظہور علم و قدرت سے عبارت ہیں اور ان سے مراد وہ حاکمی و مافی ہیں جو باری تعالیٰ شانہ و عظم برہانہ کے شایان شان ہیں۔

۵۲۸۸ وَعَنْهُ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ طُولُ آدَمَ بَسْتَيْنِ ذِرَاعًا فِي سَبْعِ أَخْدُعِ عَرْضًا

۱۰ ادا مہنی سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت آدم کی لمبائی سات گز تھی، ست گز چوڑائی۔

۱۱ گز کسی سے لے کر درمیانی انگلی کے سرے تک مراد ہے اور یہی شری گز ہے جو کہتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا ہاتھ مراد ہو تو ذراع آدم مراد ہے کہ ان کا قدمبارک ان کے ہاتھ کے حساب سے سات ہاتھ تھا یا ستار گز ہے ظہیر ہے کہ عام آدمی کا ہاتھ مراد ہے جو کہ اگر حضرت آدم علیہ السلام کا ہاتھ مراد ہو تو لازم آئے گا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا قد آپ کے ہاتھ کی پیمائش سے سات ہاتھ کے برابر ہو اس کی سبب ہو گا کہ ان کا ہاتھ ان کے جسم کی لمبائی کے مقابلے میں انتہائی چھوٹا تھا اور حد تناسب سے یک نخت دور تھا جیسے کہ مخفی نہیں۔

۵۲۸۹ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! آتَى الْأَنْبِيَاءَ كَانَ أَوَّلُ : قَالَ آدَمُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَبَنِي كَانِ . قَالَ نَعُو نَبِيٌّ مُكَلِّمٌ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ الْمُرْسَلُونَ قَالَ ثَلَاثًا نَبِيٌّ وَبِضْعَةٍ

۱۲ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کون سے نبی پہلے ہیں۔ فرمایا آدم علیہ السلام عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ نبی تھے؟ فرمایا ہاں کلام والے نبی۔ عرض کیا یا رسول اللہ رسول کتنے ہیں؟ فرمایا

عَشْرَجَمًا غَفِيرًا وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ أَبِي مُعَاوَةَ قَالَ
أَمَّا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَمْ ذَكَرَ عِدَّةَ الْأَنْبِيَاءِ
قَالَ مِائَةُ أَلْفٍ وَارْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ أَلْفًا الْمُرْسَلُ
مِنْ ذَلِكَ ثَلَاثُمِائَةٍ وَخَمْسَةُ عَشْرَجَمًا
غَفِيرًا

تین سو اور کچھ تھے اس بڑی جماعت اور ایک روایت میں
حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضرت ابوذر نے
فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ نبیوں کی تعداد کتنی
ہے ؟ فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ جن میں سے رسول
بڑی جماعت تین سو پندرہ ہیں۔

۱۔ یہ صدق وزہد میں اکابر صحابہ میں سے ہیں۔

۲۔ ان پر صحیفہ نازل کیا گیا تھا

۳۔ ایک روایت میں تین سو چودہ ہے

۴۔ جَمًّا، جیم پر زبر، میم مشدود بمعنی لید، غفیر غفر سے ہے بمعنی ستر، یہ بھی کثرت کا فائدہ دیتا ہے کیونکہ کثیر
جماعت بھی اپنے ارد گرد کو ڈھانپ لیتی ہے۔

۵۔ نبی اور رسول کے درمیان میں فرق یہ ہے۔ نبی پر صرف وحی ہوتی ہے جبکہ رسول پر کتاب بھی نازل کی جاتی ہے۔
انبیاء کی تعداد کے بارے میں دو لاکھ چوبیس ہزار کی روایت بھی ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے ان کی تعداد کے تعین کو منع
کر دیا گیا اجمالا یہ عقیدہ رکھنا چاہیے ہم تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہیں۔

۵۴۹۰ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْخَبْرُ كَالْمُعَايَنَةِ إِنَّ اللَّهَ
كَأَنِّي أَخْبِرُ مُوسَى بِمَا صَنَعَ قَوْمُهُ فِي الْعَجَلِ
فَلَوْ يَلْقَى الْاُلُوحَ فَلَتَا عَايِنَ مَا صَنَعُوا
أَلْقَى الْاُلُوحَ فَانْكَسَرَتْ
(رَوَى الْاَحَادِيثُ الثَّلَاثَةُ اَحْمَدُ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اطلاع دیکھنے کی
طرح نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وہ سب کچھ
بتایا جو ان کی قوم نے پھڑے کے متعلق کیا۔ اس وقت
آپ نے تختیاں نہیں گرائیں پھر جب ان کی حرکت دیکھی تو
تختیاں گرا دیں وہ ٹوٹ گئیں۔

(ان تینوں احادیث کو امام احمد نے روایت کیا)

۱۔ خبر کتنی یقینی کیوں نہ ہو جو مقام دیکھنے کو حاصل ہے وہ سننے سے حاصل نہیں ہوتا۔ پھر اس پر دلیل
لشاذ درمائی۔

۲۔ جن میں تواریک بھی ہوئی تھی۔

باب

فضائل نَبِيِّ المرسلين صَلَّى الله عليه وسلم

تمام رسولوں کے سربراہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کا بیان

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل گنتی اور شمار سے باہر ہیں۔ اولین و آخرین کے علوم ان کا احاطہ نہیں کر سکتے اور ان کی فضیلت سوائے آپ کے پروردگار کے کوئی نہیں جانتا۔ اس پر اتفاق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اولادِ آدم کے سربراہ اور تمام پیغمبروں سے افضل ترین ہیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیہم اجمعین۔ آپ کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور ان کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بعد علماء سے تصریح نہ ملتی۔ واللہ اعلم

پہلی فصل

الفصل الاول

۵۲۹۱ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُونِ بَنِي آدَمَ قَرْنًا قَدَرْنَا حَتَّى كُنْتُ مِنَ الْقَدَرِ الَّذِي كُنْتُ مِنْهُ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اطوارِ آدم کے ہر بہتر طبقہ سے مبعوث ہوا ہوں حتیٰ کہ اس طبقہ تک جس سے میری آمد ہوئی۔

اے ہر وہ طبقہ جس میں والدین کی صلب میں رہا ہوں۔ قرن سے مراد ایک زمانہ کے لوگ مثلاً صحابہ، تابعین، جمع تابعین وغیرہ۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس طبقہ میں رہے وہ سب سے بہتر تھا جیسا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد کننا اور قریش ہیں اور ان کے بعد ہاشم۔

اے خیر سے مراد فضائل حمیدہ اور فضائل شریفہ ہیں۔ جن پر اہل عقل و کرم مدح کرتے ہیں۔ اس سے دین و ایمان مراد نہیں (کذا قالوا) یہ معاملہ قرآن کا ہے۔ رہا معاملہ آپ کے آباء کلام کا وہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک تمام کفر کی میل اور نجاست شرک سے پاک رہے۔ جیسا کہ فرمایا میں پاکیزہ صلبوں سے پاکیزہ احرام میں منتقل ہوتا رہا، اس پر متاخرین علماء حدیث نے بہت دلائل تحریر کیے ہیں۔ اللہ کی قسم یہ ایسا علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان متاخرین کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ یعنی اس بات کا علم کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد دین کو حیدر و اسلام پر تھے حالانکہ متقدمین کے کلام سے اس کے خلاف ظاہر ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل ہے جسے وہ چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شیخ جلال الدین سیوطی کو جزائے غیر عطا فرمائے جنہوں نے اس مسئلہ پر رسائل تحریر فرما کر اسے خوب واضح فرمایا۔ اور مدعی کو ظاہر و باہر فرمادیا۔ حاشا اللہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ اس کو تاریک جگہ رکھ جاتا اور مذہب امت آپ کے

آباء کی تحقیر و رسوائی کی جائے۔

۵۴۹۲ وَعَنْ ذَاتِ النَّبِيِّ الْأَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لِنَاثَةٍ مِنْ ذُرِّيَةِ إِسْمَاعِيلَ وَاصْطَفَىٰ قُرَيْشًا مِنْ نَاثَةٍ وَاصْطَفَىٰ مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ وَاصْطَفَىٰ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ رِثَاءً مُسْلِمًا وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ مِنْ ذُرِّيَةِ إِبْرَاهِيمَ إِسْمَاعِيلَ وَاصْطَفَىٰ مِنْ ذُرِّيَةِ إِسْمَاعِيلَ بَنِي كِنَانَةَ

حضرت ذالم بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل سے کنانہ کو چنا اور کنانہ سے قریش اور قریش سے بنی ہاشم اور بنی ہاشم سے چنا (المسلم) ترمذی کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم میں سے اسماعیل اور اولاد اسماعیل میں سے کنانہ کو منتخب فرمایا

۱۔ کنانہ، کاف کے پیچھے، یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے چند واسطوں سے اولاد میں ہیں اور قریش سے دو واسطے پہلے ہیں۔

۲۔ یہ یضرب کنانہ کی اولاد سے ہیں۔ قریش نام کی مشہور وجہ یہ ہے کہ یہ ایک سمندری چارباہ کا نام ہے۔ جو قوت و زور میں اپنی انتہا پر ہے۔ صحاح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ قریش کے نام کی وجہ یہ ہے کہ دریا کی مچھلی کا نام قریش ہے جو دیگر مچھلیوں کو ہڑپ کر جاتی ہے اور کوئی نہ کھا سکتی اور اس پر کوئی غالب نہ آ سکتا اس کی دیگر وجہ بھی قاموس میں مذکور ہیں۔

۳۔ تمام سے افضل و اعلیٰ بلکہ ان کے خلائصوں کا خلدہ ہیں۔

۴۔ اس کی روایت میں یہ اضافہ ہے

۵۴۹۳ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوْلَىٰ مَنْ يَنْشُرُ عَنْهُ الْعَبْرَ وَأَوْلَىٰ شَافِعٍ فَأَوْلَىٰ مُسْقِعٍ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روز قیامت اولاد آدم کا سرکار میں ہوں۔ سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا میں ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت منظور ہوگی (المسلم)

۱۔ تمام صفات کمال میں، قیامت کی قیادہ ہے کہ اس دن یادت و کرامات کا خوب ظہور ہوگا۔ اس دن واضح ہو جائے گا کہ دن انہی کا دن ہے۔ کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر مقبول و مقرب نہیں۔ یہ بھی واضح ہو گیا کہ آپ ملائکہ سے بھی افضل ہیں۔ مذہب اہل حق یہی ہے اور ان کی تحقیق بھی یہی ہے کہ بشر ملائکہ سے افضل ہیں۔ بعض احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت مطلقہ تمام مخلوق پر کا ذکر بھی ہے ماسب کہ نبیہ میں حضرت سلمان ابن عساکر سے ہے کہ جبرئیل امین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اللہ تعالیٰ کا

فرمان ہے دنیا اور اہل دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کو پیدا نہیں کیا گیا تاکہ وہ آپ کی اس بزرگی اور مرتبہ کو پہچانے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے اگر آپ نہ ہوتے میں دنیا پیدا ہی نہ کرتا لہذا ثابت ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے افضل ہیں اور جو بعض احادیث میں آیا ہے مجھے انبیاء پر فضیلت نہ دو، مجھے حضرت موسیٰ اور حضرت یونس پر فضیلت نہ دو اس کا جواب پیچھے معلوم ہو چکا۔

اس سے واضح ہو رہا ہے کہ سب سے پہلے آپ کی شفاعت ہی قبول کی جائے گی۔

۵۴۹۴ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَكْبَرُ الْأَنْبِيَاءِ نَبْعًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۵۴۹۵ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَاسْتَفْتَحَ فَيَقُولُ الْخَازِنُ مَنْ أَنْتَ فَأَقُولُ مُحَمَّدٌ فَيَقُولُ بِكَ أُمِرْتُ أَنْ لَا أَفْتَحَ لِأَحَدٍ قَبْلَكَ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۵۴۹۶ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوَّلُ شَفِيعٍ فِي الْجَنَّةِ لَهُ يُصَدِّقُ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ مَا صَدَّقَتْ وَارِثٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيًّا مَا صَدَّقَهُ مِنْ أُمَّتِهِ إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روز قیامت میرے امتی تمام انبیاء سے زیادہ ہوں گے اور سب سے پہلے میں ہوں جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا۔ (المسلم)

اور انھی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں پہلا شفیع ہوں گا جتنی میری تصدیق کی گئی اس قدر کسی نبی کی نہیں کی گئی۔ بعض نبی ایسے بھی ہوں گے جن کی تصدیق فقط ایک آدمی نے کی ہوگی۔ (المسلم)

لہ جنت میں لانے کے لیے یا اس میں بندی درجات کے لیے

سے میری امت اور متبعین زیادہ ہوں گے یا جس قوت اعتقاد سے میری تصدیق ہوگی کسی کی نہ ہوگی۔ پہلی صورت میں کثرت اور دوسری صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادتی محبت اور قوت ایمانی مراد ہے۔

۵۴۹۷ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ قَصْرِ أَحْسَنَ بَنِي آدَمَ تَرَكُوا مِنْهُ مَوْضِعَةً لَبَنَةٍ فَطَافَ بِهِ النَّظَارُ يَتَعَجَّبُونَ مِنْ حُسْنِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور انبیاء کی مثال ایک خوبصورت مکان کی ہے جس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو دیکھنے والے اس پر تعجب کرتے ہوئے کھتے ہیں کاش

بُنْيَانِ الْاَمْوَضَةِ تِلْكَ اللَّيْنَةُ فَكُنْتُ اَنَا
سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّيْنَةِ خُفَوِي الْبُنْيَانُ وَ
خُفَوِي الرَّسْدُ وَفِي رَوَايَةٍ فَاَنَا اللَّيْنَةُ
وَاَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

یہ اینٹ ہوتی۔ فرمایا میں وہی اینٹ ہوں جس نے وہ
جگہ پُر کر دی مجھ سے عمارت مکمل ہو گئی۔ مجھ پر رسولوں کا
اختتام ہوا ایک روایت میں ہے میں وہ اینٹ ہوں اور
میں انبیاء کا خاتم ہوں۔
(بخاری و مسلم)

۱۔ صراح میں ہے بنیان ارد گرد دیوار کو کہتے ہیں

۲۔ لبتہ، لام پر زبر، باء کے نیچے زیر یا لام کے نیچے زیر اور باء ساکن

۵۳۹۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ الدُّنْيَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ
أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ أَمِنْ عَلَيْهِ الْبَشَرُ
وَأَنَّا كَانِ الَّذِي أُوتِيَتْ وَحْيًا أَوْحَى
اللَّهُ إِلَيَّ فَأَرْجُوا أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا
يَوْمَ الْقِيَمَةِ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اور امحی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا: نبیوں کی جماعت میں کوئی نبی نہ تھا انھیں
اتنے معجزات دیے گئے جتنے لوگ ان جیسے معجزات پر
ایمان لائے اور جو خصوصی معجزہ مجھے عطا ہوا ہے وہ وحی
ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجی ہے تو میں امید کرتا
ہوں کہ میں قیامت کے دن زیادہ متبعین میں ہوں گا۔
(بخاری و مسلم)

۱۔ یعنی کوئی پیغمبر ایسا نہیں کہ اس کیفیت میں ان سے معجزہ کا اظہار نہ ہوا ہو لیکن وہ زمانہ کے ساتھ مخصوص مختار اس
زمانہ کے بعد وہ معجزہ ختم ہو گیا۔

۲۔ یعنی قرآن عظیم جو عظیم معجزہ ہے تا قیامت باقی ہے۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے صدق پر
بھلا ہوا تمام اہل جہاں کے لیے حق و یقین کی طرف راہنمائی کرنے والا ہے۔
۳۔ یعنی میرے متبعین روز قیامت کثیر ہوں گے بوجہ بقائے معجزہ، کیونکہ جو بھی اس معجزہ کو دیکھے گا
ایمان لائے گا۔

۴۔ اگر کوئی کہے دیگر انبیاء پر بھی وحی و کتاب کا نزول ہوا تھا، اس کا جواب یہ ہے کہ وہ وحی اور کتاب معجزہ
تھی۔ اس حدیث کی شرح میں یوں ہی کہا گیا ہے۔ بعض نے کہا معنی یہ ہے کہ جس پیغمبر کو بھی معجزہ دیا گیا وہ سابقہ
کی مانند ہی تھا لیکن میل عظیم معجزہ جو وحی کی صورت میں ہے کسی دوسرے کو نہیں دیا گیا لہذا میری اتباع کرنے والے
زیادہ ہوں گے۔ یہ معنی عبادت کے اعتبار سے زیادہ ظاہر ہے۔ اگرچہ تقریباً اول بہت عمدہ اور احکم ہے اور اکثر
سفار میں کی یہی رائے ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ایسی پانچ چیزیں عطا

۵۳۹۹ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيتُ خَمْسًا لَوْ لُعْطُوهُنَّ

أَحَدٌ قَبْلِي نَصَرْتُ بِالرُّحْبِ مَسِيرَةً شَهْرًا
وَجَعَلْتُ لِي الدُّرُحُ مَسْجِدًا وَطَهْرًا فَأَيُّمَا
رَجُلٍ مِّنْ أُمَّتِي أَدْرَكْتُهُ الصَّلَاةَ فَلْيُصَلِّ
وَأُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ وَلَوْ تَحِلُّ لِوَاحِدٍ قَبْلِي
وَأُعْطِيَتِ الشَّفَاعَةُ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ
إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ
عَامَّةً

(متفق علیہ)

کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ دی گئیں۔ ایک ماہ
کی مسافت تک میرا دبہ، دوسرا میرے لیے تمام زمین کو
جائے سجدہ اور پاک کر دیا گیا میرا امتی جہاں نماز کا وقت
پائے وہاں نماز ادا کرے۔ تیسرا میرے لیے غنائم حلال قرار
دیئے۔ حالانکہ میرے سے پہلے حلال نہ تھے جو مجھے
شفاعت دی گئی۔ پانچویں ہر نبی کو کسی خاص قوم کی
طرف بھیجا گیا اور مجھے تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے
(بخاری و مسلم)

۱۔ یہ تخصیص حضرات انبیاء علیہم السلام کی نسبت سے ہے دیگر حکمران اور ظالم بادشاہ خارج از بحث ہیں۔ رعب
کے ساتھ فتح و ظفر سے مراد بالفعل اس کا حصول ہے۔ فقط رعب و دبہ کا ہونا اس سے الگ معاملہ ہے۔
۲۔ سابقہ امتوں میں مخصوص مقامات تھے مثلاً گرجے وغیرہ ان کے علاوہ نماز نہ ہوتی۔ بعض نے کہا اس کا معنی یہ
ہے کہ وہاں ہی نماز ادا کر سکتے جس جگہ کی طہارت متعین ہو۔ لیکن ہمارے لیے ہر اس جگہ نماز جائز و روا قرار دی جو یقینی
طور پر نجس نہ ہو۔

۳۔ اس سے تمہید کیا جاسکتا ہے حالانکہ سابقہ امتیں فقط پانی سے طہارت حاصل کر سکتی تھیں۔

۴۔ اگر پانی نہ ملے تو تیمم کر کے نماز ادا کرے۔ اس تقریر سے یہ بات سابقہ دونوں باتوں پر متفرع ہو سکتی ہے۔
۵۔ سابقہ امتیں غنیمت حاصل کر کے حیوانات کو قتل کر دیتے وہ غنیمت حاصل کرنے والوں کی ملکیت ہوتا نہ کہ انبیاء
کی لیکن ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اخذ غنم اور اس میں سے انتخاب کا حق عطا فرمایا، مثلاً بہتر عوار وغیرہ۔ باقی وہ
قوم حیوانات کے علاوہ ایک مخصوص جگہ پر لکھتے آسمان سے آگ آکر اسے جلا دیتی (کذا فی الشریعہ)۔
۶۔ شفاعت عظمیٰ جو تمام احوال، مقامات کو شامل ہے جیسا کہ باب شفاعت میں گزر چکا ہے۔
۷۔ دوسری قوم سے انھیں کوئی سروکار نہ ہوتا۔

۸۔ بلکہ تمام انس و جن کی طرف، ممکن ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اس فرمان کے بعد ہو گئی ہو اس لیے آپ نے
جنات کا ذکر نہیں فرمایا۔ اس کی مزید تحقیق آئندہ حدیث میں ہے۔

۵۵۰۰ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ
أُعْطِيتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنَصَرْتُ بِالرُّحْبِ
وَأُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِي الدُّرُحُ
مَسْجِدًا وَطَهْرًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے انبیاء پر چھ چیزوں سے
فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے جامع کلمات سے نوازا گیا
دبہ کے ساتھ میری مدد کی گئی۔ میرے لیے غنائم حلال کیے
گئے اور میری خاطر تمام زمین کو جائے نماز اور پاکیزہ بنا دیا

كَافَّةً وَنَحْنُ بِالنَّبِيِّينَ
دُرُؤًا مُّسْتَدِيمُونَ

مجھے تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا اور مجھ پر انبیاء کا اختتام
ہو گیا ہے (المسلم)

۱۷۔ سابقہ حدیث میں پانچ کا اور یہاں چھ کا تذکرہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص حدیث سے باہر ہیں لیکن سوال و حالات کے پیش نظر بعض کا تذکرہ ہوا یعنی مقصود تمام کا بیان نہیں۔

۱۸۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ہی مختصر کلام فرماتے مگر حکیم معانی پر مشتمل ہوتا یہ حضور خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی خصوصیت ہے مثلاً اعمال کا مدار نیتوں پر ہوتا ہے۔ کسی کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ لایعنی کاموں کو ترک کر دے۔ دین سرا یا خیر خواہی ہے وغیرہ۔ ان میں سے ہر ایک معانی عظیمہ و کثیرہ پر مشتمل ہے بعض علماء نے ایسی احادیث کے لیے الگ کتاب لکھی ہے۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد قرآن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں الفاظ محوڑے مگر معانی کثیرہ کو جمع فرما دیا ہے۔ پہلا معنی زیادہ واضح ہے۔ اس کی تائید وہ روایت کرتی ہے جس میں ہے کہ میرے لیے کلام کو مستقر کر دیا گیا ہے تو اس کی دلالت معنی اقل پر ہے۔

۱۹۔ احادیث میں آیا ہے کہ ایک ماہ کی مسافت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدرتی رعب و جلال ہوتا۔
۲۰۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمومی رسالت کی تفصیص پر یہ گفتگو کی گئی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے دور میں دوسرا کوئی پیغمبر نہیں لہذا اس دور کے تمام لوگوں کی طرف وہ مبعوث ہوئے ہوں گے۔ نیز جب انھوں نے قوم کے خلاف دعا کی تو تمام اہل زمین ہلاک و غرق ہو گئے جو واضح کر رہا ہے کہ تمام کی طرف مبعوث ہوئے۔ اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام نے تمام روئے زمین کی سیر فرمائی۔ لوگوں کو اسلام لانے کا کہا جیسا کہ مکہ بلقیس وغیرہ کے بارے میں ہے کہ اسلام لاؤ ورنہ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ تو یہ چیز بھی ان کی رسالت کے عموم پر شاہد ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ان کی بعثت میں عموم نہ تھا۔ مخلوق کے غرق کے بعد موجودین میں انحصار کی وجہ سے عموم لاحق ہوا۔ لیکن غرق سے پہلے یہ احتمال تھا کہ انکی بعثت اپنی مخصوص قوم کے لیے ہوئی تھی چونکہ ان کی قوم کے علاوہ دوسری قوم زمین پر نہ تھی تو اس سے بظاہر محسوس ہوا کہ ان کی بعثت عام ہے۔ باقی ان کی دعا تمام اہل زمین کے لیے اس لیے تھی کہ ان کی دعوت توحید اس قوم کے تمام افراد کو لائے گی، کیونکہ آپ کی عمر شریف نہایت طویل تھی لیکن انھوں نے شرک اور بغاوت کی لہذا وہ تمام عذاب کے مستحق ٹھہرے بعض شارحین نے فرمایا کہ بعض انبیاء علیہم السلام میں توحید عام تھی لیکن فروعاً شریعت کے التزام کا علم تھا حضرت سلیمان علیہ السلام کا معاملہ تو علماء فرماتے ہیں کہ رسالت کا مفہوم فقط واجبات اور محرمات تک مخصوص ہے اور مندرجات میں مکمل کو اجازت ہے مگر قتال کی دھمکی جو بظاہر واجبات کے ساتھ مخصوص نظر آتی ہے درحقیقت ان کے ساتھ مخصوص نہیں

غلہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی شریعت بنی اسرائیل کے ساتھ ہی مخصوص تھی ہاں اگر کسی نے بنی اسرائیل کے ساتھ معارضہ و جنگ کی تو پھر آپ نے اس کا ٹوس لیا۔ جیسا کہ اہل ایران نے ہراسپ کو فارس سے نکالا اور وہ بلخ چلا گیا، بلقیس کو بھی اسی وجہ سے مطیع کیا گیا۔ (مولوی امیر علی)

بلکہ یہ ہر اس چیز کے ساتھ مخصوص ہے جس پر آخرت میں عتاب و سزا ہے۔ امام سیوطی نے حاشیہ سنائی میں یہی فرمایا ہے یہ بھی احتمال ہے کہ بقیس کے ساتھ قتال بسبب حاکم ہو نہ کہ بسبب رسالت اور آپ حاکم بھی تھے اور رسول بھی لہذا کوئی اشکال نہ رہا۔ (کنزاقیل)

۵۵.۱ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَلُصِّصْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِلُونَ رَأَيْتُنِي أُتِيْعْتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوَضِعْتُ فِي يَدِي (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اور انھی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جامع کلمات کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے اور میں سویا ہوا تھا کہ میں اپنے آپ کو دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں مجھے دی گئیں اور میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔

۱۷ اس سے مراد فتوحات ہیں جن کے دروازے شرق تا غرب اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر کھولے گا کنوز و دھان سے اخراج مراد ہے مراد وہ زمین ہے جس میں چاندی و سونے کے ذخائر ہیں۔

۵۵.۲ وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِيَ الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلَغُ مُلْكُهَا مَا زَوَى لِيَ مِنْهَا وَأُعْطِيَتْ الْكَنْزُيْنِ الْأَوْحَمَ وَالْأَبْيَضَ وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي أَنْ لَا يَهْلِكُمْ بِسَنَةِ عَامَةٍ وَأَنْ لَا يَسْلُطَ عَلَيْهِمْ عَدُوٌّ أَوْ مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحُوا بَيْضَتَهُمْ وَإِنَّ رَبِّي قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَإِنَّهُ لَا يَرُدُّ وَإِنِّي أُعْطِيْتُكَ لِأُمَّتِكَ أَنْ لَا أَهْلِكَهُمْ بِسَنَةِ عَامَةٍ وَأَنْ لَا أَسْلُطَ عَلَيْهِمْ عَدُوٌّ أَوْ مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحُوا بَيْضَتَهُمْ وَلَوْ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ يَأْخُطُّ يَهْلِكُتِي يَكُونُ بَعْضُهُمْ رُفْلًا

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا ہے تو میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا ہے اور عنقریب میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک یہ میرے لیے سمیٹی گئی ہے اور مجھے دو خزانے عطا فرمائے گئے یعنی سرخ اور سفید اور میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ انھیں عام قحط سے ہلاک نہ کرے اور دشمنوں کو ان پر مسلط نہ کرے ان کے جوان کو چڑے اٹھا کر ڈالے۔ میرے رب نے فرمایا اے محمد! میں جب سفید و سرخ ہوں تو وہ بلا نہیں جاتا اور میں نے تمہاری امت کے لیے چیزیں عطا فرمادی کہ انھیں قحط سے ہلاک نہ کروں اور یہ کہ ان پر ان کے نفوس کے سوا دشمن کو مسلط نہ کروں کہ ان کی جانیں اٹھا کر دے اگرچہ وہ ان کے لیے چاروں طرف سے آکر گئے۔

۱۸ قرآن مجید اختصار کلام میں سب سے بڑا اعجاز رکھتا ہے ابتلائی ایمان سے اس سے ضروری معافی حاصل ہوجاتی ہے جب کمال کامر تہ پاتا ہے تو مزید معافی کا حصول ہوجاتا ہے جب مرتبہ مقید پاتا ہے تو معافی عجیب پاتا ہے اس کے بعد مرتبہ صدیقیت جب ملتا ہے تو بند معافی کا اور اک ہوجاتا ہے اب نبوت کے علوم کیا ہونگے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے یہ قرآنی معجزہ ہے عظمت و کبریا اللہ ہی کے لیے ہے۔

بَعْضًا وَيَسِيْرُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ہو جائیں لیکن یہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کریں گے
اور ایک دوسرے کو قیدی بنائیں گے۔ (المسلم)

اصیری امت مشرق و مغرب پر حکومت اور تصرف حاصل کرے گی۔

لہٰذا سرخ خزانہ سے مراد وہ کارگر و غمروان فارس کے خزانے ہیں جن میں ہونا زیادہ ہے سفید خزانہ سے مراد قیصر و بادشاہان روم کے خزانے ہیں جن میں چاندی غائب تھی۔ بعض شارحین کی رائے یہ ہے کہ سرخ خزانوں سے مراد ملک شام ہے کیونکہ اس کا رنگ سرخ ہے اور سفید سے مراد ملک فارس ہے اس کا رنگ سفید ہے لیکن اول معنی ظاہر و مختار ہے۔
۱۰۔ ایسا قحط نہ ہو جو تمام امت کو ہلاک کر ڈالے۔

۱۱۔ یعنی کفار کو

۱۲۔ بیغہ، سرا اور شہر اور قوم کی آبادی کا درمیان یعنی دشمن ان پر قبضہ کر کے ان تمام کو ہلاک نہ کر دے۔
۱۳۔ خواہ وہ فیصد عطا کا ہو یا بلا کا

۱۴۔ اگرچہ تمام جہان کے کافر جمع ہو جائیں

۱۵۔ کفار تو آپ کی امت پر غالب و مسلط نہ ہوں گے لیکن آپس میں لڑے گی اور یہ تقدیر الہی کا فیصلہ ہے، جو بدل نہیں سکتا ہاں اس کا حکم نہیں دیا لہٰذا حکم شرع اس سے متعلق نہ ہوگا۔

۵۵۴ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَسْجِدِ بَنِي مُعَاوِيَةَ دَخَلَ فَرَكِعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَهُ وَدَعَا رَبَّهُ طَوِيلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ سَأَلْتُ رَبِّي ثَلَاثًا فَأَعْطَانِي ثِنْتَيْنِ فَمَنْعَنِي وَاحِدَةً سَأَلْتُ رَبِّي أَنْ لَا يُهْلِكَ أُمَّتِي بِالسَّنَةِ فَأَعْطَانِيهَا وَسَأَلْتُ أَنْ لَا يُهْلِكَ أُمَّتِي بِالْغُرَى فَأَعْطَانِيهَا وَسَأَلْتُ أَنْ لَا يَجْعَلَ بَيْنَهُمْ فِتْنَةً فَمَنْعَنِيهَا
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو معاویہ کی مسجد سے گزرے آپ نے مسجد میں داخل ہو کر دو رکعتیں ادا کیں۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز ادا کی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے طویل دعا کی پھر پٹ کر فرمایا میں نے اپنے رب سے تین دعائیں کیں، مجھے دو عطا کر دی گئیں اور ایک سے روک دیا گیا۔ میں نے اپنے رب سے مانگا تھا میری امت قحط سے ہلاک نہ فرمانا یہ مجھے عطا کر دیا گیا۔ پھر میں نے یہ مانگا تھا میری امت کو غرق نہ فرمانا یہ بھی مجھے عطا کر دیا گیا۔ پھر میں نے یہ مانگا ان کے درمیان جنگ و جدال نہ ہو تو اس سے مجھے اللہ تعالیٰ نے منع فرمادیا۔

(المسلم)

۱۶۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

۱۷۔ یہ انصار کا قبیلہ ہے، آج بھی مدینہ مطہرہ کے باہر یہ مسجد قائم ہے۔ اس کے صحن میں رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی اونٹنی کے قدم کا نشان ہے۔

۱۳ دوران تشہد یا اس کے بعد، ظاہر یہی ہے کہ بعد میں دعا کی۔

۱۴ غرق۔ راء پر زبر یا سکون، اکثر سکون کے طور پر آیا ہے۔

۱۵ باس، عذاب، سختی، سخت جنگ

۱۶ یہاں سے واضح ہو رہا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی بعض دعائیں مستجاب نہیں۔ ان کی ہر دعا کی

مقبولیت کے بارے میں دوسرے مقام پر گفتگو ہے۔ اس میں سے کچھ کا تذکرہ ہم نے نعیم البشارہ میں کیا ہے۔

حضرت عطاء بن یسار سے مروی ہے میں حضرت عبداللہ

بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ملا۔ میں نے عرض

کیا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تورات میں

بیان کردہ اوصاف کے بارے میں بتائیے۔ فرمایا ہاں

اللہ کی قسم تورات میں بعض وہی آپ کی حسانت بیان ہوئی

ہیں جو قرآن میں ہیں۔ اے نبی ہم نے آپ کو شاہد

مبشر، نذیر اور امی لوگوں کے لیے محافظ بنایا ہے۔ آپ

میرے بندے اور رسول ہیں میں نے تمہارا نام محمد رکھا

آپ سخت خماور سخت گوہیں نہ بازار میں آؤ نجی بولتے

والے ہیں، برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے لیکن آپ

معاف اور بخشش فرمانے والے ہیں۔ اس وقت تک اللہ

تعالیٰ آپ کو وصال نہیں دے گا جب تک پیر صی

امت کو سیدھا نہیں فرما دیتے یہاں تک کہ وہ پڑھیں لا

الا اللہ، اس کے ذریعے اندھی آنکھیں بنیا، برے کام

سننے والے اور بندوں کو کھل جائیں (اے بخاری نے روایت

کیا اور اسی طرح مدنی نے عطاء بن سلام وغیرہ سے کیا)

اور حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ ہم آخر میں ہیں۔ باب

جمعہ میں گزر چکا ہے)

۱۷ عطاء بن یسار، یلو پر زبر یا سکون، مشاہیر تابعین و کبار علماء میں سے ہیں۔ یہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ

کے آزاد کردہ غلام تھے۔

۱۸ ظاہر ہے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے تورات کا مطالعہ کیا ہوا تھا یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس

بارے میں انھوں نے سنا تھا یا بعض اہل کتاب سے سنا جو ایمان لا چکے تھے۔ آپ اہل علم و کتابت اور سابقہ کتب کا مطالعہ رکھتے ہیں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث لکھا کرتے اور یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح کثیر الاحادیث تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی یہ کہتے ہیں کہ وہ احادیث لکھا کرتے تھے اور میں لکھا نہیں کرتا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حفظ میں اعلیٰ مقام حاصل تھا، جیسا کہ دیگر احادیث میں ہے۔

۱۴ اجل، ہمزہ اور جیم پر زبر، یہ حروف تصدیق میں سے ہے اس کا معنی نعم (ہاں) ہے۔

۱۵ ہم نے آپ کو احوال امت پر شاہد بنایا ہے۔

۱۶ اتباع کرنے والوں کے لیے

۱۷ نافرمانوں کے لیے

۱۸ حرز، حامی کے نیچے زیر، راء ساکن، ایسی جگہ جو پناہ گاہ ہو، امیین سے مراد عرب ہیں کیونکہ ان کی اکثریت لکھنا پڑھنا نہ جانتی تھی یا اس لیے کہ ان کی نسبت ام القریٰ کی طرف ہے جو مکہ کا ایک نام ہے۔ عربوں کی وجہ تخصیص یہ ہے کہ ان میں آپ مبعوث ہوئے اور انھی میں سے ہیں اور اس سبب سے کہ ان کو سطوت عجم سے تحفظ تھا۔ اگر حرز سے مراد شیطانی مکرو فریب اور آفات نفس ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک وجود تمام جہانوں کے لیے پناہ گاہ و سہارا ہے بعض شارحین کہتے ہیں کہ حفظ قوم سے مراد یہ ہے کہ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں موجود رہے اس قوم کو ہلاک نہیں کیا گیا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ

۱۹ آپ میرے اس قدر مخصوص بندے ہیں کہ بندگی خاص میں تمھارا کوئی شریک نہیں

۲۰ مخلوق کی طرف میرے پیغامبر ہو

۲۱ اپنے تمام معاملات کو میرے سپرد کر دینے والے، اپنی قوت و طاقت پر بھروسہ نہیں کرتے۔

۲۲ ولا سحاب، خام شدہ، بازار کا ذکر صرف بطور عادت و عرف ہے کہ وہاں شور و غوغا زیادہ ہوتا ہے۔ یہ

لفظ صادر کے ساتھ صحاب بھی منقول ہے۔

۲۳ جو آپ کے ساتھ برائی اور زیادتی کرتا ہے آپ اس سے بدلہ کے طور پر زیادتی نہیں فرماتے۔

دوسری فصل

الفصل الثانی

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور اسے طویل فرمایا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کبھی اس طرح نماز نہیں پڑھائی۔ فرمایا ہاں! یہ

عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرْتِّ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً قَاطَا لَهَا قَائُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّيْتَ صَلَاةً لَوْ تَكُنْ تُصَلِّيُهَا قَالَ أَجَلٌ إِنَّهَا صَلَاةٌ رُغِبَتْ

قَدْ هَبْتُ وَارْتِي سَأَلْتُ اللَّهَ فِيهَا ثَلَاثًا فَأَعْطَانِي
اِثْنَتَيْنِ وَمَنْعَنِي وَاحِدَةً سَأَلْتُهُ أَنْ لَا
يُهْلِكَ أُمَّتِي بِسَنَةِ فَأَعْطَانِيهَا وَسَأَلْتُ
أَنْ يَسْلُطَ عَلَيْهِمْ عَدُوٌّ مِنْ غَيْرِهِمْ
فَأَعْطَانِيهَا وَسَأَلْتُ أَنْ لَا يُذِيقَ بَعْضَهُمْ
بِأَسَ بَعْضٍ فَمَنْعَنِيهَا
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ)

شوق و خوف کی نماز تھی۔ اس میں میں نے اللہ تعالیٰ
سے تین دعائیں کیں دو مجھے عطا کر دی گئیں اور ایک سے
مجھے منع کر دیا گیا۔ میں نے مانگا میری امت کو قحط سے
ہلاک نہ کرنا یہ مجھے عطا کر دیا گیا۔ میں نے مانگا ان پر
ان کے دشمنی غیر کو مسلط نہ کرنا یہ مجھے عطا کر دیا گیا
میں نے مانگا یہ آپس میں نہ لڑیں اس سے مجھے منع کر دیا گیا
(ترمذی، نسائی)

۱۴ خباب بن الارت، غامد پر زبر، یاء مشدد، الارت، ہمزہ اور راء پر زبر تاشدد مشہور صحابی ہیں، آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں شہید ہوئے سے پہلے اسلام لائے، راقح میں بڑے عذاب جھیلے اور صبر و ہمت
کا مظاہرہ کیا ہر غزوہ میں شریک رہے، کوفہ میں وصال فرمانے والے پہلے صحابی ہیں۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ
عنه نے نماز جنازہ پڑھائی۔

۱۵ اس میں دعا و سوال کیا ہے اس کی قبولیت کی امید اور خوف خشیت کی وجہ سے نماز میں خشوع و خضوع

زیادہ کیا ہے۔
۱۶ یعنی کفار کو

۱۷ آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کریں

۵۵۰۶ وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ وَالْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ
أَجَارَكُمْ مِنْ ثَلَاثٍ خِلَافٍ أَنْ لَا يُدْعَوْ عَلَيْكُمْ
بَدْيِكُمْ فَتَهْلِكُوا جَمِيعًا وَأَنْ لَا يُظْهَرَ أَهْلُ الْبَاطِلِ
عَلَى أَهْلِ الْحَقِّ وَأَنْ لَا تَجْتَمِعُوا عَلَى ضَلَالَةٍ
(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں تین
آفتوں سے بچالیا ہے یہ کہ تمہارا نبی تمہارے خلاف دعا نہ کرے
کہ تم سارے ہلاک ہو جاؤ اور اہل باطل کو اہل حق پر غالب نہ
کرے اور تمہیں گمراہی پر جمع نہ کرے۔

(ابوداؤد)

۱۸ صحابی ہیں۔ ان کے اسم گرامی میں اختلاف، عبد اللہ، کعب وغیرہ، نسبت میں بھی اختلاف ہے بعض اشعری
اور بعض اشجعی کہتے ہیں۔

۱۹ یعنی کفار اگر چہ وہ کتنے ہی زیادہ ہو جائیں۔ مسلمان اگر چہ کم ہوں گے مگر دین اسلام نیت و نابود
نہیں ہوگا۔

۲۰ یہ دلیل ہے کہ اجماع امت حجت ہے۔ اجماع ہر دور کے علماء کا کسی مسئلہ پر متفق ہونا ہے اور علماء
سے مراد مجتہدین کرام ہیں۔

۵۵۰۷ وَعَنْ مَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَجَمَعَ اللَّهُ عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ سَيِّفِينَ سَيِّفًا مِثْلَهَا وَسَيِّفًا مِثْلَ عَدُوِّهَا (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت موف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس امت پر دو تلواروں کو جمع نہیں فرمائے گا۔ ایک تلوار اس امت کی اور دوسری اس کی دشمن کی سیلہ (ابوداؤد)

۱۔ یہ صحابی ہیں اور سب سے پہلے غزوہ خیبر میں شریک ہوئے۔
۲۔ امام نور اللہ لکھتے ہیں اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت پر اس طرح دو تلواریں جمع نہیں فرمائے گا کہ امت نیست و نابود ہو جائے۔ جب امت آپس میں لڑے گی تو اللہ تعالیٰ کفار سے حملہ کر دے گا تاکہ ان کی آپس میں لڑائی ختم ہو جائے۔ امام طیبی لکھتے ہیں ظاہری معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ اس امت پر دو جنگیں جمع نہیں فرمائے گا کہ خود بھی لڑیں اور کافر بھی حملہ آور ہوں بلکہ ان میں ایک ہو گا دوسرا نہیں۔

۵۵۰۸ وَعَنِ الْعَبَّاسِ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ سَمْعَ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمَنْبَرِ فَقَالَ مَنْ أَنَا فَقَالُوا أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِي قَتَيْنٍ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فَرَقَهُ ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةَ ثَقَفٍ جَعَلَهُمْ بَنِي ثَقَفٍ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَنِي ثَقَفٍ فَجَعَلَهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَنِي ثَقَفٍ (رَوَاهُ الْقُرْمِذِيُّ)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آئے بلکہ محسوس ہوتا تھا کہ انہوں نے کوئی بات سنی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر تشریف فرما ہو کر فرمایا میں کون ہوں؟ عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اس نے ان میں سے مجھے بہترین کر دیا پھر انہیں دو گروہوں میں کیا تو مجھے ان میں سے بہترین کر دیا۔ پھر ان کے قبائل بنائے تو ان میں سے بہترین قبیلہ عطا فرمایا۔ پھر ان کے خاندان بنائے تو مجھے بہترین بیت میں کر دیا تو میں ان سے ذات اور خاندان کے اعتبار سے افضل ہوں (ترمذی)

۱۔ غلین حالت میں

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار کی طرف سے طعن ہوا کہ عرب کے دیگر بڑے بڑے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت کے زیادہ مستحق تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر اپنا مقام خصوصاً نسب شریف کا اعلیٰ، اولیٰ و ادا حق ہونا بیان فرمایا۔

۳۔ اپنی ذات اقدس کے شرف و نسب و کرامت کے اظہار کے لیے
۴۔ جو عربوں میں سب سے عظیم اور صاحب شرف و شہرت تھے۔

۷۵ یعنی جن دانش اس میں دخول ملائکہ کا بھی احتمال ہے اور یہ احتمال ظاہر تر ہے کیونکہ لفظ خلق میں عموم ہے ان میں سے بہتر نوع (انسان) میں بنایا جودوسروں سے افضل ہیں۔

۷۶ عرب و عجم

۷۷ عرب

۷۸ ہاشمی خاندان

۷۹ بہترین عرب یا تمام لوگوں سے بہتر

۸۰ لہذا میں نبوت و کتاب کا زیادہ مستحق ہوں، اس حدیث سے واضح ہو رہا ہے ہر پیغمبر عظیم نسب کے مالک ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث ہر قل سے معلوم ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مبارک گفتگو ان کی سوچ و فکر کا رد محقق کہ قرآن و نبوت ہم پر کیوں نازل کی گئی ورنہ نبوت تو سرافضل الہی ہے اس میں حسب و نسب کا ہرگز دخل نہیں جیسا کہ قرآن نے واضح کیا ہے اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (ترجمہ)

دوسرے مقام پر فرمایا

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن يَّشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے لیے نبوت کب سے ثابت ہے؟ فرمایا ابھی آدم روح و جسد کے درمیان تھے (ترندی)

۵۵۹۰ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتَىٰ وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ وَادَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۸۱ کون سے وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے لیے نامزدگی ہوئی؟

۸۲ ان کی خلقت مکمل نہ ہوئی تھی، ان کے روح کا جسم کے ساتھ تعلق نہیں ہوا تھا۔ یہ اسلئے کہ اس وقت کی طرف کہ میں مقدم ہوں۔

حضرت عراب بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت خاتم النبیین لکھا ہوا تھا جب آدم ابھی مٹی میں تھے میں تمہیں اپنے معاملہ کی ابتداء کے بارے میں بتاتا ہوں۔ میں ابراہیم کی دعا، عیسیٰ کی بشارت اور اپنی ولادت کا خواب ہوں جو اعلیٰوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا اس وقت ان کے بدن سے نور نکلا جس سے شام کے

۵۵۹۱ وَعَنِ الْعَرَبَاءِ بْنِ سَارِيَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنِّي عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوبٌ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَأَنِّي إِذَا دُمْتُ لِمُنْجِدٍ فِي طِينَتِهِ وَسَاحِبٌ لِّكَرْمٍ بِأَوَّلِ أَمْرِي دَعْوَةُ إِبْرَاهِيمَ وَبَشَارَةُ عِيسَىٰ وَرُؤْيَا أُحْقَىٰ الَّتِي رَأَيْتَ حِينَ وَضَعْتَنِي وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نَوْرٌ أَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُورُ

الثام -

معات روشن ہو گئے

رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ هُنَّ ابْنِي
أَمَامَةً مِنْ قَوْلِهِ سَأُخْبِرُكُمْ إِلَى اخْرَاجِ

دشرح السنہ، امام احمد نے اسے حضرت ابوامامہ سے
ساخبرکہ الی آخرہ تک روایت کیا۔

۱۔ عرباض، عین کے نیچے زیر، ماسکن، ساریہ، راء کے نیچے زیر اہل صفہ میں سے صحابی ہیں۔ جہاد کی محبت
میں رونے والے لوگوں میں سے ہیں انہی کے حق میں آیت نازل ہوئی وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا اتُوا وَلَئِنَّهُمْ لَكَاِبَةٌ
۲۔ طینت، مٹی کا ٹکڑا، جبلت اور خلقت کا معنی بھی دیتا ہے۔ اس کا حاصل وہی ہے جو لوگوں کی زبان پر
مشہور ہے کنت نبیا وادم بین الماء والطين (میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم پانی اور مٹی کے درمیان
تھے ایک روایت میں کنت کی جگہ کتبت (میں لکھا ہوا تھا) ہے یہیں سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور کی نبوت مقدم
ہونے کا کیا معنی ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ کے علم و تقدیر میں نبی ہونا مراد ہے یہ بات تو تمام انبیاء کو شامل ہے اور اگر
عملاً اور بالفعل مراد ہے تو وہ دنیا میں ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد وجود غیری سے پہلے ملائکہ اور ارواح کے
درمیان آپ کی نبوت کا اظہار ہے جیسا کہ احادیث میں ہے کہ عرش، تمام آسمان، محلات جنت، ان کے روشن دان،
حدروں کے سینوں، جنتی درختوں کے پتوں، طوبی کے درختوں، فرشتوں کی آنکھوں اور بروں پر آپ کا اسم گرامی لکھا
ہوا تھا۔ بعض اہل معرفت نے کہا ہے عالم ارواح میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارکہ تمام ارواح کی تربیت فرما رہی
تھی۔ جیسا کہ آپ کا جہد اطہر اس جہاں میں اجسام کی تربیت فرما رہا تھا اور یہ بات مسلمہ ہے کہ ارواح کی تخلیق
اجسام سے پہلے کی ہے۔

۳۔ جنہوں نے میری رسالت کا اعلان فرمایا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ان کی دعا ہے رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ

رَسُولًا مِنْهُمْ آيَةُ

۴۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَمَبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ

۵۔ احادیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا سے نور ظاہر ہوا، کہ
مک شام کے محلات روشن ہو گئے۔ شارحین نے فرمایا کہ یہ بیداری کا معاملہ ہے چنانچہ یہاں رویت عینی ہے۔ سیدہ کا
غواب ولادت سے پہلے کا ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ آپ کے شکم میں اللہ کا پیغمبر اور تمام سے بہتر بچہ ہے۔

۶۔ شرح السنہ نے اس کا ابتدائی حصہ ذکر نہیں کیا۔

۵۵۱۱ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ

يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا فَخْرَ وَيَبْدِي لَوْلَا الْحَمْدُ

وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ إِلَّا

فَمَنْ سِوَاكَ إِلَّا تَحْتَ لَوَايِي وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں روز قیامت تمام اولاد

آدم کا سربراہ ہوں گا مگر اس پر فخر نہیں، حمد کا جہد

میرے ہاتھ ہوگا مگر فخر نہیں۔ تمام انبیاء میرے جہد

کے نیچے ہوں گے۔ سب سے پہلے میرا مزار اقدس شق ہوگا

مگر فخر نہیں۔

(ترندی)

۱۴ روز قیامت کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ وہاں پر آپ کی سرداری و فضیلت کے تمام آثار و انوار کا عملاً ظہور ہوگا ورنہ آپ تو ہر حال میں سردار ہیں خواہ دنیا ہو یا آخرت میں۔

۱۵ اور یہ بات میں بطور فخر و غرور نہیں کر رہا بلکہ فقط اپنے رب کے شکر اور تحدیثِ نعمت کے طور پر کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ** (اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو)۔ اس میں یہ فائدہ بھی ہے کہ لوگ میرے بارے میں اپنے ایمان و اعمال کو صحیح کریں اور توقیر و تعظیم اور محبت و ایمان اس درجہ کے مطابق رکھیں۔

۱۶ اس سے مراد تمام مخلوق سے انفرادیت و برتری ہے۔ عرب مقامِ شہرت یہ جھنڈا گاڑا کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حمد کے ساتھ خصوصی نسبت و تعلق حاصل ہے۔ آپ کے اسمائے گرامی محمد و احمد ہیں، آپ صاحب مقام محمود ہیں، آپ کی امت حامدون ہے یعنی غمی و خوشی میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حامد و محمود بھی ہیں۔ حمد الہی سے آپ شفاعت کا دروازہ کھولیں گے۔ جیسا کہ باب شفاعت میں گزرا۔

۱۷ یعنی میری پناہ ڈھونڈھیں گے اور میرے تابع ہوں گے۔ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جھنڈا ہوگا۔ جیسا کہ بادشاہوں اور سربراہوں کے لیے ہوتا ہے اس کا نام لواؤ (حمد کا جھنڈا) ہے۔

۱۸ اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم بزرگ سے ظہور اور تشریف لانا ہے۔

۱۹ فخر کے طور پر نہیں بلکہ اپنے رب اکرم کے فضل کے اعتراف اور اس کی نعمت کے شکر کے طور پر ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے نوازا ہے۔

۵۵۱۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ حَتَّى إِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَكَّرُونَ قَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ اللَّهَ اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا وَقَالَ الْآخَرُ مُوسَى كَلِمَةً تَكَلَّمَ وَقَالَ آخَرُ فَعِيسَى كَلِمَةً وَاللَّهُ وَرَوْحُهُ قَالَ آخَرُ آدَمُ أَصْطَفَاهُ اللَّهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبْتُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلُ اللَّهِ وَهُوَ كَذَلِكَ وَمُوسَى نَبِيُّ اللَّهِ وَهُوَ كَذَلِكَ وَفِعِيسَى رُوحُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ وَهُوَ كَذَلِكَ وَآدَمُ أَصْطَفَاهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے کہ انہیں گفتگو کرتے ہوئے سنا۔ بعض نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا۔ دوسرے نے کہا حضرت موسیٰ کو کلیم بنایا۔ ایک نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ نے آدم کو اصطفیٰ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہارے کلام اور تعجب کو سنا۔ ابراہیم واقعہ خلیل اللہ ہیں۔ موسیٰ کلیم اللہ، عیسیٰ روح اللہ اور اس کا کلمہ آدم اس کے صفی ہیں۔ سنو میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہیں مگر فخر نہیں

اللَّهُ وَهُوَ كَذَلِكَ أَدَاَنَا حَبِيبُ اللَّهِ وَلَا
فَخَرُّوْنَا حَامِلِي يَوْمَ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ نَحْنُ
أَدَمُ قَبْلَ دُونَهُ وَلَا فَخَرُّوْنَا أَوَّلُ شَافِعٍ
وَأَوَّلُ مُشَقِّقٍ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا فَخَرُّوْنَا أَوَّلُ
مَنْ يُحَرِّكُ وَخَلَقَ الْجَنَّةَ فَيَفْتَحُ اللَّهُ لَهَا
فَيُدْخِلُ فِيهَا وَمَعِيَ فَقَرَاءَةُ الْمُؤْمِنِينَ
وَلَا فَخَرُّوْنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ
عَلَى اللَّهِ وَلَا فَخَرُّوْنَا

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ)

۱۔ بغیر سبب کلمہ کن سے ولادت ہوئی اور گہوارہ میں گفتگو کی۔

۲۔ روح الامین نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آکر بچونک ماری تھی جس سے ان کی ولادت ہوئی۔ ان پر روحانیت کے آثار کا یوں ظہور تھا کہ مردے زندہ فرما دیتے۔

۳۔ شارحین فرماتے ہیں کہ حبیب وہ محبوب ہوتا ہے جو مقام محبوبیت پر پہنچا ہو اور خلیل محب مطلق کو کہہ جاتا ہے۔ اگرچہ تمام انبیاء علیہم السلام بلکہ تمام اہل ایمان بارگاہ الہی میں محب محبوب ہیں۔ لیکن یہاں گفتگو اعلیٰ مرتبہ کمال اور خصوصی درجات میں ہو رہی ہے۔ بعض اہل علم و معرفت کے ہاں حبیب و خلیل کے درمیان بڑی نادر گفتگو ہے جو شرح میں مذکور ہے۔

۴۔ ان تمام مناقب و القابات میں ان سے افضل ہوں۔

۵۔ یعنی اپنے ملائکہ کو کھولنے کا حکم فرمائے گا۔

۶۔ یہاں اولین و آخرین سے مراد انبیاء ہیں۔ اگرچہ اولین میں ملائکہ کو بھی شامل کیا جانا کوئی بعید نہیں۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْأَخِيرُونَ وَالْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَإِنِّي قَائِلٌ قَوْلًا عَزِيزًا فَخَرَّابُ الرَّحْمَنِ خَلِيلُ اللَّهِ وَمُؤَمِّلُ صَفِيٍّ اللَّهُ وَأَنَا حَبِيبُ اللَّهِ وَمَعِيَ يَوْمَ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَإِنَّ اللَّهَ وَعَدَ نِيَّ فِي أُمَّتِي وَأَجَانَهُمْ مِنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْثُرُهُمْ بِسَنَةِ وَلَا يَسْتَأْصِلُهُمْ عَذْوٌ وَلَا يَجْمَعُهُمْ

حضرت عمر بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم آخر میں ہیں اور روز قیامت پہلے ہوں گے اور میں بغیر فخر کرتا ہوں ابراہیم خلیل اللہ، موسیٰ صغی اللہ ہیں اور میں اللہ کا حبیب ہوں روز قیامت محمد کا جھنڈا میرے پاس ہوگا اللہ تعالیٰ نے میری امت کے بارے میں وعدہ فرمایا اور انھیں تین چیزوں سے محفوظ فرمایا۔ ان پر قحط مسلط نہ ہوگا۔ ان کو دشمن جڑے اکھاڑ نہیں سکے گا اور انھیں گمراہی پر جمع نہیں

عَلَى ضَلَالَةٍ (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ) فرمائی گا۔ (دارمی)
 ۱۵ مشہور بنا صحابی ہیں۔ اسم گرامی ابن ام مکتوم بعض کے نزدیک ان کا نام عبد اللہ ہے لیکن پہلا
 قول راجح ہے۔

۱۶ ہم ظہور میں آخری ہیں

۱۷ مقام و مرتبہ میں

۱۸ اس دن حامد و محمود میں ہوں گا۔

۵۵۱۴ وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِينَ وَلَا فَخْرَ
 وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ
 مُنَافِعٍ وَمُسْتَفْعٍ وَلَا فَخْرَ
 (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمام رسولوں کا سربراہ
 ہوں۔ مگر فخر نہیں کرتا میں تمام انبیاء کا خاتم ہوں مگر
 فخر نہیں کرتا۔ میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا
 اور شفاعت قبول کی جانے والا ہوں۔ مگر فخر نہیں

(دارمی)

۱۹ میں ان کے آگے اور وہ پیچھے ہوں گے یا جنت میں یا میدان قیامت میں، توڑ گھوڑے کو آگے سے کھینچا
 اور سوق پیچھے سے چلانا ہے۔

۵۵۱۵ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ
 خُرُوجًا إِذَا بُعِثُوا وَأَنَا قَائِدُهُمْ
 إِذَا وَقِدُوا وَأَنَا خَطِيئَتُهُمْ إِذَا انْصَدُّوا
 وَأَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ إِذَا حُيِسُوا وَأَنَا
 مُبَشِّرُهُمْ إِذَا أُتِسُوا الْكَرَامَةُ وَ
 الْمَقَاتِلُ يَوْمَ مِثْذِ بَيْدِي وَلِوَاءِ
 الْحَمْدِ يَوْمَ مِثْذِ بَيْدِي وَأَنَا أَكْرَمُ
 وَلَدِ آدَمَ عَلَى رِجِّي يُطَوَّفُ عَلَى الْفِ
 خَادِمٍ كَأَنَّهُمْ بَيْضٌ مَكْنُونٌ أَوْ لَوْ لَوْ
 مَنُورٌ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا میں تمام لوگوں سے پہلے تشریف
 لائے گا والا ہوں جب وہ اٹھائے جائیں گے میں ان کا
 قائد ہوں گا جب وہ پیش کیے جائیں گے میں ان کی
 طرف سے عرض کروں گا جب وہ خاموش ہو جائیں گے
 میں ان کے لیے شفاعت طلب کروں گا جب ان میں
 روک لیا جائے گا اور میں ان میں خیر پھیلانے والے
 جب وہ مایوس ہو جائیں گے عزت اور کبریاں اسی بعد
 میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ لواءِ حمداں رخصت میرے ہاتھ
 میں ہوگا۔ میں اپنے رب کے نزدیک ساری اطوار آدم
 عزت والا ہوں۔ ایک ہزار خادم میرے سارے گرد و حیرت
 ہوں گے گویا وہ چھپائے ہوئے اندھے یا بکھرے ہوئے
 موتی ہیں۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
 وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ

التَّوَمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

(ترمذی، دارمی - ترمذی نے کہا یہ حدیث
غریب ہے)

۱۰ بارگاہ خداوندی میں -

۱۱ جب تمام انبیاء کبار وہاں تکلم نہ کر پائیں سکوت اختیار کریں گے تو میں پروردگار کی بارگاہ میں عرض گزار ہوں گا۔

۱۲ مستشفعم - فاء پر زبر یا زیر، دونوں طرح مروی ہے پہلی روایت کے مطابق ترجمہ ہوگا کہ میں خود بارگاہ الہی سے اذن شفاعت طلب کروں گا۔

۱۳ میدان محشر میں

۱۴ رحمت کی بشارت دوں گا۔ جب تمام لوگ انبیاء سے شفاعت سے مایوس ہو جائیں گے اور وہ اپنے اپنے عذر کی وجہ سے شفاعت نہیں کریں گے۔ جیسا کہ حدیث شفاعت میں ہے۔

۱۵ یہ درجہ مجھے ہر حال میں نصیب مگر خصوصاً اس روز۔

۱۶ امام بیضاوی نے کانہن بیض مکنون کی تفسیر میں فرمایا۔ یہاں حوروں کو شتر مرغ کے انڈے سے تشبیہ دی گئی ہے وہ غبار سے محفوظ ہوتا ہے اور وہ حنائی و سفیدی جس کے ساتھ کچھ زردی ہوتی ہے اور یہ خوبصورت رنگ ہے۔ مجمع البحار میں ہے بیض مکنون سے مراد وہ موقی ہیں جسے ہاتھ نہیں لگے بلکہ آنکھوں نے نہیں دیکھا وہ صف میں ہیں۔ ان تک ابھی ہاتھ پہنچا ہی نہ ہو۔

۱۷ ان کا منتشر ہونا یہ تشبیہ ہے کہ غلام متفرق طور پر حاضر ہوں گے یا اس لیے کہ مروارید متفرقہ سے زیادہ روشن و خوش نما دکھائی دیتے ہیں۔ بیض کے لیے اول معنی کی صورت میں مغائرت ظاہر ہے۔ دوسرے معنی کی صورت میں باعتبار صفت مغائرت ہے وہاں مکنون ہے اور یہاں منشور ہے۔ بعض شارحین نے فرمایا یہ راوی کا شک ہے

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَأْكُلُ حُلَّةٌ مِّنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ أَقْوَمُ عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ لَيْسَ أَحَدٌ مِّنَ الْخَلَائِقِ يَقُومُ ذَالِكَ الْمَقَامَ عِوَى رِجَالِ التَّوَمِذِيِّ فِي رِوَايَةِ جَابِرٍ مَعَ الْأَصُولِ عَنْهُ أَنَا أَقَلُّ مَنْ تَنَشَّقُ عَنْهُ الْأَرْضُ فَأَكْسَى

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے مجھے جنتی جوڑوں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا۔ پھر میں عرش کے دائیں جانب کھڑا ہوں گا اور اس مقام پر مخلوق کا کوئی فرد میرے سوا کھڑا نہ ہوگا۔ (ترمذی)

جامع الاصول کی روایت میں ہے سب سے پہلے زمین سے میں اٹھوں گا اور حد پہنایا جائے گا۔

۱۸ حد، جنت کپڑا کہلاتا ہے۔

۱۹ جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے ہے اس میں یہ اضافہ ہے۔

۵۵۱۷ وَخَرَّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ سَلُوا اللَّهَ لِي الْوَسِيلَةَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَمَا الْوَسِيلَةُ قَالَ أَعْلَى دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ لَدَى
يَنَالُهَا إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ وَارْجُوا أَنْ أَكُونَ
أَنَا هُوَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۔ اس سے کیا مراد ہے؟

اور انھی سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا میرے لیے وسیلہ مانگو۔ صحابہ نے عرض کیا
یا رسول اللہ وسیلہ کیا ہے۔ فرمایا یہ جنت میں سب سے
اعلیٰ درجہ ہے جو صرف ایک آدمی کو ملے گا اور میں میدان
ہوں کہ وہ میں ہی ہوں گا (ترمذی)

۲۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع اور بارگاہِ خداوندی کا ادب و احترام ہے ورنہ یہ حقیقت ہے کہ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے ممتاز و منفرد اور یکتا ہیں۔ واضح رہے وسیلہ کا معنی سبب اور واسطہ لگانے کے ہیں
آپ کے لیے طلب وسیلہ سے مقصود حصول شفاعت ہے ظاہر ہے اس درجہ پر ممکن مرتبہ شفاعت کے حصول کا
سبب ہے۔ اس پر تفصیلی گفتگو باب اجابۃ المؤمنین میں گزر چکی ہے۔

۵۵۱۸ وَعَنْ أَبِي كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَمَةِ كُنْتُ
إِمَامًا لِلنَّبِيِّينَ وَخَطِيبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ
غَيْرَ فَخْرٍ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روز قیامت میں تمام انبیاء
کا امام اور خطیب ہوں گا اور صاحب شفاعت ہوں گا
مگر فخر نہیں (ترمذی)

۵۵۱۹ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَهُ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ
وَلَدًا مِّنَ النَّبِيِّينَ وَإِنَّ قَرِيبِيَّ أَيْ وَخَلِيلِيَّ
رَبِّي تَحَوَّ قَرَاءَةً أَوْلَى النَّاسِ بِأَبْرَاهِيمَ لِلَّذِينَ
اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ
وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۔ اپنی کلام کی تائید اور تقویت میں

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کا انبیاء
میں سے ولی اور دوست ہے، میرے دوست میرے
والد گرامی اور میرے رب کے خلیل ہیں۔ پھر آپ نے
یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ابراہیم کے سب سے قریب
ان کی اتباع کرتے، یعنی نبی اور اہل ایمان میں امر اللہ
تعالیٰ اہل ایمان کا ولی ہے۔ (ترمذی)

۲۔ اس میں خود اپنی ذات اقدس کی طرف اشارہ ہے کہ مجھے دین و شریعت میں آپ کی متابعت و
موافقت کا حکم ہے۔

۳۔ ان کے معاملات کے متولی ہیں۔

۵۵۲۰ وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ بَعَثَنِي لِنِشَامِ حَكَامٍ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اعلیٰ حاکمان

الْأَخْلَاقِ وَكَمَالِ مَحَاسِنِ الْأَفْعَالِ

(رَوَاهُ فِي شَرْحِ الشُّنَّةِ)

کی تکمیل اور محاسن افعال کے کمال کے لیے بھیجا ہے
(شرح السنہ)

۱۔ مکارم، مکرمہ کی جمع ہے بمعنی پسندیدہ خصلت، اخلاق، خلق، خاۓ پر پیش ہے بمعنی باطنی سیرت۔
۲۔ یعنی مخلوق کی ہدایت اور انھیں اعمالِ ظاہر اور اخلاقِ باطن میں اپنے کمال پر پہنچانے کے لیے۔

۵۵۲۱ وَعَنْ كَعْبٍ يَحْكِي عَنْ التَّوْرَةِ قَالَ

نَجِدُ مَكْتُوبًا مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ عَبْدِي
الْمُخْتَارُ لَوْ فَطَّرَ وَلَا غِلْظٌ وَلَا سَخَابٌ
فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةُ
وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ مَوْلِدًا بِمَكَّةَ وَهَجَرَتْهُ
بَطِيْبَةٌ وَمُلْكُهُ بِالشَّامِ وَأُمَّتُهُ الْحَنَادُونَ
يَحْمَدُونَ اللَّهَ فِي السَّرَّاءِ وَالصَّرَّاءِ
يَحْمَدُونَ اللَّهَ فِي كُلِّ مَنْزِلَةٍ وَيَكْبُرُونَ
هَلْ كُلُّ شَرَفٍ رُغَاءٌ لِلشَّمْسِ يُصَلُّونَ
الصَّلَاةَ إِذَا جَاءَ وَقْتُهَا يَتَأَذَّرُونَ عَلَى
أَنْصَافِهِمْ وَيَتَوَضَّؤْنَ عَلَى أَطْرَافِهِمْ
مُنَادِيَهُمْ يُنَادِي فِي جَوِّ السَّمَاءِ هَفَّهُمْ
فِي الْقِتَالِ وَصَفَّهُمْ فِي الصَّلَاةِ سَوَاءٌ
كُهُؤُ بِاللَّيْلِ دَوِيٌّ كَدَوِيٍّ النَّحْلُ هَذَا
كَلِمَةُ الْبَصَائِجِ وَرَدَى الدَّارِ حَىٰ مَعَ
كُنْيَةٍ لَيْسِيَّةٍ -

حضرت کعب بن زید رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ہم نے تورات
میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کے بارے میں
پڑھا محمد اللہ کے رسول ہیں میرے ہاں وہ مختار بندے
میں وہ نہ سخت خواہ نہ درشت، بازار میں بند آواز نہیں
کرتے، برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے۔ معافی اور
دگذر سے کام لیتے ہیں، ان کی جائے ولادت مکہ،
مقام ہجرت طیبہ، ان کی بادشاہی شام تک، امت
ان کی عباد وہ خوشی اور غمی میں حمد کرتے ہیں۔ ہر جائے
نزدول پر اللہ کی حمد کرتے ہیں بندگی کے لیے اللہ کی
تکبیر کہتے ہیں۔ سورج کی نگہداشت کرنے میں وقت
آنے پر نماز ادا کرتے ہیں۔ ان کے لیے تہ بند نصف
پنڈلیوں تک ہوں گے وہ اپنے اعضاء پر وضو کریں گے
ان کا ٹھون فضا میں آواز بلند کرے گا جہاد میں ان کی
صف اور نماز میں ان کی صف برابر ہوگی۔ رات کے
وقت ان کی گنگناہٹ شہد کی مکھی کے بھنبھنانے جیسی ہوگی
دیہ مصابیح کے الفاظ ہیں، داری نے تھوڑے
سے تغیر کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۱۔ کعب اخبار، کبار تابعین میں سے ہیں، علماء و اہل کتاب میں سے ہیں۔

۲۔ طیبہ، طاء پر زبر، مدنیہ طیبہ کا نام ہے۔

۳۔ بادشاہی سے مراد دین و نبوت اور ان کا ظہور و غلبہ ہے۔ اس ملک میں غزوات و جہاد کثرت کے ساتھ ہوا

۴۔ درہ تمام آفاق و انصاف عالم میں آپ کی بادشاہی ہے۔

۵۔ جہاں بھی اترتے ہیں یا مراد پست جگہ ہے جس پر اگلے الفاظ قرینہ ہیں۔

۶۔ طلوع و غروب اور زوال کا اوقات نماز کی وجہ سے خصوصی اہتمام کرتے ہیں۔

۵۶ وہ ناف پر تہ بند باندھے ہوں گے اور شرمگاہ چھپانے میں مبالغہ کریں گے یا مراد یہ ہے کہ ان کا کپڑا نصف ساق تک ہوگا یہ معنی ظاہر و متبادر ہے۔
۵۷ یعنی وہ کامل و منوکریں گے۔

۵۸ بند مقام پر اذان دینا مراد ہے۔
۵۹ جیسا کہ حکم ہے جہاد میں کفار سے جنگ کے لیے اور نماز میں شیطان سے جنگ کے لیے تسبیح و تہلیل اور قرآن و ذکر

۵۵۲۲ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ
مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَةِ حِفْظُ مُحَمَّدٍ وَعِيسَى
ابْنِ مَرْيَمَ فَإِنَّ مَعَهُ قَالَ أَبُو مُوَدُّ
وَقَدْ بَقِيَ فِي الْبَيْتِ مَوْضِعُ قَبْرِ -

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے نبوی ہے
تورات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے حضرت
عیسیٰ بن مریم کی تدفین آپ کے ساتھ ہوگی۔ ابو مودود
کہتے ہیں حجرہ میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔
(ترمذی)

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۔ کبار صحابہ اور علماء اہل کتاب میں سے ہیں یہ اسی دن ایمان لے آئے جب ان کی پہلی نظر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کے حسن و جمال پر پڑی۔
۲۔ حجرہ نبوی میں۔

۳۔ یہ راویان حدیث اور اہل سیر میں سے ہیں۔

۴۔ وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تدفین ہوگی۔ بعض صحابہ کے وہاں ارادہ دفن کے باوجود اس جگہ کے خالی رہنے کی ہی حکمت ہے یہ شارحین کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کا ایک معنی یہی ہے انا علی بعیسی بن مریم

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے اللہ تعالیٰ
نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء پر فضیلت دی
اور آسمان والوں پر، عرض کیا ہے ابو عباس آسمان والوں
پر کس طرح فضیلت دی؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان
والوں سے فرمایا ہے جو ان میں سے کہے کہ میں اس کے
سوا معبود ہوں تو ہم بدلے میں اس کو جہنم دیں گے
اور ہم ظالموں کو ایسا بدلہ دیتے ہیں (۲۹۰۲۱) اللہ تعالیٰ

۵۵۲۳ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى
قَتَلَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى
الْأَنْبِيَاءِ وَعَلَى أَهْلِ السَّمَاءِ فَقَالُوا يَا
أَبَا عَبَّاسٍ بِمَا فَضَّلَهُ اللَّهُ عَلَى أَهْلِ السَّمَاءِ
قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ لِأَهْلِ السَّمَاءِ وَمَنْ
يَقْتُلْ مِنْهُمْ رَأِي إِلَهٍ مِنْ دُونِهِ فَذَلِكَ
نَجْزِيَهُمْ جَهَنَّمَ كَذَلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا
 تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالُوا وَمَا فَضْلُهُ
 عَلَى الْأَنْبِيَاءِ قَالَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَا أَرْسَلْنَا
 مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا بِاللِّسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ
 فَيُضِلَّ اللَّهُ مَن يَشَاءُ الْآيَةُ وَقَالَ اللَّهُ
 تَعَالَى بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا
 أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ فَارْسَلْهُ إِلَى
 الْجِنِّ وَالْإِنسِ -

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا بلاشبہ ہم نے تمہارے
 لیے روشن فتح فرمادی تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے اگلے پچھلے
 ذنوب کو معاف فرمادے۔ عرض کیا انبیاء و کرام پر فضیلت
 کیسے دی؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور نہیں
 بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس قوم کی زبان میں تاکہ ان
 کے لیے بیان کر دے پس اللہ گمراہ قرار دیتا ہے جس کو
 چاہے اور اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ سے فرمایا اور نہیں
 بھیجا ہم نے تمہیں مگر تمام انسانوں کے لیے۔ پس آپ
 کو جنوں اور انسانوں کا رسول بنایا ہے۔

۱۵ یہ حضرت ابن عباس کی کیفیت ہے

۱۶ اہل آسمان کو اس شدت، سختی اور صولت و دبہ سے خطاب ہوا۔

۱۷ مگر آپ کو نہایت ہی شفقت و رحمت سے خطاب فرمایا اور کما تمہارے تمام معاملات پر درگزر کا
 فیصلہ ہے۔

۱۸ ان میں سے فتح مکہ بھی ہے

۱۹ اس آیت کی مختلف تفاسیر ہیں۔ سب سے بہتر توجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہایت ہی
 لطف و کرم و مہربانی ہے کیونکہ آپ کا کوئی گناہ نہیں ہوتا ہے کہ جب مالک اپنے بندے پر خوش ہو جاتا
 ہے تو وہ یہ اعلان فرمادیتے ہیں ہم نے تمہارے گناہ معاف کر دیے جو بھی تم کرو گے اس پر گرفت نہ ہوگی۔ اگرچہ
 اس بندے کے گناہ نہ ہوں۔

۲۰ احکام و شرائع

۲۱ یہاں آیت میں آدمیوں کی تخصیص فضل و شرافت کی وجہ سے ہے۔ آپ کا مقصد تمام آدمیوں کو شامل کرنا
 ہے تاکہ عربوں کی تخصیص باطل ہو جائے، جیسا کہ اہل کتاب کہتے ہیں۔ باقی جنات کے لیے آپ کی نبوت پر آیات و
 احادیث میں بیشتر دلائل موجود ہیں۔

۲۲ وَهَنَ ابْنُ عَبَّادٍ قَالَ قُلْتُ

وَأَسْأَلُ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ عَلِمْتَ
 أَنَّكَ نَبِيٌّ حَتَّى اسْتَيْقَنْتَ فَقَالَ يَا ابْنُ آدَمَ
 أَتَرَانِي مَلَكَانَ وَأَنَا بَعْضُ بَطْحَاءِ مَلَكَةٍ فَوْقَ
 أَحَدُهُمَا إِلَى الْأَرْضِ وَكَانَ الْأُخْرَبَيْنِ السَّمَاءَ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے
 عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کیسے علم
 ہوا آپ نبی ہیں اور آپ کو اس کا یقین ہوا۔ فرمایا ابوذر
 میرے پاس دو فرشتے آئے میں بطحائے ملک میں تھا۔ ایک
 زمین پر آگیا اور دوسرا آسمان و زمین کے درمیان رہا

وَالْأَرْضُ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ أَهْوَاهُو
قَالَ نَعَمْ قَالَ فَرَزْنُهُ بِرَجُلٍ فَوَزِنْتُ
بِهِ فَوَزِنْتُهُ ثُمَّ قَالَ زِنْتُهُ بِعَشْرَةِ
فَوَزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ
زِنْتُهُ بِمِائَةِ فَوَزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ
ثُمَّ قَالَ زِنْتُهُ بِأَلْفٍ فَوَزِنْتُ بِهِمْ
فَرَجَحْتُهُمْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَنْتَثِرُونَ
عَلَيَّ مِنْ خِفَّةِ الْمِيزَانِ قَالَ فَقَالَ
أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ لَوْ زِنْتُهُ بِأُمَّتِهِ
لَرَجَحْتَهَا (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

ایک نے دوسرے سے کہا کیا یہ سچی ہے۔ اس
نے کہا ہاں۔ کہنے لگا ان کا ایک شخص کے ساتھ
وزن کرو میرا وزن کیا گیا تو میرا وزن زیادہ تھا۔ پھر کہا ان کا
دس کے ساتھ وزن کرو میرا وزن کیا گیا تو میں راجح تھا
پھر کہا ان کا سو کے ساتھ وزن کرو میرا وزن کیا گیا تو میں
غالب تھا پھر ہزار کے ساتھ وزن کیا گیا تو میرا وزن زیادہ
تھا گو یا میں اب بھی ان ہزار کو دیکھ رہا ہوں جو مجھ سے
مراز میں ہکے تھے۔ ایک نے دوسرے سے کہا اگر ان کا
وزن پوری امت سے کرو گے تو یہ پھر بھی غالب ہوں گے
(درمی)

۱۔ یہاں سے واضح ہوتا ہے یقین علم کا اعلیٰ مرتبہ اور اس کی انتہا ہے اور علم اس سے عام ہے
۲۔ جن کے پاس اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھیجا ہے اور عبوری ہے کہ یہ میرے پیغمبر ہیں۔

۵۵۲۵ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُتِبَ عَلَى النَّحْرِ وَلَوْ
يَكُتُبُ عَلَيْكُمْ وَأَمِرْتُ لِلصَّلَاةِ الضُّحَى وَلَوْ
تَوَمَّرُوا بِهَا (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر قرآنی
فرض کر دی گئی۔ اور تم پر نہیں مجھے چاشت کی نماز کا
حکم دیا گیا ہے اور تمہیں نہیں۔ (دارقطنی)

۱۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَصَلِّ لِزَيْنِكَ وَانْحَرِدْ (اپنے رب کی رضا کے لیے نماز پڑھو اور قربانی
دو) اور مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر حال میں قربانی لازم ہے اگرچہ غنی نہ ہوں لیکن امت پر اس
وقت لازم ہے جب وہ غنی ہوں۔

۲۔ ایک اور روایت میں وتر کا ذکر بھی ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں۔ مجھ پر چاشت کی نماز اور وتر لازم
ہیں تم پر نہیں۔

بَابُ أَسْمَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی اور صفات کا بیان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی کثیر ہیں۔ قرآن مجید، کتب سماویہ، سنت اور انبیاء علیہم السلام کی زبانوں سے مذکور ہیں۔ سب سے مشہور نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ نام آپ کے دادا عبدالمطلب نے رکھا جب ان سے پوچھا گیا تم نے ان کا نام اپنے والدین کے نام پر کیوں نہ رکھا؟ حالانکہ یہ نام تمہاری قوم میں سے کسی کا بھی نہیں اٹھوں نے فرمایا یہ نام اس لیے رکھا کہ تمام اہل زمین آپ کی ثناء کریں۔ ایک روایت میں ہے کہ فرمایا میں چاہتا ہوں کہ آسمان میں اللہ تعالیٰ اور زمین میں لوگ آپ کی مدح کریں۔ یہ بھی منقول ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے خواب دیکھا۔ ان کی پشت سے چاندی کی ایک زنجیر نکلی اس کا ایک سر آسمان دوسرا مشرق، تیسرا سر مغرب میں ہے۔ اس کے بعد وہ زنجیر دھت بن گئی اس کے ہر پتہ پر نور ہے۔ اہل مشرق و مغرب اس دھت کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں یہ خواب لوگوں میں بیان ہوا تو انھوں نے یہ تعبیر کی کہ تمہاری پشت سے ایک شخص پیدا ہوگا اہل مشرق و مغرب اس کے تابع ہوں گے آسمان و زمین میں ان کی مدح کی جائے گی اس وجہ سے آپ کا نام انھوں نے محمد رکھا۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے بھی خواب دیکھا کہنے والا کہہ رہا ہے تمہارے رحم میں امت کے سربراہ اور اس کے پیغمبر ہیں جب ان کی ولادت ہو تو ان کا نام محمد رکھنا، یہ بھی منقول ہے یہ نام اس سے پہلے کسی کا نہیں ہے۔ اہل کتاب نے یہ خبر دی تھی کہ آخر الزماں پیغمبر کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ چار اشخاص نے اسی آئندہ میں اپنے بیٹوں کا نام یہی رکھا۔ شاید انھیں نبوت مل جائے۔ چونکہ انھوں نے آپ کا اسم گرامی سن کر بعد میں نام رکھا اس لیے ان کا یہ عمل بعد کا ہے۔ مواہب لدنیہ میں ہے۔ آپ کے القاب و اسماء قرآن مجید میں کثیر ہیں علماء نے ان کی معین تعداد بیان نہیں کی۔ بعض نے ننانوے نام موافق اس کے الہی عزوجل کے ذکر کیے قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ جل شانہ نے اپنے مبارک اسماء میں سے تیس نام اپنے حبیب کے ساتھ مخصوص فرمائے بعض نے فرمایا اگر تم سابقہ کتب اور قرآن و حدیث میں تلاش کرو تو یقین صد نام ہیں ایک روایت کے مطابق چار سو ہیں، قاضی ابوبکر بن العربی (جو عظیم علماء مالکیہ میں سے ہیں) نے فرمایا بعض صوفیاء کے نزدیک حق تعالیٰ کے ایک ہزار نام ہیں۔

اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی ہزار ہیں۔ اس سے مراد اوصاف ہیں اور ہر صفت اسم مشتق ہے۔ امام سیوطی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے شریفہ پر مشتمل کتاب لکھی ہے۔ اس کا نام ”الریاض الانیقہ“ ہے۔ شیخ طیبی نے بائیس اسماء کا ذکر کر کے شرح کی ہے۔ مصنف نے دو احادیث کے ضمن میں چند اسماء کا ذکر کیا ہے۔ یہاں صفات سے مراد احوال علیہ شریف اور ظاہری صورت ہے۔ دوسرے باب میں اخلاق، شمائل اور سیرت باطنہ کا تذکرہ ہے

اللہم وصل وسلم علی محمد بعد واسمائک الحسنی وبعد وکل معلوم لک علی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

پہلی فصل

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا۔ میرے لیے اسماء ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں۔ میں مٹانے والا ہوں اللہ تعالیٰ میرے سبب سے کفر کو مٹائے گا۔ میں حاشر ہوں میرے قدموں پر لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا میں عاقب ہوں اور عاقبہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الاول

۵۵۲۶ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ لِي أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْهَاجِجُ الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِي الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ

(متفق علیہ)

۱۔ جبیر بن مطعم، میم پر پیش، طاء ساکن، عین کے نیچے زیر، عبد مناف کی اولاد، قریشی صحابی ہیں۔ فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے۔

۲۔ بعض روایات میں محمود بھی ہے یہ تمام حمد سے مشتق ہیں۔ محمود جس کی ذات و صفات پر دنیا و آخرت میں مدح کی جائے نہ اس کی حمد نہ ہونہ شمار و حصر احد اولین و آخرین تمام جس کی مدح کریں۔ باری تعالیٰ نے کلام قدیم میں ان کی مدح کی ہو یا اس نے اپنے مولیٰ کی اتنی تعریف کی ہو کہ مقام محمود پر ان کے لیے حمد کے تمام دروازے کھل گئے ہوں اس طرح کسی پر نہ کھلے۔ اس حمد کے ساتھ اپنے پروردگار کی ثنا کریں اور ان کے لیے لولے حمد گاڑ دیا گیا۔

۳۔ میرے وجود اور دعوت سے کفر کو مٹائے گا جیسا کہ دیگر پیغمبروں کی دعوت سے کفر مٹایا

۴۔ میرے قدم پر یا میرے دونوں قدموں پر، قدمی مفرد تثنیہ دونوں طرح مروی ہے۔ اگر سوال ہو کہ حاشر بمعنی حشر کنندہ ہو تو ان کے سامنے حشر سے ان کا حاشر ہونا کہاں لازم آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے پہلے محشر ہوں گے اور باقی تمام آپ کے سامنے محشر ہوں گے۔ گویا تمام کے حشر کنندہ آپ ٹھہرے۔

۵۔ یہاں مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے بعد تشریف لائے۔

۵۵۲۷ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْتَبِي لَنَا نَفْسَهُ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنے اسماء بتاتے تھے

اسْمَاءُ فَقَالَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاحْمَدُ وَالْمُقَتَّى
وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۔ مقفی، میم پر پیش، قاف پر زبر، فاء کے پنجے زیر، تقفیه سے مشتق ہے بمعنی پیچھے آنا، پیروی کرنا
یہاں مراد انبیاء کے آخر اور ان کا خاتم ہونا ہے، عاقب کا معنی بھی یہی ہے۔
۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے توبہ قبول ہوتی ہے، یہ صفت تمام انبیاء میں مشترک ہے، آپ کی ذات
اقدس تمام میں سب سے بہتر اور کامل ہے۔

۳۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے
رحمت بنا کر بھیجا ہے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ہے اَنَا رَحْمَةٌ مُّهِدَاةٌ (میں سراسر رحمت
اور ہدایت ہوں)۔

۵۵۲۸ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَعْجَبُونَ كَيْفَ
يَصْرِفُ اللَّهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ
يَكْتُمُونَ مُذَمَّامًا وَيَلْعَنُونَ مُذَمَّامًا وَاَنَا
مُحَمَّدٌ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۱۔ مشرکین (الشدان پر لعنت فرمائیے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مذمم کہتے جو محمد کی نفیض ہے۔ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا وہ شتم و لعن مذمم کی کرتے ہیں اور وہ میں نہیں ہوں۔

۵۵۲۹ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْطَ مَقْدَمُ
رَأْسِهِ رَاحِيَّتِهِ وَكَانَ إِذَا ذَهَنَ لَمْ
يَكْبِتْ وَإِذَا شَعِثَ رَأْسُهُ تَبَيَّنَ وَكَانَ
كثِيرُ شَعْرِ اللَّحْيَةِ فَقَالَ لَجَلٌ وَجْهَهُ مِثْلُ
السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ
وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُسْتَدِيرًا وَرَأَيْتُ النَّاسَ
يَهْدُ كَتِفَيْهِ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ
يُسْبِغُهُ جَسَدُهُ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس کے اگلے حصے اور ریش
مبارک کے کچھ بال سفید تھے جب آپ تیل لگاتے تو
محسوس نہ ہوتا لیکن گیسوئے مبارک بکھر جاتے تو ظاہر ہو جاتا
آپ کی ریش مبارک کے بال کثیر تھے۔ ایک آدمی نے
کہا کہ آپ کا چہرہ مبارک تلوار جیسا ہر گاہ فرمایا نہیں بلکہ وہ سورج
اور چاند جیسا تھا اور قندے گول تھا۔ میں نے کندھوں کے
قریب ہر نبوت دیکھی جو کبوتر کے اندھے جیسی ہم رنگ
جسم اطریقی۔

(المسلم)

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۰ شمش کا لے بالوں کا سفید میں ملنا

۱۱ تیل لگانے کے بعد بال مبارک آپس میں جمع اور اکٹھے ہو جاتے تو سفید بال کم ہونے کی وجہ سے نظر نہ آتے مگر جب الگ الگ ہوتے پھر سفید نظر آتے یا تیل لگانے کی وجہ سے بال مبارک چمکدار ہو گیا وہ الگ دکھائی نہ دیتے۔ آخری عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک اور سراقہ میں ہیں سے زیادہ بال سفید نہ تھے۔ بعض روایات میں اس سے بھی تعداد کم ہے۔

۱۲ یہ دوسری روایت میں موجود الفاظ ”کث اللجیہ“ کی تفسیر بے کاف پر زبرد شاعر شد، گھنے بال۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کی مقدار کیا تھی؟ اس بارے میں کچھ نہیں ملتا۔ صحابہ کرام سے داڑھی کا طویل لکھنا منقول ہے امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں منقول ہے کہ ان کی ریش مبارک ان کے تمام سینہ کو ڈھانپ لیتی تھی اس بارے میں سلف کا معمول مختلف ہے۔ غوث الثقلین سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ الجیلانی کے حلیہ میں ہے کہ آپ کی داڑھی مبارک طویل و عریض تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے کہ وہ مشیت سے زائد نہ رکھتے تھے۔ الغرض قبضہ سے کم جائز نہیں اور اس سے زائد کے بارے میں روایات و آثار مختلف ہیں۔

۱۳ چمک و روشنی میں

۱۴ ایسا نہ کہو

۱۵ تلوار میں اگر چہ چمک ہوتی ہے مگر گولائی نہیں ہوتی ایک روایت میں ہے۔

۱۶ لابل کان مثل القمر (ایسا نہیں بلکہ آپ کا چہرہ اقدس چاند کی طرح تھا)۔ دوسری روایت میں ہے :-

۱۷ کان وجہ قطعہ قمر (آپ کا چہرہ اقدس چاند کا ٹکڑا محسوس ہوتا)

تیسری روایت میں ہے :- کہ چہرہ اقدس چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا چوتھی روایت میں ہے :-

چہرہ اقدس آئینہ کی طرح صاف و شفاف تھا کہ اس نور کی وجہ سے دیوار کا عکس اس میں دکھائی دیا کرتا تھا۔

موہب لدنیہ میں ہے کہ یہ تمام تشبیہات میں جو ہر ایک نے عرف و عادت کے مطابق اپنے فہم و سمجھ کے مطابق بیان کی ہیں ورنہ مخادقات میں سے کوئی چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات حسن و جمال (خواہ ان کا تعلق خلق سے ہو یا خلق سے ہو) کے ہم پلہ اور برابر نہیں ہو سکتی۔ اشعار

کسے بہ حسن و ملاحت بہ یاد مانر سد ترا دریں سخن انکار کار ما نر سد

ہزار نقش بر آید ز ملک صبح و لے یکے بخوبی نقش و نگار ما نر سد

کوئی بھی حسن و جمال میں ہمارے محبوب کے ہم پلہ نہیں اور اس میں کسی کو انکار بھی نہیں

ہزاروں نقش بنا سنوار کر کے آؤ مگر وہ ہمارے محبوب کے ایک نقش کے برابر نہ ہوں گے

اے اللہ! آپ کے کمال، جمال اور حسن کی مقدار آپ پر درود و سلام کا نزول فرما
 واضح رہے کہ چہرہ اقدس میں جس گولائی کا ذکر آیا ہے وہ دائرہ کی صورت نہیں جیسا کہ آفتاب، قمر اور آئینہ کی تشبیہ
 سے ہم ہوتا ہے کیونکہ احادیث مبارکہ میں الفاظ میں
 لم یکن بالمدکلتہ آپ کا چہرہ اقدس کلیتہً گول نہ تھا اور نہ اتنا طویل تھا بلکہ معتدل تھا جیسا کہ کسی صاحبِ
 حسن و جمال کا ہوتا ہے۔ آپ کے حسن و جمال کے بیان میں ضابطہ بھی یہی ہے

خوبی و شکل و شمائل حرکات سکناات آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری
 کس نیست در جان کہ ز حنّت عجب نماند اے در کمال حسن عجب نہ زہر عجب
 جس قدر حسن و جمال، شمائل دوسرے رکھتے ہیں وہ تمام کے تمام آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہیں
 کوئی جہان میں ایسا نہیں جو تیرے حسن میں حیران نہ ہو، آپ کا کمال حسن ہر عجب تر سے عجیب ہے
 اللہم صل وسلم علیہ صلی اللہ علی محمد وآلہ

۷۔ ایک روایت میں دونوں شانوں کے درمیان کا تذکرہ ہے بہر صورت بائیں کندھا کے زیادہ قریب تھی۔
 ۸۔ رنگ اور آب و تاب میں

۹۔ واضح رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو شانوں کے درمیان تمام جسد اطہر سے ایک حصہ بلند تھا، جسے
 مہر ختم نبوت کہا جاتا، خاتم یا تو تاء کے نیچے زیر از ختم، بمعنی کام کا تمام و مکمل اور آخر پر ہونا۔ یا تاء پر زبر سے سب
 معنی مہر و نشان ہو گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کے ختم فرماتے والے ہیں۔ اس خاتم کا تذکرہ سابقہ کتب توہدات
 اور انجیل وغیرہ میں ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر میں تشریف لانے کی اطلاع و خبر
 دی اور یہ نشانی بھی بیان کی۔ المستدک میں حضرت دہب بن منبہ سے ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں جس کے دائیں ہاتھ میں نشانِ
 نبوت نہ ہو مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ کی مہر نبوت پشت پر دو کندھوں کے درمیان تھی یہ اس طرح تھی جیسے
 خط پر مہر لگائی جاتی ہے کہ تغیر و تبدل سے محفوظ رہے، کسی نے کیا خوب کہا

نبوت را توئی۔ آن نامہ در پشت کہ از تعظیم دارد مہر بر پشت
 (وہ نامہ نبوت آپ کے ہاتھ میں ہے جس کی پشت پر ازراہ تعظیم مہر لگی ہوئی ہے)
 آپ کو مقام نبوت کا نامہ ہاتھ میں ملا اور تعظیم کی خاطر مہر پشت پر رکھی۔

بعض روایات میں ہے کہ اس پر یہ الفاظ تحریر تھے

اللہ وحدہ لا شریک لہ توجہ حیث
 شئت فانک منصور
 اللہ تعالیٰ کا ذات و صفات میں کوئی شریک نہیں آپ
 جہاں جائیں گے کامیابی ہوگی۔

یہ بھی منقول ہے کہ اس سے اس طرح نور کی شعاعیں نکلتیں جو نگاہوں کو خیرہ کر دیتیں۔ محدثین نے سمجھانے
 کے لیے اس کی مختلف چیزوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے مثلاً کبوتری کا انڈہ، ہاتھ کی مٹھ، گوشت کا ٹکڑا وغیرہ، مگر

اس میں سر عظیم ہے جو سید الانبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہ وسلم اجمعین کے ساتھ مخصوص ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

۵۵۲۰ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ سَرْجَسٍ قَالَ رَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآكَلَتْ مَعَهُ خُبْزًا وَلَحْمًا أَوْ قَالَ ثَرِيدًا ثُمَّ دُرْتُ خَلْفَهُ فَتَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النَّبُوءَةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ عِنْدَ نَاحِيَةِ كَتِفِهِ الْيُسْرَى جُمُعًا عَلَيْهِ خَيْلَانٌ كَأَمْثَالِ الثَّرْدِيلِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا اور آپ کے ساتھ روٹی یا ترید کھایا پھر میں پیچھے کی جانب گیا اور ہر زبوت دیکھی جو دونوں کندھوں کے درمیان بائیں کندھے کی نرم ہڈی کے پاس تھی۔ اس پر مسوں کے مانند تل تھے (المسلم)

۱۔ اس نام کی تخصیص کتاب الطہارۃ میں گزر چکی اور صحیح یہی ہے کہ سین پر زبر را ساکن اور جمع کے نیچے زیر ہے۔

۲۔ صحبت کا شرف میسر آیا

۳۔ راوی کو شک ہے ترید سے مراد شور یا میں روٹی کے ٹکڑے ڈال کر کھانا ہے

۴۔ ناغض، غین کے نیچے زیر، کندھے کے کنارے پر نرم ہڈی۔ بعض نے اس کا معنی گردن کی جڑ کیا ہے معنی کندھا بھی ہے۔

۵۔ مشت کی مانند، جمع، میم پر پیش معنی مجموع۔ یہاں لافہ کی لکھیوں کا جمع ہونا مراد ہے۔ جیسے مشت کما۔

۶۔ خیلان، خام کے نیچے زیر، یا ساکن خال کی جمع ہے

۷۔ ثانیل، ثناء پر زبر، مد ہمزہ، ثالوں کی جمع ہے وہاں جو چھوٹے چھوٹے جسم پر پستان کے منہ مانند نکل آتے ہیں۔

۵۵۲۱ وَعَنْ أُمِّ خَالِدِ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَتْ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَابُ فِيهَا خَيْمَصَةٌ سَوْدَاءُ وَصَغِيرَةٌ فَقَالَ ارْمِثُونِي بِأُمِّ خَالِدٍ فَأَتَنِي بِهَا تَحْمِلُ فَأَخَذَ الْخَيْمَصَةَ بِيَدِهِ فَالْبَسَهَا قَالَ أَبْنَى وَأَخْلَقِي ثَوْبًا بَلِيًّا وَأَخْلَقِي دَكَانَ فِيهَا عِلْمٌ أَحْضَرُ وَأَصْفَرُ قَالَ يَا أُمُّ خَالِدٍ هَذَا سَنَاءٌ وَهِيَ بِالْحَبَشَةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ أَلْعَبُ بِخَاتِمِ النَّبُوءَةِ فَزَجَرَنِي أَبِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْمَا -

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ام خالد بنت خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کچھ کپڑے پیش ہوئے ان میں ایک چھوٹی سیا چادر تھی فرمایا ام خالد کو میرے پاس لاؤ مجھے گود میں اٹھا کر لایا گیا آپ نے وہ چادر مجھے اٹھالی۔ فرمایا پرانی کرو اور پھاڑو پھر پرانی کرو اور پھاڑو۔ اس میں ہر پاپیلے کوٹے تھے فرمایا ام خالد یہ بہت اچھے ہیں۔ سنہ حبشی زبان میں اچھے کو کہا جاتا ہے۔ خواتین میں حضور کی مٹر کے ساتھ کھینے لگی تو مجھے والد نے ڈاٹھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چھوڑ دو یہ

(البخاری)

۱۔ حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا صحابیہ ہیں۔ ان کے والد حضرت خالد بن سعید بن العاص امری بھی قدیم الاسلام صحابی ہیں۔ حتیٰ کہ امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام لانے میں نزاع کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اسلام لائے واللہ اعلم۔ انھوں نے خواب دیکھا تھا اس کی تعبیر مکہ میں نور اسلام کا ظور تھا۔ خواب یہ تھا کہ تمام شہر مکہ تاریکی میں ڈوبا ہوا ہے حتیٰ کہ اپنے ہاتھ اس میں دکھائی نہیں دیتے اچانک ایک نور زمزم سے نکل کر آسمان کی طرف گیا خانہ کعبہ روشن ہو گیا۔ اس کے بعد مکہ بھی روشن ہو گیا اس کے بعد وہ نور نجد کی طرف گیا پھر شرب کی طرف اور وہ تمام روشن ہو گئے انھوں نے یہ خواب اپنے بھائی عمرو بن سعید کو سنایا وہ عاقل اور صاحب الرائے تھے انھوں نے کہا یہ روشنی بنو عبد المطلب سے نکلے گی کیونکہ زمزم انھی کا کھودا ہوا ہے

۲۔ دعا فرمائی جو کہ نیا کپڑا پہنتے وقت معمول بھی تھا

۳۔ بسیار دفعہ پناؤ

۴۔ راوی کو شک ہے

۵۔ سناہ، سین پر زبر، نون، الف، ط ساکن۔ بغیر الف کے سنہ بھی ہے مگر اس کے ساتھ سنہ سنہ اور سناہ و سناہ بھی مروی ہے۔

۶۔ کیونکہ میں چھوٹی تھی اور جیسا کہ بچوں کی عادت ہوتی ہے

۷۔ عوارف المعارف کو اس مبارک حدیث کو مشائخ کے خرقہ پر بطور استدلال لایا گیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت دراز قد تھے اور نہ بالکل

پست اور نہ خالص سفید رنگ تھے اور نہ گہرے گندمی رنگ والے

نہ تو چھلے دار بالوں والے تھے اور نہ بالکل سیدھے بالوں

والے۔ اللہ نے انھیں چالیس سال کی عمر میں اعلان

نبوت کا حکم دیا۔ مکہ میں دس سال رہے اور مدینہ میں بھی

دس سال، اللہ نے ساٹھ سال کی عمر میں وفات دی اس

وقت آپ کے سر اور دائرہ کے بیس بال بھی سفید نہ تھے

ایک اور روایت حضرت انس سے ہے انھوں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کرتے ہوئے

کہا آپ قوم میں درمیانہ قد تھے نہ بہت دراز اور نہ

بہت پست قد، چمکدار رنگت اور کہار رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے بال شریف آپ کے آدھے کانوں تک تھے

۵۵۲۲ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ

وَلَا بِالْقَصِيرِ وَلَا لَيْسَ بِالذَّبِيضِ الْأَمْهَقِ وَلَا

بِالْأَدْمِ وَلَا لَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالْمَسْبُطِ

بَشَتْهُ اللَّهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَأَقَامَ

بِثَلَاثَةِ عَشْرَ سِنِينَ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ

فَكَفَاهُ اللَّهُ عَلَى رَأْسِ سِتِّينَ سَنَةً وَلَيْسَ

بِالرَّاسِ وَلَحْيَتِهِ عَشْرُونَ شَعْرَةً بِيضَاءً

فَقِيلَ رَوَيْتَ يَصِفُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رُبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ

لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ أَزْهَرَ

الْوُجْهِ وَقَالَ كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ

وَفِي رِوَايَةٍ بَيْنَ أَذُنَيْهِ وَعَاتِقِهِ مُتَفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ قَالَ كَانَ ضَعْفَ الرَّائِسِ وَالْقَدَمَيْنِ لَهُ أَرْبَعَدًا وَلَا قَبْلَهُ وَشَلَهُ وَكَانَ بَسِطَ الْكَفَّيْنِ وَفِي أُخْرَى قَالَ كَانَ يَشْتَنُّ الْقَدَمَيْنِ وَالْكَفَّيْنِ

اور ایک روایت کے مطابق آپ کے کانوں اور کندھوں کے درمیان تھے۔ (بخاری و مسلم) اور بخاری کی روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور بھاری سر اور بھاری قدم والے تھے۔ میں نے آپ جیسا حسین نہ آپ کے بعد دیکھا نہ آپ سے پہلے آپ کشارہ پھیلی تھے بخاری کی دوسری روایت میں ہے حضور بھاری قدم اور بھاری ہاتھوں والے تھے۔

۱۷ اتنی درازی کہ اعتدال سے باہر ہو، اس میں تیرا نور کے راز ہونے کی طرف اشارہ ہے لیکن اس میں زیادہ درازی نہ تھی، آپ کا تیرا نور میانہ تھا پستی کی نسبت درازی کی طرف مائل تھا اور اس میں کمال حسن و جمال ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ بعض روایات میں جو آیا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوتے تو تمام بلند دکھائی دیتے اگرچہ ان میں دراز قدم والے بھی ہوتے تو یہ طول قامت کی وجہ سے نہیں بلکہ عزت، رفعت و عظمت اور حسن کی وجہ سے تھا اور آپ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔

۱۸ یہاں زیادہ کی قید کا اضافہ نہ کیا کیونکہ لپٹ قد کی مطلقاً نفی مقصود ہے۔

۱۹ اہل حق وہ سفیدی ہے جس میں سرخی کی آمیزش ہو اور زیادہ روشن نہ ہو جیسا کہ چونا (القاموس) جوہری کا کلام بھی اسی طرح ہے مشارق میں ہے اہل حق ایسے سفید خالص کو کہتے ہیں جس میں سرخی، زردی، گندمی و لکڑی نہ ہو۔ خلیل کہتے ہیں اہل حق اس سفیدی کو کہتے ہیں۔ جو نیلیوں رنگ میں پائی جائے بعض نے کہا جیسے برص کی سفیدی ہو۔

۲۰ جو مائل بسیا ہی ہو، آدمہ کے بارے میں منقول ہے کہ سخت گندمی رنگ کو کہا جاتا ہے اور وہ رنگ جو سفیدی اور سیاہی کے درمیان ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم محض گندمی رنگ والے نہ تھے بلکہ سرخ سفید گندمی رنگ والے تھے بعض روایات میں ہے کہ آپ بہت سفید تھے، وہاں بھی مراد یہی ہے کہ اس میں سرخی کی آمیزش تھی۔ عرب ایسے رنگ کو سمرہ کہتے ہیں بعض نے کہا بدن مبارک کا جو حصہ لباس سے باہر رہتا وہ مثلاً چہرہ اقدس، گردن اور ہاتھ یہ سرخی مائل تھے اور جو لباس کے اندر رہتا وہ خالص سفید تھا لیکن یہ بات محل نظر ہے کیونکہ منقول یہ ہے کہ سورج، بادشمن یا دیگر اشیاء آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اثر نہیں کرتیں اور آپ کا بدن اقدس جیسا کہ احادیث میں ہے روشن اور نورانی تھا۔

۲۱ جعد، جیم پر زبر، عین ساکن، وہ بال جن میں پیچ ہوں لیکن ان میں نرمی نہ ہو قسط قاف پر زبر طاء کے نیچے زیر یا زبر یعنی سخت۔ جعد جنتی لوگوں کے بال جنہیں جعد کہا جاتا ہے۔ سبط بالوں کا سیدھا ہونا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک نہ زیادہ پیچدار تھے اور نہ سیدھے اور سخت۔

۲۲ جب چالیس مکمل ہوئے۔

شد اس میں اختلاف ہے مختار قول تیرو سال ہے۔

شد اس میں اتفاق ہے کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں

۱۱ جب مختار یہ ہے کہ آپ مکہ میں تیرو سال جلوہ افروز رہے تو اب دس سال کے دقت عمر تریسٹھ سال ہوگی۔ اس قول کی توجیہ یہ ہوگی کہ راوی نے کسی کا اعتبار نہیں کیا۔ اس لیے تیرہ کو دس اور تریسٹھ کو ساٹھ کہہ دیا اور شمار کرنے میں یہ عربوں کا معمول و عادت ہے۔

۱۲ رجب، رابع، زبر، با ساکن، درمیانہ قد

۱۳ ایک روایت میں کانوں کی کوتک سے جبکہ دوسری روایت میں کندھوں تک کا ذکر ہے۔ روایات کا اختلاف مختلف احوال کی بناء پر ہے جب آپ تیل لگا کر کٹھی فٹاتے تو بال مبارک دراز دکھائی دیتے۔ دیگر حالات میں چھوٹے دکھائی دیتے۔

۱۴ حج البجا میں ہے جب حجامت میں تاخیر ہوتی تو دراز اور حجامت کے بعد چھوٹے دکھائی دیتے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجامت کرواتے۔ رہا حلق تو وہ حج اور عمرہ کے علاوہ نہیں کروایا۔

۱۵ بعض روایات میں عظیم لڑا ہے۔ اس کا معنی بھی صحیح ہے سر کا چھوٹا ہونا عیب اور قلت عقل کی علامت ہے لیکن سب سے بڑا ہونا بھی پسندیدہ نہیں ہر جگہ اعتدال معتبر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء شریفہ اور قراخ مبارک نہایت ہی حسین و جمیل اور اس قدر معتدل کہ اس سے زیادہ کا تصور ممکن نہیں حسن و جمال آپ کا مثیل اور شریک ہو ہی نہیں سکتا۔

ہر جہ اسباب جمال ست رخ خوب ترا ہمہ بر وجہ کمال ست کمالا مخفی

جو بھی اسباب جمال ہیں تیرا رخ اور اس خوب ہے، تمام اعضاء کمال پر ہیں جیسا کہ مخفی نہیں

حضرت براۓ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے، دونوں کندھوں کے درمیان فاصلے والے۔ آپ کے بال آپ کے کانوں کی گدیوں تک تھے میں نے آپ کو سرخ جوڑے میں دیکھا، آپ سے اچھا میں نے کبھی کوئی نہیں دیکھا۔ در بخاری و مسلم اور مسلم کی روایت میں ہے کہ میں نے زلفوں والا سرخ جوڑا پہنے کوئی ایسا حسین نہ دیکھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسن والا ہو، آپ کے بال مبارک آپ کے کندھوں کو چھوتے تھے، دو کندھوں کے درمیان فاصلہ والے نہ تو دراز قد تھے نہ بے پت قد۔

۵۵۲۲ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوعًا بُعِيدًا مَّا بَيْنَ الْمَنْكَبَيْنِ لَهُ شَعْرٌ بَلَغَ شَحْمَةَ الْأُنْيَةِ رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَحْمٍ أَدْنَيْتًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ فِي رِوَايَةِ لِمُسْلِمٍ قَالَ مَا سَأَلْتُ مِنْ رَجُلٍ لِقَةٍ أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْرًا يَضْرِبُ مَنْكَبَيْهِ بُعِيدٌ مَّا بَيْنَ الْمَنْكَبَيْنِ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ۔

۱۔ براء بن عازب، مشاہیر صحابہ میں سے ہیں۔

۲۔ منکب، صراح میں ہے منکب کاف کے نیچے زیر، بازو کی جڑ، آپ کے دو کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا اس سے سینہ کی فراخی بھی لازم آتی ہے۔

۳۔ بعبید، باء پر پیش، عین پر زبر، تصغیر کا صیغہ منقول ہے یعنی دُور تھے لیکن بہت زیادہ نہیں۔

۴۔ حله، جوڑے کو کہا جاتا ہے یعنی تہہ بند اور چادر جو ایک ہی جنس سے ہوں، حله سے مراد رشتی لباس نہیں جیسا کہ بعض کو وہم ہوا۔ مراد سے مراد سرخ دھاریاں ہیں جیسا کہ ہمارے علاقہ میں لاجا ہوتا ہے، اس سے خالص سرخ مراد نہیں۔ محدثین کی تحقیق یہی ہے۔ ہنر اور زرد حله کا ذکر بھی احادیث میں آیا ہے اس سے مراد ہنر یا زرد رنگ کی دھاریاں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حله یمنی بھی تھا جس پر سرخ دھاری ہے۔

۵۔ ظاہر یہ ہے کہ فرمایا کسی مرد یا کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ نیشی کہنے میں مبالغہ ہے۔

۶۔ آدمی کے بالوں کے لیے تین الفاظ ہیں۔ جُمہ، جیم پر پیش، میم مشدود، لَمَہ لام کے نیچے زیر میم مشدود وفو، واؤ پر زبر، فاساکن، جو کان سے نیچے ہوں وہ لَمَہ، جو کاندھے تک ہوں وہ جُمہ اور جو کانوں تک ہوں وہ وفو کہلاتے ہیں۔ ان الفاظ کی مشہور تفسیر یہی ہے۔ بعض لوگوں سے مختلف تفسیر بھی منقول ہے۔ بعض اوقات جُمہ کا اطلاق ہر قسم کے بالوں پر کر دیا جاتا ہے۔

۵۵۳۴ وَعَنْ سَمَاءِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَلِيعُ النَّفْوِ أَشْكَلَ الْعَيْنِ مِنْهُوْشُ الْعَقَبَيْنِ قِيلَ لِسَمَاءٍ مَا ضَلِيعُ النَّفْوِ قَالَ عَظِيمُ النَّفْوِ قِيلَ مَا أَشْكَلُ الْعَيْنِ قَالَ هَوِيلُ شَقِ الْعَيْنِ قِيلَ مَا مِنْهُوْشُ الْعَقَبَيْنِ قَالَ قَلِيلُ لَحْمِ الْعَقَبِ

(رواہ مسلم)

حضرت سماء بن حرب حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ دہن تھے، آنکھیں سرخ دھاریاں والی ادا میڑوں پر گوشت نہیں۔ سماء سے پوچھا کیا ضلیع النغم کیا ہے فرمایا کشادہ دہن۔ پوچھا کیا اشکل العین سے کیا مراد ہے؟ فرمایا گوشہ چشم کی زیادہ لمبائی، عرض کیگیل منگی العقبین کیا ہے؟ فرمایا عقوڑے گوشت والی میڑیاں (المسلم)

۱۔ سماء، سین کے نیچے زیر اور میم مخفف، بن حرب، حاء پر زبر راساکن، مشہور تابعی ہیں کتھے ہیں میں نے تین صحابہ کی زیارت کی ہے۔ علماء کوفہ میں سے ہیں بعض محدثین نے ان کی تضعیف کی ہے، فرماتے ہیں میری نظر ختم ہو گئی تھی، میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس نے میری بینائی واپس فرمادی۔

۲۔ عرب مردوں کے لیے کشادہ دہنی محبوب و پسندیدہ سمجھے اور تنگی دہن ان کے ہاں غیب تھا۔ بعض نے اس سے فصاحت و بلاغت مراد لی ہے۔

۳۔ شکر، شین پر پیش، رنگ کا نام ہے، شمرہ سین پر پیش شہد ہا کے ساتھ آنکھ کی سیاہی

کے ساتھ سرخی کا لٹنا ہے۔ لیکن سیاہی زیادہ نہ ہو گویا سرخی مائل ہوں۔ جیسا کہ اشعار میں نرگس شہسہ کا تذکرہ آتا ہے۔

۱۷ منہوش العقین۔ منہوش، مشارق میں سین اور شین دونوں کے ساتھ ایڑیوں کا کم گوشت ہونا۔ یہ راوی حدیث ہیں

۱۸ اشکل کا معنی شگاف چشم کا دراز ہونا ہے

۱۹ منقول ہے کہ سماک کا اشکل العینین کا یہ معنی کرنا غلط ہے جواب وہی ہے جو بیان ہوا۔ جیسا کہ علماء لغت کا اس میں اتفاق ہے۔

۵۵۲۵ وَعَنْ أَبِي الْقَافِلِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَبْيَضَ مَلِيحًا مُقَصَّدًا

حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ کا رنگ سفید نمکین اور قد نور میاں تھا۔

(المسلم)

(رواہ مسلم)

۱۹ چھوٹے صحابہ میں سے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری کے آٹھ سال انہوں نے پائے اور ایک سو دس برس میں سب سے آخر میں فوت ہونے والے ہی ہیں۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے والوں میں سے تھے تمام مواقع میں اور جنگوں میں ان کے ساتھ رہے۔ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے بہت ملحق تھے۔ عالم و فاضل اور نہایت حاضر جواب تھے۔

۲۰ ملوحت، نمکین ہونا، حسن کی ایسی صفت ہے جو آنکھوں میں بھاتی ہے دل میں سرور پیدا کرتی ہے اور اس کی خوبی و ثنا سے زبان قاصر ہوتی ہے۔

۲۱ طول و قصر میں، جماعت و مخالفت میں بلکہ تمام صفات میں

حضرت ثابت کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب لٹے کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا آپ خضاب کی عمر کو نہیں پہنچے تھے اگر میں آپ کی ریش مبارک کے سفید بالوں کو شمار کرنا چاہتا دوسری روایت میں ہے اگر سر اقدس کے سفید بالوں کو شمار کرنا چاہتا تو کہہ لیتا (بخاری و مسلم) اور سلم کی روایت میں فرمایا آپ کی بالوں، کنپٹیوں اور سر مبارک میں چند سفید بال تھے۔

وَعَنْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ خَضَابٍ يَقُولُ لَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَرَأَيْتُ لَوْ أَنَّ مَا يَخْضِبُ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَعِدَّ شَمَطَاتِهِ لَأَسْبَيْتَهُ وَفِي رِوَايَةٍ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَعِدَّ شَمَطَاتٍ كُنْتُ فِي رَأْسِهِ فَعَلْتُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْمُسْلِمِ قَالَ إِنَّمَا كَانَتِ الْبَيَاضُ فِي عَنَقَتِهِ وَفِي الْمَتَدِّغِينَ وَفِي الرَّأْسِ نَبَذٌ

۲۲ حضرت ثابت بنانی باہر پر پیش، یہ مشاہیر و کبار تابعین میں سے ہیں۔

۱۷ بالوں کو رنگنا

۱۷ بڑھا پا بہت کم تھا ابتدائی نظریں سفید بال دکھائی نہیں دیتے تھے جیسا کہ سیاق حدیث سے واضح ہے یا سر یہ ہے۔ ابھی خالصتہ سفید بال نہ تھے بلکہ سرخ تھے جیسا کہ آغاز میں ہوتا ہے ایسا ہی دوسری روایت میں آیا ہے (کان شیبہ حصہ) آپ کے بال شریف سرخ تھے۔

شمت، شین پر زبر، میم ساکن سفید بالوں کا سیاہ میں ملنا۔ اگر میم پر زبر ہو تو اس کا معنی سفید بال ہے لکہ سفید اس قدر قلیل تھے کہ خضاب کی ضرورت ہی پیش نہ آئی۔

۱۷ عنفقتہ، عین پر زبر، نون ساکن قاء وقاف پر زبر وہ بال جو ہونٹوں کے نیچے ہوتے ہیں۔

۱۷ الصدغین، صدر آٹکھ اور کانوں کی درمیانی جگہ کے بال صادر پر پیش، دال ساکن اور غین معجزہ جگہ کا نام ہے

لیکن اس مقام پر جو بال آئیں ان پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

۱۷ نبذ لون پر پیش، بلو ذال کے ساتھ یہ نبذہ کی جمع ہے۔ باد ساکن بمعنی تھوڑی شے۔

۵۵۲۷ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْهَرَ اللَّوْنِ كَأَنَّ عَرَقَهُ

اللُّوْلُو إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ وَمَا مَسَبَتْ دِيْبَاجَةٌ

وَأَوْ حَرِيرٌ أَلَيْنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَدَ شِمْتٌ مِسْكًا وَلَا عَنَبَةٌ أَطِيبَ

مَنْ رَأَى حَتَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم چمک دار رنگت والے تھے۔ آپ کا

پسینہ گویا موتی تھا جب چلتے تو طاقت سے چلتے اور

میں تلنے موٹا بلرک ریشم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

مبارک ہاتھ سے زیادہ نرم نہیں چھوا اور نہ شک و خبر ہوگا

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہک سے زیادہ خوشبودار ہو

(بخاری و مسلم)

۱۷ صفائی و رنگ اور لطافت جسمانی میں

۱۷ جیسا کہ قوی اور دلیر انسانوں کا طریقہ ہے اس کا تیز چلنے میں کوئی متناقضات نہیں جیسا کہ دوسری روایت میں ہے

کیونکہ سرعت سے اپنے قدم رکھنے کا نام ہے۔ تکفأ کا معنی ایک ہی دفعہ چیز کو زمین پر بہا دینا بھی ہے اس سے ملو

آگے کی طرف جھکنا بھی ہے جیسا کہ انسان بلند جگہ سے نیچے کی طرف آتا ہے جیسا کہ فصل ثانی میں آ رہا ہے۔

۱۷ سست، سین کے نیچے زیر بہتر ہے ہاں زبر بھی منقول ہے۔ دیباچہ، دال کے نیچے زیر ریشم کی ایک قسم

۱۷ شمت میم کے نیچے زیر ہے۔ زبر بھی منقول ہے

۱۷ ایک روایت میں ”من عرفہ“ آپ کے پسینہ سے بڑھ کر آیا ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے تھے تو

ان کے پاس قبیلہ کرتے تھے وہ حضور کے لیے پیرے کا

۵۵۲۸ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِيهَا فَيَقِيلُ عِنْدَهَا قَبْضُ

نُطْعًا فَيَقِيلُ عَلَيْهِ وَكَانَ كَثِيرًا الْعَرَقُ فَكَانَ

تَجَمُّعُ عَرْقَةٍ فَتَجْعَلُهُ فِي الطَّيِّبِ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا أَوْسُ سَلِّمْ مَا هَذَا قَالَتْ عَرَقَكَ
نَجَعَلُهُ فِي طَيِّبِنَا وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطَّيِّبِ
وَفِي رِوَايَةٍ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ نَرْجُو
بَرَكَتَهُ بِصَبْيَانِنَا قَالَ أَصَبْتُ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

بستر بچھا دیتی تھیں آپ اس پر آرام کرتے۔ حضور کو
پسینہ بہت آتا تھا تو وہ حضور کا پسینہ جمع کر لیتی تھیں
اسے خوشبو میں ڈال لیتی تھیں تو حضور نے فرمایا اے ام سلمہ
یہ کیا ہے؟ عرض کیا حضور یہ آپ کا پسینہ ہے جسے ہم
اپنی خوشبو میں ڈال لیتے ہیں یہ بہترین خوشبو ہے اور
ایک روایت میں ہے کہ عرض کیا یا رسول اللہ ہم اپنے بچوں
کے لیے برکت کی امید کرتے ہیں فرمایا تم ٹھیک کرتی ہو
(بخاری و مسلم)

امام سلیم، حسین پر پیش، صحابیہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ خواتین میں نہایت ہی
عقل مند اور فاضلہ ہیں۔

لَا تُطْعُ، نون پر زبر یا زیر، ط پر زبر یا سکون یعنی چار طریقوں پر پڑھا جاسکتا ہے، چہرہ کا بستر
اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو قتلولہ فرماتے۔ منقول ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
مقام میں سے ہیں یا تو رضاع کے حوالہ سے یا نسب کے حوالے سے۔ بعض نے کہا اجنبی خواتین کے ساتھ خلوت آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز اور آپ کی خصوصیت ہے (المواہب اللدنیہ)

ام سلمہ لے بچوں کے چہروں اور جسموں پر لگاتے ہیں تاکہ وہ ہر طرح کی وباؤں سے محفوظ رہیں۔

حضرت جابر بن سمیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہلی نماز پڑھی پھر
آپ گھر کی طرف چلے میں آپ کے ساتھ تھا۔ آپ کے
سامنے بچے آئے تو ان میں سے ہر ایک کے رخساروں پر
ہاتھ پھیرنے لگے ایک ایک کر کے۔ رہا میں تو حضور نے
میرے رخساروں پر ہاتھ پھیرا تو میں نے آپ کے ہاتھ کی
ٹھنڈک پائی اور خوشبو، گویا عطار کے ڈبہ سے نکلا ہے
(المسلم) اور حدیث جابر سموا باسمی باب اسامی میں اور
حدیث سائب بن زید کہ میں نے ہر نبوت دیکھی باب
احکام المیاء میں بیان ہو چکی ہے۔

۵۵۲۹ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ
الْأُولَى ثُمَّ خَرَجَ إِلَى أَهْلِهِ وَتَرَجَّتْ
مَعَهُ فَأَسْتَقْبَلَهُ وَلَدَانُ فَجَعَلَ يَمْسَحُهُمَا
بِخَدَّيْ أَحَدِهِمَا وَاحِدًا وَآخَرًا وَأَمَّا أَنَا
فَمَسَحَ خَدَّيْ فَوَجَدْتُ لِيَدَيَا بَرْدًا أَوْ رِيحًا
فَأَنَا أَخْرَجَهُمَا مِنْ جُودَتِي عَطَارٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
وَذَكَرَ حَدِيثُ جَابِرِ سَمُرَةَ بِاسْمِي فِي
بَابِ الْأَسَاحِي وَحَدِيثُ السَّائِبِ ابْنِ يَزِيدَ
نَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النَّبُوَّةِ فِي بَابِ أَحْكَامِ
الْمِيَاءِ۔

۱۔ باب بیٹا دونوں صحابی ہیں یہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے خالہ زاد ہیں۔

۱۷ خدی، دال کے نیچے زیر یا ساکن، مفرد بعض نسخوں میں تشبیہ ہے پھر دال پر زبر یا مشدہ ہوگی۔ یعنی میرے دونوں رخساروں پر ہاتھ پھیرا۔ منہ والی روایت کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ حضرت جابر کہتے ہیں میرا وہ رخسار جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مس فرمایا دوسرے سے خوبصورت تھا۔

۱۸ تمام نسخوں میں او ہے یہ راوی کا شک ہے۔

۱۹ مجونہ۔ جیم پر پیش، عطار کی ڈبیہ

الفصل الثانی

دوسری فصل

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت دراز قد تھے اور نہ پست قد، بھاری سرودار طبعی، بھاری ہتھیلیاں اور بھاری قدم، سرخی مائل رنگ والے، بھاری جوڑوں والے دراز بالوں کی ڈھوری، جب چلتے تو قوت سے چلتے گویا آپ بندی سے اتر رہے ہیں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہ تو آپ سے پہلے دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔ (اے قریبی نے روایت کر کے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے)

۵۵۲۰ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ ضَخَمَ الرَّأْسِ وَاللَّحْيَةُ شَتْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَانِ مُشْرَبًا حُمْرَةً ضَخَمَ الْكَوَاذِبِينَ هَوِيلَ الْمُسْرَبَةِ إِذَا مَشَتْ تَكْفَأُ تَكْفَأًا كَأَنَّهَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ تَوَّارَقَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

۱۷ مشرب، میم پر پیش، شین ساکن، راحف ایک رنگ کا دوسرے سے ملنا گویا ایک رنگ نے دوسرے کو لیا ہوا ہے۔

۱۸ کما دس، کمر اس کی جمع، کاف پر پیش، ندیوں کے سرے جو آپس میں ملتے ہیں۔

۱۹ مسرب، میم پر زبر، سین ساکن، را پر پیش۔ وہ باریک بال جو سینہ سے ناف تک ہوتے ہیں۔ سرب سین اور را پر زبر یعنی سینہ ہے اور وہ بال بھی جو سینہ اور ناف کے درمیان ہوتے ہیں (العارض)

۲۰ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم توانائی سے چلتے اور زمین سے پاؤں قوت سے اٹھاتے۔ بعض نے کہا اس سے مراد بطریق تواضع چلنا ہے نہ کہ بطور تکبر و غرور۔ صعب، صداد اور باہر دونوں پر زبر، پست جگہ، اوپر سے نیچے پانی بہانے کے معنی میں بھی آتا ہے۔

۵۵۲۱ وَعَنْهُ كَانَ إِذَا وَصَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَكُنُّ بِالطَّوِيلِ الْمَمْعُطِ وَلَا بِالْقَصِيرِ الْمُتَرَوِّجِ وَكَانَ رُبْعًا

۱۷ اٹھنے کے بارے میں ہے کہ جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا بیان کرتے تو کہتے آپ نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ زیادہ پست قد، آپ میانہ قد تھے۔ نہ بالکل

مِنَ الْقَوْمِ دَلَمَ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ
وَلَا بِالسَّبِطِ كَانَ جَعْدًا رَجُلًا دَلَمَ يَكُنْ
بِالْمَطْهَمِ وَلَا بِالْمَكْلَمِ وَكَانَ بِالْوَجْهِ
تَدْوِيرُ أَبْيَعْنَ مُشْتَبٌ أَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ
أَهْدَبُ الْأَشْفَارِ جَلِيلُ الْمَشَاشِ وَالْكَيْدِ
أَجْرَدُ ذُو مُسْرَبَةٍ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ
وَالْقَدَمَيْنِ إِذَا مَشَى يَتَقَلَّمُ كَأَنَّمَا
يَمْشِي فِي صَبَبٍ وَإِذَا التَّقَتِ التَّقَتِ مَعًا
بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتِمُ النَّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتِمُ
النَّبِيِّينَ أَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا وَاصْدَقُ
النَّاسِ لَهْجَةً وَأَلْيَنُهُمْ حَرِيكَةً
أَوَاكِرُهُمْ عَشِيَّةٌ مَنْ ذَا أَلَا بِدِيْهَةِ
هَابَةٍ وَمَنْ خَاكَلَهُ مَعْرِفَةٌ أَحَبَّهُ يَقُولُ
نَاعَتُهُ لَمْ أَرَقْبَلُهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلُهُ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

مڑے ہوئے بالوں والے اور نہ بالکل میدھے بالوں والے
بلکہ قدرے خم دار بالوں والے تھے، نہ بہت موٹے تھے
نہ بالکل گول چہرے والے، چہرے میں قدرے گولائی تھی
رنگ سرخی کی طرف مائل تھا، سیاہ آنکھوں، دراز پیکوں
بھاری بھوؤں اور سینے سے ناف تک لمبی بکیر والے تھے
ہتھیلیاں اور قدم مبارک پر گوشت لگے تھے، چلتے تو طاقت
سے چلتے گویا بندی سے اتر رہے ہیں۔ کسی کی طرف
متوجہ ہوتے تو پوری طرح ہوتے۔ دونوں کندھوں کے
درمیان مہر نبوت تھی آپ سارے نبیوں میں آخری تمام
لوگوں سے زیادہ سخی سب سے زیادہ سچی بات کہنے
والے، نرم طبع، اچھا برتاؤ کرنے والے، اگر کوئی
آپ کو اچانک دیکھتا تو ڈر جاتا اور جب مل جل جاتا تو وہ
آپ کو اپنا محبوب بنا لیتا، آپ کا نعت گو یہی کتنا میں
نے آپ کی مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا اور نہ آپ
کے بعد (صلی اللہ علیہ وسلم)
(الترمذی)

۱۔ ممط، پہلی میم پر پیش، دوسری میم مشد اور زبر، غین کے ساتھ منقول ہے۔ دوسری میم مخفف اور
غین مشد بھی منقول ہے۔ اس صورت میں عین بھی پڑھا گیا ہے۔ پہلی میم بہر صورت پیش والی ہے۔ معنی دراز اور
کشاہ ہوتا ہے۔

۲۔ بعض اعضاء بعض میں گھے ہوئے نہ تھے

۳۔ جعد، غین پر زبر، جیم کے نیچے زیر یا زبر، قطط اور سبط کے درمیان بال، صراح میں ہے جس
شخص کے بال نیچے کوٹھیں اسے جعد کہا جاتا ہے۔ معصومہ بیگم نے اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک سخت گھنگریالے نہیں تھے۔
۴۔ مطم، میم پر پیش طاء مشد مفتوح، باء پر زبر، پر گوشت چہرہ اور گول، کمزور کے معنی میں آیا ہے۔
۵۔ مکلم، میم پر پیش، کاف پر زبر لام کن بجنی کم گوشت کوتاہ چہرہ۔ بعض نے بسیار گوشت معنی کیا ہے
جب دونوں الفاظ میں گولائی کی نفی تھی تو آگے اس کا اثبات کیا۔

۶۔ زیادہ گول نہ تھا

۷۔ بعض نے کہا آنکھوں میں سفیدی خوب تھی

۱۸ اشعار، شعر کی جمع ہے، شین پر پیش اور زبر، آنکھوں کے بال

۱۹ مشاش، شاش کی جمع ہے، ہڈیوں کے ملنے کی سخت جگہ

۲۰ الکتد - تاء پر زبر یا زیر دو کندھوں کے ملنے اور ان کے درمیان جگہ جیسے کامل کہتے ہیں

۲۱ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اس باریک بیکر کے علاوہ بدن مبارک پر بال نہ تھے جبکہ دیگر احادیث سے دیگر مقامات پر بھی بالوں کا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً سینہ اقدس کے اوپر بازوؤں پر، ہڈیوں پر اور یہاں اجرد سے مراد بھی یہی ہے۔ حقیقتاً اجرد، اشعر کے مقابل ہے جس کا معنی تمام بدن پر بال کے ہیں اور اجرد وہ ہوگا جس کے تمام بدن پر بال نہ ہوں۔

۲۲ نظر کی طرف سے نہ دیکھتے جیسا کہ شکر لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ بعض نے کہا ہر وقت بائیں یا دائیں گردن مبارک نہ پھیرتے جیسا کہ جلد باز اور ظلم کرنے والوں کا طریقہ ہے۔

۲۳ سینہ سے مراد دل ہے کیونکہ یہ اس کا محل و مقام ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت دل و جان اور ذوق و شوق سے تھی نہ کہ بطور تکلف اور ریاکاری۔ یہ بھی احتمال ہے کہ جود، جودت جیم پر زیر سے ہو اس کا معنی ہوگا اللہ کے سوا کسی سے تعلق نہ تھا (کنز فی شرح الشیخ)

۲۴ لہجہ، ہا پر زبر، سکون بھی منقول ہے۔ بعض نے کہا سکون ضعیف ہے، بعض نے یہ معنی کیا ہے کہ اچکی مبارک زبان تمام سے دوست ترین ہے یعنی آپ تمام حروف کو ان کے مخارج سے ادا فرماتے اور اس طرح دربرا آدمی اس پر قدرت نہیں رکھتا۔

۲۵ عشرۃ، عین کے نیچے زیر بھی آیا ہے جس کا معنی محبت ہے۔

۲۶ آپ کی مجلس و صحبت میں آجاتا۔

۲۷ اس سے یا تو رادی خود یا ہر نعت کہنے والا مراد ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی راستہ سے گزرتے تو اگر کوئی آپ کے بعد گزرتا وہ آپ کی خوشبو یا پینے کی خوشبو کے باعث جان لیتا کہ آپ ادھر سے گزرے ہیں (الترمذی)

۲۸ وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ يُسَلَّكَ طَرِيقًا فَيَتَّبِعُهُ أَحَدٌ إِلَّا عَرَفَ أَنَّهُ قَدْ سَلَكَهُ مِنْ حَيْثُ عَرَفَهُ أَوْ قَالَ مِنْ رِيحٍ عَرَفَهُ (رواها الترمذی)

۲۹ عرف، عین پر زبر، راو ساکن خوشبو اور بدبودوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ ہاں غالب احتمال خوشبو کے لیے ہے یعنی جس راستہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوتا وہ آپ کی مہک سے اس قدر معطر ہو جاتا کہ جس سے پتہ چلتا آپ کا ادھر سے گزر ہوا ہے ظاہر (بلکہ صحیح) یہی ہے کہ آپ کے مبارک جیم اطہر کی خوشبو تھی۔ اس خوشبو کی اس کے علاوہ ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم استعمال فرمایا کرتے۔

۵۵۲۳ وَعَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِاءِ بْنِ يَسْرِ قَالَ قُلْتُ لِلرَّبِّيعِ بْنِ مَعُوذٍ عَنْ عَمْرِاءَ صِفْ لَنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا بَنِي كَوْزَايَةَ رَأَيْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً
(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

۱۔ یہ ثقہ تابعی ہیں

حضرت ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے حضرت ربیع بن معوذ بن عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عرض کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیں حلیہ بیان فرمائیے۔ فرمایا بیٹے اگر تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تو گویا طلوع ہوتا ہوا سورج دیکھتے۔ (انداری)

۲۔ ربیع، راء پر پیش، باء پر زبر یا مشد اور مکسور، معوذ سیم پر پیش، عین پر زبر، واو مشد مکسور مشہور صحابیہ ہیں۔

۳۔ یعنی اس طرح جلال و نورانیت اور حسن و جمال کہ گویا آفتاب طلوع ہو گیا ہے۔

۵۵۲۴ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ إِضْحِيَانٍ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ الْقَمَرَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءُ فَإِذَا هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُدِي مِنَ الْقَمَرِ
(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ)

حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور چاند کو دیکھنے لگا، آپ پر سرخ جوڑا تھا میری نظر میں حضور چاند سے زیادہ حسین تھے۔ (ترمذی و دارمی)

۱۔ اضحیا، ہمزہ کے نیچے زیر، ضا و ساکن، حاء مکسور، ایسی روشن رات جس میں چاند ہو اور بادل و گرد و غبار نہ ہو۔

۲۔ میں کبھی حضور کو دیکھا اور کبھی چاند کو۔

۳۔ سرخ جوڑے کا مفہوم پیچھے حدیث حضرت برادر رضی اللہ عنہ میں بیان ہو چکا ہے۔

۴۔ یہ لنت و ذوق کا اظہار ہے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واقع میں اور تمام اہل بیت کے ہاں چاند سے زیادہ حسین ہیں۔

۵۵۲۵ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَسْرَعَ فِي مَشْيِهِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہ دیکھی گویا سورج آپ کے چہرہ میں گردش کر رہا ہے اور میں نے کوئی شخص نہ دیکھا جو رفتاریں رسول اللہ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْهَا الْأَرْضُ
تَطْوِي لَهُ إِنَّا لَنَجْهِدُ أَنْفُسَنَا وَارْتَهُ
لَعَبْرُ مُكْتَوِبٍ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(الترمذی)

صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تیز ہو گیا آپ کے
لیے زمین لپیٹی جاتی تھی۔ ہم تو اپنی جانوں کو مشقت
میں ڈال دیتے تھے اور آپ پر وہ نہ فرماتے تھے۔

۱۷ ہم چنے میں مشقت اور تکلف سے کام لیتے مگر ٹھک جاتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے تکلف آسانی
کے ساتھ چلتے تھے۔ نون پر پیش، جیم ساکن اور بکسور، مکتراث، میم پر پیش، کاف ساکن، تاو پر زبر، راء مکسور
از لکترات بھی پاک ہونا۔ یہ حنود صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ دوسرے مشقت و تھکاوٹ میں ہیں مگر آپ صلی اللہ
علیہ وسلم بے مشقت اور بے تکلف تمام سے تیز رفتار ہوتے۔

۵۵۳۸ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ فِي
سَاقِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حُمُوشَةٌ وَكَانَ لَا يَضَعُهَا إِلَّا تَبَسُّمًا وَكَانَتْ
إِذَا انْظَرْتُ إِلَيْهِ قُلْتُ أَلْحَلَّ الْعَيْنَيْنِ
وَلَيْسَ بِأَكْحَلٍ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۷ یعنی بھاری نہ تھیں

۱۷ صراح میں ہے تبسم کا معنی ہوں کا کرنا ہے۔
۱۷ بلکہ قدرتی طور پر آپ کی آنکھیں سرگئی تھیں

حضرت جابر بن سمرو رضی اللہ عنہ سے ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہنڈلیوں میں کچھ باریکی تھی
اور آپ نہ سنتے تھے مگر مسکراہٹ سے اور جب حنود
کو دیکھتا تو کہتا آپ آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے ہیں
حالانکہ سرمہ نہ لگایا ہوتا۔ (الترمذی)

۱۷ بسان سرمہ سید کردہ خانہ مروم

دو چشم تو کہ سیاہ بند سرمہ نہ کردہ

تیری دوا آنکھیں جو سیاہ ہیں اور ان میں سرمہ نہیں لگا بہت سے ایسے لوگوں کا گھر دسارا ہے جو سیاہ کا ہیں۔

تیسری فصل

الفصل الثالث

۵۵۳۹ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ التَّنْيِيتَيْنِ إِذَا تَكَلَّمَ
رَأَى كَأَلَوْ يُخْرِجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَائِيَا
(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فراع دانتوں والے تھے
جب کلام فرماتے تو آپ کے دانتوں کے درمیان سے
نور سانکتا۔ (الدارمی)

۱۷ یعنی دو دانتوں کے درمیان کشادگی تھی۔ فلع فاء او بلام پر زبر یعنی کشادگی، اگلے دانتوں کو افلع الاسنان
کہا جاتا ہے حلیہ مبارک میں مراد بھی یہی ہیں۔ دوسری روایت میں فلع الاسنان کے الفاظ بھی ہیں۔
۱۷ سامنے کے دانتوں کو اوپر سے لے کر نیچے تک "ثنایا" کہا جاتا ہے یہ لفظ تشنیہ اور جمع دونوں طرح ہے

دونوں اطراف کے دانتوں کو ”رباعیات“ را پر زبر کہا جاتا ہے، فلج دوس کے درمیان کشادگی کو کہتے ہیں۔ صائب نہایت کہتے ہیں رباعیات اور ثنائیا کے درمیان کی کشادگی کو فلج اور ثنائیا کے درمیان کشادگی کو فرق کہا جاتا ہے (غام اور را پر زبر) لہذا یہاں فلج کو فرق کی جگہ استعمال کیا گیا ہے۔ اس حدیث کا ظاہر بتا رہا ہے کہ یہ کشادگی صرف اوپر والوں کے ساتھ مخصوص ہی نہیں بلکہ نیچے بھی تھی۔

۵۵۲۸ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَرَسْتَنَّا رَ وَجْهَهُ حَتَّى كَانَتْ وَجْهَهُ قِطْعَةً قَمِيٍّ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذَلِكَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ انور دمک اٹھتا گویا آپ کا چہرہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم یہ جان لیتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

۱۷۔ بسبب تروتازگی اور چمک کے ہم محسوس کر لیتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہیں۔

۵۵۲۹ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ غُلَامًا يَهُودِيًّا كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَوَجَدَ أَبَاهُ عِنْدَ رَأْسِهِ يَقْرَأُ التَّوْرَةَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا يَهُودِيٌّ أَتَشُدُّكَ بِاللَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَةَ عَلَى مُوسَى هَلْ تَجِدُ فِي التَّوْرَةِ لِعَبْتِي وَصِيفَتِي وَمَخْرَجِي قَالَ لَا قَالَ الْغَنِيُّ بَلَى وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَجِدُكَ فِي التَّوْرَةِ لِعَبْتِكَ وَصِفَتِكَ وَمَخْرَجِكَ وَإِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حُصْبَاءَ بِهِ أَقِيمُوا هَذَا مِنْ حُبِّهِ رَأْسِهِ وَتَوَافَاكَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک یہودی لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا تو اس کے پاس آپ بیمار پر سی کے لیے تشریف لے گئے اور اس کے والد کو اس کے سرٹانے تورات پڑھتے پایا تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے یہودی! میں تجھے اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات اتاری کیا تو میرے اوصاف، میری نعمت، میری جائے بعثت تورات میں پاتے ہو یا نہیں۔ تو جوان بولا ہاں یا رسول اللہ اللہ کی قسم ہم آپ کی نعمت، آپ کی صفات، آپ کی ہجرت تورات میں پاتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ آپ اللہ کے رسول ہیں تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا اس یہودی کو اس جوان کے پاس سے اٹھا دو اور تم اپنے بھائی کا انتظام کرو۔ (دلائل النبوة للبیہقی)

۱۸۔ مخرج، وقت و جائے بعثت، نعمت، وصف کا ایک ہی مفہوم ہے گویا ایک سے مراد حسنات ظاہری جبکہ دوسرے سے مراد باطنی صفات ہیں۔

۵۵۵۰ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَحْمَةٌ
مُرْسَلَةٌ - رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَهْزُومٍ
فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ

علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ میں سراپا رحمت اور تحفہ ہوں
(دارمی، شعب الایمان للبیہقی) سلم

لہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی رحمت ہوں۔ شیخ ابوالعباس مرسی فرماتے ہیں یہ اس امت کی تکریم و تعظیم ہے کیونکہ ہر یہ برائے تکریم ہی ہوتا ہے۔

لہ یہاں مصنف نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت اور سراپا کے بارے میں بہت سی روایات ذکر کی ہیں۔ لیکن بہت سی رہ گئیں ہیں ہم نے اس کی شرح میں کتب احادیث سے اضافات بھی کیے ہیں وہاں مطالعہ کیجیے۔

بَابُ فِي اخْلَاقِهِ وَشَمَائِلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات کا بیان

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق میں مہربانی، جوانمردی، شجاعت، سخاوت، نرمی، تحمل، تواضع، رحمت، حیا وغیرہ شامل ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری صورت و سراپا سے مصنف فارغ ہوئے جیسے صورت و خلق (خلافہ پرزور) کہا جاتا ہے تو اب آپ کی باطنی صفات کا تذکرہ کرنا چاہ رہے ہیں جنہیں خلق (خادم پر پیش) کہاجاتا ہے۔ شامل، شامل، شین کے نیچے زیر معنی طبع کی جمع ہے (القاموس)

صراح میں ہے شامل بالکسر بائیں ہاتھ اور عادت، جس شامل کا معنی بائیں ہاتھ ہے اس کی جمع اشمل آتی ہے ہاں شامل بھی کبھی آتی ہے۔ شرح شفاء میں ہے شامل بالکسر معنی سیرت ہے اور خلق کے معنی میں بھی آتا ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

۵۵۱ عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي
أَنْفٍ وَلَا لِي مَصْنَعَتْ وَلَا لِي مَصْنَعَتْ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی۔ آپ نے
مجھے کبھی اف تک نہ کہا یہ نہ کہا یہ کیوں کیا اور کیوں نہ کیا
(بخاری و مسلم)

لہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر مدینہ میں ہجرت فرمائی۔ حضرت انس کی والدہ یا بعض ان کے انصاری انھوں نے

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لیے وقف کر دیا اس وقت ان کی عمر آٹھ یا دس سال تھی۔ شہر مدینہ میں مدت اقامت دس سال ہی ہے۔

۱۷ اف، ہمزہ پر پیشی، فاء مشدود و مکسور، متون کے ساتھ یا اس کے بغیر، اس حکم کی دلالت، کراہت، زجر، تنگی دل اور ناپسندیدہ عمل پر آواز بلند کرنا ہے۔

۱۸ خواہ ان کا تعلق امور دنیا سے تھا یا امور دین سے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال شفقت اور حسن اخلاق ہی ہے۔ امام طیبی لکھتے ہیں کہ اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بھی مدح ہے۔ میں نے کبھی ایسا کام نہ کیا جس سے آپ ناراض ہوں۔ لیکن اول معنی مقام کے نسب اور موافق ہے۔ ہاں حضور کی ان پر شفقت و کرم کو یہ معنی بھی متضمن ہے۔

۵۵۵۲ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا فَأَرْسَلَنِي يَوْمًا لِحَاجَةٍ فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَا أَذْهَبُ وَفِي نَفْسِي أَنْ أَذْهَبَ لِمَا أَمَرَ فِي بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجْتُ حَتَّى أَمُرَ عَلَى صَبْيَانٍ وَهُوَ يَلْعَبُونَ فِي السُّوقِ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَبَضَ بِقَفَايَ مِنْ وَرَائِي قَالَ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ يَا أُنَيْسُ ذَهَبْتَ حَيْثُ أَمَرْتُكَ قُلْتُ نَعَمْ أَنَا أَذْهَبُ يَا رَسُولَ اللَّهِ

(ردالامسئلہ)

۱۹ باوجودیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا دل میں تھا جاؤں گا لیکن زبان سے کہہ دیا میں نہیں جاؤں گا یہ واقعہ ان کی چھوٹی عمر اور بے سمجھی کا ہے اور ابھی وہ بلوغ کی عمر کو نہیں پہنچے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس بات پر توجہ ہی نہ دی اور نہ اس پر ناراض ہوئے بلکہ مزاح کے انداز میں تبسم اور نرمی فرمائی۔

انہیں یہ انس کی تصغیر ہے، برائے پیار و شفقت

۵۵۵۳ وَعَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجَرًا فِي غَلِيظَةِ الْحَاشِيَةِ فَادْرَكَهُ

۲۰ انہی سے مروی ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا آپ نے بخرا فی ثوبی کے کنارے والی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ حضور کو ایک بدوی نے پکڑ لیا

اَعْرَاجِيٌّ فَجَبَذَ لَآ بِرِدَائِهِ جَبَذَةً شَدِيدَةً
وَرَجَعَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
نَحْرِ الْاَعْرَاجِيِّ حَتّٰى نَظَرَتْ اِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَثَرَتْ
بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ مِثْلَةِ جَبَذَتِهِ
ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْنِي مِنْ مَالِ اللّٰهِ
الَّذِي عِنْدَكَ فَالْتَقَتِ الْيَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَضَى ثُمَّ اَمَرَ
لَهُ بِعَطَاءٍ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اور حضور کو آپ کی چادر سے کھینچا کہ آپ اس کے سینہ
تک پہنچ گئے حتیٰ کہ میں نے آپ کی گردن مبارک پر
سخت کھینچنے کی وجہ نشان دیکھا۔ پھر بولائے محمد!
اللہ کا جو مال آپ کے پاس ہے اس میں سے میرے
لیے بھی حکم دیجیے۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا، پھر
بنے پھر اس کے لیے عطاء کا حکم فرمایا۔
(بخاری و مسلم)

۱۔ بخرائی، بخران، نون پر زبر، بخران کی طرف منسوب، جیم ساکن جگہ کا نام ہے۔
۲۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بہت قریب ہو گئے۔
۳۔ عاتق، کندھے کی چادر والی جگہ

۴۔ لوگوں کی طرف سے جفا کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ کمال حلم و تحمل کا مظاہرہ ہے
یہ دیہاتی اور درشت خوتھا نہ اس نے اخلاق کی تربیت پائی اور نہ ادب سیکھا۔ اس روایت میں صاحب منصب
لوگوں کے لیے سبق ہے کہ وہ رعایا کی طرف سے بے عقلی اور تکلیف کے باوجود ان سے حسن سلوک کا برتاؤ کریں۔
۵۵۵۴ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ
وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَرَعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ
ذَاتَ لَيْلَةٍ فَاَنْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ
فَاَسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَدْ سَبَقَ النَّاسُ اِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُولُ لَوْ
تَرَاعَوْا لَوْ تَرَأَوْا وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ اَوْ بِطَلْحَةٍ
عُرِّيَ مَا عَلَيْهِ سَرَجٌ وَفِي عُنُقِهِ سَيْفٌ
فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُهُ بَحْرًا
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ اداغی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و سلم تمام لوگوں میں بہت حسین اور سب سے زیادہ بخیا
سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات مدینہ والے
گھبرائے تو لوگ آواز کی طرف دوڑے تو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم ان کی طرف روانہ ہوئے آپ لوگوں سے پہلے
آواز کی طرف دوڑے اور فرطتے جاتے مت گھبراؤ،
اور آپ ابو طلحہ کے ننگے گھوڑے پر تھے، جس پر زین
نہ تھی اور آپ کے گلے میں تلوار تھی پھر فرمایا کہ ہم نے
اسے دریا پایا۔

(بخاری و مسلم)

۱۔ حسن و جمال، فضل و کمال، صفات حمیدہ اور اخلاق عظیمہ میں
۲۔ شاید کوئی ڈاکو یا دشمن آگیا ہے۔

۱۷۔ رُوْح، دُرْنا، ترا عوا، تاء اور عین پر پیش

۱۸۔ بہت تیز رفتار

۱۹۔ اس پر زین نہ تھی

۲۰۔ دوسری روایت میں ہے یہ گھوڑا نہایت ہی سست رفتار تھا اس کے بعد یہ اس قدر تیز ہو گیا کہ دوسرا گھوڑا اس کا مقابلہ نہ کر پاتا۔ حقیقت یہ ہے جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد اور برکت نصیب ہو جائے اگرچہ وہ لاشی ہو تو وہ شینی ہو جاتی ہے۔ اگر کمزور ہو تو غالب ہو جاتی ہے اگر پست ہو تو بلند ہو جاتی ہے اگر ضعیف ہو تو قوی ہو جاتی ہے۔

روئے خویش خوان و شیرے بین

تو مرا دل وہ دلیرے بین

تو جسے دل عطا فرما پھر جرأت دیکھ تو اپنی لومڑی فرما دے پھر شیر بنتا دیکھ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول

۵۵۵۵ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز نہ مانگی گئی کہ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا

حضور نے فرمایا ہو نہیں۔ (بخاری و مسلم)

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ کہ میں نہیں دیتا۔ شیخ ابن حجر کہتے ہیں کہ کبھی بھی لا کا لفظ زبان پر نہ آیا بلکہ اگر ہوا عطا فرما دیا اگر نہ ہوا تو خواہی

اختیار فرمائی۔ ایک اور روایت میں یہی مفہوم آیا ہے اور حضرت ابو ہریرہ سے مروی حدیث کے قریب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا پیش کیا جاتا تو اسے عیب نہ لگاتے تمنا ہوتی تو تبادل فرما لیتے ورنہ ترک فرما دیتے۔ شیخ

عزالدین بن عبد السلام سے منقول ہے کہ عطا نہ کرنے کے لیے کبھی آپ کی زبان پر لاء نہیں آیا اور بوقت ضرورت یا بوقت

عدم موجودگی پر یا بطریق عذر کہنے کے منافی نہیں۔ جیسا کہ فرمایا لَا أَحَدٌ مَّا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ (میں نہیں پاتا کوئی چیز جس پر

تجھیں سوار کروں) فرزند حق نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کہا

مَا قَالَ لَا قَطُّ إِلَّا فِي تَشْهَدَا لَوْلَا التَّشْهَدُ كَانَتْ لَأَعْلَا نَعْمًا

(کلمہ شہادت کے علاوہ کبھی لا نہیں فرمایا اگر شہادت کا معاملہ نہ ہوتا تو وہاں لا کی جگہ نعم فرما دیتے)

کسی نے اس مضمون کو فارسی میں (کسی کے بارے میں) یوں بیان کیا شعر

(آپ کی زبان پر لا کا کلمہ کبھی نہیں آیا ماسوائے اشدان لا الہ الا اللہ کے)

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت محضہ کو کسی ظالم و فاسق کیلئے ثابت کرنا نہایت ہی تعجب والی بات ہے

ہم ایسی ذلت اور گمراہی سے اشد کی پناہ مانگتے ہیں۔

۵۵۵۵ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دو پہاڑوں کے درمیان

بھری ہوئی بکریاں مانگیں۔ حضور نے سب عطا کر دیں

وہ اپنی قوم میں جا کر کہنے لگے میری قوم! مسلمان ہو جاؤ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ

جَبَلَيْنِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ فَأَتَى

قَوْمَهُ فَقَالَ آتَى قَوْمِي أَسْلِمُوا

فَوَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَّيُعْطٰى اِحْطًا عَمَّا يَخَافُ
الْفَقْرُ زَرَدَاكَ مُسْلِمًا
اللہ کی قسم محمد ایسی عطا فرماتے ہیں کہ فقر کا خوف
نہیں رکھتے۔ (المسلم)

۱۔ اس قدر بکریاں زیادہ تھیں کہ دونوں پہاڑوں کے درمیان وادی اُن سے پُر تھی۔
۲۔ انھوں نے تمام کی تمام عطا کر دیں اور اپنے پاس کچھ نہ رکھا۔ کسی شاعر نے یہی بات یوں کہی ہے۔ شعر
جو کچھ ہاتھ میں آتا ہے تو اس سے زیادہ دیتا ہے یہ سخاوت اس کی ہے
جو فقر کو عار محسوس نہیں کرتا

۵۵۵۷ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ بَيْنَمَا هُوَ
لَيْسِيْرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَقْفَلَةً مِنْ حَنِينٍ فَعَلَقَتْ اَلْعُرَابُ يَسْأَلُوْنَهُ
حَتّٰى اضْطُرُّوْهُ اِلٰى سَمَرٍ لَا فِخْطَفَتْ رِدَاةٌ
فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
اَعْطُوْنِيْ رِدَاةً لِّئَاْ كَان لِيْ عِدَدٌ مِنْ هٰذِهِ
الْعِصَا نَعَمْ لَقَسَمْتُ لَّهٗ بَيْنَكُمْ ثَوْرًا لَّا
تَجِدُوْنِيْ بِخِيْلٍ وَكَذُوْبًا وَّوَلَّوْا
جَبَانًا۔

حضرت جبیر بن مطعم سے مروی ہے ہم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے حنین سے
واپسی پر، تو بدوی لوگ حضور سے لپٹ گئے آپ سے
مانگتے تھے حتیٰ کہ آپ کو ایک خاردار درخت کی طرف
لے گئے آپ کی چادر رکھ لی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم گھر گئے فرمایا مجھے میری چادر تو دے دو، اگر
میرے پاس ان درختوں کے برابر جانور ہوتے تو میں
تم میں تقسیم کر دیتا۔ پھر تم مجھے نہ تو کتبوں سے پاتے، نہ
محبوب بولنے والا نہ بڑول۔

(البخاری)

۱۔ حضرت جبیر بن مطعم، عین مکسور بن عدی بن نوفل بن عبد مناف۔ امام ذہبی، الکاشف میں
ان کے بارے میں لکھتے ہیں۔

۲۔ اشرف قریش میں سے ہیں، انساب اخبار اور واقعات عرب کے ماہر ہیں۔ سیدنا ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔
۳۔ یہ غزوہ فتح مکہ کے بعد ہوا

۴۔ غنائم حنین سے، اور اس غزوہ سے مالِ غنیمت بہت حاصل ہوا تھا، آپ کی بخشش بھی بہت
زیادہ تھی۔ خصوصاً اہل مکہ کے مؤلفہ قلوب پر۔ سابقہ حدیث میں جو بکریوں کی سخاوت کا ذکر آیا ہے وہ بھی اسی
جگہ کا واقعہ ہے۔

۵۔ سمر، سین پر زبر، میم پر پیش، خاردار درخت جو جنگل میں ہوتا ہے۔
۶۔ فخطفت۔ خار پر زبر اور طامسور
۷۔ نعم، وہ اونٹ ہوتے یا بکریاں

کد نہ میں فتر سے ڈرنے والا ہوں، جس شجاعت کی ضد ہے، عطا میں جو انمردی بھی از قبیلہ شجاعت ہے دینے میں نجل سے کام لینا بزدلی کی طرح ہے۔ بعض نے کہا "میں جھوٹا نہیں اور نہ میں بزدل ہوں" کے الفاظ الگ ہیں اور یہ بطور تہمتہ صفات آئے ہیں اور صفات حمیدہ پر جامع ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

۵۵۵۹ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَهُ خَدَمُ الْمَدِينَةِ بِأَنْبِيَتِهِمْ فِيهَا الْمَاءُ فَيَأْتُونَ بِإِنَاءٍ إِلَّا غَمَسَ يَدَهُ فِيهَا قَرُبًا جَاءَهُ بِالْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْسِي يَدَهُ فِيهَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز ادا فرماتے تو آپ کے پاس شہر مدینہ کے لونڈی غلام اپنے برتن لے آتے تھے جن میں پانی ہوتا تو وہ کوئی برتن نہ لاتے مگر حضور اس میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے تو بہت دفعہ وہ لوگ آپ کے پاس بہت ٹھنڈی فجر کو پانی لاتے آپ ان میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے۔ (المسلم)

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۷ تاکہ وہ متبرک ہو جائے اور ان کے لیے ذریعہ شفا بن جائے

۱۸ یہ کمال شفقت اور مہربانی ہے۔ اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ مخلوق کے نفع کے لیے خود کو تکلیف میں ڈال لیتے۔

۵۵ وَعَنْهُ قَالَ كَانَتْ أَمَةٌ مِّنْ إِمَاءِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ تَأْخُذُ بِيَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنْطَلِقُ بِهِ حَيْثُ شَاءَتْ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

اور انھی سے مروی ہے کہ اہل مدینہ کی خادمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیتی تھی تو جہاں چاہتی حضور کو لے جاتی تھی۔ (البخاری)

۱۹ اپنی حاجتیں عرض کرتی، یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر کمال شفقت ہے حتیٰ کہ امت کے کمزور ترین فرد بھی۔

۵۵۶۰ وَعَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ فِي حَقْلِهَا شَيْءٌ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً فَقَالَ يَا أُمَّ فُلَانٍ أَنْظِرِي أُمِّي السَّكَّ شَبْتُ حَتَّى أَقْصِي لَكَ حَاجَتَكَ فَخَلَا مَعَهَا فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ حَتَّى فَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا۔

اور انھی سے مروی ہے ایک خاتون کی عقل میں فتور تھا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آپ سے کام ہے فرمایا اے فلاں کی ماں! تو سوچ لے کون سی گلی پسند کرتی ہے کہ میں وہاں جا کر تیرا کام کر دوں تو ایک راستہ میں حضور اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ وہ اپنے کام سے فارغ ہو گئی۔

(المسلم)

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۲۰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اوپر سے گزر ہوا تھا۔

۱۵ یہاں تو بٹھانا یا لے جانا چاہیے گی میں حاضر ہوں۔

۱۶ جو عرض معروض اس نے کہ ناٹھی کر دی۔

۵۵۶۱ وَعَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا ذَلَالَةً وَلَا سَبَابًا كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ مَالَهُ تَرَبَّ جَبِينُهُ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ناٹھی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحش گو، لعنت کرنے والے اور گالی دینے والے نہ تھے۔ ناراضگی کے وقت آپ فرمایا کرتے اسے کیا ہو گیا ہے اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔

(البخاری)

۱۷ جواب اوگفتگو میں حد سے بڑھ جانا، اکثر طور پر اس کا اطلاق جماع اور اس کے متعلقات پر ہوتا ہے بے حیاء اور اہل فساد کو فاحشہ کہا جاتا ہے۔ اہل اصلاح اور ارباب حیاء اس سے اعراض کرتے ہوئے بطور کتایہ اور ابہام پر اکتفا کر لیتے ہیں بلکہ بول و براز کو قضائے حاجت سے تعبیر کرتے ہیں۔ فحش زیادت، کثرت اور زنا و معصیت کے معنی میں بھی آتا ہے۔

۱۸ لعن، اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ رحمت سے دوری کی دعا کو کہا جاتا ہے۔ غیر مستحق پر لعنت کرنا سخت گناہوں میں سے ہے اکثر طور پر یہ کبیرہ بن جاتا ہے۔ اس پر اتفاق ہے کہ کسی معین شخص پر لعنت حرام ہے اگرچہ وہ کافر ہو مگر یہ کہ بالیقین معلوم ہو کہ وہ دنیا سے کافر فوت ہوا مثلاً ابو جہل، ابولہب وغیرہ کسی کی علم و صف پر لعنت حرام نہیں مثلاً کفار پر لعنت، سود خوروں پر لعنت، ظالموں پر لعنت، واضح رہے کہ لعنت کی دو قسمیں ہیں۔ اللہ کی رحمت اور جنت سے دوری اور ہمیشہ جہنم کے عذاب میں رہنا یہ کفار کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسرا اللہ تعالیٰ کے قریب، خصوصی رحمت اور درجہ یقین سے دوری، یہ بعض گناہ گاروں اور بدکاروں کو شامل ہے۔ اس بحث و تمحیص سے بہت سی مشکلات کا حل نکل آتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۹ مَعْتَبَةٌ، ثناء پر زہریا زہر، عتاب و غصہ میں آنا، بمعنی ناز کرنا بھی آتا ہے۔

۲۰ یہ ذلت سے کنایہ ہے یعنی جب زیادہ ناراض ہوتے تو یہ کلمہ فرماتے، تیری ناک خاک آلود ہو۔ اس میں گالی نہیں بلکہ سجدہ کے معنی میں ہے۔

۵۵۶۲ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَدْعُ إِلَى الْمُشْرِكِينَ قَالَ إِنِّي لَأُبْعَثُ لَعَنًا ذَا إِنَّمَا بُعِثَتْ رَحْمَةٌ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ مشرکین کے خلاف دعا فرمائیے فرمایا میں بددعا کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ میں تو رحمت ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں (المسلم)

۱۱ تاکہ تمام تباہ و ہلاک ہو جائیں

۱۲ ہر ایک کے لیے خواہ وہ مومن ہوں یا کافر، اہل ایمان کے لیے تو واضح ہے کفار کے لیے بائیں وجہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں ان پر عذاب نہ آنے کا ذریعہ ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔
وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَنْ يَخْلَفْ سَابِقَةَ الْأَمْرِ لَهُمْ أَنْتَ فِيهِمْ وَمَنْ يَخْلَفْ سَابِقَةَ الْأَمْرِ لَهُمْ أَنْتَ فِيهِمْ
تباہ و ہلاک ہو گئیں۔ ہاں بعض مشرکین کے خلاف حکم الہی آپ نے دعا کی تو وہ ہلاک ہو گئے، جیسا کہ بدر کے
دن مشرکین قریش کا معاملہ ہے۔

۵۵۶۳ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْخُدْرِيِّ
قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خُدْرِهَا
فَإِذَا رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفْتَاهُ
فِي وَجْهِهِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی زیادہ شرمیلے
تھے جیسی کنواری لڑکی اپنے پردے میں شرمیلی ہوتی
ہے جب کوئی ناپسند چیز دیکھتے تو ہم چہرہ انور میں
اسے پہچان لیتے (بخاری و مسلم)

۱۔ خدر، خاء کے نیچے زیر، دال ساکن، خواتین کے لیے گھریلو پردہ، نہایت میں ہے گھر کا وہ گوشہ جس
پر پردہ ہوتا ہے اور کنواری لڑکی وہاں ہوتی ہے، صراح میں ہے خدر خاء کے نیچے کسر پر پردہ اور مخدر پردہ نشین خاتون
۲۔ چہرہ اقدس پر اثرات کی وجہ سے ہم ناپسندیدگی جان لیتے۔ اگرچہ آپ حياء کے پیش نظر کچھ نہ فرماتے
اور اظہار ناپسندیدگی نہ فرماتے۔

۵۵۶۴ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجِمًّا
قَطُّ ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ
وَإِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّطُ
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کھل کر پورا ہنستا ہوا نہ
دیکھا۔ حتیٰ کہ میں آپ کی داڑھیں دیکھ لیتی۔ آپ
تبسم ہی فرمایا کرتے۔
(بخاری)

۱۔ تمام و کمال ہنستا

۲۔ لہوات، یہ لہاء کی جمع ہے گوشت کا حصہ جو منہ کی انتہاء پر اعلائے حلق کے پاس ہوتا ہے
صراح میں ہے لہاء کا معنی کوسے کے ہیں، لہوات جمع لانا اجزاء کی وجہ سے ہے۔
۳۔ یہ اغلب حال کا ذکر ہے کبھی کبھی اس پر اضافہ بھی ہوا، جیسا کہ باب ضحک رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم میں آ رہا ہے۔

۵۵۶۵ وَعَنْهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَكُنْ يَسْرُ الْحَدِيثَ
كَسَرْدِكُمْ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيثًا لَوْ حَدَّثَ الْعَادُّ
لَوْ حَصَا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اور انھی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ہمتھاری طرح جلدی جلدی بات نہ کرتے تھے
آپ باتیں یوں کرتے کہ اگر کوئی گننے والا گنتا چاہتا تو
انھیں گن لیتا۔ (بخاری و مسلم)

۱۷۔ کہ اس طرح پے در پے کلمات ہوں کہ سننے والے پر خلط ملط ہو جائیں بلکہ جدا جدا کلمات ہوتے
سرد، سین پر زبر، چڑے کا سینا، زرہ کا سلنا، پے در پے کرنا اور مسلسل گفتگو کرنا۔

۵۵۶۱ وَعَنْ الْأَسْوَدِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ

مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَصْنَعُ فِي بَيْتِهِ قَالَتْ كَانَ يَكُونُ فِي

مَهْنَةٍ أَهْلِهِ تَعْنِي خِدْمَةَ أَهْلِهِ فَإِذَا

حَضَرَتِ الصَّلَاةُ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ -

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت اسود سے سے میں نے سیدہ عائشہ
رضی اللہ عنہا سے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
گھر میں کیا کرتے تھے۔ فرمایا اپنے گھر میں کام کا ج
میں مشغول رہتے یعنی گھر والوں کا کام کرتے تھے
پھر جب نماز آ جاتی تو نماز کے لیے تشریف لے
جاتے تھے۔ (البخاری)

۱۸۔ یہ تابعی ہیں۔ حضور کی ظاہری حیات کو انھوں نے پایا۔ خلفاء اربعہ کی زیارت کا شرف پایا۔ اکابر صحابہ
سے حدیث پڑھی، اسی حج اور عمرے ادا کیے، ہمیشہ روزہ رکھتے ہر رات قرآن مجید مکمل پڑھتے۔ ثقہ اور فقیہ
اور کثیر احادیث والے ہیں۔

۱۹۔ مہنت، میم مکسور، تاء مفتوح۔ اہمعی نے میم کے کسرہ کا انکار کیا ہے۔ تاء ساکن بروزن کلمہ بمعنی
خدمت جیسا کہ اگلے الفاظ میں اس کی تفسیر ہے۔

۲۰۔ مثلاً بکریاں دوھنا، کپڑا اور نعل سینا، اس حدیث سے واضح ہو رہا ہے۔ اہل خانہ کی خدمت کرنا
انبیاء مرسلین اور صالحین کا طریقہ ہے۔

۵۵۶۲ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا خَيَّرَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ

قَطُّ إِلَّا أَخَذَ الْأَيْسَرَهُمَا مَا لَهُ يَكْرُ

إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَلْبَعَدَ النَّاسِ

مِنْهُ وَمَا أَنْتَقَوْا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا أَنْ

يُنْتَهَكَ حُرْمَةً اللَّهِ فَيَنْتَقُوا بِهِ

بِهَا - (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روکا ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں میں جب بھی اختیار دیا
گیا تو حضور نے ان میں سے آسان کو اختیار کیا بشرطیکہ
وہ گناہ نہ ہوتا لیکن اگر گناہ ہوتا تو سب لوگوں سے
زیادہ دور رہتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنی ذات کے لیے کسی چیز میں بلا نہ لیا۔ مگر یہ کہ اللہ
تعالیٰ کے دین کی حرمت توڑی جاتی تو اللہ کے لیے
اس کا بدلہ ضرور لیتے۔ (بخاری و مسلم)

۲۱۔ اس حدیث میں کلام کیا گیا ہے۔ اختیار عام ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے یا مخلوق کی طرف سے جب
اختیار ہوگا تو کسی جانب کا گناہ ہونا محال ہے ہاں یہ مراد ہو سکتا ہے کہ وہ گناہ کی طرف مفعول ہے مثلاً اختیار دیا گیا
خزان زمین لینے، کفایت روزی کے اختیار میں ان میں عبادت کے لیے فارغ نہ رہنے کا احتمال ہے تو گناہ سے
امری مراد ہے گناہ مراد نہیں کیونکہ اس سے عصمت ثابت ہے (کذا قال الشيخ ابن حجر)۔ مجمع البحار میں ہے اگر

اختیار از کفار و منافقین ہو تو گناہ کا ہونا واضح ہے اگر مسلمانوں کی طرف سے ہو تو اس سے مراد گناہ کی طرف لے جانے والا معاملہ ہوگا جیسا کہ مجاہدہ اور اقتصاد میں اختیار، کیونکہ جو مجاہدہ ہلاکت کی طرف لے جائے وہ جائز نہیں یا اختیار اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا کہ اس میں دو یا ایک سزا ہو یا اس کے اور کفار کے درمیان ہو مثلاً قتل یا جزیہ یا حق خدا میں مجاہدہ اور اعتدال کے درمیان ہو۔

۱۷ شیخ ابن حجر فرماتے ہیں۔ آپ کی ذات کے حوالے سے آپ نے کبھی انتقام نہیں لیا۔ پس اب اعتراض نہیں ہو سکتا کہ آپ نے ایذا دینے والے کے قتل کا حکم دیا کیوں کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو بھی ایذا دی تھی۔ بعض نے کہا کہ یہ اس میں ہے جو شے کفر تک نہ پہنچائے بعض نے کہا یہ واقعہ مال کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہاں عزت و حرمت مراد نہیں ٹھنک بمعنی غلبہ ہے یعنی جس نے حدود و محارم شرعیہ توڑنے میں مبالغہ سے کام لیا۔ صراح میں ہے نہک کپڑے کا پرانا ہونا مبالغہ کرنا مراد ہوتا ہے۔

اور اٹھنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کسی کو نہ مارا، نہ کسی بیوی کو نہ کسی خادم کو۔ مگر یہ کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے اور ایسا کبھی نہ ہوا کہ آپ سے کوئی چیز باپنی جائے پھر اس شخص کو لے لے سے بدلہ لیتے مگر اس صورت میں کہ اللہ کی محرمات میں سے کوئی حرمت توڑ دی جاتی تو اللہ کے لیے اس کا بدلہ لیتے تھے۔ (المسلم)

۵۵۶۸ وَعَنْهَا قَالَتْ مَا صَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ وَلَا امْرَأَةً وَلَا خَادِمًا إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا يَمْلِكُ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمُ مِنْ صَاحِبِهِ إِلَّا أَنْ يُنْتَهَكَ شَيْءٌ مِنْ مَحَارِمِ اللَّهِ فَيَنْتَقِمُ لِلَّهِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۸ خادم کا اطلاق مذکور مؤنث دونوں پر آتا ہے۔
۱۹ لے خود صاحب یا صاحب چیز

دوسری فصل

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آٹھ سال کی عمر میں دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔ جو میرے ہاتھوں نقصان ہوا اس پر آپ نے کبھی مجھے ملامت نہ کی اگر آپ کے گھر کا کوئی فرد مجھے ملامت کرتا تو فرماتے اسے چھوڑ دو جو مقدر میں تھا تو وہی ہوا۔ یہ صحابہ کے الفاظ ہیں

۵۵۶۹ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ ثَمَانَ سِدِينَ خَدَمْتُهُ عَشْرَ سِنِينَ فَمَا لَمْ يَنْهَني عَلَى شَيْءٍ قَطُّ أُنِي فِيهِ عَلَى يَدَيَّ فَإِنْ لَمْ يَنْهَني لَأَكُونُ مِنْ أَهْلِهِ قَالَ دَعَوْهُ فَإِنَّهُ لَوْ قَضَى شَيْءٌ كَانَ هَذَا الْفُظَّ الْمَصْرَبِيحِ

(رَوَاہُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ
مَعَ تَغْيِيرٍ)

(بہیقی نے شعب الایمان میں تھوڑی سی تبدیلی کے
ساتھ روایت کیا ہے)۔

۱۵ یہ مدت اقامت مدنیہ ہے

۱۶ اتی، محمول کا صیغہ ہے میرے ہاتھوں سے کوئی چیز تلف ہوگی تو

۱۷ ہر شے کا تلف ہونا اللہ تعالیٰ کی قضاء و تقدیر سے ہے اگرچہ بظاہر اس کے ہاتھ پر ہوا ہے
ہاں اگر اس میں کوئی حکم شرعی ثابت ہوگا تو وہ ضرور ہوگا اور کوئی اگر اپنا حق معاف کر دیتا ہے تو اس میں
کوئی حرج نہیں۔ دوسری حدیث میں آیا ہے اگر کسی کے ہاتھوں برتن ٹوٹ جائیں تو اسے نہ مارا جائے کیونکہ ہر
شے کی بقا کی ایک مدت مقرر ہے۔

۵۵۰۰ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا
وَلَا مُتَفَحِّشًا وَلَا سَخَابًا فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا
يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلَكِنْ يَحْضُو وَ
يُصَفِّحُ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو عادتاً فحش گو تھے اور نہ
تکلفاً، نہ بازار میں شور کرنے والے تھے، برائی کا
بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے لیکن معافی دیتے اور
درگزر فرماتے (الترمذی)

۱۸ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فحش کا صدور نہ ہوتا نہ بالطبع نہ بتکلف۔ اور فحش کا معنی حدیث
انس سے واضح ہے۔

۱۹ ان صفات کا تذکرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں ہو چکا ہے۔

۵۵۰۱ وَعَنْ أَنَسٍ يُحَدِّثُ عَنْ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ كَانَ لَيَعُوذُ بِالْكَرْبِ
وَيَتَّبِعُ الْجَنَازَةَ وَيُجِيبُ دَعْوَةَ
الْمَمْلُوكِ وَيَرْكَبُ الْحِمَامَةَ لَقَدْ
رَأَيْتُهُ يَوْمَ مَرْحَبَةَ عَلِيٍّ حِمَارٍ خَطَامُهُ
لَيْفٌ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ أَبِي حَتْمٍ فِي
شُعَبِ الْإِيْمَانِ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، آپ
صلی اللہ علیہ وسلم بیماروں کی عیادت فرماتے،
جنازوں کے ساتھ جلتے، غلام کی دعوت قبول
فرماتے، دراز گوش پر سوار ہوتے، میں نے غنیمہ کے
دن دیکھا آپ ایک دراز گوش پر سوار تھے، جس
کی سہار پوست کھجور کی تھی۔

(ابن ماجہ، شعب الایمان للبیہقی)

۲۰ چہ جائیکہ آزاد کی دعوت

۲۱ بوجہ انتہائی تواضع، بے تکلفی، اس میں انتہائی تواضع، ترک تکلف اور نفی تکبر ہے، بخلاف
بادشاہوں اور جابر حکمرانوں کے۔

۲۲ حالانکہ ان دونوں میں شرکت و جلالت کا غلبہ مختار۔

۵۵۷۲ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْصِفُ نَعْلَهُ وَيَخِيطُ ثَوْبَهُ وَيَعْمَلُ فِي بَيْتِهِ كَمَا يَعْمَلُ أَحَدُكُمْ فِي بَيْتِهِ وَقَالَتْ كَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ يَفْضِلُ ثَوْبَهُ وَيَحْلُبُ شَاتَهُ وَيَخْدِمُ نَفْسَهُ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جو تا خود درست کر لیتے، اپنے کپڑے بھی لیتے اپنے گھر میں ایسے ہی کام کرتے جیسے تم میں سے کوئی اپنے گھر کے کام کرتا ہے۔ فرماقی ہیں آپ انسانوں میں سے ایک کی سی زندگی رکھتے تھے اپنے کپڑوں کو خود دیکھ لیتے تھے، بکری دودھ لیتے اپنا کام خود کرتے تھے یہ

(الترمذی)

۱۔ خصف، ایک کپڑے کو دوسرے پر رکھنا۔ اصل اس کا معنی جمع کرنا اور باہم ملانا ہے۔

۲۔ خواہ وہ کپڑا نیا ہو یا پرانا اسے پوند لگا لیتے

۳۔ کہیں اس میں کوئی کانٹا یا حشرات میں سے کوئی نہ ہو۔ فلی کا معنی اصل جوئیں تلاش کرنا ہوتا ہے لیکن مواہب لدنیہ میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں میں جوئیں نہیں پڑ سکتیں۔ اور امام فخر الدین رازی سے منقول ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدا طہر پر مکھی اور مچھر نہ بیٹھتے اور نہ ایند دیتے۔ چونکہ موزیات اور حشرات کا وجود تقلی کو لازم ہے لہذا اس قول کے بغیر چارہ نہیں کہ ان چیزوں کا تعلق خارج سے آپ کے جامہ کے ساتھ مخانا کہ بدن سے علیہ

۴۔ یعنی دوسروں کو کم ہی فرماتے اپنے کام خود کرتے

۵۔ یہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جابر بادشاہ اور متکبر نہ تھے۔ کیونکہ ایسے اعمال ان سے صادر نہیں ہوتے بلکہ نبی مرسل متواضع اور مدبشریت پر تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو فضل عظیم اور خلق کے لیے ارشاد و تعلیم اور اخلاق کریمہ اور عظیمہ کے لیے مخصوص فرمایا۔

۵۵۷۳ وَعَنْ خَارِجَةَ بِنِ زَيْدٍ بِنِ ثَابِتٍ قَالَتْ دَخَلَ تَفَرُّ عَلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَقَالُوا لَهُ حَدِّثْنَا أَحَادِيثَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا كُنْتَ جَارًا فَكَانَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ

حضرت خاریجہ بن زید بن ثابتؓ سے مروی ہے ایک جماعت نے حضرت زید بن ثابتؓ رضی اللہ عنہ کے پاس آکر پوچھا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنائیے فرمایا میں حضور کا پڑوسی تھا تو جب آپ پر وحی

۱۔ یہی تاویل حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سے منقول روایت کی ہے۔ میں آپ کے سر اقدس کو صاف کیا کرتی واللہ اعلم لیکن میرے نزدیک اس کی تاویل یہ ہے کہ جب سر کو ملا جائے تو آرام ملتا ہے۔ ضروری نہیں کہ جوئیں ہی نکالی جائیں۔ مولوی امیر علی مرحوم

بَعَثَ إِلَى فَاكِتَبْتُهُ لَهُ فَكَانَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ
بَعَثَ إِلَى فَاكِتَبْتُ لَهُ فَكَانَ إِذَا ذَكَرْنَا
الذُّنْيَا ذَكَرَهَا مَعَنَا وَإِذَا ذَكَرْنَا الْآخِرَةَ
ذَكَرَهَا مَعَنَا وَإِذَا ذَكَرْنَا الطَّعَامَ ذَكَرْنَا
مَعَنَا فُكِّلَ هَذَا أَحَدُ نَحْوِ عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

نازل ہوتی تو مجھے بلاتے میں اسے لکھتا جب ہم دنیا
کا تذکرہ کرتے تو آپ بھی اسی کا ہمارے ساتھ تذکرہ
کرتے تھے اور جب ہم آخرت کا تذکرہ کرتے تو
آپ بھی ہمارے ساتھ اسی کا تذکرہ فرماتے۔ جب ہم
کھانے کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اس کا تذکرہ
فرماتے یہ تمام باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہیں جو میں تمہیں بتا رہا ہوں۔ (الترمذی)

۱۔ فارغہ خاں اور جمہ کے ساتھ، جلیل القدر تابعی ہیں مدنیہ طیبہ کے فقہاء سبعہ میں سے ہیں
۲۔ کسی آدمی کو بھیج کر

۳۔ یہ حسن معاشرت کا تذکرہ ہے، اپنے دوستوں کی تالیفِ قلب، انبساطِ خلق اور لوگوں کے معاملات
احوال میں موافقت ہے بشرطیکہ وہ ناپسندیدہ اور مذموم نہ ہوں اور اگر وہ مکروہ و مذموم ہوں تو ممکن ہی نہیں کہ
ان کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک میں ہو
۴۔ یہ احوال و حکایات

۵۵۷۲ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَافَحَ الرَّجُلَ لَوْ يَنْزِعُ
يَدَهُ مِنْ يَدِهِ حَتَّى يَكُونَ هُوَ الَّذِي يَنْزِعُ
يَدَهُ وَلَا يَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنْ وَجْهِهِ حَتَّى
يَكُونَ هُوَ الَّذِي يَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنْ وَجْهِهِ
وَلَوْ يُرْمَقَدُ مَا رُكِبَتْ بَيْنَ يَدَيْ جَلِيسٍ لَهُ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص سے مصافحہ کرتے تو
اپنا ہاتھ مبارک نہ کھینچتے تھے حتیٰ کہ وہ ہی اپنا ہاتھ کھینچتا
تھا اور آپ اپنا منہ اس کے منہ سے نہیں پھیرتے تھے
کہ وہ ہی اپنا منہ حضور کے چہرے سے پھیرتا اور حضور کو
کبھی نہ دیکھا گیا کہ اپنے ہم نشین کے سامنے گھٹنے
پھیلا کر بیٹھے ہوں۔ (الترمذی)

۵۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دستِ اقدس چھوڑ دیتے پیچھے نہ کرتے۔ یہ کمالِ صبر و تواضع کا بیان ہے کہ آپ
دوسرے کے ساتھ کامل طور پر مصافحہ فرماتے۔

۶۔ مجلس میں برابر ہو کر تشریف فرما ہوتے۔ حکمران کی طرح زانو کھڑے نہ کرتے۔ بعض نے کہا اس مجلس کی
تعظیم کی خاطر آپ زانو باہر نہ نکالتے لیکن یہ بالعموم مشکل ہے کیونکہ یہ منقول ہے بعض اوقات اجتہاد فرماتے، یعنی
دونوں زانوں پر کپڑا باندھ کر تشریف فرما ہوتے۔ یا ممکن ہے یہ خلوت میں ہو یا بعض دوستوں کے ساتھ ہو۔
بعض کہتے ہیں کہ یہاں زانو سے مراد قد میں ہیں۔ یعنی مجلس میں قدم پھیلا کر نہ بیٹھتے۔

۵۵۷۵ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
۲۵ اور اٹھنی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

كَانَ لَا يَدَّخِرُ شَيْئًا لِعَدُوِّهِ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

کل کے لیے کوئی چیز ذخیرہ نہ کرتے تھے۔

(الترمذی)

۱۵ اپنی ذات کے لیے، ورنہ تحقیق کے ساتھ ثابت ہے کہ ازواجِ مطہرات کے لیے ایک سال کا خرچہ رکھتے

۵۵۶۶ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَتْ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوِيلَ

الْقَمَتِ (رَوَاهُ فِي شَرْحِ الشُّنَّةِ)

حضرت جابر بن سمور رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طویل خاموشی والے تھے
(شرح السنہ)

۱۶ یعنی بغیر ضرورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو نہ فرماتے

۵۵۶۷ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ فِي كَلَامِ رَسُولِ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْتِيلٌ وَتَرْسِيلٌ

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک میں آہستگی اور
تھکاوٹ تھا (ابوداؤد)

۱۷ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک گفتگو میں آہستگی اور اس کے جدا جدا کلمات ہوتے۔

۱۸ ترتیل و ترسیل قریب المعنی ہیں، ترسیل کا اصلاً معنی تاخیر کرنا اور سیت ہونا ہے۔

۵۵۶۸ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْرُدُ سَرْدَ كَسٍّ

هَذَا أَوْ لَيْكَةٍ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ بَيْنَ

فَعْلٍ يَحْفَظُهُ مَنْ جَلَسَ إِلَيْهِ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمھاری اس جلدی کی طرح
سے جلدی نہ کرتے تھے، آپ ایسا کلام فرماتے جس کے
درمیان فاصلہ ہوتا، جو آپ کی خدمت میں بیٹھتا حفظ
کر لیتا تھا (الترمذی)

۱۹ جیسے تمھاری عادت ہے

۲۰ کلمات ایک دوسرے سے جدا ہوتے تھے۔

۵۵۶۹ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ

بَكْرٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عبداللہ بن حارث بن جبزہ رضی اللہ عنہ کا
بیان ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
زیادہ مسکرانے والا کوئی نہ دیکھا۔
(الترمذی)

۲۱ مجھ پر زبرد نہ آوا ساکن، آخر میں ہنرہ، مصر میں یہ آخری صحابی ہیں۔

۵۵۷۰ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِذَا جَلَسَ يَتَحَدَّثُ بِكَثْرٍ أَنْ يَرْفَعَ

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جب گفتگو کرنے بیٹھتے تو اپنی نگاہ آسمان کی

كَرَّخَهُ إِلَى السَّمَاءِ (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) طرف زیادہ رکھتے ہیں (ابوداؤد)
 لے جبریل امین کا وحی لے کر آنے کا انتظار فرماتے

الفصل الثالث

تیسری فصل

۵۵۸۱ عَنْ عُمَرُو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ
 مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
 إِبْرَاهِيمُ ابْنُهُ مُسْتَرْضِعًا فِي عَوَالِي الْمَدِينَةِ
 فَكَانَ يَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَهُ فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ
 وَإِنَّهُ لَيَدْخُنْ وَكَانَ ظُهُرُهُ قَيْنًا فَيَأْخُذُ
 فَيُقْبِلُهُ ثُمَّ يَرْجِعُ قَالَ هَمْرُوقُلْنَا تُوَفِّي
 إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَسَلَّمَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ ابْنِي وَإِنَّهُ هَاتَ
 فِي الشَّدْيِ وَإِنَّ لَهُ لَظُهُرَيْنِ تَكْبِلَانِ
 رَصَاعَهُ فِي الْجَنَّةِ
 (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ حضرت انس
 رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں میں نے کسی کو نہ دیکھا
 جو بال بچوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ
 مہربان ہو۔ آپ کے فرزند ابراہیم بالائے مدینہ میں
 شیر خوار کر کے تھے تو آپ تشریف لے جاتے ہم
 آپ کے ساتھ ہوتے، آپ گھر میں تشریف فرما ہوتے
 حالانکہ وہیں دھواں ہوتا۔ ان کا رضاعی والد لوہار تھا
 آپ بچے کو لیتے اسے بوسہ دیتے پھر لوٹ آتے۔ پھر
 جب وہ (ابراہیم) وفات پا گئے تو آپ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا میرا بچہ ابراہیم شیر خوارگی میں وفات پا گیا
 اس کی دو دایاں مقرر ہیں جو اس کی شیر خوارگی جنت
 میں پوری کریں گی۔ (المسلم)

۱۔ حضرت مدیہ قبطنہ رضی اللہ عنہا سے تھے۔ بالائے مدینہ سے مسجد نبوی قرطبہ والا علاقہ مراد ہے
 یعنی دودھ پلانے والی خاتون وہاں رہتی تھی۔
 ۲۔ صاحبزادے کی دیکھ بھال اور خبر گیری کے لیے
 ۳۔ کُیخُن، لام پر زبر یا مضموم، دال مشد مفتوح اور خاء مفتوح، غایت شفقت کی وجہ سے دھواں سے

۱۔ اس مقام کی تحقیق ضروری ہے تاکہ معاملہ درست ہو جائے۔ واضح رہے ابن عمرو بن سعید بن خالد بن
 سعید کے بھائی تھے وہ یہاں مراد نہیں بلکہ یہاں مراد عمرو بن سعید بن عمرو بن العاص ہیں جو مشہور تابعی ہیں یا
 ان کے دادا صحابی عمرو بن سعید ہیں جو غزوہ فیل میں شہید ہوئے تھے۔ جیسا کہ ابوالسجیل ازدی نے الفتوح میں ذکر کیا
 ہے ابن اشراق نہایت ظالم ہے جس نے حضرت ابن زبیر پر لشکر کشی کی تھی اور یہ بھی واضح ہے کہ قریشی صحابی کو
 حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کیا محتاجی ہے؟ شاید شیخ کی مراد یہی ہو کہ ان کے دادا عمرو بن سعید صحابی اور
 قدیم الاسلام ہیں لیکن کاتب سے غلطی اور تحریف ہو گئی ہو۔ واللہ اعلم۔ مولوی امیر علی مرحوم

معمور گھر میں تشریف فرما ہوئے ۔

۵۵ ظہرؑ ظا کے نیچے زیر، ہمزہ ساکن بمعنی دایہ اس خاتون کو کہتے ہیں جو بچے کو دودھ پلانے اداس کی تربیت کرے، شوہر پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی دایہ کا نام ام یوسف اور اس کے شوہر کا نام ابو یوسف ہے۔ قیئن، قاف پر زبر اور یا ساکن، لوہار

۵۶ ان کے وصال کی عمر میں اختلاف ہے مگر اس پر اتفاق ہے کہ حالت خیر خوارگی میں ہی وصال ہوا۔

۵۷ اب وہ جنت میں ہیں اور ان کی مدت رضاعت وہاں مکمل ہوگی (کذا قالوا)

۵۸ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک روایت ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی بنائے جاتے۔ امام نووی فرماتے ہیں یہ روایت باطل ہے۔

۵۵۸۲ وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّ يَهُودِيًّا كَانَ يُقَالُ لَهُ فُلُونٌ حَبْرٌ كَانَ لَهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَنَانِيرٌ فَتَضَا صَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ يَا يَهُودِيٌّ مَا عِنْدِي مَا أُعْطِيكَ قَالَ فَإِذَا لَوْ أَخَارَقَكَ يَا مُحَمَّدُ حَتَّى تُعْطِيَنِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَجْلِسُ مَعَكَ فَجَلَسَ مَعَهُ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ الْآخِرَةَ وَالْعَدَاةَ وَكَانَ اصْطَحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَدَّ دُونَهُ وَيَتَوَعَّدُ وَنَحْهُ فَفَطِنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الَّذِي يُصْنَعُونَ بِهِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ يَهُودِيٌّ يُجْبِسُكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَعَنِي رَجُلٌ أَنْ أَظْلَمَ مَعَاهِدًا وَخَيْرٌ فَلَمَّا تَرَجَّلَ الْيَهُودِيُّ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ وَشَطْرُ مَالِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمَا وَاللَّهِ مَا فَعَلْتُ بِكَ الَّذِي فَعَلْتُ بِكَ إِلَّا لَوْ نَظَرْتُ إِلَى

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک یہودی جس کا نام فلاں تھا اس کے کچھ دینار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ قرض تھے اس نے آپ سے تقاضا کیا آپ نے فرمایا میرے پاس کچھ نہیں ہے جو تجھے دوں وہ کہنے لگا میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا حتیٰ کہ آپ مجھے قرضہ ادا کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تب تو میں تیرے ساتھ ہی بیٹھوں گا، آپ اس کے ساتھ بیٹھ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھیں اور آپ کے صحابہ اسے ڈراتے دھمکاتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرمایا پوچھا اس کے ساتھ تم کیا کر رہے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک یہودی آپ کو روکے ہوئے ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میرے رب نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کسی عسوالے کا فروغیرہ پر ظلم کرے پھر جب دن چڑھ آیا تو یہودی بولا میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں اور میرا ادھامال اللہ کی راہ میں ہے۔ حضور جو کچھ میں نے آپ کے ساتھ بتا دیا یہ صرف اس لیے کہ میں آپ کی

لَعَلَّكَ فِي التَّوْرَةِ مُحَسَّنًا ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ
مَوْلِدُهُ بِمَكَّةَ وَهُمَا جَرُّهُ بِطَيْبَةِ مَكَّةَ
بِالشَّامِ لَيْسَ يَفْظُ وَلَا غِلْظٌ وَلَا سَخَابٌ
فِي الْأَسْوَاتِ وَلَا مُتَزَيٍّ بِالْفَحْشِ وَلَا
قَوْلِ الْخَنَاءِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ وَهَذَا
مَارِي فَأُحْكَمُ فِيهِ بِمَا أَرَادَ اللَّهُ وَكَانَ
الْيَهُودِيُّ كَثِيرَ السَّالِ

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي

دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ

۵۵۸۳ رَحَنَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ أَبِي أَدْنَى قَالَ
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ
الذِّكْرَ وَيَقِلُّ اللَّغْوَ وَيُطِيلُ الصَّلَاةَ وَيَقْصِرُ
الْخُطْبَةَ وَلَا يَأْتِي أَنْ يَمْشِيَ مَعَ الْأُرْمَلَةِ
وَالْمَسْكِينِ فَيَقْضِي لَهُ الْحَاجَةَ
رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالِدَارِمِيُّ

۱۔ مشہور صحابی ہیں، کونہ میں آخری دصال پانے والے صحابی ہیں

۲۔ ہر دم اور ہر گھڑی ذکر میں مشغول رہتے۔

۳۔ یہاں قلت کا معنی عدم ہے

۴۔ بوجہ غایت شوق اور حضور و شہود

۵۔ کیونکہ آپ کا ایک کلمہ بھی بے حد معانی پر مشتمل ہوتا تھا۔ یہ اکثر احوال کے اعتبار سے ہے ورنہ ضرورت کے مطابق طویل خطبات بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے ہیں اور ظاہر مقصود یہ ہے، آپ کا خطبہ بہ نسبت نماز مختصر ہوتا جیسا کہ نماز عید اور جمعہ میں ہوا کرتا حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کا طویل اور خطبہ کا مختصر ہونا انسان کے اہل دانش ہونے کی دلیل ہے۔ جیسا کہ باب الجمعہ میں گزر چکا ہے۔

۶۔ ارملہ، میم پر زبر وہ خاتون جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو، رمل وہ شوہر جس کی بیوی فوت ہو گئی ہو خواہ غنی ہو یا فقیر۔ ارامل جمع ہے لیکن جمع کا صیغہ خواتین کے ساتھ مخصوص ہے۔ ارامل کی تفسیر مساکین بھی کی جاتی ہے۔ نہایت، صراح میں ہے ارامل سے بیوگان، درویش اور محتاج لوگ مراد ہیں۔ قاموس میں

صفات دیکھ لوں جو توریت میں ہیں کہ محمد عبد اللہ کے بیٹے، ان کی جائے ولادت مکہ، جائے ہجرت یثرب ہے ان کی سلطنت شام میں ہے، نہ تو سخت دل ہیں نہ سخت زبان، نہ یازاروں میں شور مچانے والے، نہ تو بری باتوں سے متصف اور نہ سخت کلام، نہ برے کلام والے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اور یہ ہے میرا مال آپ اس میں وہ فیصلہ فرمائیں جو اللہ آپ کو دکھائے۔ یہودی بڑا مالدار تھا۔

(دلائل النبوة للبیہقی)

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر زیادہ کرتے بے فائدہ گفتگو نہ فرماتے، نماز دراز کرتے، خطبہ مختصر کرتے، بیوگان اور مساکین کے ساتھ چلنے میں عار محسوس نہ فرماتے، ان کی حاجت پوری کرتے۔

(نسائی، دارمی)

اسی طرح اس کا معنی بیان کیا گیا ہے -

۵۵۸۴ وَكَانَ عَلَيَّ أَنْ أَبَاجُهِلَ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُكَذِّبُكَ وَ لَكِنْ مُكَذِّبٌ بِمَا جِئْتُ بِهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِمْ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَكِنَّ الظَّالِمِينَ بَيِّنَاتٍ اللَّهُ يَجْعَلُ دُونَهُ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ابو جہل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہم آپ کو نہیں جھٹلاتے لیکن ہم تو اسے جھٹلاتے ہیں جو آپ لائے ہیں تب اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں آیت نازل فرمائی یہ لوگ آپ کو نہیں جھٹلاتے لیکن ظالم لوگ اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں (ترمذی)

۵۵۸۵ ابو جہل (اس پر اللہ کی لعنت ہو) نے کہا ہم پر آپ کا صدق و امانت عیاں و ظاہر ہے - ہم تو آپ کی لائی ہوئی کتاب اور شریعت کا انکار کرتے ہیں اور ہم ان کی تکذیب کی وجہ سے تمھاری تکذیب کرتے ہیں - حسد و عناد کی وجہ سے ایسا ہے یعنی اگر آپ اس کی تصدیق کا نہ کہیں تو ہمارا جھگڑا ختم ہو سکتا ہے - حالانکہ یہ جاہل اور لعنتی اتنا نہیں جانتا کہ جو ذات اقدس دنیا اور مخلوق کے معاملہ میں کبھی جھوٹ سے کام نہیں لیتی وہ دین اور اپنے خالق پر جھوٹ کیسے باندھ سکتی ہے - جیسا کہ باب النبوت میں حدیث ہر قل میں آیا ہے، لیکن اس کا مقصود محض حسد و عناد ہی تھا -

۵۵۸۶ تفسیر کشاف میں اس آیت کے تحت دو وجوہ کا بیان ہے ایک یہ کہ کافر جو آپ کی تکذیب کر رہے ہیں حقیقت میں تمھاری تکذیب نہیں بلکہ آیات الہی کی تکذیب کر رہے ہیں - جیسا کہ آقا اس غلام کو کہتا ہے جسے لوگ تکلیف پہنچا رہے ہوں کہ وہ تجھے نہیں تجھے تکلیف پہنچا رہے ہیں دیکھنا میں ان کے ساتھ کیا کرتا ہوں - دوسری یہ کہ یہ تیری تکذیب نہیں کرتے کیونکہ آپ تو ان کے ہاں صدق و امانت سے متصف ہیں لیکن ان کا انکار خدا کی آیات سے ہے یہ آخری وجہ اس مضمون حدیث کے موافق ہے -

۵۵۸۷ وَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ كُونِي شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيَ جِبَالُ الذَّهَبِ جَاءَنِي مَلَكٌ قَالَ إِنَّ حُجْرَتَكَ لَشَادِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ عَلَيْكَ السَّلَامُ وَيَقُولُ إِنَّ شِئْتُ بَيْتًا عَبْدًا وَإِنْ شِئْتُ نَبِيًّا مَدِينًا فَتَنَظَّرْتُ إِلَى جِبْرِئِيلَ فَأَشَارَ إِلَيَّ أَنْ ضَعُ نَفْسَكَ وَفِي رِوَايَةٍ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَتْ فَتَنَتْ رَسُولُ اللَّهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں - میرے پاس فرشتہ آیا جس کی کمر کعبہ کے برابر تھی اس نے عرض کیا آپ کا رب سلام فرماتا ہے اور کہتا ہے اگر آپ چاہیں، تو بندگی والے نبی بنیں اور اگر چاہیں تو بادشاہ نبی بنیں تو میں نے جبریل امین کی طرف نگاہ کی تو انھوں نے مجھے مشورہ دیا کہ آپ اپنی ذات میں انکاری کریں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے رسول اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى جَبْرِئِلَ
كَأَنَّمُسْتَشِيرٌ لَّهٗ فَاَشَارَ جَبْرِئِلُ بِيَدِهِ
اَنْ تَوَاضَعَ فَقُلْتُ نَبِيًّا عَبْدًا قَالَتْ
فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يَأْكُلُ كُلُّ مُتَكَبِّرٍ يَقُوْلُ
اَكُلْ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ وَاجْلِسْ كَمَا
يَجْلِسُ الْعَبْدُ

صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل کی طرف دیکھا۔ ان
سے مشورہ لینے کی طرح، تو جناب جبریل نے ہاتھ
سے اشارہ کیا کہ آپ انکساری کریں۔ میں نے کہا کہ میں
بندگی والا نبی رہوں گا۔ فرماتی ہیں اس کے بعد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر لگا کر نہیں کھاتے تھے
فرماتے ہیں میں ایسے ہی کھاؤں گا جیسے بندہ کھاتا ہے
اور ایسے ہی بیٹھوں گا جیسے بندہ بیٹھتا ہے۔
(شرح السنۃ)

(رَوَاهُ فِي بَشْرَحِ السُّنَنِ)

۱۔ اگر اللہ تعالیٰ سے مانگوں اور عرض کروں۔

۲۔ مقصد اس کے قد کی درازی بیان کرنا ہے۔ مجزہ، حاکم پر پیش، جیم ساکن، زام بند آزار، بیان
آزار بند کی جگہ (کر) مراد ہے۔

۳۔ جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تھے۔

۴۔ وہ کیا مشورہ دیتے ہیں؟

۵۔ بادشاہ و غنی نہیں بلکہ بندہ و فقیر بنو

۶۔ اپنے مرتبہ و عزت اور منصب سے فروتری اختیار کرو یہ ظاہر کے اعتبار سے ہے فقر و بندگی
میں مرتبہ، عزت اور حقیقی منصب ہے۔

بَابُ الْمَبْعَثِ وَبَدَءِ الْوَحْيِ

آپ کی بعثت اور وحی کی ابتداء

مبعث سے مراد بعثت اور اس کا زمانہ ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام مخلوق کی طرف رسول بنائے
جانے کا اعلان۔ بدء، باء پر زبر، وال ساکن اور ہمزہ بمعنی آغاز، و بدء واو اور دال پر پیش اور واو مشدّد بمعنی ظہور، یہ
لفظ دونوں طرح روایت ہے۔ دونوں کا مدعی ایک ہی ہے ہاں پہلا معنی اور روایت کے اعتبار سے ظاہر تر ہے
وحی دراصل اشارہ، کنایہ، رسالت، اطلاع، کلام غفی، آواز اور القاء کردہ چیز کو کہا جاتا ہے۔ القاموس مشرق لانا

میں ہے۔ وحی دراصل مخفی طور پر اور جلدی اطلاع دینے کو کہا جاتا ہے اور یہ حضور اور حضرات انبیاء علیہم السلام کے حق میں کئی انواع پر مشتمل ہوتی ہے۔ بعض کلام عزیز کا سماع بلا واسطہ کہتے ہیں جیسا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور شب معراج میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مقام ملا۔ دوسری صورت وحی کی بواسطہ فرشتہ ہے اور یہ اکثر و اغلب ہیں۔ ایک صورت القاء کی ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے القی فی روحی، را پر پیش (میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی) منقول ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی اکثر طور پر ایسی طریق سے ہوئی۔ غیر انبیاء پر ہونے والی وحی کو الہام کہا جاتا ہے قرآن مجید میں ہے **وَ اَوْحَيْنَا اِلٰی اِمَامٍ مُّوسٰی** یعنی امیر قرآن مجید میں ہے **وَ اَوْحَيْنَا اِلٰی اَلْحَوَارِیِّیْنَ** یعنی خلق، علم طبعی ارشاد ہے **وَ اَوْحٰی رَبُّکَ اِلٰی النَّحْلِ** اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کی طرف وحی فرمائی یعنی اس کی طبیعت میں یہ چیز ودیعت فرمائی۔ واللہ اعلم۔ کتاب الرؤیاء میں وحی اور اس کی مختلف اقسام پر گفتگو گزر چکی ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

۵۵۸۶ **عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بُعِثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَرْبَعِينَ سَنَةً فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوحَىٰ إِلَيْهِ ثُمَّ أُمِرَ بِالْهَجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِينَ وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ سَنَةً (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)**

۱۷ مکہ المکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف

۵۵۸۷ **وَعَنْهُ وَقَالَ أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً يَسْمَعُ الصَّوْتِ وَيَرَى الصُّورَ سَبْعَ سِنِينَ وَلَا يَرَى شَيْئًا وَثَمَانِ سِنِينَ يُوحَىٰ إِلَيْهِ وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرًا وَتُوُفِيَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَسِتِّينَ سَنَةً (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)**

۱۷ چالیس سال کی عمر کے اور ظہور نبوت کے بعد

۱۷ لے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

۱۷ محسوس نور، بعض نے کہا اس سے مراد انشراح و انکشاف ہے۔ اول معنی ظاہر ہے کیونکہ بعض روایات میں ہے تاریک شب میں نور دیکھتے۔

۱۷ آواز آتی، روشنی ہوتی مگر دکھائی کچھ نہ دیتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں اعلان نبوت کا حکم دیا گیا۔ آپ تیرہ سال مکہ میں رہے وحی نازل ہوتی رہی پھر ہجرت کا حکم دیا گیا تو اس سال وہاں مقیم رہے اور وصال کے وقت عمر مبارک تریسٹھ سال تھی۔ (متفق علیہ)

اور انھی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پندرہ سال ٹھہرے۔ سات سال تک آپ غیبی آواز سنتے، روشنی دیکھتے مگر دیکھتے کچھ نہ دیکھتے اور آٹھ سال آپ پر وحی کی جاتی تھی اور مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا اور پچیسٹھ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

۵۵ ان پندرہ میں سے، اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ روشنی دیکھنا اور غیبی آواز کا سنا ظہور نبوت کے بعد ہے اور مکہ میں مدت اقامت پندرہ سال ہے حالانکہ بہت سی اور دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ظہور نبوت سے پہلے کا واقعہ ہے اور حکمت یہ تھی کہ آپ کو عالم ملکوت کے ساتھ انس اور محبت ہو جائے تاکہ یکایک نزول وحی سے بنائے بشریت کا انہدام اور رسوم انسانیت کا اضمحلال نہ ہو جائے۔ اس کے باوجود بعض اوقات نزول وحی کے وقت نقل اور تھکاوٹ سے نڈھال ہو جاتے۔ واللہ اعلم۔ جو بھی صورت ہو اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ہجرت پندرہ سال کے بعد ہوئی۔

۵۶ تحقیق یہ ہے کہ یہ حدیث مسلم میں ہے، بخاری میں نہیں

۵۵۸۸ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ تَوَفَّاهُ اللَّهُ عَلَى رَأْسِ سِتِّينَ سَنَةً

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۵۵۸۹ وَعَنْهُ قَالَ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ وَأَبُو بَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ وَحُمُرٌ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ ثَلَاثٌ وَسِتِّينَ أَكْثَرُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصال کے وقت عمر مبارک ساٹھ سال تھی (بخاری و مسلم)

اور معنی سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ترسیٹھ سال کی عمر میں ہوا۔ حضرت ابو بکر کی عمر ترسیٹھ سال ہوئی اور حضرت عمر کی عمر ترسیٹھ سال ہوئی (المسلم، بخاری کی روایت میں ترسیٹھ سال کی دعا زیادہ ہے)

۵۷ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ سے چھوٹے تھے جب ترسیٹھ سال پورے ہوئے تو وصال ہو گیا۔

۵۸ مارا اختلاف قیام مکہ ہے وہ دس تیرہ یا پندرہ سال ہے۔ تیرہ کی روایت اکثر ہے اور یہی اصح ہے

شرح میں بندہ نے ان روایات کے درمیان تطبیق دی ہے

۵۵۹۰ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَقْبَلُ مَا بُدِيَ بِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلْوَةُ وَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءَ فَيَتَحَنَّنُ فِيهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِي ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَنْزِعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتَّى جَاءَ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءَ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ اولاً نبی وحی کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ابتداء ہوئی وہ خوابیں تھیں، آپ کوئی خواب نہ دیکھتے مگر وہ صبح کے ظہور کی طرح ظاہر ہو جاتی پھر حضور کو خلوت پسند ہو گئی تو غار حراء میں خلوت کرتے تھے۔ وہاں اس میں عبادت کرتے۔ (تحفۃ کے معنی اپنے گھر لوٹنے سے پہلے چند راتیں عبادت کرنا ہے) حضور اس کے لیے توشہ لے جاتے پھر جناب خدیجہ کی طرف لوٹتے تھے اور اتنی راتوں کے لیے توشہ لے جاتے تھے کہ آپ پر حق آیا۔ جبکہ

فَقَالَ مَا أَنَا بِقَارِيٍّ قَالَ فَآخَذَنِي
فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ
أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا
بِقَارِيٍّ فَآخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ
حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي
فَقَالَ اقْرَأْ قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِيٍّ فَآخَذَنِي
فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ
ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ بِاسْمِ
رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ
عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي
عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ
يَعْلَمُ فَوَجَّهَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُفُ خَوْلاً
فَدَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ زَمِّلُونِي
زَمِّلُونِي فَزَمِّلُونَهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوَغُ
فَقَالَ لِيَخْدِجَةَ وَآخَبَهَا الْخَبَرَ
لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي فَقَالَتْ خَدِجَةُ
كَلَّا وَاللَّهِ لَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا إِنَّكَ
لَتَصِلَ الرَّحِمَ وَتَصْدُقَ الْحَدِيثَ
وَتَحْمِلَ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ
وَتَقْرَى الصَّنِيفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ
الْحَقِّ ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ
إِلَى وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلٍ بْنِ عَتَا خَدِيجَةَ
فَقَالَتْ لَهُ يَا بَنُ عَتَا اسْمِعْ مِنْ ابْنِ
أَخِيكَ فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ يَا بَنُ أَخِي مَا
ذَا تَرَى فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَأَى فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ

آپ غار حرا میں تھے آپ کے پاس فرشتہ آیا عرض
کیا پڑھیے۔ فرمایا میں نہیں پڑھنے والا۔ اس نے مجھے
پکڑا مجھے گلے سے لگایا حتیٰ کہ مجھے مشقت پہنچی،
پھر مجھے چھوڑ دیا پھر کہا پڑھیے میں نے کہا میں نہیں
پڑھنے والا اس نے مجھے پکڑا پھر مجھے دوبارہ گلے لگایا
حتیٰ کہ اس کو مجھ سے مشقت پہنچی پھر اس نے مجھے پکڑ
دیا پھر کہا پڑھیے میں نے کہا میں نہیں پڑھنے والا۔ اس
نے مجھے تیسری بار پکڑا اور مجھے گلے لگایا حتیٰ کہ اسے مجھ
سے مشقت پہنچی پھر مجھے چھوڑ دیا پھر کہا پڑھیے اپنے رب
کا نام جس نے سب کچھ بنایا جس نے جمے خون سے انسان
بنایا پڑھیے اور آپ کا رب بڑی عزت والا ہے جس نے
قلم سے سکھایا، انسان کو وہ سب کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا
تھا یہ وحی لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے
اس طرح کہ آپ کا دل لرز رہا تھا۔ جناب خدیجہ کے پاس
گئے فرمایا مجھے چادر اڑھا دو۔ انھوں نے حضور کو چادر
اور ڈھائی حتیٰ کہ آپ سے ڈر جاتا رہا۔ پھر حضرت
خدیجہ کو یہ خبر دے کر فرمایا میں اپنی جان پر خوف محسوس
کر رہا ہوں۔ خدیجہ بولیں رب کی قسم ہرگز نہیں اللہ آپ کو
کبھی بھی ٹلگین نہیں کرے گا کیونکہ آپ صد رحمی کہتے ہیں۔
سچی بات کرتے ہیں، دوسرے کے بوجھ بانٹتے ہیں،
غریبوں کے لیے کھاتے ہیں، مہمان نواز ہیں، حق کی
طرف لے جانے والوں کی مدد فرماتے ہیں۔ پھر حضور کو جناب
خدیجہ و رقیہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو خدیجہ کے چچا زاد
تھے۔ ان سے بولیں اے چچا زاد بھائی آپ اپنے بھتیجے
سے سنیے۔ حضور سے مدقہ نے کہا اے میرے بھتیجے تم
کیا دیکھتے ہو؟ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
وہ خبریں سنائیں جو آپ نے دیکھی تھیں تو ورقہ نے کہا

هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أَنْزَلَ اللَّهُ
عَلَى مُوسَى يَا لَيْتَنِي كُنْتُ فِيهَا جَدًّا
يَا لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا إِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مُخْرِجِي هُمْ قَالَ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ
قَطُّ بِشَيْءٍ مَا جِئْتُ بِهِ إِلَّا عَوْدِي وَ
إِنْ يَدُ رِجْلِي يَوْمَكَ أَنْصُرَكَ نَصْرًا مُؤَدَّرًا
ثَوًّا لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةٌ أَنْ تُوقِيَ وَفَتَرِ
الْوَحْيِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ الْبُخَارِيُّ
حَتَّى حَزَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِينَا بَلَعْنَا حُرْمًا عَدًّا مِنْهُ مِرَارًا كَوْنًا
يَتَرَدَّى مِنْ رُؤُسِ سَوَاهِقِ الْجَبَلِ فَكُلَّمَا
أَوْفَى بِذُرْوَةِ جَبَلٍ يَكُوْنُ يُلْقِي نَفْسَهُ
مِنْهُ تَبَدَّى لَهُ جَبْرَيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ
إِنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ حَقًّا فَيَسْكُنُ لِيَذَلِكَ
جَاشُهُ وَتَقَرُّ نَفْسُهُ۔

یہ وہی فرشتہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ پر اتارا تھا
مائے کاش میں اس زمانہ میں قوی جوان ہوتا، مائے
کاش! میں زندہ ہوتا جب کہ آپ کو آپ کی قوم نکالے
گی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ
مجھے نکالیں گے؟ عرض کیا ہاں کوئی صاحب وہ پیغام
نہ لائے جو آپ لائے ہیں مگر ان سے دشمنی کی گئی اگر
مجھ کو آپ کا وہ زمانہ نصیب ہو تو آپ کی خوب مدد کروں
پھر درقہ نہ ٹھہرے کہ ان کی وفات ہو گئی اور وحی منقطع
ہو گئی۔ (بخاری و مسلم) بخاری میں یہ اضافہ ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوئے اور جو روایت ہمیں
پہنچی۔ اس میں ہے آپ سخت غمگین رہے بارہا صبح
کے وقت گئے تاکہ اپنے کو اپنے پہاڑ کی چوٹی سے گرا دیں
مگر جب بھی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تاکہ وہاں سے
اپنے کو گرا دیں تو حضرت جبریل صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
آتے کہتے اے محمد! آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اس
سے قلق جاتا رہتا اور آپ کا دل مطمئن ہو جاتا۔

لہٰذا یہ بات یا تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی یا کسی اور صحابی سے کیونکہ اس موقع پر آپ وہاں موجود
نہ تھیں

۱۔ یہ سلسلہ چھ ماہ تک رہا، باب رؤیا میں اس پر گفتگو کر چکی ہے۔
۲۔ اس طرح اس کی تعبیر سامنے آتی کہ اس میں کوئی دہم و اشتجاب باقی نہ رہتا۔ اس کلام میں رمز یہ تھی۔ شب
کے بعد اب عنقریب صبح ہونے والی ہے۔

۳۔ خلوت و خلاء تنہا ہونا۔ یہ طور نبوت اور نزول وحی سے پہلے کا واقعہ ہے۔
۴۔ حرا، حاکم کے بیچے زیر اودہ یا ممدودہ بعض لے زبرا و قصر کے ساتھ پڑھا ہے مگر میں معروف پہاڑ کا نام
ہے اس کو جبل نود بھی کہا جاتا ہے۔ اس جگہ حال کعبہ بھی نظر آتا ہے۔ ہو سکتا ہے اس کے انتخاب کی وجہ بھی یہی
یہ بھی منقول ہے اصحاب فیل کے موقع پر حضرت عبدالمطلب نے وہاں جاکر دعا کی تھی۔

۵۔ تخت، نون اور ثناء بمعنی عبادت کرنا
۶۔ رات کا ذکر، خلوت کے زیادہ مناسبت کی وجہ سے ہے۔

۱۵ پھر ان کی طرف دل راغب ہوتا۔ یہاں نزع کا معنی اشتیاق کے ہیں۔ بخاری میں ہے عبادت فرماتے اور جب دل اہل خانہ کے حقوق کی طرف متوجہ ہوتا تو مکہ تشریف لے آتے۔

۱۶ خلوت کی مدت ایک ماہ تھی اور وہ ماہ رمضان تھا۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبل از ظہور نبوت کسی سابقہ شریعت کے تابع ہو کر عبادت فرماتے یا عقل و استخوان سے عمل فرماتے یا ہر شریعت کے اعلیٰ وافضل عمل کو منتخب فرماتے اگر شریعت کے تابع تھے تو وہ کون سی شریعت تھی؟ مختار قول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دینا براہمی کے تابع تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض روایات میں ثناء کی جگہ فاء ہے۔۔۔ تحف آپ دین خیف پر عمل پیرا تھے اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا لقب ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ کسی شریعت یا عقل کی اتباع نہ تھی بلکہ آپ کے دل انور میں اللہ تعالیٰ نے نور رشد و ہدایت عطا فرمایا تھا کہ اس کی راہنمائی میں ایسا عمل فرماتے جو اللہ تعالیٰ کو پسند و محبوب ہوتا اس میں بھی اختلاف ہے کہ عبادت بصورت فکر تھی یا بصورت ذکر۔ صحیح یہ ہے کہ یہ ذکر تھا فکر نہ تھی۔ بندہ نے اس کی خوبصورت تفصیل شرح سطر السعادة میں بیان کی ہے اور آپ کی توجہ بارگاہ خداوندی کی طرف تھی۔

۱۷ وحی یا رسول حق یعنی روح الامین، بعض روایات میں ہے کہ اچانک ایسا ہوا، اس لیے کہا گیا ہے کہ فیض حق اچانک ہوا لیکن دل آگاہ پر ہوا۔

۱۸ حضرت جبرئیل امین

۱۹ میں نہیں پڑھ سکتا، مجھ سے پڑھنا صادر نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہے یہ بات دل اقدس میں فرشتہ کے دیکھنے اور ہیبت مقام کی وجہ سے غایت و ہیبت و خوف کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو۔ نہ اس وجہ سے جو متبادر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی تھے اور امی پڑھنا نہیں جانتا کیونکہ کسی غیر کے تعلیم دینے اور پڑھانے سے پڑھنا خصوصاً صاحب فصاحت امی ہونے کے منافی نہیں ہوتا۔ امی ہونا کتابت اور کامل پڑھنے سے منافی ہوتا ہے۔ قاموس میں ہے امی اسے کہتے ہیں جو لکھنا نہ جانتا ہو اور نہ کتاب پڑھ سکتا ہو، بعض روایات میں ہے کہ جبرئیل امین نے جوابہر سے مرصع ریشی صحیفہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں دیا اور کہا پڑھو فرمایا میں نہیں پڑھ سکتا جو اس میں لکھا ہوا ہے جب میں اسے دیکھ ہی نہیں رہا تو پڑھوں کیا؟ یہ مفہوم و معنی مقصود کے زیادہ مناسب و ظاہر ہے۔

۲۰ غلٹی، غین اور طاء کے ساتھ ہے۔ صراح میں ہے غطہ پانی میں غوطہ دینا

۲۱ الحمد، جسم پر پیش یا زبرد یعنی جبرئیل نے غایت طاقت خرچ کر دی۔ یا میری طاقت انتہا کو پہنچ گئی۔ یعنی میں نے پوری طاقت و تمام توانائی سے تحمل کیا۔ منقول یہ ہے کہ یہ آخری معنی پہلے سے بہتر اور اقرب ہے کیونکہ جسم بشری قوت ملکیت کا خصوصاً ابتداء میں تحمل نہیں ہو سکتا۔ یہ جواب بھی دیا گیا کہ یہ دبانے میں مبالغہ ہے حقیقت نہیں احمد جبرئیل امین اپنی حقیقی صورت اور قوت ملکیت میں نہ تھے۔ جبرئیل امین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود اقدس پر تصرف اس لیے فرمایا تا کہ آپ کا باطن مبارک ملکوتی نور اور وحی اقدس کے تحمل کے لیے مستعد اور تیار ہو جائے۔

۲۲ تم اپنی قوت و طاقت سے نہیں بلکہ اس پروردگار کی طاقت و مدد سے پڑھو جس نے تمام کو پیدا کیا

اور تمام پر قادر ہے۔

۱۱ جو کہ رحم میں تھا۔

۱۲ قلم سے مراد یا تو قلم اعلیٰ ہے جو تمام علوم اور کتب سماویہ کی حفاظت کا ذریعہ اور سبب ہے یا یہی قلم مراد ہے جو دنیا میں اس کا منظر و مثال ہے۔ صاحب کشف کہتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کی مصنوعات میں سے ایک قلم ہی کو لیجیے تو کس قدر اس کے علوم کے عجائب و غرائب سامنے آئیں گے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمال پر ہی کافی ہے۔

۱۳ اپنی طاقت سے اسے نہیں جان سکتا تھا یہ کلام ہے جو ابتداء میں نازل ہوا تھا۔

۱۴ فواز، فاء پر پیش اور ہمزہ

۱۵ صراح میں ہے ترحیل کا معنی کپڑا اڑھنا کے ہیں

۱۶ الردع، راء پر زبر، خوف جاتا رہا اور حالت بحال ہو گئی

۱۷ غایت رعب و دبدبہ کی وجہ سے کہیں میں ہلاک نہ ہو جاؤں یا کہیں دیوانہ نہ ہو جاؤں یا یہ باریتوت کو

اٹھانے کا خوف عجز تھا یا ایذا ٹے قوم، قتل، تکذیب اور مفارقت وطن کی وجہ سے تھا۔ بیان خشت مشورہ ہے کہ یہ خوف کسنت تھا۔ عرب میں کاہنوں کی ایک ایسی جماعت تھی جن کے پاس جنات کا آنا جانا تھا وہ انہیں جھوٹی سچی باتیں بتاتے اور وہ علم غیب کا دعویٰ کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس مشاہدہ کے بعد ڈرے کہیں یہ چیز اس قبیل سے نہ ہو۔ لیکن یہ ڈرنا آواز سننے، روشنی دیکھنے وغیرہ کے وقت تو ہو سکتا ہے۔ مگر مشاہدہ ملک نزول قرآن اور ظہور انوار وحی کے بعد یہ بات نہایت بعید ہے کیونکہ اس صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقیناً نبوت کا علم حاصل ہو چکا تھا اب ڈرنے کا احتمال کیا گنجائش رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام قاضی ابو بکر بن العربی نے اس احتمال کو باطل قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۸ لایخزیک، یاء پر پیش، خاء ساکن، تاء مکسور، یاء ساکن، خزی سے ہے۔ اس کے معنی دہرائی

ہے۔ خاء اور نون کے ساتھ بھی منقول ہے۔ حزن سے ہے۔ اس صورت میں یاء پر زبر اور زام پر غنہ ہو گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو غمگین نہیں فرمائے گا۔

۱۹ رشتہ داریوں میں، بعض روایات میں اضافہ ہے کہ آپ امانت ادا کرنے والے ہیں۔

۲۰ تحمل الكل، کل کا ف پر زبر، لام مشدود بمعنی ثقل اور گرانی، بمعنی عیال بھی آیا ہے۔ ضعیفوں،

غریبوں اور یتیموں پر خسر چکرنا بھی اس میں شامل ہے۔ اس کا اشتقاق کلال سے بھی ہو سکتا ہے۔ کاف پر زبر بمعنی کاہلی، سستی اور درماندگی۔ فتح الباری میں ہے کل اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کام میں اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو۔

۲۱ آپ کسب و تجارت سے کھاتے ہیں یہ اہل عرب کے ہاں نہایت مدح کا کام ہے تاء پر پیش بھی

منقول ہے یعنی آپ لوگوں کو تجارت کے لیے مال دیتے ہیں اور اپنا مال کارِ خیر میں خرچ کرتے ہیں۔ بعض نے معدوم سے فقیر مراد لیا ہے کیونکہ وہ تصرف نہ کر سکنے کی وجہ سے میت کی طرح ہوتے ہیں۔ یعنی فقراء کو آپ مال دے کر کاروبار کراتے ہیں۔

۱۲۷ تقری، تاء پر زبر، قاف ساکن، قرئی (قاف کے نیچے زبر) سے مشتق ہے۔ اس کا معنی مہمان نوازی کرنا ہے۔

۱۲۸ جب بھی کوئی حادثہ پیش آجاتا ہے مثلاً کسی نے قرض دینا ہے یا دیت ادا کرنی ہے تو آپ اس ادائیگی کا ذریعہ بن کر اس کی رہائی کا سبب بنتے ہیں۔ تو ایک حق اس لیے کہا کہ ناحق حادثہ مثلاً اسراف، غضب وغیرہ میں وارد کرنا مذموم ہے سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے مکارمِ اخلاق اور اعلیٰ صفات سے اس پر استدلال کیا کہ ان کے سبب سے آپ کو دنیا و دین میں کبھی کوئی پریشانی لاحق نہیں ہو سکتی اور ان کی اعلیٰ فراست و دانائی سے اور یہ کیوں نہ ہو کہ انھیں مدتِ مدید سے محبت نبوی میسر تھی۔ سب سے پہلے ایمان لانے والی بھی آپ ہی ہیں اور اس میں ان کا کوئی ثبانی نہیں۔ رضی اللہ عنہا

۱۲۹ وَرَقَةٌ، واو، راء اور قاف پر زبر

۱۳۰ ابنِ عمر خدیجہ، کیونکہ خدیجہ بنت اسد بن عبد العزی اور ورقہ بن نوفل بن اسد، یہ نصرانی تھے۔ انجیل کو انھوں نے عربی زبان دی۔ بہت بوڑھے اور اندھے ہو گئے تھے۔

۱۳۱ حضور سے، عربوں میں ایک دوسرے کو بھائی، بھائی زادہ اور چچا زاد کہنا محاورہ ہے۔ بڑی عمر کی وجہ سے انھیں بھائی زادہ کہا۔ بعض نے کہا کہ ورقہ عمر و مرتبہ میں آپ کے والدِ گرامی کے برابر تھے۔

۱۳۲ مشائخ طریقت نے یہاں سے دلیل اخذ کی ہے کہ مرید اپنے شیخ کو مقامات اور دقائق سے آگاہ کر سکتا ہے۔

۱۳۳ بعض روایات میں لفظ نزلِ ناکِ شد سے ہے معلوم و مجہول آیا ہے۔ ناموس اور صاحبِ سر کہا جاتا ہے جو امر کے باطن سے آگاہ ہو۔ بعض نے کہا صاحبِ سر خیر کو ناموس اور صاحبِ سر شر کو جاسوس کہا جاتا ہے۔ یہاں حضرت جبریل امین مراد ہیں۔ علی موسیٰ کہا علی عیسیٰ نہیں کہا اگرچہ دین نصاریٰ کی وجہ سے عیسیٰ کننا زیادہ مناسب تھا۔ مگر عظمتِ شانِ موسیٰ اور ان کی شریعت کی جامعیت کی وجہ سے ایسا کہا۔

۱۳۴ جذع، جیم پر زبر، ذال، اصل میں یہ لفظ بہائم میں استعمال ہوتا ہے، دوسرے سال کی بھڑکتییرے سال کی گلے، پانچویں سال کے ادنٹ کو جذع کہا جاتا ہے۔ یہاں جوانی اور قوت مراد ہے۔

۱۳۵ شاید ورقہ کسی اہلِ توحید کے مانتے پر اسلام لائے تھے مشرکین نصاریٰ نے انھیں ملکِ شام سے نکال دیا تھا۔ مسلم کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے اہلِ ارض پر نظر کی ود عربی اور عجمی تمام پر ناراض ہوا ماسوائے بقایا اہلِ کتاب کے ان سے مراد یہی لوگ ہیں ان میں سے بعض بخران، بعض فارس اور بعض بیابانوں میں چلے گئے۔

۳۵ یعنی نبوت و شریعت، ان کے ساتھ مردودوں کی مخالفت ہوتی ہے۔ بعض روایات میں لا اودی کے الفاظ میں جو بھی پیغمبر آیا اس کی کفار نے مخالفت کی۔

۳۶ جب اعلان نبوت فرمائیں، قوم آپ کو انیادے تو کاش اس وقت میں زندہ ہوں۔

۳۷ ازرا، ہمزہ پر زبر، لاء ساکن۔ پشت کا سہارا بننا۔

۳۸ نشیب، شین پر زبر از نشوب، معروف بمعنی تاخیر کرنا اور دوسری چیز کے ساتھ متعلق کرنا۔ واضح ہے کہ حضور پر ورقہ کے ایمان لانے پر کوئی اختلاف نہیں لیکن محبت میں اختلاف ہے۔ اگر یہ واقعہ بعد از ظہور نبوت ہے تو صحابی ہیں۔ اگر ابتدائی حالات کا ہے جیسا کہ واضح ہو رہا ہے تو پھر صحابی نہیں۔

۳۹ فتر الوحی، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآنی وحی کی آمد اور آپ کی نبوت کے بعد ہوا۔ فتور کا معنی ہے مسلسل وحی میں انقطاع ہو جانا۔ فترت، سستی اور دو پیغمبروں کے درمیان زمانہ کو کہا جاتا ہے۔ یہاں مسلسل وحی میں انقطاع اور کچھ مدت کے لیے مؤخر ہونا ہے۔ فتور اصل میں بمعنی ہر ضعف بعد از قوت اور مدت کے بعد سکون ہے۔ منقول ہے کہ مدت تین سال تھی۔ بعض نے چھ ماہ، بعض نے اڑھائی سال کہا ہے۔ شیخ ابن حجر کہتے ہیں لا قرأء یاسو ربک اور یا یٰھما المذکر کے درمیان فترت سے جبریل امین کا نہ آنا مراد نہیں بلکہ عدم نزول قرآن ہے حضرت جبریل آئے مگر قرآن نہ لائے تاخیر وحی میں حکمت یہ تھی تاکہ لاحق خوف ختم ہو جائے اور شوق و انتظار کی کیفیت پیدا ہو جائے۔

بیت ۱۱۔ دیر است کہ دلدار پیامے فترستاد توخت سلائے و کلامے فترستاد

بہت دیر ہو گئی کہ محبوب نے نہ کوئی پیغام بھیجا اور نہ سلام بھیجا۔

۴۰ یہاں تک تو بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے۔ امام بخاری نے آگے اضافہ کیا ہے۔

۴۱ یہ راویوں کا کلام ہے۔

۴۲ شدت اشتیاق و فراق کی وجہ سے آپ چاہتے کہ کسی پہاڑ پر چڑھ کر چیلانگ لگا کر اپنے آپ کو ختم کر ڈالیں۔

۴۳ ذروۃ، ذال پر پیش یا زبر، ہر شے کا اوپر والا حصہ۔

۴۴ اس سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ تاکہ کھانت وغیرہ کا خوف دور ہو جائے۔ ممکن ہے مقصد یہ ہو کہ جب

آپ برحق رسول ہیں تو تمام آفات سے امن میں ہیں اور دین و دنیا میں کامیاب آپ ہی ہیں۔ اگرچہ درمیان میں کچھ آزمائش اور مشقت درپیش ہے۔

۴۵ صراح میں ہے جاش، ہمزہ اور بغیر ہمزہ دونوں طرح ہے۔ دل کا اضطراب اور خوف سے

دل جانا۔

۵۵۹۱ وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ عَنْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی رک جانے کے بارے میں

فَإِجْبِ مَا يَقُولُ قَالَتْ عَالِشَةُ وَقَعْدَ
رَأَيْتُهُ يُنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيَ فِي الْيَوْمِ
السَّيِّدِ الْبَرِّ قِيَصُصُ عَنْهُ وَإِنْ جَبِينَهُ
لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

جو وہ کہتا ہے محفوظ کر لیتا ہوں۔ حضرت عائشہ فرماتی
ہیں کہ میں نے حضور انور کو دیکھا آپ پر سخت ٹھنڈے
دن میں وحی نازل ہوتی تھی تو ختم ہوتی تھی اس
حالت میں کہ آپ کی پیشانی پسینہ سے شرابور ہوتی تھی
(بخاری و مسلم)

۱۔ یہ صحابی ہیں اور ابو جہل کے بھائی ہیں۔ فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے۔ دورِ جاہلیت اور اسلام
سے نہایت صاحبِ اخلاق تھے۔

۲۔ سلسلہ، لوہے کی آواز جو ایک دوسرے سے ٹکرانے سے پیدا ہوتی ہے۔ بعد میں ہر اس آواز پر اس کا
اطلاق ہونے لگا جس میں گونج ہو۔ بعض نے کہا اس سلسل آواز کو کہا جاتا ہے جس کی ابتداء میں کوئی سمجھ نہ آئے
ہاں غور و فکر کے بعد سمجھ آئے۔ اس کے ساتھ وحی کی تشبیہ عام لوگوں کو سمجھانے کے لیے ہے۔
۳۔ فہم، مقصد میں کیونکہ کسی شخص سے براہِ راست گفتگو کر لے سے گھنٹی کی آواز کو سمجھنا دشوار ہوتا ہے۔
۴۔ فرشتہ یا وحی

۵۔ یقین، یاءِ ہمزہ پر یا پیش، صاد کے نیچے زیر یا پیش وزیر تینوں طرح مروی ہے۔ فہم، فاء کے
ساتھ کسی شے کا ایسے کاٹنا کہ جدا نہ ہو۔ اگر قافی کے ساتھ ہو تو معنی قطع اور جدا ہونا ہے۔ یہاں باقی رہنا
مراد ہے یعنی اگرچہ منقطع ہوتی ہے مگر علاقہ و رابطہ قائم رہتا ہے۔

۶۔ جیسا کہ مشہور ہے کہ حضرت جبکہ کبھی رضی اللہ عنہ کی صورت میں حضرت جبریل امین آیا کرتے تھے۔
۷۔ بشارتین فرماتے ہیں۔ استفادہ اور استفادہ کے لیے متکلم اور سامع کے درمیان مناسبت شرط ہے یہاں
دو طریق میں کبھی جبریل امین کی ملکیت اور روحانیت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر غالب آجاتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم
حالتِ بشریت سے غائب و دور ہو جاتے۔ یہ قسم اول ہے اور کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت جبریل پر غالب
جاتی اور جبریل صفت بشریت سے متصف ہو کر آتے۔ یہ دوسری قسم ہے لیکن یہ اس صورت میں ہے جب مصلحت سے
مراد آواز وحی ہو جیسا کہ ظاہر حدیث سے آشکار ہو رہا ہے۔ بعض نے کہا یہ جبریل امین کے پیروں کی آواز ہو اگر قافی
تھی اور اس میں حکمت یہ ہوتی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جبریل کے آنے کی جہت معلوم ہو جائے اور آپ کی توقیر
سماعت دوسری طرف نہ رہے (فتح الباری)

۸۔ بہتر یہ ہے کہ یہ نہ کہو۔ فہم متصور میں اشکال ہے کیونکہ یہ بات خود خلاف مقصود ہے۔ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اس کے کچھ جوئے کو محفوظ کر لیا۔ بلکہ اشکال نزول بردل کے حوالے سے ہے
شیخ ابن حجر نے یہ تفصیل بیان کی ہے (مولوی امیر علی مرحوم)

۷۵ ظاہر یہی ہے کہ یہ وحی کی پہلی قسم میں ہوا کرتا تھا۔ ممکن ہے دوسری صورت میں بھی ایسی صورت ہوتی ہو۔

۵۵۹۲ وَعَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ عَلَى الْوُضْئِ كُرْبَ لَذَائِكَ وَتَرَبَّدَ وَجْهُهُ وَفِي رِوَايَةٍ لَكَسَ رَأْسَهُ وَكَسَ أَصْعَابَهُ دَعَوْسَهُمْ فَمَا أُتِيَ غُرَّةً رَفَعَ رَأْسَهُ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوا کرتی تو آپ اس سے بڑے متفکر ہوتے آپ کے چہرہ اقدس کا رنگ بدل جاتا اور ایک روایت میں ہے آپ سر جھکا لیتے اور آپ کے صحابہ بھی۔ جب وحی ختم ہوتی تو آپ اپنا سر اقدس اٹھاتے۔ (المسلم)

۷۶ عبادہ، عین پر پیش اور باء مخفف۔

۷۷ ابن صامت، مشہور صحابی اور اکابر اصحاب میں سے ہیں۔ بیعت اولیٰ، ثانیہ، بدر حتیٰ کہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

۷۸ وحی کی شدت کی وجہ سے یا بسبب مطالعہ حقوق عبودیت اور امت کی طرف سے اداء شکر نعمت کی وجہ سے کرب، کاف پر زبر، وہ غم اور تکلیف جس سے انسان کا سانس گھٹنے لگے۔

۷۹ اتلی مہول ہمزہ پر پیش تاء ساکن، لام کے پیچھے زیر، اس کا معنی سپرد کرنا ہے۔ باقی صحابہ کا سر جھکانا تو اس وجہ سے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال مبارک ان میں سرایت کر جاتا۔ یا بہ سبب موافقت اتباع تھا۔

۵۵۹۳ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى صَعِدَ الصَّفَا فَجَعَلَ يَنَادِي يَا بَنِي قَهْرٍ يَا بَنِي عَدِيٍّ لِيُطَوَّنَ قُرَيْشٌ حَتَّى اجْتَمَعُوا فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَوْ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَخْرُجَ أَرْسَلَ رَسُولًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ فَجَاءَ أَبُو لَهَبٍ وَقُرَيْشٌ فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ صَفْحِ هَذَا الْجَبَلِ وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ بِأَنْوَادِي تُرِيدُ أَنْ تُغِيرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِي قَائِلُوا نَعُو مَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب یہ آیت اتری کہ اپنے عزیزوں کو ڈرائیے تو حضور یا ہرنکلے حتیٰ کہ صفا پہاڑ پر چڑھے پھر پکارنے لگے اے بنی قہر! اے بنی عدی! قریش کے قبائل کے نام لے کر حتیٰ کہ وہ سب جمع ہو گئے۔ حالت یہ ہو گئی اگر کوئی نہ آسکا تو اس نے اپنا قاصد بھیج دیا کہ جا کر دیکھے کیا واقعہ ہے؟ تو ابو لہب بھی آیا اور قریش بھی۔ آپ نے فرمایا بتاؤ اگر میں تم کو خبر دوں کہ ایک لشکر اس پہاڑ کے کنارے سے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک لشکر اس جنگل سے نکلے گا جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے، کیا تم میری تصدیق کرو گے۔ سب بولے ہاں! ہم نے

جَرَبْنَا عَلَيْكَ الْأَصِدْقَ قَالَ قَاتِلِي نَذِيرًا
لَكَ بَيْنَ يَدَي عَذَابٍ شَدِيدٍ قَالَ
أَبُولَهَبٍ تَبًا لَكَ أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا فَتَزَلَّتْ
تَبَّتْ يَدَا ابْنِي لَهَبٍ وَتَبَّ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

آپ پر کبھی نہ آزمایا مگر سچ ہی فرمایا : تو میں تمہارے
لیے ڈرانے والا ہوں سخت عذاب کے آگے ۔ ابولہب
بولا کہ ہلاکت ہو تمہارے لیے کیا تو نے ہم کو اس لیے
جمع کیا تھا ۔ تب یہ آیت نازل ہوئی ۔ تب تیرا ابی
لہب ۔ (بخاری دسلم)

۱۔ عذاب الہی سے قریش کو ڈرائیے ۔

۲۔ فہر، فاء کے نیچے زیر، ہاء ساکن ۔ اس قبیلہ کے والد کا نام ہے ۔

۳۔ بطن کا معنی پیٹ کے ہیں مراد وہ گروہ ہے جو قبیلہ سے نیچے ہو ۔

۴۔ اس آواز کی وجہ کیا ہے ؟

۵۔ ابولہب بن عبدالمطلب ، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے اور مشرک تھے اور دوسرے قریش
کے ہمراہ آئے ۔

۶۔ یعنی مکہ میں ایک لشکر آجائے جو تمہیں ہلاک کر دے گا ۔ تغیر تاء پر پیش ، غین کے نیچے زیر یا
ساکن از اغارت بمعنی حملہ کرنا ۔

۷۔ میں تمہیں اس سخت عذاب سے ڈرانا ہوں جو تمہیں پیش آنے والا ہے ۔

۸۔ بعض روایات میں ہے کہ ابولہب نے دونوں ماقوں سے پتھراں ٹھاکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

پھینکا ، یہ حدیث ”باب تفسیر الناس“ میں گزر چکی ہے ۔

۵۵۹۵ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ

بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّي

عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعُ قُرَيْشٍ فِي مَجَالِسِهِمْ

إِذْ قَالَ قَائِلٌ أَيْكُمْ يَهْوُمُ إِلَى جُرُودٍ

أَلْ فَلَانَ فَيَعْنِدُ إِلَى قَرَبَتِهَا وَدَمَرِهَا

وَسَلَاهَا ثُمَّ يُنْهَلُهُ حَتَّى إِذَا سَجَدَ

وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَأَنْبَعَثَ أَشْقَاهُمْ

فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَتَبَّتْ النَّبِيُّ

حَتَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا فَضَحِكُوا

حَتَّى مَالَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنَ

الضَّحِكِ فَأَنْطَلَقَ مَنْطَلِقٌ إِلَى قَاطِنَةٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس نماز پڑھتے تھے
اور قریش کی ایک جماعت اپنی مجلسوں میں تھی ۔ ایک بولا
تم میں کون ہے جو فلاں قبیلہ کے فحیم اونٹ کی طرف آم
اس کی لید، اس کا خون اور اس کی اوچھڑی لائے
آپ کو ہمت دے حتیٰ کہ جب آپ سجدہ کریں تو اسے
آپ کے کندھوں کے نیچے رکھ دے ۔ تو ان میں سے
بڑا بد بخت گیا پھر جب حضور نے سجدہ کیا تو اس نے وہ آپ
کے کندھوں کے درمیان رکھ دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم
حالت سجدہ میں پڑے رہے ۔ کفار ہنسے حتیٰ کہ بعض
بعض پر گرنے لگے ہنسی کی وجہ سے ۔ پھر کوئی

فَاقْبَلْتُ تَسْعَى وَثَبْتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتَّى أَلْقَتْهُ عَنْهُ
وَاقْبَلْتُ عَلَيْهِمْ تَسْبِيحُهُمْ فَلَمَّا قَضَى
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ
قَالَ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلَاثًا وَكَانَ إِذَا
دَعَا ثَلَاثًا وَإِذَا سَأَلَ سَأَلَ ثَلَاثًا اللَّهُمَّ
عَلَيْكَ يَعْمُرُو بْنُ هَاشِمٍ وَعُتْبَةُ ابْنُ
رَبِيعَةَ وَوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ وَأُمِّيَّةُ ابْنُ
خَلْفٍ وَعُتْبَةُ ابْنُ أَبِي مُعِيْطٍ وَعُتْبَةُ
ابْنُ الْوَلِيدِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَوَاللَّهِ لَقَدْ
رَأَيْتُهُمْ صَدُّوا عَلَى يَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ صَحِبُوا إِلَى
الْقَلْبِ قَلْبِ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاتَّبِعْ أَصْحَابَ الْقَلْبِ
لَعْنَةً (مُسْتَقْبَلُ عَلِيٍّ)

جانے والا جنابِ فاطمہ کے پاس گیا وہ دھڑکی اٹھی۔
حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں رہے۔ حتیٰ کہ انھوں
نے آپ سے یہ گندگی ہٹادی۔ اور ان پر توجہ ہوئی
انھیں برا کہتی تھیں۔ پھر نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے نماز پوری فرمائی تو عرض کیا الہی ان قریشیوں
کو پکڑ لے تین بار فرمایا اور آپ جب دعا فرماتے تو
تین بار مانگتے تھے اور جب سوال کرتے تو تین بار کرتے
الہی پکڑ ابو جہل کو، عتبہ بن ربیعہ کو، شیبہ بن ربیعہ کو
ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف، عتبہ بن ابی معیط اور
عمارہ ابن ولید کو۔ جناب عبداللہ فرماتے کہ اللہ کی
قسم میں نے انھیں بدر کے دن پکڑا ہوا دیکھا۔ پھر وہ
بدر کے گہرے کی طرف کھینچ کر پھینکے گئے۔ پھر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان گہرے والوں پر لعنت
ڈالی گئی۔ (بخاری و مسلم)

لہ جو حرم میں لگاتے تھے۔

۱۰ بخاری میں ہے ایک قریشی نے کہا جبکہ دوسری میں یہ اضافہ بھی ہے۔ کہنے والے نے کہا اس (حضور)
ریا کار کو دیکھو۔ منقول یہ ہے کہ اگلی بات (کون اور جھڑی لائے گا) ابو جہل لعنت اللہ علیہ نے کہی تھی۔
۱۱ فلاں محلہ اور قبیلہ میں اونٹ ذبح ہوا ہے۔ جزور، جیم پر زبر اور زرا، اونٹ کو پارہ پارہ کرنا، بکری پر
اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

۱۲ فرث، فاع پر زبر، راس کن، گوہر ولید

۱۳ سلا، سین پر زبر، لام مخفف وہ پوست جس میں بچہ بچھا ہے خواہ آدمی کا ہو یا مویشی کا۔ بعض کہتے ہیں
یہ مویشی کے ساتھ مخصوص ہے۔ آدمی کے لیے مشیمہ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

۱۴ اس کا نام عتبہ بن ابی معیط ہے۔ میم پر پیش، عین پر زبر، یا و سا کن اسے اشقی کہنے کی وجہ یہ ہے
کہ ابو جہل نے حکم دیا تھا اور وہ اشقیہ کا سربراہ تھا یا یہ اس لیے کہ سبب بننے سے فعل بحالانے والا بدتر ہوتا ہے
اس آیت مبارکہ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اذ انبعث اشقاؤنا۔ یہ اس کے بارے میں فرمایا جو اوٹنی کے
دبے ہوا تھا۔

۱۵ ضحک، ضاد کے نیچے زیر، حا و سا کن یا اس کے نیچے زیر ہے۔

۱۵ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نہ تھے۔

۱۶ اس میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی جرات، بہادری اور شرف و ہمت کا بیان ہے کہ باوجود چھوٹی عمر کے انھیں سخت کسرت فرمایا اور انھیں جواب کی ہمت نہ ہوئی۔

۱۷ انھیں عذاب دے کیونکہ یہ مشرک ہیں

۱۸ عموماً اللہ تعالیٰ سے کوئی شے طلب کرتے تو تین بار عرض کرتے لیکن خصوصاً ان ازلی بدبختوں کے خلاف تین دفعہ دعا فرمائی۔

۱۹ عمر بن ہشام، یہ ابو جہل کا نام ہے۔

۲۰ عتبہ، عین پر پیش، باء ساکن

۲۱ امیہ بن خلف، خاء اور لام پر زبر

۲۲ عمارہ، عین پر پیش، میم مخفف

۲۳ یہ تمام مشرکین اور اذیت دینے والوں کے سردار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اذیتوں پر بہت

صبر فرمایا پھر یہ اپنے اپنے انجام کو پہنچے۔ شعر

اللہ تعالیٰ کا لطف بے شک بسیار ہے، مگر جب کوئی حد سے گزر جائے تو ذلیل کر یا جاتا ہے

۲۴ راوی حدیث

۲۵ قلیب، بدر کا کنواں۔ صراح میں ہے وہ کنواں جس کا سر نہ بنایا گیا ہو۔

۲۶ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب فرمایا۔ ہم نے اللہ کا وعدہ حق پایا اور تم نے بھی حق پایا

ہے۔ اس کا تتمہ کتاب الجہاد میں گزر چکا ہے۔ ان کا کنوئیں میں ڈالنا اغلب طور پر ہے۔ ورنہ عمارہ بن ولید بدر میں نہیں تھا بلکہ وہ حبشہ میں مرا۔ عقبہ بن ابی معیط بدر سے واپسی پر قتل ہوا۔ امیہ بن خلف سوج جانے اور بھاری ہونے کی وجہ سے کنوئیں میں نہ ڈالا گیا۔

۲۷ اس پر اشکال وارد کیا گیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر نجاست تھی تو آپ کیوں حالت نماز

میں رہے، اس کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جاننا نہ تھا کہ پشت پر کیا ہے لہذا آپ نے نماز جاری رکھی۔ اس پر بحث یہ ہوئی کہ بعد از علم نماز قضا نہ فرمائی۔ شواہع فرماتے ہیں کہ ممکن ہے نماز نفلی ہو اور کسی دوسرے

دوسرے وقت میں ادا کر لی ہو۔ اگر نماز فرض تھی پھر بھی وقت میں کافی گنجائش تھی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر قضا فرماتے تو منقول ہوتا اور نماز فرض تو باجماعت ادا ہوتی حالانکہ کسی نے یہ بات نقل نہیں کی۔ کچھ اہل علم کی رائے یہ ہے

کہ اگر ابتداء نماز پاک حالت میں شروع کی گئی درمیان میں ایسی حالت عارض ہو گئی تو نماز درست ہوگی۔ انھوں نے

اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ امام بخاری کی بھی یہی رائے ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل بھی اسی پر ہے دوران نماز اپنے کپڑے پر خون دیکھتے تو نماز جاری رکھتے ہاں کپڑا اتار دیتے۔

۵۵۹۶ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ
يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ آتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ
أَشَدَّ مِنْ يَوْمٍ أَحَدٍ فَقَالَ لَقَدْ لَقِيتُ
مِنْ قَوْمِكَ وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ
مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ إِذَا عَرَضْتُ لِقَائِي
عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَلِيلَ ابْنِ كَلَّالٍ فَلَوْ
يُجِيبُنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ فَاتَّطَلَقْتُ
وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِهِ فَلَوْ اسْتَفَقْتُ
إِلَّا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي
فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظْلَتْنِي فَتَنَظَرْتُ
فَإِذَا فِيهَا جَبْرَيْلُ فَنَادَانِي فَقَالَ
إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا
رَدُّوا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكُ
الْجِبَالِ فَسَلِّمْ عَلَى نَحْوِ مَا قَالَ يَا مُحَمَّدُ
إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ أَنَا
مَلَكُ الْجِبَالِ وَقَدْ بَعَثْتُكَ إِلَيْكَ
إِلَيْكَ لِتَأْمُرَنِي بِأَمْرٍ إِنْ شِئْتَ
أَنْ أَطِيعَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبِيِّنَ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ مِنْ
أَمْوَالِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ
وَلَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے عرض
کیا یا رسول اللہ کیا آپ پر کوئی دن ایسا بھی گزرا جو احد
کے دن سے زیادہ سخت ہو تو فرمایا میں نے مختاری
قوم سے بڑی مصیبتیں جھیلیں۔ احد سے سخت دن
جب میں نے ان کی مصیبت جھیلی عقبہ کا دن تھا۔ جبکہ
میں نے اپنے کو ابن عبد یلیل بن کلال کے سامنے کیا
جو میں نے چاہا تھا اس نے وہ جواب نہ دیا تو میں
اپنے رخ پرچلا۔ حالانکہ میں حیران تھا مجھے اس حیرانی سے
افاقہ نہ ہوا مگر مقام قرن ثعالب میں تو میں نے اپنا
سر اٹھایا تو میں ایک بادل کے سامنے تھا جس نے
مجھ پر سایہ کیا تھا میں نے دیکھا تو اس میں جبریل تھے
انھوں نے مجھے پکارا، عرض کیا کہ اللہ نے آپ کی قوم کا
کلام اور جو انھوں نے آپ کو جواب دیا سن لیا۔ آپ کی
خدمت میں پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے تاکہ آپ ان کفار
کے متعلق جو چاہیں حکم دیں۔ فرمایا کہ مجھے پہاڑوں کے
فرشتے نے پکارا مجھے سلام کیا پھر فرمایا اے محمد! اللہ
نے آپ کی قوم کا کلام سن لیا میں پہاڑوں کا فرشتہ
ہوں مجھے آپ کے رب نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے
تاکہ آپ مجھے اپنے فیصلے کا حکم دیں۔ اگر آپ چاہیں
تو میں ان لوگوں پر دو خشب پہاڑ ملا دوں تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ
تعالیٰ ان کی پشتوں میں سے ایسے لوگ پیدا کرے جو
ایک اللہ کی عبادت کریں۔ اس کے ساتھ کسی کو
شریک نہ کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

۱۰ یوم احد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دانت شہید ہوئے۔ خود کا کچھ حصہ رخسار مبارک کے اندر
گھس گیا۔ اس کے علاوہ بھی تکالیف آئیں جن کا تذکرہ دیگر احادیث میں ہے۔
عقبہ۔ عین، قاف اور بام تینوں پر زبر، پہاڑی راستہ، ظاہر یہ ہے کہ منیٰ میں مقام کا نام ہے۔ اس لیے

ایک حجرہ کا نام حجرۃ العقبتہ ہے۔ جیسا کہ کتاب الحج میں گزرا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موسم حج میں وہاں قبائل کو دعوت دینا شروع فرمائی۔ جیسا کہ اجتماعات کے موقع پر آپ کی عادت مبارکہ تھی لوگوں کو خوف و شوق دلاتا شروع فرمایا۔ آپ کا گزرتحقیق کی جانب ہوا۔ ابن عبدیلیل (ی، الف لام مکسور) بن کلال۔ کاف پر پیش یہ تحقیق کا سربراہ تھا اسے بھی آپ نے دعوت دی۔

۷۱۔ انھوں نے میری دعوت کو قبول نہ کیا۔ وہاں کے مجال اور کھنڈروں نے آپ کو ایذا دی اور آپ کو پتھر مار کر لہولہاں کر دیا۔

۷۲۔ میں حیران اور غلگین تھا کہ کہاں جاؤں۔ شعر

اغیار کا زور اور دیوار سے سنگ برسے
درد مندوں پر درو دیوار سے بلائیں آتی ہیں۔

۷۳۔ قرن الثعالب، جگہ کا نام ہے قاف پر زبر را ساکن، فون، یہاں اہل نجد کا میقات ہے اور اسے قرن المنازل بھی کہا جاتا ہے۔

۷۴۔ جہانمیں نے آپ کی تکذیب کی اور آپ سے سخت رویہ اپنایا۔

۷۵۔ پہاڑوں کا فرشتہ جس کے حوالے زمین کا نظام ہے۔

۷۶۔ عذاب، ہلاکت یا پہاڑوں کے درمیان ان کو پیس دیا جائے۔

۷۷۔ اہشبن، مکہ میں دو پہاڑوں کا نام ہے۔

۵۵۹۷ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُسِرَتْ ذَبَابُ عَيْتِهِ يَوْمَ
أَحُدٍ وَشَجَّ فِي رَأْسِهِ فَجَعَلَ يَسْلُكُ الدَّمَ
عَنْهُ يَقُولُ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجَّوْا رَأْسَ
نَبِيِّهِمْ وَكُسِرُوا رِجْلَ عَيْتِهِ
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوڑھی شہید کر دی گئی۔ آپ کے سر اقدس میں رخم آیا تو اپنے سے خون پونچھنے لگے اور فرماتے کہ وہ قوم کیسے کامیاب ہوگی جس نے اپنے نبی کا سر زخمی کر دیا اور اس کی چوڑھی شہید کر دی۔ (المسلم)

۷۸۔ رباعیہ، راء پر زبر، باء مخفف بروزن ثمانیہ، وہ چار دانت جو ثنایا اور انیاب کے درمیان ہوتے ہیں۔ دو اوپر والے اور دو نیچے والے، دائیں نیچے والے اور ہونٹ زخمی ہو گئے یہاں دانتوں کا شکستہ ہو جانا مراد ہے، جڑے اکھڑ جانا مراد نہیں۔ دانتوں سے کچھ ٹکڑا جدا ہونے کی وجہ سے رختہ پیدا ہو گیا اور یہ عقبہ بن ابی عاص کے ہاتھوں ہوا جو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔ اس کے اسلام لانے اور صحابی ہونے میں اختلاف ہے اس کی اولاد میں سے ہر یکہ کے دانت بوقت بلوغ گر جاتے تھے۔

۷۹۔ شج، شین پر زبر، جیم مشدود، سر میں چوٹ لگنا۔ بعض روایات میں ہے کفار نے میدان میں گر پڑے کھود رکھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گر پڑے میں گر پڑے۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے آپ کو سنبھالا تو آپ نے

فرمایا اَوْجَبَ طَلْعَهُ (طلحہ نے اپنے لیے جنت لازم کر لی) خود کا حلقہ جو رخسار مبارک کے اندر چلا گیا تھا اسے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنے دانتوں سے نکالا جس کی دہرے سے ان کے دانت باہر آ گئے۔ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کا خون نوش اور چوس لیا۔ آپ نے فرمایا جس نے میرا خون پیا اس کے لیے جنت لازم ہوگی۔

۳۷ سلت، برتن کا انگلیوں سے صاف کرنا، خاتون کا ہاتھ سے خضاب کو دور کرنا

۳۸ منقول یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے خود میں پانی لائے۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کپڑا جلا کر راکھ بنا کر زخم پر رکھا۔ بعض روایات میں ہے کہ جب بتقاضائے بشریت آپ نے یہ بات فرمائی تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نرن ساف، فیرتے ہوئے فرمایا اگر نرن کا قتلہ زمین پر گرتا تو ان پر آسمان سے عذاب آجاتا۔ اس لیے دعا کی اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّهُمْ سَوَاءٌ يَعْلَمُونَ (اے اللہ انھیں معاف فرما دے مجھے نہیں جانتے)

۵۵۹۸ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى قَوْمٍ فَعَلُوا بِنَبِيِّهِ يُشِيرُ إِلَى رِبَاعِيَّتِهِ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى رَجُلٍ يَقْتُلُهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس قوم پر اللہ کا سخت غضب ہوتا ہے جو اپنے نبی کے ساتھ ایسا کرے اور حضور اپنی چو کڑی کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ اللہ کا غضب سخت ہے اس شخص پر جسے رسول اللہ کی راہ میں قتل کریں۔

(بخاری و مسلم)

۳۹ اس سے حد اور قصاص قتل سے احتراز فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد یا اپنی ذات اقدس مراد لی یا ہر پیغمبر، کیونکہ ہر پیغمبر کا قاتل واجب القتل اور دوزخی ہوتا ہے۔

دوسری فصل

اور یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے۔

وهذا الباب خالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِي

علا محفوظ روایت کا معنی یہ ہے کہ جس نے میرا خون پیا اس کو دوزخ کی آگ میں نہیں کر سکتی۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

۵۵۹۹ عَنْ یَحْیٰی ابْنِ اَبِی کَثِیْرٍ قَالَ
 سَأَلْتُ اَبَا سَلَمَةَ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
 عَنْ اَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ
 يَا اَيُّهَا الْمَدَنِيُّ قُلْتُ يَقُولُونَ اِقْرَأْ
 بِاسْمِ رَبِّكَ قَالَ اَبُو سَلَمَةَ سَأَلْتُ
 جَابِرًا عَنْ ذَلِكَ وَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ الَّذِي
 قُلْتُ لِي فَقَالَ لِي جَابِرٌ لَا اُحَدِّثُكَ اِلَّا
 بِمَا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ قَالَ جَاءَتْ بِحِرَاءِ شَهْرًا اَخْلَسًا
 قَضَيْتُ جَوَارِي هَبَطْتُ فَنَزَوْتُ فَتَنَظَّرْتُ
 هَنَ يَمِينِي فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَتَنَظَّرْتُ
 عَنْ شِمَالِي فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَتَنَظَّرْتُ عَنْ
 خَلْفِي فَلَمْ اَرَ شَيْئًا فَرَفَعْتُ رَأْسِي
 فَرَأَيْتُ شَيْئًا فَاتَيْتُ حَدِيجَةَ فَقُلْتُ
 كَثُرُوْنِي فَكَثُرُوْنِي وَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً
 بَارِدًا فَنَزَلَتْ يَا اَيُّهَا الْمَدَنِيُّ قَرُؤْ
 فَاَنْذِرْ وَرَبِّكَ فَكَبَّرَ وَثَنِيَابَكَ فَطَهَّرَ
 وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَذَلِكَ قَبْلَ اَنْ
 تُفْرَضَ الصَّلَاةُ
 (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت یحییٰ بن ابی کثیر کہتے ہیں کہ میں نے
 حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے قرآن کی پہلی
 نازل شدہ وحی والی آیت کے بارے میں پوچھا تو فرمایا
 وہ یا اے مدنی! قُلْتُ يَقُولُونَ اِقْرَأْ
 میں اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ ہے تو انھوں نے کہا میں
 نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا
 اور میں نے ان سے اس طرح کہا جو تم نے مجھ سے
 کہا تو مجھ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں
 تم کو خبر نہیں دیتا مگر اس کی جو ہم کو رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے خبر دی ہے۔ فرمایا تھا کہ میں نے حرام میں
 ایک ماہ اعتکاف کیا تو جب میں نے اپنا اعتکاف پورا
 کیا تو میں اتر آیا۔ پھر مجھے پکارا گیا میں نے دہنہ
 دیکھا تو کچھ نہ دیکھا میں نے اپنے بائیں غور کیا تو کچھ نہ
 دیکھا اور میں نے اپنے پیچھے دیکھا تو کچھ نہ پایا۔ پھر میں
 نے اپنا سر اٹھایا تو ایک چیز دیکھی۔ پھر میں جناب
 خدیجہ کے پاس آیا میں نے کہا مجھے کپڑا اوڑھا دو،
 پکڑا مجھے اوڑھا دو اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈال تب یہ
 آیت اتری۔ اے کپڑے اوڑھنے والے اٹھو! ڈھاؤ
 اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو، اپنے کپڑے پاک
 رکھو پیدی دھو کر دو، یہ واقعہ نماز فرض کیے جانے سے
 پہلے کا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۱۔ علامہ تابعین اور ثقات میں سے ہیں۔ علماء عابدین اور اثبات میں شامل ہیں۔ حضرت ابو ایوب کا
 قول ہے کہ زمین پر یحییٰ بن ابی کثیر کی مثل کوئی نہیں رہ گیا۔
 ۲۔ یہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔ یہ کبار تابعین، مشاہیر علماء اور فقہائے سب سے
 میں سے ہیں۔

۴۵ انہوں نے بھی مجھے یہی جواب دیا تھا جو میں دے رہا ہوں۔

۴۶ مراد فرشتہ ہے جس نے نبوت کی خبر دی۔

۴۷ شدت خوف و دہشت جو سرایت کر چکی تھی۔

۴۸ جو غشی اور مدہوشی کو دور کرنے کے لیے تاثیر قوی رکھتی ہے۔

۴۹ اس کی تفسیر فصل اول میں حدیث جابر کے تحت گزر چکی ہے۔

۵۰ شارحین فرماتے ہیں یہاں راوی پر اشتباہ ہو گیا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ سب سے پہلے اقراء باسم ربکا الذی خلقنازل ہوا پھر وحی منقطع ہوئی پھر یا ایہا المدثر کا نزول ہوا۔ شاید راوی نے واقعہ کو مختصر طور پر بیان کیا ہے یا اس پر معاملہ اختلاط یا نسیان کی وجہ مشتبہ ہو گیا اور حقیقت حال وہی ہے جو فصل اول میں گزری۔

بَابُ عَلَامَاتِ النَّبُوَّةِ

علامات نبوت کا بیان

علامت، معلم اور علم دین اور لام بہ فتح (اس نشان کو کہا جاتا ہے جو کسی راستہ کے سرے پر ہو۔ یہاں وہ علامات مراد ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔ مثلاً صفات، اخلاق، شمائل، فضائل، افعال اور احوال جو کسی بھی عاقل کے لیے آپ کی نبوت پر استدلال کا ذریعہ بنتی ہیں۔ سابقہ کتب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو صفات و احوال کا تذکرہ ہے وہ بھی اسی قبیل سے ہے۔ بلاشبہ تمام معجزات نبوت کی علامات ہیں۔ مصنف نے دو باب بنائے ایک میں علامات نبوت اور دوسرے میں معجزات کا تذکرہ کیا۔ اس کی وجہ واضح نہ ہو سکی۔ حالانکہ دونوں باب خوارق سے تعلق رکھتے ہیں، شرح میں اس پر تفصیلی گفتگو آئے گی۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبریل آئے جبکہ آپ بچوں کے ساتھ مشغول تھے تو حضور کو کھڑا اٹھیں

۵۶۰۰ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَاكَ جَبْرِيْلُ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْعِلْمَانِ فَاخْذَاهُ فَصَرَعَهُ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهِ فَاسْتُخْرِجَ مِنْهُ

عَلَّقَهُ فَقَالَ هَذَا أَحْظُ الشَّيْطَانِ مِنْكَ
ثُمَّ غَسَلَهُ فِي طُشْتٍ مِنْ ذَهَبٍ
بِمَاءٍ زَمْزَمَ لَمْ يَمَسْ بِهِ وَأَعَادَهُ فِي
مَكَانِهِ وَجَاءَ الْعِلْمَانُ يَسْعَوْنَ إِلَى أُمِّهِ
لِغَنِيِّ ظُهُورِهِ فَقَالُوا إِنَّ مُحَسَّنًا قَدْ قُتِلَ
فَاسْتَقْبَلُوهُ وَهُوَ مُنْتَفِعُ اللَّوْنِ قَالَ
أَنْسُ كُنْتُ أَرَى أَثَرَ الْمَخِيطِ فِي
صَدْرِي -

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حلیمہ کے ہاں تھے۔
۲۔ جو مفاسد اور معاصی کی جڑ تھیں۔

۳۔ آپ کی تعظیم و تکریم کی وجہ سے، باقی سونے کا استعمال دنیا میں بطور ابتلا منع ہے، آخرت میں اس کے
برتن ہوں گے۔ معراج کی رات بھی ایسا ہی ملتا ہے اور اس کا تعلق عالم غیب اور اس کے احوال سے ہے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی سونا استعمال نہیں فرمایا۔

۴۔ یہاں سے معلوم ہو رہا ہے کہ آب زمزم تمام پانیوں سے افضل ہے اگرچہ وہ پانی جنت کا ہو، کیونکہ اگر
اس سے کوئی افضل ہوتا تو اس سے ہی دل اقدس دھویا جاتا۔

۵۔ یہاں آپ کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا مراد ہیں۔

۶۔ منتقع، قاف کی فتح کے ساتھ صراح میں ہے انتقاع کا معنی بیروہ کے رنگ کا بدلتا ہے۔
۷۔ مخیط کا اصلی معنی سوئی ہے۔

۸۔ واضح رہے کہ چار دفعہ شق صدر ہوا پہلی دفعہ بچپن میں حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں، دوسری دفعہ
دس سال کی عمر میں، تیسری دفعہ اعلان نبوت کے وقت، چوتھی دفعہ معراج کی رات جب جبریل بامین آپ کو لینے
کے لیے آئے۔ شرح میں اس پر تفصیل ہے، اس میں اختلاف ہے کہ شق صدر اور اس کا فعل صرف آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ ہی مخصوص ہے یا ہر پیغمبر کا ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر تاہوت سیکھنے کے
بارے میں ہے کہ اس میں ایک ایسی طشت تھی جس میں انبیاء علیہم السلام کے قلوب کو دھویا گیا تھا۔

۵۶۰۱ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا عَرَفِي

حَجَرَ إِبْرَاهِيمَ كَأَن يُسَلِّمَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ

حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وہ پتھر پہچانتا

ہوں جو نبوت کے ظہور سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا

اُبْعَثَ اِلَیْهِ لَوْ عَرِفْتُمُ الْاَوَّلَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) میں اسے اب بھی پہچانتا ہوں (المسلم)۔
 لہ بعض نے کہا اس سے مراد حجر اسود ہے لیکن اکثر کی رائے یہ ہے کہ وہ پتھر مراد ہے جو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے راستہ میں ہے اور اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہنی مبارک کا نشان ہے۔ اس کی زیارت کی جاتی ہے اور اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔ امام ابن حجر کی فرماتے ہیں اہل مکہ کے سلف و خلف کا یہی معمول چلا آ رہا ہے اس گلی کو ”زقاق الحجر“ کہا جاتا ہے۔ زقاق، زاپر پیش اور قاف بمعنی کوچہ

۵۶۰۲ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ الْقَمَرَ شَقَّتَيْنِ حَتَّى رَأَوْهُمَا بَيْنَهُمَا رُمُفَقٌ عَلَيْهِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کوئی معجزہ دکھائیں تو حضور نے انھیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیا۔ حتیٰ کہ انھوں نے حرا کو ان دونوں کے بیچ میں دیکھا (بخاری و مسلم)

لہ اپنے صدق اور دعویٰ نبوت پر
 ۵۶۰۱ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَقَّتَيْنِ فِرْقَةً فَوْقَ الْجَبَدِ وَفِرْقَةً دُونَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدُكُمْ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں چاند دو ٹکڑے ہو کر چڑھا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر جبکہ دوسرا ٹکڑا اس کے نیچے، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر گواہ رہو۔

(بخاری و مسلم)

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

لہ آپ نے کفار سے فرمایا تم نے معجزہ طلب کیا تھا اس کا مشاہدہ کر لیا اب اس پر گواہ رہو۔
 لہ واضح رہے انشقاق قمر کا معجزہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وقوع پذیر ہوا، اسے صحابہ اور تابعین کے جم غفیر نے روایت کیا ہے۔ اسی طرح ان سے ائمہ حدیث کے بھی ایک جم غفیر نے روایت کیا ہے۔ امام ابن سبکی نے شرح مختصر ابن حارج میں کہا کہ معجزہ انشقاق قمر متواتر ہے اور بخاری و مسلم اور دیگر کتب احادیث میں متعدد طرق سے مروی ہے لہذا اس کے وقوع میں کوئی شبہ نہیں۔ مواہب اللدنیہ میں بھی اسی طرح ہے اور اس پر مفسرین کا اجماع ہے کہ آیت مبارکہ اِشْرَافَتِ السَّاعَةِ وَالْاُنْشَقَّ الْقَمَرُ سے مراد یہی معجزہ ہے نہ کہ قیامت میں پیش آنے والا واقعہ اور میاق آیت وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُسْتَعْتَبٌ بھی اسی پر دلالت کر رہی ہے۔ بعض اہل بدعت و فلسفہ نے اسے محال جانا کہ فلکیات پر خرق و التیام جائز نہیں۔ یہ جاہل یہ نہیں جانتے کہ افلاک بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اس کی قدرت کاملہ کے تحت ہیں۔ اسی لیے روز قیامت ان کو لپیٹ دیا جائے گا۔ بعض ملاحہ کہتے ہیں کہ اگر یہ معجزہ وقوع پذیر ہوا تھا تو عوام و خواص سے منقول ہوتا اور تمام اہل زمین اسے دیکھتے

فقط اہل مکہ دیکھنے میں مخصوص نہ ہوتے اور باب تاریخ اسے تو اتر سے نقل کرتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ببہ پند محسوس لوگوں نے معجزہ طلب کیا تھا تو انہیں یہ رکنا مسترد تھا اور پھر یہ رات، اس لمحہ میں ہوا جبکہ لوگ سوئے ہوئے تھے تو اس وقت چاند بعض منازل میں ظاہر تھا اور بعض میں ظاہر ہی نہ تھا جیسا کہ خسوف میں ہوتا ہے بعض اہل شہر اسے دیکھتے ہیں اور بعض نہیں دیکھتے۔ روایات میں آیا ہے بعض علاقوں سے کچھ مسافر وہاں تھے تو انہوں نے اس واقعہ کی خبر دی اور اسے تو اتر کے ساتھ بلا اشتباہ نقل کیا گیا ہے، کتب سیر و تاریخ سے مالا مال میں اگر کفار و منکرین نے اسے نقل نہیں کیا تو کیا نقصان؟

۵۶۴ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو جَهْلٍ هَلْ يُعْقِرُ مُحَمَّدٌ وَجْهَهُ يَتَنَ أَظْهَرَكُمْ فَقِيلَ نَعَمْ فَقَالَ وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى لَئِنْ رَأَيْتُهُ يَفْعَلُ ذَلِكَ لَأَهَانًا عَلَى رَقَبَتِهِ فَإِنِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي زَعَمَ لِيَطَأَ عَلَى رَقَبَتِهِ فَمَا فَجَّهَهُ مِنْهُ إِلَّا وَهُوَ يَنْكُصُ عَلَى عَقْبَيْهِ وَيَتَّقِي بَيْدَهُ فَقِيلَ لَهُ مَا لَكَ فَقَالَ إِنِّي بَيْنِي وَبَيْنَهُ لَخُنْدٌ مَا مِّنْ نَّارٍ وَهُوَ لَوْ أَجْنَحَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُودَا مِثْرِي لَا خُتْطَفْتُ السِّلَاسَةَ عُصْوًا عُصْوًا

(الْمُسْلِمُ)

۱۔ اس سے اس نے سجدہ مراد لیا

۲۔ محسوس ہو رہا تھا کہ کسی مصیبت میں مبتلا ہے اور اس کو ہاتھوں سے دور کرنے کی کوشش میں ہے۔

۳۔ خندق، خاں پر زبر اور دال، جو شہر کے ارد گرد کھودی جاتی ہے۔

۵۶۵ وَعَنْ عَدِيِّ ابْنِ حَاتِمٍ قَالَ بَيْنَا أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپ کی خدمت میں

۱۔ تعجب ہے کیسے لوگ اس میں شک کرتے ہیں حالانکہ قرآن میں یہ مذکور ہے اور وہ متواتر ہے اس طرح اس کی تفصیل ہر دور کے لوگوں نے بیان کی ہے حتیٰ کہ یہود و نصاریٰ نے بھی۔ بلکہ وہ اسے جادو کہا کرتے۔ (امیر علی مرحوم)

أَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا إِلَيْهِ الْفَاقَةَ ثُمَّ أَتَاهُ
الْأُخَرُ فَشَكَا إِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيلِ فَقَالَ
يَا عِدِي هَلْ رَأَيْتَ الْحَيْرَةَ فَإِنْ
طَلْتُ بِكَ حَيْرَةً فَلْتَرَيْنِ الظَّعِينَةَ
تُرْتَحِلُ مِنَ الْحَيْرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ
لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ وَلَكِنْ طَلْتُ
بِكَ حَيْرَةً لَتَفْتَحَنَّ كُنُوزُ حُسْرَى
وَلَكِنْ طَلْتُ بِكَ حَيْرَةً لَتَرَيْنِ الرَّجُلَ
يُخْرِجُ مِلًّا كَفًّا مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِصَّةٍ
يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا
يَقْبَلُهُ مِنْهُ وَلَيُلْقِيَنَّ اللَّهُ أَحَدَكُمْ
يَوْمَ يَلْقَاكَ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجَمَانٌ
يُتَرَجَّمُ لَهُ فَلَيَقُولَنَّ أَلَمْ آتِ
إِلَيْكَ رَسُولًا فَيَبْلُغُكَ فَيَقُولُ بَلَى
فَيَقُولُ أَلَمْ أُهْطِكْ مَا لَا دَأْفُضِلُ عَلَيْكَ
فَيَقُولُ بَلَى فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِينِهِ فَلَا
يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ شِمَالِهِ
إِلَّا جَهَنَّمَ رَتَقُوا النَّارَ وَتَوَلَّى شِقَ تَمَرَةٍ
فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ قَالَ
عِدِي فَإِذَا رَأَيْتَ الظَّعِينَةَ تُرْتَحِلُ مِنَ
الْحَيْرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ
إِلَّا اللَّهَ وَكُنْتُ فِي يَمِينِ افْتَتَحَ كُنُوزُ
حُسْرَى بَنَ هُوَ مَرْءٌ وَلَكِنْ طَلْتُ
بِكَ حَيْرَةً لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ
أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرِجُ
مِلًّا كَفًّا

(رداء البخاری)

ایک آدمی آیا۔ اس نے آپ سے فاقہ کی شکایت کی
پھر آپ کے پاس دوا آیا اس نے دیکھتی کی تو فرمایا
اے عدی! کیا تم نے حیرہ دیکھا ہے اگر تمہاری زندگی
میں ہوئی تو تم ایک بڑھیا کو دیکھو گے کہ حیرہ سے چلے
گی حتیٰ کہ کعبہ کا طواف کرے گی خدا کے سوا کسی سے نہ
ڈرے گی اور اگر تمہاری زندگی میں ہوئی تو تم کسری کے
خزانے فتح کرو گے اور اگر تمہاری زندگی میں ہوئی تو تم
آدمی دیکھو گے کہ لب بھر سونا یا چاندی لے کر نکلے گا کہ
اے تلاش کرے گا جو اسے قبول کرے تو ایسا ایک شخص
بھی نہ ملے گا جو اس سے قبول کرے اور رب سے ملاقات
کے دن تم میں سے ہر ایک اپنے رب کو یوں ملے گا کہ اس
کے اور رب کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا جو اسے ترجمہ
کرے گا۔ رب فرمائے گا کہ کیا میں نے تیری طرف
رسول نہ بھیجا جو تجھے تبلیغ کرے۔ بندہ کہے گا ہاں پھر
فرمائے گا کیا میں نے تجھے مال نہیں دیا تجھ پر فضل نہیں
کیا۔ بندہ کہے گا ہاں۔ تو وہ اپنے اپنے دیکھے گا مگر
دوزخ اور اپنے بائیں دیکھے گا تو نہ دیکھے گا مگر دوزخ۔
مگر دوزخ آگ سے پچو اگرچہ چھو مارے کی تلاش کے
ذریعے حیرہ بھی نہ پائے تو ابھی بات کے ذریعے۔ عدی
فرماتے ہیں کہ میں نے بڑھیا کو تو دیکھ لیا کہ وہ حیرہ سے
چلتی ہے حتیٰ کہ وہ کعبہ کا طواف کرتی ہے کہ اللہ کے
سوا کسی سے نہیں ڈرتی اور میں خود ان لوگوں میں تھا
جنہوں نے کسری بن ہرمز کے خزانے فتح کیے اور اگر
لوگوں کی عمر دراز ہوئی تو تم بھی دیکھ لو گے جو حضرت
ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی لب بھر
سونا لے کر نکلے گا۔

(البخاری)

۱۰ عدی بن حاتم ، حاتم مشہور جو اد گزرے ۔ عدی بدر کے بعد آئے اور اسلام لائے اور صحابی ٹھہرے
۱۱ فاقہ اور احتیاجی کی شکایت کی

۱۲ جو شہر دہ میں ہو رہی تھیں

۱۳ حیرہ ، حاء کے پیچھے کمرہ ، یار ساکن ، کوفہ کے علاقہ میں قدیم شہر کا نام ہے اور نیشاپور میں ایک
محاذ کا نام بھی ہے ۔

۱۴ حیرہ سے مکہ تک کا سفر کرے گا

۱۵ یہ اس کا جواب تھا جس نے ڈاکہ زنی کی شکایت کی تھی اور فقر و فاقہ کی شکایت کا جواب دیتے ہوئے
عدی بن حاتم کو مخاطب فرمایا جو مجلس میں حاضر تھے ۔

۱۶ بادشاہ فارس کے خزانے

۱۷ عدم فقر و احتیاج کی وجہ سے ، سونا و چاندی رفع حاجت کے لیے ہوتے ہیں جب حاجت نہ ہوگی تو
سیم و زر کا کیا فائدہ ؟ شارحین نے فرمایا یہ حال آخری زمانہ میں ہوگا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری ہوگی
جیسا کہ حدیث میں آیا ہے اور باب نزول عیسیٰ علیہ السلام میں گزر چکی ہے ۔ بعض نے فرمایا یہ حالات حضرت عمر
بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی سامنے آئے اور یہی حدیث کا مصداق تھے ۔ امام بیہقی نے اسی معنی پر جزم کیا
اور ظاہر عبارت و لسن طالت بیک حیوۃ لقرین بھی اسی کی تائید کرتا ہے ۔ قد بر والہ اعلم ۔ جب آپ صلی اللہ علیہ
وسلم کو فراخی و وسعت رزق کی بشارت عطا فرمائی تو ساتھ ہی روز قیامت کی شدت و مشقت کا بھی ذکر کیا تاکہ
اس بشارت و انداز کا اجتماع ہو جائے اور یہی شان نبوت ہے ۔

۱۸ ترجمان ، تاء پر زبر ، جیم پر پیش یا دونوں پر زبر ، دو آدمیوں کے درمیان ترجمانی کرنے والا یہاں مفرد
بیان کرنے والا مراد ہے ۔

۱۹ جنہوں نے تحقیق دین کے احکام اور معاملات قیامت سے آگاہ فرمایا
۲۰ اگرچہ شے قلیل ہو

۲۱ بشرطیکہ اس سے دین میں ملامت نہ ہو

۲۲ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا

۲۳ حضرت عدی بن حاتم کا وصال سن ۶۶ ، ۶۸ یا ۶۹ میں حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ
کے دور سے پہلے ہوا ۔

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت
کی ۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے سامنے میں

۵۶۰۶ وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَدِّ قَالَ شَكَوْنَا
إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّلٌ
بُورْدَةَ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَلَقَدْ لَقِينَا

مِنَ الْمُتَرْجَحِينَ شِدَّةً فَقُلْنَا أَلَا تَتَذَكَّرُونَ
 اللَّهُ فَفَعَلَهُ وَهُوَ مُعَذِّبٌ وَبِئْسَ لَهُ
 كَاتِبُ الرِّجُلِ فَيَمْنُ كَاتِبُ قَبْلِكَ
 يُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيَنْبَعْلُ فِيهِ
 فَيُجَاءُ بِمِنْشَارٍ فَيُوضَعُ قَوْقَ رَأْسِهِ
 فَيُشَقُّ بِاسْنَيْنِ فَمَا يَصُدُّكَ ذَلِكَ
 عَنْ دِينِهِ وَيُمَشِّطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ
 مَا دُونَ لَحِيهِ مِنْ عَنَلٍ وَعَصَبٍ
 وَمَا يَصُدُّكَ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ وَاللَّهُ
 لَيَتِمِّنَ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيرَ الزَّاكِبُ
 مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ
 إِلَّا اللَّهَ أَوَالِدُ الذُّبِّ عَلَى غَنَمِهِ وَلِيَكُنَّ
 تَسْتَعْجِلُونَ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

چادر کا نیکہ لگائے ہوئے تھے۔ ہم نے مشرکین سے
 بڑی سختی جھیل مٹی تو ہم نے عرض کیا کہ حضور آپ
 اللہ تعالیٰ سے دعا کیوں نہیں فرماتے تو آپ اٹھ کر
 بیٹھ گئے، چہرہ انور سرخ سمٹھا فرمایا تم سے اگلوں
 میں سے ایک شخص کے لیے گڑھا کھودا جاتا تھا اسے
 اس گڑھے میں دبایا جاتا تھا پھر آرا لایا جاتا تھا وہ
 اس کے سر پر رکھا جاتا تھا وہ قاشیں کر کے چیر دیا
 جاتا تھا یہ اسے اس کے دین سے نردکتا اور اس کے
 گوشت کے نیچے ہڈیوں پھونک پہنچا کر لوہے کی
 کنگھیوں سے اسے کنگھی کی جاتی تھی اور یہ اسے اس کے
 دین سے نردکتا تھا۔ خدا کی قسم یہ دین پورا ہو کر ہے
 گا حتیٰ کہ سوار صنعاء سے حضرموت تک چلے گا کسی
 کو کسی سے خوف نہ کرے گا۔ ماسوائے اللہ کے۔
 یا سوا بھیڑیے کے اپنی بکریوں پر، مگر تم لوگ جلد بازی
 کرتے ہو۔ (البخاری)

۱۔ جناب، خاتمہ پیر زبرد اور باء مشدود۔

۲۔ بن الارت، ہمزہ پیر زبرد، تاء مشدود، مشدود صحابی ہیں۔ سنو علی اللہ علیہ وسلم کے دارِ ارقم میں تشریف
 فرما ہونے سے پہلے اسلام لائے تھے۔

۳۔ وسان، داد کے چمچے زیر، سرمانہ۔

۴۔ کفار و مشرکین کے خلاف۔

۵۔ یا تو کفار کے ظلم و ستم کی وجہ سے یا مسلمانوں کی شکایت اور بے صبری کی وجہ سے یہاں یہ معنی
 لایا یہ مناسب ہے۔

۶۔ اور دشواری کے بعد آسانی آنے والی ہے۔

۷۔ ان دونوں شہروں میں کافی مسافت دردری ہے۔

۸۔ صنعاء، یمن میں ایک شہر کا نام ہے جس میں دمشق کی طرح بہت حرفت اور بانی ہے اور دمشق کے ایک
 دیہات کا نام ہے۔ (القاموس)

۹۔ حضرموت، ضاد ساکن، میم پیر زبرد یا پیش، یہ بھی یمن میں عابدین و صلحاء کا مقام ہے۔ یہی وجہ ہے،

کہا گیا حضرت موت نسبت الاولیاء (یہ شہر اولیاء اگاتا ہے) یعنی اس شہر میں اولیاء کرام کثیر ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان ہوئی کہ حضرت صالح علیہ السلام وہاں تشریف لائے اور وہاں اُن کی موت ہوئی۔ بعض نے کہا جبرجیس کی موت کی وجہ سے ایسا کہا گیا۔

نہ اس سے مقصود لوگوں کا ایک دوسرے کے ظلم سے محفوظ ہونا ہے جو کہ جاہلیت میں تھا یہ مقصد نہیں کہ گمراہی کے حملہ سے امن ہو جائے گا کیونکہ یہ تو معمول کے ہی خلاف ہے۔ ہاں ایسا بھی ہو جائے گا لیکن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کا وقت ہوگا۔

اللہ تم بے صبری کا مظاہر کر رہے ہو۔

۵۶۰۷ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامِ بِنْتِ مِلْحَانَ وَكَانَتْ تَحْتُ عِبَادَةَ بَنِي الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَاطْعَمَتْهُ ثُمَّ جَلَسَتْ تَقْلِي رَأْسَهُ فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يَضْحَكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَنَا سُرٌّ مِنْ أُمَّتِي عُرضُوا عَلَيَّ غَزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرُ مُلُوكًا عَلَى الْأَسْرَةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسْرَةِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ لِي مِنْهُمْ قَدْعًا لَهُمْ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يَضْحَكُكَ قَالَ أَنَا سُرٌّ مِنْ أُمَّتِي عُرضُوا عَلَيَّ غَزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَا قَالَ فِي الْأُولَى فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ لِي مِنْهُمْ قَدْعًا قَالَتْ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ فَرَكِبْتُ أُمَّ حَرَامٍ الْبَحْرُ فِي زَمَنِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام بنت ملحان کے پاس جاتے تھے وہ حضرت عبادہ بن صامت کی بیوی تھیں ایک دن آپ ان کے پاس تشریف لے گئے انھوں نے حضور کو کچھ کھلایا پھر بیٹھ گئیں۔ آپ کے مراقب کو ملاحظہ کرنے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے تھے پھر بٹنے ہوئے بیدار ہوئے کہتی ہیں میں نے عرض کیا آپ کو کس چیز نے ہنسیا ہے یا رسول اللہ تو فرمایا میری امت کے کچھ لوگ مجھ پر پیش کیے گئے اللہ کی راہ میں غازی جو اس سمند کی فراخی میں سوار ہوں گے جیسے تختوں پر بادشاہ یا بادشاہوں کی طرح تختوں پر۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل فرمادے۔ آپ نے میرے لیے دعا فرمائی۔ پھر حضور نے سر رکھا اور سو گئے۔ پھر جاگے ہنستے ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا چیز حضور کو ہنسا رہی ہے؟ فرمایا میری امت کے کچھ لوگ مجھ پر پیش کیے گئے اللہ کی راہ میں غازیانہ شان سے جیسا کہ پہلی بار میں فرمایا تھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ سے میرے لیے دعا فرمائیں کہ مجھے بھی ان میں شامل فرمادے۔ فرمایا تم پہلوں میں سے ہو۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

مُعَاوِيَةَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حَيْثُ
خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

زمانہ میں ام حرام سمندر میں سوار ہوئیں۔ پھر جب
سمندر سے نکلیں تو اپنی سواری سے گر گئیں اور فوت
ہو گئیں۔ (بخاری و مسلم)

۱۔ ام حرام بنت ملحان۔ راء کے ساتھ ملحان، میم کے نیچے زیر، لام ساکن۔ حضرت انس رضی اللہ
عنہ کی خالہ ہیں، آپ کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ہمیشہ ہیں۔ ان دونوں خواتین کا حضور صلی اللہ علیہ
وسلم سے رضاعی رشتہ ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ حضور کے والد ماجد کی خالہ لگتی ہیں اور ان کی والدہ نبو بخار سے
ہیں جو مدینہ طیبہ کا انصاری قبیلہ ہے۔

۲۔ یہ کبار انصار اور نقباء میں سے ہیں، حضور ان دونوں خواتین سے محرمیت کی بناء پر ان کے ہاں قبیلہ
فرمایا کرتے جیسا کہ باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے گزر چکا ہے۔

۳۔ اسی مفہوم کی حدیث باب فی اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں گزر چکی ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ یہاں
جوئیں تلاش کرنا مراد نہیں کیونکہ آپ کا بدن اقدس ان سے پاک ہے ہاں برائے لطافت غبار وغیرہ کا دور کرنا ہے
۴۔ بئج، ثناء اور براء دونوں پر زبر، آخر میں جیم، کاندھے اور پشت کا درمیانی حصہ، ہر چیز کا درمیان اوٹیلہ
۵۔ راوی کو شک ہے مفہوم ایک ہی ہے۔

۶۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جماعت دوسری تھی نہ کہ پہلی، یعنی باری باری لوگ جہاد کریں گے اور تم ان
میں سے پہلی جماعت میں ہوں گی۔

۷۔ اس سے ظاہر یہ ہو رہا ہے کہ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ امارت کی بات ہے۔ امام باجی اور
قاضی عیاض کی یہی رائے ہے لیکن اکثریت کی رائے یہ ہے کہ بات خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں
امارت معاویہ میں وقوع پذیر ہوئی اور اس سے سن ۲۸ ہجری میں جنگِ قبرص وارد ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے ضما
مکہ آئے اور قبیلہ ازد شنوعہ سے تھے۔ اس قسم
کی ہوا سے جھاڑ پھونک کرتے تھے۔ انھوں نے
مکہ کے بوقوف باشندوں کو کہتے ہوئے سنا محمد دیوانہ ہیں
تو بولے ان کو میں دیکھ لیتا ہوں۔ شاید اللہ انھیں میرے
ہاتھ سے شفا دے دے۔ فرماتے ہیں میں حضور سے
ملا اور کہا اور اے محمد! میں خصل والی ہوا سے جھاڑ پھونک
کرتا ہوں کیا یہ آپ کو ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہیں ہم اسکی حمد کرتے ہیں

۵۶۰۸ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ ضِمَا
قَوْمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ أَزْدِ شَنْوَعَةَ وَكَانَ
يُرْقِي مِنْ هَذَا الرِّيحِ فَسَمِعَ سَفَهَاءَ
أَهْلِ مَكَّةَ يَقُولُونَ إِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُونٌ
فَقَالَ تَوَالَيْدُ رَأَيْتُ هَذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ
اللَّهَ يَشْفِيهِ عَلَى يَدَيَّ قَالَ فَلَقِيَهُ
فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَرُقِي مِنْ هَذَا الرِّيحِ
فَقَالَ لَكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ

وَنَسْتَعِينُهُ مَنْ يَهْدِيهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ
وَمَنْ يُضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَآشْهَدُ
أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا
شَرِيكَ لَهُ وَآشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَّا بَعْدُ فَقَالَ أَحَدُ
عَلَى كَلِمَاتِكَ هُوَ لَوْعٍ فَأَعَادَهُنَّ
عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ
الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعْرَاءِ
فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هُوَ لَوْعٍ دَلَقْدُ
بَلَعْنُ قَامُوسَ الْبَحْرِ هَاتِ يَدَكَ أَبَا يَعْلَقَ
عَلَى الْوُسْلَامِ قَالَ فَبَايَعَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
وَفِي بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيحِ بَلَعْنَا نَاعُوسَ
الْبَحْرِ وَذَكَرَ حَدِيثًا آخِي هَرِيرَةً وَ
جَابِرُ ابْنِ سَمُرَةَ يَهْلِكُ كِسْرَى وَالْآخَرُ
لَتَفْتَحَنَّ عِصَابَةٌ فِي بَابِ
الْمَلَا حِمٍ

۱۔ ضمار، ضار کے پیچھے زیر یا پیش، آخر میں وال

۲۔ از دشمنوۃ، ہمزہ پر زبر، زاد ساکن، وال کے پیچھے زیر، شین پر زبر، ان پر پیش، آخر میں تاو،
یہ بین کے علاقہ سے ہے یہ آدمی وہاں کا رہنے والا تھا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت وہاں ہی تھا
بعض نے اسے ضمام پڑھا۔ بعض نے کہا ضمام امر ہے الاضداد اور ہے، ضمام بنو سعد بن بکر کے دند میں تھا اور
ضمار طبیب اور طالب علم تھے۔

۳۔ وہ بیماری جو جنات کی وجہ سے عارض ہوتی ہے جن کو نہ نظر آنے کی وجہ سے ہوا کہا جاتا ہے۔
۴۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر حمد اور میں شکر ادا کرتا ہوں اس کی نعمتوں پر اور میں اس سے اس کے
ذکر، عبادت اور طاعت توفیق مانگتا ہوں۔

۵۔ یہ کلمات خطبات میں مشہور ہیں جیسا کہ باب جمعہ میں گزر چکا کہ یہ کلمات آپ صلی اللہ علیہ وسلم وعظ فصیحت
کے وقت پڑھا کرتے تھے لیکن یہاں انہی الفاظ پر اکتفا فرمایا تاکہ واضح ہو ضمار پر کہ یہ شخص تمام عقلا سے عقل مند ہے

اور اس پر جنوں، آسیب و فیرو کے توہم کا تصور نہیں ہو سکتا اور پھر ضما د کی بشارت میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔

۱۷۔ قاموس، وسط دریا کہ وہ سب سے زیادہ گہرا ہوتا ہے۔ نفس، غوطہ زن اور قناس، غواص
۱۸۔ قاموس کی جگہ ناموس ہے۔ روایات حدیث میں یہ دوسرا لفظ زیادہ مشہور ہے۔ شیخ محی الدین نووی نے
شرح مسلم میں فرمایا، یہ لفظ دونوں طرح محفوظ ہے۔ ناموس، نون و عین ہمارے علاقہ کے اکثر نسخوں میں یہی لفظ ہے
قاموس، قاف و میم، صحیح مسلم کے علاوہ روایات میں مشہور یہی ہے۔ قاصنی عیاض فرماتے ہیں بعض نے ناموس روایت
کیا ہے۔ ہمارے شیخ ابوالحسن نے فرمایا ناموس بمعنی قاموس ہے۔ امام توریشی نے فرمایا، ناموس البحر غلط ہے
اور تحریف اور راوی کا وہم ہے۔

بعض کے ہاں قاموس بقاف و عین بھی آیا ہے۔ لغت کی مشہور کتب میں ناموس کا لفظ نہیں ملتا۔

دوسری فصل

یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے۔

تیسری فصل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھے
ابوسفیان ابن حرب نے منہ در منہ خبر دی کہ میں اس
صلح کے زمانے میں جو میرے اود رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے زمانے میں تھی کہتے ہیں کہ میں شام میں تھا کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نامہ ہر قل کے پاس لایا گیا
ابوسفیان نے کہا کہ یہ خط وحیہ کلی لائے تھے اور انھوں
نے بصرے کے وزیر کو دیا تھا۔ پھر بصرے کے وزیر
نے ہر قل کو پہنچایا۔ ہر قل نے کہا کہ کیا یہاں ان صاحب
کی قوم کا کوئی آدمی ہے جو دعویٰ نبوت کر رہے ہیں
لوگوں نے کہا ہاں۔ قریش کی ایک جماعت میں میں بلایا گیا
تو ہم ہر قل کے پاس گئے ہم کو اس کے سامنے بٹھایا گیا
اس نے کہا کہ جن صاحب نے دعویٰ نبوت کیا ہے
ان سے زیادہ قریبی تم میں کون ہے ابوسفیان نے کہا

الفصل الثانی

هَذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِي

الفصل الثالث

۵۳۹۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَفْيَانَ
بْنُ حَرْبٍ مِنْ فِيهِ إِلَى نِي قَالَ انْطَلَقْتُ فِي الْمَدِينَةِ
الَّتِي كَانَتْ بَيْتِي وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَبَيْنَمَا أَنَا بِالشَّاهِرِ إِذْ جِئْتُ
بِكِتَابٍ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى
إِلَى هِرَقْلَ قَالَ كَانَ دَحِيَّةُ الْكَلْبِيِّ جَاءَ بِهِ
فَدَفَعَهُ إِلَى عَظِيمٍ يُهْرَاقِي فَدَفَعَهُ عَظِيمٌ
فَبَصَّوِي إِلَى هِرَقْلَ وَقَالَ هِرَقْلُ هَلْ هُمَا
أَحَدٌ مِنْ قَوْمِ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يُزْعَمُ
أَنَّهُ نَبِيٌّ قَالُوا نَعَمْ فَدُعِيْتُ فِي كَفَرٍ مِنْ
قُرَيْشٍ فَدَخَلْنَا عَلَى هِرَقْلَ فَاجْلَسْنَا بَيْنَ
يَدَيْهِ فَقَالَ أَيْكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا مِنْ هَذَا
الرَّجُلِ الَّذِي يُزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ قَالَ أَبُو سَفْيَانَ

قُلْتُ أَنَا فَاجْلِسُونِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَاجْلِسُوا
أَصْحَابِي خَلْفِي ثُمَّ دَعَا يَتْرُجْمَانِهِ
فَقَالَ لَهُمَا إِنِّي سَأِلْتُ هَذَا عَنْ
هَذَا الرَّجُلِ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَإِنْ
كَذَبَنِي فَكَذِّبُوهُ قَالَ أَبُو سَفْيَانَ
فَإِيْهِمُ اللَّهُ لَوْ لَا مَخَافَةُ أَنْ يُؤْثَرَ
عَلَى الْكَذِبِ لَكَذَّبْتُهُ ثُمَّ قَالَ
لِیْتَرْجْمَانِهِ سَلُّهُ كَيْفَ حَسْبُهُ فَيَكُفُّ
قَالَ قُلْتُ هُوَ فَيَتَذَوُّحَسِبِ قَالَ
فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلَكَ
قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَرَهُمُونَ
بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ
قُلْتُ لَا قَالَ وَمَنْ يَتَّبِعُهُ أَشْرَافُ
النَّاسِ أَمْ ضَعَفَاءُ هُمْ قَالَ
قُلْتُ بَلْ ضَعَفَاءُ هُمْ قَالَ أَيْزِيدُونَ
أَمْ يَقْصُونَ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يَزِيدُونَ
قَالَ هَلْ يَزِيدُ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِينِهِ بَعْدَ
أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ سَخَطُهُ لَهُ قَالَ قُلْتُ
لَا قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُمْ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ
فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ قَالَ قُلْتُ يَكُونُ
الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سَجَالًا يُصِيبُ مِنَّا
وَلْيُصِيبُ مِنْهُ قَالَ فَهَلْ يَخْدِرُ قُلْتُ لَا
وَنَحْنُ مِنْهُ فِي هَذِهِ الْمُدَّةِ لَا نَذَرُ مَا
مَا هُوَ صَانِعٌ فِيهَا قَالَ وَاللَّهِ مَا أَمَكَّنَنِي
مِنْ كَلِمَةٍ أُدْخِلَ فِيهَا شَيْئًا خَيْرَ
هَذَا قَالَ فَهَلْ قَالَ هَذَا
الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ قُلْتُ لَا ثُمَّ

کہ میں نے کہا میں ہوں تو مجھے اس کے سامنے بٹھا دیا گیا
اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھا دیا۔ پھر اپنے
مترجم کو بلایا اس نے کہا کہ ان لوگوں سے کہو کہ میں ان
سے ان صاحب کے متعلق کچھ پوچھوں گا جو اپنے آپ
کو نبی کہتے ہیں تو اگر یہ مجھ سے جھوٹ کہیں تو تم انہیں
جھٹلا دینا، ابوسفیان کہتے ہیں اللہ کی قسم اگر مجھے یہ
خوف نہ ہوتا کہ مجھ پر جھوٹ مشہور کیا جائے گا تو میں اس
سے جھوٹ بول دیتا۔ پھر ہر قل نے اپنے ترجمان سے
کہا کہ ان سے پوچھو کہ ان نبی کا خاندان تم میں کیسا ہے؟
میں نے کہا وہ عالی خاندان ہیں۔ کہا کیا ان کے باپ
داؤوں میں کوئی بادشاہ تھا؟ میں نے کہا نہیں۔ کہا
کیا ان کے دھوی نبوت سے پہلے تم ان پر جھوٹ کی
تہمت لگاتے تھے؟ میں نے کہا نہیں۔ کہا ان کی پرکھا
کون کرتا ہے؟ سردار لوگ یا کمزور لوگ؟ میں نے
کہا بلکہ کمزور لوگ۔ کہا یہ لوگ بڑھ رہے ہیں یا کم ہو
رہے ہیں؟ کہتے ہیں کہ میں نے کہا بلکہ بڑھ رہے ہیں
کہا اس دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی اپنے دین سے
ناراض ہو کر پھر جاتا ہے؟ کہتے ہیں میں نے کہا نہیں
کہا کیا تم نے کبھی ان سے جنگ کی ہے؟ میں نے کہا
ہاں۔ کہا تمہاری ان سے جنگ کیسی ہوتی ہے؟ کہتے
ہیں میں نے کہا کہ ہمارے اور ان کے درمیان جنگ ایک
ڈول ہوتی ہے کبھی ہم پر وہ غالب ہوتے ہیں کبھی ان پر
ہم غالب۔ کہا کیا بد مہدی کرتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں
آج کل ہم ان سے صلح میں ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ اس
میں کیا کریں گے؟ کہتے ہیں اللہ کی قسم اس بات کے
سوا اور کوئی چیز شامل کرنے کا مجھے موقع نہیں ملا اس
نے کہا کیا ان سے پہلے کسی نے یہ بات کہی تھی؟

قَالَ لَتَرْجُمَنِي قُلْ لَّهٗ اِنِّیْ سَاَلْتُكَ
عَنْ حَسْبِهِ فِیْكُمْ فَزَعَمْتُمْ اَنَّهُ فِیْكُمْ
ذُو حَسْبٍ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ
فِیْ اَحْسَابٍ قَوْمِهَا وَساَلْتُكَ هَلْ كَانَ
فِیْ اَبَائِهِ مَلِکٌ فَزَعَمْتُمْ اَنْ لَا
فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ اَبَائِهِ مَلِکٌ قُلْتُ
رَجُلٌ یَّتَلَبَّؤْهُ مَلِکٌ اَبَاۤیْهِ وَساَلْتُكَ
عَنْ اَتْبَاعِهِ اَصْعَفَاۤءُ هُمْ اَمْ
اَشْرَافُهُمْ فَقُلْتُ بَلْ ضَعَفَاۤءُ هُمْ
وَهُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَساَلْتُكَ هَلْ
کُنْتُمْ تَتَرٰهُمْ مُؤْمِنًا بِالْکَذِبِ قَبْلَ
اَنْ یَّقُوْلَ مَا قَالَ فَزَعَمْتُمْ اَنْ
لَا فَعَرَفْتُمْ اَنَّهُ لَمْ یَكُنْ لِیَدْعَ
اِلَیْکُمْ عَلٰی النَّاسِ ثُمَّ یَذْهَبُ
فِیْکُمْ کَذِبٌ عَلٰی اللّٰهِ وَساَلْتُكَ هَلْ یَرْتَدُّ
اَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِیْنِهِۦ بَعْدَ اَنْ یَدْخُلَ
فِیْهِ سَخَطَةٌ لَّهٗ فَزَعَمْتُمْ اَنْ
لَا وَكَذٰلِكَ الْاِیْمَانُ اِذَا خَالَطَ
بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ وَساَلْتُكَ هَلْ
یَزِیْدُوْنَ اَمْ یَنْقُصُوْنَ فَزَعَمْتُمْ
اَنَّهُمْ یَزِیْدُوْنَ وَكَذٰلِكَ الْاِیْمَانُ حَتّٰی
یَمُوتَ وَساَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَزَعَمْتُمْ
اَنْکُمْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَتَكُوْنُ الْحَرْبُ
بَیْنَکُمْ وَبَیْنَهُ سَجَالًا یَنَالُ مِنْکُمْ
وَتَنَالُوْنَ مِنْهُ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ
تُبْتَلٰی ثُمَّ تَكُوْنُ لَهَا الْعَاقِبَةُ
وَساَلْتُكَ هَلْ یَعْدُرُ فَزَعَمْتُمْ

میں نے کہا نہیں پھر بادشاہ نے اپنے مترجم سے کہا کہ ان
سے کہو کہ میں نے تم سے ان کے نسب کے متعلق پوچھا
تو تم نے کہا کہ تم میں عالی نسب ہیں۔ اسی طرح انبیاء
کرام اپنی قوم کے اعلیٰ نسب میں بھیجے جاتے ہیں اور میں نے
تم سے پوچھا کہ کیا ان کے باپ رادوں میں کوئی بادشاہ
ہوا ہے تو تم نے کہا کہ نہیں۔ میں کہتا ہوں اگر ان کے
باپ رادوں میں بادشاہ ہوا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ وہ صاحب
ہیں جو اپنے باپ رادوں کی ملک کے طالب ہیں۔ اور میں
نے تم سے ان کے متبعین کے متعلق پوچھا کہ معمولی لوگ
میں یا بڑے لوگ تو تم نے کہا بلکہ کمزور لوگ ہیں یہ ہی
کمزور لوگ نبیوں کے متبعین رہے ہیں اور میں نے تم سے
پوچھا کہ کیا ان کے اس دعویٰ سے پہلے تم انھیں جھوٹ
کا الزام دیتے تھے تم نے کہا کہ نہیں۔ میں نے پہچان لیا
کہ یہ ناممکن ہے کہ وہ لوگوں پر تو جھوٹ نہ بولیں پھر اللہ
پر جھوٹ باندھنے لگیں۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا ان
میں سے کوئی اس دین میں داخل ہونے کے بعد اپنے
دین اسلام سے ناراض ہو کر پھر بھی جاتا ہے تم نے
کہا کہ نہیں۔ ایمان کا ایسا ہی حال ہے جب اس کی لذت و
فرحت دلوں میں گھل جاتی ہے۔ تو میں نے تم سے پوچھا
کہ مسلمان بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں تو تم نے کہا کہ وہ
بڑھ رہے ہیں ایمان کا یہی حال ہے حتیٰ کہ پورا ہو جاتا
ہے۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تم نے ان سے کبھی
جنگ کی ہے تو تم نے کہا کہ تم نے ان سے جنگ کی ہے
تو جنگ تمھارے اور ان کے درمیان ایک ڈول ہوتی ہے
کہ وہ تم سے اور تم ان سے لیتے ہو اسی طرح انبیاء کرام
آزمائے جاتے ہیں انجام اعلیٰ کے حق میں ہوتا ہے
اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا عہد شکنی کرتے ہیں

تم نے کہا کہ نہیں کرتے۔ اسی طرح انبیاء کرام عہد کئی نہیں کرتے اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا کسی نے ان سے پہلے یہ دلوای کیا ہے تم نے کہا کہ نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ بات ان سے پہلے کسی نے کہی ہوتی تو میں کہتا ہوں کہ ایسے صاحب ہیں جو اپنے سے پہلے کسی ہوئی بات کی پیروی کر رہے ہیں۔ پھر کہا کہ وہ تم کو کیا حکم دیتے ہیں ہم نے کہا کہ ہم کو نماز، زکوٰۃ، صدقہ، رمی پاکدامنی کا حکم دیتے ہیں اس نے کہا جو تم کہتے ہو اگر یہ صحیح ہے تو وہ بھیجے ہوئے نبی ہیں میں تو جانتا تھا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں مگر میرا خیال یہ نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہیں۔ اگر میں جانتا کہ ان تک پہنچ سکوں گا تو ان سے ملنا پسند کرتا اور اگر میں ان کے پاس ہوتا تو ان کے قدم دھوتا اور ان کا ملک میرے قدموں کے نیچے تک پہنچ جائے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوایا پھر اے پڑھا (سلم و بخاری) بقیہ پوری حدیث کتاب الی الکفار کے باب میں گزر گئی ہے۔

أَنْتَ لَا يَغْدُرُ وَكَذَلِكَ الرَّسُولُ لَا تَغْدُرُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ هَذَا الْقَوْلُ أَحَدٌ قَبْلَكَ فَرَعَمْتُ أَنْ لَا فَقُلْتُ كَوْنًا قَالَ هَذَا الْقَوْلُ أَحَدٌ قَبْلَكَ قُلْتُ رَجُلٌ إِيْتَمَّ يَقُولُ فَبَدَّ قَبْلَكَ قَالَ تَحَرَّ قَالَ يَمَّا يَأْمُرُكُمْ قُلْتُ يَا مُرُونَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصَّلَاةِ وَالْعِفَافِ قَالَ إِنْ يَكُ مَا تَقُولُ حَقًّا فَإِنَّهُ نَبِيٌّ وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّ خَارِجٌ وَلَوْ أَلَوْ أَظُنُّهُ مِنْكُمْ وَكَوْنُ أَخِي أَعْلَمُ أَخِي أَخْلَصُ إِلَيْهِ لَوْ حَبَبْتُ لِقَائَهُ وَكَوْنُ كُنْتُ عِنْدَكَ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ وَلِيَبْلُغَنِّي مُلْكُهُ مَا تَحْتَ قَدَمَيْهِ تَحَوُّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَّكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ فَقَدْ سَبَقَ تَمَامُ الْحَدِيثِ فِي بَابِ الْكِتَابِ إِلَى الْكُفَّارِ

۱۔ یعنی میرے اور ان کے درمیان کوئی واسطہ نہیں۔

۲۔ اس سے صلح حدیبیہ کی مدت مراد ہے۔

۳۔ ہرقل۔ ہاء کے نیچے زیر، راء پر زبر، قاف ساکن، یا ہاء کے نیچے زیر، راء ساکن اور قاف کے نیچے زیر ہے۔ روم کے بادشاہ کا نام ہے۔

۴۔ دجیہ، دال پر زبر یا زیر، مشاہیر صحابہ میں سے ہیں، قبیلہ بنو کلب سے ان کا تعلق تھا۔

۵۔ بصری، باء پر پیش، صاد ساکن، شام کے شہروں میں سے ایک شہر کا نام ہے۔

۶۔ حضرت دجیہ رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی اسی طرح تھا کہ تم اے عظیم بصری کو پہنچاؤ اور وہ اسے ہرقل تک پہنچائے۔

۷۔ تجارت کے لیے اس قوم میں سے ایک آدمی (مع جماعت) آیا ہوا ہے۔

۸۔ بعض روایات کے متعلق ان کی تعداد تیس اور بعض کے مطابق بیس تھی۔

۹۔ فاجلسنا، معروف بھی پڑھا گیا ہے یعنی اس نے ہمارے بھٹانے کا حکم دیا۔

۱۱۰۔ اس شخص کے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

۱۱۱۔ جو عربی اور رومی دونوں زبانیں جانتا تھا۔

۱۱۲۔ ابوسفیان سے۔

۱۱۳۔ اس عداوت و دشمنی کی وجہ سے جو حضور سے مجھے تھی

۱۱۴۔ صحیح بخاری میں ہے ”فَکَيْفَ نَسَبُهُ فَيُكْفَرُ“ (ان کا نسب کیسا ہے؟) حسب سے مراد یہ ہے کہ انسان اس شرف و فضل پر فخر کرے خواہ اس کا اپنا ہو یا اس کے والدین کا، یہ نسب کو بھی شامل ہے یہاں بنو ہاشم مراد ہیں جو تمام قریش سے افضل و برگزیدہ تھے۔

۱۱۵۔ یعنی اعلان نبوت سے پہلے انھوں نے کبھی جھوٹ بولا جس کی وجہ سے ان پر جھوٹ کا الزام ہو۔

۱۱۶۔ اس سے پہلے کبھی ان کی طرف جھوٹ کی نسبت نہیں ہوئی۔

۱۱۷۔ جنھوں نے اتباع کی ہے اور ان پر ایمان لائے ہیں

۱۱۸۔ یہاں اشراف سے مراد، اہل نخوت و بکری میں ورنہ اولاد ہاشم مثلاً حضرت عباس، علی اور جعفر اور دیگر اکابر قریش مثلاً حضرت ابوبکر و عمر اور دیگر صحابہ از قریش سے بڑھ کر کون اشراف ہو سکتا ہے اور یہ تمام ہر قل کے سوال سے پہلے ایمان لا چکے تھے۔

۱۱۹۔ ابواسحاق کی روایت میں ہے کہ ان کے متبعین صنفاء و مساکین اور بچے ہیں۔ صاحب نسب و شرف

نہیں لیکن بطور اغلب و اکثر کی بات ہے۔

۱۲۰۔ کبھی ان کا ڈول پڑتا اور ہمارا خالی اور کبھی ہمارا خالی اور ان کا پڑتا ہوتا۔

۱۲۱۔ کبھی ہم سے انھیں اور کبھی ان سے ہمیں مصیبت لاحق ہوتی ہے۔

۱۲۲۔ کبھی بے وفائی کی

۱۲۳۔ یعنی اب اس مدت میں ہمارے اور ان کے درمیان صلح ہے، اب نہیں معلوم کہ وہ اس مدت میں کیا کرتے

ہیں اس معاملہ کو نبھاتے ہیں یا توڑ ڈالتے ہیں۔

۱۲۴۔ سوائے اس کلمہ (کہ عذر کا احتمال ہے) کے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی عیب یا نقص کی نسبت

نہیں کر سکا۔

۱۲۵۔ کسی نے اس سے پہلے دعویٰ نبوت کیا۔

۱۲۶۔ ابوسفیان کو

۱۲۷۔ یہی لوگ پیغمبروں کی دعوت کو جلدی قبول کرتے ہیں اور بڑے لوگ جاہ و منصب اور بکری کی وجہ سے

اس سعادت و مسابقت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ہاں جب کوئی راستہ نہ رہے تنگ اور مجبور ہو کر اسلام کی طرف راغب ہوتے ہیں۔

۱۲۸ یعنی دعوی نبوت سے پہلے کبھی انھوں نے کسی معاملہ میں کذب بیانی کی ہے۔

۱۲۹ آپ کے دین کو ناپسند کرتے ہوئے اس نے آپ کو چھوڑا ہو۔

۱۳۰ ایمان کی یہی حالت ہوتی ہے کہ وہ دل سے نکلتا نہیں۔

۱۳۱ یعنی اس کے دل میں ایمان کی حلاوت و لذت حاصل ہو اگر کوئی چھوڑتا ہے تو اس کے دل میں ایمان نے قرار پکڑا ہی نہیں۔ اسی وجہ سے صوفیاء قدس اللہ سرہم نے فرمایا ”الفاظی لا یرد الی اوصافہ“

۱۳۲ دین و ایمان کی بھی یہی کیفیت ہوتی ہے کہ وہ روز بروز بڑھتا اور کامل ہوتا چلا جاتا ہے۔

۱۳۳ اسی طرح تمام پیغمبر اعداء کے دین کے ساتھ برسر پیکار ہوئے اور آزمائش میں مبتلا کیے گئے۔

۱۳۴ آخر کار انبیاء کو اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت حاصل ہوتی ہے اور دین کا غلبہ ہو جاتا ہے۔

۱۳۵ ہر قتل کا جانتا اور آپ کا اعلان نبوت کرنا کتب قدیمہ کی خبر کی بناء پر تھا اور کھانت اور عظیم نجوم کی بنیاد پر بھی جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ ہر قتل نے کہا میں نے نجوم میں منظر کی تو ملک ختان کو دیکھا تو میں نے پوچھا اس میں کون ہیں جو کریں گے تو انھوں نے کہا یہ عرب ہیں۔

۱۳۶ ملک روم اور شام

۱۳۷ کتاب الجہاد میں

۱۳۸ صحیح بخاری میں ہے کہ ہر قتل نے تمام سرداران روم کو محل میں جمع کر کے دروازہ بند کر دیا اور کہا اگر تم کامیابی اور ہدایت چاہتے ہو تو اس آخر الزماں نبی پر ایمان لے آؤ۔ اس پر رومی وحشی گدھے کی طرح ٹپاٹھے، جب ہر قتل نے ان کی وحشت و نفرت دیکھی تو ہر قتل کہنے لگا تم اپنے حال پر ہی رہو میں نے تمہیں آزمایا ہے کہ اپنے دین میں کس قدر پکے اور سچے ہو۔ اس پر انھوں نے ہر قتل کو سجدہ کیا اور خوش ہو گئے۔ یہ ہر قتل کا آخری عمل محبت۔ ہر قتل کے ایمان میں اختلاف ہے۔ واضح یہی ہے کہ وہ کفر پر ہی رہا۔ مسند احمد میں ہے کہ جبکہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لکھا تھا کہ میں مسلمان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹا کتاب ہے وہ تو نصرانی ہی ہے۔ قصہ ہر قتل سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ علم و دانش راہنمائی کے لیے کافی نہیں جب تک اللہ تعالیٰ کی توفیق رفیق نہ بنے۔ یہود کا حال بھی یہی ہوا مصرعہ

عشق کاریست کہ موقوف ہدایت باشد

یہ بھی معلوم ہوا کہ حق پانے سے دنیا اور حکومت کی محبت آڑے آجاتی ہے۔ واللہ اعلم۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت ہی مانگتے ہیں۔

بَابُ فِي الْمَعْرَاجِ

معراج کا بیان

عروج کا معنی بلندی یعنی اوپر جانا ہے، معراج بلندی کا آلہ یعنی سیڑھی ہے۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سیڑھی لگائی گئی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر تشریف لے گئے۔ روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ جب صفحہ سے صعود فرمایا تو آپ کے لیے سیڑھی لگائی گئی جس سے اوپر تشریف لے گئے اور یہ بھی سیڑھی ہے جس سے فرشتے اوپر پہنچے آتے تھے۔

اکثر اہل علم کی رائے یہ ہے کہ بعثت کے بارہویں سال معراج ربیع الاول میں ہوا۔ بعض نے ستائیس رمضان کا قول کیا ہے۔ مشہور یہی ہے کہ یہ واقعہ ستائیس رجب میں ہوا۔ اہل مدینہ کا عمل کہ وہ رجبیہ کو اوقات مبارکہ میں شمار کرتے ہیں، اس کی تائید کرتا ہے۔ بعض نے اسے اعلان نبوت کے پانچویں اور بعض نے چھٹے سال قرار دیا ہے۔ واضح رہے یہاں اسراء اور معراج دونوں کا بیان ہے۔ اسراء مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور معراج مسجد اقصیٰ سے آسمان تک ہے۔ اسراء کا ثبوت نص قرآنی سے ہے جس کا منکر کافر ہے، لیکن معراج احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اس کا منکر گمراہ اور بدعتی ہے۔ اس بارے میں اہل علم کے مختلف اقوال ہیں۔ آیا یہ واقعہ خواب کا ہے یا بیداری کا۔ یہ ایک بھگدو ہو یا متعدد دفعہ۔ صحیح اور مختار جمہور یہی ہے کہ متعدد دفعہ ہوا ایک دفعہ بیداری میں اور بار بار خواب میں۔ خواب میں بیداری کی تیاری کے لیے ہوا تاکہ اس جہان سے انس وعلق پیدا ہو جائے۔ جیسا کہ ابتدائے نبوت میں سچی خوابوں کا سلسلہ ہوا یا بیداری میں بیت المقدس تک جٹا اور آسمان تک روحاً معراج ہوا۔ تحقیقی بات یہ ہے کہ ایک مرتبہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ اور وہاں سے آسمان اور آسمان سے جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا جسم کے ساتھ معراج ہوا یہ مذہب جمہور فقہاء، متکلمین اور صوفیاء کا ہے۔ احادیث صحیحہ کے ظواہر اور اخبار صریحہ از صحابہ کثرت کے ساتھ اس کے بارے میں مروی ہیں اور اگر یہ واقعہ خواب کا ہوتا تو باعث آزمائش اور شور و اختلاف نہ بنتا، جسم کے معراج پہ آپ ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا خاصہ ہے اور یہ مقام سوائے آپ کے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تشریف و تکریم فقط آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لیے ہے اور اس کی حقیقت کا فہم صرف عادت کی تنگدستی

علہ یہ روحانی چیز ہے اس پر سیڑھی کا اطلاق مجازاً کیا جا رہا ہے۔

گرفتار لوگوں کے ادراک سے ماوراء ہے یہاں تو ایمان لے آنا چاہیے باقی کیفیت کو علم الہی کے سپرد کر دینا چاہیے بلکہ تمام علوم و کمالات نبوت وحی اور معجزات عقل و قیاس کے احاطہ سے باہر ہوتے ہیں اور جو کوئی قیاس کے تابع ہو کر کہے گا کہ میں اس وقت تک نہیں مانوں گا جب تک عقل ان کا ادراک نہ کرے تو وہ دولت ایمان سے محروم ہو جائے گا۔

الفصل الاول

پہلی فصل

۵۶۱۰ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ
مَالِكِ ابْنِ صَعْدَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِي
بِهِ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا فِي الْحَاطِيَةِ وَرُبَّمَا
قَالَ فِي الْحَجْرِ مُضْطَجِعًا إِذْ أَتَانِي آتٍ
فَشَقَّ مَا بَيْنَ هَذِهِ إِلَى هَذِهِ يَعْنِي
مِنْ ثَغْرَةٍ نَحْرِهِ إِلَى شَعْرَتِهِ فَاسْتَخْرَجَ
قَلْبِي ثُمَّ أُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوءٍ
إِيمَانًا فَغَسِلَ قَلْبِي ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ
أُحْيِدَ وَفِي رِوَايَةٍ ثُمَّ غَسِلَ الْبَطْنُ
بِمَاءٍ زَمْزَمَ ثُمَّ مِيلَ إِيْمَانًا وَ
حِكْمَةً ثُمَّ أُتِيتُ بِدَا بَتَةٍ دُونَ
الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ أَمِيقًا يُقَالُ
لَهُ الْبَرَاقُ يَضَعُ خَطْوَةً حِينَئِذٍ أَقْضَى طَرَفِي
فَحَبِلْتُ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى
أَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ
هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ
قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ
قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنَعِمَ
السُّجُودُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا
فِيهَا آدَمُ فَقَالَ هَذَا أَبُوكَ آدَمُ
فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ

حضرت قتادہ، وہ حضرت انس بن مالک ابن مسعود
سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
انہیں اس رات کے متعلق خبر دی جس میں حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی جب کہ میں حطیم لبا اوقات
فرمایا کہ حجر میں تھا کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا،
اس نے یہاں سے یہاں تک چیرا یعنی آپ کے گلے کی
گھنٹی سے لے کر آپ کے بالوں تک پھر میرا دل
نکالا پھر میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا، جو
ایمان سے بھرا تھا پھر میرا دل دھویا گیا پھر اسے بھر دیا
گیا پھر لوٹا دیا گیا اور ایک روایت میں ہے پھر پیٹ
دھویا گیا زمزم کے پانی سے پھر ایمان حکمت سے بھر
دیا گیا۔ پھر میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو خچر سے
چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا سفید رنگ تھا جسے براق
کہا جاتا ہے وہ اپنی انتہائی نظر پر ایک قدم دکھتا ہے تو
میں اس پر سوار کیا گیا پھر مجھے جبریل لے چلے حتیٰ کہ
وہ آسمان دنیا پر پہنچے دروازہ کھلوا یا کہا گیا کون ہے
فرمایا جبریل۔ کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے فرمایا محمد
محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ کہا گیا انہیں بلایا گیا ہے
کہا ہاں ان کی خوش آمد ہو وہ خوب آئے پھر دروازہ کھول
دیا گیا جب میں داخل ہوا تو وہاں جناب آدم علیہ السلام تھے
کہا گیا یہ تمہارے والد آدم علیہ السلام ہیں انہیں سلام
کرو۔ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا

ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ
الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ
الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هَذَا
قَالَ جِبْرِئِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ
مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ
قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعِمَّ
الْمُجِئُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا
يَحْيَى وَعِيسَى وَمَا ابْنَا خَالِقٍ قَالَ
هَذَا يَحْيَى وَهَذَا عِيسَى فَسَلِّمْ
عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ
مَرْحَبًا بِالْوَحِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ
ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّلَاثَةَ
فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ
جِبْرِئِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ
قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ
قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعِمَّ الْمُجِئُ جَاءَ
فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يُوسُفُ قَالَ
هَذَا يُوسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ
عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْوَحِ
الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي
حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ
قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِئِيلُ قِيلَ
وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ
أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا
بِهِ فَنِعِمَّ الْمُجِئُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا
خَلَصْتُ فَإِذَا إِدْرِيسُ فَقَالَ هَذَا
إِدْرِيسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ

پھر فرمایا صالح فرزند صالح نبی تم خوب تشریف لائے
پھر مجھے جبرئیل اوپر لے گئے حتیٰ کہ دوسرے آسمان
تک پہنچے دروازہ کھلوا یا گیا کہا گیا کون بولے میں ہوں
جبرئیل کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں کہا حضور محمد صلی
اللہ علیہ وسلم کہا گیا کیا انھیں بلایا گیا ہے کہا ہاں کہا
خوش آمدید تم بہت ہی اچھا آنا آئے پھر دروازہ کھول
دیا گیا تو جب میں اندر پہنچا تو اچانک وہاں حضرت یحییٰ
علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے وہ دونوں خازن
ہیں۔ جبرئیل نے کہا یہ یحییٰ علیہ السلام ہیں یہ عیسیٰ علیہ السلام
ہیں انھیں سلام کرو، میں نے سلام کیا ان دونوں نے
جواب دیا پھر کہا صالح بھائی صالح نبی آپ خوب آئے
پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے
گئے دروازہ کھلوا یا گیا کہا گیا کون وہ بولے جبرئیل ہوں
کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا حضور محمد صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں کہا گیا انھیں بلایا گیا ہے کہا ہاں، کہا
خوش آمدید تم خوب ہی آئے پھر دروازہ کھول دیا گیا جب
میں داخل ہوا تو وہاں حضرت یوسف علیہ السلام تھے جبرئیل
نے کہا یہ یوسف علیہ السلام ہیں انھیں سلام کرو۔ میں نے
سلام کیا انھوں نے جواب دیا پھر کہا صالح بھائی صالح
نبی آپ خوب آئے۔ پھر مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ چوتھے
آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوا یا گیا کہا گیا کون ہے؟ فرمایا
میں جبرئیل ہوں کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا
حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم، کہا گیا انھیں بلایا گیا ہے
کہا ہاں۔ کہا گیا خوش آمدید اچھا آنا آپ آئے۔ دروازہ
کھولا گیا جب ہم اندر داخل ہوئے تو وہاں ادریس علیہ السلام
تھے جبرئیل نے کہا یہ ادریس ہیں آپ انھیں سلام
کریں میں نے انھیں سلام کیا انھوں نے جواب دیا

ثُمَّ قَالَ مُرَحَّبًا بِالْأَوْخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ
الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى آتَى السَّمَاءَ
الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هَذَا
قَالَ جِبْرِئِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ
مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ
نَعُو قِيلَ مُرَحَّبًا بِهِ فَنِعُو الْمُبْجِي
جَاءَ فَفَتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هَارُونُ
قَالَ هَذَا هَارُونُ فَسَلِّوْ عَلَيْهِ
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ
مُرَحَّبًا بِالْأَوْخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ
ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى آتَى السَّمَاءَ
الْسَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هَذَا
قَالَ جِبْرِئِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ
مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ
قَالَ نَعُو قِيلَ مُرَحَّبًا بِهِ فَنِعُو الْمُبْجِي
جَاءَ فَفَتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا مُوسَى
قَالَ هَذَا مُوسَى فَسَلِّوْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ
عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مُرَحَّبًا بِالْأَوْخِ
الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا جَاوَزْتُ
بَنَى قِيلَ لَهُ مَا يُبْكِيكَ قَالَ أَبْكِي
لِأَنِّي غُلَوْتُ مِمَّا بُعِثَ بَعْدِي يَدْخُلُ
الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي أَكْثَرُ مِمَّنْ
يَدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِي ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى
السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هَذَا
قَالَ جِبْرِئِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ
قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ نَعُو قِيلَ
مُرَحَّبًا بِهِ فَنِعُو الْمُبْجِي جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ

کہا خوش آمدید اے صالح بھائی صالح نبی۔ پھر مجھے
اوپر چڑھایا گیا حتیٰ کہ پانچویں آسمان پر پہنچے دروازہ
کھلوا یا گیا کہا گیا کون، فرمایا میں جبریل ہوں۔ کہا گیا
تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا حضور محمد صلی اللہ علیہ
وسلم۔ کہا گیا کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں بلایا گیا
ہے۔ کہا گیا خوش آمدید آپ اچھا آنا آئے۔ دروازہ
کھولا گیا جب میں اندر گیا تو وہاں حضرت ہارون علیہ السلام
تھے۔ جبریل نے کہا یہ ہارون علیہ السلام ہیں انھیں سلام
کیجیے۔ میں نے انھیں سلام کیا انھوں نے جواب دیا
پھر کہا خوش آمدید اے صالح بھائی اے صالح نبی۔ پھر
مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ چھٹے آسمان پر پہنچے دروازہ
کھلوا یا گیا کہا گیا کون ہے؟ کہا میں جبریل ہوں کہا گیا
تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں۔ کہا گیا انھیں بلایا گیا ہے۔ کہا ہاں۔ کہا گیا خوش
آمدید آپ اچھا آنا آئے۔ دروازہ کھولا گیا جب میں
اندر پہنچا تو وہاں حضرت موسیٰ تھے۔ جبریل نے کہا یہ
موسیٰ ہیں انھیں سلام کریں۔ میں نے انھیں سلام کیا
انھوں نے جواب دیا پھر کہا خوش آمدید اے صالح بھائی
صالح نبی۔ جب وہاں سے آگے بڑھے تو وہ دروازہ
لگے ان سے کہا گیا کیا چیز آپ کو ملاری ہے؟ میں نے
اس لیے کہ ایک فرزند میرے بعد نبی بنائے گا ان کی
امت میری امت سے زیادہ جنت میں جائے گی۔ پھر
مجھے ساتویں آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ جبریل نے دروازہ
کھلوا یا۔ کہا گیا کون ہے؟ کہا میں جبریل ہوں۔ کہا گیا
تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں۔ کہا گیا کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں تو کہا گیا خوش
آمدید آپ بہت اچھا آنا آئے پھر جب میں وہاں داخل ہوا

فَإِذَا إِبْرَاهِيمُ فَقَالَ هَذَا أَبُوكَ إِبْرَاهِيمُ
فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ
السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا يَا ابْنِ
الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعْتُ
إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى فَإِذَا نَبَقْهَا مِثْلُ
قِلَاقٍ هَجَرَ وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ أَذَانِ
الْفَيْلَةِ قَالَ هَذَا سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى فَإِذَا
الرَّبْعَةُ أَنَّهُمَا نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ
ظَاهِرَانِ قُلْتُ مَا هَذَانِ يَا جِبْرِئِيلُ قَالَ
أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَ أَمَّا
الظَّاهِرَانِ كَالْبَيْلِ وَالْفُرَاتِ ثُمَّ رُفِعَ
إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَاءٍ مِنْ
خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ وَإِنَاءٍ مِنْ عَسَلٍ
فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ كَمَا هِيَ الْفِطْرَةُ لَأَمْتُ
عَلَيْهَا وَأَمَّا تِلْكَ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَى الصَّلَاةِ خَمْسِينَ
صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلَى
مُوسَى فَقَالَ يَا أُمِّتُ، قُلْتُ أُمِّتُ
بِخَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ قَالَ إِنَّ
أَمْرَكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسِينَ صَلَاةً
كُلَّ يَوْمٍ وَإِنِّي وَاللَّهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ
فَمَكَدَكَ وَقَالَ جِبْرِئِيلُ إِسْرَائِيلَ أَسَدَّ
الْمَعَالِجَةَ فَأَرْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلِّمْهُ التَّخْفِيفَ
لِأَمْرِكَ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا
فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ
فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلَى
مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ
فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلَى

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں تھے۔ جبریل نے کہا
یہ آپ کے والد ابراہیم ہیں آپ انھیں سلام کہیں میں
نے انھیں سلام کیا انھوں نے جواب دیا پھر کہا خوب
آئے اے صالح فرزند صالح نبی۔ پھر میں سدرۃ المنتہی
تک اٹھایا گیا تو اس کے سر حجر کے ٹکڑوں کی طرح تھے
اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح۔ جبریل نے
کہا یہ سدرہ منتہی ہے وہاں چار نہریں تھیں۔ دو نہریں
تو خفیہ تھیں اور دو ظاہر۔ میں نے کہا جبریل یہ کیا ہے
عرض کیا کہ خفیہ نہریں تو جنت کی دو نہریں ہیں لیکن ظاہری
نہریں وہ نیل اور فرات ہیں۔ پھر میرے سامنے
بیت المعمور لایا گیا پھر پاس ایک برتن شراب کا اور
ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا لایا گیا۔ میں
نے دودھ قبول کیا تو جبریل نے کہا یہ وہ فطرت ہے
جس پر آپ اور آپ کی امت ہے پھر مجھ پر ہر دن میں
پچاس نمازیں فرض کی گئیں پھر میں واپس ہوا تو موسیٰ
علیہ السلام پر گزرا تو انھوں نے کہا آپ کو کیا حکم دیا
گیا۔ میں نے کہا ہر دن پچاس نمازوں کا۔ انھوں نے
کہا کہ آپ کی امت ہر دن پچاس نمازوں کی طاقت
نہیں رکھے گی اللہ کی قسم میں نے آپ سے پہلے لوگوں
کی آزمائش کی اور نبی اسرائیل کو تو خوب آزمایا لہذا آپ
اپنے رب کی طرف لوٹیں اور اس سے اپنی امت کے
لیے آسانی مانگیں چنانچہ میں واپس ہوا تو اس نے مجھ سے
دس نمازیں کم دیں۔ پھر میں جناب موسیٰ علیہ السلام کی
طرف لوٹا انھوں نے پھر وہی کہا میں پھر رب کی طرف
لوٹا اس نے مجھ سے دس معاف فرمادیں میں پھر جناب
موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا انھوں نے پھر وہی کہا پھر
لوٹا اس نے مجھ سے دس اور معاف فرمادیں۔ میں پھر

مُوسَىٰ فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعْتُ
عَشْرًا فَأُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ
كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ إِلَىٰ مُوسَىٰ فَقَالَ
مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِخَمْسِ
صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ إِلَىٰ
مُوسَىٰ فَقَالَ بِمَا أُمِرْتُ قُلْتُ أُمِرْتُ
بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ إِنَّ
أَمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ
يَوْمٍ قَالِي قَدْ جَزَّيْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ
فَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَشَدَّ الْمَعَالَجَةِ
فَارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيفَ
لِوَمَّتِكَ قَالَ سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ
وَلَكِنِّي أَرْضَىٰ وَأَسْلَمُ قَالَ فَلَمَّا جَاوَزْتُ
نَادَىٰ مُنَادٍ أَمْنِيَّتُ فَرِيضَتِي وَخَفَقْتُ
عَنْ عِبَادِي -
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ یہ مشاہیر تابعین میں سے ہیں۔

۲۔ مشہور صحابی ہیں۔

۳۔ مالک بن صعصعہ، دونوں صادقین ہیں ان سے بہت کم احادیث مروی ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ حدیث معراج روایت کی ہے جو اس باب میں سب سے پہلی حدیث ہے۔

۴۔ حجر حطیم، حاء پر زبر، حجر حاء کے چمچے زیر، صحن کعبہ میں دو جگہوں کا نام ہے۔ اس کی تفسیر کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔

۵۔ مراد حضرت جبریل امین علیہ السلام ہیں۔

۶۔ ثغرہ، ثناء پر پیش، عین ساکن بمعنی درمیان ہونا، ثغرہ شین کے چمچے زیر عین ساکن کے بطور تمثیل ہے یا ان معانی کو متماثل کر دیا گیا تھا جیسے کہ روز قیامت برائے وزن اعمال متماثل ہو کر سامنے آئیں گے۔

جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا انھوں نے پھر وہی کہا میں پھر لوٹا۔ رب نے مجھ سے دس اور معاف کر دیں پھر میں جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا انھوں نے پھر وہی کہا میں پھر لوٹا اور مجھے ہر دن پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ میں پھر جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا انھوں نے کہا کہ آپ کو کیا حکم دیا گیا میں نے کہا ہر دن پانچ نمازیں۔ انھوں نے کہا کہ آپ کی امت ہر دن پانچ نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی۔ میں نے آپ سے پہلے لوگوں کی آزمائش کر لی ہے اور بنی اسرائیل کو تو میں نے اچھی طرح آزمایا ہے۔ آپ پھر اپنے رب کی طرف لوٹے آپ اس سے اپنی امت کے لیے کمی کا سوال کریں حضور نے کہا کہ میں نے اپنے رب سے اتنے سوال کر لیے ہیں کہ اب شرم کرتا ہوں لیکن میں راضی ہوں تسلیم کرتا ہوں فرمایا پھر جب میں آگے بڑھا تو پکارنے والے نے پکارا کہ میں نے اپنا فریضہ جاری کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی۔ (بخاری و مسلم)

۱۵ قامت میں

۱۵ تیز رفتاری اور روشنی و چمک کی وجہ سے بجلی کی مانند، استاد عالم عارف سیدی شیخ عبدالوہاب متقی نے فرمایا۔ اسے براق، سواری اور دابہ کہا جائے لیکن گھوڑا نہ کہا جائے۔ جیسا کہ بعض شعراء نے کہا ہے اور فرمایا ہر پیغمبر کے مقام و مرتبہ کے مطابق ان کا براق تھا جیسا کہ آخرت میں ہر ایک مومن کا ہو گا۔ اہل تادیل کے کلام میں ہے کہ براق آپ کے نقش شریف کی مثال ہے اور نفس روح کی سواری اور مقام اعلیٰ پر وصول کا سبب و ذریعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے سرشتی کی جیسا کہ نفس کی خاصیت ہوتی ہے۔ اس کے بعد اطمینان پایا۔ یہاں سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص براق تھا۔ بعض روایات میں جو آیا کہ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام یا باقی انبیاء علیہم السلام بھی سوار ہوئے، ان کی صحت میں کلام ہے۔

۱۶ اس کی توجیہ بعض نے یہ کی ہے کہ اس کا آسمان تک پہنچنا صرف ایک قدم سے تھا کیونکہ زمین سے نظر آسمان تک اٹھتی۔ اس طرح سات آسمان سات قدموں سے طے ہو گئے۔

۱۷ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا براق پر سوار ہونا محض اعانت و قدرت الہی ہے یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کو سوا جبریل امین نے اپنی قوت ملکوتی کی بنا پر کیا ہو اس میں بھی کوئی بُعد نہیں۔ کیونکہ حضرت جبریل وصول فیض الہی اور نزول وحی الہی کا سبب بنتے ہیں یہ بھی خدمت ہی کی صورت ہے جو خدام بادشاہوں کی بجالاتے ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام اس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاکر اور خادم تھے۔ روایت میں ہے کہ جبریل امین نے رکاب تھامی اور حضرت میکائیل نے براق کی لگام ہاتھ میں لی۔

۱۸ اس حدیث میں واقعہ اسراء بیان ہوا ہے۔ اس سے بعض لوگوں نے گمان کیا کہ شاید معراج شب اسراء کے علاوہ رات میں ہوئی ہے اور اس حدیث کی دلالت ہے کہ آسمان تک آپ سواری پر تھے۔ بعض نے کہا مسجد اقصیٰ میں پہنچنے کے بعد سیر طریقی پیش کی گئی، جس سے آپ آسمان پر تشریف فرما ہوئے۔ ایک روایت میں ہے کہ جبریل امین آپ کو اپنے بازوؤں میں اٹھا کر آسمان پر لے گئے۔ واللہ اعلم۔

۱۹ مختارے ساتھ حضور میں انھیں طلب فرمایا گیا ہے یا خود آئے ہیں؟

۲۰ بعض نے کہا کہ سوال سے مقصد یہ تھا کہ انھیں معجوت کیا گیا ہے اور ان کی طرف وحی کا نزول ہوا ہے لیکن یہ محل نظر ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا معاملہ ملکوت میں مشہور ہے۔ چہ جائیکہ اس کے بارے میں سوال کیا جائے، لیکن پہلا قول بھی ضعیف سے خالی نہیں کیونکہ یہ بات بھی واضح ہے کہ بغیر اذن اور امر الہی جبریل کے ساتھ کوئی نہیں جاسکتا۔ احسن قول یہ ہے کہ ان کا سوال آپ کی آمد اور قدم رنجہ اور بلندی پر بطور خوشی و تعجب کا اظہار کرنے کے لیے تھا۔ یہی قول اظہر، احسن، نہایت پسندیدہ اور قلیل مرجح کے زیادہ مناسب ہے۔

۲۱ مرحبا، فراخ جگہ پر آنا

۲۲ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ اس پر شہد و ناطق ہیں کہ آسمانوں کے دروازے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ

وہ بیت المقدس کے مقابل و محاذی ہیں، فلاسفہ کا قول خرق و اقسام کا بطلان اسے باطل کر دیتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت تمام کو شامل ہے اور آسمان بھی دیگر اجسام کی طرح میں اور تمام قابل خرق و اقسام ہیں جو انھوں نے اس پر دلائل قائم کیے ہیں وہ تمام مدخول و معلول ہیں۔ جب آسمان کے لیے دروازے ثابت ہیں تو اس سے خرق و اقسام بھی لازم نہیں آئے گا۔

۱۷ شارحین نے فرمایا حضرت جبریل امین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء کو پہلے سلام کرنے کو کہا تو اس کی وجہ تو واضح و مشقت کی تعلیم تھی۔ کیونکہ جبریل جو کچھ بھی کہہ رہے تھے وہ سزا یا تعلیم الہی تھا۔ کیونکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام و بلندی پر پہنچ رہے تھے جس سے آگے بلندی کا تصور ہی ممکن نہیں تو اس کا تقاضا یہی تھا کہ آپ تواضع کا اظہار کریں۔ یہ بھی کہا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گزر رہے تھے اس لیے آپ قائم کے حکم میں تھے اور حضرات انبیاء علیہم السلام اپنے مقام پر ہونے کی وجہ سے قاعد کے حکم میں تھے اور ضابطہ یہ ہے کہ قائم قاعد کو سلام کہے خواہ وہ بزرگ ہی ہو۔

۱۸ تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ کو صالح کہا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عظیم و رفیع مقام ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انبیاء کا یہ وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا وَكُلٌّ مِنَ الصَّالِحِينَ (اور یہ تمام صالحین میں سے ہیں) وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ (اور ان تمام کو ہم نے صالح بنایا) لفظ صلاح فساد کی ضد ہے صالح تمام صفات کے ساتھ منصف ہو جاتا ہے کیونکہ جب آدمی صالح ہو جاتا ہے تو اس کا دل تمام کمالات اور صفات جمیدہ سے مزین ہو جاتا ہے چنانچہ حضور غوث ثقلین رضی اللہ عنہ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں صلاح بندے کا مالکیہ اپنی ہستی وجود کو فنا کر دیتا ہے کیونکہ جب تک ہستی باقی ہے فساد باقی ہے۔ جب اللہ میں فنایت حاصل ہوگی اللہ کے ساتھ بقا بھی کامل ہوگی اور تمام میں اکمل آنحضرت سید السادات اور افضل کائنات میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سائر النبیین و آل کلمہ و سائر الصالحین

۱۹ کیونکہ حضرت مریم کی ہمیشہ حضرت زکریا کی بیوی ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت زکریا نے حضرت مریم کی کفالت کی ذمہ داری لی تھی۔

۲۰ اگرچہ حضرت ادریس علیہ السلام آپ کے آباء میں سے ہیں لیکن تمام انبیاء آپس میں بھائی ہیں اور ایوب حضرت آدم اور حضرت ابراہیم علیہما السلام مشہور ہیں۔ اس وجہ سے انبیاء نے ابن صالح کہا۔

۲۱ شارحین نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک امت کی فضیلت پر بطور حسد نہ تھا کیونکہ وہ مذہب ہے اور اس جہاں میں ہر مومن سے اسے سحر کر دیا جائے گا تو ان میں یہ بات کیسے ہو سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے منتخب، اس سے کام کر کے نفع لے اور اس کے ہمراز ہیں بلکہ اس کا سبب ان کی امت کا مخالفت کرنا اور ان کے احکام کا نہ بجالانا ہے کیونکہ اس پر رفع درجات کا مدار تھا۔ اسی وجہ سے ان میں نقص آیا جس کی وجہ سے امت کے اجر میں کمی ہوئی اور اس وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اجر پر بھی اثر پڑا۔ کیونکہ ہر مومن کو

اس کے تابعین کے مطابق اجر ملتا ہے۔ بعض نے کہا ان کا یہ رونا اپنی امت پر بطور شفقت تھا کہ انہوں نے ان کی ذات سے صحیح نفع اور فائدہ حاصل نہ کیا جس طرح کہ اس امت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے فائدہ اٹھایا ہے اسی وجہ سے ان کی کثرت اس امت کی کثرت کی طرح نہ ہوئی۔ تحقیق یہ ہے کہ اپنی امت کے بارے میں حورافیت، شفقت اور رحمت ہر پیغمبر کے دل میں ہوتی ہے وہ کسی دوسرے کے دل میں کہاں؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس موقع پر بصورت گریہ اپنی امت سے رافت و رحمت کا اظہار کیا کیونکہ یہ نہایت فضل و کرم کا وقت تھا۔ اللہ تعالیٰ اس گھڑی کی برکت سے شاید رحم فرمادے۔ بعض شارحین کہتے ہیں کہ ان کا رونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشی دلانے کے لیے تھا کہ آپ کی امت دوسرے انبیاء کی امت کی بہ نسبت زیادہ جنت میں جائے گی باقی ان کا یہ قول کہ میرے بعد اس نوجوان کو مبعوث کیا گیا انہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقیص یا حقارت کے لیے ہرگز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کے عظیم کرم کا تذکرہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بھی اس قدر نہیں مگر آپ پر اللہ تعالیٰ کا اس قدر کرم ہے کہ آپ کی امت کو دیگر تمام انبیاء کی امتوں پر کثرت حاصل ہے۔ بعض اوقات لفظ غلام بول کر طاقت و راہ نوجوان مراد لیا جاتا ہے اگرچہ عمر بڑھاپے کی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اہل مدینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نوجوان کہتے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بوڑھا۔ حالانکہ وہ عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھوٹے تھے۔

۱۲۱ سدرۃ المنتہی، ایک درخت کا نام ہے جو ساتویں آسمان پر ہے اور اس کی جڑیں چھٹے آسمان میں ہیں، لغت میں بیری کے درخت کو کہا جاتا ہے۔ منتہی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ تمام مخلوق ملائکہ وغیرہ کے علوم و ہاں تک ہی میں وہاں سے آگے سولے بارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نہیں گیا۔ شعر

چناں گرم درتہ قربت بداند کہ در سدرہ جبرئیل ازو بازماند

۱۲۲ نبق، باد پرندہ یا زبر، بیری کا پھل، قلال، قاف کے نیچے زیر قد کی جمع بمعنی بڑے ہجر، ماء اور ہم دونوں پر زبر۔ مونیہ طیبہ کے پاس جگہ کا نام ہے وہاں کے کوزے بڑے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

۱۲۳ قند، قند کے نیچے زیر یا زبر، فیلی جمع۔ جیسا کہ دیکھ کی جمع دیکھ ہے باقی یہ لفظ سمجھانے کے لیے تشبیہ ہے درتہاں کی بڑائی حد حصر سے باہر ہے۔

۱۲۴ یا تو آپ کو آگاہ کرنا مقصود تھا اور اشارہ تھا اس بات کی طرف کہ آپ اس مقام رفیع پر تشریف فرما ہوئے ہیں جو عقل و علوم خلائق کی انتہا ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنگت و صحبت سے جدائی پر معذرت کی تھی

بگفتا فراتر مجالم نماسند

بماندم کہ نیروے بالم نماسند

اگر یک سرموئے بدترہ پر م

فروغ تجلی بسوزد پر م

(اگر میں ایک بال کی مانند آگے بڑھتا ہوں تو انوار و تجلیات سے میں جل جاؤں گا)

۱۲۷ امام طیبی کہتے ہیں ایک سلسل اور دوسری کوثر ہے۔ شرح میں فرشتے نے کہا کہ ایک کوثر ہے اور جنتی نہر، اے باطن کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ جنت میں ہی رواں ہے نہ کہ باہر۔ بعض نے وجہ یہ بیان کی کہ اس کی حقیقت کا ادراک عقل نہیں کر سکتی۔

۱۲۸ ظاہر یہی ہے کہ اس سے مصر کی نیل اور فرات کو فہ مراد ہے۔ حدیث کی بناء پر یہ پانچوں سدرہ سے نکلتے ہیں اور زمین پر رواں ہوتے ہیں۔ مجمع الجوامع میں امام سیوطی نے نیل و فرات کے بارے میں جو احادیث ذکر کی ہیں وہ بہت سے ایسے عجائب و غرائب پر مشتمل ہیں کہ عقل ان میں حیران رہ جاتی ہے۔ بعض نے کہا کہ از قبیل تشبیہ ہے کہ ان کا پانی لطافت، مٹھاس اور منافع میں آب بہشت کی طرح ہے یا موافقت فقط ناموں میں ہے کہ یہ دونوں دنیا کی جنتی دونوں کے ہم نام ہیں۔ (شرح ابن الملک)

۱۲۹ یہاں تو اس آسمان میں خانہ کعبہ کے مقابل ہے۔ اگر بالفرض وہاں سے کوئی چیز سیدھی نیچے پھینکی جائے تو وہ کعبہ کی چھت پر ہی آئے گی۔ اس کا تذکرہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔

۱۳۰ تاکہ میں ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کر سکوں۔

۱۳۱ یعنی دین اسلام جس پر مخلوق کی تخلیق ہوتی ہے۔ شارحین فرماتے ہیں کہ لبن اس جہان میں دین و علم کی مثال بنتا ہے حتیٰ کہ کوئی خواب میں دودھ پیتا ہے تو تعبیر یہ ہوتی ہے کہ اے علم حاصل ہوگا۔ ان میں مناسبت یہ ہے کہ ابتداء انسان کی غذا دودھ ہی بنتا ہے، صفا، لطافت اور مٹھاس بھی وجہ مناسبت ہے۔

۱۳۲ غمر، یہ توام النجاش یعنی شر و فساد کی اصل ہے دوسری حدیث میں ہے جبریل امین نے کہا اگر آپ شراب پی لیتے تو آپ کی امت میں فساد آ جاتا۔ اگرچہ اس وقت شراب مباح تھی خصوصاً شراب جنت۔ مگر اس کی اس جہان میں تعبیر یہی ہے۔ رہا غسل تو اگرچہ اس کی مٹھاس اور اس میں شفا ہے مگر دودھ کی لطافت و گدائی اس سے زیادہ ہے۔ اگلی حدیث میں غسل کا ذکر نہیں صرف غمر اور لبن کا ذکر ہی آیا ہے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان تینوں کا ملنا آسمان کے اوپر تھا جبکہ آئندہ حدیث میں ہے کہ یہ سب اقطعی کے پاس ہوا تھا۔ ظاہر یہی ہے کہ دونوں مقامات پر ہوا۔ بیت المقدس میں دو غمر و لبن اور آسمان کے اوپر تین غمر، لبن اور غسل پیش کیے گئے۔

۱۳۳ میں نے دیکھا ہے لوگوں پر یثاق ہوگا۔

۱۳۴ آپ کی امت چالیس ادا نہ کر سکے گی میں نے امت کو آزمایا ہوا ہے۔

۱۳۵ حیا کی وجہ سے میں اب نہیں جاؤں گا۔

۱۳۶ میں نے اے سلیم کر لیا اور امت کا معاملہ اللہ تعالیٰ اور اس کی توفیق کے سپرد کر دیا ہے۔

۵۶۱۱ وَعَنْ ثَابِتِ بْنِ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُتِيتُ بِالْبُرَاقِ وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيلٌ خَوِفٌ

حضرت ثابت البنانی سے وہ حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس براق لایا گیا۔ سفید دراز جانور ہے گدھے

الْحِمَارِ وَدُونَ الْبَغْلِ يَقَعُ مَا فَرَا عِنْدَ
مَنْتَهَى طَرَفِهِ فَرَكِبَتْهُ حَتَّى آتَيْتُ بَيْتَ
الْمُقَدَّسِ فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي تَرِبُّ
بِهَا الْأَنْبِيَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ
فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِي
جِبْرِيلُ بِأَنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَأَنَاءٍ مِنْ
اللَّبَنِ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيلُ
اخْتَرْتُ الْفُطْرَةَ ثُمَّ عَرَجَ بِنَارِ الْحِ
السَّمَاءِ وَسَاقَ مِثْلَ مَعْنَاهُ قَالَ
فَإِذَا أَنَا بِأَدَمَ فَرَحَّبَ بِي وَدَعَانِي
بِخَيْرٍ وَقَالَ فِي السَّمَاءِ الثَّلَاثَةِ
فَإِذَا أَنَا بِيُوسُفَ إِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ
شَطْرَ الْحُسْنِ فَرَحَّبَ بِخَيْرٍ وَلَوْ
يَذْكُرُ بُكَاءَ مُوسَى وَقَالَ فِي السَّمَاءِ
السَّابِعَةِ فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيمَ مُسْنِدًا
ظَهْرًا إِلَى الْبَيْتِ الْمُحَرَّمِ وَإِذَا هُوَ
يَدْخُلُهُ كُلُّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ
لَوْ يُؤْمِنُونَ إِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى
السِّدْكِ الْمُنْتَهَى فَإِذَا وَرَقُهَا كَأَذَانِ
الْفِيلَةِ وَإِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَاقِلِ فَلَمَّا عَشِيَهَا
مِنْ أَمْرِ اللَّهِ مَا عَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا
أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَنْعَتَهَا
مِنْ حُسْنِهَا وَأَوْحَى إِلَيَّ مَا أَوْحَى فَفَرَضَ
عَلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ
فَنَزَلْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ
عَلَيَّ أَمَّا لَكَ ثَلَاثُ خَمْسِينَ صَلَاةً
فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ ارْجِعْ إِلَى

ادبنا، پھر سے نچا اپنی ٹاپ اپنی نگاہ کی حد پر رکھتا ہے
میں اس پر سوار ہو گیا حتیٰ کہ میں بیت المقدس میں آیا تو
میں نے اسے اس کڑے سے باندھا جس سے حضرات
انبیاء باندھا کرتے تھے فرمایا پھر میں مسجد میں داخل ہوا
تو اس میں دو رکعتیں پڑھیں پھر میں نکلا تو جبریل میرے
پاس ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا لائے
تو میں نے دودھ اختیار کیا تو جبریل بولے کہ آپ نے
فطرت کو اختیار کیا پھر ہم کو آسمان کی طرف چڑھایا گیا
اور پھلی حدیث کے معنی بیان کیے فرمایا کہ ہم جناب
آدم علیہ السلام کے پاس تھے انھوں نے مجھے مرحبا
کہا اور مجھے دعا خیر دی پھر تیسرے آسمان میں پہنچے
تو میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس تھا انھیں
آدھا حسن دیا گیا ہے انھوں نے مجھے مرحبا کہا میرے
لیے دعا کی خیر کی اور جناب موسیٰ علیہ السلام کا رونا ذکر نہیں
کیا اور فرمایا کہ اس توں آسمان پر پہنچے تو ہم جناب ابراہیم
علیہ السلام کے پاس تھے جو بیت المعمور سے پیٹھ
لگائے تھے اس میں ہر دن ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے
ہیں جو پھر کبھی ہاں لوٹ کر نہیں آتے پھر مجھے سدرۃ المنتقی
کے پاس لے گئے تو اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی
طرح تھے اور اس کے پھل سٹکوں کی طرح توجب اسے
اللہ کے حکم سے ملا نورانیت چھا گئی تو سدرہ ایک دم
بدل گیا اللہ کی مخلوق میں کوئی نہیں جو اس کی خوش نمائی
بیان کر سکے۔ رب نے میری طرف جو وحی کی وہ کی پھر
مجھ پر پانچ نمازیں ہر دن درات میں فرض فرمائیں۔ پھر
میں موسیٰ علیہ السلام تک اتر کر پہنچا تو آپ نے فرمایا
کہ آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا۔ میں
نے کہا ہر دن درات میں پچاس نمازیں انھوں نے کہا

رَبِّكَ فَسَلَّهُ التَّخَفُّفَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَـ
 لَطِيفٌ ذَالِكَ فَإِنِّي بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَآئِيلَ
 وَخَبَرْتُهُمْ قَالِ قَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي
 فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلَيَّ أُمَّتِي فَحَظَّ
 عَنِّي خَمْسًا قَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى
 فَقُلْتُ حَظَّ عَنِّي خَمْسًا قَالِ إِنَّ أُمَّتَكَ
 لَـ لَطِيفٌ ذَالِكَ فَأَرْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلَّهُ
 التَّخَفُّفَ قَالِ فَلَوْ أَزَلْ أَرْجِعْ
 بَيْنَ رَبِّي وَبَيْنَ مُوسَى حَتَّى قَالِ
 يَا مُحَمَّدُ إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ
 يَوْمٍ وَكَيْلَةٌ لِّكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ
 فَذَالِكَ خَمْسُونَ صَلَاةً مِنْ هَذَا
 بِحَسَنَةٍ فَلَوْ يَعْمَلُهَا كُتِبَتْ لَهُ
 حَسَنَةٌ فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ
 عَشْرًا وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَوْ يَعْمَلُهَا
 لَوْ تَكْتَبُ لَهُ شَيْئًا فَإِنْ عَمِلَهَا
 كُتِبَتْ لَهُ سَيِّئَةٌ وَاحِدَةٌ قَالِ قَنَزْتُ
 حَتَّى أَنْتَهَيْتُ إِلَى مُوسَى فَأَخْبَرْتُهُ
 فَقَالِ أَرْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلَّهُ التَّخَفُّفَ
 فَقَالِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ إِلَى رَبِّي
 حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ

(رواہ مسند)

اپنے رب کی طرف لوٹے اس سے ہلکا کرنے کی درخواست
 کیجیے کیونکہ آپ کی امت یہ طاقت نہیں رکھتی۔ میں تو
 بنی اسرائیل کو آزمایا چکا ہوں۔ ان پر تجربہ کر لیا ہے فرمایا
 پھر میں اپنے رب کی طرف لوٹا میں نے عرض کیا یا رب
 میری امت پر تخفیف فرما تو اس نے پانچ نمازیں کم
 کر دیں پھر میں جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا۔
 میں نے کہا کہ مجھ سے پانچ کم کر دیں انھوں نے کہا
 کہ آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی آپ اپنے
 رب کی طرف واپس جائیں اس سے کمی کا سوال کریں۔
 فرماتے ہیں کہ میں اپنے رب اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان
 دورہ کرتا رہا حتیٰ کہ فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہر دن
 اور رات میں پانچ نمازیں ہیں۔ ہر نماز کا دس گنا ثواب
 تو یہ پچاس نمازیں ہی ہوں۔ جو کوئی کسی نیکی کا ارادہ کرے
 پھر وہ کرے نہیں تو اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جائے گی
 پھر اگر وہ یہ کر بھی لے تو اس کے لیے دس لکھوں کا اور جو
 گناہ کا ارادہ کرے پھر کرے نہیں تو اس کے لیے کچھ نہیں
 لکھوں گا۔ پھر اگر وہ کرے تو اس کے لیے ایک ہی گناہ
 لکھا جائے گا۔ فرماتے ہیں کہ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کی
 طرف اتر میں نے انھیں یہ خبر دی تو انھوں نے کہا کہ اپنے
 رب کی طرف واپس ہو جائیے اس سے کمی کا سوال کریں
 تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کہا
 کہ میں اپنے رب کی طرف اتار لوں چکا کہ اب میں اس سے
 شرم کرتا ہوں (مسلم)

۱۔ ثابت البنانی، باع پر پیش، نون مخففہ مشہور تابعی ہیں۔ بصرہ کے نامور علماء اور فقہاء میں سے ہیں عباس
 فاخرہ پہنا کرتے تھے۔ چالیس سال تک حضرت انس رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہے۔ اصحاب صحاح ستہ نے
 ان سے روایت لی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ہر شے کے لیے قفل ہوتا ہے۔ لیکن ثابت
 خیر کی چابیوں میں سے ہے۔

۱۔ بیت المقدس، میم پر زبر، قاف ساکن، دال کے نیچے زیر، یاء میم پر پیش، قاف پر زبر، دال پر فتحہ اور مشدود

۲۔ حلقہ، لام ساکن یا مفتوحہ یَرْبُطُ بِهَا ضمیر حلقہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اکثر میں مذکر ضمیر معنی کے اعتبار سے ہے۔ یہاں راوی نے امامت انبیاء کا ذکر نہیں کیا۔ بوجہ اختصار یا بوجہ ذہول جیسا کہ پہلی حدیث میں بیت المقدس کا ذکر رہ گیا ہے۔

۳۔ واضح رہے کہ شطر بمعنی نصف یا کسی شے کا جزء خواہ وہ اس کا نصف ہو یا کم بمعنی جنت اور طرف بھی آتا ہے۔ یہاں بمعنی جزء ہے اگر بمعنی جنت عمل لیں تو بھی معنی درست ہے کہ انھیں حسن کی بڑی طرف دی گئی ہے۔ الغرض حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و صباحت کی شان میں جو کچھ وارد ہے اس سے ذہن میں آتا ہے کہ اس باب میں انھیں حظ عظیم دیا گیا ہے جس سے وہ دوسروں سے ممتاز ہیں۔ قصہ معراج میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایسے شخص کے پاس پہنچا جو اللہ کی مخلوق میں سب سے حسین اور حسن میں مخلوق افزوں تر تھے جیسا کہ چاند کو دوسرے ستاروں پر فوقیت حاصل ہے۔ پھر امام ترمذی اپنی جامع میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث لائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر پیغمبر کو حسن اور خوش آوازی عطا فرمائی لیکن تمھارے پیغمبران میں زیادہ حسین اور خوش آوازی ہیں۔ لہذا حدیث معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ مخلوق کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ بعض نے کہا متکلم، عموم خطاب میں شامل نہیں ہوتا۔ شیخ ابن حجر کی شرح شامل میں فرماتے ہیں ایمان کے اتمام میں سے یہ انتقام بھی ہے کہ ظاہری صورت میں جو حسن و لطافت آپ کو حاصل ہے وہ دوسرے میں نہیں۔ جیسا کہ باطن سیرت میں فضل و کمال کی جامع شخصیت آپ سے بڑھ کر کوئی نہیں کیونکہ ظاہر باطن کا عنوان ہوتا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف و توصیف کا ضابطہ یہ ہے کہ مرتبہ الوہیت کے علاوہ جو بھی فضل و کمال ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہے اس میں آپ سے کامل تو کچھ آپ کے مساوی کوئی نہیں۔ اشار

کے بحسن و ملاحت بیار ما نرسد ترا درین سخن انکار کار ما نرسد

(حسن و ملاحت میں ہمارے بیار کا مقابلہ نہیں اور تمھیں ان باتوں کے انکار کا حق نہیں پہنچتا)

ہزار سکے بیازار کائنات زدند یکے بخوبی صاحب عیار ما نرسد

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقدار حسنہ و جمالہ و فضلہ و کمالہ

۵۔ وہاں ہر روز ستر ہزار دوسرے فرشتے آتے ہیں۔ حدیث سابق کی شرح سے معلوم ہوا کہ بیت المعمور خانہ کعبہ کے

مقابل ہے۔ منقول ہے کہ یہ وہی بیت المعمور ہے جو سیدنا آدم علیہ السلام کے لیے نیچے لایا گیا اور پھر دوبارہ اٹھایا گیا۔

۶۔ وہ افکار الہیہ میں پوشیدہ ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ وہ پروانوں کی طرح ہے جو شمع پر گرتے ہیں اور یہ سونے سے بنی ہوئی ہے۔ بعض نے کہا کہ یہاں یہ فرشتوں کے پروں کے انوار ہیں۔

۷۵ جسے اللہ تعالیٰ اداس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہیں جانتا، احوط اور اقرب صواب یہی ہے کہ اسے مبہم اور مجمل ہی رہنے دیا گیا اس کی تفصیل اور تفسیر بیان کی گئی۔

۷۶ بعض نسخوں میں ہر دن رات کا بھی تذکرہ ہے۔

۷۷ ہر دفعہ پانچ کم ہوتی گئیں۔ حتیٰ کہ پانچ نمازیں مقرر ہوئیں۔

۷۸ اس حدیث سے پتہ چل رہا ہے کہ کئی پانچ پانچ کی ہوتی رہی تو اس طرح دوبار جانا ہوا۔ سابق حدیث سے دس دس کی کمی معلوم ہوتی ہے۔ آئندہ حدیث میں شطر شطر کی کمی کا تذکرہ ہے اور شطر کا معنی نصف ہے ان روایات کے درمیان موافقت یوں ہے کہ نصف کی کمی عام ہے خواہ ایک ہی بار ہو یا متعدد دفعہ۔ اس طرح جب پانچ پانچ کم ہوئیں تو دو دفعہ دس ہو گئیں اور پانچ دفعہ پچیس۔ امام کرمانی کہتے ہیں پہلی دفعہ پچیس کی کمی ہوئی دوسری دفعہ تیرہ اور تیسری دفعہ سات کی کمی ہوئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہر ایک پر اس کا ثواب بطور فضل عطا فرما دیا۔

۷۹ یہ کم از کم کا ذکر ہے ورنہ دیگر احادیث میں ستر تک بلکہ صدق و اخلاص کی بناء پر اس سے زائد ثواب کا ذکر ملتا ہے۔

۸۰ محدثین فرماتے ہیں کہ یہ ارادہ و قصد میں ہے۔ لیکن عزم معصوم کا مرتبہ ارادہ سے بالا تر ہوتا ہے اور دل کا عمل ہے جس پر مواخذہ ہے جیسا کہ دوسری جگہ اس کی تفصیل ہے۔

ابن شہاب حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جناب ابوذر خیر دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت کھولی گئی جب کہ میں مکہ میں تھا پھر جناب جبریل اترے انھوں نے میرا سینہ کھولا پھر اسے آب زمزم سے دھوا پھر سونے کا ایک ٹکٹ لائے حکمت اور ایمان سے بھل ہوا اسے میرے سینے میں ڈال دیا پھر اسے سی دیا پھر میرا ہاتھ پکڑا تو مجھے آسمان کی طرف لے گئے تو جب میں دنیاوی آسمان تک پہنچا تو جبریل نے آسمان کے خزانچی سے کہا کھولو۔ اس نے کہا کون ہے انھوں نے کہا جبریل ہیں۔ کہا گیا تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ کہا ہاں میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس نے کہا کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں۔ جب کھولا تو ہم

۵۶۱۲ وَعَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنِ أَنَسٍ قَالَ كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَرَجَ عَنِّي سَقْفُ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَتَزَلَّ جِبْرِيلُ فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطُسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُسْتَلًى حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَعَهُ فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَخَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيلُ لِحَازِنِ السَّمَاءِ افْتَحْ قَالَ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا جِبْرِيلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ نَعُو مَعِيَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أُرْسِلْ إِلَيْهِ قَالَ نَعُو فَلَمَّا فَتَحَ

عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا إِذَا رَجُلٌ قَاحِدٌ
 عَلَى يَمِينِهِ أَسْوَدَةٌ وَعَلَى يَسَارِهِ
 أَسْوَدَةٌ إِذَا نَظَرَ قَبْلَ يَمِينِهِ ضَجَّكَ
 وَإِذَا نَظَرَ قَبْلَ شَمَالِهِ بَكَى فَقَالَ مَرْحَبًا
 بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْوَبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ
 لِيَجْبُرَيْلُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا آدَمُ
 وَهَذِهِ الْأَسْوَدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَهَنْ
 شَمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ قَالَهُ الْيَمِينِ
 مِنْهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْأَسْوَدَةُ الَّتِي عَنْ
 شَمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ فَإِذَا نَظَرَ عَنْ
 يَمِينِهِ ضَجَّكَ وَإِذَا نَظَرَ قَبْلَ شَمَالِهِ
 بَكَى حَتَّى عُرِجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ
 فَقَالَ لِيخَازِنُهَا افْتَحَ فَقَالَ لَهُ
 خَازِنُهَا مِثْلُ مَا قَالَ الْوَلُّ قَالَ
 أَلَسَ قَدْ ذَكَرْتَ أَنَّكَ وَجَدَ فِي السَّمَوَاتِ
 آدَمَ وَإِدْرِيسَ وَمُوسَى وَعِيسَى
 وَإِبْرَاهِيمَ وَلَهُ يَثْبُتُ حَيْفَ
 مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ أَنَّكَ ذَكَرْتَ وَجَدَ آدَمَ
 فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيمَ فِي
 السَّمَاءِ السَّادِسَةِ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ
 قَالَهُ ابْنُ حَزْمٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ
 وَأَبَا حَبَّةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُولَانِ
 قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَخَّ
 مَرِئَةَ حَقِّ ظَهْرِي يَسْتَوِي أَسْمَعُ فِيهِ صَرِيحًا
 الْوَقْلَ وَمَا قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَأَنَّ
 النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَرَ حَضَرَ اللَّهُ
 عَلَى أُمَّتِي تَحْمِسِينَ صَلَوَاتٌ فَرَجَعْتُ بِذَلِكَ

ہم دنیا کے آسمان میں چڑھ گئے وہاں ایک صاحب
 بیٹھ تھے جن کے داہنے کچھ جماعتیں تھیں اور ان کے
 بائیں کچھ جماعتیں تھیں تو جب اپنے داہنے دیکھتے تو ہنستے
 تھے اور جب بائیں دیکھتے تو روتے تھے۔ انھوں نے کہا
 نبی صالح فرزند صالح خوب آئے۔ میں نے جبریل سے
 کہا کہ یہ کون ہیں انھوں نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہیں
 اور یہ جماعتیں جو ان کے دائیں بائیں ہیں وہ ان کی اولاد
 کی روحیں ہیں۔ داہنے والے ان میں سے جنتی ہیں اور
 وہ جماعتیں جو ان کے بائیں طرف ہیں وہ دوزخی لوگ
 ہیں۔ جب وہ اپنے داہنے دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور
 جب اپنے بائیں دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔ حتیٰ کہ مجھے
 دوسرے آسمان تک لے گئے پھر اس کے خزانچی سے
 کہا کھولو۔ ان سے خزانچی نے اس طرح کہا جو پہلے
 نے کہا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا کہ آپ نے آسمانوں میں
 حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ادریس، حضرت موسیٰ
 اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کو پایا پر یاد نہ رہا کہ ان
 کے مقامات کیسے تھے بجز اس کے کہ انھوں نے ذکر کیا
 کہ انھوں نے پہلے آسمان سے آدم علیہ السلام کو اور
 چھٹے آسمان پر ابراہیم علیہ السلام کو پایا۔ ابن شہاب نے
 کہا کہ مجھے ابن حزم نے خبر دی کہ حضرت ابن عباس
 رضی اللہ عنہما اور ابو حبیہ انصاری رضی اللہ عنہما کہتے
 تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے چڑھایا گیا
 حتیٰ کہ میں ایک میدان میں پہنچا جس میں قلموں کی چڑچڑاہٹ
 سنتا تھا اور ابن حزم اور انس رضی اللہ عنہما نے فرمایا
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اللہ نے میری
 امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ تو میں یہ لے کر واپس ہوا

حَتَّىٰ مَرَرْتُ عَلَىٰ مُوسَىٰ فَقَالَ مَا قَرَضَ
 اللَّهُ لَكَ عَلَىٰ أُمَّتِكَ قُلْتُ قَرَضَ
 خَمْسِينَ صَلَوةً قَالَ فَارْجِعْ إِلَىٰ
 رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ فَرَا جَعْتُ
 فَوَضَعْتُ شَطْرَهَا فَارْجَعْتُ إِلَىٰ مُوسَىٰ
 فَقُلْتُ وَضَعْتُ شَطْرَهَا فَقَالَ رَاجِعْ
 رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَالِكَ فَارْجَعْتُ
 فَرَا جَعْتُ فَوَضَعْتُ شَطْرَهَا فَارْجَعْتُ إِلَيْهِ
 فَقَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ
 لَا تُطِيقُ ذَالِكَ فَارْجَعْتُ فَقَالَ
 هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُونَ لَا يُبَدِّلُ
 الْقَوْلُ لَدَيَّ فَارْجَعْتُ إِلَىٰ مُوسَىٰ
 فَقَالَ رَاجِعْ رَبِّكَ فَقُلْتُ اسْتَحْيَيْتُ
 مِنْ رَبِّي ثُمَّ انْطَلَقَ بِي حَتَّىٰ انْتَهَىٰ
 بِي إِلَىٰ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ وَغَشِيَتْهَا
 أَلْوَانٌ لَا أَدْرِي مَا هِيَ ثُمَّ ادْخَلْتُ
 الْجَنَّةَ فَإِذَا فِيهَا جَنَابُذُ الْكُلُوبِ
 وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ -

(متفق علیہ)

حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام پر گزرا تو انھوں نے کہا
 کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے آپ کی امت پر کیا
 فرض کیا۔ میں نے کہا پچاس نمازیں فرض کیں۔ انھوں
 نے کہا اپنے رب کی طرف لوٹ جائیے کیونکہ آپ کی
 امت یہ طاقت نہیں رکھتی۔ انھوں نے مجھے واپس
 کہہ دیا۔ رب نے ادھی نمازیں معاف فرمادیں۔ میں پھر
 حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا تو میں نے کہا کہ
 اس نے ادھی معاف فرمادیں۔ انھوں نے کہا آپ
 اپنے رب کی طرف واپس جائیے کیونکہ آپ کی امت
 اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ پھر میں واپس ہوا اس کی
 ادھی معاف فرمادیں۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کی
 طرف لوٹا انھوں نے کہا رب کی طرف لوٹ جائیے
 کیونکہ آپ کی امت یہ طاقت نہیں رکھتی۔ پھر میں واپس
 گیا تو رب نے فرمایا کہ نمازیں پانچ ہیں وہ حقیقت میں
 پچاس ہیں ہمارے ہاں فیصلہ میں تبدیلی نہیں کی جاتی
 پھر جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا انھوں نے کہنے
 رب کی طرف واپس لوٹے میں نے کہا میں اپنے رب سے
 شرم کرتا ہوں پھر مجھے لے گئے حتیٰ کہ میں سدرۃ المنتہیٰ
 تک پہنچا اور اس پر مختلف رنگ چھائے۔ میں نہیں
 جانتا کہ وہ کیا تھے پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو
 اس میں موتی کی عمارتیں تھیں اور اس کی مٹی مشک تھی
 (بخاری و مسلم)

۱۔ فرج، مجہول تخفیف اور تشدید دونوں طرح ہے۔ مقام اسراء کی تعیین کے بارے میں روایات مختلف ہیں
 بعض میں حطیم بعض میں حجر حبیب کہ حدیث اول میں آیا۔ بعض میں عند البیت بعض میں شعب ابی طالب اور بعض میں
 بیت ام ہانی یہ مشہور تر ہے۔ ان اقوال کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے فتح الباری میں فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 ام ہانی کے گھر تھے اسے آپ نے اپنا گھر قرار دیا کیونکہ رات دن لبر کی تھی اور وہ شعب ابی طالب میں ہی تھا وہاں
 سے فرشتہ کعبہ کے پاس سے آیا وہاں مسجد اقصیٰ کی طرف روانگی ہوئی۔

۱۲ فرج - یہاں یہ لفظ معروف اور مخفف ہی ہے۔

۱۳ اس کی شرح فصل اول میں گزر چکی لیکن ظاہر یہی ہے طشت سونے کی تختی اس کے بعد قلب نور کو علم و ایمان سے پر کیا گیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلے قلب اقدس کو آب زمزم سے دھویا گیا۔ اس کے بعد حکمت و ایمان سے پُر مہال لایا گیا اور آپ کے سینہ اقدس میں ڈال دیا گیا۔

۱۴ یہاں سواری براق اور مسجد اقصیٰ جانے کا ذکر نہیں۔ اسی وجہ سے بعض لوگوں نے کہا کہ معراج، اسراء کی رات نہیں ہوا بلکہ کسی دوسری رات میں ہوا۔ کیونکہ براق کی سواری اسراء میں ہے۔

۱۵ اسورہ، ہمزہ پر زبر، سین ساکن اور پیچھے زیر، سوار کی جمع، انسان کی ذات کو کہتے ہیں۔ فتح الباری میں ہے کہ چیز کے تشخص کو سوار کہا جاتا ہے۔

۱۶ یہ بطور متمثل تھے۔ نسیم نون ادر سین پر زبر بمعنی نفس، روح، بدن، بمعنی انسان بھی آتا ہے۔
۱۷ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین اولاد کی پریشانی میں پریشان ہوتے ہیں خواہ اولاد نیک ہو یا بد۔
۱۸ حدیث اول میں گزرا حضرت ابراہیم علیہ السلام تو یہ آسمان پر تھے یہ اقویٰ ثابت ہے۔ کیونکہ حدیث جماعت میں ہے کہ آپ نے انھیں دیکھا کہ وہ بیت المعمور کے ساتھ تیکہ لگا کر تشریف فرما ہیں۔ بالجملہ آسمانوں کی تعیین اور وہاں انبیاء سے ملاقات کے بارے میں روایات میں اختلاف ہے یہ یا تو روایات میں اشتباہ کی وجہ سے ہے یا ممکن ہے دونوں آسمانوں پر ملاقات ہوئی ہو

۱۹ ابن حزم، حاد و زام

۲۰ اباجہ، باد، حامشہ د، بعض نے نون لیکن باء مشہور ہے یہ صحابی ہیں۔

۲۱ جن کے ساتھ فرشتے احکام الہی اور تقاریر لکھتے ہیں اور لوح محفوظ سے منتقل کرتے ہیں۔ ان قلموں کی حقیقت یہ ہے کہ ایک نقوش اور حروف سامنے آتے ہیں۔

۲۲ فلاسفہ کے ایک گروہ نے اس کی ظاہر سے تاویل کی ہے لیکن طریقہ اسلام یہ ہے کہ اسے ظاہر پر ہی لکھتے ہوئے اس پر ایمان لایا جائے اور اس کی حقیقت علم الہی کے حوالے کر دی جائے واللہ اعلم۔

۲۳ صراح میں ہے رجوع واپس ہونا اور مراجعت واپس کرنا ہوتا ہے۔

۲۴ بعض نسخوں میں فراجت ہے اور یہی ظاہر ہے۔

۲۵ عمل پانچ مگر ثواب میں پچاس ہیں۔

۲۶ عدم تبدیل سے مراد پانچ کی فرصت اور اس حکم کا دائمی ہونا ہے۔ یا مراد یہ ہے کہ یہ پانچ، پچاس کے حکم میں ہیں اس دائمی قاعدہ کے تحت کہ ایک نیکی کا ثواب دس ملتا ہے۔

۲۷ یہ دونوں مجہول ہیں

۲۸ ان رنگوں کی حقیقت کیا ہے؟

۱۸ جنابذ، جنبذہ کی جمع ہے، جیم پر پیش، نون ساکن آخر میں ذال گول عمارت جیسے قبہ عام، باء پر فتحہ پڑھتے ہیں۔ ظاہر یہی ہے کہ یہ گنبد سے معرب ہے۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ میں نے جنت کی سیر کی وہاں نہر دیکھی جس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے قبے تھے۔

۱۹ مثل شک یا اس کی حقیقت شک تھی۔

۵۶۱۲ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا أُسْرِى بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَهَى بِهِ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ إِلَيْهَا يَنْتَهَى مَا يَعْرِضُ بِهِ مِنَ الْأَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا وَإِلَيْهَا يَنْتَهَى مَا يُهْبَطُ بِهِ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا قَالَ إِذْ لَغَشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى قَالَ فَرَأَشُ مَنْ ذَهَبَ قَالَ فَأَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَأُعْطِيَ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَعُفِّرَ لِمَنْ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ مِنْ أُمَّتِهِ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی تو آپ کو سدرۃ المنتہی پہنچے جایا گیا۔ یہ چھٹے آسمان میں ہے جو چیزیں زمین سے اوپر اٹھاتی جاتی ہیں وہ وہاں تک ہی پہنچتی ہیں پھر وہاں سے اٹھتی جاتی ہیں اور جو چیزیں اوپر سے اتاری جاتی ہیں وہ وہاں تک ہی پہنچتی ہیں پھر وہاں سے اٹھتی جاتی ہیں۔ فرمایا اچانک سدرہ پر چھا گئی جو چھا گئی فرمایا وہ سونے کے پتنگے تھے۔ پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں دی گئیں۔ آپ کو پانچ نمازیں دی گئیں، اور سورۃ بقرہ کی آخری آیات دی گئیں اور آپ کی امت میں سے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں ان کے گناہ بخشے گئے۔

۲۰ حدیث مالک بن صعصعہ میں گزرا کہ سدرہ ساتویں آسمان پر ہے۔ موافقت یوں بیان کی گئی ہے کہ اس کی جڑیں چھٹے آسمان میں اور شاخیں ساتویں پر ہیں۔

۲۱ اعمال و معلوم۔

۲۲ قدرت الہی سے ملائکہ اس سے اوپر نہیں جاسکتے۔

۲۳ اللہ تعالیٰ کے احکام و اوامر۔

۲۴ ملائکہ وہاں کھڑے ہوتے ہیں اور وہاں سے احکام حاصل کرتے ہیں۔ یہ جگہ علوم خلق اور عروج ملائکہ کی انتہا ہے۔ اسی وجہ سے اس کا نام سدرۃ المنتہی ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی بھی اس سے اوپر نہیں گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو وہاں تک تشریف لے گئے جہاں کوئی جا ہی نہیں سکتا۔ اشعار

اسری بجہ است من المسجد الحرام
کا بنجانہ حاست و نئے جنت و نئے نشان
اراشائے عالم جان پیرس ازین مقام

برداشت از طبیعت امکاں کہ آن
تا عرصہ وجوب کہ افقائے عالم ست
سرے ست بس شگرف و انجا بیج ناں

رواں نہ جگہ ہے نہ سمت نہ نشان اور نہ نام ، وہ راز ہے

اس مقام کے حوالے سے کسی آشنا عالم سے پوچھ

۱۷ حضور نے فرمایا یا ابن مسعود نے اپنے قول کی تائید میں

۱۸ ایسی چیز ہے جس کی حقیقت کو کوئی نہیں جان سکتا کہ وہ کون سی اور کیسی ہے۔ مقصود اس کی تعظیم و تکریم ہے۔ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی ”لا ادری“ کا مفہوم بھی یہی ہو نہ کہ حقیقتِ عدم علم و درایت ، دوسری حدیث میں ہے کہ اس کے ہر جگہ پر فرشتہ تھا جو تسبیح کہہ رہا تھا اور وہاں ذی روح سبز رنگ میں یعنی ارواحِ اتباع و اولیاء تھیں۔

۱۹ عالم ملکوتی سے نازل انوار کو فراش کے ساتھ تشبیہ دی۔ فراش۔ فاعل پر زبر پرولنے جو شمع کے ارد گرد ہوتے ہیں یہاں نورِ اقدس رب تعالیٰ کے ساتھ محبت شوق مستی اور سرگردانی کی طرف بھی اشارہ ہے۔ ایک روایت میں جبار مکرڑی کا ذکر ہے۔ یہ بھی بطور تشبیہ و تمثیل، کیونکہ یہ درختوں پر آتے اور بیٹھتے ہیں۔ زہب سے مراد صفائی و ضیاء ہے۔ حقیقت زہب بھی مراد ہو سکتا ہے اور قدرت ان چیزوں کو شامل ہے۔

۲۰ وہ تین چیزیں کون سی تھیں؟ المواہب میں ہے کہ ان سے مراد وہ علم، عمل اور انوار و فیوض و برکات کی عطیہ جو حد و گنتی سے ماوراء ہیں۔ لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان تین چیزوں کا تعلق شرف کرامت میں امت کے ساتھ ہے۔

۲۱ جن میں اس امت پر اللہ تعالیٰ کے کمال رحمت، اس کے لیے آسانیاں، عفو و مغفرت اور ان کے کفار پر درد و نصرت کا تذکرہ ہے۔

۲۲ اتمام، سختی سے ڈالتا یعنی اس امت کے عاصی لوگوں کو بہشت میں داخل کیا جائے گا۔

دوسری فصل

یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے

تیسری فصل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو خطیم میں دیکھا۔ قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے متعلق سوالات کر رہے تھے تو انھوں نے مجھ سے بیت المقدس کی ایسی چیزوں کے متعلق

الفصل الثانی

هَذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِي

الفصل الثالث

۵۶۱ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي الْحِجْرِ وَ قُرَيْشٍ يَسْأَلُونِي عَنْ مَسْرَأِي فَسَأَلْتُنِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ كَمَا أَتَتْهَا فَكُرِبْتُ كُرْبًا مَا كُرِبْتُ مِثْلَهُ فَرَفَعَهُ اللَّهُ

لِي أَنْظُرَ إِلَيْهِ مَا يَسْأَلُ نُوْحِي عَنْ شَيْءٍ
إِلَّا أَنْبَأْتُهُمْ وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ
مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ
يُصَلِّي فَإِذَا رَجُلٌ صَرَبٌ جَعْدٌ
كَانَتْ مِنْ رِجَالِ شَنْوَةَ وَإِذَا عِيسَى
قَائِمٌ يُصَلِّي أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا
عُرْوَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيُّ وَإِذَا إِبْرَاهِيمُ
قَائِمٌ يُصَلِّي أَشَبَهُ النَّاسِ بِهِ
صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ فَحَابَتِ الصَّلَاةُ
فَأَمَّتْهُمْ فَلَمَّا فَرَغَتْ مِنَ الصَّلَاةِ
قَالَ لِي قَائِلٌ يَا مُحَمَّدُ هَذَا مَا لَكَ
خَازِنُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ قَالَتْفَتُ
إِلَيْهِ فَبَدَأَنِي بِالسَّلَامِ
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

سوالات کیے جب مجھے یاد نہ رہی تھیں تو میں اتنا غمگین
ہوا جتنا کبھی نہ ہوا تھا تو اللہ نے میرے سامنے اسے
کر دیا۔ میں اسے دیکھ رہا تھا کسی چیز کے متعلق مجھ سے
نہ پوچھتے تھے مگر میں انھیں بتا دیتا تھا اور میں نے
اپنے کونبیوں کی جماعت میں دیکھا تو موسیٰ علیہ السلام
کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے وہ دریائے قدس
گھونگھریائے بال دالے ہیں۔ گویا وہ شَنْوۃ کے لوگوں
میں سے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے
تھے۔ ان سے قریباً ہم شکل عروۃ بن مسعود ثقفی ہیں اور
ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ سب
میں زیادہ ان کے مشابہ تھا۔ صاحب یعنی میں ہوں
پھر نماز کا وقت ہو گیا تو میں نے ان کی امامت کی پھر
جب نماز سے میں فارغ ہو گیا تو مجھ سے کسی کہنے والے
نے کہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آگ کے خزانچی
مالک ہیں۔ انھیں سلام کیجیے۔ میں نے ان کی طرف
توجہ کی تو انھوں نے مجھے سلام کرنے سے ابتداء کی۔

(مسلم)

۱۔ حجر، حاک کے چنچے زیر، جیم ساکن، کعبہ کے سامنے والی جگہ جس میں کعبہ کا پر تالہ ہے۔

۲۔ بیت المقدس کی علامات اور نشانیاں

۳۔ ان کے سوالات کے وقت بوجہ حقوق نہیان علیہ

۴۔ حجابات اٹھا دیئے اور میں نے اسے اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھا

۵۔ جودت کے دو معانی ہیں بعض اوقات بالوں کا گھنٹرا لانا ہونا۔ بعض اوقات جسم کے بارے میں بھی

آتا ہے۔

۶۔ شَنْوۃ قبیلہ کا نام ہے

۷۔ ایک صحابی کا نام ہے کتاب بدائع الخلق میں گزر چکا ہے کہ وہ سُرُخ، سفید اور نرم تھے۔ گویا ان کے

چہرے ابھی پانی ٹپک اٹھے گا۔

علیٰ علی ہر یہی ہے کہ بوجہ عدم توجہ۔ مثلاً اس کے کتنے دردناک ہیں

۱۷ اگر سوال یہ ہو کہ اس جہان میں نماز کی ادائیگی کا معنی کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی اور دنیاوی ہی ہوتی ہے۔ جب وہ زندہ ہی ہیں تو ممکن ہے مکلف بھی ہوں اور یہ بھی ذہن نشین رہنا چاہیے کہ وہاں نماز وغیرہ کا لزوم و وجوب نہیں رہتا۔ باقی وجود و ثبوت تو ہو سکتا ہے ۱۸ یہ امامت انبیاء عربیت المقدس میں تھی۔ اس کے بعد وہ آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ یا آسمانوں پر ان کی ارواح متمثل ہوئیں۔ مگر حضرت عیسیٰ اور حضرت ادریس علیہما السلام ان کے آسمانوں پر اجسام بھی تھے۔ ۱۹ میرے سلام کرنے سے پہلے اس نے سلام کہا بوجہ آپ کے غلبہ شوکت و رحمت نارا اور اس کے خازن پر ظاہر یہی ہے کہ یہ آسمانوں پر ہوا۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں بھی انبیاء کو جماعت کروائی ہو۔ لیکن سیاق حدیث یہی واضح کر رہا ہے کہ یہ بیت المقدس میں ہوا۔

۵۶۱۵ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَمَا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللَّهُ لِي بَيْتَ الْمُقَدَّسِ فَطَفِقْتُ أَخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب قریش نے مجھے جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بیت المقدس ظاہر فرمادیا تو میں انھیں وہاں کی خبر دینے لگا حالانکہ میں انھیں دیکھ رہا تھا۔ (مسلم، بخاری)

۱۷ واقعہ اسراء کے بارے میں انھوں نے بیت المقدس کی علامات پوچھیں۔ ۱۸ یہ بھی ممکن ہے کہ بیت المقدس کو اٹھا کر آپ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ جیسا کہ حدیث ابن عباس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیت المقدس کو اٹھا کر دارِ عقیل کے پاس رکھ دیا گیا یہ معجزہ کے اعتبار سے اغلب ہے جیسا کہ بلقیس کا تخت آنکھ جھپکنے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آگیا تھا۔ ۱۹ یہاں کوئی ایسی روایت نہیں آئی جس میں رویت باری کا تذکرہ ہو۔ صحابہ اور تابعین کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہے۔ مختار قول یہی ہے کہ دیدار باری تعالیٰ حاصل ہوا۔ بعض نے کہا دل کے سامعہ۔ لیکن دل کا جاننا اور بے اور دیکھنا اور ہے۔ اس پر تحقیقی بیان کتاب الجنۃ کے باب رویت اللہ میں گزر چکا ہے۔

بَابُ فِي الْمُعْجَزَاتِ

۳۶۱ معجزات کا بیان

معجزہ، اعجاز سے مشتق ہے بمعنی عاجز کر دینا۔ یہ اس امر کو کہتے ہیں جو دعویٰ نبوت کے بعد خلاف عادت واقع ہو۔ ایسی چیز اگر اعلان نبوت سے پہلے ہو تو اسے ارباب صحت کہا جاتا ہے۔ مٹی اور پتھر کے ساتھ بنیاد کو مضبوط کرنے کو کہتے ہیں۔ اس سے بھی عمارت نبوت کو مستحکم کیا جاتا ہے۔

خلاف عادت امور کی چار اقسام ہیں اگر ان کا صدور کفار و فاسق سے ہو تو استدراج، اگر مسلمانوں سے صدور ہو تو معونت، اگر اولیاء سے ہو تو کرامت، دعویٰ نبوت کی قید سے یہ تمام خارج ہو گئے سو خلاف عادت نہیں بلکہ اس کا ظہور اسباب کی بناء پر ہوتا ہے اور جو بھی چیز اسباب غایبہ کی بناء پر ظاہر ہو وہ خلاف عادت نہیں ہوتی جیسا کہ ادویہ سے شفا، جس نے بھی اسے خلاف عادت کہا اس نے ظاہر کا اعتبار کیا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

۵۶۱۶ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ
الْصِّدِّيقَ قَالَ نَظَرْتُ إِلَى أقدامِ الْمُشْرِكِينَ
عَلَى أَرْضِ دُوسَنَا وَنَحْنُ فِي الْغَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ
اللَّهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ إِلَى قَدَمِهِ
أَبْصَرَنَا فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا ظَنَنْتُ
بِإِثْنَيْنِ أَنَّ اللَّهَ ثَالِثُهُمَا
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ جناب ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے
سروں کے اوپر مشرکین کے قدم دیکھے۔ جب کہ ہم
غار میں تھے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اگر ان میں سے ایک اپنے قدموں کی طرف
دیکھے تو ہم کو دیکھ لے۔ فرمایا اے ابوبکر! تمہارا
دو کے متعلق کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔
(بخاری و مسلم)

۱۔ ہجرت کا واقعہ اور غار میں پہنچنے اور وہاں کفار کے پہنچنے کا بیان کرتے ہوئے۔
۲۔ اس غار کی صورت یہ تھی کہ اگر کوئی شخص اس کے دروازے پر اس طرح کھڑا ہو کہ اس کی نظر اندرون
غار کی طرف ہو تو اس کی نظر اپنے پاؤں پر ہوگی اور جس کی نظر وہاں پاؤں پر ہو وہ دیکھ لے گا کہ اندرون غار کیلئے

سے یعنی اللہ تعالیٰ جن کی مدد فرماتا ہو۔ اس واقعہ میں معجزہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس غار میں تلاش و اور اس میں دیکھنے اور جھانکنے سے کفار کا رخ ہی موڑ دیا۔ حالانکہ انھیں اس بات کا یقین تھا کہ حضور

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس میں ہیں۔

۵۶۱۷ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لِرَأْسِي بَكْرٍ حَدَّثَنِي كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِينَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتَّى قَامَ قَائِمُ الظُّهَيْرِ وَخَلَا الطَّرِيقُ لَا يَسُرُّ فِيهِ أَحَدٌ قَرَوْنَتْ لَنَا صَخْرَةً طَوِيلَةً لَهَا ظِلٌّ لَمَّا تَابَ عَلَيْهَا الشَّمْسُ فَزَلْنَا حَيْثُهَا وَسَوَّيْتُ لِيَدِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانًا بِيَدِي نَامَ عَلَيْهِ وَبَسَطْتُ عَلَيْهِ قَرَوْنَةً قُلْتُ نَحْ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَأَنَا أَنْفُضُ مَا حَوْلَكَ فَنَامَ وَخَرَجْتُ أَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ وَإِذَا أَنَا بِرَأْسِ مُقْبِلٍ قُلْتُ إِنِّي خَتَمْتُ لَبَنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ افْتَحَلْبُ قَالَ نَعَمْ فَأَخَذَ شَاةً فَحَلَبَ فِي قَعْبٍ كَثْبَةٍ مِّنْ لَبَنٍ وَمَعِيَ إِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِيَنِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ قَوْيَ فِيهَا يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّأُ فَآتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرِهْتُ أَنْ أُدِخِلَهُ فَوَافَقْتُهُ حَتَّى اسْتَيْقَظَ فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ اسْقَلَهُ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَشَرِبَ حَتَّى رَهَيْتُ ثُمَّ قَالَ أَلَمْ يَأْتِ لِلرَّحِيلِ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَارْتَحَلْنَا

حضرت براء بن عازب سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انھوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ابوبکر! تم مجھے بتاؤ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے تھے تو تم نے کیا کیا تھا۔ فرمایا ہم ساری رات چلتے رہے اور اگلی رات بھی حتیٰ کہ دوپہری کا ٹھہرنے والا ٹھہر گیا اور راستہ خالی ہو گیا کہ اس میں کوئی نہیں گزرتا تھا تو ہم کو ایک لمبا پتھر ظاہر ہوا جس کا سایہ تھا اس پر دھوپ نہیں آتی تھی۔ ہم اس کے پاس اتر گئے تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک جگہ اپنے ہاتھ سے ہموار کر دی جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوئیں اور اس پر پوسٹین بچھا دی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو جائیے میں آپ کے ارد گرد پہرہ دوں گا۔ چنانچہ آپ سو گئے اور میں آپ کے ارد گرد پہرہ دینے لگا تو میں نے ایک چرواہا سامنے سے آتا دیکھا۔ میں نے کہا کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے؟ وہ بولا ہاں۔ میں نے کہا کیا دودھ دے گا؟ بولا ہاں تو اس نے ایک بکری پکڑی۔ ایک پیالہ میں تھوڑا سا دودھ دوں گا۔ میرے ساتھ برتن تھا جو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لایا تھا جس میں آپ سیراب ہوتے تھے پیتے تھے اور منور کرتے تھے تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا میں نے آپ کو جگنا پسند نہیں کیا تو میں نے انتظار کیا حتیٰ کہ آپ بیدار ہو گئے پھر میں نے دودھ پر پانی ڈالا حتیٰ کہ اس کا تلو بھی ٹھنڈا ہو گیا میں نے عرض کیا

بَعْدَ مَا لَتِ الشَّمْسُ وَاتَّبَعَتْ
سُرَاقَةُ ابْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ أُتَيْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ
مَعَنَا قَدْ عَا عَلِيَّهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْتَطَمْتُ بِهِ فَدَسَّهُ
إِلَى بَطْنِهَا فِي جَدِيدٍ مِنَ الْأَرْضِ فَقَالَ
إِنِّي أَرَاكُمْ دَعَوْتُمْ عَلِيَّ فَأَذْهَبُوا إِلَيَّ
فَاللَّهُ لَكُمْ أَنِّي أَرُدُّكُمْ إِلَى الْقَلْبِ
قَدْ عَا لَه النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَتَجَا فَجَعَلَ لَا يُلْقَى أَحَدًا
إِلَّا قَالَ كُفَيْتُمْ مَا هَهُنَا فَلَا يُلْقَى
أَحَدًا إِلَّا رَدَّاهُ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ جس دن آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تھی۔

۲۔ یہاں قیام کا معنی توقف، ظہیر کا معنی نیم روز، قائم ظہیر آفتاب سے مراد اس کا نیم روز میں اس طرح کھڑا ہونا ہے کہ وہ حرکت نہیں کرتا۔

۳۔ میں ہر طرف نگاہ رکھتا ہوں، نگہبانی اور پاسبانی کا کام کرتا ہوں، ہر جانب کی خبر رکھوں گا۔ نفق، قلم و مناد، ہر طرف نظر کرنا اور جو کچھ اس میں ہو اسے نگاہ میں رکھنا۔ نفق، تین حروف پر فتح اس جماعت کو کہلاتا ہے جسے ہاسوسی کے لیے روانہ کیا گیا ہو۔

۴۔ قعب، قاف پر زبر، مین ساکن، پیالہ جس سے آدمی سیر ہو جائے۔ کبشہ، کافی پر پیشہ، ماد ساکن دودھ دھونا۔

۵۔ میں بھی سو گیا۔ واقفہ، قاف فاء پر مقدم بھی پڑھا گیا ہے۔ میں نے صبر کیا ہے۔ توقف کرتے ہوئے آپ کو بیدار نہ کر سکا۔

۶۔ میں نے پانی زیادہ ڈالا تاکہ دودھ ٹھنڈا ہو جائے۔ اہل عرب کی عادت ہے کہ وہ دودھ میں ٹھنڈا پانی ملا کر پیتے ہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ دودھ کی حرارت کو دور کر دیتا ہے۔

۷۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ محب کی خوشی اور خوش دلی محبوب کے آرام و آسائش میں ہوتی ہے۔ یہاں اشکال ہوتا ہے کہ مالک کی اجازت کے بغیر دودھ کیوں حاصل کیا؟ جواب یہ ہے کہ یہ بکریاں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے

دوست کی یقین اور انہوں نے ان کی رضا پر اعتماد کیا۔ اہل مکہ کی یہ بھی عادت و معمول تھا کہ انہوں نے اپنے چرواہوں کو یہ اجازت دے رکھی تھی کہ اگر کوئی بھوکا پیاسا ہو تو اسے دودھ دے دیا کریں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابوبکر نے وہ دودھ خریدا ہو۔

۱۱۱ بوقت زوال

۱۱۱ اہل مکہ نے اسے اور ایک جماعت کو ہمارے لیے مقرر کیا کہ وہ حضور کو پکڑ لائیں تو انھیں سواونٹ انعام دیا جائے گا۔ یہی سراقہ فتح مکہ کے بعد ایمان لائے۔

۱۱۱ بعض اہل معرفت نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قول کے درمیان فرق ہے انہوں نے کہا تھا اِنَّ مَعِيَ رَقِيٍّ سَيَرُّهُ دِيْنُ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے کرم پر ہوئی اور اس کے بعد اپنی ذات کا ذکر کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظر پہلے اپنی ذات پر پھر اللہ تعالیٰ کی طرف تو پہلی صورت پس اول کا شہود اتم و اکمل ہے اور یہ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا اِلَّا رَأَيْتُ اللّٰهَ قَبْلَهُ میں نے کسی شے کو نہیں دیکھا کہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور دوسری صورت مَا رَأَيْتُ شَيْئًا اِلَّا رَأَيْتُ اللّٰهَ مَعَهُ اَوْ بَعْدَهُ میں نے کسی شے کو نہیں دیکھا مگر اس کے ساتھ یا اس کے بعد اللہ تعالیٰ کو دیکھا کے مطابق ہے۔ پہلی حالت اہل جذب و مشاہدہ کی ہے جبکہ دوسری اہل استدلال و برہان کی ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ”معنا“ فرمایا تاکہ امت کے فقراء کو بھی حصہ نصیب ہو۔ جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ”معی“ کہا جو حرف ان کی اپنی ذات کے ساتھ ہی مخصوص تھا۔ ایسے ہی ادنیٰ (مجھے دیکھا) اور اَرَادْنَا حَقَائِقَ الْاَشْيَاءِ (ہمیں اشیاء کے حقائق کا مشاہدہ عطا فرما) میں بھی فرق ہے۔

۱۱۱ جلد، جیم و لام دونوں پر زبر، سخت زمین۔

۱۱۱ ایک روایت میں تین مرتبہ کا ذکر ہے۔

۱۱۱ میں نے انھیں تلاش کیا نہیں پائے اور تم یہاں ان کی تلاش نہ کرو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن سلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر سنی حالانکہ وہ ایک زمین میں کام کر رہے تھے تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ میں آپ سے تین ایسی چیزیں پوچھتا ہوں جنہیں نبی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کی پہلی علامت کیا ہے اور جنتیوں کا پہلا کھانا کیا ہے اور بچے کو کون سی چیز اس کے باپ یا اس کی ماں کی طرف کھینچتی ہے

۱۱۱ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنَ سَلَامٍ يَمْقَدِمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي أَرْضٍ يَخْتَرِفُ قَاتِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَوْ يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَجِيٌّ قَمَا أَوَّلُ أَشْدَّاطِ السَّاعَةِ وَمَا أَوَّلُ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَا يَنْزِعُ الْوَلَدَ إِلَى أَبِيهِ أَوْ إِلَى أُمِّهِ

قَالَ أَخْبَرَنِي بِهِنَّ جَبْرِئِيلُ إِنَّهَا أَمَّا
 أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ
 النَّاسُ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ وَأَمَّا
 أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَرِيزَاةٌ
 كَبِدِ حَوْتٍ وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ السَّجْلِ
 مَاءَ الْمَدَائِدِ نَزَعَ الْوَلَدُ وَإِذَا سَبَقَ
 مَاءُ الْمَدَائِدِ نَزَعَتْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ
 يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ يُهْتَمُّ
 وَانْتَهَهُ أَنْ يَعْلَمُوا بِإِسْلَامِي مِنْ
 قَبْلِ أَنْ تَسْأَلَهُمْ يَبْهَتُوا نَبِيَّ
 فَجَاءَتْ يَهُودُ فَقَالَ آتَى رَجُلٍ
 عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ سَلَامٍ فَيَكْفُ قَالُوا إِنَّهُ
 خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَسَيِّدُنَا وَابْنُ
 سَيِّدِنَا فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْأَلَ
 عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ سَلَامٍ قَالُوا آعَاذُهُ
 اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ
 فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ فَقَالُوا سَرْنَا
 وَابْنُ شَرِّنَا قَانْتَقِصُوهُ قَالَ هَذَا
 الَّذِي كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُولَ اللَّهِ -
 (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

راوی نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھی
 مجھے ان کی خبر جبرئیل نے دی۔ قیامت کی پہلی نشانی
 وہ آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب تک پہنچا دے
 گی اور پہلا وہ کھانا جسے جنتی لوگ کھائیں گے وہ پھلی کی
 کلیجی کا کنارا رہے اور جب مرد کی منی عورت کی منی
 پر غالب ہو جائے تو مرد بچہ کو کیمنج لیتا ہے اور جب
 عورت کا پانی غالب ہو جائے تو وہ کیمنج لیتی ہے
 عبد اللہ رضی اللہ عنہ بولے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ
 اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے
 رسول ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہودی بتان
 لگانے والی قوم ہے اگر آپ کی پوجہ گچھ سے پہلے
 وہ میرے اسلام کو جان لیں تو مجھے بہتان لگا دیں
 گے چنانچہ یہود آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ تم میں عبد اللہ کیسے شخص ہیں وہ بولے کہ ہم میں
 بہترین ہیں اور ہمارے بہترین کے بیٹے ہیں۔ ہمارے
 سردار اور سردار کے بیٹے ہیں۔ فرمایا بتاؤ تو اگر عبد اللہ
 بن سلام مسلمان ہو جائیں تو لے انھیں اللہ اس سے
 پناہ دے تو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نکلے بولے میں گواہی
 دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو یہود بولے
 کہ وہ ہمارے بدترین ہیں اور ہمارے بدترین کے بیٹے
 ہیں ان کی بہت برائی کی۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ بولے
 یا رسول اللہ یہ ہی وہ چیز ہے جس سے میں ڈرتا تھا
 (بخاری)

۱۔ یہ یہود کے عظیم اور نامور عالم ہیں۔

۲۔ اپنے باغ میں درختوں سے پھل چن رہے تھے۔ اس سے معقود بیان واقع ہے یا ان کا حضور کے
 پاس جہدی آنے میں مبالغہ ہے کہ باوجود تنگی فرصت کے وہ آپ کے پاس آتے انھوں نے تورات میں آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات پڑھی تھیں اور وہ ظہور نبوت کے منتظر تھے۔ اسی وجہ سے وہ پہلے دن ہی ایمان لے آئے۔ شعر

مدتے بود کہ مشتاقی لقایت بودم لاجرم روئے ترا دیدم و از جا رفتم

(مدت سے تیری ملاقات کا اشتیاق تھا جب تیرا چہرہ دیکھا تو میں زمین پر نہ رہا)

۱۲ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور نبوت پر بطور علامت

۱۳ لکھ اولاد کبھی باپ کے اور کبھی ماں کے مشابہ ہوتی ہے اس کا سبب کیا ہے؟

۱۴ اس سے لے متوجہ کرنا تھا کہ گوش ہوش سے سنو اس لیے وحی اور نزول جبریل کا ذکر فرمایا۔

۱۵ مچھلی کا یہ حصہ گوشت نہایت ہی لذیذ ہوتا ہے۔ اس کا بیان باب صفة الجنة والنار میں گزر چکا ہے

۱۶ یعنی والد کا نطفہ رحم میں پہلے چلا جائے تو بیٹا اس کی مانند ہوتا ہے۔

۱۷ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاد کی مشابہت مرد و عورت کی منی کی سبقت کی بناء پر ہوتی

ہے۔ کتاب الطہارت کے باب الغسل کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ منی کے غلبہ کے سبب یا سبقت

کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے تو سبقت کو دو معانی پر مشتمل و منتقض قرار دیا جاسکتا ہے۔

۱۸ بھٹ، کسی پر بہتان باندھنا بہت۔ بارہا دونوں مفہوم یا ماہر ساکن بھوت کی جمع۔ بروزنِ فحول

مبالغہ کے لیے ہے۔

۱۹ حضرت عبداللہ ان سے مخفی تھے

۲۰ حضرت عبداللہ اولاد حضرت یوسف علیہ السلام میں سے تھے۔

۲۱ تو تم بھی مسلمان ہو جاؤ گے؟

۲۲ یعنی اسلام لانے سے۔

۲۳ ان کے اس بہتان سے میں ڈر رہا تھا۔

۲۴ وَعَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَأْنٌ رَحِيْنٌ بَلَّغْنَا إِبْرَاهِيمَ

أَيُّ شَيْئَانِ وَقَدْ سَعِدُ بْنُ عَبَّادَةَ

فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ

لَوْ أَمَرْتَنَا أَنْ نَحْبِسَهَا الْبَحْرَ لَوْ

نَحَضْنَاهَا وَكَوْا أَمْرَتَنَا أَنْ نَضْرِبَ

الْكِبَادَةَ إِلَى بَرْكِ الْغَمَادِ لَفَعَلْنَا

قَالَ فَتَدَبَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

انھیں سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے مشورہ اس وقت کیا جب ہم کو ابوسفیان

کی آمد کی خبر پہنچی اور سعد ابن عبادہ کھڑے ہوئے

بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس ذات کی

قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر آپ ہم کو

حکم دیں کہ ہم گھوڑے سمندر میں ڈالیں تو ہم ضرور ڈال

دیں اور اگر آپ ہم کو حکم دیں کہ ہم ان کے سینے پر

غماؤں کی ماریں تو ہم ایسا ضرور کریں۔ راوی نے فرمایا

وَسَلَّمَ فَأَنْطَلَقُوا حَتَّى نَزَلُوا بَدْرًا فَسَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا
مَصْرَعٌ فَلَانٍ وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ
هَهُنًا وَهَهُنًا قَالَ فَمَا مَاطَ أَحَدُهُمْ
عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جہاد
کے لیے بلایا تو لوگ چلے حتیٰ کہ بدر میں اترے۔ پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ فلاں کافر کی
قتل گاہ ہے اور اپنا ہاتھ زمین پر ادھر ادھر رکھتے تھے
راوی نے کہا کہ ان میں سے کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہاتھ کی جگہ سے نہ ہٹا۔ (مسلم)

۱۷ شام سے مکہ کی طرف ابوسفیان کا قافلہ آیا یہ غزوہ بدر کے مقدمہ کا تذکرہ ہے کہ ابوسفیان اموی تجارت
کے لیے شام گیا اور بہت سا سامان لایا اس کے ساتھ چالیس سوار بھی تھے جب مسلمانوں کو اس کی خبر ملی تو انھوں
نے اس قافلہ کو روکنے کا ارادہ کیا۔ جب یہ خبر مکہ پہنچی تو ابو جہل بالائے کعبہ پر آیا اور لوگوں کو جمع کیا نکلنے
کے لیے حالانکہ قافلہ والے ساحل کا راستہ اختیار کر کے نکل چکے تھے لوگوں نے اسے بتایا مگر وہ نہ مانا۔ اس نے
کہا ہم ہر صورت مسلمانوں کے ساتھ جنگ کریں گے۔ پھر وہی کچھ ہوا جو کتب میں مسطور ہے۔ اس حدیث سے
مقدمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک معجزہ کا بیان ہے کہ آپ نے مشرکین کے قتل کی جو خبر دی اور جو
جو جگہ ان کے قتل کی مقدار کی اسی کے مطابق ہوا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ لیا۔
۱۸ یہ انصار کے بڑے راہنما اور ان کے نقباء میں سے تھے۔

۱۹ یعنی زمین کیا چیز ہے؟ آپ حکم دیں تو ہم دریا میں کود جائیں گے۔ نخوض، پانی میں داخل ہونا
افاضہ اس میں کود جانا۔

۲۰ برک الغاد، باء کے نیچے زیر یا زبر، راء و سکن، غاد، غین کے نیچے زیر یا اس پر پیش، بعض نے
زبر بھی پڑھی ہے۔ یہ یمن کے شہروں میں سے ایک شہر ہے یا ہجر کا آخری یا معمورہ کا آخری قریب ہے۔ ہم
گھوڑوں کی جگہ ماریں گے سے مراد ان کی تیز رفتاری ہے، کیونکہ ان کے دوڑتے وقت سواران کے
مقام جگہ پر پاؤں مارتے ہیں۔

۲۱ بدر مکہ اور مدینہ کے درمیان مشہور جگہ ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ پر کتاب الجہاد میں گفتگو ہو
چکی ہے۔

۲۲ وحی آسمانی اور غیب کی خبروں پر مطلع ہونے کی وجہ سے۔

۲۳ ان میں سے ہر بد بخت کا نام لے لے کر فرمایا

۲۴ مَیْطُ، دُور ہونا اور دُور کرنا

۵۶۲۰ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِي قُبْلَةٍ يَوْمَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ آپ

بَدَرَ اللَّهُمَّ أَنْشُدَكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ
 اللَّهُمَّ إِنْ تَشَاءُ لَا تُعْبِدُ بَعْدَ الْيَوْمِ
 فَآخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ حَسْبُكَ
 يَا رَسُولَ اللَّهِ الْحَمْدُ عَلَى رَبِّكَ فَخَرَجَ
 وَهُوَ يَثْبُتُ فِي الدَّرْعِ وَهُوَ يَقُولُ
 سَيَهْزِمُ الْجَمْعُ وَيَكُونُ الدُّبُرُ -
 (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

بدر کے دن ایک قبہ میں تھے۔ اٹھنی میں تجھ سے
 تیرا عہد و وعدہ مانگتا ہوں یعنی اگر تو چاہے تو آج
 کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے تب جناب ابو بکر
 رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا۔ عرض کیا یا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اپنے رب پر زاری
 کافی کر لی تو آپ اس طرح نکلے کہ آپ درہ میں چل
 رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ یہ مجمع کفار بھگا دیا
 جائے گا پیٹھیں پھیر دی جائیں گی۔ (بخاری)

۱۵ جو تم نے دشمن پر فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا تھا۔ انشد ہمزہ پر زبر، شین پر پیش نشدہ و نشدان
 بالکسر۔ گم شدہ کو دھونڈھنا، انشاد، گم شدہ کی تعریف کرنا، گویا وہ دل سے گم ہو گیا تھا اور اسے یاد کیا
 آپ نے یہ بھی عرض کیا۔

۱۶ روئے زمین پر کوئی آدمی تیری پرستش نہیں کرے گا یعنی اگر مسلمانوں کی اس جماعت کو تو ہلاک
 فرمادے گا تو کون دوسرا تیری پرستش کرے گا۔ یہ بات صریح الفاظ میں بھی روایت میں ہے یہ بھی روایت میں ہے
 کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر مناجات و زاری کی کہ آپ کی چادر پیچھے گر پڑی۔
 ۱۷ یہ کافی ہے جو آپ نے عرض کر دیا ہے۔

۱۸ کہ آپ نے دعائیں اس لیے خوب آہ و زاری فرمائی تاکہ مسلمانوں میں جبرأت و ثبات قدمی پیدا ہو
 کیونکہ وہ جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے مواقع پر دعا مقبول ہوتی ہے۔ خصوصاً جب آپ
 دعائیں تضرع سے کام لیں۔

۱۹ غایت فرح و خوشی کی وجہ سے

۲۰ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اللہ تعالیٰ سے وعدہ میں امید و بیم کی کیفیت میں تھے۔ جب
 حضرت ابو بکر نے جانب رجاء کے یقین و طمانیت کے راجح ہونے کا اظہار کیا تو غنچہ دل نسیم امید سے کھل اٹھا
 اور شریف لاکر یہ خبر دی کہ مشرکین کو شکست اور اہل ایمان کی مدد کی جائے گی یہ بطریق معجزہ ہے کہ آپ کو
 اللہ تعالیٰ نے غیبی خبر کے ذریعہ مطلع فرمادیا تھا۔ شارحین نے فرمایا کوئی گمان نہ کرے بلکہ گمان کی جگہ بھی نہیں
 کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ پر اعتماد و توکل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا۔ حاشا وکلاً ایسی بات
 ہرگز نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس موقع پر اس قدر تضرع و الحاج کی وجہ اپنے صحابہ کے دلوں کی تقویت
 اور ان پر شفقت تھی کیونکہ جہاد فی سبیل اللہ میں یہ اولین معرکہ تھا۔ لہذا آپ نے ان کے نفوس کی تسکین اور
 ان کے دلوں کی تقویت کے لیے خوب تضرع سے کام لیا۔ جب حضرت ابو بکر نے یقین و طمانیت کا اظہار کر دیا

تو آپ کو یہ دل جمعی حاصل ہو گئی کہ صحابہ کی پریشانی دور ہو گئی ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حال اللہ تعالیٰ کی صفات غنا پر وسیع و کامل نظر کی وجہ سے اکمل و اتم ہے اور آپ کی نظر بارگاہِ خداوندی کی سطوت و جلال پر تھی اور حضرت ابو بکر کی نظر ظاہر وعدہ اور اس کے صدق پر تھی۔ یہ اور تحقیق ہے جسے ہم نے تسلیۃ المصاب میں بعض تحقیق کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ شرح میں بھی ان سے کچھ چیزیں مذکور ہیں۔

۵۶۲۱ وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ هَذَا جَبْرِئِيلُ أَخَذَ بِرَأْسِ فَرَسِهِ عَلَيْهِ آدَاءُ الْحَرْبِ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

انہیں سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا یہ جبریل علیہ السلام ہیں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہیں ان پر جنگ کے ہتھیار ہیں۔ (بخاری)

۱۷ جنگ کی تیاری کے لیے

۱۷ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ نے بدر کے دن حضرت جبریل امین کو اپنے ہمراہ جنگ میں شریک دیکھا۔

۵۶۲۲ وَعَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَئِذٍ لَيْشْتَدُ فِي أَثَرِ رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ أَمَامَهُ إِذَا سَمِعَ صَرْبَةً بِالسَّوْطِ فَوْقَهُ وَصَوْتِ الْفَارِسِ يَقُولُ أَقْدِمُ حَيْرُومٍ إِذْ نَظَرَ إِلَى الْمُشْرِكِ أَمَامَهُ خَرَّ مُسْتَلْقًا فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ أَنْفُهُ وَشُقَّ وَجْهُهُ كَصَرْبَةِ السَّوْطِ فَأَخْضَرَ ذَلِكَ أَجْمَعُ فَجَاءَ الْأَنْصَارِيُّ فَحَدَّثَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَدَقْتُ ذَلِكَ مِنْ مَدَدِ السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَقَتَلُوا يَوْمَئِذٍ سَبْعِينَ وَاسْرُوا سَبْعِينَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

انہیں سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اس درمیان کہ ایک مسلمان آدمی اس دن ایک مشرک آدمی کے پیچھے دوڑ رہا تھا جو اس سے آگے تھا کہ ناگاہ اس نے اس کافر کے اوپر گھوڑے کی مار اور سوار کی آواز سنی جو کہ رہا تھا اے حیروم آگے بڑھ کہ اس نے سامنے اس مشرک کو دیکھا جو مار پڑا تھا اس نے اس مشرک میں غور کیا تو اس کی ناک پر نشان لگ گیا تھا اور اس کا چہرہ چر گیا تھا گھوڑے کی مار کی طرح وہ سارا لاسارا سبز ہو گیا تھا پھر انصاری آیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا یہ تیسرے آسمان کی مد میں سے ہے۔ چنانچہ اس دن غازیوں نے ستر کافروں کو قتل کیا ستر کو قید کیا۔ (مسلم)

۱۷ اقدام، جنگ میں آگے بڑھنا اور بہادری کا اظہار کرنا۔ یا اے حیروم آگے بڑھ۔ اول معنی میں

اقدام، ہمزہ پر زبر، قاف ساکن، وال کے پہنچے زیر، دوسرے معنی کی صورت میں ہمزہ اور وال دونوں پر پیش

جیزوم، خامہ پر زبر، یاس کن، ذاء پر پیش، جبریل امین کے گھوڑے کا نام ہے (القاموس) بعض نے کہا کہ یہ کسی ایک فرشتہ کے گھوڑے کا نام ہے۔

۱۔ خطام، خامہ کے نیچے زبر، گھوڑے کی ناک پر نشان، تحقیق سے ثابت ہے کہ بد کے دن ولید بن مغیرہ کی ناک پر زخم لگا اور وہ اس پر قائم رہا۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کا یہی مفہوم ہے سَنَسِبَهُ عَلَى الْخُرْطُومِ

۲۔ جیسا کہ ضرب کا اثر سبز و سیاہ باقی رہتا ہے۔

۳۔ وہ مرد مسلم جس نے مشرک کو اس حال میں دیکھا۔

۴۔ مشرک پر کوڑا برسنے کی آواز اور اس پر زمین پر گرنا وغیرہ

۵۶۲۲ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ رَأَيْتُ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ شِمَالِهِ يَوْمَ مَرِّ أَحَدٍ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بَيْضُ يُقَاتِلَانِ كَاشَةً الْقِتَالِ مَا دَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ يَعْنِي جَبْرِئِيلَ وَمِيكَائِيلَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے بائیں اُحد کے دن دو شخصوں کو دیکھا جن پر سفید کپڑے تھے جو سخت جنگ کر رہے تھے میں نے ان دونوں کو نہ تو پہلے دیکھا تھا نہ بعد میں دیکھا یعنی جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام (مسلم بخاری)

۱۔ وہ جبریل و میکائیل تھے۔ دو مردوں کی حضرت سعد کے یہ تفسیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے

سماع اور خبر کی بناء پر ہی ہو سکتی ہے۔

۵۶۲۳ وَعَنِ الْبَنَاءِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا إِلَى أَبِي رَافِعٍ فَدَعَا عَلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ عَتِيكَ بَيْتَهُ لَيْلًا وَهُوَ نَائِمٌ فَقَتَلَهُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَتِيكَ فَوَضَعْتُ السَّيْفَ فِي بَطْنِهِ حَتَّى أَخَذَ فِي ظَهْرِهِ فَعَرَفْتُ أَنِّي قَتَلْتُهُ فَجَعَلْتُ أَفْتَحُ الْأَبْوَابَ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى دَرَجَةٍ فَوَضَعْتُ رَجُلِي فَوَقَعْتُ فِي لَيْلَةٍ مُقَمَّرَةٍ فَانْكَسَرَتْ سَاقِي فَعَصَبْتُهُمَا بِعِصَامَةٍ فَأَنْطَلَقْتُ إِلَى

حضرت بنو امیہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع کی طرف ایک جماعت بھیجی تو اس پر عبد اللہ بن عتیک رات میں اس کے گھر گھس گئے وہ سو رہا تھا آپ نے اسے قتل کر دیا عبد اللہ ابن عتیک کہتے ہیں کہ میں نے اس کے پیٹ میں تلوار رکھی حتیٰ کہ وہ اس کی پیٹھ میں گزر گئی میں سمجھ گیا کہ میں نے اسے قتل کر دیا مچھ میں دروازے کھولنے لگا حتیٰ کہ میں آخری سیڑھی تک پہنچ گیا میں نے اپنا پاؤں رکھا تو میں چاندنی رات میں گر گیا۔ میری پنڈلی ٹوٹ گئی میں نے گڑھی سے اس کی پیٹی باندھ دی۔ پھر میں اپنے

اصْحَابِيْ فَا تُتَهَيَّئْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ
الْبُسْطُ رِجْلُكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِيْ فَمَسَحَهَا
فَكَانَ لَهَا اَشْتُكُهَا قَطُّ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ساتھیوں کی طرف چلا۔ پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
تک پہنچا تو میں نے آپ کو خبر دی تو فرمایا اپنا پاؤں
بھیلاؤ۔ میں نے اپنا پاؤں بھیلایا۔ آپ نے اس پر
لامتھ پھیرا تو گویا میں نے کبھی اس کی شکایت نہ کی تھی
(بخاری)

۱۔ ابورافع یہودی ہے اس کی کنیت ابو الحقیق حارہ پر پیش ، پہلے قاف پر زبر، یا و ساکن۔ یہ حضور
کے بدترین دشمنوں میں سے تھا، بد عہدی کرتا، فتنہ برپا کرتا اور اپنے قلعہ میں داخل ہو جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے صحابہ کی ایک جماعت کو اس پر مقرر فرمایا تاکہ فساد کی جڑ اکھڑی جائے۔

۲۔ عبداللہ بن عتیک، عین پر زبر، تاو کے نیچے زیر، بروزن عتیق، مشا میرا نصاری صحابہ میں سے ہیں
۳۔ تاکہ باہر جو جماعت صحابہ کھڑی تھی اندر آجائے اور ان کے ساتھ شریک ہو جائے۔ اس کی تفصیل کتب سیر
میں موجود ہے۔ صحیح بخاری میں بھی کتاب المغازی کے اوائل میں غزوہ بدر کے بعد اس حدیث کا ذکر ہے اور
غایت درجہ عجیب ہے۔

۴۔ شکایت، گلہ کرنا اور درود بیماری کے معنی میں بھی آتا ہے۔

۵۶۲۵ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَنَا يَوْمَ الْخَنْدَقِ
لَحْفِرُ فَعَرَضْتُ كُدِيَّةً شَدِيدَةً فَجَاءَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ
هَذِهِ كُدِيَّةٌ عَرَضْتُ فِي الْخَنْدَقِ
فَقَالَ اَنَا نَارٌ تَحْتَا مَا وَبَطْنُهُ
مَعْصُوبٌ بِحَجَرٍ وَلَيْسَتْ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ
لَا نَذُوقُ ذَوَاقًا وَاَخَذَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَعُولَ فَضَرَبَ
فَعَادَ كَثِيْبًا اَهِيْلًا فَاَنْكَفَاتُ اِلَى
اَمْرَاتِيْ فَقُلْتُ هَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ
فَاْتَانِيْ رَاَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ خَصْمًا شَدِيْدًا فَاَخْرَجْتُ جَرَابًا
فِيْهِ صَاعٌ مِّنْ شَعِيْبٍ وَلَنَا بُرْمَةٌ دَاخِلَةٌ فَذَبَحْتُهَا
وَطَعَنْتُ الشَّعِيْبَ حَتَّى جَعَلْتُ اللَّحْمَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
فرمایا کہ ہم خندق کے دن کھدائی کر رہے تھے کہ ایک
سخت پتھر سامنے آگیا تو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا کہ یہ پتھر خندق میں
پیش آگیا ہے تو فرمایا ہم اتریں گے۔ حضور اطمینان
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹ پتھر سے بندھا ہوا تھا
ہم تین دن تک اس طرح رہے تھے کہ کوئی ٹکڑے کی
چیز نہیں چکھی تھی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا
لی پتھر پھاری تو پتھر بگ رواں بن گیا۔ پھر میں اپنی
بیوی کی طرف گیا میں نے کہا کہ تمہارے پاس کچھ ہے
میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بھوک دیکھی ہے
تو انھوں نے ایک بھیلانکا لاجس میں ایک صاع جوئے
اور ہمارے پاس بکری کی پیٹیا تھی۔ میں نے اسے ذبح
کیا۔ میری بیوی نے جو پیسے۔ حتیٰ کہ ہم نے گوشت

فِي الْبُرْمَةِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَبْحَنَا بِهَيْمَةٍ لَنَا وَطَحْنَتْ صَاغًا مِنْ شَعِيرٍ فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ مَعَكَ مَصَاحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ إِنَّ جَابِرًا صَنَعَ سُورًا فَحَيَّ هَلَّا بِكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْزِلَنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تُخْبِزَنَّ عَجِينَكُمْ حَتَّى آجِيَّ وَجَاءَ فَأَخْرَجْتُ لَهُ عَجِينًا فَبَصَقَ فِيهِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ إِلَى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ ادْعِي خَابِزَةً فَلْتُخْبِزْ مَعَكَ وَاقْدِحِي مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوها فَهُوَ أَلْفٌ فَأُفْسِحُ بِاللَّهِ لَا كُلُّوا حَتَّى تَرْكُودُوا وَانْحَرَفُوا وَإِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ وَإِنَّ عَجِينَنَا لِيُخْبِزُ كَمَا هُوَ -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

مانڈی میں ڈالا پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا میں نے آپ سے چپکے سے سرگوشی کی۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے اپنا بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور میری بیوی نے ایک صاع جو پیسے ہیں حضور سرکار آپ اور آپ کے ساتھ چھوٹی سی جماعت تشریف لائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمادیا کہ اے خندق والو! جابر نے کھانا تیار کیا ہے چلو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی مانڈی نہ اتارنا اور اپنے آٹے کی روٹی پکانا شروع نہ کرنا حتیٰ کہ میں آجاؤں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضور کے سامنے آٹا پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن ڈالا اور دعا لے برکت کی۔ پھر ہماری مانڈی کی طرف توجہ فرمائی اس میں لعاب ڈالا پھر فرمایا کہ روٹی پکانے والی کو بلاؤ جو تمہارے ساتھ روٹی پکائے اور اپنی مانڈی سے شوربانکا لو اور اسے نہ اتارو، مجاہدین ایک ہزار تھے میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ ان سب نے کھایا حتیٰ کہ کھانا چھوڑ دیا اور لوٹ گئے حالانکہ ہماری مانڈی جیسی تھی ویسی ہی جوش مار رہی تھی اور ہمارا آٹا پکایا جا رہا تھا جیسا کہ تھا۔

(مسلم، بخاری)

سلاہ اس سے مراد غزوہ احزاب ہے، خندق مغرب کندہ ہے شہر کے ارد گرد دفاع کے لیے زمین کو کھودنا۔

سلاہ کدیر، کاف پر پیش، وال ساکن، پہاڑوں کے درمیان سخت جگہ جہاں کدال وغیرہ کام نہ دے۔
سلاہ ذوق، خال پر زبر، ماکولات اور مشروبات کا چکھنا یعنی ہم تین دن تک بھوکے پیاسے رہے اور کھانا پینا نہ چکھا۔

سلاہ معول، میم کے نیچے زیر، عین ساکن کدال جس کے ساتھ پہاڑ کو توڑا جاتا ہے، کیشب، کاف پر زبر، ثلہ کے نیچے زیر، ریت کے ذرات وٹیلہ، اھیل بردزن افضل اٹنے والی ریت۔

۱۵ جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھوک کے اثرات دیکھے تو میں اپنی اہلیہ کے پاس گیا۔ جن کا نام حضرت سہلہ بنت معوذ النصار یہ ہے۔

۱۶ کوئی کھانے کی چیز ہے

۱۷ نمک، خاں پر زبر، میم ساکن یا مفتوح، بھوک، بھوک کی وجہ سے لاغر و کمزور پیٹ والے کو مخضمہ، خمیس اور خمسان کہا جاتا ہے۔

۱۸ جراب، جیم کے زیر یا زبر، چڑے سے بنا ہوا پیمانہ

۱۹ بھقہ، باء پر زبر، ہاء ساکن بھیر کا بچہ، صراح میں ہے

بعض نسخوں میں البھقہ تصغیر ہے، دا جن جیم کے ساتھ وہ حیوان جسے محبت سے گھرایا ہو۔

۲۰ بعض نسخوں میں تحت تا کے ضمہ کے ساتھ ہے۔ یعنی میں نے جو کو پیسا۔

۲۱ برہ، باء پر پیش، راء ساکن، پتھر کی دیگ یہ اب بھی حرمین شریفین میں متعارف ہے۔ ایسی برہ (دیگ) ہی کہتے ہیں۔ قدر (مانڈی) کم ہی کہتے ہیں۔

۲۲ نفر، نون اور فاء دونوں پر زبر، دس سے کم افراد کا گروہ۔

۲۳ سور، سین پر پیش، واؤ ساکن، وہ کھانا جس کی طرف لوگوں کو دعوت دی جائے یہ فارسی کا لفظ

ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے جن فارسی الفاظ کو شرف ملا۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔

۲۴ ولا تنزلن، تاو پر پیش، لام پر پیش یا سکون، تجزن، تاو پر زبر واو پر پیش، دونوں جمع کے

صیغے ہیں۔

۲۵ غط، دیگ کا جوش مارنا (بکذا فی کلام الشارحین)

۲۶ یہ تمام اس سیدالسادات اور منبع البرکات صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات ہیں جن کی برکات و انعامات

سے زمین و آسمان اور باطن چل رہے ہیں۔ ذرا تصور تو کیجیے وہاں کے حاضرین کے دلوں کو اس کھانے سے کس

قدر ذوق و سرور حاصل ہوا ہوگا ان کے باطن کس قدر خوش قسمت ہیں جنہیں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی

برکت نصیب ہوئی۔ ایک دفعہ اس فقیر نے صفا و مروہ کے پاس بازار میں تر نیچے والے کو دیکھا وہ اپنی ٹروں

پر پانی پھینکتے ہوئے کہہ رہا تھا یا بركة النبی تعالیٰ و انزلنی ثم لا تزججی (اے برکت والے نبی میرے پاس آ

میرے پاس جلوہ فگن ہوا اور پھر واپس نہ جا۔ اللہم صل وسلم و دبارک و کرم علی سیدنا

و مولانا و برکتنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین اشار

زمجوری برآمد جان عالم

ترجم یا بنی اللہ ترجم

اے آقا آپ کے ہجر کی وجہ سے جان جا رہی ہے اے اللہ کے نبی ضرور رحم فرمائیے

ر آپ تو رحمتہ للعالمین ہیں ، آپ محروموں سے بے خبر بھی نہیں)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب عمار سے کہا جبکہ وہ خندق کھود رہے تھے تو آپ ان کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے اور کہتے اے ابنِ سمیہ کی سختی اہم کو باغی جماعت قتل کرے گی۔ (مسلم)

۵۶۲۶ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمَارٍ حِينَ يَحْفَرُ الْخَنْدَقَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ رَأْسَهُ وَيَقُولُ بُوْسَ ابْنِ سَمِيَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَّةُ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۵ ان کے سر سے گرد کو دور فرمایا

۱۵ سمیہ۔ سین پر پیش ، میم پر زبرد و مشد ، حضرت عمار کی والدہ کا نام جو مکہ میں مسلمان ہوئی تھیں جس کی وجہ سے شدید عذاب و تکلیف میں مبتلا کی گئیں۔ ابو جہل نے ان کی فرج میں خنجر مارا تھا جس سے وہ شہید ہو گئی تھیں ، حضور نے ان کی تکلیف کو یاد فرمایا اور عمار کو آواز دی

۱۵ اس سے مراد معاویہ اور ان کی قوم ہے کیونکہ حضرت عمار جنگ صفین میں شہید ہوئے تھے اور یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جو ان کی امارت کے حق ہونے کی بھی دلیل ہے ، اس واقعہ میں آیا ہے کہ عمرو بن العاص نے معاویہ کے پاس آکر کہا تھا کہ بہت عجیب اور پریشان کن کام ہوا ہے کہ عمار ہمارے ہاتھوں قتل ہوئے ہیں معاویہ نے کہا تو اس میں پریشانی کیا ہے ؟ تو انھوں نے کہا میں نے رسول خدا سے سنا فرمایا عمار تجھے باغی کہہ کر قتل کرے گا۔ معاویہ نے کہا اے ہم نے قتل نہیں کیا اے علی نے قتل کیا کیونکہ وہ اسے جنگ میں لائے ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت معاویہ نے عمرو بن العاص سے کہا تو عجیب آدمی ہے۔

وامثالہ علم اس حدیث کے کثیر طرق ہیں اور یہ مرتبہ و شہرت و تواتر کو پہنچی ہوئی ہے جیسا کہ ہم نے اسے رسالہ تعجیم البشارہ میں ذکر کیا ہے یہ بطور معجزہ اخبار بالغیب ہے ، کیونکہ اس میں حضرت عمار کے قتل کے بارے میں خصوصی خبر ہے۔

حضرت سلیمان ابن صرد سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ احزاب آپ کے دور کیے گئے کہ ہم ان پر حملہ کریں گے وہ ہم پر حملہ نہ کریں گے ہم ان کی طرف جائیں گے۔ (بخاری)

۵۶۲۷ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أُحْجِبَ الْأَحْزَابُ عَنْهُ الْآنَ نَغْزُوهُمْ وَلَا يَغْزُونَا نَحْنُ لَسِيْرُ إِلَيْهِمْ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۱۵ سلیمان بن صرد ، صرد صاد پر پیش ، راء پر زبرد ، ابوالمطرف خزاعی کو فی صحابی ہیں۔ بہت بڑے فاضل عابد اور اپنی قوم میں بلند مرتبت تھے ان لوگوں کے سربراہ تھے جنھوں نے امام شہید حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا بدلہ لیا علی کثیر کو اس پر جمع کیا اور اسی حال میں شہید ہو گئے۔ ۹۳ سال انھوں نے عمر بائی۔

۳۔ غزوہ خندق کو ہی غزوہ احزاب کہا جاتا ہے کیونکہ تمام مشرک یہود اور تمام کفار نے مل کر یہ حملہ کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ہواؤں اور فرشتوں کے لشکر بھیجے جنہوں نے تمام کورہم برہم کر دیا۔ جیسا کہ کتب حدیث و سیر میں مذکور ہے، اہلی، مجہول و معروف دونوں طرح مردی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبی خبر دیتے ہوئے فرمایا ۳۔ اسی طرح ہی ہوا کہ اس غزوہ کے بعد کافر مدینہ طیبہ میں جنگ کے لیے نہیں آئے۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمادی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق سے لوٹے اور ہتھیار رکھ دیئے اور غسل فرمایا تو آپ کے پاس حضرت جبریل اپنا سر غبار سے جھاڑتے ہوئے آئے، بولے آپ نے تو ہتھیار اتار دیئے۔ خدا کی قسم میں نے نہیں اتارے ان کی طرف جائیے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہاں۔ جبریل نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف تشریف لے گئے، اور بخاری میں روایت ہے کہ جناب انس نے فرمایا گویا میں بنی غنم کی گلیوں میں غبار پھیلا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ حضرت جبریل کے سواروں سے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کی طرف چلے۔

۵۶۲۸ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السَّلَاحَ وَاعْتَسَلَ أَتَاهُ جِبْرِيلُ وَهُوَ يَنْقُضُ رَأْسَهُ مِنَ الْغُبَارِ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتُ السَّلَاحَ وَاللَّهُ مَا وَضَعْتُهُ أَخْرُجْ إِلَيْهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ فَا شَارَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ - (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ قَالَ أَنَسٌ كَانِي أَنْظُرُ إِلَى الْغُبَارِ سَاطِعًا فِي زُقَاقِ بَنِي غَنَمٍ مَرْكَبِ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ سَارَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ

۱۔ کفار کی شکست کے بعد

۲۔ فراغت جنگ کی وجہ سے

۳۔ بعض روایات میں ہے کہ ابھی پورا غسل نہیں فرمایا تھا بلکہ ابھی سیرافندی کا ایک حصہ دھویا تھا۔

۴۔ جو غزوہ خندق میں ان پر پڑی تھی

۵۔ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں

۶۔ اس سے مراد یہودی ہیں یہ مدینہ طیبہ میں تین چار میل کے فاصلہ پر تھے اور ان کا قلعہ تھا جس کے نشان اب بھی باقی ہیں۔ محاصرہ کے دنوں میں جس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا اور نمازیں ادا کیں اس جگہ مسجد بنو قریظہ بنی جو مشہور ہے اور یہ شمالی مدینہ کی جانب ہے۔

۷۔ بنی غنم، فین پر پیش، نون ساکن یا مفتوح، انصار کے ایک قبیلہ کا نام ہے زقاق، زاد پر پیش ۸۔ بعض روایات میں "من کوکب" ہے اور یہی ظاہر ہے۔ مرکب، کاف کے پچھلے زیر پیادہ سواروں کی

وَدَعَا ثَمَّ صَبَّ فِيهَا ثَمَّ قَالَ
دَعُوْهَا سَاعَةً فَاَرَادُوْا اَلْفُسْهُمُوْ
رَكَابَهُمْ حَتَّى ارْتَحَلُوْا
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

دعا فرمائی پھر وہ پانی کنویں میں ڈال دیا پھر فرمایا اسے
گھڑی بھر چھوڑ دو۔ پھر لوگ اپنے آپ کو اور اپنی
سواریوں کو سیراب کرتے رہے حتیٰ کہ وہاں سے
کوچ کیا۔ (بخاری)

۱۷ حضرت جابر کی روایت میں چودہ سو کا ذکر ہے۔ موافقت دیتے ہوئے بعض نے کہا کہ تعداد چودہ صد کے
زیادہ تھی جس نے کسر کا خیال کیا اس نے پندرہ صد کہہ دیا اور جس نے کسر کو ترک کر دیا اس نے چودہ صد کہا یا گروہ
در گروہ آتے رہے ایک وقت میں چودہ صد اور دوسرے وقت میں پندرہ صد تھے یا پندرہ صد ہی تھے مگر بطور ظن و
تخمین چودہ صد کہہ دیا۔

۱۸ یہ مکہ المکرمہ سے دس بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔

۱۹ تاکہ بھر جائے۔

۲۰ یعنی جب تک وہاں قیام پذیر رہے خود بھی سیراب ہوتے رہے وضو غسل کرتے اور ان کی سواریاں بھی
پانی پیتیں رہیں۔ اور وہاں مسلمانوں کا قیام بیس روز رہا۔

۵۶۳۱ وَعَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ
عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَكَا
إِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَلَ فَدَعَا
قُلَانًا كَانَ يُسَمِّيهِ أَبُو رَجَاءٍ وَلَسِيَّةُ
عَوْفٍ وَدَعَا عَلِيًّا فَقَالَ اذْهَبَا فَاَبْتِغِيَا
الْمَاءَ فَانْطَلِقَا فَتَلَقِيَا امْرَأَةً بَيْنَ
مَزَادَتَيْنِ أَوْ سَطِيحَتَيْنِ مِنْ مَاءٍ
فَجَاءَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَاسْتَنْزَلُوْهَا عَنْ بَعِيرِهَا وَدَعَا
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنَاءٍ فَفَرَّغَ
فِيهِ مِنْ أَفْرَافِ الْمَزَادَتَيْنِ وَنَوْدَى
فِي النَّاسِ اسْقُوا فَاسْتَقَوْا قَالَ فَشَرِبْنَا
عِطَاشًا أَرْبَعِينَ رَجُلًا حَتَّى رَوَيْنَا
فَمَلَأْنَا كُلَّ قَرْبَةٍ مَعَنَا وَإِدَاوَةً

حضرت عوف ابورجاء سے اور وہ عمران ابن حصین
سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا ہم ایک سفر میں نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
لوگوں نے پیاس کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم
اترے اور فلاں کو بلایا۔ ابورجاء جس شخص کا نام لیتے تھے
اسے عوف بھول گئے اور جناب علی رضی اللہ عنہ کو بلایا پھر
فرمایا تم دونوں جاؤ پانی تلاش کرو وہ چلے تو وہاں ایک
عورت سے ملے جو دو بڑے یا چھوٹے قریوں کے
درمیان تھی تو پھر پانی سے بھرے تھے وہ دونوں اسے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے انھیں اس کے اوٹ
سے اتارا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن منگایا
پھر ان تو بڑوں کے منہ سے اس میں پانی اٹھایا، اور
لوگوں میں آواز دی گئی کہ پی لو۔ چنانچہ لوگوں نے خوب
پیا فرمایا کہ ہم چالیس پیا سے آدمیوں نے پیا حتیٰ کہ
سیر ہو گئے پھر ہم نے اپنے ساتھ والے مشکیزے اور برتن بھر لیے

اللہ کی قسم ان سے پانی لینا جب بند کیا گیا تو ہم کو خیال ہوتا تھا کہ وہ ابتداء کے مقابلے میں اب زیادہ پُر ہیں۔ (مسلم، بخاری)

وَاَيُّهُمُ الَّذِي لَقَدْ اُقْلِعَ عَنْهَا وَاِنَّهٗ لَيُخَيَّلُ
اِلَيْنَا اَنَّهَا اَشَدُّ مِلَّةً مِّنْهَا حَيْثُ اِبْتَدَا
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ یہ تابعی ہیں۔

۲۔ ابورجاء، عطاردی، کبار تابعین میں سے ہیں۔ ان کی ولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں ہی ہوئی لیکن زیارت کا شرف نہ ملا۔ ایک سو بیس سال سے زیادہ عمر پائی۔ بہت بڑے قاری، عامل و عالم عظیم تھے۔ سن ڈیڑھ سو میں وفات پائی۔

۳۔ مشہور صحابی ہیں۔

۴۔ ابورجاء نے نام لیا تھا مگر عرف صحابی کا نام مجہول گئے۔

۵۔ مزادہ، میم پر زبر، زاء مخفف بمعنی توشہ دان، بعض کے مطابق پانی دلانے والے برتن کو بھی کہا جاتا ہے۔ یہ دو چمڑوں سے بنا ہوتا ہے بعض اوقات اس کے ساتھ قیرا چمڑہ بھی لگا دیا جاتا ہے تاکہ کشادہ ہو جائے (القاموس) فتح الباری میں ہے اس بڑی مشک کو مزادہ کہا جاتا ہے جس میں ایک اور چمڑے کا اضافہ ہو، سطحہ بہن پر زبر، طاء کے نیچے زیر بمعنی مزادہ یا اس کی ایک قسم ہے کہ جو چمڑوں کو ملا کر بنایا جاتا ہے۔

۶۔ خاتون کو یا مشکیزہ کو اونٹ سے اتارا، پہلا مفہوم ظاہر تر ہے۔

۷۔ اسقواء، ہمزہ پر زبر یا زیر لیکن زبر افصح ہے۔

۸۔ روینا، راد پر زبر اور واؤ کے نیچے زیر

۹۔ یعنی بر برتن جو ہمارے پاس تھا

۱۰۔ یعنی تمام پانی پیا، برتن بھر لیا اور وہ مشکیزہ پہلے کی طرح ہی پُر رہا۔ اُقلع ہمزہ پر پیش مجہول ہے

لیخیل مفارح مجہول از تخیل مِلَّةٌ میم کے نیچے زیر، سکون لام اَلْبَسَدِیّ یہ بھی مجہول ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے

میں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حتیٰ

کہ ہم ایک وسیع جنگل میں اترے تو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم قضاء حاجت (استنجاء) کے لیے گئے تو ایسی

کوئی چیز نہ پائی جس سے آڑ کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ

وسلم نے جنگل کے کناروں میں دو درخت دیکھے، تو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک کی طرف

گئے۔ ان کی شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑ لی۔ فرمایا

۱۱۔ وَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَرْنَا مَعَ رَسُولِ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَزَلْنَا

وَادِيًا أَفِيحَ فَذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي حَاجَتَهُ، فَلَمْ

يُوشِيكًا يَسْتَقْرِئِمْ وَإِذَا شَجَرَتَانِ

بِشَاطِطٍ الْوَادِي قَانُطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَحَدِهِمَا

فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ أَغْصَانِهَا فَقَالَ

انْقَادِي عَلَىٰ بِأَذْنِ اللَّهِ تَعَالَىٰ فَانْقَادَتْ
مَعَهُ كَالْبَعِيرِ الْمَخْشُوشِ الَّذِي يُصَانِعُ
فَأَثَدَهُ حَتَّىٰ أَتَى الشَّجَرَةَ الْأُخْرَىٰ
فَأَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ أَغْصَانِهَا فَقَالَ
انْقَادِي عَلَىٰ بِأَذْنِ اللَّهِ فَانْقَادَتْ مَعَهُ
كَذَلِكَ حَتَّىٰ إِذَا كَانَ بِالْمَنْصَفِ
بَيْنَهُمَا قَالَ التَّيْمَا عَلَىٰ بِأَذْنِ اللَّهِ
فَالْتَأَمَتَا فَجَلَسْتُ أُحَدِّثُ نَفْسِي
فَحَانَتْ مِنِّي لَفْتَةٌ فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا وَإِذَا
الشَّجَرَتَانِ قَدْ انْتَرَقَتَا فَقَامَتِ كُلُّ
وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلَى سَاقٍ
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اللہ کے حکم سے میری اطاعت کرو کہ وہ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ اس مہار والے اونٹ کی طرح چلے
جو اپنے چلانے والے کی اطاعت کرتا ہے حتیٰ کہ
آپ دوسرے درخت کے پاس پہنچے تو اس کی شاخوں
میں سے ایک شاخ پکڑی۔ فرمایا اللہ کے حکم سے میری
اطاعت کرو۔ وہ بھی اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ چلا کہ جب ان دونوں کے بیچ میں ہوئے تو
فرمایا اللہ کے حکم سے مجھ پر مل جاؤ۔ وہ دونوں مل
گئے۔ میں بیٹھ گیا اپنے دل میں کچھ سوچتا تھا میرا اور
طرف دھیان گیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو آتے ہوئے دیکھا اور درختوں کو دیکھا کہ جدا ہو گئے
تھے۔ ان میں سے ہر ایک اپنی پٹلی پر کھڑا ہو گیا تھا
(مسلم)

۱۷ اُفح، فاء اور حاء فراخ۔

۱۸ ایک روایت شجرتان ہے یعنی زیادہ ظاہر ہے۔

۱۹ خشاش، خاء کے نیچے زیر، وہ لکڑی جواونٹ کی ناک میں تیز رفتاری کے لیے ڈالتے ہیں۔ مصانعت

رشوت دینا، مراہنت اختیار کرنا، یہاں طاعت و فرمانبرداری مراد ہے۔

۲۰ المنصف، میم پر زبر، نون ساکن، صاد پر زبر، دو جگہوں کے درمیان جگہ

۲۱ التیام، متفق و اتفاق کرنا

۲۲ یعنی یہ کس قدر اعلیٰ منظر و واقعہ ہے جو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھ رہا ہوں۔ یہ کیا ہے؟ کیسے

ہو رہا ہے۔ جس طرح انسان کی عادت ہے کہ اپنے آپ سے بات چیت کرتا ہے۔ اس کو حدیث نفس کہہ جاتا ہے

۲۳ کہ میں اپنے ساتھ ہی مشغول تھا کسی اور طرف میری توجہ نہ تھی۔

۲۴ جیسے کہ وہ اپنی پہلی حالت پر تھے۔

۲۵ ۵۲۳۲ وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ

رَأَيْتُ أَثَرَ ضَرْبَةٍ فِي سَاقِ سَلَمَةَ

بْنِ الْأَكْوَعِ فَقُلْتُ يَا أَبَا مُسْلِمٍ مَا هَذِهِ

الضَّرْبَةُ قَالَ ضَرْبَةٌ أَصَابَتْنِي يَوْمَ

حضرت یزید بن ابی عبید سے روایت ہے

فرمایا کہ میں نے سلمہ بن اکوع کی پٹلی میں ایک چوٹ

کا اثر دیکھا تو میں نے کہا اے ابو مسلم یہ چوٹ کیسی ہے

انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ چوٹ ہے جو مجھے خیبر کے

نَحْبَرُ فَقَالَ النَّاسُ أَصِيبَ سَلَمَةُ فَأَتَيْتُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَثَ فِيهِ
ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اسْتَكْبَرَتْهَا حَتَّى السَّاعَةِ
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

دن لگی تھی کہ لوگوں نے کہا کہ سلمہ شہید ہو گئے۔ پھر
میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار دم فرمایا تو میں اس
وقت تک تکلیف میں گرفتار نہیں ہوا۔ (بخاری)

۱۔ یزید بن ابی عبید، عین پر پیش، باع پر زبر تابعی حضرت سلمہ بن اکوع کے آزاد کردہ غلام ہیں۔
۲۔ یہ سلمہ کی کنیت ہے۔

۳۔ یعنی ضرب اس قدر شدید تھی کہ لوگوں نے کہا سلمہ فوت ہو گئے۔

۵۱۳۴ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ نَعَى النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ
رَوَاحَةَ النَّاسَ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ
فَقَالَ أَخَذَ الرَّأْيَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ثَوًى
أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ وَعَيْنَا
تَذَرِكَا حَتَّى أَخَذَ الرَّأْيَةَ سَيْفٌ
مِنْ سُيُوفِ اللَّهِ يَعْنِي خَالِدِ بْنِ وَلِيدٍ
حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
فوتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات زید،
جعفر اور بن رواحہ کی خبر موت لوگوں کو سنائی۔ ان کی
خبر آنے پہلے تو فرمایا کہ جھنڈا زید نے لیا وہ شہید ہو
گئے پھر جعفر نے لیا وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر ابن رواحہ
نے لیا وہ بھی شہید ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
آنکھیں اشکبار تھیں۔ حتیٰ کہ جھنڈا اللہ کی تلواروں
میں سے ایک تلوار نے لیا یعنی خالد بن ولید نے
حتیٰ کہ اللہ نے ان پر فتح دی۔ (بخاری)

۱۔ یہ تینوں صحابی غزوہ موتہ (میم پر پیش) میں شریک تھے۔ یہ شام کا شہر ہے۔ یہ آٹھ ہجری کا واقعہ
ہے مسلمان وہاں تین ہزار اور رومی ایک لاکھ تھے یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ کتب سیر میں موجود ہے۔

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کی صورت حال بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

۳۔ منقول ہے کہ اس روز حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دس تلواریں ٹوٹیں۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر مسلمانوں پر فتح عطا فرمادی اور وہ محفوظ ہو گئے۔

۵۱۳۵ وَعَنْ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ
قَلَمًا اتَّقَى الْمُسْلِمُونَ وَالْكَفَّارَ
وَلَى الْمُسْلِمُونَ مُدِيرِينَ فَطَفِقَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكُضُ
بِقَلَمِهِ قَبْلَ الْكَفَّارِ وَأَنَا أَخِذْتُ بِدِجَامٍ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
فرمایا کہ میں حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ حاضر ہوا تو جب مسلمان و کفار بھڑ پڑے
تو مسلمان پیچھے پھیر کر بھاگ پڑے۔ تب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی طرف اپنے خیر کو ایڑہ مار رہے
تھے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر کی لگام پکڑ رہا تھا

بَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْفَرَهَا
إِرَادَةً أَنْ لَا تُسْرِعَ وَأَبُوسُفْيَانُ ابْنُ
الْحَارِثِ أَخَذَ بِرِكَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ عَبَّاسُ نَادِ أَصْحَابَ السَّيْرِ
فَقَالَ عَبَّاسُ وَكَانَ رَجُلًا صَبِيحًا فَقُلْتُ
يَا عَلِيُّ صَوِّتِي أَيْنَ أَصْحَابُ السَّيْرِ
فَقَالَ وَاللَّهِ لَكَانَتْ عَطْفَتُهُمْ حِينَ
سَمِعُوا صَوْتِي عَطْفَةً الْبَقَرِ عَلَى أَوْلَادِهَا
فَقَالُوا يَا لَيْتَكَ يَا لَيْتَكَ قَالَ فَاقْتَتَلُوا
وَالْكَفَّارَ وَالِدُّعُوَّةَ فِي الْأَنْصَارِ يَقُولُونَ
يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالَ
ثُمَّ قَصِرَتْ الدُّعُوَّةُ عَلَى بَنِي الْحَارِثِ
بْنِ الْخَزَرَجِ فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى بَعْلَتِهِ كَأَنَّمُ تَطَاوَلِ
عَلَيْهَا إِلَى قِتَالِهِمْ فَقَالَ هَذَا حِينَ
حَمِيَ الْوَطِيسُ ثُمَّ أَخَذَ حَصِيَّاتٍ فَرَمَى
بِهِنَّ وَجُوهَ الْكُفَّارِ ثُمَّ قَالَ انْهَزْمُوا
وَرَبِّ مُحَمَّدٍ فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ
رَمَاهُ بِحَصِيَّاتِهِ فَمَارِلْتُ أَرَأَيْ
حَدَّ هُوَ كَلِيلًا وَأَمْرُهُ مُدْبِرًا

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۔ یہ فتح مکہ کے بعد ہوا۔ حنین، حار پر پیش، یاء ساکن، عرفات کی پہلی طرف مکہ اور طائف کے درمیان مقام کا نام ہے۔

۲۔ درحقیقت شکست نہ تھی بلکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں آنا تھا۔ تاکہ آپ کی مدد سے آگے بڑھا جائے۔ الغرض مسلمانوں میں کھلبلی سی ہوئی۔

۳۔ جس کا نام دلال تھا۔ قبل قاف کے نیچے زیر، باء پر زبر، یہ غایت جرات و شجاعت کا جہان ہے

۱۔ اسے روک رہا تھا کہ کہیں تیز نہ چل پڑے اور ابوسفیان ابن حارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب پکڑے ہوئے تھے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عباس! بیعت رضوان والوں کو پکارو تو جناب عباس نے کہا اور وہ تھے بہت بلند آواز۔ آپ نے اپنی بلند آواز سے پکارا کہ بیعت رضوان والے کہاں ہیں؟ فرمایا اللہ کی قسم گویا جب انھوں نے میری آواز سنی تو میں نے انھیں ایسے پھیر لیا جیسے گلے اپنے بچوں پر موڑتی ہے وہ بولے ہم حاضر ہیں ہم حاضر ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کفار سے جنگ کرو۔ انصار کے متعلق پکار یہ تھی کہ کہتے تھے اے گروہ انصار اے گروہ انصار۔ راوی نے فرمایا کہ پھر بنی حارث ابن خزرج پر ہلوا محدود ہو گیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر دوڑائی حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر پر تھے۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر جہاد کفار کے منتظر تھے تو فرمایا یہ رٹائی گرم ہونے کا وقت ہے۔ پھر چند کنکریاں لیں وہ کفار کے منہ کی طرف پھینکیں پھر فرمایا تم ہر بھوکے کی یہ بھاگ نکلے تو خدا کی قسم کچھ نہ ہوا اس کے بعد کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر کنکریاں پھینکیں میں دیکھتا رہا ان کی دھار کند اور ان کا معاملہ ذلت والا۔

(مسلم)

۱۷ یہ رسول اللہ کے بچا کے بیٹے ہیں۔ قریش کے نوجوان اور عرب کے بہادر لوگوں میں سے ہیں۔
رکاب پکڑنے کی وجہ یہ تھی کہ سواری نہ دوڑے۔

۱۸ سمرہ، سین پر زبر، میم پر پیش، اس درخت کا نام ہے جس کے نیچے حدیبیہ کے دن بیعت ہوئی اسے بیعت الرضوان کہا جاتا ہے۔

۱۹ صیت، صاد پر زبر، یاء مشد مکسور، بلند آواز والے کو صائت کہا جاتا ہے۔

۲۰ اصحاب سمرہ کہاں ہیں؟

۲۱ جو تیز رفتار اور محبت و شوق میں بھاگے چلے آتے ہیں۔

۲۲ اظہار خدمت و اطاعت اور حکم کی بجا آوری کے طور پر کہنے لگے۔

۲۳ یہ دو بھائی تھے اوس اور خزرج۔ بنو حارث خزرج کی اولاد میں سے تھے۔

۲۴ صحابہ جنگ کر رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سراٹھا کر ان کو ملاحظہ فرمایا۔

۲۵ وطیس، واڈ پر زبر، طاء کے نیچے زیر، تنور یہاں جنگ مراد ہے۔ الصراح میں وطیس لڑے گا

تنور، منقول ہے کہ یہ الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نے نہیں سنے تھے۔

۵۶۳۶ وَعَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

لِلْبَرَاءِ يَا أَبَا عَمَّارَةَ قَدْ رَأَيْتُ يَوْمَ حُنَيْنٍ

قَالَ لَا وَاللَّهِ مَا وَدَّيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ خَرَجَ شُبَّانُ

أَصْحَابِهِ لَيْسَ عَلَيْهِمْ كَثِيرٌ سَلَاحٍ

فَلَقَوْا قَوْمًا دُمَاةً لَا يَكَادُ يَسْقُطُ لَهُمْ

سَهْمٌ قَرَشَقَوْهُمْ رَشَقًا مَا يَكَادُونَ

يُحِيطُونَ فَأَقْبَلُوا هُنَاكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ

وَأَبُو سَفْيَانَ ابْنُ الْحَارِثِ يَقُودُهُ فَتَزَلُّ

وَأَسْتَنْصَرَ وَقَالَ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبُ

أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ثُمَّ صَفَّاهُمْ

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَابْنُ خَرِيجٍ مَعْنَاهُ

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ الْبَرَاءُ كُنَّا

حضرت ابو اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ کسی نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے

ابو عمارہ تم حنین کے دن بھاگ گئے تھے تو فرمایا نہیں

خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے نہیں

پھیری لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نوجوان صحابہ

اس طرح گئے تھے کہ ان کے پاس بہت سے ہتھیار

نہ تھے تو وہ تیر انداز قوم سے ملے۔ کوئی تیر زمین پر

نہ گرتا تھا تو انھوں نے مسلمانوں کو زخمی کر دیا۔ ان کے

تیر خطا نہیں کرتے تھے تب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کی طرف بڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سفید خچر پر تھے اور ابوسفیان ابن حارث آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کو گھینچ رہے تھے۔ تب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اترے فتح کی دعا کی اور فرمایا میں

جھوٹا نبی نہیں ہوں میں عبد المطلب کا فرزند ہوں۔ پھر

مسلمانوں کی صفیں بنائیں۔ مسلم اور بخاری کی روایت میں

وَاللّٰهُ اِذَا اِحْمَرَّ الْبَاسُ تَتَّقِيْ بِهٖ وَاِنَّ
الشَّجَاعَۃَ مِمَّا لِّلَّذِيْ يُحَاذِيْ بِهٖ يَعْصِي
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس کے معنی ہیں ان دونوں کی روایت میں ہے کہ
براد کہتے ہیں خدا کی قسم جب سخت جنگ ہوتی تھی تو ہم
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ لیتے تھے اور ہم میں بہادر
وہ تھا جو ان کے یعنی رسول کے پاس کھڑا ہوتا۔

۱۰۔ ان کا نام عمرو بن عبید اللہ بیہقی، سین پر زبر، باء کے نیچے زیر، یاء ساکن۔ سبیح کی طرف
نسبت ہے۔ یہ مشاہیر تابعین سے ہیں۔ کثیر الروایہ اور ثقہ ہیں۔ ۳۸ صحابہ کے شاگرد ہیں۔

۱۱۔ یہ مشاہیر صحابہ میں سے ہیں۔

۱۲۔ یہ حضرت برادر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔

۱۳۔ یعنی ان کے تیر نشانہ پر لگ رہے تھے۔

۱۴۔ جیسا کہ نمازیوں کا معمول ہوتا ہے کہ اظہارِ قوت و شجاعت اور مضبوط سہارا کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۵۔ جو شرف و عزت اور کرم میں معروف ہیں۔

۱۶۔ یہ الفاظ اسلام کے ہیں۔

۱۷۔ سُرخ ہونے سے مراد سخت مرلہ ہے۔ وقایہ کا معنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ حاصل کرنا۔

۱۸۔ یہاں معجزہ یہ ہے کہ کئی یزیدوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے کفار کو شکست سے دوچار کر دیا۔ جیسا کہ

حدیث اول میں آیا۔ حدیث ثانی کا ذکر قصہ حنین کے اتمام کے لیے ہے۔ بعض نے کہا کہ ایسے مراحل میں بہادری کا
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ ڈھونڈنا معجزہ ہے اور یہ معمول کے خلاف ہے۔

۵۶۳۷ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ

غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حَتَّى نَأْتِيَ صَعَابَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا غَشَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَنِ الْبَغْلَةِ ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً

مِنْ تَرَابٍ مِنَ الْأَرْضِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِهِ

وُجُوهُهُمْ فَقَالَ شَهِتِ الْوُجُوهُ لِمَا خَلَقَ

اللَّهُ مِنْهُمْ إِنْسَانًا إِلَّا مَلَائِكِيَهُ

ثُمَّ أَبَا بِتِلْكَ الْقَبْضَةِ قَوْلُوا مَذْبِرِينَ

فَهَزَمَهُمُ اللَّهُ وَقَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَائِمَهُمْ

حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت ہے فرمایا ہم

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین

کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی پیشیں

پھر گئیں۔ پھر جب کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو گھیر لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر سے گڑے

پھر زمین سے مٹی کی مٹی لی پھر اسے کفار کے چروں

کے سامنے کیا پھر فرمایا بگڑ گئے یہ چرے تو ان میں

سے اللہ نے کوئی انسان پیدا نہ فرمایا مگر اللہ نے

اس کی آنکھیں اس مٹی کی مٹی سے مبر دیں پھر وہ

پیٹھ دکھا کر بھاگ گئے۔ اللہ نے انہیں شکست

دے دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی غنیمتیں

مسلمانوں میں تقسیم فرمائیں۔ (مسلم)

بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۷ غشوا، غین پر زبر، شین پر پیش اور مشد۔

۱۸ جب کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیانت کا ارادہ کیا۔

۱۹ ان کے چہرے یا ان کی ذاتیں

۲۰ یعنی ہر آدمی کی دونوں آنکھیں مٹی سے آلودہ ہو گئیں تھیں۔

۲۱ قیمت وہ مال ہے جو حالت جنگ میں کفار سے حاصل ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والوں میں سے ایک شخص کے متعلق فرمایا جو دعویٰ اسلام کرتا ہے کہ یہ دوزخ والوں میں ہے تو جب جنگ کا وقت آیا تو اس شخص نے سخت جہاد کیا اور اس کو زخم بہت آئے تو وہ آیا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غور تو فرمائیے کہ جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ وہ دوزخی ہے اس نے تو اللہ کی راہ میں سخت جہاد کیا۔ حتیٰ کہ اس کو بہت زخم پہنچے تو فرمایا آگاہ ہو وہ ہے دوزخی۔ قریب تھا کہ بعض لوگ تردد کر جائیں تو جب وہ اسی حال میں تھا کہ اس نے زخم کی تکلیف بہت محسوس کی تو اپنا ہاتھ اپنے ترکش کی طرف بڑھایا ایک تیر نکالا اس سے اپنے کو ذبح کر لیا تو کچھ مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ نے آپ کی بات سچی کر دی فلاں شخص نے اپنے کو ذبح کر لیا اور خودکشی کر لی۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور رسول ہوں اے بلال اٹھو! اور اعلان کرو کہ جنت میں نہ جائے گا مگر مومن اور اللہ تعالیٰ اس دین کو

۵۶۳۸ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَنِينًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُ يَدْعِي الْإِسْلَامَ هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَصَرَ الْقِتَالَ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ وَكَثُرَتْ بِهِ الْجَوَاحُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَسْرَأَيْتَ الَّذِي تُحَدِّثُ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِهِ الْجَوَاحُ فَقَالَ أَمَّا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْقُبُ قَبِيلَنَا هُوَ عَلَى ذَلِكَ إِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجَوَاحِ فَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى كِنَانَتِهِ كَأَنَّهُ تَنَزَّعَ سَهْمًا فَأَتَتْحَرَبَهَا كَأَشَدِّ رِجَالٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَدَقَ اللَّهُ حَدِيثُكَ قَدْ اتَّخَرَ فُلَانٌ وَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنِّي عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ يَا بَلَاءُ قُمْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ الْآمُومِينَ فَإِنَّ اللَّهَ لَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ

فاسق آدمی سے بھی قوت دے گا۔

(بخاری)

بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ
(رَوَاكَ الْبُخَارِيُّ)

۱۷ موہب لدنیہ میں غزوہ خیبر کے حوالے سے یہ بیان کیا ہے۔ صحیح بخاری میں اسی طرح ہے۔

۱۸ اس پر کفر و نفاق کی کوئی علامت نہ تھی۔

۱۹ جراحت بالکسر خستگی، زخمی ہونا، جراح بالکسر جماعت

۲۰ اس قدر جنگ میں جدوجہد کر رہا ہے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمادیا کہ یہ دوزخی ہے۔

۲۱ اکثر روایات بخاری میں ”اسم“ جمع ہے۔

۲۲ صحیح البخاری کی دوسری روایت میں ہے اس آدمی نے تلوار زمین پر رکھی اور اپنا سینہ تلوار کی دھار

پر رکھ دیا اور زور لگایا تاکہ قتل ہو جائے۔ تیر چلانے اور اس میں منافات نہیں کیونکہ دونوں ہو سکتے ہیں۔ ممکن ہے پہلے تیر استعمال کیا ہو اس سے کام نہ ہوا تو پھر تلوار کو بروئے کار لایا گیا۔

۲۳ آپ نے فرمایا یہ اہل نار میں ہے۔

۲۴ کہیں کہیں جب معجزہ کا اظہار ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رسالت پر گواہی کا اعلان کرتے۔ اس

کی وجہ یہ ہے کہ اس موقع پر تازہ یقین پیدا ہوتا تو لوگوں کو بطور تنبیہ و تلقین کرنے کے لیے ایسا کرتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

۲۵ اور اس کے جہاد و قتال کی بناء پر بھی دین کو تقویت نہیں دیتا۔

۲۶ یہ حدیث بتا رہی ہے کہ خودکشی کرنے والا دوزخی ہوتا ہے۔ مذہب یہ ہے کہ اگر مومن اور تصدیق ایمانی

رکھتا ہو تو پھر دائمی دوزخی نہ ہوگا۔ یہی حکم عموماً قاتل مومن کا ہے۔ اپنے نفس کا قاتل بھی مومن کے قاتل کی طرح

ہی ہے۔ قرآن مجید میں قاتل مومن کا جو حکم دائمی دوزخی ہونے کا ہے۔ اس میں علماء نے تاویل کی ہے۔ اہل ظہر

محدثین کہتے ہیں اگرچہ وہ مومن ہے لیکن مومن کی یہ قسم دائمی دوزخی ہوگی۔ یہ لوگ غلو دنار کو کافر کے ساتھ مخصوص

نہیں رکھتے۔ لیکن یہ قول مذہب اہل سنت و جماعت کے اجماع کے مخالف ہے۔ مذکورہ حدیث میں جس آدمی کا

ذکر ہے وہ منافق تھا جیسا کہ خطیب بغدادی نے کہا واقع میں وہ منافق تھا اگرچہ نفاق کا اظہار نہیں کرتا تھا۔

۵۶۳۹ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَجَرَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِنَّهُ لَيُخَيَّلُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا۔ حتیٰ کہ

۲۷ لا یوید، صرف نفی ہے۔ ترجمہ میں بھی نفی ہی نہیں ہے ممکن ہے طبع کرنے والے نے ایسی تحریف کر دی ہے

ورنہ بخاری کی صحیح روایت میں لام تاکید کے لیے یوید ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ تقویت دیتا ہے البتہ اگرچہ یہ آدمی فاسق

فاجر تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں دین کو تقویت دی۔ امیر علی مرحوم

إِلَيْهِ فَعَلَ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ حَتَّى
إِذَا كَانَتْ ذَاتَ يَوْمٍ عِنْدِي دَعَا
اللَّهَ وَدَعَا ثَوَّ قَالَ أَشْعَرْتُ
يَا عَالِشَةَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَفْتَانِي
فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ جَاءَ فِي رَجُلَانِ
جَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ
عِنْدَ رِجْلِي ثَوَّ قَالَ أَحَدُهُمَا
لِصَاحِبِهِ مَا دَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ
مَطْبُوبٌ قَالَ وَمَنْ هَبَّه قَالَ لَبِيدُ
بْنُ الْأَعَصَوِ الْيَهُودِيُّ قَالَ فِيمَاذَا
قَالَ فِي مُشْطٍ وَ مُشَاطَةٍ وَ جُفٍّ طَلْعَةٍ
ذَكَرَ قَالَ قَائِنٌ هُوَ قَالَ فِي بَيْتٍ
ذَرَوَانِ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَنْاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ
إِلَى الْبَيْتِ فَقَالَ هَذِهِ الْبَيْتُ وَالنَّبِيُّ
أَرِيكُمْهَا وَكَانَ مَاءُهَا نَقَاعَةُ
الْحِجَاءِ وَكَانَتْ تَخْلُهَا رُءُوسُ
الشَّيَاطِينِ فَاسْتَخْرَجَهُ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فلاں کام کر لیا ہے حالانکہ کیا نہ ہوتا تھا
حتیٰ کہ جب ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے
پاس تھے تو اللہ سے دعا کی پھر دعا کی پھر فرمایا
اے عائشہ رضی اللہ عنہا کیا تمہیں خبر ہے کہ اللہ نے
مجھے وہ بات بتادی جو میں نے اس سے پوچھی تھی۔
میرے پاس دو شخص آئے ان میں سے ایک تو میرے
سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس پھر
ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ان صاحب
کو کیا بیماری ہے۔ اس نے کہا ان پر جادو کیا گیا
ہے۔ وہ بولا کس نے جادو کیا ہے۔ لبید بن اعصم
یہودی نے کہا کہ وہ جادو کس چیز میں کیا گیا ہے
کہا کنگھی اور بالوں میں اور زبر کھجور کے غلاف شگوفہ
میں بولا تو وہ سامان کہاں ہے کہا دروان کنوئیں
میں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں سے کچھ
لوگوں کے ساتھ اس کنوئیں تک گئے۔ فرمایا یہی وہ
کنوئیں ہے جو مجھے دکھایا گیا ہے اس کے پانی مہندی
کے پتھر کی طرح ہے۔ گویا اس کے درخت
شیاطین سانپوں کے سر ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے اسے نکلوا دیا ۱۱۱ (بخاری و مسلم)

۱۱۱ دوسری روایت میں ہے آپ کو یہ خیال ہوتا کہ میں فلاں اہلیہ کے پاس آیا حالانکہ آئے نہ ہوتے۔ آپ
بطور نشاط و فرحت ظاہر کرتے کہ میں اہلیہ کے ساتھ ہم بستری پر قادر ہوں مگر اس پر قدرت نہ رکھتے۔ واضح رہے
کہ طاعن، جادو اور دیگر اسی طرح دیگر امراض کا رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عارض ہونے کا انکار کرتے ہیں
اور یہ دہم کرتے ہیں کہ اس تقدیر پر آپ کی شریعت، اقوال اور افعال پر اعتماد نہیں رہے گا اور اس میں شک اور
اشتباہ واقع ہو سکتا ہے کہ شاید اس کا تعلق اسی قبیل سے ہے لیکن یہ وہم زائل و باطل ہے کیونکہ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کے صدق و ثبوت نبوت و دلائل قطعیہ یقینیہ سے ہے۔ سحر بھی ایک بیماری ہے جو حضرات انبیاء علیہم
السلام کو عارض و لاحق ہو سکتی ہے جیسا کہ دیگر امراض۔ اگر بالفرض علت مرض کی وجہ سے آپ کے افعال میں

خلل واقع بھی ہو تو وہ باقی تمام افعال میں خلل کا سبب نہیں بن سکتا کیونکہ حصولِ صحت اور زوالِ مرض کے بعد اس کا کوئی دخل نہیں رہتا جیسا کہ باقی لوگوں میں ہے۔ حضراتِ انبیاء علیہم السلام پر عوارضاتِ بشری مثلاً آفاتِ تغیرات و آلام و بیماری کا عارضہ ہوتا ہے اور حدِ بشریت و جبلت کی مد میں ان کے ظاہر و اجسام تک ہی محدود رہتا ہے۔ رہا ان کے ارواح اور بواطن کا معاملہ تو وہ ان سے محفوظ و مامون اور ملا و اعلیٰ سے متعلق رہتے ہیں اور وہاں سے علم و وحی حاصل کرتے ہیں۔ ان کے اجسامِ ارضی اور ارواحِ سماوی محاورہ کا یہی مفہوم ہے۔ کبھی حکمت کی بناء پر بطریقِ معجزہ اور خلافِ عادت برائے اظہارِ شرف و کمال اور دیگر بشروں سے امتیاز کی بناء پر آفاتِ بشری اور احکامِ جہلی سے بھی محفوظ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ یہودی عورت کے زہر وغیرہ سے آپ کو محفوظ رکھا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودی عورت کے زہر سے زندہ رہنا ابنِ عاصم کے سحر سے کم تر نہیں۔ سحر کی تاثیر (جسمِ نبوی میں) کی حکمت تاثیرِ سحر کی حقانیت اور مشیتِ الہی کا اجراء ہے کہ سحر حق ہے اور اس سے اظہارِ نبوت اس کا ثبوت ہے کیونکہ سحر، ساحر میں تاثیر نہیں کرتا چونکہ کفار تو آپ کو ساحر کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر سحر کی تاثیر کو ظاہر فرما کر واضح کر دیا کہ آپ ساحر نہیں، رہا معاملہ کسی فعل کا خیال کرنا اور عدمِ قدرت پر جماع جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے اور آنکھوں کی بینائی کی کمزوری جیسا کہ دیگر روایات میں ہے۔ تبلیغِ شریعت میں فعل اور آپ کے صدق میں رکاوٹ نہیں کیونکہ ابلاغِ شریعت پر آپ کی غصمت و طہارت پر قطعی دلائل موجود ہیں۔ بعض ان میں سے امرد و نیوہ ہیں جنکی خاطر آپ کی بعثت نہیں ہوئی اور نہ ان کو فضیلت دی گئی۔ کسی حدیث یا روایت میں یہ نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسا فعل یا قول سرزد ہوا ہو جو آپ کے ابلاغ کے خلاف ہو یا نفس الامر کے خلاف ہو جو کچھ مذکور ہے یہ تو خواطر و تخیلات ہیں اور انھیں آپ صادق تصور نہیں فرماتے اور نہ ہی ان کا اثبات فرماتے۔ آپ کے تمام اعتقادات بر طریقِ صدق و موافق ہیں اور آپ کے مبارک اقوال بھی بطریقِ صحت اور عدمِ فساد ہیں اور اگر ضعفِ بصری ظاہر بھی ہوا ہو تو یہ عقل و تمیز میں خلل نہیں، فافہو و باللہ التوفیق۔ واقعہ جادو حدیبیہ سے واپسی پر ملو ذوالحجہ میں وقوع پذیر ہوا اور اسکی مدت بقا چالیس روز یا چھ ماہ یا ایک سال رہی۔ ان میں تطبیق کچھ یوں ہے کہ چالیس روز تک غلبہ رہا پھر کچھ آثارِ شش ماہ تک اور کچھ ایک سال تک رہے۔ واللہ اعلم

۱۔ مکرر دعا فرمائی اس میں اس پر دلیل ہے۔ نزولِ بلاء اور حصولِ مکروہ کے وقت دعا مستحب و منت ہے۔ شارحین کہتے ہیں کہ خواص اس وقت دعا کرتے ہیں کہ وہ جب اجابت کو پہنچتی ہے اور دیگر لوگ دعا کو چھوڑتے ہیں اور اپنے وقت میں استجاب ہوتی ہے۔

۲۔ طب، سحر و جادو، طب کا ایک معنی سحر ہے۔

۳۔ منقول ہے کہ اس کی بیٹیوں نے اس کی شرکت سے کیا۔

۴۔ مشط، میم پر پیش، شین ساکن یا مضموم دیگر طریقوں پر بھی اس کا ضبط ہے۔ مشاطہ میم پر پیش وہ بال جو کنگھی سے جھڑتے ہیں۔

۱۷ جف، جیم پر پیش، فاع مشدود، شگوفہ کا خلاف، طلوع، طاع پر زبر، لام سکن شگوفہ یہ نمر اور ملوہ دونوں کے لیے مستعمل ہے۔ جہاں شگوفہ نہ ہوگا وہاں اس کی خصوصیت ظاہر ہے اور جف کی جگہ جب باء کے ساتھ بھی منقول ہے اور دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔

۱۸ ذروان - ذال پر زبر، راد سکن، کنوئیں کا نام ہے۔ بعض روایات میں اروان ہے۔ ہنرہ پر زبرد دونوں صحیح اور مشہور ہیں۔ اول اصح اور زیادہ مشہور ہے۔

۱۹ حناء، حاء کے پیچھے زیر، نون مشدود، وہ گھاس جو خوشبو میں مشہور ہو۔

۲۰ شیخ توریشی فرماتے ہیں کبھی ذہن اس طرف جاتا ہے کہ آپ کے اس ارشاد گرامی سے مراد وہ درخت ہیں جو اس کنوئیں میں تھے انھیں منظر قبیح کے اعتبار سے رؤس الشیاطین سے تشبیہ دی گئی ہے۔ لیکن مراد کھجور کے وہ شگوفے جو کنوئیں میں دفن تھے، عرب سب سے بد نظر کو رؤس الشیاطین سے تعبیر کرتے تھے۔ بعض نے کہا اس سے مراد نجیث سانپ ہیں ان کو شیاطین کا نام دیا گیا ہے۔

۲۱ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما نے ذروان کنوئیں پر سحر نکالنے کے لیے بھیجا۔ انھوں نے جب نکالا تو دیکھا کھجور کے شگوفوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوزی ہوئی صورت تھی اور اس میں ہر طرف سے سویاں چھپی ہوئی تھیں اور اس پر گرہیں تھیں۔ اسی وقت جبریل امین معوذتین سورتیں لے کر نازل ہوئے۔ ہر آیت پر ایک گرہ کھل جاتی تھی اور سوئی باہر آ جاتی تھی اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسکین و نصیب ہوئی۔ ممکن ہے آپ بھی تشریف لے گئے ہوں مگر کنوئیں کے اندر اترنے کا حکم حضرت علی اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما کو فرمایا ہوتا کہ وہ اسے نکال لائیں۔ روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان یہودیوں کو کچھ نہ فرمایا اور نہ ہی انتقام لیا بلکہ فرمایا میں فتنہ برپا کرنے کو پسند ہی نہیں کرتا۔

۲۲ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا آتَاكَ ذُو الْحَوِصَرَةِ وَهُوَ قَبْلُ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إَعْدِلْ فَقَالَ وَيْلَكَ كَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ قَدْ خَبُتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلْ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ لُطَيْفٍ إِنْ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ تقسیم فرما رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھوٹی کوکھ والا ایک شخص آیا جو بنی تميم سے تھا بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصاف کیجیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری خرابی ہو اگر میں انصاف نہ کروں تو کون کریگا اگر میں انصاف نہ کروں تو تو خائب و خاسر ہو جاوے تو جناب عمر نے کہا مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کی

أَمْرَبَ عَنْقَهُ فَقَالَ دَعْنِي فَإِنْ لَمْ
أَصْحَابًا يَحْقِرُوا أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ
صَلَاةِ تَرَهُمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَأُونَ
الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ
مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ الشَّهْوُ مِنَ
الرَّمِيَةِ يَنْظُرُ إِلَى نَصْلِهِ إِلَى رُصَا فِيهِ
إِلَى نَصْلِيهِ وَهُوَ قَدْ حُدَّ إِلَى قَدْزٍ لَا
فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ سَبَقَ الْفَرَسُ
وَالدَّمَ أَيْتَهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ إِحْدَى
عَصْدِيهِ مِثْلَ ثَدْيِ الْمَرْءِ أَوْ مِثْلَ
الْبَضْعَةِ تَدْرَدَرُ وَيَخْرُجُونَ عَلَى خَيْرِ
فِرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ
أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ
مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ
قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ فَأَمَرِيذَالِكِ
الرَّجُلِ فَالْتَمَسَ فَأُتِيَ بِهِ حَتَّى نَظَرْتُ
إِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي نَعْتُهُ وَفِي
رِوَايَةٍ أَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ
تَأْتِي الْجَبْهَةَ كَثُ اللَّحْيَةِ مُشْرِفُ
الْوَجْنَتَيْنِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ فَقَالَ
يَا مُحَمَّدُ اتَّقِ اللَّهَ فَقَالَ فَمَنْ
يُطِيعُ اللَّهَ إِذَا عَصَيْتُهُ فَيَا مَنِّي
اللَّهُ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي
فَسَالَ رَجُلٌ قَتْلَهُ فَمَنَعَهُ
فَتَمَادَى قَالَ إِنَّ مِنْ

گردن مار دوں فرمایا اے چھوڑ دو کیونکہ اس کے کچھ
ساتھی ہوں گے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی نماز
ان کی نمازوں کے مقابلہ میں اور اپنے روزے ان
کے روزوں کے مقابلہ میں حقیر جانے گا۔ وہ لوگ
قرآن پڑھیں گے۔ قرآن ان کے گلوں کے نیچے نہ
اُترے گا۔ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر
کمان سے نکل جاتا ہے کہ اس کی نوک، اس کے پیر اس
کی قدح یعنی کھڑی، اس کی نوک کے نیچے کو دیکھو تو اس
میں کچھ نہیں پا جاتا ہے حالانکہ وہ گوبر اور خون میں سے
گزر رہا ہے۔ اس کی نشانی ایک کالا آدمی ہے جس کے
بازوؤں میں سے ایک بازو عورت کے پستان کی طرح
ہو گا یا گوشت کی بوٹی کی طرح جو ہٹتا ہو۔ یہ لوگ
مسلمانوں کے بہترین فرقے کے خلاف خروج کریں گے
حضرت ابوسعید نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے
یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی اور میں
گواہی دیتا ہوں کہ جناب علی بن ابی طالب نے ان لوگوں
پر جہاد کیا۔ میں آپ کے ساتھ تھا تو آپ نے اس
شخص کے متعلق حکم دیا وہ ڈھونڈ لیا گیا
حتیٰ کہ میں نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی
علامت پر دیکھا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ایک
شخص آیا وہ حسی ہوئی آنکھیں ابھری ہوئی چھاتی، گھنی
داربھی اوپنی کپٹی والی سرشتا ہوا وہ بولا اے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اللہ سے ڈرو تو فرمایا کہ اگر میں اس کی نافرمانی
کروں تو اللہ کی اطاعت کون کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے
مجھے زمین والوں پر اس میں بنایا ہے اور تم مجھے امین نہ جانا
ایک شخص نے اس کے قتل کی اجازت مانگی حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے منع فرما دیا جب وہ چلا گیا تو حضور صلی اللہ

صِبْغِي هَذَا قَوْمٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ
لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمُرُّ قَوْنٌ مِّنَ
الْإِسْلَامِ مُرْدُوقٌ السَّهْمِ مِنَ الزَّيْمَةِ
فَيَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدْعُونَ
أَهْلَ الْأَوْثَانِ لِنَيْنٍ أَدْرَكْتَهُمْ لَا
قُتِلَتْهُمْ قَتْلَ عَادٍ - (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)
۱۔ قسم، قاف پر زبر، بمعنی مقسوم، قسم، قاف کے نیچے زیر، بمعنی حصہ و نصیب و بخشش، یہ مال غنیمت
خین سے حاصل ہوا تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام جعرانہ پر تقسیم فرمایا
۲۔ ذوالخولصرہ، خاء پر پیش، واؤ پر زبر یا ساکن، صاد کے نیچے زیر
۳۔ تمام کو برابر دے

۴۔ کیونکہ تیری سودمندی اور امید برآری میرے انصاف کی وجہ سے ہے اور مجھے تمام جہانوں کے لیے
رحمت اور اقامتِ عدل کے لیے بھیجا گیا ہے۔ اگر میں عدل نہ کروں تو تمہارے پاس سوائے ناامیدی اور
زیاں کاری کے کچھ نہ ہو۔

۵۔ یہ ظاہری، نماز و روزہ میں تمہارے نماز و روزہ سے قوی ہیں اور نمازیوں کے قتل سے اسلام نے
منع کر رکھا ہے اگرچہ ان کا نماز و روزہ درجہ قبولیت نہیں پاتا۔ اگرچہ وہ بغاوت کی وجہ سے واجب القتل ہو چکے ہیں۔
۶۔ اس سے مراد قرآن کا درجہ قبول اور محلِ انابت پر نہ بخشنا ہے۔

۷۔ رصاف، راء پر پیش یا زیر، تیر کے اوپر جو پیوست ہوتا ہے۔

۸۔ یضی، نون پر زبر، صاد کے نیچے زیر یا مشد

۹۔ قدح، قاف کے پیچھے زیر، وال ساکن، تیر کی لکڑی، یہ وادی کی تفسیر ہے۔

۱۰۔ قدزہ، قاف پر پیش، ذال پر زبر، تیر کے پر

۱۱۔ یہ فرقہ دین سے اس طرح دور ہے کہ جس طرح وہ تیر جو شکار سے اس قدر تیزی سے گزرا کہ اس پر
خبر نہ ہو گا کوئی اثر نہ تھا۔ اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جنہوں نے خوارج کی تکفیر کی ہے
خطابی کہتے ہیں کہ یہاں دین سے مراد اطاعتِ امام ہے، بخاری، مسلم اور ابن ماجہ نے نقل کیا کہ یہ فرقہ
دین سے اس طرح باہر ہے جیسے تیر شکار سے باہر جاتا ہے۔

۱۲۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشابہتِ ایمان کی وجہ سے خوارج کی تکفیر میں توقف فرمایا
امام مالک رضی اللہ عنہ سے اہل اہوا کی تکفیر کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کافر ہیں۔ انہوں نے فرمایا وہ کفر سے
مہا گئے ہیں۔ ایسی ہی بات امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خوارج کے بارے میں منقول ہے۔

جو میں ناپسند کرتا ہوں تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روتا ہوا گیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے اللہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دے تو میں خوشی خوشی نکلا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے۔ تو جب میں دروازے پر پہنچا تو وہ بند تھا۔ میری ماں نے میرے قدموں کی آہٹ سنی تو بولیں اے ابو ہریرہ وہاں ہی رہو اور میں نے پانی کی چھلک سنی۔ انھوں نے غسل کیا پھر اپنی قمیص پہنی اور اپنے دوپٹے جلدی کی۔ دروازہ کھولا پھر بولیں اے ابو ہریرہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹا میں خوشی سے رو رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا شکر ادا کیا اور دعا سے خیر کی۔

(مسلم)

اس میں نے اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسی گفتگو سنی جس کا ذکر کرنا مجھے پسند نہیں آتا ہر یہ ہے کہ ذکر سے قطع نظر دل سے بڑا جانا۔

اس میں اپنی ماں کے حال پر روتا ہوا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا کہ خشف، خام اور شین کے ساتھ قدموں کی آہٹ کہ ابھی مکان میں داخل نہ ہونا اے ابو ہریرہ

اس میں اپنے نام کی تصریح ان کے حال کے اہتمام اور ان کی قبولیت و رضا کی وجہ سے ہے۔ اس میں نے غسل کرنے کی آواز سنی، خشف، دو خام اور دو ضاد، پانی کا ٹپکنا

کہ جلدی سے لباس پہنا اور اوڑھنی سر پہ لی

کہ کبھی رونا غم کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی خوشی کی بناء پر۔ بعض خوش طبع نے کہا خوشی خوشی پر رونا اس وجہ سے ہوتا ہے کہ غم گمیری کی صورت میں باہر نکل آتا ہے۔

اَرَاہُ فَاتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِیْ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَدْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّہْدِیْ اُمِّ اَبِیْ ہُرَیْرَہٗ فَقَالَ اَللّٰہُمَّ اِہْدِ اُمِّ اَبِیْ ہُرَیْرَہٗ فَخَرَجْتُ مُسْتَبِشِّرًا بِدَعْوَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صِرْتُ اِلَى الْبَابِ فَاِذَا هُوَ مُجَافٌ فَسَمِعْتُ اُفْقٰی خَشَفَ قَدَحًا فَقَالَتْ مَكَانُکَ یَا اَبَا ہُرَیْرَہٗ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَ الْمَآءِ فَاعْتَسَلْتُ فَلَبَسْتُ دِرْعَهَا وَعَجَلْتُ عَنْ نِجْمَارِہَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ یَا اَبَا ہُرَیْرَہٗ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ فَرَجَعْتُ اِلَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِیْ مِنَ الْفَرَحِ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَقَالَ خَیْرًا (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

۱۵ یہ حکم نیکی، دعا کو متضمن ہے یہاں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا پر معجزہ کا اظہار ہے کہ باوجود سخت مخالفت ہونے کے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دل پر تصرف فرمایا اور ان کے کفر کو اسلام سے بدل ڈالا۔

۵۶۴۲ وَعَنْهُ قَالَ إِنَّكُمْ تَقُولُونَ أَكْثَرَ
أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَاللَّهُ الْمَوْعِدُ وَإِنَّ إِيَّاهُ
مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفَقُ
مِنَ الْإِسْوَاقِ وَإِنَّ إِيَّاهُ مِنَ الْأَنْصَارِ
كَانَ يَشْغَلُهُمْ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ وَكَانَتْ
أَمْوَالُهُمْ تَسْكِينًا لِّلْزَمِ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مِلْيَةِ بَطْنِي
وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَا
لَنْ يَبْسُطَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ ثَوْبَهُ حَتَّى أَقْضَى
مَقَالَتِي هَذِهِ ثُمَّ يَجْمَعُهَا إِلَى صَدْرِهِ
فَيَنْسِي مِنْ مَّقَالَتِي شَيْئًا أَبَدًا قَبِضْتُ
لِمَرَّةٍ لَيْسَ عَلَى ثَوْبٍ غَيْرَهَا حَتَّى
قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَاتَهُ
ثُمَّ جَمَعْتُهَا إِلَى صَدْرِي فَهُوَ الَّذِي بَعَثَ
بِالْحَقِّ مَا لَيْسَتْ مِنْ مَّقَالَتِهِمْ ذَلِكَ إِلَى يَوْمِ
هَذَا - (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

انہیں سے روایت ہے فرمایا تم کہتے ہو کہ ابو ہریرہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات زیادہ کرتے ہیں اور
اللہ وعدہ والا ہے میرے ساتھ مجاہدینوں کو بازار میں جنگ و
پیکار مشغول رکھتی تھی اور میرے انصاری بھیائیوں کو
ان کے مالوں میں کام کاج مشغول رکھتا تھا۔ میں
ایک مسکین آدمی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
دامن دل بھر کے پکڑے رہتا تھا۔ ایک دن نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ تم میں سے کوئی اپنا
پکڑا پھیلا دے حتیٰ کہ میں اپنا یہ کلام پورا کروں پھر
وہ اپنے سینے سے لگا لے پھر کبھی نہ میرا کوئی کلام قبول
جاوے چنانچہ میں نے کبیل پھیلا دیا۔ پھر مجھ پر اس
کے سوا اور کوئی پکڑا نہ تھا۔ حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنا کلام پورا کر لیا پھر میں نے وہ کبیل اپنے سینے سے
لگا لیا تو اس کی قسم جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو
حق کے ساتھ بھیجا میں اپنے اس دن سے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کا کوئی فرمان نہ بھولا۔ (بخاری، مسلم)

۱۶ یعنی اگر میں احادیث میں کمی بیشی کروں تو روز قیامت اللہ تعالیٰ مجھے سزا دے گا اور حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کا فرمان ہے

۱۷ اس کے بعد کثرت کے ساتھ احادیث روایت کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا
۱۸ اس سے مراد بیع و شرا ہے کیونکہ بائع و مشتری ہی اصحاب تجارت ہونے کی وجہ سے ایک ساتھ
دوسرے پر مارتے ہیں۔

۱۹ اہل مدینہ کے مال سے مراد ان کے باغات اور ان کا کھیتی باڑی کرنا ہے۔ جیسا کہ اہل مکہ کے ہاں انصاف
اور بکریاں، انصاف ہی لوگ باغات اور زراعت کے مالک تھے۔

۱۵ جول جاتا اس پر قناعت کر لیتا نہ میرا کاروبار تھا اور نہ زراعت کہ میں ان میں مشغول ہوتا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک صحبت میں رہتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال و اقوال کو دیکھتا اور سنتا رہتا۔
۱۶ اس میں اس دعا کی طرف اشارہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے حفظ، حفاظت اور آپ کی احادیث کو سن کر یاد کرنے کے بارے میں کی تھی۔

۱۷ میں دعا کروں گا جس نے بھی جھولی پھیلا دی اس دعا کی برکت سے جب وہ اپنی چادر اپنا دپڑا پڑھے گا تو جو اس نے جو احادیث حاصل کی تھیں وہ اسے کبھی نہیں بھولیں گی۔

۱۸ مِرْہ، نون پر زبر، میم کے نیچے زیر وہ کھل جس میں سیاہی و سفیدی ہو۔

حضرت جریرؓ ابن عبد اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لکھیا تم مجھ کو ذوالخلصہ سے راحت نہ دو گے۔ میں نے عرض کیا ہاں اور میں گھوڑے پر بٹھرنے لگا تھا۔ میں نے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر لگا دیا حتیٰ کہ میں نے آپ کے ہاتھ کا اثر اپنے سینہ میں پایا اور فرمایا اللہ ہی اسے ثابت رکھ، اسے ہدایت دینے والا ہدایت یافتہ بنادے۔ فرمایا اس کے بعد اپنے گھوڑے سے نہ گرا۔ پھر وہ ڈیڑھ سو سواروں میں گئے جو قبیلہ احمر سے تھے۔ ذی الخلفہ کو آگ میں جلا دیا اور اسے ڈھادیا۔ (بخاری مسلم)

۱۹ ۶۲۲۲ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلْفَةِ فَقُلْتُ بَلَى وَكُنْتُ لَا أَتُبْتُ عَلَى الْخَيْلِ وَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِي حَتَّى نَافَتْ أَثَرِي فِي صَدْرِي وَقَالَ اللَّهُمَّ تَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًا قَالَ فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسِي بَعْدُ فَانْطَلَقَ فِي مِائَةِ وَخَمْسِينَ فَارِسًا مِنْ أَحْسَنِ فَخَرَّ قَرْنًا يَاسًا وَكَسَرَهَا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۲۰ حضرت جریر بن عبد اللہ کلبی رضی اللہ عنہ، یہ عزت، شرف، حسن صورت و سیرت میں بے مثل تھے ۱۵ ذوالخلصہ، خاد پر زبر، لام دونوں پر ضمہ بھی جائز، بت خانہ کا نام ہے اسے کعبۃ اللہ الیمانیہ کہتے ہیں۔ قبیلہ غنم کا اس میں بت تھا اس کا نام خلصہ تھا۔ خلصہ اصلاً درخت کا نام ہے جس سے خوشبو آتی ہو۔

۲۱ تقویت ثابت اور مضبوطی کے لیے

۲۲ اسے تمام احوال اور افعال میں ثابت رکھ

۲۳ یہاں سے معلوم ہوتا ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیں اور قوت عطا کریں وہ کمزور و ناتواں

۲۴ نہیں ہو سکتا اے اللہ ہمیں بھی عطا فرما۔ ۱۵ تو مرادل وہ دلیری ہیں + روبہ خویش خوان و شیریں بین

تو مجھے دل عطا فرما پھر جہاد دیکھ تو ہمیں لومڑی ہی قرار دے دے پھر ہمیں شیر دیکھ

وَمَنْ حَكَمَ بِرَسُولِ اللَّهِ فَصَرَفَهُ

إِنْ تَلْقَهُ الْاُسْدُ فِيْ اَجَامِهَا لَاجِمٌ

(جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت حاصل ہو جائے اس کے سامنے شیر بھی کمزور ہوتا ہے) یہ فقیر جب مکہ معظمہ میں اقامت پذیر ہوا تو الحاج نظر بخشی (جو کہ راہ کے مرد اور طر لقیّت کے شہسوار تھے) کی خدمت میں حاضر ہوا انھوں نے میری پشت پر ہاتھ پھیرا اور دو دفعہ فرمایا اے اللہ اے استقامت عطا فرما میں کامل طور پر امیدوار ہوں کہ بندہ حق اور دین پر قائم اور راسخ رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

۱۵ اجس، حاء، سین بر وزن احر، قریش کے قبائل کا نام ہے، شجاعت، سختی اور دلیری کی وجہ سے یہ نام تھا، محاسبہ کا معنی شجاعت ہوتی ہے۔

٥٦٣٢ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّ رَجُلًا كَانَ

يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ وَلَحِقَ بِالْمُشْرِكِينَ

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ

الْأَرْضَ لَا تَقْبَلُهُ فَأَخَذَتْهُ الْوُطْلُجَةُ

أَنَّهُ أَتَى الْأَرْضَ الْبَرِّيَّةَ فَمَاتَ مِمَّا فَلَاحَ الْخَرَابَ

مَنْبُودًا فَقَالَ مَا شَأْنُ هَذَا فَقَالُوا

دَقْنَاءُ مَرَارًا فَلَمْ تَقْبَلْهُ الدَّرُصُ

رَمُتْفَرِّ عِلْمُ

۱۷ دجی یا اس کے علاوہ کوئی چیز

۷۔ یہ شخص نصرانی تھا، مسلمان ہوا میرا کہ، نے نصرانیت اختیار کر لی۔

۳۷ حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ مشاہیر صحابہ میں سے ہیں اور حضرت اُمّ انس رضی اللہ عنہا

کے خاوند ہیں۔

٥٦٣٥- وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ

فَلَمَّا نَسِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَجَّهَتِ الشَّمْسُ

فَسَمِعَ صَوْتًا قَالَ يَهُودُ تُعَذِّبُ فِي

قُبُورِهَا

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوالولید رضی اللہ عنہ سے رعایت ہے

فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے مہجور

طوب جکا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز اٹھی

فرمایا یہود اپنی قبروں میں عذاب دے جارہے ہیں۔

(مسلم، بخاری)

اسلامیہ کبار صحابہ میں سے ہیں۔ ہجرت کے وقت سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہی کے مکان میں تھے۔

۱۷۔ یہ آواز یہودی فریاد کی بھی ہو سکتی ہے یا عذاب کے واقع ہونے کی یا عذاب دینے والے فرشتوں کی۔

اول ظاہر ہے، طبرانی کی روایت اس پر شاہد ہے۔

۵۶۴۶ ^{۳۱} وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ فَلَمَّا كَانَتْ قُرْبُ الْمَدِينَةِ هَاجَتْ رِيحٌ تَكَادُ أَنْ تَذِفَ الرَّايِبَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ هَذِهِ الرِّيحُ لِمَوْتِ مُنَافِقٍ فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ فَإِذَا عَظِيمٌ مِنَ الْمُنَافِقِينَ قَدْ مَاتَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۔ جو قریب تھا کہ سوار کو ہلاک کر دیتی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس ہوئے تو جب مدینہ سے قریب ہوئے تو ایک ہوا چلی جو سوار کو دفن کیے دیتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ہوا ایک منافق کی موت پر بھیجی گئی ہے۔ پھر مدینہ منورہ پہنچے تو منافقوں کا ایک سردار مر چکا تھا۔ (مسلم)

۲۔ منافق کی موت کے وقت سخت طوفان کا آنا، وحشت و پریشانی لاحق ہونا اس لیے ہوتا ہے کہ اس کے مرنے پر اے تکلیف ہوتی ہے۔

۵۶۴۷ ^{۳۲} وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى قَدِمْنَا عُسْفَانَ فَأَقَامَ بِهَا لَيَالِي فَقَالَ النَّاسُ مَا نَحْنُ هَاهُنَا فِي شَيْءٍ وَإِنَّ عِيَالَنَا لَخُلُوفٌ مَا نَأْمَنُ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَذَا الَّذِي نَقُصُّ بِسَيِّدِنَا مَا فِي الْمَدِينَةِ شَيْءٌ وَلَا لَقُبُ الْأَعْلِيَّ مَلَكَاتٍ يَحْرُسَانَهَا حَتَّى تَقْدُمُوا إِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ ارْتَحِلُوا فَإِذَا رَجَعْنَا وَاقْبَلْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ قَوْلَ الَّذِي يُحْلِفُ بِهِ مَا وَضَعْنَا رِحَالَنَا حِينَ دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ حَتَّى آخَرَا عَلَيْنَا بَنُو عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَطْفَانَ وَمَا يُهَيِّجُهُمْ قَبْلَ ذَلِكَ شَيْءٌ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۔ عسفان، عین پریش، سین ساکن اور فاء، مکہ معظمہ سے دو مراحل پر ہے۔

۲۔ خلوف، غام پریش، خلف یا خالف کی جمع، اس کا اطلاق موجود دو فائب زونوں پر ہوتا ہے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ عسفان پہنچے وہاں چند شب قیام فرمایا لوگ کہتے کہ ہم یہاں کسی کام میں تو ہیں نہیں اور ہمارے بال بچے اکیلے ہم سے غائب ہیں ہم ان پر مطمئن نہیں۔ یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مدینہ میں نہ کوئی گھائی ہے نہ کوئی راستہ مگر اس پر دو فرشتے ہیں جو اس کی حفاظت کر رہے ہیں حتیٰ کہ ہم لوگ وہاں پہنچے پھر فرمایا کوچ کرو ہم نے کوچ کیا اور مدینہ پہنچ گئے۔ اس کی قسم کھائی جاتی ہے کہ جب ہم مدینہ پہنچ گئے تو ابھی ہم نے سامان نہ اتارے تھے کہ ہم پر نبی عبداللہ بن عطفان نے حملہ کر دیا حالانکہ اس سے پہلے انھیں کوئی چیز نہیں بھیج گئی تھی۔ (مسلم)

نہایت میں ہے حالف کہتے ہیں جب سفر کی وجہ سے غائب اور خواتین گھروں میں مقیم رہیں۔
 ۳۵ شعب، شین کے نیچے زیر، پہاڑوں کے درمیان راستہ۔ نقب، نون پر زبر، قاف ساکن، یہی
 اسی طرح کے راستہ کے معنی میں آتا ہے لیکن یہاں دو شہری کوچہ کے دو محلوں کے درمیان مراد ہے۔ جیساکہ
 دوسری احادیث میں کہ آفتاب مدینہ پر فرشتے مقرر ہیں اور وہاں طاعون اور دجال کا داخلہ نہ ہوگا۔
 ۳۶ حلف صرف اللہ تعالیٰ کے نام کا ہی اٹھایا جاسکتا ہے۔

۳۷ غطفان۔ غبن اور طاع قبیلہ کا نام ہے۔

۳۸ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ اطلاع سچی ثابت ہوئی کہ مدینہ کی حفاظت مختار سے باہر رہنے کی
 صورت میں فرشتے کرتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں
 لوگوں کو سخت قحط سالی پہنچی تو جب نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے جمعہ کے دن کہ ایک یہاں
 اٹھا بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مل برباد ہو گیا
 اور بچے بھوکے ہو گئے آپ ہمارے لیے اللہ سے دعا
 فرمائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھائے
 ہم آسمان میں بادل نہیں دیکھتے تھے تو اس کی قسم میں
 کے قبضہ میں میری جان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ہاتھ نیچے نہ کیے حتیٰ کہ بادل پہاڑوں کی طرح
 اٹھا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منبر سے نازل ہوئے
 حتیٰ کہ میں نے آپ کی ڈاڑھی پر بارش پکے دیکھی ہم
 ہم پر آج اور کل اور برسوں ہوتی رہی دوسرے جمعہ
 تک اور یہی بدوی یا کوئی دوسرا آدمی کھڑا ہوا عرض
 کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاریت گز گئیں، مل
 ڈوب گئے، آپ اللہ سے دعا کریں تو حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم نے عرض کیا یا الہی ہمارے اس شمس برسا
 ہم پر نہ برسا۔ پھر آپ بادل شہ کے کسی گوشہ کی طرف
 اشارہ فرماتے مگر وہ چلا جاتا اور مدینہ تالاب کی طرح

۵۶۳۸ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ أَصَابَتِ النَّاسَ
 سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ قَبِيئَتَا النَّحْيِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَخْطُبُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَامَ أَعْرَابِيٌّ
 فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْكَ الْمَالُ
 وَجَاءَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللَّهَ لَنَا قَرَفَةً
 يَدْيُهِ وَمَا تَرَى فِي السَّمَاءِ قَرْعَةً
 قَوْلَ الَّذِي تَفِيئُ بَيْدًا مَا وَضَعَهَا
 حَتَّى سَارَ السَّحَابُ أَمْثَالَ الْجِبَالِ ثَوَّ
 لَوْ يَنْزِلُ عَنْ مِنْبَرِهِ حَقٌّ رَأَيْتُ
 الْمُنْظَرُ يَتَحَادَرُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمُطِرْنَا
 يَوْمَئِذٍ ذَلِكَ وَمِنْ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ
 حَتَّى الْجُمُعَةِ الْآخِرَى وَقَامَ خَالِكُ الْأَعْرَابِ
 أَوْ غَيْرُهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَهْدِمُ
 الْبَنَاءَ وَغَرَقَ الْمَالُ فَادْعُ اللَّهَ لَنَا
 قَرَفَةً يَدْيُهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا
 وَلَا عَلَيْنَا فَمَا يُشِيرُ إِلَيْنَا حَيْثُ
 مِنَ السَّحَابِ إِلَّا انْفَجَرَتْ وَصَارَتْ
 الْمَدِينَةُ مِثْلَ الْجُوبَةِ فَسَالَ

الْوَادِي قَنَاةٌ شَهْرٌ وَلَوْ يَجِيءُ أَحَدٌ
مِنْ نَاحِيَةِ الْأَحَدَةِ بِالْجَوْدِ وَفِي رِوَايَةٍ
قَالَ اللَّهُمَّ كَوِّلْنَا وَلَا عَلَيْنَا اللَّهُمَّ
عَلَى الْأَكَامِ وَالضَّرَبِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ
وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ فَاقْلَعْتُ
وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ہو گیا اور وادی قنات ایک مہینہ تک بہتی رہی۔ کسی
طرف سے کوئی نہ آیا مگر اس نے بارش کی خبر دی اور
ایک روایت میں ہے کہ انھیں ہم پر نہ برسا ہمارے اس
پاس برسا الہی ٹیکوں پر اور پہاڑوں پر اور جنگلوں
کے اندرون پر اور درختوں کے اگنے کی جگہ پر برسا،
فرمایا تو بارش رک گئی اور ہم دھوپ میں چلنے لگے۔
(بخاری مسلم)

۱۔ سنہ، سال کے معنی دیتا ہے لیکن پھر سال قحط کا معنی اس پر غالب آچکا ہے۔
۲۔ مال سے مراد باغ و زراعت اور چوپائے جو پانی نہ ملنے کی وجہ سے پریشان اور عیال تنگی معاش
کی وجہ سے۔

۳۔ قزع، قاف پر زبر، بادل کے ٹکڑے، قزعہ کی جمع ہے۔
۴۔ جامع الاصول میں ہے، ابھی ہاتھ مبارک نیچے نہیں آئے تھے اور یہی ظاہر ہے۔
۵۔ منبر سے نیچے آتے اور مسجد سے باہر نکلتے ہی بارش شروع ہو گئی۔ حدود کا معنی اوپر سے نیچے آنا
ہے یہ صعود کی ضد ہے۔

۶۔ بارش رکنے کی دعا فرمائیے۔

۷۔ ہمارے ارد گرد سے مراد کھیتیاں اور باغات ہیں۔ حوالہ لام پر زبر نہ کہ زیر حول اور احوال کا ایک
ہی معنی ہے، تکرار و تعدد کی وجہ سے لفظ تثنیہ ذکر کیا گیا ہے۔
۸۔ بعض روایات میں من السحاب کی جگہ من السماء ہے۔

۹۔ یعنی تمام اطراف مدینہ میں بارش جاری رہی مگر شہر مدینہ میں بارش رک گئی۔ جو یہ جیم پر زبر،
واو ساکن۔

۱۰۔ قاموس میں ہے جو بے پیر اور جو یہ گرٹھا، دوسری روایت میں جو یہ کے بجائے اکیل ہے۔ یعنی شہر مدینہ
کا بالائی حصہ تاج کی مانند ہو گیا۔

۱۱۔ قنات، منصوب و مرفوع دونوں طرح ہے پہاڑ کی ایک طرف نالہ کا نام ہے، یعنی وہ نالہ ایک
تک جاری رہا جس کا نام قنات ہے، یہ روایت بخاری کے موافق ہے، کیونکہ اس میں ہے وادی قنات جاری رہا
اس صورت میں لفظ قنات تنوین کے بغیر مفتوح ہوگا۔

۱۲۔ جود، جیم پر زبر، واو ساکن، کثیر بارش یا ایسی بارش جس سے بڑھ کر نہ ہو۔
۱۳۔ اکام، اکم، الف، کاف اور میم تینوں پر زبر، وہ سخت و بلند جگہ جو ابھی پھرنے لگی ہو۔

۳۱۔ ظراب، ظہر کے نیچے زیر، ظرب بر وزن کتف، فراخ پہاڑ یا چھوٹا پہاڑ
۳۲۔ راوی سے مراد حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں۔

۵۶۴۹ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ اسْتَنَدَ إِلَى جَذْعٍ نَخْلَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَلَمَّا صَنِعَ لَهُ الْمُنْبَرُ فَاسْتَوَى عَلَيْهِ صَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِي كَانَتْ يَخْطُبُ عَنْهَا حَتَّى كَادَتْ أَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَخَذَهَا قَصَبَهَا إِلَيْهِ فَجَعَلَتْ ثِيَابُ أَنْبِيَاءِ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكِّتُ حَتَّى اسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ -

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۳۱۔ جذع، جیم کے نیچے زیر، ذال مسکن

۳۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں مسجد کے ستون کھجور کے تھے۔ منبر بننے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ستون کے ساتھ ہی ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے۔

۳۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کی وجہ سے

۳۴۔ یکت، کاف مشد

۳۵۔ بعض روایات میں اونٹنی کے بچے کی طرح رونے کا ذکر ہے۔ حنین بمعنی شوق و محبت یہاں وہ

آواز مراد ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق پر دلالت کر رہی ہے۔

۳۶۔ کھجور کے تنے والی حدیث صحابہ کی پوری جماعت سے کثیر طرق سے مروی ہے کہ اس میں کسی مشہور

شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ مواہب لدنیہ میں شیخ علامہ تاج الدین سبکی سے ہے کہ اکابر مشاہیر علماء شوافع کہتے

ہیں کہ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ حدیث کھجور متواتر ہے۔ حافظ ابن حجر، فتح الباری میں کہتے ہیں۔ کھجور اور

شک چاند کا واقعہ مشہور طریقہ سے مروی ہے اور ہر اس کو یقین کا فائدہ دے گا جو حدیث کے طرق سے مطلع

ہوگا۔ قاضی عیاض مشارق میں کہتے ہیں کھجور والی حدیث مشہور ہے اور اس کے بارے میں خبر متواتر ہے۔ تمام

اہل صحیح نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ امام حسن بصری جب حدیث بیان کرتے روڑے اور فوطے لے لے کر

بند و خشک لکڑی شوق نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں روتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق میں ہتھارار و نازا زیادہ لائق و مناسب ہے کیونکہ تم لکڑی سے کم نہیں ہو۔ شعر

وہ ہتھار اور گھاس جس میں خصوصیت ہے وہ اس آدمی سے بہتر ہیں جس میں معرفت نہیں۔

۵۶۵۰ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ رَجُلًا
أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِشَمَالِهِ فَقَالَ كُلْ بِيَمِينِكَ قَالَ
لَا اسْتَطِيعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهُ
إِلَّا الْكِبَرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بائیں ہاتھ سے کھانا تو اپنے فرمایا اپنے دائیں ہاتھ سے کھا وہ بولا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ فرمایا اب طاقت نہ رکھے گا لے صرف تکبر نے اس سے منع کیا۔ راوی نے فرمایا کہ وہ پھر یہ ہاتھ اپنے منہ تک نہ اٹھا سکا۔ (مسلم)

۵۶۵۱ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ
فَزَعُوا مَرَّةً فَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَرَسًا لَدِي طَلْعَةِ بَطِيئَةٍ وَكَانَ
يَقْطِيفُ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ وَجَدْنَا فَرَسَكُمْ
هَذَا بِحَرًّا فَكَانَ ذَلِكَ لَا يُجَارَى وَفِي
رَوَايَةٍ فَمَا سَبَقَ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمَ
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۱۔ چوروں یا دشمنوں کی وجہ سے

۲۔ یہ محاورہ اس وقت بولا جاتا ہے جب وہ تیز رفتار ہو اور دریا کی طرح روکا نہ جا سکے۔

۳۔ مجاری، جیم مجہول ہے، مجازات سے مشتق ہے بمعنی معارضہ و مباہات۔ اصل میں ایک دوسرے کے ساتھ چلنے کے معنی میں آتا ہے۔ دوسری روایت میں لا یجاذی، عائد اذ ذال، محاذات کا معنی مقابل ہے۔ بعض روایات میں یہ ہے۔

۴۔ اس کے بعد کوئی اس پر سبقت نہ لے جاتا۔

۵۶۵۲ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ تَوَفَّيَ أَبِي وَعَلَيْهِ
دَيْنٌ فَعَرَضْتُ عَلَى غُرَمَائِهِ أَنْ يَأْخُذُوا
الشَّهْرَ بِمَا عَلَيْهِ فَأَبَوْا فَأَكْبَتِ النَّبِيُّ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

فرماتے ہیں کہ میرے والد کی وفات ہوئی ان پر قرض تھا میں نے ان کے قرض خواہوں سے درخواست کی

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ عَلِمْتُ
أَنَّ وَالِدِي قَدْ اسْتَشْهَدَ يَوْمَ أَحَدٍ
وَتَرَكَ دَيْنًا كَثِيرًا وَآتَى أَحِبُّ
أَنْ يَرَىكَ الْغُرْمَاءُ فَقَالَ لِي إِذْ هَبْ
فَبَيْدِرُ كُلَّ تَمِيٍّ عَلَى نَاحِيَةٍ فَفَعَلْتُ
ثُمَّ دَعَوْنَهُ فَلَمَّا نَظَرُوا إِلَيَّ كَانَتْهُمْ
أَعْرُؤُا بِي تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَأَى
مَا يَصْنَعُونَ طَافَ حَوْلَ أَعْظَمِهَا بَيْدِرًا
ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ
قَالَ أَدْعُ لِي أَصْعَابَكَ فَمَا زَالَ يَكِيلُ
لَهُمْ حَتَّى آدَى اللَّهُ عَثَبُ وَالِدِي
أَمَانَتَهُ وَأَنَا أَرْضَى أَنْ يُودِيَ اللَّهُ
أَمَانَتَهُ وَالِدِي وَلَا أَرْجِعُ إِلَى أَخَوَاتِي
بِتَمَرَةٍ فَسَلَّمَ اللَّهُ الْبَيَادِرَ كُلَّهَا
وَحَتَّى آتَى أَنْظُرُ إِلَى الْبَيْدِرِ الَّذِي
كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَتْهَا لَهُ تَنْقُصُ تَمْرَةٍ وَاحِدَةً
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

وہ اپنے قرض کے عوض موجودہ چھوڑے لے لیں انہوں
نے انکار کیا تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا
میں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ
میرے والد اُحد کے دن شہید ہو گئے اور بہت سا قرض
چھوڑ گئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو قرض خواہ دیکھیں
فرمایا جاؤ ہر قسم کے چھوڑوں کا ایک ایک طرف ڈھیر
لگا دو۔ میں نے یہ کام کر دیا پھر میں نے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کو بلایا۔ جب قرض خواہوں نے حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کو دیکھا تو شاید وہ اس گھڑی مجھ پر عجب کئے گئے
پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کا یہ عمل دیکھا
تو ان میں سے بڑے ڈھیر کے آس پاس تین پھر گھوسے
پھر اس پر بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا اپنے قرض خواہوں کو ہارے
سامنے بلاؤ پھر آپ ناپ کراتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ
میرے باپ کا سارا قرض ادا کر دیا۔ میں اس پر راضی تھا
کہ اللہ میرے والد کا قرض ادا کر دے۔ میں اپنی بہنوں
کو ایک چھوڑا بھی نہ پہنچاؤں مگر اللہ نے سارے ڈھیر
سلامت رکھے اور حتیٰ کہ میں اس ڈھیر کو دیکھتا تھا میں پر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ گویا اس میں سے ایک چھوڑا
بھی کم نہیں ہوا۔ (بخاری)

۱۔ جو میرے باغ سے حاصل ہوئی تھیں

۲۔ کیونکہ وہ قرض سے کم تھیں

۳۔ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے قرض میں کمی کر دیں یا بطور معجزہ کھجوریں قرض کے مطابق
ہو جائیں۔

۴۔ اغروا، ہمزہ پر پیش، عین پر سکون، را پر پیش۔ صراح میں ہے غرا پھلی کاڑپنا
۵۔ اپنے قرض خواہوں کو

۶۔ یہ حضرت جابر کے والد کی بیٹیاں تھیں جنہیں وہ اپنی بہنیں کہہ رہے ہیں۔ الغرض میرے والد کا قرض پورا
ادا ہو جائے خواہ میں اپنی بہنوں کے لیے کچھ بھی نہ لے جاؤں۔

۱۷۵۲ عہ تم پر رفع اور نصب دونوں جائز ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس ڈھیر پر تشریف فرما ہوئے اور وہاں سے پیمانہ کے ساتھ قرض ادا فرمایا تو اس ڈھیر سے کسی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۵۶۵۲ وَعَنْهُ قَالَ إِنَّ أُمَّ مَالِكٍ كَانَتْ تُهْدِي لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُمَّتِهَا لَهَا سَمْنًا فَيَأْتِيهَا بَنُوهَا فَيَسْأَلُونَ الْأُدْمَ وَكَانَ عِنْدَهُمْ يَجُوعٌ فَتَعْمِدُ إِلَى الْغَدِي كَانَتْ تُهْدِي فِيهِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَجِدُ فِيهِ سَمْنًا فَمَا زَالَ يُقِيمُ لَهَا أُدْمَ بَيْتِهَا حَتَّى عَصَرَتْهُ فَأَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَصَرْتِهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ كَوْتَرَكُنَّهَا مَا زَالَ قَائِمًا - (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

انہی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اُمّ مالکؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے ڈبہ میں گھی کا ہدیہ بھیجا کرتی تھیں۔ ان کے پاس ان کے بچے آتے ان سے سالن مانگتے حالانکہ ان کے پاس کچھ نہ ہوتا تو وہ اس ڈبے کی طرف جاتیں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجا کرتی تھیں تو اس میں گھی پاتی تھیں۔ ان کے لیے ان کے گھر کا سالن رہا۔ حتیٰ کہ انہوں نے اسے نچوڑ لیا پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں فرمایا کیا تم نے اسے نچوڑ لیا۔ عرض کیا ہاں! فرمایا اگر تم اسے چھوڑ دیتیں تو وہ باقی رہتا۔ (مسلم)

۱۷۵۳ عہ اُمّ مالکؓ یہ صحابیات میں سے ہیں۔ عکہ، عین پر پیش کا ف مشد وہ برتن جس میں تیل اور شہد ڈالا جاتا ہے۔ ہاں تیل کے لیے یہ زیادہ مخصوص ہوتا ہے۔

۱۷۵۴ عہ کیونکہ جو روغن تھا وہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔ اُدْم ہمزہ پر پیش وال ساکن، اُدْم ہمزہ کے نیچے زیر کھانے کے لیے روٹی۔

۱۷۵۵ عہ یعنی ام مالکؓ اس میں سے ہمیشہ روغن حاصل کرتیں اور وہ ختم نہ ہوتا۔

۵۶۵۳ وَعَنْ النَّبِيِّ قَالَ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لَأُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيفًا أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ فَهَلْ هُنْدَلٌ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَكَلَفَتْ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدَيْهَا وَلَا تَشْنِي بِبَعْضِهِ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ابو طلحہ نے اُمّ سلیم سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کمزور سنی ہے جس میں بھوک محسوس کرتا ہوں۔ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے وہ بولیں ہاں چنانچہ انہوں نے جو کی چند ٹکیاں نکالیں پھر اپنا دوپٹہ نکالا تو اس کے بعض سے روٹیاں لپٹیں پھر اسے میرے ہاتھ سے چھپا دیا اور بعض حصہ لپٹ لیا دیا۔ پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تو میں وہ لے گیا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَتْ بِهِ فَوَجَدَتْ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ
 النَّاسُ فَسَلَّمَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَكِ أَبُو طَلْحَةَ
 قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ
 مَعَهُ قَوْمُوا قَالَتْ طَلَّقَ وَأَنْطَلَقْتُ يَتَنَ
 أَيْدِيهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ
 فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ يَا أُمِّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ
 وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نَطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ اللَّهُ
 وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَتْ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ طَلْحَةَ مَعَهُ
 فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لِي
 يَا أُمِّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكَ فَأَتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْزِ
 فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ
 قَفَّتْ وَعَصَرَتْ أُمِّ سُلَيْمٍ عَكَّةً فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ
 مَا سَأَلَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ قَالَ أَتُذِنُ
 لِعَشْرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا
 ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ أَتُذِنُ لِعَشْرَةٍ فَأَكَلِ
 الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ أَوْ
 ثَمَانُونَ رَجُلًا مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِسُلَيْمٍ
 أَنَّهُ قَالَ أَتُذِنُ لِعَشْرَةٍ فَدَخَلُوا فَقَالَ كُلُوا
 وَسَمُّوا اللَّهَ فَأَكَلُوا حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ بِثَمَانِينَ
 رَجُلًا ثُمَّ أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں لے آیا۔ آپ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے ساتھ لوگ تھے میں نے انھیں سلام
 کیا تو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا
 تم کو ابو طلحہ نے بھیجا ہے میں نے کہا ہاں۔ فرمایا کھانا
 دے کر۔ میں نے کہا ہاں۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اپنے پاس والوں سے کہا اٹھو حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم چلے اور میں ان کے سامنے چلا حتیٰ
 کہ میں ابو طلحہ کے پاس آیا تو میں نے انھیں یہ خبر دی
 ابو طلحہ نے کہا اے ام سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم لوگوں کو لے کر تشریف لے آئے ہمارے پاس
 کھانا نہیں جو انھیں کھلائیں وہ بولی اللہ اور رسول ہی
 جانیں۔ ابو طلحہ چلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 ملے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ابو طلحہ
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم جو کچھ تمھارے پاس ہے
 لاؤ چنانچہ یہ ہی روٹیاں لائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے انھیں حکم دیا وہ توڑ دیتی گئیں۔ ام سلیم نے ڈبہ
 بچھڑا لے سالن بنا دیا پھر اس میں رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے وہ پڑھا جس کا پڑھنا اللہ نے چاہا پھر
 فرمایا اے آدمیوں کو اجابت دوا انھیں بلایا گیا۔ انھوں نے
 کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے پھر چلے گئے پھر فرمایا اور دس کو
 بلاؤ پھر اور دس کو تو ساری قوم نے کھایا اور سیر ہو گئے
 قوم کل شریا اسی آدمی تھے (بجاری وسلم) اور حکم
 کی ایک روایت میں ہیں ہے کہ دس کو بلاؤ وہ آگے فرمایا
 کھاؤ بسم اللہ پڑھ کر انھوں نے کھایا حتیٰ کہ یہی معاملہ
 اسی آدمیوں سے کیا گیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور

گھر والوں نے کھایا اور بقیہ چھوڑ بھی دیا اور بخاری کی ایک روایت میں یوں ہے کہ فرمایا کہ میرے پاس دس آدمی لاؤ حتیٰ کہ چالیس آدمی گنائے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا تو میں دیکھنے لگا کہ کیا اس میں سے کچھ کم ہوا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ پھر بقیہ لیا اسے جمع کیا۔ فرمایا پھر اس میں برکت کی دعا کی تو وہ جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا تو فرمایا اسے نور۔

وَأَهْلُ الْبَيْتِ وَتَرَكَ سُورًا وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ قَالَ أَدْخِلْ عَلَيَّ عَشْرَةَ حَتَّى عَدَّ الرَّبْعِينَ ثُمَّ أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ هَلْ نَقَصَ مِنْهَا شَيْءٌ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ ثُمَّ أَخَذَ مَا بَقِيَ فَجَمَعَهُ ثُمَّ دَعَا فِيهِ بِالْبَرَكَاتِ فَعَادَ كَمَا كَانَ ذِيَالِ دُونَكُمْ هَذَا۔

۱۷ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں

۱۸ لاثت، لوث سے ہے دستار باندھنا، حضرت انس رضی اللہ عنہ ان دنوں آٹھ سال کے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتے۔

۱۹ منقول ہے کہ یہاں وہ جگہ مراد ہے جو نماز کے لیے بنائی گئی تھی اور یہ واقعہ غزوہ خندق کا ہے جیسا کہ واقعہ حضرت جابر میں ہے۔

۲۰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مطلع ہوئے کہ حضرت انس کے پاس چند روٹیاں ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا دو تین صحابہ کے ساتھ تناول فرمانا مناسب نہ جانا اور معجزہ کا ظہور بھی باعث بنا۔ آپ بھی چلے اور صحابہ کو بھی چلنے کا حکم دیا۔

۲۱ تمام کے آنے کی حکمت وہ خوب جانتے ہیں گو یا حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سمجھ گئی تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم برائے اظہار معجزہ تشریف لا رہے ہیں اور نہایت ہی عقل مند خواتین میں شمار ہوتی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے بھی آگاہ تھیں۔

۲۲ اگر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا واقعہ پہلے کا ہو تو اس پر قیاس کرتے ہوئے فراست سے انھیں اس کا علم ہو گیا تھا۔

۲۳ فتن، فائدہ پر زبرد شد، روٹی کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔

۲۴ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں خیر و برکت کی دعا فرمائی۔

۲۵ ابو طلحہ کو فرمایا یا کسی اور صحابی کو جو موجود تھے۔

۲۶ دس دس طلب کرنے میں حکمت یہ ہو سکتی ہے کہ جگہ تنگ تھی اور وہ برتن جس میں کھانا تھا اس کا

حلقہ دس آدمیوں کا ہی تھا۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ حکمت یہ تھی کہ تمام کو بلا لیا جاتا اور ان کی نظر قبیل طعام پر پڑتی تو ان کی کھانے میں حرص زیادہ ہوتی کیونکہ وہ یہ گمان کرتے کہ کھانا پورا نہ ہوگا۔ حرص اور عدم کفایت کا وہم برکت کے زوال کا سبب ہوتا۔

۱۵ حضرت ابو طلحہ کے خاندان نے

۱۵ میں نے دیکھا کہ کھانا کم تو نہیں ہو گیا۔ یہ روایت اسی افراد کے منافی نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس افراد کے بعد کھانا تناول فرمایا اور بقیہ چالیس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تناول کیا

۵۶۵۵ وَعَنْهُ قَالَ اَلَيْسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِنَاءٍ وَهُوَ بِالزَّوْرَاءِ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْاِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ (لِقَوْمٍ) قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِاَنَسٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَلَاثٌ مِائَةً اَوْ زُهَاءً ثَلَاثٌ مِائَةً (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

انہیں سے روایت ہے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک برتن لایا گیا آپ زوراء میں تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں اپنا ہاتھ رکھا تو پانی آپ کی انگلیوں سے پھوٹنے لگا۔ قوم نے وضو کر لیا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس سے کہا کہ تم کتنے تھے؟ فرمایا تین سو یا چار سو کے قریب (مسلم، بخاری)

۱۶ زوراء، زاء پر زبر، یہ بازار میں معروف جگہ کا نام ہے۔
۱۷ ينبع، یاء اور باء

۵۶۵۶ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْاَيَاتِ بَرَكَهً وَاَنَّهُ تَعْدُوْنَهَا تَعْوِيفًا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ الْمَاءُ فَقَالَ اَلْهَبُوا قَضَلَةً مِنْ مَّاءٍ فَجَاءُوا بِاِنَاءٍ فِيْهِ مَاءٌ قَلِيلٌ فَادْخَلَ يَدَهُ فِي الْاِنَاءِ ثُمَّ قَالَ حَتَّى عَلَي الطُّهُورِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَهَ مِنَ اللّٰهِ وَلَقَدْ رَاَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اصَابِعِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے، فرماتے ہیں ہم معجزات کو برکت شمار کرتے تھے اہم انہیں طور کی چیز سمجھتے ہو ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو پانی کم ہو گیا فرمایا کچھ بچا ہوا پانی تلاش کر لوگ ایک برتن لائے جس میں پانی سا پانی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں اپنا ہاتھ ڈال دیا جس میں پانی سا پانی تھا پھر فرمایا کہ برکت والے پاک پانی اور اللہ کی برکت پر۔ میں نے پانی کو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا ہے اور لپٹتا ہوا کھانے کی چیز بنتے تھے حالانکہ وہ کھایا جانا تھا۔ (بخاری)

۱۸ ہم اصحاب رسول ان آیات کو اپنے دلوں میں نور حاصل کرنے کا سبب سمجھتے تھے۔

۱۹ کفار کے لیے جو ان کے منکر ہیں، آیات سے مراد یا تو قرآنی آیات ہیں جو آسمان سے پھینچے آئیں یا معجزات میں جن کا ظہور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا، معجزات کا مراد لینا زیادہ ظاہر ہے جیسا کہ سیاق حدیث سے واضح ہے۔ یعنی آیات اگرچہ کفار اور منکرین کے لیے خونی کا سبب ہیں لیکن اہل ایمان کے دلوں میں نور برکت کا

ذریعہ ہیں۔ کیونکہ ان سے محبت اور عقیدت رکھنے والے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دورِ مہاجر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا تذکرہ بطور برکت و تبرک کیا جاتا ہو تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو جائے کیونکہ اس وقت ان کا منکر اور مخالف کوئی موجود نہ تھا جنہیں ڈرانا مقصد ہو۔ بخلاف ہمارے دور کے اب لوگ ان میں شک اور انکار کرنے لگے ہیں لہذا ان کے ذکر میں مقصد ان کو خوف دلانا بھی ہوگا۔ اس کے بعد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک معجزہ کا تذکرہ کیا۔

۳۷ یعنی وہ برتن جس میں محوڑا سا پانی تھا۔

۳۸ اس حدیث کے الفاظ واضح کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے اُبل رہے تھے۔ جمہور علماء کی یہی رائے ہے کہ انہوں نے اس پانی کو اس پانی پر ترجیح دی ہے جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے پھرے جاری ہوا تھا۔ ہم اس قول کی طرف توجہ ہی نہیں کریں جس میں کہ پانی خود زیادہ ہو گیا تھا اور اس نے جوش مارا تو انگلیوں کے درمیان تک پہنچ گیا۔ ہم نہیں جانتے کہ اس قائل کو یہ تادل کیوں کرنا پڑی؟ اب رہا یہ معاملہ کہ اس میں کیا راز تھا کہ محوڑا سا پانی منگوا یا حالانکہ اس کے بغیر بھی پانی موجود ہو سکتا تھا۔ اس کی حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ تاکہ یہ وہم نہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پانی پیدا کرنے والے ہیں کیونکہ ایجاد اللہ عزوجل کی طرف سے ہے لیکن یہ بات محلِ نظر ہے کہ پانی کا اضافہ بھی تو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی سے ہے۔ اس لیے فرمایا برکت اللہ کی طرف سے ہے۔ بندہ مسکین عبد الحق بن سیف الدین (اے اللہ تعالیٰ برکت و یقین کی دولت عطا فرمائے) کہتا ہے کہ اس طرح کا معجزہ کثرتِ طعام و شراب اور باقی مقامات پر بھی ہوا کہ وہاں برکت کی وجہ سے اضافہ ہو۔ کیا ہم اس کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے اس برتن اور کھانے کو ڈھانپے رکھو اور اس کو دیکھنا نہیں حتیٰ کہ اگر دیکھا تو اثرِ معجزہ ختم ہو جاتا ہے۔ اہل علم نے اس کی متعدد وجوہ بیان کی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ حقیقتِ حال سے زیادہ آگاہ ہے۔ اس کے بعد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ دوسرا معجزہ بیان کرتے ہیں۔

۳۹۷۷ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّكُمْ تَسِيرُونَ عَشِيَّتَكُمْ وَلَيْتَكُمْ دَتَا قُتُونُ الْمَاءِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ غَدًا فَإِنْ طَلَقَ النَّاسُ لَا يَلُوجِي أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ قَالَ أَبُو قَتَادَةَ كَبَيْتُ مَا رَوَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْسِيرٌ حَتَّى الْيَمَاءُ الْبَيْدُ قَالَتْ عَلَى الطَّرِيقِ فَوَضَعَتْ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ احْفَظُوا عَيْنَكُمْ صَلُّوا تَنَا فَكَانَ

حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تو فرمایا تم اپنی رات بھر اور کل تک چلتے رہو گے اور انشاء اللہ کل پانی تک پہنچو گے تو لوگ چلے اس طرح کہ کوئی کسی پر توجہ نہیں کرتا تھا۔ ابو قتادہ فرماتے ہیں کہ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چل رہے تھے حتیٰ کہ رات آدھی ہو گئی تو آپ راستہ سے ہٹ گئے آپ نے اپنا سر مہلک رکھا پھر فرمایا کہ ہم پر ہماری نماز کی حفاظت کرنا

أَوَّلَ مَنْ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالشَّمْسُ فِي ظَهْرِهَا ثُمَّ قَالَ ارْكَبُوا فَرَكِبْنَا فَبَدَأَ نَاحِي إِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ ثُمَّ دَعَا بِمِيْضَاءٍ كَانَتْ مَعِيَ فِيهَا شَيْءٌ مِّنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا وَضُوءٌ دُونَ وَضُوءٍ قَالَ وَبَقِيَ فِيهَا شَيْءٌ مِّنْ مَّاءٍ ثُمَّ قَالَ احْشَظْ عَلَيْنَا مِيْضَاءَ تِلْكَ فَسَيَكُونُ لَهَا نَبَأٌ ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٍ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى الْغَدَاةَ وَرَكِبَ رَكِبْنَا مَعَهُ فَأَتَيْنَا إِلَى النَّاسِ حِينَ امْتَدَّ النَّهَارُ وَحَبَسَ كُلُّ شَيْءٍ وَهُمْ يَقُولُونَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلَكْنَا وَعَطِشْنَا فَقَالَ لَا هَلَاكَ عَلَيْكُمْ وَدَعَا بِالْمِيْضَاءِ فَجَعَلَ يَصُبُّ وَأَبُو قَتَادَةَ يَسْقِيهِمْ فَلَمَّا بَعْدَ أَنْ رَأَى النَّاسُ مَاءً فِي الْمِيْضَاءِ تَكَاثَرُوا عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسِنُوا السَّلَامَةَ كُلُّكُمْ سَيَرَوْنِي قَالَ فَفَعَلُوا فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُبُّ وَاسْقِيَهُمْ حَتَّى مَابَقِيَ غَيْرِي وَغَيْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ فَقَالَ لِي أَشْرَبُ فَقُلْتُ لَا أَشْرَبُ حَتَّى تَشْرَبَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ إِنَّ مَاتِي الْقَوْمَ أَخِي هُمْ قَالَ فَشَرِبْتُ وَشَرِبَ قَالَ فَأَتَى النَّاسُ الْمَاءَ حَامِلِينَ

تو پہلے جو صاحب جاگے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جب کہ دھوپ آپ کی پشت شریف میں تھی۔ پھر فرمایا سوار ہو چنانچہ ہم سوار ہوئے پھر چلے حتیٰ کہ جب سورج چڑھ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اترے پھر وضو کا برتن منگایا جو میرے سامنے تھا جس میں کچھ پانی تھا تو اس سے وضو کیا بلکہ وضو کیا عام وضوؤں سے کم فرمایا کہ کچھ پانی باقی رہ گیا، فرمایا اس برتن کو میرے لیے سنبھال کے رکھنا کہ اس سے ایک قابل حکایت معجزہ ہوگا۔ پھر جناب بلال نے نماز کی اذان کہی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر فجر کے فرض پڑھے اور سوار ہو گئے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار ہوئے تو ہم لوگوں تک اس وقت پہنچے جب دن چڑھ گیا اور ہر چیز گرم ہو گئی لوگ کہہ رہے تھے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم ہلاک ہو گئے ہم پیاسے ہو گئے تو فرمایا تم پر ہلاکت نہ آئے گی اور وضو کا برتن منگایا تو آپ اندھینے لگے اور ابوقتادہؓ لوگوں کو پلانے لگے سیر نہ ہوئی تھی کہ لوگوں نے برتن میں پانی دیکھ لیا لوگ اسی پر ٹوٹ پڑے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخلاق اچھے رکھو تم سب سیر ہو جاؤ گے۔ راوی نے فرمایا کہ لوگوں نے ایسا ہی کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندھینے لگے اور میں پلانے لگا حتیٰ کہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی باقی نہ رہا پھر اندھلا مجھ سے فرمایا پیو میں نے عرض کیا میں نہیں پیوں گا حتیٰ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پی لیں تو فرمایا قوم کو پلانے والا آخر میں ہوتا ہے فرمایا تو پی لے اہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا فرمایا راوی نے کہ لوگ پانی پر پہنچے خوب سیر ہو کر راحت پاتے تھے ان کی

رَوَّاهُ مُسْلِمٌ هَكَذَا فِي مَصَحِّحِهِ وَكَذَا فِي
كِتَابِ الْمُحَبَّبِ وَجَامِعِ الْأُصُولِ وَزَادَ فِي
النُّصَائِحِ بَعْدَ قَوْلِهِ اِنْخِرُوهُ لَفْظَةً شَرْبًا -
صحیح میں یوں ہی ہے اور ایسے ہی ہے کتاب
حمیدی اور جامع الاصول میں اور زیادہ معانیج میں
آخر حکم کے بعد لفظ شراباً زیادہ فرمایا

۱۷ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ مشاہیر صحابہ میں سے ہیں۔

۱۸ عشیہ، زوال کے بعد کا وقت

۱۹ اس پانی کی طرف اشارہ ہے جو بطور معجزہ ظہور پذیر ہوگا اور اس کا تذکرہ آخر حدیث میں آ رہا ہے۔

۲۰ ہر کوئی رواں دواں ہے مگر پانی کی طرف کسی کا التفات اور اہتمام نہیں تھا۔

۲۱ بہتر ہر وہ چیز جسے درمیان کے ساتھ ملا دیا گیا ہو، اہوا، ہمزہ کے نیچے زیر،

بر وزن احار۔

۲۲ آرام کرنے کے لیے۔

۲۳ بیدار نہ ہوتا کہ نماز صبح قضا نہ ہو جائے۔ لیکن تمام سو گئے اور کوئی بھی نماز کے لیے بیدار نہ ہو سکا۔

۲۴ میضاه، میم کے نیچے زیر، یا عساکن، صاد کے بعد ہمزہ، بڑا کوزہ

۲۵ قلت پانی کی وجہ سے میا نہ وضو فرمایا

۲۶ ظہور معجزہ کی وجہ سے اس کی شان دیکھنے والی ہوگی۔

۲۷ فجر کی دو سنتیں

۲۸ یا تو صحابہ کے پاس پانی تھا جس سے انہوں نے وضو کیا یا انہوں نے تیمم کیا تھا۔ حدیث میں صراحۃً

ذکر نہیں۔

۲۹ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ چکے تھے۔

۳۰ یہ پانی ظاہر ہونے کی بشارت ہے۔

۳۱ حضرت ابوقتادہ سے

۳۲ جب کوزے میں پانی دیکھا تو صحابہ دلاں رکھتے ہوں گے تاکہ پانی حاصل کریں۔ کبہ، کاف پر زبر اور

۳۳ معقول ہیں، ازدحام ہونا، لوگوں کی جماعت، لوگوں کے علاوہ کے لیے بھی یہ لفظ آتا ہے۔ صراح

۳۴ بے سواروں کی جماعت کو کبہ کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ کبکہ

۳۵ علاء، میم پر زبر، لام اور ہمزہ، خلق اور اشراف قوم کو بھی کہا جاتا ہے بلکہ خلق بھی آدمی میں اکرم و

۳۶ اشراف ہوتا ہے۔

۳۷ یزوی واؤ پر زبر، بمعنی سیرابی برعکس یزوی یرؤی ازروایت

۳۸ یعنی پانی پلانے میں ادب یہی ہے کہ پہلے تمام کو پلائے اور اس کے بعد خود پئے یہ توحقیقت کے اعتبار سے

در نہ ساقی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ ہاں ابوقتادہ واسطہ تھے۔

۵۶۵۸ء جام، جیم کے نیچے زیر، راحت، روا، رادی کی جمع بمعنی سیراب ہونے والے۔

۵۶۵۸ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ غَزْوَةِ تَبُوكَ أَصَابَ النَّاسَ حَاجَةٌ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ أَرْوَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ اللَّهَ لَهُمْ عَلَيْهِمَا بِالْبَرَكَتِ فَقَالَ نَعَمْ فَدَعَا بِنُطْعِ قَبِيطَ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ أَرْوَادِهِمْ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يُجِئُ بِكَفِّ ذُرَّةٍ وَيُجِئُ الْآخَرَ بِكَفِّ تَمْرٍ وَيُجِئُ الْآخَرَ بِكَسْرَةٍ حَتَّى اجْتَمَعَ عَلَى النَّطْعِ شَيْءٌ لَيْسَ بِرَءٍ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَتِ ثُمَّ قَالَ اخْذُوا فِي أَوْعِيَتِكُمْ فَاخْذُوا فِي أَوْعِيَتِهِمْ حَتَّى مَا تَرَ كَوْمًا فِي الْعَسْكَرِ وَعَاءً إِلَّا مَلَأُوهُ قَالَ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا وَفَضُلَتْ فَضْلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ لَا يُلْقَى اللَّهُ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرُ شَاقٍ فَيُحْجَبُ عَنِ الْجَنَّةِ -

(رداءہ منسلک)

۱۷۰۰ یہ نویں ہجری رجب کا واقعہ ہے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ تھا۔ تبوک، شام اور

مدینہ کے درمیان جگہ کا نام ہے۔

۱۷۰۱ جماعہ، میم پر زبر، لوگوں کا بھوکا ہونا

۱۷۰۲ حکم فرمائیں تاکہ ہر کوئی اپنے توشہ میں سجا ہوا یہاں لائے۔

۱۷۰۳ علیہ بکاتب کی غلطی ہے جیم پر زبر ہے۔

لکھ لٹخ، نون پر زبر، طاء کے نیچے زبر یا طاء پر زبر یا سکون، افصح پر ہے کہ فون کے نیچے زبر اور طاء پر زبر ہو۔

۵۵ ذرہ، ذال پر پیش، را مخففہ، وانہ مشہود کا نام ہے۔ صراح میں ہے ذرہ ارزن۔

۵۶ کسرہ، کاف کے نیچے زبر، سین ساکن

۵۷ فضلت، ضاد پر زبر ماضی ہے۔ فُضِّلَ، فاعل پر زبر، حناد ساکن۔ غزوفۃ تبوک کے بارے میں منقول ہے کہ وہاں لشکر کی تعداد ایک لاکھ تھی۔

۵۶۵۹ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرُوسًا بَزَيْنَبَ فَعِمِدَتْ أُخْيُ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى تَمْرِ وَ سَمْنٍ وَ أَقِطٍ فَصَنَعَتْ حَيْسًا فَجَعَلَتْهُ فِي تَوْرٍ فَقَالَتْ يَا أَنَسُ إِذْهَبْ بِهَذَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْ بَعَثْتُ بِهَذَا إِلَيْكَ أُخْيُ وَ هِيَ تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَ تَقُولُ إِنَّ هَذَا لَكَ مِنَّا قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَذَهَبَتْ فَقُلْتُ فَقَالَ صَعُهُ ثُمَّ قَالَ إِذْهَبْ فَادْعُ لِي فُلَانًا وَ فُلَانًا وَ فُلَانًا رِجَالًا سَتَاهُو وَادْعُ مِنِّي لَقِيْتُ خَدَعَوْتُ مَنْ سَمَنِي وَ مَنْ لَقِيْتُ فَرَجَعْتُ فَإِذَا الْبَيْتُ غَاصَ بِأَهْلِهِ قِيلَ لِأَنَسٍ عَدِّكُمْ كَمْ كَانُوا قَالَ ذَهَابَ ثَلَاثِيَاثَةٍ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى تِلْكَ الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِمَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُو عَشْرَةَ عَشْرَةً يَا مُكَلُّونَ مِنْهُ وَيَقُولُ لَهُمْ اذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ وَلْيَا كُلُّكُمْ رَجُلٍ مِمَّا يَدِيهِ قَالَ فَاتَّكَلُوا حَتَّى

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جناب زینبؓ کے نکاح میں نوشاہ تھے۔ میری ماں ام سلیمؓ نے کچھ چھوڑے گئی اور پیڑ کا ارادہ کیا اس سے حلوہ بنایا اسے ایک پیالہ میں ڈالا۔ بولیں اے انس یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ۔ عرض کرو کہ میری ماں نے یہ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے وہ آپ کو سلام کہتی ہیں اور عرض کرتی ہیں کہ یہ آپ کے لیے ہماری طرف سے تھوڑا سا ہدیہ ہے اے اللہ کے رسول۔ چنانچہ میں گیا اور میں نے یہ کہا فرمایا اسے رکھ دو۔ پھر فرمایا جاؤ ہمارے پاس فلاں فلاں کو اور فلاں کو بلا لاؤ جن کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لیا اور جس سے تم لو ہمارے پاس بلا لاؤ۔ میں انھیں بھی بلا لایا جس کا نام لیا تھا اور اسے بھی جس سے میں ملا۔ پھر میں لوٹا تو گھر حاضرین سے بھرا ہوا تھا چنانچہ انس سے کہا گیا کہ کتنے شمار کے لوگ تھے فرمایا قریباً تین سو۔ پھر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس حلوہ پر ہاتھ رکھا اور جو اللہ نے چاہا پڑھا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم دس دس کو بلانے لگے وہ اس سے کھانے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے تھے کہ اللہ کا نام لو اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے۔ فرمایا کہ

شَبِعُوا فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَدَخَلَتْ
طَائِفَةٌ حَتَّى أَكَلُوا كُلَّهُمْ قَالَ لِي
يَا النَّارُ ارْفَعِي قَرَفَتِي فَمَا أَدْرِي حِينَ
وَضَعْتِي كَانَ أَكْثَرَ مَا حِينَ رَفَعْتِي
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

لوگوں نے کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے ایک ٹولہ نکلتا تھا،
دوسرا ٹولہ آتا تھا۔ حتیٰ کہ سب نے کھایا پھر مجھ سے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس اٹھا لو!
میں نے اٹھایا جب اٹھایا تو مجھے پتہ نہیں کہ جب
دکھا گیا تھا جب زیادہ تھا یا جب اٹھایا گیا ہے
(مسلم، بخاری)

۱۔ زینب بنت جحش، جیم پر زبر، حاء ساکن، صراح میں ہے زن و مرد وطن اور دولہا۔
۲۔ ام سلیمین پر پیش، سن سین پر زبر، میم ساکن، اقط ہمزہ پر زبر اور قاف کے نیچے زیر
۳۔ عیس، حاء پر زبر وہ کھانا جو کھجور و مکھن اور پیڑ سے تیار ہوتا ہے کبھی پیڑ کی جگہ ستویا گندم کا آٹا
اس میں ڈال لیا جاتا ہے۔

۴۔ تور، تاء پر زبر، واؤ ساکن پیالہ کی طرح کا وہ برتن جس میں پانی لیا جائے۔
۵۔ غاص، غین غص بمعنی پُر ہونا۔ تنگی، غصہ اس سے ہے کہ راہ نفس کو تنگ اور پُر کر دیتا ہے۔
صراح میں ہے منزل خاص، کثیر انوہ۔
۶۔ زہار، زاء پر پیش بمعنی تعداد۔
۷۔ برکت کے لیے دعا فرمائی۔

۸۔ یہ کھانے میں کمی ادب ہے یہاں بطور انتہام ذکر فرمایا تاکہ اضطراب وغیرہ ختم ہو جائے جو قلت طعام
کی وجہ سے پیدا ہو سکتا ہے اور وہ برکت ختم نہ ہو جائے جو معجزہ کی وجہ سے پیدا ہوئی یا اس وجہ سے کہ اس سے
مزید برکت پیدا ہو جائے۔

۹۔ ظاہر حدیث ہی بتا رہی ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ اسی کھانے سے ہوا جو حضرت ام سلمہ
نے بھجوا یا تھا۔ روایات میں مشہور یہ ہے کہ ولیمہ میں روٹی اور گوشت تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ
کا ولیمہ ایک بکری سے کیا گیا اور ہزار آدمی کو روٹی اور گوشت پورا ہو گیا۔ عیس کھانا خروخ کے ساتھ تھا کہ ہو
(کنزانی شرح الشرح)

۵۶۶۰ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ عَزَّوْتُ مَعَ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عَلَى نَاضِجٍ
قَدْ أَعْيَى فَلَا يَكَادُ لَيْسِيرُ فَمَلَأَ حَقِي بِي النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِبَعْثِي رَدَّ
قُلْتُ قَدْ عَيْبَى فَتَخَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
ایک جہاد کیا میں اونٹنی پر تھا جو تھک گئی تھی اور چل نہ
سکتی تھی مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ
اونٹ کو کیا ہوا، میں نے کہا کہ تھک گیا ہے تب رسول اللہ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَجَرَهُ فَدَعَا
لَهُ فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيْ الْإِذِلِّ قَدَامَهَا
يَسِيرُ فَقَالَ لِي كَيْفَ تَرَى بَعِيرُكَ
قُلْتُ بِخَيْرٍ قَدْ آمَنَتْهُ بَدَكَ كَتُكَ
قَالَ أَفَتَيُعِينُهُ بِوَقِيَّتِهِ فَبِعْتُهُ
عَلَى أَنْ لِي فَقَارَ ظَهْرُهُ إِلَى الْمَدِينَةِ
فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ عَدَوْتُ
عَلَيْهِ يَا بَعِيرُ فَأَعْطَانِي ثَمَنَهُ
وَرَدَّهٗ عَلَيَّ -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے چلے اونٹ کو ڈانٹا پھر اس
کے لیے دعا کی تو وہ دوسرے اونٹ کے آگے چلنے لگا
پھر مجھ سے فرمایا اپنے اونٹ کو کیا دیکھتے ہو میں نے
کہا خیریت سے ہے اے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
برکت پہنچ گئی فرمایا تو کیا تم سے ایک اوقیتہ میں میرے
ہاتھ فروخت کرو گے میں نے اونٹ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کر دیا کہ مجھے
مدینہ تک اس کی پشت پر سواری کا حق ہو جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے میں صبح کو آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تلے گیا مجھے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس کی قیمت بھی دی اور اونٹ بھی لوٹا دیا
(مسلم، بخاری)

۱۔ ناضح، پانی کھینچنے والے اونٹ کو کہا جاتا ہے۔

۲۔ دوسری روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کی چھڑی اسے لگائی۔

۳۔ اس کی تیز روی کے لیے دعا فرمائی۔

۴۔ وقبہ، واؤ پر زبر، قاف کے نیچے زیر یا مشدد، اوقبہ ہمزہ پر پیش اور واؤ ساکن بھی آیا ہے

بمعنی چالیس درہم۔

۵۔ فقار، قاف پر زبر، پشت کی ہڈیاں، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے ایسی شرایط میں لگانا جائز ہے
جس میں بالبح کا نفع ہو لیکن شاید یہ حدیث منسوخ ہو یا یہ شرط مقصد کا حصہ نہ ہو بلکہ محض مقصد کے بعد آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کی عنایت تھی یا حضرت جابر کی التماس تھی۔ اگرچہ ظاہر عبارت کے یہ خلاف ہے۔

۶۔ میں نے وہ اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا۔

۵۱۱۱ وَحَنَّ إِلَى حُمَيْدِ بْنِ السَّاعِدِيِّ قَالَ
مَخْرُجًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ
بَنِي قَالِبَةَ وَارِدِي الْقُرَى عَلَى حَدِيثِهِ لِمَرْأَةٍ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَخْرُصُوهَا فَخَرَصَهَا وَخَرَصَهَا رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَةَ أَوْسُقٍ وَقَالَ

ابو حمید شامی سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۃ تبوک میں گئے
تو فادی قرای میں ایک عورت کے باغ میں پہنچے، تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس باغ میں مچلوں
کا اندازہ لگاؤ ہم نے لگایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے دس وُسُق اندازہ لگایا اور اس عورت سے کہا

کہ اس کے وزن کا خیال رکھنا حتیٰ کہ ہم تجھ تک اللہ اللہ
واپس ہوں ہم چلے گئے حتیٰ کہ نبوک پہنچ گئے۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات تم پر سخت ہوا
چلے گی تو اس میں کوئی کھڑا نہ ہو جس کے پاس اونٹ ہو
وہ اس کی رسی مضبوط باندھ دے چنانچہ بہت سخت
ہوا جلی ایک شخص کھڑا ہو گیا اسے ہوانے اٹھالیا حتیٰ کہ
اسے طے کے پہاڑوں میں پھینک دیا۔ پھر ہم آئے
حتیٰ کہ وادی قرای پہنچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس عورت سے اس کے باغ کے متعلق پوچھا کہ اس
کے پھل کس حد تک پہنچے وہ بولی دس دس۔

(مسلم بخاری)

۱۔ ابو حمید، حاء پر پیش، میم پر زبر از بنو ساعدہ، صحابہ کے درمیان انھوں نے کہا تھا۔ میں رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں تم سے زیادہ واقف ہوں جیسا کہ کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکا ہے۔
۲۔ وادی القرای، یہ جگہ کا نام ہے۔ یہ مدینہ طیبہ سے جانب شام تین دن کی منزل پر ہیں۔
۳۔ صراح ہے سبز باغ

۴۔ اخر صوا، ہمزہ پر پیش اور راء۔ امر ہے، خوص، خاؤ واو صاد۔ درخت کے پھل کا کھیتی کی زمین پر
اندازہ کرنا۔

۵۔ دس، واو پر زبر، سین ساکن، ساٹھ صاع یا اونٹ کا مہار

۶۔ کوہ طی، یہ حاتم طی کا علاقہ تھا۔ طی طاء پر زبر یا کسور شد، آخر میں ہمزہ۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خطبے
میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم مہر فتح کرو
گے وہ وہ جگہ ہے جس میں قیراط کا بہت نام لیا جاتا
ہے تو جب تم اسے فتح کرو گے تو اس کے باشندوں کو
مبطلہ کرنا کہ تا کیونکہ اس کا احترام ہے اور قربت ہے
ہے یا فرمایا کہ سسرالی رشتہ ہے پھر جب تم دشمنوں کو
اینٹ پھر مگر میں جھگڑتے دیکھو تو وہاں سے نکل جائیں۔
راوی نے فرمایا کہ میں نے عبدالرحمن بن شریک بن حسنہ

۵۶۶۲ وَعَنْ أَبِي خَدِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْكُمْ سَتَفْتَحُونَ مِصْرَ
وَهِيَ أَرْضٌ يُسَمَّى فِيهَا الْقَيْرَاطُ فَإِذَا
فَتَحْتُمُوهَا فَاحْسِنُوا إِلَى أَهْلِهَا فَإِنَّ لَهَا
خِمَّةً وَرَحِمًا أَوْ قَالَ ذِمَّةً أَوْ صِهْرًا وَإِذَا
رَأَيْتُمْ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ فِي مَوْضِعٍ لِبَنَةِ
فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ تَرَى عَبْدَ الرَّحْمَنِ
ابْنَ شَرِيكٍ بَنِ حَسَنَةَ وَأَخَاهُ

رَبِيعَةَ يَخْتَصِمَانِ فِي مَوْصِعٍ لَبَنَةٍ فَخَرَجَتْ مِنْهَا -

اور ان کے بھائی ربیعہ کو دیکھا کہ وہ ایک ایک اینٹ بھر جگہ میں جھگڑ رہے تھے تو میں وہاں سے نکل گیا۔

(مسلم)

رَدَّوْا لَهُ مُسْلِمًا

۱۔ اہل مصر کا اپنے معاملات میں اکثر قیراط کا ذکر کیا جاتا ہے یہ ان کے قلت مروت اور عدم مصالحت کی دلیل ہے یہ اس کے منافی نہیں کہ اہل دیہات و شہر ذکر قیراط میں منافی نہیں۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ اہل کرم کی زبان پر حقیر خیس شے کا ذکر نہیں آتا۔ بعض حکماء (رحمہم اللہ) نے فرمایا اللہ تعالیٰ رحم فرمائے جس کی زبان پر واثق اور قیراط جاری نہیں ہوتے اس کا محل اور بھی ہے جو امام توشیحی نے ذکر کیا ہے۔ اس کا ذکر میں نے شرح میں کیا ہے قیراط کا وزن مختلف شہروں میں مختلف ہے۔ مکہ معظمہ میں دینار کا ربع سدس یعنی چوبیس کا ایک جز ہے۔ عراق میں نصف عشر ہے۔ یعنی بیس کا ایک حصہ، اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مصر کے حقوق کی رعایت کی تعلیم دی ۲۔ اہل مصر کی یہ حرمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی وجہ سے ہے کہ ان کی والدہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا انھیں سے تھیں۔

۳۔ رحم، واؤ پر زبر، حاکے پنچے، قرابت از جانب، حضرت ہاجرہ والدہ اسماعیل علیہما السلام کیونکہ وہ بھی ان میں سے تھیں۔

۴۔ صہرا، صاد کے پنچے زیر، ہا ساکن، یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وجہ سے ہے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خصائص ذکر فرمائے۔

۵۔ لبنہ، لام پر زبر، باء کے پنچے زیر

۶۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ خطاب کی وجہ ان پر کمال شفقت ہے یہ بھی احتمال ہے کہ یہ خطاب عام ہو، تحقیق سے ثابت ہے کہ ان کی طرف سے کئی فتنے پیدا ہوئے مثلاً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل اور اس کے بعد محمد بن ابی بکر کا واقعہ

۷۔ شرجیل، شین پر پیش، ابن حسنہ، تینوں پر زبر، صحابی ہیں۔ مہاجرین حبشہ میں شامل ہیں۔ عبدالرحمن اور ربیعہ دونوں شرجیل کے بیٹے ہیں۔ عبدالرحمن کے لیے ولایت ثابت ہے۔ ان سے جماعت صحابہ نے مطاعت کی ہے، حضرت ربیعہ بھی صحابی ہیں۔

۸۔ حضرت خذیفہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا میرے ساتھیوں میں اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ میری امت میں بارہ منافق ہیں جو جنت میں داخل نہ ہوں گے اور نہ اس کی خوشبو پائیں گے حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل

۹۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي أَصْحَابِي وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ وَفِي أُمَّتِي إِثْنَا عَشَرَ مَنْ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدُونَ رِيحَهَا حَتَّى يَلْبِغَ الْجَمَلُ فِي سَوِّ الْخِيَابِ

ثَمَانِيَةً قَتَلَهُمْ تَكْفِيَهُمُ الدُّبِيلَةَ سَوَاجٍ
مَنْ نَأَى يَظْهَرُ فِي أَكْثَرِ فِيهِمْ حَتَّى تَنْجُوهُ
فِي صُدُورِهِمْ رَوَاهُ مُسَاهِدٌ وَسَنَدُ كُرَّ
حَدِيثُ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ لَأَعْطَيْتَ مِنْهُ
الزَّايَةَ غَدَاً فِي مَنَاقِبِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
وَحَدِيثُ جَابِرٍ مَنْ يَصْعَدُ الثَّنِيَّةَ فِي جَامِعِ
الْمَنَاقِبِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى -

ہو جاوے۔ ان میں سے آٹھ وہ ہیں جنہیں ایک پھوڑا
ہی کافی ہوگا۔ آگ کا شعلہ جو ان کے کندھوں میں ظاہر
ہوگا حتیٰ کہ ان کے سینوں میں پار ہو جائے گا و مسلم
ہم سہل ابن سعد کی حدیث کہ میں یہ مجنونا کل دوں گا،
جناب علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں ذکر کریں گے اور
حضرت جابر کی حدیث کہ جو اس گھاٹی پر چڑھ جاوے
ان شاء اللہ جامع المناقب باب میں ہم ذکر کریں گے۔
۱۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار صحابی ہیں۔ انہیں منافقتین
کا علم حاصل تھا۔

۲۔ بہشت میں داخل ہونا تو کجی

۳۔ سم، سین پر زبریا پیش، سوراخ، خیاط، سوئی یہ مبالغہ ہے بتانا یہ ہے کہ یہ محال ہے جیسا کہ قرآن
مجید میں بھی ہے۔ واضح رہے کہ امت کا اطلاق اہل نفاق پہ کیا جاسکتا ہے کیونکہ وہ امت دعوت ہیں۔ اہل صحابی
کا اطلاق ان کے ظاہر کی وجہ سے ہی ہوگا۔ ان کا پودہ صحابہ کے درمیان کلمہ پڑھنے کی وجہ سے تھا۔ اس وجہ سے
انہیں امت اجابت بھی کہا جاسکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض خواص اور مقربین کو ان کے احوال پر
مطلع فرما دیا تھا تا کہ ان کے شر و مکر سے محفوظ رہا جاسکے۔ عقبہ کی رات جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے
لوٹے تھے۔ اس موقع پر بھی ان کا مکر و فریب سامنے آیا تھا جیسا کہ کتب سیرت میں ہے۔ امام طبری نے بھی امام
توریشی سے نقل کیا ہے۔

۴۔ دُبیہ، دال پر پیش، یا سکنہ وہ پھوڑا جو آدمی کے پیٹ میں پیدا ہو جاتا ہے۔ قاموس میں دبی بھی
طاعون ہے بمعنی حادثہ اور سختی بھی آتا ہے۔
۵۔ مصابیح میں ان دو احادیث کا تذکرہ باب معجزات میں ہے۔

الفصل الثانی

دوسری فصل

۵۶۶۴ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ خَرَجَ أَبُو طَالِبٍ
إِلَى الشَّامِ وَخَرَجَ مَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَشْيَاخٍ مِنْ قُرَيشٍ
فَلَمَّا أَشْرَفُوا عَلَى الرَّاهِبِ هَبَطُوا
فَعَلُّوا رِحَالَهُمْ فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ الرَّاهِبُ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
فرطے ہیں کہ ابو طالب شام کی طرف گئے۔ ان کے
ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے سرداروں کی جماعت
میں تشریف لے گئے جب وہ اس راہب پر پہنچے تو انہوں نے
اپنی سواریاں کھولیں۔ ان کے پاس وہ راہب آیا ملا کہ

وَكَاثُوا قَبْلَ ذَلِكَ يَمُرُّونَ بِهِ فَلَا يَخْرُجُ
إِلَيْهِمْ قَالَتْ قَوْمُ يَحْلُونُ رَحْمَةً لَهُمْ
فَجَعَلَ يَتَخَلَّلُهُمُ الرَّاهِبُ حَتَّى جَاءَ فَآخَذَ
بِيَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ هَذَا سَيِّدُ الْعَالَمِينَ هَذَا رَسُولُ
رَبِّ الْعَالَمِينَ يَبْعَثُهُ اللَّهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ
فَقَالَ لَهُ أَشْيَاخٌ مِّنْ قُرَيْشٍ مَا عَلَيْكَ
فَقَالَ إِنَّكُمْ حِينِ أَشْرَفْتُمْ مِنَ الْعَقَبَةِ
لَمْ يَبْقَ شَجَرٌ وَلَا حَجَرٌ إِلَّا خَرَّ سَاجِدًا
وَلَا يَسْجُدَانِ إِلَّا لِنَبِيِّ وَارِثِي أَهْرَافِهِ
يَخَاتَمُ النُّبُوَّةَ أَسْفَلَ مِنْ عُصْرُوفٍ
كَتِفِهِ مِثْلُ الثُّفَاحَةِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَنَعَ
لَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا آتَاهُمُ بِهِ وَكَانَ
هُوَ فِي رِعْيَةِ الْإِيْدِ فَقَالُوا أَرْسَلُوا
إِلَيْهِ فَأَقْبَلَ وَعَلَيْهِ خِمَامَةٌ تُظِلُّهُ
فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْقَوْمِ وَجَدَهُمْ قَدْ
سَبَقُوهُ إِلَى فَيْئِ شَجَرَةٍ فَلَمَّا جَلَسَ
مَالَ فَيْئِ الشَّجَرَةِ عَلَيْهِ فَقَالَ انْظُرُوا
إِلَى فَيْئِ الشَّجَرَةِ مَا عَلَيْهِ فَقَالَ
أَنْشُدْكُمْ اللَّهُ أَيْكُمْ وَبَيْتُهُ قَالُوا
أَبُو طَالِبٍ فَلَمْ يَزَلْ يُنَاشِدُهُ حَتَّى
دَدَاهُ أَبُو طَالِبٍ وَبَعَثَ مَعَهُ أَبُو بَكْرٍ
بِلَالًا وَزَوْدَهُ الرَّاهِبُ مِنَ الْكَعْكِ
وَالزَّيْتِ -

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

اسے تجارت کے لیے جیسا کہ اہل مکہ کی عادت تھی

اسے ان کے ساتھ قریش کے عمر رسیدہ لوگ بھی تھے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک بارہ سال تھی

۱۷ جن کا نام بحیرا تھا۔ باء پر زبر اور یاء مکنہ، یعنی اس کی جگہ تک پہنچے جو بلادِ شام میں بصری کے مقام پر تھی۔

۱۸ دوسری روایت میں ہے کہ راہب اٹھا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گلے لگایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال و صفات مثلاً آپ کا کھانا، سونا وغیرہ کے بارے میں پوچھا تو اس نے اسی طرح پایا جو اس کی کتاب میں تھا۔

۱۹ اگرچہ بادل کا سایہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر موجود تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز و امتیاز کی وجہ سے سایہ وارد ہو گیا۔ بادل کا سایہ کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے لیکن یہ دائمی نہ تھا بلکہ کبھی ضرورت کے وقت ہوتا تھا۔

۲۰ اشعۃ، ہمزہ پر زبر اور شین پر پیش

۲۱ حضرت ابوطالب کو قسم دے کر کہا کہ اسے مکہ واپس لے جاؤ اور یہود و نصاریٰ سے اس کی حفاظت کرو۔ راہب کو یہ خوف تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روم نہ لے جائیں اور وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیا جائے۔ امام ترمذی اور امام حاکم نے ذکر کیا کہ اس سفر میں روم سے سات آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادہ سے نکلے تھے۔ بحیرا سے ملاقات ہوئی پوچھا تم ادھر کیسے؟ کہنے لگے اس ماہ پیغمبر نے ادھر سفر کرنا ہے اور انھوں نے ہر راستہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید کرنے کا انتظام کر رکھا تھا۔ بحیرا نے کہا تم نے مجھے بتایا اگر خدا کو منظور ہوا۔

۲۲ اس سفر میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا ساتھ بھیجا گیا ہے؟ کیونکہ ابھی تو ان کی ولادت نہ ہوئی تھی اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ابھی چھوٹے تھے کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اڑھائی سال چھوٹے ہیں اور ان دنوں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال کو خریدا بھی نہ تھا۔ لہذا امام ذہبی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے بعض نے اسے باطل کہا۔ حافظ ابن حجر، اصابہ میں کہتے ہیں اس حدیث کے رجال ثقہ میں ماں اس کے الفاظ منکر ہیں تو ممکن ہے وہم کی وجہ سے دوسری روایت کے الفاظ کو اس میں شامل کر دیا گیا ہو۔ امام جزری کہتے ہیں کہ اس حدیث کے رجال بخاری و مسلم کے رجال میں لیکن ذکر سیدنا ابوبکر و بلال رضی اللہ عنہما غیر محفوظ ہے۔ انھوں نے وہم کی بنا پر انھیں ذکر کر دیا ہے اور شاید حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان دنوں پیدا بھی نہ ہوئے ہوں۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا ہم اس کے بعض اطراف میں گئے تو کوئی رخت پتھر آپ کے سامنے نہ آیا مگر وہ کہتا تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو۔ (ترمذی و دارمی)

۵۶۶۵ وَحَقَّ عَلَيَّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِي بَعْضِ تَوَاحِيصِهَا فَمَا اسْتَقْبَلَنِي جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ إِلَّا وَهُوَ يَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ (رواه الترمذی والدارمی)

۱۔ ظاہر یہی ہے کہ یہ سلام سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خود بھی سنا۔ ہاں یہ بھی احتمال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں آگاہ فرمایا ہو۔

۵۶۶۶ **وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِالْبُرَاقِ لَيْلَةَ أُسْرَى بِهِ مُلْجَأًا مُسْرَجًا فَاسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ ابْمَحِّدْ تَفْعَلْ هَذَا فَمَا رَكِيبَ أَحَدٌ أَكْرَمَ عَلَى اللَّهِ مِنْهُ قَالَ فَارْقَضْ عَرَقًا -**

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس رات جس رات میں معراج کرائی گئی براق لایا گیا۔ لگام دین دیا ہوا تو آپ پر اس نے سرشتی کی تو اس سے جبریل علیہ السلام نے کہا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو یہ کہتا ہے ان سے زیادہ اللہ کے نزدیک عزت والا تجھ پر کوئی نہیں سوار ہوا فرمایا وہ پسینہ سے بخور گیا (ترمذی) یہ حدیث غریب ہے۔

۲۔ اس عبارت سے واضح ہو رہا ہے کہ اس براق پر دیگر انبیاء علیہم السلام بھی سوار ہوئے اس کے آخری سوار حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ باب المعراج میں اس پر گفتگو ہوئی ہے۔

۵۶۶۷ **وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَهَيْتَ إِلَى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ قَالَ جِبْرِيلُ يَا صَبِغْهُ فَخَرَّقَ بِهِ الْحَجَرَ فَشَدَّ بِهِ الْبُرَاقَ -**

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ہم بیت المقدس تک پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا جس سے پتھر چر گیا، اس سے براق باندھا (ترمذی)

۳۔ حضرت بريدہ اسلمی رضی اللہ عنہ

باب المعراج میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ براق کو وہاں ہی باندھا گیا یہاں دیگر انبیاء کی سواریاں باندھی گئی تھیں۔ گویا حلقہ سے مراد اس کی جگہ ہے شاید وہ بند ہو گیا تھا جبریل امین نے اسے کھول دیا۔

۵۶۶۸ **وَعَنْ يَعْقُبَ بْنِ مَرْثَدَةَ الثَّقَفِيِّ قَالَ سَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَشْيَاءَ رَأَيْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَنَا نَحْنُ نُسِيرُ مَعَهُ إِذْ مَرَرْنَا بِبَعْثِ يُسْنَى عَلَيْهِ فَلَمَّا رَأَاهُ الْبُعْثُ جَرَّ جِرَّاهُ فَوَضَعَ جِرَّاهُ فَوَقَفَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ آيَنَ صَاحِبُ هَذَا الْبُعْثِ فَجَاءَهُ**

حضرت يعقوب بن مرقثہ ثقفی سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین چیزیں دیکھیں جبکہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے کہ ہم ایک اونٹ پر گز رہے جس پر پانی ریا جا رہا تھا تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو چینٹا اپنی گردن لکھ دین اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے فرمایا اس اونٹ کا مالک کہاں ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ

فَقَالَ لِعَيْنَيْهِ فَقَالَ بَلْ تَهْبِئُهُ لَكَ يَا رَسُولَ
 اللَّهِ وَإِنَّهُ لِرَاحِلٍ بَيْتٍ مَا لَهُمْ مَعِيشَةً
 غَيْرَهُ قَالَ أَمَا إِذَا ذَكَرْتَ هَذَا مِنْ
 أَمْرِهِ فَإِنَّهُ شَكِي كَثْرَةَ الْعَمَلِ وَقِلَّةَ
 الْعَلْفِ فَأَحْسِنُوا إِلَيْهِ ثُمَّ سِرْنَا حَتَّى
 نَزَلْنَا مَنْزِلًا فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَجَاءَتْ شَجَرَةٌ تَشْقِي الْأَرْضَ حَتَّى
 غَشِيَتْهُ ثُمَّ رَجَعَتْ إِلَى مَكَانِهَا فَلَمَّا
 اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ذَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ هِيَ شَجَرَةٌ اسْتَكَانَتْ
 رَبَّهَا فِي أَنْ تُسَاسِدَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنَ لَهَا ثُمَّ
 قَالَ سِرْنَا فَمَرَرْنَا بِمَاءٍ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ
 بِابْنٍ لَهَا بِهَا جَنَّةٌ فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْخَرِهِ ثُمَّ قَالَ اخْرُجْ
 فَإِنِّي مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ سِرْنَا فَلَمَّا
 رَجَعْنَا مَرَرْنَا بِذَلِكَ الْمَاءِ فَسَأَلَهَا
 عَنِ الصَّبِيِّ فَتَأَلَّتْ قَالَتْ لِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ
 مَا رَأَيْتُ مِنْهُ رَيْبًا بَعْدَكَ
 (رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ)

وسلم کے پاس آیا فرمایا اسے میرے ہاتھ پیچ دے۔
 اس نے کہا یا رسول اللہ ہم یہ حضور کو شہر کرتے ہیں۔ یہ
 ایسے گھر والوں کا ہے جن کے پاس اس کے سوا کوئی ذریعہ
 معاش نہیں۔ فرمایا جب تم نے اس کا یہ حال بیان کیا
 تو اس نے زیادتی کام اور چارہ کی کمی کی شکایت کی تم اس سے
 اچھا سلوک کرو۔ پھر ہم چلے حتیٰ کہ ایک منزل میں اترے
 تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے ایک درخت زمین چیرتا
 ہوا آیا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کر لیا پھر اپنی جگہ
 لوٹ گیا پھر جب بیدار ہوئے تو میں نے حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا۔ فرمایا یہ وہ درخت ہے جس نے
 اپنے رب سے یہ اجازت چاہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کو سلام کرے تو اسے اجازت دے دی۔ راوی
 نے کہا کہ پھر ہم ایک گھاٹ پر گزرے تو آپ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے پاس ایک عورت بچھلائی جسے دیوانگی تھی
 تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑا پھر
 فرمایا کہ نکل میں محمد رسول اللہ ہوں۔ پھر ہم چلے تو جب
 لوٹے تو اس گھاٹ پر گزرے اس سے بچہ کے متعلق
 پوچھا۔ وہ بولی اس کی قسم جس نے آپ کو حق کے
 ساتھ بھیجا آپ کے بعد ہم نے اس سے کوئی شبہ کی
 چیز نہ دیکھی۔

۱۔ حضرت یحییٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ، یاد پر زبر، عین ساکن، مرہ میم پر پیش، را مشدو
 ۲۔ الشقی، ثقیف کی طرف نسبت ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے تھے یہ صحابی ہیں جبریم
 خیبر، حنین اور طائف میں حاضر تھے۔

۳۔ سائبہ، سین اور نون، پانی کی بجائے رالا ادنٹ
 ۴۔ جرجر، ادنٹ کا گلے سے آواز نکالنا۔ یہاں زیادہ کرنا مراد ہے
 ۵۔ جبران، جیم کے نیچے زیر اور راو مخفف، گردن کا اگلا حصہ ناک تک، یعنی اونٹ نے گردن زمین پر رکھ دی۔
 ۶۔ بیچنا کیا ہے، ہم وہ بچہ کر رہے ہیں۔

کے یہ تیسرا معجزہ تھا۔

۱۷ منغر، میم پر زبر، خام کے نیچے زیر، میم کے نیچے زیر بھی آیا ہے۔

۱۸ کھا اَبْرَات وَصَبَّ بِاللَّسِ رَاحَتُهُ
مٹھا ماتھ لگنے سے کتنوں کو شفا ہو گئی

۵۶۱۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ امْرَأَةً
جَاءَتْ بِابْنٍ لَهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنِي بِهِ حُبُونٌ
وَإِنَّهُ لَيَأْخُذُهُ عِنْدَ خَدَّيْنَا وَهَشَائِمُنَا
نَسْتَعِثُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
صَدْرِهِ وَدَعَائِمُ ثَعْتٍ وَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ مِثْلُ
الْجُرْدِ الْأَسْوَدِ يَسْعَى (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

۱۹ ثع، ثا، عین مشد، قے

۲۰ صراح میں ہے جرد، جیم کے نیچے زیر،
۵۶۲۰ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ جَبْرِئِيلُ إِلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ
حَدِيثٌ قَدْ تَخَصَّبَ بِالذَّوْرِ مِنْ فِعْلِ
أَهْلِ مَكَّةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ
تُحِبُّ أَنْ تُرِيكَ آيَةً قَالَ نَعَمْ فَنَظَرُوا
إِلَى شَجَرَةٍ مِنْ وَرَائِهِ فَقَالَ ادْعُ
بِهَا فَدَعَا بِهَا فَجَاءَتْ فَقَامَتْ بَيْنَ
يَدَيْهِ فَقَالَ مُرَّهَا فَلْتَرْجِعْ فَامْرَأَتُهَا
فَرَجَعَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ حَسْبِيَ حَسْبِيَ
(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

۱۹ وَأَطْلَقَتْ أَرَبًا مِّنْ رَّبَقَةٍ لِّلْمَسْمُومِ
مٹھا رے لم سے کتنے قید سے آزاد ہو گئے
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ ایک عورت اپنا بچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں لائی بولی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے
اس بچہ کو دیوانگی ہے اور اسے خون شام سویرے
پکڑتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے
سینے پر ماتھ پھیرا اور دعا کی، اسے سلتے ہوئے اور اس
کے پیٹ سے کالا سا پلانا نکلا جو چھٹا تھا۔ (دارمی)

۲۱ رام ساکن، درندہ کا بچہ، مثلاً گتا، چیتا، خرس وغیرہ
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
میں کہ حضرت جبریل علیہ السلام، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں آئے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غمگین بیٹھے تھے
مکہ والوں کی ایذا رسانی کی وجہ سے خون سے رنگین
تھے، عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ جانتے
ہیں کہ آپ کو ایک نشان دکھاؤں جو فرمایا ہوں انھوں نے
آپ کے پیچھے ایک رخت کی طرح پھیر دیا عرض کیا اسے
بلائیے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا وہ آگیا
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا پھر عرض کیا
اے حکم دیجیے کہ لوٹ جائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے اے حکم دیا وہ لوٹ گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا مجھے کافی ہے۔ مجھے کافی ہے (دارمی)

۲۲ اس سے مراد احمد کا دن ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رات مبارک اور رخسار
مبارک زخمی ہوئے تھے۔

۵۷۷ یہ برائے تسلی اور رفع حزن تھا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس معجزہ کا اظہار اس پر ولایت کر رہا ہے۔ خلافِ عادت واقع حصولِ یقین اور رفعِ غم و حزن کے لیے مؤثر ہوتا ہے تو وہ صبر سے کام لے، کیونکہ بقدر محنت و مشقت اجر ملتا ہے۔

۵۷۷/۵۶۷ وَعَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَقْبَلَ أَعْرَابِيٌّ فَلَمَّا دَنَى قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ قَالَ وَمَنْ تَشْهَدُ عَلَى مَا تَقُولُ قَالَ هَذِهِ السَّلَامَةُ فَدَعَاَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِشَاطِئِ الْوَادِي فَأَقْبَلَتْ تَخُذُ الْأَرْضِ حَتَّى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاسْتَشْهَدَهَا ثَلَاثًا وَشَهِدَتْ ثَلَاثًا إِنَّهُ كَمَا قَالَ ثُمَّ رَجَعَتْ إِلَى مُنْبَتِّهَا

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

۵۷۷ سلمہ، سین پر زبر اور لام بلند فاردار درخت
۵۷۷ خد، خاء پر زبر، وال مشد، زمین بھاڑنا
۵۷۷ شعر جاعت لدعوته الأشجار ساجدة

تَمَشَّى إِلَيْهِ عَلَى سَاقِي يَلَاقِيهِ

آپ کے بلانے پر درخت سجدہ کرتے ہوئے آئے اور وہ بلا قدم چل کر آتے۔

۵۷۷/۵۶۷ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِمَا أَعْرِفُ أَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ إِنْ دَعَوْتُ هَذَا الْعِذْقَ مِنْ هَذِهِ النَّخْلَةِ يَشْهَدُ أَنَّي رَسُولُ اللَّهِ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

فرمایا کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا بولا میں کیسے پہچانوں کہ آپ نبی ہیں۔ فرمایا اگر میں اس خوشہ کو اس درخت سے ہلاؤں تو وہ گواہی دے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلایا وہ کھجور کے درخت سے اترنے لگا

حَتَّى سَقَطَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ ارْجِعْ فَعَادَ فَأَسْلَمَ الْأَعْرَابِيُّ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ)

حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گر گیا۔ پھر
فرمایا لوٹ جاؤ، وہ لوٹ گیا یہ دیہاتی مسلمان ہو گیا
(ترمذی)

لہٰذا ان، ہمزہ پر زبر اور زیر دونوں طرح ہے، غنق، عین کے زیر، وال اور قافی خوشا خسرا
جیسا کہ خوشہ انگور (صراح)

۵۶۷۲ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ ذَيْبٌ
إِلَى رَاسِي عَنْهُ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً وَطَلَبَهُ
الرَّاعِي حَتَّى انْتَزَعَهَا مِنْهُ قَالَ فَصَعِدَ
الذَّيْبُ عَلَى تَلٍّ فَأَقْعَى وَاسْتَشْفَرَ
وَقَالَ قَدْ عَمِدْتُ إِلَى رِزْقِي رَزَقْنِيهِ
اللَّهُ أَخَذَتْهُ ثُمَّ انْتَزَعَتْهُ مِنِّي
فَقَالَ الرَّجُلُ تَاللَّهِ إِنْ رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ
ذَيْبٌ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ الذَّيْبُ أَعْجَبُ
مِنْ هَذَا رَجُلٌ فِي النَّخْلَاتِ بَيْنَ
الْحَرَتَيْنِ يُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضَى وَمَا
هُوَ كَأَنْ بَعْدَكُمْ قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ
يَهُودِيًّا فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَبَرَهُ وَأَسْلَمَ فَصَدَّقَهُ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا آمَارَاتُ
بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ قَدْ آوَى شَاةَ الرَّجُلِ
فَلَا يَرْجِعُ حَتَّى يُحْدِثَهُ نَعْلًا
مُسَوِّطَةً بِمَا أَحْدَثَ أَهْلُهُ بَعْدَهُ
(رَوَاهُ فِي شَرْحِ الشُّنَّةِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑ یا کسی بکریوں کے چرواہے کی طرف
گیا ان میں سے ایک بکری پکڑی اسے چرواہے نے
تلاش کیا حتیٰ کہ بکری کو اس سے چھڑا لیا۔ فرمایا کہ
بھیڑ یا ٹیلہ پر چڑھ گیا وہاں بیٹھ گیا اور دم اٹھالی اور
بولا کہ میں نے اس روزی کا ارادہ کیا جو مجھے اللہ نے
دی میں نے اسے لیا پھر تو نے وہ مجھ سے چھین لی تو یہ
شخص بولا اللہ کی قسم میں نے آج جیسا واقعہ کبھی نہیں
دیکھا۔ بھیڑ یا باتیں کر رہا ہے تو بھیڑ یا بولا کہ اس سے عجیب
تویہ ہے کہ ایک صاحب پہاڑوں کے نیچے کھجوروں کے
جھنڈ میں تم کو گذشتہ اور آنے والی
باتوں کی خبر دے رہے تھے۔ وہ شخص یہودی تھا
وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کو یہ
خبر دی اور مسلمان ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
کی تصدیق فرمائی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
یہ قیامت کے آگے نشانیاں ہیں قریب ہے کہ ایک
شخص نکلے گا تو نہ بولے گا حتیٰ کہ اس کے جوتے اور
اس کا کورا اسے ان باتوں کی خبر دیں گے جو اس کے
پیچھے اس کے گھردلوں نے کیں۔ (شرح السنۃ)

لہٰذا اس نے رائیں زمین پر رکھیں اور پاؤں کو کھڑا کیا۔ صراح میں ہے اقعاء، کتے کا بیٹھنا

لہٰذا تفرقہ، شام اور فاء، کتے کا دم کو پاؤں کے درمیان رکھنا

لہٰذا عمدت، تلم پر پیش یا زیر یعنی صیغہ متکلم اور خطاب اور یہ خطاب چرواہے کے ساتھ ہے

۱؎ یعنی مدینہ طیبہ، ذات سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔

۵۶۴۲ وَعَنْ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ سَمُرَةَ بِنْتِ جُبْدٍ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَدَاوِلُ مِنْ قِصْعَةٍ مِنْ عُدْوَةٍ حَتَّى اللَّيْلِ يَقُومُ عَشْرَةً وَيَقْعُدُ عَشْرَةً قُلْنَا فَمَا كَانَتْ تَمُدُّ قَالَ مِنْ آتِي شَيْءٍ تَعْجِبُ مَا كَانَتْ تَمُدُّ إِلَّا مِنْ هَاهُنَا وَآشَأَ بِيَدِهِ إِلَى السَّمَاءِ

(رواہ الترمذی والدارمی)

۱؎ حضرت ابوالعلاء تابعین میں سے ہیں۔

۱؎ بوقت ظہور معجزہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رقصہ، قاف پر زبر، صاد ساکن بڑا کاسہ ۱؎ کہ وہاں سے برکات کا نزول ہو رہا تھا یہ قول یا تو حضرت سمرہ کا ہے اور سائل ابوالعلاء ہیں یا یہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور سائل صحابہ تھے۔

۵۶۴۵ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمِيرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ بَدْرٍ فِي ثَلَاثِ مِائَةٍ وَخَمْسَةِ عَشَرَ قَالَ اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ حِقَاقٌ فَأَحْبِلْهُمْ اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ هَرَاءٌ فَأَكْسِهِمُ اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَاشْبِعْهُمْ فَفَتَحَ اللَّهُ لَهُ فَأَنْقَلَبُوا وَمَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا وَقَدْ رَجَعَ بِجَمَلٍ أَوْ جَمَلَيْنِ وَاکْتَسَمُوا وَشَبِعُوا

(رواہ ابو داؤد)

۱؎ مشہور یہ ہے کہ تین سو سترہ صحابی تھے رستہ (۷۷) مہاجرین میں سے تھے اور دو سو چھپیس (۲۲۶) انصار میں سے تھے۔

۱؎ اس وجہ سے کہ مشرکین سے خوب مال غنیمت حاصل ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام دعائیں اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائیں۔ یہاں سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اجابت دعا از قبیل خارق عادت ہے خصوصاً اس قدر سرعت اور ان تمام خصوصیات کے ساتھ۔

۵۶۴۶ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ مَنْصُورُونَ وَمُصِيبُونَ
وَمَقْتُوحٌ لَّكُمْ فَمَنْ أَدْرَاكَ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ
فَلْيَتَّقِ اللَّهَ وَلْيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَلْيَنْهَ
عَنِ الْمُنْكَرِ

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ
تمہاری مدد کی جاوے گی اور تم فتنہ میں پانے والے
ہو تم کو فتح دی جاوے گی تو جو تم میں سے یہ پائے وہ
اللہ سے ڈرے مصلیوں کا حکم دے برائیوں سے
روکے۔ (ابوداؤد)

۱۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے
۲۔ تم شہروں اور علاقوں کو فتح کر دو گے۔ یہ مستقبل کے حوالے سے صحابہ کو اطلاع و بشارت دی جا
ری ہے۔

۳۔ اعتدال کی راہ پر چلنا، تکبر و غرور اور اسراف کا راستہ نہ اپنانا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس مبارک ارشاد کی طرف
اشارہ ہے الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ
وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ (ان لوگوں کو اگر ہم زمین پر تمکن عطا کریں تو وہ نماز کا قیام، زکوٰۃ کی ادائیگی، نیکی کا حکم
اور برائی سے منع کرتے ہیں)۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
خیبر والوں میں سے ایک یہودیہ عورت نے بھنی بکری
میں زہر ملا دیا پھر اس نے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں پہنچ کر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستی
اس میں کھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت نے کھایا تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہاتھ اٹھا لو
اور یہودی عورت کے پاس کسی کو بھیجا اسے بلایا فرمایا
کیا تو نے اس بکری میں زہر ملا یا ہے؟ وہ بولی آپ کو
کس نے بتایا؟ فرمایا مجھے اس دستی نے بتایا جو میرے
ہاتھ میں ہے وہ بولی ہاں۔ میں نے کہا کہ اگر وہ سچے نبی
ہیں تو انھیں نقصان نہ دے گا اور اگر نبی نہیں ہیں تو ہم
ان سے راحت پا جائیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اسے معاف فرمادیا اسے سزا نہ دی۔ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کے جن صحابہ نے اس بکری سے کچھ کھایا تھا

۵۶۷۷ وَكَانَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يَهُودِيَّةً مِّنْ أَهْلِ خَيْبَرَ
سَمَتْ شَاةً مَّصْلِيَّةً ثُمَّ أَهَذَتْهَا لِرَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآخَذَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذِّرَاعَ
فَأَكَلَ مِنْهَا وَآكَلَ رَهْطٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ
مَعَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ارْفَعُوا أَيْدِيَكُمْ وَأَرْسِلْ إِلَى
الْيَهُودِيَّةِ فَدَعَاَهَا فَقَالَ سَمِمْتَ هَذِهِ
الشَّاةُ فَقَالَتْ مِّنْ أَخْبَرَكَ قَالَ
أَخْبَرْتَنِي هَذِهِ فِي يَدَيَّ لِلذِّرَاعِ قَالَتْ
نَعَمْ قُلْتُ إِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَنْ تَضُرَّهُ
قُلْتُ لَوْ يَكُنْ نَبِيًّا اسْتَرْحَمْنَا مِنْهُ
فَعَفَا عَنْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ يُعَاقِبُهَا وَتَوَيَّ
أَصْحَابُهُ الَّذِينَ أَكَلُوا مِنَ الشَّاةِ

وَاحْتَجَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَى كَاهِلِهِ مِنْ أَجْلِ الذِّئِي أَكَلَ مِنَ الشَّاهِ
حَجَبَهُ أَبُو هِنْدٍ بِالْقُرْآنِ وَالشُّفْرَةِ
وَهُوَ مَوْلَى لِبْنِي بِيَاضَةَ مِنَ الْأَنْصَارِ
(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ)

وہ وفات پا گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنے کندھوں پر پیچھے مگرائے اس وجہ سے کہ آپ نے
بکری سے کچھ کھایا تھا۔ ابو ہند نے پیچھے لگوائے
سنگی اور چھری سے، وہ بیاضہ انصاری کے غلام
تھے۔ (ابوداؤد، دارمی)

۱۔ اس کا نام زنبب تھا، یہ سلام بن مشکم کی بیوی تھی۔ مصلیہ، میم پر زبر، صاد ساکن، لام مکسور
یا عشد از صلی معنی بھوننا۔

۲۔ منقول یہ ہے کہ اسی عورت نے پوچھا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم گوشت کا کون سا حصہ پسند فرماتے ہیں
صحابہ نے فرمایا دستی کا گوشت اس نے بکری ذبح کی اس میں زہر ملایا۔ دستی اور کاندھے کے حصہ میں زیادہ ملایا اور
پکا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے سامنے رکھ دیا۔

۳۔ کھانا نہ کھاؤ

۴۔ اس وجہ سے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی موت میں زہر اثر نہیں کرتا یا اس وجہ سے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی تمام دعوت اور اکمال دین سے پہلے موت متوقع نہیں۔ پہلے احتمال میں فلجان ہے کیونکہ کہا گیا ہے کہ
قوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بتاثر زہر تھی جو خیر میں کھایا لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ حدیث میں آیا ہے کسی
نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کیا ہر سال وہ زہر آپ پر اثر کرتا ہے جو خیر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کو دیا گیا تھا تو فرمایا نہیں مگر وہ ہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔

۵۔ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم لطیف اس کی کثافت سے پاک ہو جائے۔

۶۔ نبویا ضہ، ضاد، انصاری قبیلہ کا نام ہے۔

۷۔ اہل روایت کا اختلاف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو بطور سزا قتل کروا دیا یا چھوڑ دیا

کچھ نہ کہا۔ امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض فرمایا اور پکڑ
نہ کہا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سزا دی، امام ذہبی کہتے ہیں کہ وہ
اسلام لے آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا۔ امام بیہقی کہتے ہیں کہ پہلے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے چھوڑ دیا لیکن صحابی بشر بن برادر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو پھر اسے ان کے قصاص میں قتل کروا دیا۔ لیکن یہاں
فلجان یہ ہے کہ حضرت بشر کی موت امدان کے قصاص کی تخصیص کیوں؟ حالانکہ دیگر صحابہ بھی تو شہید ہوئے تھے۔ ان
یہ امکان ہے کہ حضرت بشر رضی اللہ عنہ کا انتقال فی الفور ہو گیا ہو اور اسے قصاص میں قتل کر دیا گیا ہو اور دیگر صحابہ
کا وصال بعد میں ہوا ہو۔ واللہ اعلم۔

۵۶۷۸ وَحَنُّ سَهْلِ بْنِ حَنْظَلَةَ أَنَّهُمْ

حضرت سہل ابن حنظلہ سے روایت ہے

مَارُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَوْمَ حُنَيْنٍ فَاظْنَبُوا السَّيْرَ حَتَّى كَانَ عِشِيَّةً
فَجَاءَ فَارِسٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي
طَلَعْتُ عَلَى جَبَلٍ كَذَا وَكَذَا فَإِذَا أَنَا
بِهَوَازِنَ عَلَى بَكْرَةٍ أَبِيهِمْ بِطُعْنِهِمْ
وَلَعِبِهِمْ اجْتَمَعُوا إِلَى حُنَيْنٍ فَتَبَسَّحَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ
تِلْكَ غَنِيْمَةُ الْمُسْلِمِينَ عَدَا إِنِّ شَاءَ
اللَّهُ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَجْرُسُنَا اللَّيْلَةَ قَالَ
أَنَسُ بْنُ أَبِي مُرْتَدٍ الْغَنَوِيُّ أَنَا يَا رَسُولَ
اللَّهِ قَالَ أَرْكَبُ فَرَكِبَ فَرَسًا لَهُ فَقَالَ
اسْتَقْبِلْ هَذَا الشَّعْبَ حَتَّى تَكُونَ فِي
أَعْلَاهُ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَضَلَّةٍ فَرَكِبَ رَكْعَتَيْنِ
ثُمَّ قَالَ هَلْ حَسِبُكُمْ فَارِسُكُمْ فَقَالَ
رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا حَسِبُنَا فَتُوبَ
بِالضَّلَاةِ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي يَلْتَفِتُ إِلَى الشَّعْبِ
حَتَّى إِذَا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ ابْشَرُوا
فَقَدْ جَاءَ فَارِسُكُمْ فَجَعَلَتْ تَنْظُرُوا
إِلَى خِلَالِ الشَّجَرِ فِي الشَّعْبِ فَإِذَا هُوَ قَدْ جَاءَ
فَوَقَفَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ إِنِّي انْطَلَقْتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَى هَذَا
الشَّعْبِ حَيْثُ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ طَلَعْتُ الشَّعْبَيْنِ
كِلَاهُمَا أَفَلَمْ أَرَ أَحَدًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَزَلْتَ اللَّيْلَةَ قَالَ

کہ لوگ حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ چلے تو انھوں نے بہت دراز سفر کیا حتیٰ کہ شام
ہو گئی تو ایک سوار آیا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم میں فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھا تو میں نے ہوازن
کو دیکھا جو سارے کا سارا قبیلہ اپنی عورتوں جانوروں کے
ساتھ حنین میں جمع ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ انشاء اللہ یہ سب کچھ کل
مسلمانوں کی غنیمت بنے گی۔ پھر فرمایا کہ آج رات ہماری
حفاظت کون کرے گا۔ انس ابن مرثد غنوی بولے
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کر دوں گا۔ فرمایا سوار ہو
جاؤ چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ فرمایا اس
گھاٹی کے سامنے جاؤ حتیٰ کہ اس کی بلندی پر پہنچ جاؤ
پھر جب ہم نے سویرا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے مصلے پر تشریف لائے دو رکعتیں پڑھیں پھر فرمایا کہ
کیا تم نے اپنے سوار کو محسوس کیا۔ ایک صاحب نے
کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تو محسوس نہ کیا
پھر نماز کی تکبیر کہی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز
پڑھتے ہوئے گھاٹی کی طرف کن انکھوں سے دیکھنے لگے
حتیٰ کہ جب نماز پوری فرمائی تو فرمایا خوش ہو جاؤ بخوار
سوار آپہنچا تو ہم گھاٹی میں درختوں کی طرف دیکھنے لگے
تو ناگاہ وہ آ رہا تھا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے سامنے آکھڑا ہوا تو عرض کیا میں چلا حتیٰ کہ میں اس
گھاٹی کی چوٹی پر پہنچ گیا جہاں کا مجھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے حکم دیا تھا۔ پھر جب میں نے سویرا کیا تو
میں ان دونوں گھاٹیوں (پہاڑوں) پر چڑھ گیا تو میں
نے کسی ایک کو نہ دیکھا۔ ان سے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس رات نیچے اترے عرض کیا

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَذْ قَضَىٰ حَاجَةً قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَا تَعْمَلَ بَعْدَهَا رَدَّكَ الْبُؤْدَاؤُ

نہیں سوائے نماز کے یا ادائے حاجت کے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بعد کوئی عمل نہ کرنا تم کو مضر نہیں۔ (البؤداؤد)

۱۔ حضرت سہل بن حنظلہ، حاء پر زبر، نون ساکن، ظاء پر زبر، لام مکسور اور یاد شد، انصاری صحابی ہیں۔ اوّل بیت رضوان سے فاضل ہیں۔ خلوت گزری ہوں گے کثرت کے ساتھ نماز و ذکر کا ان کا معمول تھا، حنظلہ ان کی والدہ کا نام ہے۔

۲۔ طلعت اکثر نسخوں میں لام پر زبر ہاں زیر کو بھی صحیح قرار دیا گیا ہے۔

۳۔ ہوازن، حاء پر زبر، ناء کے نیچے زیر، عربوں کی ایک قوم تھی یہ عبارت محاورہ ہے کہ اس قوم میں تمام کے جانے کا نقارہ بج گیا تاکہ کوئی پیچھے نہ رہ جائے۔ جو ان اونٹ اس کی اہل یہ ہے کہ عربوں کی قوم کسی جگہ ڈیرہ ڈالتی اور وہاں سے کوچ کرتی تو جو شخص یہاں سے اونٹ پکڑتا اس پر سوار ہو جاتا حالانکہ وہ اونٹ ان سے نہ ہوتا ہاں ان کے والد سے ہوتا۔

۴۔ ظعن، ظا، عین پر پیش یا ساکن طعنہ کی جمع ہے، عورت کا ہودج میں ہونا یا وہ عورت جو ہودج میں ہو۔ کبھی اس اونٹ کو کہتے ہیں جس پر ہودج ہو۔

۵۔ مرشد غنوی، میم پر زبر، راء ساکن، ثاء پر زبر، غین اور نون دونوں پر فتح، صحابی ہیں۔ فتح مکہ اور حنین میں شامل تھے۔

۶۔ وہ جگہ جو غار کے لیے بنائی گئی تھی۔

۷۔ اس سے مراد فجر کی دو سنتیں ہیں۔

۸۔ اس سے واضح ہو رہا ہے کہ ضرورت کے تحت فجر کی سنتوں کے بعد گفتگو کی جاسکتی ہے، اور کتاب الصلوٰۃ میں گزرا۔

۹۔ اس سے مصلحت دینیہ کی خاطر نماز میں التفات کا جواز واضح ہو جاتا کہ یہ دو عبادت کو جمع کرنا ہے۔ یعنی نوافل، جرات، محنت اور جہد و جد کیونکر تھے، آج اس قدر ثواب اور فضیلت نصیب ہو گئی ہے جو کافی ہے اور تیرے گناہوں کی اس سے مغفرت و بخشش ہو جائے گی۔ یہ اس عمل کی تحسین میں بہانہ اور حجت کی بشارت ہے، بعض شارحین کی رائے ہے کہ یہاں مراد جہاد سے اور یہی ظاہر تر ہے۔

۱۰۔ ۵۶، ۹۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَيْتُ

النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمَرَاتٍ

فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَدْعُ اللَّهَ فِيهِمْ

بِالْبَرَكَةِ فَضَمَّهِنَّ ثُمَّ دَعَا لِي

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

کچھ چھوڑنے لایا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی

علیہ وسلم ان میں برکت کی دعا فرمادیں تو انھیں حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے ملا دیا پھر ان میں میرے لیے برکت کی دعا کی، فرمایا انھیں لے لو اسے اپنے توشہ دان میں ڈال لو جب اس میں سے کچھ لینا چاہو تو اس میں اپنا ہاتھ ڈال دو اس میں سے لے لو اور کبھی جھپٹنا مت۔ میں نے ان چھوڑوں میں سے اتنے دسق اللہ کی راہ میں خیرات کیے ہم ان میں سے کھاتے کھلاتے رہے یہ میری کمرے کبھی جدا نہ ہوئے تھے، حتیٰ کہ جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کا دن ہوا تو وہ مجھ سے گر گیا۔

فِيهِمْ بِالْبَرَكَةِ قَالَ خُذْهُنَّ فَاجْعَلْهُنَّ فِي مِرْدُودٍ كُلَّمَا ارْدَتِ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا فَادْخِلْ فِيهِ يَدَكَ فَخُذْهُ وَلَا تَنْشُرْهُ نَشْرًا فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذَلِكَ الثَّمَرِ كَذَا وَكَذَا مِنْ دَسَقٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَكُنَّا نَأْكُلُ مِنْهُ وَلَطْعُهُوَ وَكَانَ لَا يُفَارِقُ حَقْوِي حَتَّى كَانَ يَوْمَ قَتْلِ عُثْمَانَ فَإِنَّهُ انْقَطَعَ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۔ منقول ہے کہ وہ آپس تھیں۔

۲۔ صراح میں ہے مِرْدُودٌ، میم کے نیچے زیر، توشہ دان

۳۔ دسق ساٹھ پیمانہ یا اونٹ کا بوجھ

۴۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب لوگوں کے درمیان افتراق و انتشار بڑھ جائے تو برکت اٹھ جاتی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے لوگوں کو اس دن ایک غم تھا اور مجھے دو غم تھے۔ ایک تو اس تھیلی کے گم ہونے کا اور دوسرا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا۔

تیسری فصل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک رات مکہ میں قریش نے مشورہ کیا بعض نے کہا کہ جب سویرا ہو تو انھیں رسیوں سے باندھ دو یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو، بعض دوسرے بولے بلکہ انھیں قتل کر دو، بعض بولے بلکہ انھیں نکال دو، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع کر دیا تو جناب علی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر رات گزاری اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے، حتیٰ کہ غار پر پہنچ گئے اور مشرکین رات بھر جناب علی رضی اللہ عنہ کی نگرانی کرتے رہے

الفصل الثالث

۵۶۸۰ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ تَشَادَرَتْ قُرَيْشٌ لَيْلَةَ يَمَكَةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِذَا أَصْبَحَ فَاتَّبِعُوهُ يَا لَوْثًا قِيْرِيْدُ وَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ أَقْتُلُوهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ أَخْرِجُوهُ فَاطْلَعَ اللَّهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ذَلِكَ فَبَاتَ عَلَى فِرَاشِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى لَحِقَ بِالْغَارِ وَبَاتَ الْمُشْرِكُونَ يَحْرُصُونَ عَلَيْهِ

يَجْسَبُونَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَلَمَّا أَصْبَحُوا تَارُوا عَلَيْهِ فَلَمَّا رَأَوْا عِيَّتًا
رَدَّ اللَّهُ مَكْرَهُمْ فَتَاكُلُوا آيِنَ صَاحِبِكَ
هَذَا قَالَ لَا أَدْرِى فَاقْتَصَوْا أَثَرَهُ
فَلَمَّا بَلَغُوا الْجَبَلَ اخْتَلَطَ عَلَيْهِمْ
فَصَعِدُوا الْجَبَلَ فَمَرُّوا بِالْغَارِ فَرَأَوْا
عَلَى بَابِهِ نَسْجَ الْعَنْكَبُوتِ عَلَى بَابِهِ
فَمَكَثَ فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ
(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر جب صبح پائی تو ان
پر دوڑے پھر جب جناب علی کو دیکھا تو اللہ نے ان کے
فریب رد کر دیئے بولے تمہارے وہ ساتھی کہاں ہیں
آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا چنانچہ وہ سب حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے نشان قدم پر کھوج لگاتے چلے جب پہاڑ
پر پہنچے تو ان پر غار مشتبہ ہو گیا وہ پہاڑ پر چڑھ گئے
اس غار پر پہنچے اس کے دروازے پر مگڑی کا جال
دیکھتے تو بولے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں گئے
ہوتے تو اس کے دروازے پر حالانہ ہوتا۔ حضور نے
اس میں تین شب قیام فرمایا۔ (احمد)

۱۷ یعنی بعض مشرکین نے یہ مشورہ دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قید کر دیا جائے وثاق کسر و فتحہ دونوں
طرح ہے بمعنی بند کرنا۔

۱۸ فاطمہ، ہمزہ پر زبر، طاء کن مخفف۔

۱۹ جیسا کہ سورۃ النمل میں مذکور ہے۔

۲۰ چند راتیں غار میں گزاریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف فرما تھے۔ مشرکین اس کے دبانے تک
پہنچے لیکن مطلع نہ ہو سکے۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو بھی فرمائی۔ یہ بہت بڑا معجزہ اور واقعہ ہے۔
میں نے اسے شرح اور تاریخ مدینہ میں ذکر کیا ہے۔ ہجرت کے تذکرہ میں بھی اس کی تفصیل آئے گی۔

۲۱ حضرت علی رضی اللہ عنہ اندر رہا اور مشرکین باہر کھڑے رہے۔

۲۲ وہ یہی خیال کرتے رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اندر آرام فرما رہے ہیں جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم
! ہرائیں گے ان کام تمام کر دیں گے حالانکہ اب رہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

۲۳ اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ خدا کے ساتھ تحقیر و تصغیر کی طرف اشارہ ہے
۲۴ نفس، تاف اور دو مار، کسی کے پیچھے جانا

۲۵ اس کا نام چیل ثور ہے تو راں پاؤں کے نشان نقش ہو گئے۔

۲۶ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دہاں داخل ہونے کے بعد اس نے بنا تھا جس کا عرض ایک بالشت
اور طول ایک ہاتھ تھا۔

۲۷ اور کبوتری کا دہاں اندر دینا اس حدیث میں اس کا تذکرہ نہیں۔

ظَنُّوا الْحَسَامَ وَظَنُّوا الْعَنْكَبُوتَ عَلَى خَيْرِ الْبَيِّنَاتِ لَمْ تَنْسَجْ وَلَمْ تَحْجُ

شر: (انھوں نے یہی گمان کیا کہ کبوتر اور عنکبوت، ساری مخلوق سے افضل شخص پر کیسے تانا بنا سکتے ہیں اگر وہ بیاں داخل ہوئے ہیں)

۱۲ سووار کو داخل ہوئے اور معجزات کو دہاں سے نکلے۔

۵۶۸۱ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ
خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيهَا سَمٌ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْبِعُوا لِي
مَنْ كَانَ هَهُنَا مِنَ الْيَهُودِ فَجَمَعُوهُ
فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ
أَنْتُمْ مُصَدِّقِي عَنْهُ قَالُوا نَعَمْ
يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
أَبُوكُمْ قَالُوا فُلَانٌ قَالَ كَذَبْتُمْ
بَلْ أَبُوكُمْ فُلَانٌ قَالُوا صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ
قَالَ فَهَلْ أَنْتُمْ مُصَدِّقِي عَنْ شَيْءٍ
إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ قَالُوا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ
إِنْ كَذَبْنَاكَ عَرَفْتَ كَمَا عَرَفْتَهُ فِي
أَيُّنَا فَقَالَ لَهُمْ مَنْ أَهْلُ النَّارِ قَالُوا
نَكُونُ فِيهَا لَيْسِيًّا ثُمَّ تَخَلَّفُونَا فِيهَا
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اُخْسُوا فِيهَا وَاللَّهُ لَا يَخْلُقُكُمْ فِيهَا
أَبَدًا ثُمَّ قَالَ هَلْ أَنْتُمْ مُصَدِّقِي
عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ فَقَالُوا نَعَمْ
يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِي
هَذِهِ الشَّاةِ سَمًّا قَالُوا نَعَمْ
قَالَ فَمَا حَمَلَكُمْ عَلَى ذَلِكَ قَالُوا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں ایک بکری ہدیہ کی گئی جس میں زہر تھا تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنے یہودی بیاں ہیں انھیں
ہمارے پاس جمع کرو وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے سامنے اکٹھے ہوئے تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ میں تم سے ایک چیز کے متعلق پوچھتا
ہوں کیا تم مجھ سے سچ بولو گے۔ انھوں نے کہا ہاں
ابوالقاسم، تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ تمہارا باپ کون ہے۔ وہ بولے فلاں
فرمایا تم نے جھوٹ بولا بلکہ تمہارا باپ فلاں ہے وہ
بولے آپ نے سچ کہا اور درست کہا۔ فرمایا تو کیا اب
تم مجھ سے سچ کہو گے جس چیز کے متعلق اگر میں تم سے
پوچھوں۔ وہ بولے ہاں اے ابوالقاسم اور اگر ہم آپ
سے جھوٹ بولیں تو آپ پہچان لیں گے جیسے ہمارے باپ
کے متعلق پہچان لیا۔ تو ان سے فرمایا کہ آگ والے کون
ہیں وہ بولے کچھ دن ہم اس میں رہیں گے پھر اس میں
ہمارے نائب اور آپ لوگ ہوں گے۔ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ورے ہو اس میں رہو اللہ کی
قسم ہم اس میں تمہارے نائب کبھی نہیں بنیں گے۔ پھر
فرمایا کیا اب مجھ سے سچ بولو گے اس چیز کے متعلق جو
تم سے پوچھوں وہ بولے ہاں اے ابوالقاسم فرمایا کیا
تم نے اس بکری میں زہر ڈالا ہے؟ وہ بولے ہاں فرمایا
تم کو اس چیز پر کس چیز نے جرات دی وہ بولے ہم نے

اَرَدْنَا اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا اَنْ نَّسْتَرْيِحَ
مِنْكَ وَاِنْ كُنْتَ صَادِقًا لَّهٗ يَصْرُوكَ
(رواکہ البخاری)

چاہا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہم آپ سے راحت
پا جائیں اور اگر سچے ہیں تو آپ کو نقصان نہ دیں۔
(بخاری)

۱۔ ہم، سین پر زبر یا پیش، بعض نے زیر بھی پڑھی ہے۔

۲۔ میں سوال کے ذریعے تمہیں آزمانا چاہتا ہوں کہ تم سچ بولتے ہو یا جھوٹ، جیسا کہ سیاق حدیث سے معلوم
ہو رہا ہے۔ مصدق، میم پر پیش، صا د پر زبر، وال مشد و کمسور، قاف کمسور اور یا و مشد
۳۔ بعض یہود کا طریقہ تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کینت کا تذکرہ کرتے، نام نہ لیتے کیونکہ اس کا تذکرہ
تورات و انجیل میں مشہور تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت نبوت کی دلیل تھا۔

۴۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ہر گلاں کا پوچھا کیونکہ قبیلہ کا پدر تمام کا باپ ہوتا ہے۔
۵۔ بلکہ تمہارا پدر تو فلاں ہے جو تم نے نام لیا وہ نہیں
۶۔ کہ کذب، ذال مخفف ہے۔

۷۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ان کا قول منقول ہے لَنْ تَمَسَّنَا النَّاسُ اِلَّا اِيَّامًا مَّعْدُودَةً

۸۔ پھر ہماری جگہ مسلمانوں کو دائمی طور پر داخل کر دیا جائے گا۔ تخلصونا، نون مشد و مخفف بھی مروی
ہے جو قاعدہ نحوی کے مطابق ہے۔

۹۔ اِحْسًا کا معنی کتے کو دھتکارنا ہوتا ہے یعنی اگر تم اس جہاں سے کفر پر فوت ہوئے تو ہم ہمیشہ
دوزخ میں رہو گے۔

۱۰۔ اب ان سے کہا جاسکتا ہے کہ اب جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صدق ظاہر ہو گیا تو اب
تم ایمان کیوں نہیں لاتے۔

۵۶۸۲ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ اَخْطَبٍ الْاَنْصَارِيِّ
قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَوْمَ بَنِي الْفَجْرِ وَصَعِدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتَّى
خَضِرَتْ الظُّلُومُ فَتَزَلَّ فَسَلَّى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرِ
فَخَطَبَنَا حَتَّى خَضِرَتْ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ
فَسَلَّى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرِ حَتَّى خَضِرَتْ
الشَّمْسُ فَأَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَاثِبٌ إِلَى
يَوْمِ الْقِيَمَةِ قَالَ فَأَعْلَمْنَا أَحْفَظْنَا
(رواکہ مسلم)

حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک دن نماز فجر پڑھائی اور منبر پر چڑھے ہم کو
خطبہ دیا حتیٰ کہ ظہر کا وقت آگیا پھر اترے پھر نماز
پڑھی پھر منبر پر چڑھے تو ہم کو خطبہ دیا حتیٰ کہ عصر کا
وقت آگیا پھر اترے پھر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھے
حتیٰ کہ سورج ڈوب گیا تو ہم کو ان تمام چیزوں کی خبر
دی جو قیامت کے دن تک ہونے والی ہیں فرمایا کہ ہم میں
زیادہ جاننے والا وہ تھا جو ہم میں زیادہ حافظ تھا (مسلم)

۱۔ حضرت عمر بن الخطابؓ نے کہا کہ میں نے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تیرہ غزوات میں شریک ہوئے۔ ان کے سر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مس فرمایا اور عادی اب ان کا حال یہ تھا کہ عمر شہداء کو پہنچ گئی مگر سر اور دایھی کے چند بال ہی سفید ہوئے۔

۵۶۸۳ **وَعَنْ مَعْنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ**
سَمِعْتُ عَنْ أَبِي قَالَ سَأَلْتُ مَسْرُوقًا
مَنْ أَذَنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالْحَبِثِ لَيْلَةً اسْتَمَعُوا الْقُرْآنَ فَقَالَ
حَدَّثَنِي أَبُوهُ يَعْنِي عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ مَسْعُودٍ
أَنَّهُ قَالَ أَذِنْتُ بِهِمْ شَجَرَةً
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت معن ابن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا فرمایا: میں نے مسروق سے پوچھا کہ جس رات جنات نے قرآن سنا ہے تو جنات کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے دی انہوں نے کہا کہ مجھے تمھارے والد یعنی عبد الرحمن ابن مسعود نے بتایا کہ ان کی خبر ایک درخت نے دی۔ (بخاری، مسلم)

۲۔ معن، میم پر زبر، عین ساکن

۳۔ بن عبد الرحمن، یہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نواسے ہیں۔ نہایت ثقہ اور جامع علوم ہیں اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے والد کی نسبت سے ہی حضرت ابن مسعود کو ابو عبد الرحمن کہا جاتا ہے اور اپنے بھائی قاسم بن عبد الرحمن سے بھی روایت کرتے ہیں اور ان سے امام ثوری وغیرہ نے روایت کی ہے۔

۴۔ مسروق، کبار تابعین میں سے ہیں

۵۔ مراد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔

۶۔ درخت نے عرض کیا یا رسول اللہ جنات آگے ہیں تاکہ وہ قرآن سنیں اور ایمان لائیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے جنات سے ملاقات فرمائی اور انھیں قرآن سنایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم مکہ مدینہ کے درمیان جناب عمر کے ساتھ تھے تو ہم چاند ایک دوسرے کو دکھانے لگے۔ میں تیز نظر تھا تو میں نے دیکھ لیا۔ میرے سوا کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس نے چاند دیکھا ہے جناب عمر سے کہنے لگا کہ کیا آپ دیکھتے نہیں۔ آپ اے نہ دیکھ سکے۔ کہتے ہیں میں اے عنقریب اپنے بستر پر لیٹے ہوئے دیکھوں گا پھر ہم کو بدر والوں کی خبر ملی دینے لگے۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ایک دن پہلے کفار کی قتل گاہ دکھاتے

۵۶۸۴ **وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنَّا مَعَ عُمَرَ بَيْنَ**
مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَتَرَايَا الْإِهْلَالَ وَكُنْتُ
رَجُلًا حَدِيدَ الْبَصَرِ فَرَأَيْتُهُ وَلَيْسَ أَحَدٌ
يَزْعُمُ أَنَّهُ رَأَاهُ غَيْرِي فَجَعَلْتُ أَقُولُ
يَعْمَرُ أَمَا تَرَاهُ فَجَعَلَ لَا يَرَاهُ قَالَ يَقُولُ
عُمَرُ سَأَرَاهُ وَأَنَا مُسْتَلْقٍ عَلَى فَرَاشِي
ثُمَّ أَنشَأَ يُحَدِّثُنَا عَنْ أَهْلِ بَدْرٍ قَالَ
إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يُرِيَّتَا مَصَارِعَ أَهْلِ بَدْرٍ بِالْأَمْسِ

تھے، فرماتے تھے کہ انشاء اللہ کل یہ جگہ فلاں کی قتل گاہ ہوگی اور انشاء اللہ کل یہ جگہ فلاں کی قتل گاہ ہوگی جناب عمر فرماتے ہیں کہ اس کی قسم جس نے انھیں حق کے ساتھ بھیجا کہ وہ لوگ ان حدود سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی تھیں بالکل نہ بٹے پھر وہ اوپر تلے ایک کنوئیں میں ڈال دیے گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے حتیٰ کہ ان تک پہنچ گئے فرمایا اے فلاں ابن فلاں اے ابن فلاں کیا تم نے وہ سب باتیں درست پائیں جن کا تم سے اللہ نے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ کیا تھا کیونکہ میں نے وہ درست پایا جو اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ جناب عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان جہنوں سے کیسے کلام کرتے ہیں جن میں جان نہیں تو فرمایا بات تمہان سے زیادہ نہیں سنتے بجز اس کے کہ وہ مجھے کچھ جواب نہیں دے سکتے۔ (مسلم)

وَيَقُولُ هَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ عَدَا ابْنُ شَاءَ
اللَّهُ وَهَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ عَدَا ابْنُ شَاءَ
اللَّهُ قَالَ عُمَرُ وَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا
أَخْطَا وَالْحُدُودَ الَّتِي حَدَّهَا رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجْعِلُوا فِي
بَيْتِ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ فَاَنْطَلَقَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْتَهَى
إِلَيْهِمْ فَقَالَ يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَيَا فُلَانُ
ابْنَ فُلَانٍ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمُ
اللَّهُ وَرَسُولُهُ حَقًّا قَائِلٌ قَدْ وَجَدْتُ
مَا وَعَدَنِي اللَّهُ حَقًّا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ
اللَّهِ كَيْفَ تَكُونُ أَجْسَادًا لَا أَرَوَاهُ فِيهَا
فَقَالَ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ
مِنْهُمْ غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ
يَرُدُّوا عَلَى شَيْءٍ رَدًّا مُسْلِمًا

۱۔ میرے علاوہ کسی نے تم کہا کہ میں نے چاند دیکھا۔

۲۔ میں انھیں دکھاتا رہا لیکن انھیں نظر نہیں آ رہا تھا۔

۳۔ حاجت نہیں کہ اب میں چاند دیکھنے میں مشقت اٹھاؤں جب ایک دن کے بعد یہ نمایاں ہو جائے گا یعنی جب ضروری اور حاجت نہ ہو تو اس کام میں مشقت لا یعنی ہوتی ہے۔

۴۔ یا مراد یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا یا حضرت انس رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔

۵۔ ان کے مرنے سے پہلے ایک دن خبر دے دی کہ فلاں بد بخت کہاں مرے گا۔

۶۔ ہر ایک کے مرنے کی جگہ الگ الگ متعین کر دی۔

۷۔ یہ تم سے زیادہ سن رہے ہیں یا سننے میں تمہارے برابر ہیں۔

۸۔ کتاب الجہاد میں اس کی تفصیل ہے۔

۵۶۸۵ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَنْ أَبِيهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دَخَلَ عَلَى زَيْدٍ لِعُودِهِ مِنْ مَكَّةَ

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے

وہ اپنے والد سے راوی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جناب

زید کے پاس ایک مرض میں مزاج پرسی کے لیے تشریف لائے

كَانَ بِهِ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْ مَرَضِكَ
بَأْسٌ تَوَلَّيْنِ كَيْفَ لَكَ إِذَا غَيَّرْتَ بَعْدِي
فَعَمِيَّتْ قَالَ أَحْتَسِبُ وَأَصِيرُ قَالَ إِذَا
تَدَخَّلَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالَتْ
فَعَيَّى بَعْدَ مَا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَدَّ اللَّهُ عَلَيْهِ بَصَرَهُ
ثُمَّ مَاتَ

۱۷ انیسہ، ہمزہ پر پیش، نون پر زبر

۱۸ بنت زید بن ارقم، یہ تابعیہ ہیں ان کی نسبت سے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو ابو انیسہ کہا جاتا ہے
انہیں ابو سعید بھی کہتے ہیں بلکہ مشوران کی یہی کنیت ہے۔

۵۶۸۶/۱۱ وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَقَوَّلَ
عَلَى مَا لَمْ يَأْكُلْ فُلْيَتَبَوَّأُ مَقْعَدَهُ
مِنَ النَّارِ وَذَلِكَ أَنَّهُ بَعَثَ رَجُلًا
فَكَذَّبَ عَلَيْهِ فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ مَيْتًا فَقَدْ
انْشَقَّ بَطْنُهُ وَلَوْ تَقَبَّلَهُ الْأَرْضُ
رَرَوَاهُمَا الْبَيْرُهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ
(النَّبُوَّةِ)

۱۹ تقول، تاو، ق پر زبر، واو مشد، کسی کی طرف جھوٹا منسوب کرنا۔

۲۰ یہ مدغنی ہونے کی علامت ہے۔

۵۶۸۷/۲۲ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ رَجُلٌ
لَمْ يَطْعَمْهُ فَأَطْعَمَهُ شَطْرَ وَسْقٍ شَعِيرٍ
فَمَا زَالَ الرَّجُلُ يَأْكُلُ مِنْهُ وَأَمْرَأَتُهُ
وَضَيْقُهَا حَتَّى كَانَتْ فَفَقِيَتْ فَأَتَى
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فرمایا اس بیماری سے تم پر کوئی خطرہ نہیں مگر تمہارا اس
وقت کیا حال ہو گا جب تم کو میرے بعد دراز عمر ملے
گی تو تم نابینا ہو جاؤ گے۔ عرض کیا میں صبر اور طلب اجر
کروں گا۔ فرمایا تو جنت میں بے حساب جاؤ گے۔ فرماتی
ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ
نابینا ہو گئے پھر اللہ نے ان کی نظر لوٹا دی پھر وہ
فوت ہو گئے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو مجھ پر وہ بات
مخوف ہے جو میں نے نہ کہی ہو وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنا
لے یہ اس طرح ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
شخص کو بھیجا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ
باندھ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بددعا
کر دی تو وہ مردہ پایا گیا کہ اس کا پیٹ چر گیا تھا اسے
زمین نے قبول نہ کیا۔ یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے
دلائل النبوة میں روایت کیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کھانا
ملنے آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جو کا آدھا
وسق عطا فرمایا۔ وہ شخص اس کی بیوی اور اس کا مہمان
اس سے کھاتے رہے حتیٰ کہ اس نے ناپ لیا تو ختم ہو
گیا پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ فرمایا اگر وہ

فَقَالَ لَوْلَوْ تَكَلَّمْتُ لَأَكَلْتُ مِنْهُ وَلَقَامَ لَكُمْ
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۵۶۸۸ وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلْبٍ عَنْ
أَبِيهِ عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ
خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْقَبْرِ
يُوحِي الْحَافِرَ يَقُولُ أَدِيسُ مِنْ
قَبْلِ رَجُلِيٍّ أَوْيسُ مِنْ قَبْلِ رَأْسِهِ
فَلَمَّا رَجَعَ اسْتَقْبَلَهُ دَاعِيٌّ إِمْرَأَتِهِ
فَأَجَابَ وَنَحْنُ مَعَهُ فَجِئْتُ بِالطَّعَامِ
فَوَضَعَ يَدَهُ ثُمَّ وَضَعَ الْقَوْمُ فَأَكَلُوا
فَنَظَرْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يُلَوِّكُ لُقْمَةً فِي فِيهِ ثُمَّ قَالَ
أَجِدُ لَحْمَ شَاةٍ أُخِذَتْ لِغَيْرِ إِذْنِ
أَهْلِهَا فَأَرْسَلْتُ الْمَرْأَةَ تَقُولُ يَا رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَرْسَلْتُ
إِلَى النَّقِيعِ وَهُوَ مَوْضِعُ بَيْعٍ فِيهِ الْغَنَمُ
لِيَشْتَرِيَ شَاةً فَلَمْ تَوْجَدْ فَأَرْسَلْتُ
إِلَى جَارِيٍّ قَدْ اشْتَرَى شَاةً أَنْ يُرْسِلَ
بِهَا إِلَيَّ بِثَمَنِهَا فَلَمْ يَوْجَدْ فَأَرْسَلْتُ
إِلَى أُسْرَاتِهِمْ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهَا بِهَا فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْعِمِي
هَذَا الطَّعَامَ الْأُسْرَى

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ أَبِي حَتْمٍ فِي
دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

اے نہ ناپتی تو تم سب اس سے کھاتے رہتے تو وہ
تمہارے پاس رہتا (مسلم)

حضرت عاصم ابن کلیب سے وہ اپنے والد سے
وہ ایک انصاری صاحب سے روایت کرتے ہیں کہ ہم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں
گئے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر تشریف فرما تھے کھودنے والے
کو سمجھاتے تھے۔ فرماتے تھے کہ اس کے پاؤں کی طرف
فراخ کرو اس کے سر کی طرف فراخ کرو، پھر جب واپس
ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کی
بیوی کی طرف سے بلانے والا آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ
وسلم نے منظور فرمایا ہم آپ کے ساتھ تھے کھانا لایا
گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ رکھا پھر قوم
نے کہا سب کھانے لگے تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منہ میں لقمہ پھیرا
رہے ہیں پھر فرمایا میں ایسی بکری کا گوشت محسوس کرتا
ہوں جو اس کے مالک کے بغیر لی گئی ہے۔ اس عورت نے
کہا بھیجا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے نقیص کی
طرف سے بھیجا تھا یہ وہ جگہ تھی جہاں بکریاں فروخت
کی جاتی تھیں تاکہ میرے لیے بکری خریدے بکری غنیمت
میں نے اپنے پڑوسی کے پاس آگئی بھیجا جس نے بکری
خریدی تھی یہ کہ وہ مجھے بکری قیمتاً دے دے وہ بلا
نہیں تو میں نے اس کی بیوی کے پاس بھیجا اس نے
وہ میرے پاس بھیج دی۔ تب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو
(ابوداؤد، بیہقی، دلائل النبوة)

اے عاصم بن کلیب، کاف پر پیش، لام پر زبر، ثقفہ اور اپنے دود کے بڑے فاضل اور عابد ہیں حضرت

سیفان ثوری اور حضرت سیفان بن عیینہ رضی اللہ عنہما نے ان سے روایت لی - بعض نے کہا ان کا تعلق قبیلہ جرم سے ہے -

۱۷ کلب، تابعی ہیں
۱۸ ہم بطور طفیلی چلے گئے یا جماعت کی بھی دعوت تھی -

۱۹ یہ مقام بقیع وادی عقیق کی طرف ہے اور مدینہ سے بیس میل پر ہے - یہ لفظ بقیع نہیں وہ تو مدینہ طیبہ کا قبرستان ہے - امام خطابی کہتے ہیں اسے باء کے ساتھ پڑھنے والے خطا پر ہیں - لیکن جنھوں نے باء کے ساتھ پڑھا ان کا کہنا ہے کہ بقیع بازار ہوتا ہے -

۲۰ کیونکہ قیدی کا فرستے اور وہ مکلف نہیں - ظاہر یہی ہے کہ صاحب بکری نہ ملا ورنہ ان سے بات ہو جاتی -

حضرت حزام ابن ہشام سے وہ اپنے والد سے
وہ اپنے دادا سے حبیش ابن خالد سے روایت کرتے
ہیں وہ ام معبد کے بھائی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جب مکہ معظمہ سے باہر کیے گئے آپ صلی اللہ
علیہ وسلم مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر کے روانہ ہوئے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق اور ابو بکر کے
غلام عامر بن ضیرہ اور ان کے رہبر عبد اللہ یعنی ام
معبد کے خیمے پر گزرے انھوں نے آپ سے گوشت
چھوڑے مانگے تاکہ ان سے خریدیں - انھوں نے کوئی
چیز ام معبد کے پاس نہ پائی - یہ حضرات بے توشر تھے
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری دیکھی، جو
خیمے کے کنارے میں تھی فرمایا اے ام معبد یہ بکری کسی
ہے انھوں نے عرض کیا کہ یہ ایسی بکری ہے جسے دُبے
بن نے بکریوں سے پیچھے کر دیا ہے - فرمایا گیا اس
میں دودھ ہے وہ بولیں کہ وہ اس سے بہت دُور ہے
فرمایا گیا تم مجھے اجازت دیتی ہو کہ اے دودھوں بولیں
آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں اگر آپ اس میں
دودھ دیکھیں تو دودھ لیں اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۵۶۸۹ وَعَنْ حِزَامِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ جَدِّهِ حَبِيشِ بْنِ خَالِدٍ وَهُوَ آخِرُ
أُمِّ مَعْبِدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ حِينَ أُخْرِجَ مِنْ مَكَّةَ خَرَجَ مُهَاجِرًا
إِلَى الْمَدِينَةِ هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ وَمَوْلَى أَبِي بَكْرٍ
عَامِرُ بْنُ ضَيْرَةَ وَدَلِيلُهُمَا عَبْدُ اللَّهِ
الْيَشِيُّ مَرُّوا عَلَى خِيَمَتِي أُمِّ مَعْبِدٍ
فَسَأَلُوها لَحْمًا وَتَمْرًا لِيَشْتَرُوا مِنْهَا
فَلَوْ يُصَيِّبُوا عِنْدَهَا شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ
وَكَانَ الْقَوْمُ مُزْمِلِينَ مُسْنِتِينَ فَنَظَرَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى
سَاءَةٍ فِي كِسْرِ الْخِيَمَةِ فَقَالَ مَا هَذِهِ
السَّاءَةُ يَا أُمِّ مَعْبِدٍ قَالَتْ سَاءَةٌ خَلَفَنَاهَا
الْجُهْدُ عَنِ الْغَنَى قَالَ هَلْ يَهَامِرُ
لَبَنٍ قَالَتْ هِيَ أَجْهَدُ مِنْ ذَلِكَ قَالَ
أَتَا ذَيْنِ لِي أَنَّ أَحْلَبَهَا قَالَتْ بَابِي
أَنْتَ وَأُمِّي إِنْ رَأَيْتَ حَلَبًا فَاحْلُبِيهَا
فَدَعَا بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَمَسَحَ بِيَدِهِ مَرْعَهَا وَسَتَى اللَّهُ تَعَالَى
وَدَعَا لَهَا فِي شَاتِهَا فَتَفَاجَّتْ عَلَيْهِ وَدَرَّتْ
وَأَجْتَرَتْ قَدَعًا يَا نَاءً يُرْبِضُ السَّرْهَطَ
فَعَلَبَ فِيهِ تَجًّا حَتَّى عَلَا الْبَهَاءُ ثُمَّ
سَتَا مَا حَتَّى رَوَيْتَ وَسَقَى أَصْحَابَهُ حَتَّى
رَوُوا ثُمَّ شَرِبَ الْخِرْهُمُ ثُمَّ حَلَبَ فِيهِ
ثَانِيًا بَعْدَ بَدْعٍ حَتَّى مَلَأَ الْإِنَاءَ ثُمَّ
غَادَرَ عِنْدَهَا وَبَايَعَهَا وَارْتَحَلُوا عَنْهَا
رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي
الْإِسْتِيعَابِ وَابْنُ الْجَوَرِيِّ فِي كِتَابِ الْوَفَاءِ
وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ -

بلایا اس کے محسن پر ہاتھ پھیرا اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور
ان کے لیے ان کی بکری میں دعا کی تو اس نے مانگیں
چیر دیں اور دودھ اتار لائی جگانی کرنے لگی تو حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا برتن منگایا جو ایک جماعت
کو شیر کر دے اس میں دوا، جھلکتا ہوا حتیٰ کہ جھاگ
اوپر اٹھتی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امّ معبد کو بلایا
حتیٰ کہ وہ شیر ہو گئیں اور اپنے ساتھیوں کو بلایا حتیٰ کہ
وہ بھی شیر ہو گئے۔ پھر ان کے آخر میں خود پیا پھر اس
میں پہلی بار کے بعد دوا حتیٰ کہ برتن بھر دیا یہ امّ معبد
کے پاس چھوڑ دیا اور ان سے بیعت لی اور وہ ان
سے ان سب نے کوچ کر دیا (شرح السنہ)

۱۔ حزام، حام کے بچے زیر

۲۔ حبیش بن خالد، حام پر پیش

۳۔ امّ معبد، میم پر زبر، مین ساکن، باء پر زبر، ان کا اسم گرامی عاتکہ بنت خالد خزاعیہ ہے
یہ وہی خاتون ہیں کہ ہجرت کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے خیمہ میں تشریف فرما ہوئے۔ یہ اپنے صحن میں بیٹھتیں
اور فقراء و مساکین کو پانی دکھانا پیش کرتی۔

۴۔ عامر بن فہرہ، فاء پر پیش، فاء پر زبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں تشریف لانے سے
پہلے انھوں نے اسلام قبول کیا۔

۵۔ یہ چار افراد تھے جو مدینہ طیبہ پہنچے۔

۶۔ کسر، کاف کے بچے زیر، سین ساکن یا زبر، خیمہ کی طرف وجانب

کہ یہ دودھ نہیں دیتی آپ کیا دھوئیں گے۔ حلب، لام ساکن، دودھ دھونا۔ زیر بھی پڑھی
گئی ہے۔

۷۔ تفاجت، جیم مشد

۸۔ جیسا کہ دودھ دھوتے وقت جانور کی عادت ہوتی ہے

۹۔ حۃ، جیم کے بچے زیر، راشد

۱۰۔ مراح میں ہے ربض، یربض یا و پر پیش، باء کے بچے زیر، از ارباض، خوب سیراب کرنا۔ دھونا
قوم کا گروہ۔

۱۳ شجہ، ثناء، جیم مشد، پانی کارواں ہونا

۱۴ حتی روٹی، داؤ پر پیش

۱۵ خود فرمایا کہ قوم کا ساقی آخر میں پیتا ہے۔

۱۶ اُمّ معبد اسلام لے آئیں

۱۷ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو اہل مکہ نہ جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف لے گئے ہیں۔ ایک جن جبل ابوقبیس پر آیا اور اس نے اشعار کہے ان میں سے دو یہ ہیں۔

جَزَى اللهُ رَبُّ النَّاسِ خَيْرَ جَزَائِهِ
رَفِيقَيْنِ حَلًّا خِيَمَةً اُمِّ مَعْبَدٍ
هُمَا نُزُلًا يَا لُبَّ رَثَا تَرَحُّوْا
فَاَقْلَمَ مِنْ اَمْسَى رَفِيقٌ مُحَمَّدٌ

اللہ تعالیٰ جو رب الناس ہے انھیں جزا دے جو خیمہ ام معبد میں آپ کے رفیق تھے وہ وہاں بخوشی اترے اور بخیر و خوبی وہاں سے روانہ ہوئے وہ کامیاب ہوئے جنھوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اختیار کی

احادیث میں یہ بھی آیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے روانہ ہو گئے۔ اُمّ معبد کے خاوند ابو معبد آئے اپنے گھر میں دودھ دیکھ کر حیران ہوئے پوچھا تو حضرت اُمّ معبد رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شامل و سراپا بڑی ہی وضاحت سے بیان کیا۔ ابو معبد نے کہا یہی وہ صاحب قریش ہیں۔ میں نے یہی صفات ان کی مکہ میں سنی تھیں۔ اللہ کی قسم میں بھی بوقت فرصت ان کی صحبت میں جاؤں گا۔

بَابُ الْكَرَامَاتِ

کرامات کا بیان

تمام اہل حق اولیاء سے کرامات کے جواز کے قائل ہیں۔ دلی اس شخص کو کہتے ہیں جو بقدر طاقت بشری اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا عارف ہو، ہمیشہ طاعت بجالائے اور منع کردہ لذات و شہوات سے روکنے والا ہو۔ تقویٰ اور اتباع میں بحسب مراتب کامل ہوتا ہے۔ وقوع کرامت یہ کتاب و سنت اور صحابہ کی اخبار و اقوال سے ہیں اور یہ تو اتر معنوی ہے انصاف اور ترک عناد کی صورت میں ان کے انکار کی مجال نہیں ہو سکتی خصوصاً اکابر مشائخ طریقت اور ان کے سادات مثلاً غوث الثقلین سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی اور ان کے علاوہ

دیگر بزرگوں کی کرامات اس قدر ہیں کہ وہ ان گنت ہیں، آپ رضی اللہ عنہ کے اور ان کے بزرگوں کا بیان ہے کہ آپ کی کرامات موتیوں کی لڑی کی طرح ہے جو پے در پے ہیں۔ اگر کوئی ہم سے اس بارے میں پوچھے تو ہم تو ایک ہی مجلس کی اس قدر کرامات بیان کر دیں۔ امام عبد اللہ یا فقیہ کتبہ میں آپ کی کرامات میں کوئی شبہ اور شک نہیں اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ کرامات میں شیوخ آفاق کا آپ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ معتزلہ اور ان کے متبعین کرامات کا انکار کرتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ولی کے قصد و اختیار سے کرامات صادر نہیں ہوتی اگر صادر ہو تو بھی بلا قصد ہوتی ہے۔ بعض نے کہا کرامت کا تعلق جنس معجزہ سے نہیں۔ مثلاً قیل طعام کا کثیر ہونا، انگلیوں سے پانی جاری ہونا، کرامت کا وقوع خواہ بالقصد ہو یا بلا قصد از جنس معجزہ ہو یا نہ ہو اس پر تفصیلی گفتگو اور اس پر شہوات کا جواب علم کلام میں ہے تو مشاہدہ کے بعد بیان کی ضرورت نہیں رہتی۔

الفصل الاول

پہلی فصل

۵۶۹۰ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَعَبَادَ بْنَ بَشِيرٍ تَحَدَّثَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ لَهُمَا حَتَّى فَحَبَّ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةً فِي لَيْلَةٍ شَدِيدَةِ الظُّلْمَةِ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَلَّبَانِ وَيَبِيدُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عُصِيَّةً فَأَضَاعَتْ عَصَا أَحَدِهِمَا لَهَا حَتَّى مَشِيَ فِي ضَوْئِهَا حَتَّى إِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيقُ أَضَاعَتْ لِلْآخِرِ عَصَاهُ فَتَشَى كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فِي ضَوْعِ عَصَاهُ حَتَّى بَلَغَ أَهْلَهُ (رَدَّاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے کاموں کے متعلق بات چیت کرتے رہے حتیٰ کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا۔ یہ واقعہ سخت اندھیری رات میں ہوا پھر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپسی کے لیے نکلے۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس چھوٹی لالٹنی تھی ان میں سے ایک کی لالٹنی چمک گئی حتیٰ کہ وہ دونوں اس کی روشنی میں چلے۔ حتیٰ کہ جب ان کو راستہ نے علیحدہ کیا تو دوسرے کی لالٹنی بھی روشن ہو گئی تو ان میں سے ہر ایک اپنی لالٹنی کی روشنی میں چلا حتیٰ کہ اپنے گھر پہنچ گیا۔ (بخاری)

۱۔ اسید، ہمزہ پر پیش، سین پر زبر۔

۲۔ بن حضیر۔ حاء پر پیش، ضاد پر زبر۔

۳۔ بکاد، عین پر زبر، باء مشدود۔

۴۔ بن بشر، باء مجزئین ماکن یہ دونوں جیل القدر صحابی ہیں۔
۵۔ اپنے گھر کی طرف۔

۱۵ آگے راستہ جدا ہوتا ہے۔

۱۶ بخاری میں کتاب الصلوٰۃ کی روایت میں ہے کہ دو صحابی تاریک رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس ہوئے۔ ان کے پاس چراغ کی مانند دو چیزیں تھیں۔ جب جدا ہوئے تو جدا جدا ان کے پاس چراغ تھا حتیٰ کہ وہ اپنے گھر پہنچ گئے۔

۵۶۹۱ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا حَضَرَ أَحَدٌ دَعَانِي أَبِي عَنِ اللَّيْلِ فَقَالَ مَا أَرَانِي إِلَّا مَقْتُولًا فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي لَا أَتْرُكُ بَعْدِي أَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي عَلَى دِينٍ فَأَقْضِ وَأَسْتَوْصِ بِأَخَوَاتِكَ خَيْرًا فَاصْبَحْنَا فَكَانَ أَوَّلَ قَتِيلٍ وَدَفْنَتْهُ مَعَ أُخْرَى فِي قَبْرِ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جب غزوہ اُحُد ہوا تو رات میں مجھے میرے باپ نے بلایا کہا کہ میں اپنے متعلق خیال کرتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں پہلا شہید میں ہوں گا اور میں اپنے نزدیک تم سے زیادہ پیارا کسی کو نہیں چھوڑتا سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے اور مجھ پر قرض ہے تم ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے لیے بھلائی کی وصیت قبول کرو ہم نے سویرا پایا تو پہلے شہید وہ ہی تھے اور میں نے انھیں دوسرے کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیا (بخاری)

۱۷ اس سے واضح ہو رہا ہے اگر ولی بطریق کرامت خبر دے تو وہ بطریق ظن دینا ہے۔ بخلاف نبی کے وہ وحی کی وجہ سے خبر دیتے ہیں۔

۱۸ شہداء اُحُد کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی حکم تھا کہ متعدد کو ایک قبر میں دفن کروان کے ساتھ دوسرے حضرت عمرو بن جموح تھے حمان کے دوست اور ان کی ہمیشہ کے شوہر تھے۔

۵۶۹۲ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ لَمَّا أَصْحَابُ النَّصْفَةِ كَانُوا أَنَاسًا فَقَرَأَ وَإِنِّي أَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ مِنْ هَذِهِ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَلَاثٍ وَمَنْ كَانَتْ مِنْ هَذِهِ طَعَامُ أَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ أَوْ سَادِسٍ وَإِنِّي أَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ وَأَنْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشْرَةٍ فَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَغَشَّى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَتَّى صُلِّيَتِ الْعِشَاءُ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتَّى

حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ صفد والے مسکین لوگ تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے کو لے جائے اور جس کے پاس چار کا کھانا ہو وہ پانچویں کو یا چھٹے کو لے جائے اور حضرت ابوبکر تین شخص لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس حضرت لائے۔ ابوبکر مدین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات کا کھانا کھایا پھر کچھ ٹھہرے حتیٰ کہ عشاء کی نماز پڑھ لی گئی آپ پھر لوٹ گئے پھر کچھ ٹھہرے حتیٰ کہ

تَعَسَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ مَا حَبَسَكَ عَنْ أَصِيَابِكَ قَالَ أَوْ مَا عَشِيَّتِيهِمْ قَالَتْ أَبَوَا حَتَّى تَجِيئِي فغَضِبَ وَقَالَ وَاللَّهِ لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا فَحَلَفَتِ الْمَرْأَةُ أَنْ لَا تَطْعَمَهُ وَحَلَفَ الْأَصْيَافُ أَنْ لَا يَطْعَمُوهُ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ كَانَ هَذَا مِنَ الشَّيْطَانِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَآكَلَ وَآكَلُوا فَجَعَلُوا لَا يَرْفَعُونَ لُقْمَةً إِلَّا رُبْتُ مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا فَقَالَ لِمُورَاتِهِ يَا أُخْتُ بَنِي فَرَّاسٍ مَا هَذَا قَالَتْ وَقُرَّةٌ عَيْنِي إِلَهَا الْأَنْ لَا أَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذَلِكَ بِثَلَاثِ مَرَارٍ فَآكَلُوا وَبَعَثَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَنَّ أَكَلَ مِنْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَذَكَرَ حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَسْعُودٍ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ فِي الْمُعْجَزَاتِ -

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کا کھانا کھا لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اس کے بعد رات کا مشیت الہی کے بقدر حصہ گزر گیا۔ ان سے ان کی بیوی نے کہا کہ تمہیں تمہارے مہمانوں سے کس نے روکا۔ آپ نے کہا کیا تم نے انہیں کھانا نہیں کھلایا۔ بولیں کہ انہوں نے تمہارے آنے تک کھانے سے انکار کیا آپ ناراض ہوئے اور بولے خدا کی قسم میں یہ کبھی نہ کھاؤں گا۔ آپ کی بیوی نے قسم کھالی کہ وہ بھی نہ کھائیں گی اور مہمانوں نے قسم کھالی کہ وہ بھی نہ کھائیں گے۔ جناب صدیق نے کہا کہ یہ قسم شیطان کی طرف سے ہو گئی۔ آپ نے کھانا منگوایا پھر کھا یا پھر ان سب نے کھیا تو وہ لوگ کوئی لقمہ نہ اٹھاتے تھے مگر اس کے پیچھے سے زیادہ بڑھتا تھا۔ آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ اے بنی فرائس کی بہن کیا وہ بولیں میری آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ ان سب نے یکساں کھایا اور اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا گیا۔ کہا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس میں سے کھایا (مسلم بخاری) اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث کہ ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے

۱۔ عبدالرحمن، یہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ ان کی والدہ کا نام حضرت ام رومان ہے اور یہی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھی والدہ ہیں، حدیث کے سال ایمان لائے ان کا نام عبداللہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبدالرحمن رکھا۔
۲۔ صفہ، یہ مسجد کی ایک جانب چھتی ہوئی جگہ تھی یہاں طلبہ صحابہ رہتے تھے۔ یہ گھر اہل مال و مال نہ رکھتے تھے۔

۳۔ او کا کلمہ تخفیف کے لیے ہے بعض کو بیان کر دیا اور بعض کو چھوڑ دیا۔

۴۔ یہ تکرار ہے تاکہ واقعہ از سر نو بیان ہو۔ یہ بھی ہے کہ پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کھانے کا بیان پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کا تذکرہ آیا۔ اس وقت میں حضرت ابوبکر کے اہل و عیال اور مہمان انتظار میں ہے

۵۶۹۱ آپ نے دیر کردی اور مہمان انتظار میں رہے۔

۵۶۹۲ یہ میرا غصہ اور قسم اٹھانا شیطان کی طرف سے تھا ہم اس سے باز آتے ہیں۔

۵۶۹۳ آپ کی قسم یا تو مفید تھی کہ اس وقت نہیں کھاؤں گا یا اس چھت سے نہیں کھاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک فرمان ہے کوئی آدمی خیر کے خلاف قسم اٹھائے تو وہ قسم توڑ دے، کفارہ ادا کرے اور وہ نیکی کا کام بھی کر لے۔

۵۶۹۴ بنی فراس، فاء کے پچھے زیر۔ یہ قبیلہ کا نام ہے اس خاتون کا اسم گرامی ام رومان ہے۔

۵۶۹۵ یہاں مراد سیدنا ابوبکر ہیں۔ بعض نے کہا مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ قراۃ العین سے خوشی اور محبوب کا دیکھنا مراد ہے کیونکہ یہ یا تو قراۃ بالضم بمعنی ٹھٹھک یا قراۃ بالفتح بمعنی محبوب کو دیکھنے سے آنکھ کا ٹھٹھک پانا مراد ہے۔

دوسری فصل

الفصل الثانی

۵۶۹۲ هَجَّ عَائِشَةُ قَالَتْ لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِيُّ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهٗ لَا يَزَالُ يُرَىٰ عَلَىٰ قَبْرِهٖ نُورٌ (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ جب نجاشی نے وفات پائی تو ہم سوچا کرتے تھے کہ ان کی قبر پر نور دیکھا جاتا رہتا ہے (ابوداؤد)

۵۶۹۳ نجاشی، جیم مخفف، یاد ساکنہ، حبشہ کا بادشاہ، نصرانی تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہا ایمان لایا۔ حبشہ میں ہی فوت ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں ان کی غائبانہ نماز جنازہ ادا فرمائی۔

۵۶۹۴ وعظمتها قالت لَمَّا ارادوا غُسْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لَا نَسْتَدْرِئُ أَنْجَرِدُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثِيَابِهِ كَمَا لَجَرِدُ مَوْتَانَا أَمْ نَغْسِلُهُ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ فَلَمَّا اخْتَلَفُوا لَقِيَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ النَّوْمَ حَتَّىٰ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا وَذَقْتُهُ فِي صَدْرِهِ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُكَلِّمٌ

انہی سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ جب صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو بولے ہم کو خبر نہیں کہ کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے اتار دیں جیسے کہ ہم اپنے مردوں کو برہنہ کرتے ہیں یا ہم اسی طرح آپ کو غسل دیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کپڑے ہوں جب ان میں اختلاف ہوا تو اللہ نے ان پر نیند طاری کر دی۔ حتیٰ کہ ان میں کوئی شخص نہ تھا مگر اس کی ٹھوڑی اس کے سینے میں تھی پھر مگر کے

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دراصل معجزہ ہوتی ہیں (کہا قائلوں)

۵۶۹۷ وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ
لَمَّا كَانَ أَيَّامُ الْحَرَّةِ لَمْ يُؤْذَنَ فِي مَسْجِدِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا وَلَمْ
يَبْرَحْ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ الْمَسْجِدَ وَكَانَ
لَا يَعْرِفُ وَقْتُ الصَّلَاةِ إِلَّا بِهَمْسِهِمْ هَمَّةً يَسْمَعُهَا
مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت سعید ابن العزیز سے روایت ہے فرماتے
ہیں کہ جب جنگ حرہ کا زمانہ ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی مسجد میں تین دن نہ اذان کی گئی نہ تکبیر کی گئی اور سعید
ابن مسیب مسجد سے نہ ہٹے وہ نماز کا وقت نہیں پہنچتے
تھے مگر ایک گنگا ہٹ سے جسے وہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی قبر سے سنتے تھے۔

(دارمی)

۱۔ یہ امام اوزاعی (جو کہ اہل شام کے امام تھے) کے اور میں فقہی اہل شام تھے۔ امام احمد کا قول ہے
کہ شام میں اوزاعی اور ان سے بڑھ کر حدیث میں صحیح ترک کوئی نہیں اور یہ دونوں برابر ہیں اور میرے نزدیک ثقہ
ثبت اور تبع تابعین میں سے ہیں۔

۲۔ حرہ، عام پر زہر، رامشہ، سخت زمین، اس سے مراد زمین مدینہ ہے۔ واقعہ حرہ سے مراد وہ واقعہ ہے
جب یزید نے مدینہ طیبہ پر لشکر کشی کی تھی۔ اس کی مشابہت اس قدر ہے کہ اس کا بیان ہی مناسب نہیں۔ ہاں اس کا
کچھ حصہ تاریخ مدینہ میں بیان ہوا ہے اس کی برائیوں میں سے ایک یہ ہے۔
۳۔ تین دن تک کوئی غازی مسجد نبوی میں نہ آسکا۔

۴۔ سعید بن مسیب، کبار تابعین میں سے ہیں۔

۵۔ ہاء اولہ میم مکرر بروزن وخرجۃ وہ آواز جو سمجھ نہ آئے۔ صراح میں اس کا معنی ہے سینہ کے
اندراواز۔

۵۶۹۸ وَعَنْ أَبِي خَلْدَةَ قَالَ قُلْتُ
لِأَبِي الْعَالِيَةِ سَمِعَ أَنَسُ بْنُ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَدَمْتُ عَشْرَ
مِائِينَ وَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَكَانَ لَهُ بُسْتَانٌ يُحْمِلُ
فِي كُلِّ سَنَةٍ الْفَاكِهَةَ مَرَّتَيْنِ وَكَانَ
فِيهَا رِيحَانٌ يُجِيئُ مِنْهُ رِيحُ الْمِسْكِ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ
حَسَنٌ غَرِيبٌ)

حضرت ابو خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالعالیہ سے کہا کہ کیا حضرت انس
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے۔ فرمایا
انہوں نے دس سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
کی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے
دوا فرمائی ہے۔ ان کا ایک باغ تھا جو ہر سال میں
دو بار میوہ دیتا تھا اور اس باغ میں ایک گھاس مٹی
جس سے مشک کی خوشبو آتی تھی (ترمذی، اور فرمایا
یہ حدیث حسن غریب ہے)۔

سے ابو النخدرہ، خاد پر زبر، لام ساکن، ان کا اسم گرامی خالد بن دینار ہے یہ تابعی ہیں۔
سے ابو العالیہ، کبارتا بعین میں سے ہیں

سے حب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر آٹھ سال تھی، ان کی والدہ ماجدہ انھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائیں اور وہ تا وصال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے۔

سے یہ بھی منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عمر مال اور اولاد میں برکت کی دعا کی تو ان کی عمر سو سال سے زیادہ ہوئی، ان کی اولاد ایک صد اور ستر ہوئی۔ ان کے بیٹے تین اور ستائیس بیٹیاں تھیں۔ مال میں وہ برکت ہوئی جس کا ذکر روایت میں ہے اور اس کا ذکر اس لیے کر دیا کہ خرق عادت میں واضح تھا۔ یہ تمام کرامات سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے لیے ثابت ہیں یہ ساری برکت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے ہوئی۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

۵۶۹۹ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الرَّبِيعِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ بْنَ عَمْرِو بْنِ نَفِيلٍ خَاصَمْتُهُ أَرْوَى بِنْتُ أَوْسٍ إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَادَّعَتْ أَنَّ أَخَذَ شَيْئًا مِنْ أَرْضِهَا فَقَالَ سَعِيدٌ أَنَا كُنْتُ أَخْذُ مِنْ أَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِي سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَخَذَ شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا طَوَّقَهُ اللَّهُ إِلَى سَبْعِ أَرْضِينَ فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ لَا أَسْأَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هَذَا فَقَالَ سَعِيدٌ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَتْ كَذِبَةً فَأَعْمِ بَصَرَهَا وَاقْتُلْهَا فِي أَرْضِهَا قَالَ فَمَا مَاتَتْ حَتَّى ذَهَبَ بَصَرُهَا وَبَيَّنَّهَا هِيَ تَشْتِي فِي أَرْضِهَا

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعید بن زید ابن عمرو ابن نفیل سے اڑوی بنت اوس نے مروان بن الحکم کی کچھری میں جھگڑا (مقدمہ) کیا اور دھواں کیا کہ انھوں نے اس کی زمین کا ایک حصہ لے لیا ہے تو سعید نے کہا کہ کیا میں اس کی زمین کا کچھ حصہ لے سکتا ہوں اس کے بعد کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن چکا ہوں۔ مروان نے کہا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو کسی کی ایک بالشت زمین ظلماً لے لے تو سات زمین تک کی زمین گلے میں طوق ڈال دی جائے گی ان سے مروان نے کہا کہ اس کے بعد میں تم سے کوئی دلیل نہیں مانگتا تو سعید نے کہا انھیں اگر چھوٹی ہو اس کی آنکھیں اندھی کر دے اور اسے اس کی زمین میں مار دے راوی نے فرمایا کہ وہ نہ مری حتیٰ کہ اس کی آنکھیں جاتی رہیں اور جب وہ اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ وہ ایک

اِذْ وَقَعَتْ فِي حُفْرَةٍ فَمَا نَتَّ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ
وَفِي رَوَايَةٍ لِّلْمُسْلِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بِمَعْنَاهُ وَإِنَّهُ رَأَاهَا
عَمِيَاءَ تَلْتُمُسُ الْجُدْرَ تَقُولُ أَصَابَتْنِي
دَعْوَةُ سَعِيدٍ وَإِنَّهَا مَرَّتْ عَلَى بَيْتِي
فِي الدَّارِ الَّتِي خَاصَمْتُهُ فِيهَا فَوَقَعْتُ
فِيهَا فَكَانَتْ قَبْرَهَا

گڑھے میں گر کر مر گئی (مسلم بخاری) اور مسلم
کی روایت میں محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمرو سے
اس کے معنی مروی ہیں کہ انھوں نے اُسے اندھا دیکھا
جو دیواریں ٹٹولتی تھیں کہ مجھے سجد کی دعا لگ گئی اور وہ
اس کنوئیں پر گزری جو اس گھر میں تھا جس کے بارے
میں اس نے سجد سے جھگڑا کیا تھا تو وہ اس میں
گر گئی تھی وہ ہی اس کی قبر بن گئی۔

۱۷ عروہ، کبار تابعین میں سے ہیں۔ ان کے والد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔
۱۸ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل، نون پر پیش، فاء پر زبر، سعید بن زید بھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کی ہمیشہ فاطمہ کے شوہر ہیں۔ مستجاب الدعوات تھے۔
۱۹ ارؤی، ہمزہ پر زبر، راء ساکن، داو پر زبر۔
۲۰ بنت ادس، ہمزہ پر زبر، واو ساکن، مشکوٰۃ کے نسخوں میں اس طرح ہے اور جامع الاصول میں ہے کہ
کہ مجھے یہ نہیں ملیں نہ صحابہ میں نہ تابعین میں۔

۲۱ مروان۔ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدینہ طیبہ کے گورنر تھے۔
۲۲ آپ پر قسم لازم آکر ہی تھی لیکن میں اس حدیث کی بناء پر تمہیں سچا مانتا ہوں۔ یحییٰ کے بچائے یہاں
ذکر گواہوں کا ہے۔ مراد یہ ہے کہ میں تم سے گواہ طلب نہیں کرتا۔
۲۳ محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر، تابعی مدنی صدوق ہیں۔ ابن حبان نے ان کا تذکرہ ثقات میں کیا یہ اپنے
دادا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ان کے بیٹے اور ان کے بیٹے اور ان کے بیٹے
نے روایت کی ہے۔

۲۴ مفہوم ایک ہی ہے اُن الفاظ مختلف ہیں۔

۵۰۰ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بَعَثَ جَيْشًا
وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُدْعَى سَارِيَّةَ قَبِيلِنَا
عُمَرُ يَخْطُبُ فَجَعَلَ يَصِيحُ يَا سَارِيَّةُ
الْجَبَلِ فَقَدِمَ رَسُولٌ مِنَ الْجَيْشِ فَقَالَ
يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَقَيْنَا عَدُوَّنَا فَهَزَمُونَا
فَإِذَا ابْصَارُ يَصِيحُ يَا سَارِيَّةُ الْجَبَلِ
فَأَسْنَدْنَا ظُهُورَنَا إِلَى الْجَبَلِ فَهَزَمَهُمْ

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ جب عمر نے
ایک لشکر بھیجا امدان پر ایک شخص کو امیر بنایا جنھیں
ساریہ کہا جاتا تھا تو جبکہ جناب عمر خطبہ پڑھ رہے تھے
کہ اچانک چیخنے لگے۔ اے ساریہ پہاڑ کو لو۔ پھر لشکر
سے ایک قاصد آیا بولا اے امیر المؤمنین ہم کو ہمارا دشمن
ملا انھوں نے ہم کو ہبکا دیا تو کوئی چیخنے والا بولا اے
ساریہ پہاڑ کو لو ہم نے اپنی پیٹھیں پہاڑ کی طرف لگائیں

اللہ تعالیٰ

(رَوَاكَ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

۱۔ بعض روایات میں جیل کا لفظ مکرر ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ سے کشف ہوا حالانکہ حضرت ساریہ نہاوند میں تھے۔

۵۷۱۔ وَعَنْ نُبَيْهَةَ بِنِ وَهْبٍ أَنَّ كَعْبًا دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَذَكَرُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَعْبٌ مَّا مِنْ يَوْمٍ يَطْلَعُ إِلَّا نَزَلَ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ حَتَّى يَحْفُوا بِقَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرُبُونَ بِأَجْنَعَتِهِمْ وَ يُصَلُّونَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا أَمْسُوا عَرَجُوا وَهَبَطَ مِثْلُهُمْ فَصَنَعُوا مِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى إِذَا أَشَقَّتْ عَنْهُ الْأَرْضُ خَرَجَ فِي سَبْعِينَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَرْفُونُ (رَوَاكَ الدَّارِمِيُّ)

حضرت نبیؐ ابن وہبؒ سے روایت ہے کہ کعب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آئے ربی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو جناب کعب بولے نہیں ہے کوئی دن مگر ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو گھیر لیتے ہیں اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ جب شام پاتے ہیں تو وہ چڑھ جاتے ہیں اور ان کی مثل اترتے ہیں وہ بھی اسی طرح کرکھتے ہیں حتیٰ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زمین کھلے گی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ستر ہزار فرشتوں میں نکلیں گے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائیں گے (دارمی)

۲۔ نبیہ، نون پر پیش، باء پر زبر، مشکوٰۃ کے نسخوں میں اسی طرح ہے۔ اسماء رجال کی کتب میں بغیر تاء کے ہے اور یہی صواب ہے۔

۳۔ بن وہب، واؤ پر زبر، ہوساکن تابعی ہیں یہ شیبہ بن عثمان جبلی کے بھتیجے ہیں۔ ابن حبان نے انھیں ثقات میں ذکر کیا۔ بعض نے ان کے بارے میں کہا ہے (ان میں کوئی حرج نہیں) ۴۔ ستر ہزار فرشتے۔

۵۔ برائے طواف مزار عالی، اپنے پروں کو مس کرنا اور درود شریف بھیجنا۔ ۶۔ زفاف، جلدی چلنا اور دلہن کا شوہر کے گھر جانا۔ پہلے معنی کے اعتبار سے زاء کے نیچے زیر ہے۔ ثانی معنی کی بناء پر پیش ہے۔ اس سے مراد محبوب کا حبیب کی طرف جانا ہے۔ گویا حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرشتوں کو دیکھا۔ ہو سکتا ہے سابقہ کتب سماویہ سے منقول ہو تب کرامت نہ ہوگی۔

باب

اکثر نسخے اسی طرح ہیں۔ بغیر عنوان کے باب ہے کچھ نسخوں میں باب وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ اولیٰ و اظہر ہے، کیونکہ مولف کی عادت یہ ہے کہ ذکر موافق اور متممات ابواب کے لیے مطلقاً باب کا ذکر کر دیتے ہیں۔ یہاں معاملہ یہ نہیں بلکہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے متعلق مباحث ہیں۔ لہذا مناسب یہی تھا کہ باب وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم قائم کرتے پھر بعد میں مطلقاً باب کا تذکرہ بھی ہے۔ پس ظاہر یہی ہے کہ یہ باب عنوان کے ساتھ ہوتا اور آئندہ باب بغیر عنوان کے ساتھ ہوتا۔

واضح رہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض کی ابتداء ایسے ہوئی۔ صفر کی آخری راتوں میں سر درد شروع ہوا صفر کی ایک رات رہتی تھی یا دو راتیں۔ بعض نے کہا مرض کی ابتداء ربیع الاول کی پہلی تاریخ کو ہوئی۔ امام ابن جریر نے الوفاء میں کہا کہ ابتداء نے مرض صفر کے آخر میں ہوئی اور ابھی صفر کی دو راتیں رہتی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال بارہ ربیع الاول کو ہوا۔ شیخ سلیمان تیمی (جو ثقہ ہیں) ان کا جزم ہے کہ مرض کی ابتداء بروز شنبہ ہوئی اور اس دن صفر کی بائیس تاریخ تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال بروز سوموار دور ربیع الاول کو ہوا۔ واللہ اعلم۔ اس قول کو اہل علم نے ترجیح دی ہے۔ کیونکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال تین رمضان کو ہوا اور اس پر اتفاق ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فقط چھ ماہ زندہ ہیں۔ اسی کے بعد سر درد اور بخار میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب فراش ہو گئے اور فرمایا ہم انبیاء کے گروہ سے بڑھ کر کسی پر سخت آزمائش نہیں آئی لہذا ہمارا اجر بھی زیادہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بارہ یا گیارہ دن (کیونکہ ابتداء مرض میں اختلاف ہے) بیمار رہے دوران مرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس غلام آزاد فرمائے۔ تین دن کے علاوہ باقی نمازیں صحابہ کے ساتھ ادا کیں بعض سے منقول ہے کہ ستر نمازوں میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا وہ صحابہ کو جماعت کروائیں۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے نماز ادا کی اور فرمایا میں تمہیں الوداع کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر رہا ہوں تم پر میرے بعد اللہ تعالیٰ ہے۔ میری طرف سے یہ نصیحت ہے کہ اس کا تقویٰ اختیار کرو اور اسی طرح اطاعت کرو جس طرح میں نے زندگی میں کی ہے اور اب میں تم سے جدا ہو رہا ہوں۔ اس بارے میں روایات متعارض ہیں کہ اس نماز میں ابوبکر امام تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کے علاوہ کسی امتی کے پیچھے نماز ادا نہیں کی۔ ہاں دوران سفر حضرت عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے ایک رکعت ادا فرمائی۔ مرض وصال میں یہ واقعہ پیش آیا کہ جب جمعرات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض زیادہ بڑھ گیا تو آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کو فرمایا بکری کے کندھے کی ہڈی یا تختی لاؤ تاکہ ابو بکر کے بارے میں تحریر کر دیں جب وہ لینے جانے لگے تو فرمایا نہ لاؤ ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں کہ اہل ایمان ابو بکر کے بارے میں اختلاف کریں۔ یہ بھی روایت ہے کہ حضرت عباس نے حضرت علی سے فرمایا۔ میں جانتا ہوں پیران عبدالمطلب کا وہ یہ موت کے وقت کیا ہوتا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مرض سے نہیں اٹھیں گے۔ تم جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تمہیں علم نہیں اگر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ دیا تو لوگ کیسے گے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ دیا تو پھر وہ کبھی نہیں دیں گے لہذا میں ہرگز مطالبہ نہیں کروں گا۔ مرض میں یہ واقعہ بھی ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سات دینار تھے وہ بھی صدقہ کر دیئے تاکہ کوئی چیز باقی نہ رہے۔ مرض کے دوران جس بارے میں زیادہ اور بار بار وصیت فرمائی وہ نماز کا اہتمام اور ملازمین کا احسان تھا۔ امام دمیری نے حیوة الحیوان میں نقل کیا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا شک گزرا تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے کیونکہ مہربوت اٹھالی گئی ہے ایک روایت میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے میں نے وصال کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اقدس پر ہاتھ رکھا مجھ پر کئی جمعے گزرے میں کھانا بھی کھاتی ہوں ہاتھ دھوتی بھی ہوں مگر میرے ہاتھ سے خوشبو نہیں گئی۔ شواہد النبوة میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کی قوت حفظ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پلوں میں پانی جمع تھا میں نے اسے زبان سے چوس لیا اس کی برکت سے مجھے یہ قوت حفظ نصیب ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روٹی کے تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ اس میں قمیص اور عمامہ نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ صحیح وہی ہے جو حدیث عائشہ ہے لیکن قول عائشہ کہ اس میں نہ قمیص تھی اور نہ عمامہ کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا تین کپڑوں سے مراد چار قمیص اور عمامہ ہے کہ کل پانچ کپڑے تھے۔ شارحین فرماتے ہیں کہ اس عبارت کا صحیح مفہوم یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کفن میں قمیص اور عمامہ نہ تھے۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ جمہور علماء کی یہ دلیل ہے۔ حنا بہ فرماتے ہیں کہ تین کپڑوں سے زائد کفن مکروہ ہے۔ امام شافعی کے نزدیک جائز ہے مگر مستحب نہیں۔ مالکیہ کے نزدیک مردوں کے لیے مستحب اور خواتین کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ حنفیہ کے نزدیک کفن تین کپڑے قبہ بند، قمیص اور لفافہ ہے۔ متاخرین احناف کے ہاں علماء کے لیے عمامہ مستحب ہے۔ اس کی تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ کیجیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز تنہا تنہا ادا کی گئی کسی نے اس کی امامت نہیں کرائی۔ گروہ درگروہ لوگ حاضری دیتے رہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مزارِ عالی میں رکھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم شقران نے قطیفہ نجرانیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بچھا دیا اور کہا میں نہیں چاہتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسے کوئی اوڑھے۔ یہ وہ کپڑا تھا جو خیر کے دن حاصل ہوا اور اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کبھی اوپر اڑتے اور کبھی نیچے بچھا کر تے۔

کچی اینٹوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر تیار کی گئی۔ مشرین فرماتے ہیں کہ مجموعہ کا مجموعہ اینٹ نہ تھی جب اینٹیں رکھ چکے تو قطیفہ کو باہر نکال لیا۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ قطیفہ وغیرہ میت کے نیچے رکھا جاسکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور بطور صورت میں بنائی گئی اور اس پر پانی کا چھڑکاؤ کیا۔ مشہور یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور مستم (اونٹ کی کوٹان کی مانند) بنائی گئی۔ اس لیے قبر کو کوٹان کی شکل میں بنانا مستحب ہے۔ آئمہ اربعہ اور دیگر اہل علم کی یہی رائے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک سوموار کو ہوا اور تدفین بڑھ کی رات ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ آفتاب ڈوبنے کے بعد منگل کی رات ہوئی لیکن اول قول صحیح تر ہے۔ اہل بیت اور صحابہ روئے اور مرثیہ کہے۔ میں نے مرض، وصال اور تدفین کے تفصیلی حالات ایک مستقل رسالہ میں بیان کیے ہیں جس کا نام ”ما ثبت فی الشئۃ من احکام الشئۃ“ یہاں اسی قدر کافی ہیں۔

الفصل الاول

پہلی فصل

۵۷۲ عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أَذَلُّ مَنْ ذَاكَ عَلَيْنَا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَأَبْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَجَعَلَ يُشْرَانَا الْقُرْآنَ ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ وَبِلَالٌ وَسَعْدٌ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا نَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرَحُوا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِهِ حَتَّى نَأَيْتُ الْوَلَدَ وَالصَّبِيَّانَ يَقُولُونَ هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَاءَ حَتَّى قَدَرْتُ سَبْعَ أَسْوَازٍ عَلَى الْأَعْلَى فِي سُورَةٍ مِثْلَهَا مِنَ الْمُفَصَّلِ

(رداۃ البخاری)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے جو پہلے ہمارے پاس پہنچے وہ مصعب ابن عمیر اور ابن ام مکتوم تھے وہ دونوں ہم کو قرآن پڑھانے لگے پھر جناب عمار و بلال اور سعد آئے۔ پھر حضرت عمر ابن خطاب میں صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں آ پہنچے پھر خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنظر نقیض تشریف لائے تو میں نے مدینہ والوں کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی چیز پر خوش ہوئے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر اور ی سے خوش ہوئے۔ حتیٰ کہ میں نے بچوں اور عورتوں کو کہتے سنا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے پھر آپ نہ آئے حتیٰ کہ سب اسم رکب الامم جیسی مفصل سورتوں کے درمیان میں پڑھ چکا تھا۔

(بخاری)

انہ براء بن عازب یہ مشاہیر صحابہ میں سے ہیں۔ سب سے پہلے غزوہ خندق میں شریک ہوئے پہلے چھوٹے تھے انھوں نے رے اور قزین فتح کیے۔ جنگ جمل، صفین اور نہروان میں امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

ساتھ شریک ہوئے۔ کوفہ میں مُصعب بن زبیر کے مد میں ان کا وصال ہوا وہ اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کی جانب سے وہاں سے حاکم تھے۔

۱۷ مکہ سے مدینہ یعنی انصار کے پاس آنے والے یہی دو صحابہ تھے۔ حدیث میں ہے کہ انصار کی درخواست پر مدینہ طیبہ میں تعلیم قرآن و احکام دین اور دیگر مصالح کے لیے ان دو جلیل القدر صحابہ کو روانہ فرمایا تھا۔
۱۸ ولادت، ولیدہ کی جمع ہے تاو کے ساتھ دختر اور بغیر تاو کے بیٹا
۱۹ یہ سورت میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے سیکھی تھی۔

۲۰ مفصل کی تعریف کتاب الصلوٰۃ کے باب القراۃ میں آچکی ہے۔ یہ حدیث بتاتی ہے کہ مذکورہ سورت مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اور یہ بات محل نظر ہے جس کا ذکر میں نے شرح میں کیا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے تو فرمایا کہ ایک بندے کو اللہ نے اس کا اختیار دیا کہ اسے دنیا کی تر و تادگی اتنی عطا کرے جتنی وہ چاہے اور وہ نعمتیں جو اس کے پاس ہیں تو اس بندے نے اللہ کے پاس کی نعمتیں اختیار کر لیں حضرت ابوبکر رونے لگے عرض کیا آپ پر ہمارے ماں باپ فدا ہم نے ان پر تعجب کیا لوگ بولے ان بزرگ کو تو دیکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اللہ نے اختیار دیا کہ اسے دنیا کی سرسبزی دے اور وہ جو اس کے پاس ہے وہ دے اور آپ کہتے ہیں کہ آپ پر ہمارے ماں باپ فدا ہوں۔ پھر تپہ لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اختیار دیئے ہوئے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق ہم سب میں زیادہ علم والے تھے۔ (متفق علیہ)

۵۷۰۲ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَى الْمُنْبَرِ فَقَالَ إِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللَّهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَيَبْنِ مَا عِنْدَهُ فَأُخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ قَالَ قَدَيْنَا لِبَابَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا فَعَجَبْنَا لَهُ فَقَالَ النَّاسُ انْظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللَّهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَيَبْنِ مَا عِنْدَهُ وَهُوَ يَقُولُ قَدَيْنَا لِبَابَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرُ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَحْكَمَنَا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۷ وصال سے پانچ دن پہلے

۱۸ بندہ سے مراد خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداءِ واحد پر آٹھ سال

۵۷۰۳ وَعَنْ عُقْبَةَ ابْنِ غَامِرٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى قَتْلِ

بعد نماز پڑھی۔ زندہ مردوں کو رخصت فرمانے والوں کی طرح۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے فرمایا کہ میں تمہارے آگے پیش رو ہوں اور میں تمہارا نگران گواہ ہوں اور تمہارے وعدہ کی جگہ حوض ہے اور میں اسے اپنی جگہ دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں۔ میں تم پر یہ خوف نہیں کرتا کہ تم میرے بعد شرک کر دو گے لیکن میں تم پر دنیا کا خوف کرتا ہوں کہ تم اس میں رغبت کر جاؤ اور بعض نے یہ زیادتی کی پھر تم جنگ کرو تو اسی طرح ہلاک ہو جاؤ جیسے تم سے پہلے والے ہلاک ہوئے۔ (مسلم، بخاری)

أُحْدٍ بَعْدَ ثَمَانٍ مِائَتَيْنِ كَأَنَّمُودِعُ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ الْمُنْبَرُ فَقَالَ إِنِّي بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَرُطٌ وَأَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيدٌ وَإِنَّ مَوْعِدَكُمْ الْحَوْضُ وَإِنِّي لَا نَظَرُ إِلَيْهِ وَأَنَا فِي مَقَامِي هَذَا وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ وَإِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تَشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا أَنْ تَتَنَافَسُوا فِيهَا وَزَادَ بَعْضُهُمْ فَتَقَتَّلُوا فَتَهْلِكُوا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ عقبہ بن عامر مشہور صحابی ہیں، ان کے احوال متعدد جگہ بیان ہو چکے ہیں۔

۲۔ زندوں سے الوداع دنیا سے رحلت کی وجہ سے ہے اور مردوں سے انقطاع دعا اور استغناء کی وجہ سے ہے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دنوں کا واقعہ ہے اور نماز سے مراد نماز جنازہ ہے یہ مذہب اخاف کی تائید ہے کیونکہ وہ شہداء پر جنازہ کے قائل ہیں۔ شوافع چونکہ قائل نہیں اس لیے وہ اس سے دعا مراد لیتے ہیں اس کی تفصیل شرح سفر السعاده میں ہے اس شرح میں بھی اپنے مقام پر بحث گزری ہے۔

۳۔ فرط نے مراد وہ شخص ہوتا ہے جو منزل پر پہلے جاوے اور وہاں کنواں وغیرہ پر رسی اور ڈول کا انتظام کرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دایرا فرت میں پہلے تشریف لے جانا اس لیے تھا کہ وہاں امت کے لیے نجات شفاعت کا انتظام فرمائیں۔

۴۔ قبول دین و طاعت پر۔

۵۔ میری اور تمہاری ملاقات حوض کوثر پر ہوگی۔

۶۔ اس میں امت کے خزانوں ملک ماضیہ اور دیگر خزانوں کے مالک بننے کی طرف اشارہ ہے اور خزانوں معنوی سے مراد آسمان، زمین، ملک اور ملکوت کی چابیاں مراد ہوں گی پھر زمین کیساتھ تحقیق ہوگی تنافس، نفسی جبر میں رغبت کرنا اور منافست کسی اعلیٰ چیز میں بطور مقابلہ و رغبت کرنا۔

۵۰۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ مِنْ

نِعْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيَّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَفَّنِي فِي بَيْتِي وَفِي يَوْمِي وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ پر اللہ کی نعمتوں میں سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں اور میرے ان میں اور میرے گلے اور سینے کے درمیان وفات پائی

وَأَنَّ اللَّهَ جَمَعَ بَيْنَ رَفِيقِي وَرَفِيقِهِ عِنْدَ
مَوْتِهِ دَخَلَ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي
بَكْرٍ وَبَيَّذَ سِوَالَهُ وَأَنَا مُسْنِدَةٌ رَمُولُ
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَتْهُ
يَنْظُرُ إِلَيْهِ وَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُحِبُّ السِّوَالَ
فَقُلْتُ اخْذُهَا لَكَ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ أَنْ
نَعَمْ فَتَنَاوَلْتُهُ فَأَشْتَدَّ عَلَيْهِ
وَقُلْتُ أَلَيْسَ لَكَ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ
أَنْ نَعَمْ فَلَيْسَتْهُ فَأَمَرَهُ وَبَيَّنَّ
يَدَيْهِ رُكُوعًا فِيهَا مَاءٌ فَجَعَلَ يُدْخِلُ
يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ
وَيَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ
سَكْرَاتٍ تَحْتَ نَصَبِ يَدَا فَجَعَلَ يَقُولُ
فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى حَتَّى قَبَضَ وَمَا كَتْ
يَدَا

(رفقاء البخاری)

اور اللہ نے میرے محقوک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
محقوک کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت
جمع فرمایا کہ میرے پاس عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق آئے
کہ ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو تکیہ دیئے بیٹھی تھی میں نے آپ کو دیکھا
کہ آپ عبدالرحمن کی طرف دیکھ رہے ہیں میں پہچان گئی
کہ آپ مسواک چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کیا میں
اسے آپ کے لیے لے دوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے سر سے اشارہ فرمایا کہ ہاں تو میں نے وہ لے لیں
آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مسواک سخت ہوئی۔ میں نے
کہا کہ کیا اسے آپ کے لیے نرم کر دوں؟ تو سر مبارک سے
اشارہ فرمایا ہاں۔ چنانچہ میں نے نرم کر دی تو حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسے اپنے دانتوں پر پھیرا اور آپ کے سامنے
برتن بٹھا جس میں پانی تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے دونوں ہاتھ پانی میں ڈالتے۔ پھر انھیں منہ پر پھیرنے
لگے فرماتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں بے شک موت
کی بہت سختیاں ہیں۔ پھر اپنا ہاتھ کھڑا کیا۔ پھر فرمانے
لگے کہ اوپر والے ساتھیوں میں حتیٰ کہ جان شریف قبض
کر لی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ جھک گیا (بخاری)

۱۔ کیونکہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وصال کے دن بغیر انواعِ مطہرات کی اجازت کے سیدہ
عائشہ کے ہاں ہی بسر فرمائے۔

۲۔ اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض کے تمام دن سیدہ عائشہ کے ہاں بسر کیے۔ مگر وصال کا دن
مجمعی کا دن تھا۔

۳۔ سحر، سین پر زبر، عاویس کن، سینہ اور ناک کا درمیانی حصہ۔ کیونکہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے سیدہ عائشہ کے ساتھ تکیہ لگایا ہوا تھا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ لعاب جمع ہوا۔ ایسا عمل ہر مرتبہ نعمت ہے خصوصاً وصال
کے وقت کیونکہ اس وقت برکات کی انتہا تھی یا یہ بیان واقع ہے کہ اس وقت یہ نعمت حاصل ہوئی۔

۵۷ عبد الرحمن کی طرف یا مساک کی طرف
۵۸ میں نے عبد الرحمن کے ہاتھ سے مساک لی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کی۔
۵۹ رکوہ، راپر زبر، پانی کا کوزہ

۶۰ سکرۃ۔ سین اور کاف پر زبر، شدت، غم اور غشی یہ سکر سے ہے جس کا معنی مستی کے ہیں۔ یہاں سے
یہ معلوم ہوا سکرات کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرمی محسوس ہوئی جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی سے
اسے ٹھنڈا فرما رہے تھے۔ مخلوق پر بھی شائد آتے ہیں مگر سب سے زیادہ شدت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی جو
آپ کے حال کے مطابق تھی۔ سیدہ عائشہ کہا کرتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دھال کے لمحات میں شدت
دیکھ کر کبھی بھی آسان موت پر رشک نہیں کرتی۔

۶۱ ایک روایت میں ہے اِخْتَرْتُ الرَّفِیقَ الْأَعْلٰی (میں رفیقِ اعلیٰ کو اختیار کرتا ہوں)

۶۲ رفیقِ اعلیٰ سے کیا مراد ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد انبیاء ہیں جو اعلیٰ علیین میں بارگاہِ اقدس
میں ہیں جیسا کہ دوسری حدیث میں مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَحَسَنَ أَوْلَادِكَ رَفِیقًا کے الفاظ ہیں۔ رفیق
اسم جنس ہے یہ ایک یا زیادہ پر بولا جاتا ہے یا مراد ملائکہ اعلیٰ اور ملکوت ہے۔ بعض شادین فرماتے ہیں کہ اس
سے مراد اللہ رب العزت کی ذات اقدس ہے اور اس پر رفیق کا اطلاق آیا ہے۔ حدیث میں ہے إِنَّ اللَّهَ رَفِیقٌ
يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ (اللہ تعالیٰ رفیق ہے اور معاملہ میں رفیق کو پسند کرتا ہے) بعض روایات اس کی تائید
کرتی ہیں جن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مشتاق ہے وہ آپ کو اختیار دے رہا ہے دنیا کا یا اس کے پاس جانے کا
اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِخْتَرْتُ الرَّفِیقَ الْأَعْلٰی (میں رفیقِ اعلیٰ کو پسند کرتا ہوں) واللہ
اعلم۔ بعض نے رفیقِ اعلیٰ سے مراد جنت لیا ہے۔ رفیق کا معنی نرم کرنا اور نفع حاصل کرنا بھی آتا ہے تو پھر
رفیق سے مراد نرم جگہ ہوگی۔

۵۷۶ وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ
نَبِيٍّ يَمْرُضُ إِلَّا خَيْرَ بَيْنِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
وَكَانَ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ أَخَذَتْهُ
بُحَّةٌ شَدِيدَةٌ فَسَمِعَتْهُ يَقُولُ مَعَ
الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ
وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ
فَعَلِمْتُ أَنَّ خَيْرَ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

انہیں سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میں بیمار ہوتے
کوئی نبی مگر انہیں دنیا و آخرت میں اختیار دیا جاتا ہے
کہ آپ اپنے اس مرض میں تھے جن میں وفات آتی ہے
گئے تو آپ کو سخت غرائے نے پکڑ لیا۔ میں نے آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا کہ ان لوگوں کے
ساتھ جن پر تو نے انعام فرمایا یعنی انبیاء و صدیقین شہداء
اور صالحین کے ساتھ تو میں نے جان لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ
وسلم کو اختیار دے دیا گیا ہے (مسلم، بخاری)

۱۔ ان کو اختیار دے دیا گیا خواہ وہ دنیا میں رہیں یا آخرت کو پسند کر لیں۔

۲۔ بعض نسخوں میں قبض فیہ کے الفاظ بھی ہیں۔

۳۔ ”بجہ“ سین پر پیش، عام شد، آواز کی سختی، صراح میں جگہ پکڑ جانا کے معنی ہیں۔

۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمانے کو پسند فرمایا ہے۔

۵۰۶۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَخَشَّاهُ الْكَرْبُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَكَرْبُ أَبِيهَا فَقَالَ لَهَا لَيْسَ عَلَى إِيَّاكَ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ يَا أَبَتَا أَجَابَ رَبًّا دَعَاكَ يَا أَبَتَاكَ مِنْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ مَا دَاكَ يَا أَبَتَاكَ إِلَى جِبْرِيلَ نَعَاكَ دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ يَا أَنَسُ أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْتَوُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری سخت ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بے چینی چھانے لگی۔ جناب فاطمہ بولی، اے ابا جان کی تکلیف تو فرمایا کہ آج کے بعد تمہارے باپ کو اب کبھی تکلیف نہ ہوگی پھر جب وفات پائی تو فاطمہ بولیں اے ابا جان آپ نے اپنے رب کا بلاوا قبول کر لیا۔ اے ابا جان آپ کا مقام تو جنت الفردوس ہو گیا۔ اے ابا جان ہم جبریل کر تعزیت دیتے تو جناب فاطمہ بولیں کہ انس کی تمہارے دلوں نے گوارہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالو (بخاری)

۱۔ محنت، شدت اور مرض کی وجہ سے اس حال میں تھے۔

۲۔ یہ دنیا میں ہے ورنہ آخرت میں سرور ہی سرور ہے۔

۳۔ ”لغی“، نون پر فتح، عین ساکن، کسی کی موت کی خبر پہنچانا۔

۴۔ متون معجم اس طرح میں نسخہ شیخ میں التراب کا لفظ نہیں۔ حتیٰ کسی پر مٹی ڈالنا۔

دوسری فصل

الفصل الثانی

۵۰۸۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ لَعِبَتْ الْعَبْسَةُ بِحَرَابِهِمْ فَرَحًا لِقْدُومِهِ لَقَاهُ أَبُو دَاوُدَ فِي رَوَايَةِ الْمَدَارِجِ قَالَ مَا رَأَيْتُ يَوْمًا قَطُّ كَانَ أَحْسَنَ وَلَا أَضْوَأَ مِنْ يَوْمٍ دَخَلَ عَلَيْنَا فِيهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو عبسی بچے اپنے نیروں سے کھیلتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشی میں ابو داؤد اور داری کی روایت میں یوں ہے کہ میں نے کوئی دن اس دن سے زیادہ خوبصورت اور زیادہ روشن نہ دیکھا جس دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ اور نہ بہت تاریک دیکھا اس دن سے

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا رَأَيْتُ
يَوْمًا كَانَ أَقْبَمَ وَلَا أَظْلَمَ مِنْ يَوْمٍ مَاتَ
فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي
رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ
الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ فَلَمَّا
كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَظْلَمَ مِنْهَا
كُلُّ شَيْءٍ وَمَا لَفَضْنَا أَيْدِينَكَ عَنِ التُّرَابِ
وَأَنَا لَغِيٌّ دَفْنِهِ حَتَّى أَنْكَرْنَا قُلُوبَنَا۔

۱۔ تمام لوگوں نے خوب خوشی کا اظہار کیا۔

۲۔ جیسا کہ جشیوں کا معمول تھا۔ حراب، حاء کے نیچے زیر حربہ کی جمع، چھوٹا نیزہ۔ صراح میں ہے حرب
دستی کی لکڑی اور تازیانہ، حراب، جماعت۔

۳۔ بوجہ اندوہ، مصیبت، وحشت و قلوب جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت، کمالیت اور نورانیت سے
محرومی کی وجہ سے ہوا۔

۴۔ یہ اس نور و صفائی کی طرف اشارہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہدہ و زیارت سے حاصل ہوتا
ہے یا اس تفاوت کی طرف اشارہ ہے جو حضور و غیبت اور انقطاع و محی اور فقدان نورانیت کی وجہ سے
ہوا۔ اس کی تفصیل ہم نے اپنے رسالہ مرجع البحرین میں کی ہے۔

۵۷۹۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا قُبِضَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَلَفُوا
فِي دَفْنِهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ سَمِعْتُ مِنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا
قَالَ مَا قُبِضَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا فِي الْمَوْضِعِ
الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُدْفَنَ فِيهِ أَدْفَنُوا فِي
مَوْضِعِ فِرَاشِهِ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، تو
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن میں لوگوں نے اختلاف
کیا تو ابو بکر صدیق نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ایک بات سنی کہ اللہ نے کسی نبی کو وفات
نہیں دی مگر اس جگہ جہاں ان کا دفن کیا جانا پسند تھا
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
بستر کی جگہ میں ہی دفن کرو۔ (ترمذی)

۵۔ جب صحابہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے تدفین میں اختلاف ہوا بعض نے مکہ معظمہ، بعض نے
مدینہ طیبہ، بعض نے بقیع بیت المقدس کے بارے میں کہا، کیونکہ دہاں دیگر انبیاء کے بھی مزارات ہیں۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

۱۰۱۰ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ صَحِيحٌ أَنَّهُ لَنْ يُقْبَضَ نَبِيٌّ حَتَّى يُرَى مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ وَرَأُسُهُ عَلَى فَخِذِي غُشِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرًا إِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ الرَّفِيقُ الْأَعْلَى قُلْتُ إِذَنْ لَا يَخْتَارُنَا قَالَتْ وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَدِيثُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهِ وَهُوَ صَحِيحٌ فِي قَوْلِهِ أَنَّهُ لَنْ يُقْبَضَ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يُرَى مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَ آخِرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَهَا بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلُهُ اللَّهُمَّ الرَّفِيقُ الْأَعْلَى (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تندرستی میں فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کسی نبی کو وفات نہیں دیتا حتیٰ کہ انھیں ان کا جنتی مقام دکھا دیا جائے پھر انھیں اختیار دے دیا جاتا ہے۔ جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نزع طاری ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سرمیری ران پر بٹھا تو آپ پر غشی آگئی۔ پھر افاقہ ہوا تو اپنی نظر چھت کی طرف اٹھائی تاکہ پھر فرمایا الہی میں نے اوپر والے ساتھی کو قبول کیا۔ میں بولی کہ اب حضور ہمیں اختیار نہیں کریں گے۔ فرماتی ہیں کہ میں پہچان گئی کہ یہ وہی حدیث ہے جس کی حضور اپنی تندرستی میں خبر دیتے تھے اس فرمان کے متعلق کہ کوئی نبی وفات نہیں دیا جاتا حتیٰ کہ اس کو اس کا جنتی مقام دکھا دیا جاتا ہے۔ پھر اختیار دیا جاتا ہے جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ آخری بات جو حضور نے کی وہ یہ ہی تھی کہ میں نے اوپر کے ساتھی قبول کیے۔ (مسلم، بخاری)

۱۰۱۱ یاءِ زبیر بھی آتی ہے یعنی پیغمبر جنت میں اپنے مقام کا مشاہدہ کرتے ہیں۔
۱۰۱۲ خواہ وہ دنیا کو اختیار کریں یا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کو یہ اختیار ان کے شرف عزت کے اظہار جو انھیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاصل ہے ورنہ حکم تو اہل ہے اور انبیاء بھی اسے ہی اختیار کرتے ہیں۔
۱۰۱۳ نزل، نون پر پیش، زا کے نیچے زیر، دونوں پر فتح بھی ہے۔ ایک روایت میں نزلت ہے، یعنی موت کا نزول۔

۱۰۱۴ کہ یہ جنت کی طرف دیکھا تھا اور اللَّهُمَّ الرَّفِيقُ الْأَعْلَى کا جملہ اختیار پر جواب دینا تھا۔ اس سے رفیق اعلیٰ سے بہشت مراد ہونے پر تاہید لائی جاسکتی ہے۔

۱۰۱۵ وَعَمَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي

انھیں سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس مرض میں فرماتے تھے جس میں

وفات پائی کہ اسے عائشہ میں اس کھانے کا اثر پاتا رہتا ہوں جو میں نے خیر لہیں کھایا تھا اور یہ وہ وقت ہے کہ میں اپنے دل کی رگ کا ٹوٹنا اس زہر سے محسوس کر رہا ہوں۔ (بخاری)

اسے بکری کا گوشت جس میں زہر ملا یا گیا تھا۔ اگرچہ ظہور معجزہ کی وجہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید نہ کر سکا مگر گاہے گاہے اس کی تکلیف کا اظہار ہوتا۔

اسے ابھرو، ہمزہ پر زبر، باء ساکن، لاء پر زبر رگ دل۔ صراح، قاموس میں ہے کہ ابھرو سے مراد پشت اور گردن کی رگیں ہیں جو نہ ان کا تعلق دل سے ہوتا ہے اس لیے انھیں دل کی رگیں بھی کہا جاتا ہے۔ ظاہر حکمت الہی یہی تھی کہ بوقت وصال زہر کا اثر ظاہر ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مرتبہ شہادت حاصل ہو جائے جیسا کہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شہادت اس زہر سے ہوئی تھی، جو سانپ نے انھیں غارِ ثور میں کاٹا تھا۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت وفات قریب آیا اور گھر میں کچھ لوگ تھے۔ جن میں حضرت عمر ابن خطاب بھی تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاؤ میں تمہارے لیے ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی نہ بہکو گے تو حضرت عمر نے کہا کہ آپ پر تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے تم کو اللہ کی کتاب کافی ہے گھر والے اختلاف کر بیٹھے جھگڑنے لگے بعض کہتے تھے کہ پیش کرو تاکہ تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحریر لکھ دیں۔ بعض کہتے تھے جو وہی کہتے تھے جو حضرت عمر نے کہا پھر جب انھوں نے شور اور اختلاف زیادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ عید اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ پوری مصیبت وہ تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی تحریر فرمانے کے درمیان حاصل ہو گئی ان کے اختلاف اور ان کے شور کی وجہ سے اور سلیمان بن ابی سلم

مَاتَ فِيهِ يَا عَائِشَةُ مَا أَزَالَ أَجْدُ الْكَوْطِ
الطَّعَامِ الَّذِي أَكَلْتُ بِخَيْبَرٍ وَ هَذَا
أَوَانٌ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ ابْهَرَجِي مِنْ ذَلِكَ
السَّوْءِ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۵۷۱۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حَضَرَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ رَجُلٌ
فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْعُوا الْكُتُبَ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَصِلُوا
بَعْدَهُ فَقَالَ عُمَرُ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَ
عِنْدَكُمْ الْقُرْآنُ حَسْبُكُمْ كِتَابَ اللَّهِ فَاخْتَلَفَ
أَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوا فَمِنْهُمْ مَنْ
يَقُولُ قَرَّبُوا يَكْتُبُ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَا
كَانَ عُمَرُ قَلَمًا أَكْثَرَ اللَّغَطِ وَالْإِخْتِلَافِ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قُومُوا هَنِي قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ فَكَانَ ابْنُ
عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ الرِّدْيَةَ مَا حَالَ بَيْنَ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَنْ
يَكْتُبَ لَهُمْ ذَلِكَ الْكِتَابَ لِإِخْتِلَافِهِمْ
وَلَفْظِهِمْ وَفِي رِوَايَةِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي مُسْلِمٍ

بِالْأَحْوَالِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمُ الْخَمِيسِ
وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ ثَوًّا بَكِيًّا حَتَّى بَلَغَ
دَمْعُهُ الْحَصَى قُلْتُ يَا ابْنُ عَبَّاسٍ وَمَا
يَوْمُ الْخَمِيسِ قَالَ اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ فَقَالَ أُمْتُوَنِي
بَكْتِفِ الْكُتُبِ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهَا
أَبَدًا فَتَنَازَعُوا وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيِّ تَنَازُعٍ
فَقَالُوا مَا شَأْنُ أَهْجِرَا سَنَفَرِّمُهُمَا فَذَهَبُوا
يُرَدُّونَ عَلَيْهِ فَقَالَ دَعُونِي ذَرُونِي
فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ
فَأَمَرَهُمْ بِثَلَاثٍ فَقَالَ أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ
مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَارْجِزُوا وَالْوَفْدَ
بَيْنَهُمَا كُنْتُ رَاجِزُهُمْ وَسَكَّتَ عَنْ
الثَّلَاثَةِ أَدُقَّا لَهَا فَنَسِيَتْهَا قَالَ سَفِيَانُ
هَذَا مِنْ قَوْلِ سُلَيْمَانَ -
(رُفَعَتْ عَلَيْهِ)

احوال کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا
کہ اُنے جمعرات کا دن اور کیا ہی تھا جمعرات کا دن پھر
آپ روئے حتیٰ کہ آپ کے آنسوؤں نے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے میں نے
کہا اے ابن عباس جمعرات کا دن کیا ہے۔ فرمایا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی بیماری سخت ہو گئی
تو فرمایا کہ میرے پاس کندھے کی بڑی لاٹھ میں تمھارے
لیے ایسی تحریر لکھ دوں کہ تم اس کے بعد کبھی بہکنا گے نہیں
مگر لوگ جھگڑا پڑے۔ نبی کے پاس جھگڑا نہیں چاہیے
تو لوگ بولے کہ حضور کا خیال مبارک کیا ہے۔ کیا آپ
پریشان باتیں کر رہے ہیں۔ آپ سے پوچھ لو چنانچہ وہ
آپ سے بار بار پوچھنے لگے تو فرمایا کہ مجھے چھوڑ دو جس
میں میں مشغول ہوں وہ اس سے اچھا ہے جس کی طرف
تم مجھے بلاتے ہو۔ پھر ان کو تین چیزوں کا حکم دیا مشرکوں
کو جزیرہ عرب سے نکال دو و فود کو ان کا حق دو جیسا کہ ہم
انھیں دیا کرتے تھے اور میری ساری خاموشی فرمائی یا
حضور نے وہ بات کہی مگر بھول گیا۔ سفیان کہتے ہیں کہ
یسلمان کا قول ہے۔

اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وصال کے ایام ہیں اور یہ جمعرات کا روز تھا اور آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کا وصال سووار کو ہوا۔

اس سنت بھی اس کے تابع اور اس کی تفسیر ہے۔ شارحین فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کے
حوالے سے کسی ایک صحابی کا تعین چاہا تھا تاکہ صحابہ کے درمیان اختلاف نہ ہو۔ بعض نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم
صحابہ احکام کی تفصیل و تمخیص لکھوانا چاہتے تھے تاکہ منصوص بہ اتفاق رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف و درد کا احساس کرتے ہوئے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم بطور لازم
و فرض نہیں بلکہ برائے مصلحت صحابہ سے اگر کر لیں تو بہتر و درندہ ان کی مرضی کہ۔ اور یہ معمول تھا کہ اگر حکم لازم نہ ہوتا تو صحابہ
کو اس میں اجازت دی جاتی اور اگر حکم لازمی ہوتا تو پھر انھیں اجازت نہ دی جاتی بلکہ انھیں پابند کر دیا جاتا حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے بھی یہ محسوس کیا کہ شاید یہ معاملہ صحابہ پر شاق و سخت ہو اور ان کے لیے کہیں موجب امتحان و آزمائش
نہ ہو اس وجہ سے انھوں نے کہا اس کا ترک ہی اولیٰ ہے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے ترک فرما دیا

اس کی مثال وہی ہے جو ابتداء کتاب میں گزری کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا جاؤ اعلان کرو جس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہتے ہوئے انہیں روک دیا لوگ اسی پر تکیہ کر کے عمل میں مستی کریں گے۔ ایک جماعت کا موقف یہ ہے کہ یہ امر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء نہیں فرمایا تھا بلکہ بعض صحابہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب کیا تھا کہ تحریر فرمادیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات پر فرمایا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کچھ لوگ اس طرف راغب نہیں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ترک فرمادیا تھا۔ قاضی عیاض نے شفا میں اسی طرح بیان فرمایا۔ واللہ اعلم۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضرت سفیان بن عیینہ نے اہل علم سے نقل کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ خلافت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو لکھ دی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور اس پر اعتماد کرتے ہوئے کہ اہل ایمان زیادتی نہیں کریں گے چنانچہ فرمایا یا بانی اللہ عالمؤمنون اذآبآبکون (اللہ تعالیٰ اور اہل ایمان ابو بکر کے علاوہ ہر ایک کا انکار کریں گے) جیسا کہ فصل ثالث میں حدیث بخاری میں آ رہا ہے بشیہ کا یہ کہنا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت لکھ کر دینا تھا تناقض و تضاد سے خالی نہیں کیونکہ ان کا کہنا یہ ہے کہ غدیر خم کے مقام پر یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہمیشہ کے لیے خلیفہ نفع مرتج کے ساتھ بنا دیا گیا تھا تو اب دوبارہ کھنکھنے کی کیا ضرورت؟ اس پر تفصیلی بحث حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں آئے گی

۱۷ اسباب کتابت لاؤ تاکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تحریر فرمادیں۔

۱۸ لفظ، لام پر زبر، غین پر زبر، سکن بھی آیا ہے۔ ط، آواز یا ایسی آواز جو سمجھ نہ آرہی ہو۔
۱۹ کاش یہ اختلاف دشور نہ ہوتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تحریر فرمادیتے اور امت میں اختلاف نہ ہوتا۔ انہی بروزن خطیہ مصیبت ارزاء جماعت

۲۰ جو کہ ثقہ ہیں اور امام ہیں انہوں نے حضرت سفیان بن عیینہ سے روایت کیا۔
۲۱ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو اس دن ہوا تھا۔

۲۲ ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد ابن سلیمان احوال ہیں لیکن ایسا نہیں بلکہ یہ قائل حضرت ابن سعید بن جبیر ہیں جن سے سلیمان احوال نے روایت کی اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔ جیسا کہ کلام بخاری کے سیاق سے واضح ہے۔

۲۳ شارحین کہتے ہیں کہ یہ عبارت بتا رہی ہے کہ اس سے مراد تفصیلی احکام تھے۔

۲۴ یہ الفاظ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہیں جو بطور ادراج ہیں۔ بعض کی رائے کے مطابق یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہی ہیں۔

۲۵ بعض صحابہ کرام نے کہا آپ کا کیا حال ہے؟ اور آپ کو کیا ہوا ہے؟ کیا آپ کا کل مخلوط ہے؟ کیا آپ کا کلام بیماری کی وجہ سے مخلوط ہو گیا ہے؟ یہ ان حضرات کا انکار ہے جو کہنے تھے نہ کھو، یعنی آپ کچھ سے کیوں منع کرتے ہیں؟ کیا آپ سخیال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

کلام غلط ہو چکا ہے ہم عقیدہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بار میں نہیں دکھا جاسکتا۔ حجر کا معنی فحش اور بدیان بھی آیا ہے۔ یہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محال ہے لہذا آپ کو لکھنے دیں۔ یہ کلام استفہام انکاری پر محمول ہے۔ اگر بعض روایات میں صرف استفہام مذکور نہ ہو تو مقدمہ ہے۔

۱۱۱۱۱ حق کی طرف مراقبہ اور اس کی ملاقات کی طرف متوجہ ہونا، اس مختارے معاملہ سے کہیں بہتر ہے۔

۱۱۱۱۲ سفراء کو تنگ نہ کرنا خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر۔

۱۱۱۱۳ وہ تیسرا شکر اسامہ کا معاملہ تھا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیار فرما رہے تھے اور ان دنوں مرض شروع ہو گیا یا قبر پرستی کا معاملہ تھا جب کہ فرمایا میری قبر کی پوجا نہ کرنا۔

۱۱۱۱۴ وَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ بَعْدَ دَفَاةٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ نَزُورُهَا كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُورُهَا فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَتْ فَقَالَتْ لَهَا مَا يُبْكِيكِ أَمَا تَعْلَمِينَ أَنَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَا إِنِّي لَا أَبْكِي أَنِّي لَا أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى خَيْرٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ أَبْكِي إِنَّ الْوَحْيَ قَدْ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَ يَبْكِيَانِ مَعَهَا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت

ابو بکر نے جناب عمر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی دفات کے بعد فرمایا کہ ہم کو ام ایمن کے پاس

لے چلو ہم ان کی ملاقات کریں جیسے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم ان کی ملاقات فرماتے تھے تو جب ہم ان تک

پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ ان سے ابو بکر صدیق نے

کہا کہ آپ کو کیا چیز رلاتی ہے؟ کیا آپ نہیں جانتی

کہ اللہ کے پاس کی نعمتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے لیے بہتر ہیں وہ بولیں کہ میں اس لیے نہیں روتی کہ

میں یہ نہیں جانتی کہ اللہ کے پاس کی نعمتیں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہتر ہیں مگر میں تو اس لیے

روتی ہوں کہ آسمان سے وحی آنا بند ہو گئی انھوں نے

ان دونوں کو بھی رونے پر بھڑکا دیا وہ دونوں بھی

ان کے ساتھ رونے لگیں۔ (مسلم)

۱۱۱۱۵ ام ایمن، ہنزہ پر زبر، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد شدہ خادمہ تھیں جو والد ماجد کی طرف سے آپ کو

بطور ورثہ ملی تھیں۔ یہ زید بن حارثہ کی بیوی اور اسامہ بن زید کی والدہ ہیں۔

۱۱۱۱۶ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ بعض نسخوں میں تنبیہ کا لفظ ہے پھر

دو حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہی مراد ہوں گے۔

۱۱۱۱۷ وہ درجات و ثواب

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس مرض میں

۱۱۱۱۸ وَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فِي مَرْصِفِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَنَحْنُ فِي
الْمَسْجِدِ عَاصِبًا رَأْسَهُ بِخَرْقَةٍ حَتَّى
أَهْوَى نَحْوَ الْمِنْبَرِ فَاسْتَوَى عَلَيْهِ
وَاتَّبَعْنَاهُ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ
إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى الْحَوْضِ مِنْ مَقَامِي
هَذَا ثُمَّ قَالَ إِنَّ عَبْدًا عُرِضَتْ
عَلَيْهِ الدُّنْيَا وَزَيْنَتُهَا فَاخْتَارَ الْآخِرَةَ
قَالَ قَلَوْ يَفْطِنُ لَهَا أَحَدٌ غَيْرَ إِيَّايَ
بَكَرٍ فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ قَبْلِي ثُمَّ قَالَ
بَلْ نَفْذِيكَ يَا بَائِئِنَا وَأُمَّهَاتِنَا وَالْفَنِينَا
وَأُمُؤَايِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ثُمَّ هَبَّطَ
فَمَا قَامَ عَلَيْهِ حَتَّى السَّاعَةِ -

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

۱۔ عصب، سر پہ کپڑا باندھنا، عصابہ، سر بند، کپڑے کا ٹکڑا

۲۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت جبریل امین آئے اور عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم دنیا چاہو تو ہم دنیا کو تمہارے سپرد کرتے ہیں اور پہاڑ سونے اور چاندی کے بنا دیتے ہیں اور تمہارے ثواب و درجات میں بھی کمی نہیں آئے گی اور اگر چاہو تو میرے پاس آ جاؤ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ سے پیچھے جھکایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خادم نے عرض کیا حضور چند روز یہاں اور زیادہ ٹھہرائیں تاکہ آپ کی بدولت ہم نفع حاصل کر لیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین کی طرف دیکھا اور سمجھ گئے کہ مقصود کیا ہے۔ فرمایا میں یہی چاہتا کہ وہاں ہی چلا جاؤں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا۔

۳۔ یفطن، یاد پر زبر، فاساکن از فطنت، دانا ہونا، زیر کی اور کلام غیر کا سمجھنا۔

۴۔ پھر جمال محمدی کے عاشق صادق نے کہا

۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی منبر شریف پر آخری تشریف آوری تھی۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب آیت
إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَجَابَ فَاطِمَةَ كَوْبَلَايَا فَرَمَايَا نَحْجَةَ
أُخْبَرْتُ بِمَوْتِ رُوَيْلٍ تُوْفِرَايَا مَت رُوَيْلٍ

۱۵۱۵۱۳ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ
إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ دَعَا رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ
قَالَ لِعَبَّتٍ إِلَى نَفْسِي فَبَكَتُ قَالَ لَا بَكِي

کیونکہ میرے گھر والوں میں سے پہلے مجھ سے تم ملوگی
آپ نہیں پڑیں۔ انھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض
بیویوں نے دیکھ لیا وہ بولیں اے فاطمہ ہم نے تم کو دیکھا
کہ تم روئیں پھر نہیں پڑیں۔ آپ بولیں کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے مجھے خبر دی کہ آپ کو آپ کی وفات کی
خبری گئی تو میں رونے لگی تو فرمایا مت روؤ کیونکہ تم
میرے سب گھر والوں سے پہلے مجھے ملوگی تو میں نہیں
پڑی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ الْيَمَنُ وَالْيَمَنُ وَلَئِنْ آتَىٰ
دُولُكُمْ نَزْمٌ مِّنْ يَّمِينٍ تَوَمَّنْ دُولُكُمْ كَأَنَّكُمْ
يَمِينُ دُولُكُمْ

فَإِنَّكَ أَوَّلُ أَهْلِي لَأَحَقُّ بِي فَضَحِكْتُ
فَرَأَاهَا بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقُلْنَ يَا فَاطِمَةُ رَأَيْنَاكِ بِكَيْتٍ
تَوَضَّحْتَ قَالَتْ إِنَّهُ أَخْبَرَنِي أَنَّ
قَدْ لُعِنَتْ إِلَيْهِ نَفْسُهُ فَبَكَيْتُ فَقَالَ
لَا تَبْكِي فَإِنَّكَ أَوَّلُ أَهْلِي لَأَحَقُّ بِي فَضَحِكْتُ
وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَحَبَاءُ
أَهْلِ الْيَمَنِ هُمْ أَرْقُ أَفْئِدَةً وَالْإِيمَانُ
يَمَانٌ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ
(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

۱۔ اس سورت نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فتح و نصرت سے لوگ اسلام میں داخل ہوں گے اور مجھے تسبیح
تحمید اور استغفار کا حکم دیا گیا ہے جو بتا رہا ہے کہ دعوت کا کام مکمل اور آخرت کی طرف رجوع کی تیاری ہے۔
۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کی وجہ سے۔
۳۔ سب سے پہلے تیرا وصال ہوگا اور تم مجھ سے ملوگی لہذا تمھارا تکلیف کا دور بہت کم ہے۔ اسی طرح ہوا،
سیدہ کا وصال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بقول صحیح چھ ماہ بعد ہو گیا۔ ایک قول میں آٹھ ماہ، دوسرے میں تین ماہ
اور دوماہ کا تذکرہ بھی آیا ہے۔ بعض نے ستر روز بھی کہا ہے۔
۴۔ یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ بعض روایات میں ان کا نام موجود ہے۔ اس حدیث
کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ مقتدر تھیں۔
۵۔ بعض میں ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نہیں بتاتی تھیں۔ فرمایا کرتیں یہ میرے اور رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے درمیان راز ہے۔ ہاں آپ کے وصال کے بعد انھوں نے بتایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
میں انھیں مخفی طور پر بتایا تھا۔
۶۔ اہل یمن سے مراد حضرت ابوموسیٰ اشعری اور ان کے ساتھی، مقصود اللہ تعالیٰ کے فرمان وَرَأَيْتَ
النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا کی تفسیر ہے کہ ناس سے مراد اہل یمن ہیں۔ اس کے بعد اہل
یمن کی مدح فرمائی۔

۷۔ اجابت و قول احکام اور تذکرہ مواعظ میں وہ نرم دل ہیں۔

۸۔ یہ اہل یمن کے کمال کی طرف اشارہ ہے جو انھیں ایمان، اطاعت کی وجہ سے ہوا۔ ان کی مدح

میں مبالغہ ہے۔

۹ حکمت سے مراد اشیاء کے حقائق اور ان کے احوال میں یمن کی طرف اشارہ کا مقصود یہ ہے کہ مبداء و معاد، حقائق و معارف کے حوالے سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سوالات کیے تھے۔ جیسا کہ کتاب بدأ الخلق میں گزرا۔ بعض نے کہا ایمان و حکمت کی یمن کی طرف نسبت کرنے کی حکمت یہ ہے کہ ایمان مکہ سے پیدا ہوا اور مکہ تمام سے ہے اور تمام یمن سے ہے۔ منقول ہے کہ یہ کلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک کے مقام پر فرمایا جو جانبِ شام میں ہے۔ مکہ و مدینہ وہاں سے یمن کی طرف ہیں تو مراد مکہ اور مدینہ کی مدح عظمیٰ مخفی نہ رہے کہ اس حدیث کا سیاق بتا رہا ہے کہ یہ گفتگو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وصال میں فرمائی۔ مگر یہ کہا جاسکتا ہے راوی حدیث نے ایک دوسری حدیث کے الفاظ تقریب کی وجہ سے یہاں ذکر کر دیے ہیں۔ واللہ اعلم۔ ابو عبیدہ کا کہنا یہ ہے کہ مراد انصار ہیں کہ وہ اصلًا یمنی ہیں تو ایمان و حکمت کی نسبت ان کی طرف کی گئی ہے۔ صاحب فتوحات مکیہ نے حدیث رافعی لَاجِدُ نَفْسِ الرَّحْمٰنِ مِنْ جَانِبِ الْيَمَنِ (میں یمن سے رحمن کی خوشبو پاتا ہوں) کو اس پر محمول کیا ہے۔ کیونکہ اہل شرک سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آرام انصار کی وجہ سے حاصل ہوا۔

۵۷۱۶ وَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ وَرَأْسُكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ كَوُكَّانٍ وَأَنَا هَیْءٌ فَاسْتَغْفِرُكَ وَأَدْعُو لَكَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَاتَّكَلَيْتُ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَخْلُكُ تَحِبُّ مَوْتِي فَبُكَوْكَانَ ذَلِكَ لَظَلَلْتُ أَخْرَ يَوْمَكَ مُعَرَّسًا بِبَعْضِ أَرْوَاحِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَنَا وَرَأْسُكَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوَارَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى ابْنِ بَكْرٍ وَأَبْنِهِ وَأَعْمَهُدُ أَنْ يَقُولَ الْقَائِلُونَ أَوْ يَتَمَتَّى الْمُتَمَتُّونَ ثُمَّ قُلْتُ يَا بِي اللَّهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ أَوْ يَدْفَعُ اللَّهُ وَيَأْتِي الْمُؤْمِنُونَ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا اے میرا سر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ ہو گیا کہ میں زندہ ہوا تو تمھارے لیے دعاء مغفرت کروں گا تو جناب عائشہ بولیں اے ہلاکت، رب کی قسم میں آپ کے رب کے متعلق گمان کرتی ہوں کہ آپ میری موت چاہتے ہیں اگر ایسا ہو گیا تو آپ اس دن کے آخر میں اپنی بعض بیویوں سے آرام فرمائیں گے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ اے میرا سر میں نے تمھارا ارادہ کیا تھا کہ ابو بکر اور ان کے بیٹے کو ہلاؤں اور دلی عہد کروں اس خطرہ سے کہ کہنے والے کہیں یا تمنا کرنے والے تمنا کریں۔ پھر میں نے سوچا کہ اللہ انکار کرے گا اور مسلمان دفع کریں گے یا اللہ دفع کرے گا اور مسلمان انکار کریں گے (بخاری)

۱۰ سیدہ عائشہ کے سر میں دو ہوا انھوں نے اس پر پریشانی کا اظہار کیا۔ بعض نے کہا یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس مراد ہے جس سے اپنے وصال کی طرف اشارہ ہے۔

۱۷ شکل، ثناء پر زبیر یا پیش، اس کا معنی مرنا اور ہلاک ہونا ہے، دوست یا اولاد کا گم ہونا، یہاں موت مراد ہے۔ مرض کا ذکر بھی موت کی یاد دلانا ہے۔ یہ کلمہ عربوں کے ہاں مصیبت و مشقت کے وقت بولا جاتا ہے اور اس کے حقیقی مرنا مراد نہیں ہوتا۔

۱۸ بوجہ جوان کے درمیان ناز و نیاز محبت تھا۔

۱۹ صراح میں بے عرس، اعراس، جامع کرنا، حدیث میں اعراس کا لفظ تقدیس سے ہے جس کا معنی شب کے آخری حصہ میں آنا۔ مقصود یہ تھا کہ آپ جسے بھول جائیں گے اور دیگر کے ساتھ مشغول ہو جائیں گے۔
دردِ مردمِ ایں نالہ نہ از رفتن جان است
از یار جدا می شود ایں نالہ از آنست

(مرنے میں یہ پریشانی نہیں کہ جان جا رہی ہے بلکہ پریشانی تو یہ ہے کہ یار سے جدا ہو رہی ہے)
ہم اپنے درد کی بات چھوڑ دے درد اور موت کی بات کرو میں اس جہان سے جا رہا ہوں تم میرے بعد کافی دیر زندہ رہو گی۔ وحی کے ذریعہ آپ کو اطلاع دی گئی۔ اس کے بعد آپ نے ذکرِ موت کی مناسبت سے خلافتِ ابی بکر کا تذکرہ کیا جس میں سیدہ عائشہ کو بشارت دینا مقصود تھا۔

۲۰ اس سے مراد حضرت عبدالرحمن ہیں۔

۲۱ اس وجہ سے نہ میں طلب کر رہا ہوں اور نہ وصیت کیونکہ میں جان رہا ہوں کہ اس کے خلاف نہیں ہو گا اور

واقعه آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کے مطابق ہی ہوا۔
۵۱۶ عَنْهَا قَالَتْ رَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ مِنْ
جَنَازَةٍ مِنَ الْبَقِيعِ فَوَجَدَنِي وَأَنَا أَجِدُ
صُدَاعًا وَأَنَا أَقُولُ وَارَأْسَا قَالَ
بَلْ أَنَا يَا عَائِشَةُ

۱۰ وَمَا ضَرَكُو كَوْمَتِ قَبْلِي غَسَلْتُكَ
وَكَفَنْتُكَ وَصَلَّيْتُ عَلَيْكَ وَدَفَنْتُكَ قُلْتُ
لَكَ إِنِّي بِكَ وَاللَّهِ لَوْ فَعَلْتَ ذَلِكَ لَرَجَعْتُ
إِلَى بَيْتِي فَعَرَسْتُ فِيهِ بِبَعْضِ نِسَائِكَ
فَتَبَسَّو رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ثَوْبِي فِي وَجْهِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ
(رواۃ الدارِمی)

۱۱ بقیع، مدینہ طیبہ کا قبرستان

انھیں سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ سے بقیع سے واپس آئے
تو مجھے پایا کہ میں دردِ محسوس کرتی تھی اور کہتی تھی ہائے
رے سر، فرمایا اے عائشہ بلکہ میں کہتا ہوں کہ ہائے رے
سر تم کو مضر نہیں اگر تم مجھ سے پہلے مر گئی تو میں تم کو غسل
دوں گا کفن پہناؤں گا اور تم پر نماز پڑھوں گا اور تمہیں
دفن کروں گا۔ میں بولی گویا میں آپ کو محسوس کرتی ہوں
خدا کی قسم اگر آپ یہ کہتے تو آپ میرے گھر واپس آئیں
گے۔ اس میں بعض بیویوں کے ساتھ اکرام کریں گے تب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکر لے پھر آپ کا وہ مرض
شروع ہو گیا جس میں آپ کی وفات ہوئی۔
(دارمی)

حضرت جعفر ابن محمد سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک قریشی آدمی ان کے والد علی ابن حسین کے پاس آیا بولا کیا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہ سناؤں۔ آپ نے فرمایا ہاں ہم کو ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناؤ۔ وہ بولا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ کے پاس جبریل آئے عرض کیا اے محمد مجھے اللہ نے آپ کے پاس بھیجا ہے خصوصیت سے آپ کی عزت افزائی فرماتے احترام فرمانے کے لیے رب آپ سے اس کے متعلق پوچھتا ہے جو وہ آپ سے زیادہ جانتا ہے کہ آپ اپنے کو کیسا پاتے ہیں۔ فرمایا اے جبریل میں اپنے آپ کو غمگین پاتا ہوں اور اپنے کو ملول پاتا ہوں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دوسرے دن حاضر ہوئے آپ سے یہی عرض کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا اور ان کے ساتھ ایک فرشتہ آیا جسے اسمعیل کہا جاتا ہے وہ ایک لاکھ ایسے فرشتوں کا سردار ہے جو ہر ایک لاکھ لاکھ پر سردار ہے اس نے حضور سے اجازت مانگی پھر آپ سے اسی کے متعلق پوچھا پھر جبریل نے کہا کہ یہ موت کا فرشتہ ہے آپ سے اجازت مانگ رہا ہے۔ اس نے آپ سے پہلے کسی ایسے اجازت نہ مانگی اور نہ آپ کے بعد کسی آدمی سے اجازت مانگے گا۔ فرمایا اے اجازت دے دو انھوں نے اے اجازت دے دی۔ پھر کمالے محمد! اللہ نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تو اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کی جان قبض کر لوں اور اگر آپ مجھے چھوڑنے کا حکم دیں تو اے چھوڑ دوں تو فرمایا اے ملک الموت کیا تم یہ کام کرو گے عرض کیا ہاں

۵۷۱۸ وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ
أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْقُرَيشِ دَخَلَ عَلَى أَبِيهِ
عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ لَا أُحَدِّثُكَ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
بَلَى حَدِّثْنَا عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ قَالَ لَمَّا
مَرِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ
أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ تَكْرِيمًا لَّكَ وَتَشْرِيفًا لَّكَ
خَاصَّةً لَّكَ يَسْأَلُكَ عَمَّا هُوَ أَعْلَمُ بِهِ
مِنْكَ يَقُولُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ أَجِدُنِي
يَا جِبْرِيلُ مَغْمُومًا وَأَجِدُنِي يَا جِبْرِيلُ
مَكْرُوبًا ثُمَّ جَاءَهُ الْيَوْمَ الثَّانِي فَقَالَ لَهُ
ذَلِكَ فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَلُّوْا كَمَا رَدَّ أَوَّلَ يَوْمٍ ثُمَّ جَاءَهُ الْيَوْمَ
الثَّلَاثِ فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ أَوَّلَ يَوْمٍ
وَرَدَّ عَلَيْهِ كَمَا رَدَّ عَلَيْهِ وَجَاءَهُ مَعَهُ مَلَكٌ
يُقَالُ لَهُ اسْمَاعِيلُ عَلَى مِائَةِ أَلْفِ مَلَكٍ
كُلُّ مَلَكٍ عَلَى مِائَةِ أَلْفِ مَلَكٍ فَاسْتَأْذَنَ
عَلَيْهِ فَسَاءَ لَهُ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ جِبْرِيلُ
هَذَا مَلَكُ الْمَوْتِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ مَا
اسْتَأْذَنَ عَلَى أَدَمِي قَبْلَكَ وَلَا يَسْتَأْذِنُ
عَلَى أَدَمِي بَعْدَكَ فَقَالَ اسْأْذِنْ لَهُ
فَآذِنْ لَهُ فَسَلُّوْا عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ
يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ فَإِنْ
أَمَرْتَنِي أَنْ أَقْبِضَ رُوحَكَ فَقَبِضْتُ
وَإِنْ أَمَرْتَنِي أَنْ أَتْرُكَهُ تَرَكْتُهُ
فَقَالَ أَتَفْعَلُ يَا مَلَكُ الْمَوْتِ قَالَ نَعُو

يَذَٰلِكَ أَمْرٌ وَأَمْرٌ أَنْ أُطِيعَكَ قَالَ
فَقَطَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جِبْرِيلَ
فَقَالَ جِبْرِيلُ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ
أَشْتَقَ إِلَى لِقَائِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَلِكِ الْمَوْتِ إِمِضْ لِمَا أَمَرْتُ
بِهِ فَقَبِضْ رُوحَهُ فَلَمَّا تَوَقَّى رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَتْهُ التَّعْزِيَةُ
سَمِعُوا صَوْتًا مِنْ تَاحِيَةِ الْبَيْتِ السَّلَامِ
عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
إِنَّ فِي اللَّهِ عِزًّا مِنْ كُلِّ مُصِيبَةٍ وَ
خَلْقًا مِنْ كُلِّ هَالِكٍ وَدَرَكًا مِنْ كُلِّ نَاقِثٍ
فَبِاللَّهِ فَاتَّقُوا وَآيَاكُمْ فَارْجُوا فَإِنَّمَا
الْمَصَابُ مِنْ حُرْمِ الثَّوَابِ فَقَالَ عَلِيٌّ
أَتَذَرُون مَنْ هَذَا هُوَ الْخَضِرُ عَلَيْهِ
السَّلَامُ -

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

۱۔ مراد امام محمد باقر رضی اللہ عنہ، پیر سے مراد امام زین العابدین بن امام شہید حسین بن علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہم و سلامہ اجمعین -

۲۔ یہ غم و پریشانی امت و دین کے حوالے سے معنی کہ اس کا کیا بنے گا؟

۳۔ شارحین فرماتے ہیں کہ یہ پہلے آسمان کے صاحب اسماعیل میں حدیث میں ملک الموت کا ذکر واضح ہونے کی وجہ
سے نہیں آیا یا ممکن ہے ملک الموت حضرت جبریل امین اور مذکورہ فرشتہ کے بعد آئے ہوں - امام سیوطی نے
تتبع الحجاب فی اخبار الملائک میں امام بیہقی کی دلائل النبوۃ سے لائے کہ تیسرے دن جبریل امین آئے ان کے ساتھ
ملک الموت یا دو فرشتے جو ہوا میں ہوتے ہیں - اس کا نام اسماعیل ہے اس کے تحت ستر ہزار فرشتے اور ان میں
ہر فرشتہ ستر ہزار فرشتے پر مؤکل ہے -

۴۔ جبریل امین نے اس فرشتہ کے بارے میں بتایا -

۵۔ یہ شرف و کرامت صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی مخصوص ہے ورنہ ہر ایک کی جان وہ بغیر
پوچھے نکال لیتا ہے -

مجھے اسی کا حکم ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ کی
اطاعت کروں - فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت جبریل کی طرف دیکھا تو جبریل نے عرض کیا کہ اے
محمد! اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے تو نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک الموت سے فرمایا کہ جس کا
ختم کو حکم دیا گیا ہے وہ کر گزرو چنانچہ انھوں نے
آپ کی روح قبض کر لی - جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے وفات پائی اور تعزیت کا وقت آگیا
تو لوگوں نے گھر کے کنارے سے آواز سنی کہ اے گھر والو
تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں
اللہ کی راہ میں ہر مصیبت پر صبر کرنا اور ہر فوت شدہ
کا خلیفہ اللہ ہے اور ہر گزر جانے والے کا عوض ہے تو
اللہ ہی سے ڈرو اور اس سے امید رکھو - پورا مصیبت
زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم کر دیا گیا - حضرت علی
نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے - یہ خضر
علیہ السلام ہیں - (بہیقی دلائل النبوۃ)

۱۷ بعض نسخوں میں لما امرت پہلے ہے۔

۱۸ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین، ملک الموت اور دیگر فرشتوں کی آواز اور ان سے گفتگو کے درمیان کچھ وقت فرصت پایا اور اس کی خبر صحابہ کو دی اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ یا جو بعض صحابہ وہاں حاضر تھے انھیں اس کا مشاہدہ و مکاشفہ ہو گیا اور ان میں یہ صحابی یا تابعی بھی تھے۔ جنہیں قریشی سے تعبیر کیا گیا۔

۱۹ اس آدمی کا باطن اس قدر اعلیٰ تھا کہ ان کی صورت میں حضرت خضر علیہ السلام امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور حدیث بیان کی اس لیے لفظ مبہم کے ساتھ تعبیر کیا۔ واللہ اعلم
۲۰ تعزیت، مصیبت زدہ کو تسلی دینا، عزا، صبر ہے۔ بعض نسخوں میں وجاعت ہے
۲۱ ایسی جماعت جو گھر میں تھی۔

۲۲ اس عبارت کے چند معانی ہو سکتے ہیں، کتاب خدا میں ہر مصیبت پر تسلی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ گرامی کی طرف اشارہ ہے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ تو یہاں عزا بمعنی تعزیر ہے یا دین خدا میں تعزیر ہے کیونکہ شارع علیہ السلام نے اس کی ترغیب و تشویق دلائی ہے۔ بعض نے کہا اس کا مفہوم یہ ہے اللہ تعالیٰ صبر کے لیے فرماتے ہوئے تسلی دے رہا ہے اسے زبانِ عرب میں علم تحریر کہا جاتا ہے۔ مثلاً رائیت فی زید اسد یعنی میں نے زید کو شیر کی طرح پایا۔ یہ معنی اگلی عبارت کے زیادہ مناسب ہے۔
۲۳ اللہ خلف بمعنی خلیفہ جو کسی کے بعد کام کی ذمہ داری لیتا ہے۔

۲۴ یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ ہر مصیبت میں صبر کرنے والا ہی اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھے کہ وہ اس نقصان کو پورا فرمائے گا۔ یہ تمام معانی ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ تمام کا حاصل یہ ہے کہ ہر چیز سے کافی ہے اور کوئی چیز کافی نہیں ہو سکتی۔

۲۵ بعض نسخوں میں فاتقوا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔

۲۶ یعنی دنیا کی مصیبت اصل مصیبت نہیں کیونکہ اس پر آخرت میں ثواب موجود ہے۔ حقیقی مصیبت تو یہ ہے کہ صبر نہ کیا اور ثواب سے محرومی ہو گئی۔

۲۷ یہ تعزیت کرنے والے کون ہیں۔

ظاہر محسوس یہی ہوتا ہے کہ اس سے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ جو اس وقت وہاں حاضر تھے لیکن یہ احتمال بھی ہے کہ مراد امام علی زین العابدین رضی اللہ عنہ ہوں جو بوقت روایت مجلس میں موجود تھے۔ حسن حصین میں مستدرک سے ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو ملائکہ نے تعزیت کی۔ اس کے بعد نکھا کہ اس کے بعد ایک سفید ریش خول صورت آدمی تیز رفتاری کی صورت میں آئے رونے اور صحابہ کی طرف دیکھا اور کہا اِنِّیْ فِی اللّٰہِ عَزَامَہُ تُو حضرت ابو بکر و علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ حضرت خضر تھے۔ یہ روایت

واضح کر رہی ہے کہ حدیث سابق میں علی سے مراد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

باب

سابقہ ابواب کے تتمات اور لواحق کا بیان

پہلی فصل

الفصل الاول

۵۷۱۹ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا شَاةً وَلَا بَعِيرًا وَلَا أَوْصَى بِشَيْءٍ -

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ دینار چھوڑا نہ درہم نہ بکری نہ اونٹ اور نہ کسی چیز کی وصیت فرمائی (مسلم)

لہٰذا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مال چھوڑا ہی نہیں جو وصیت کرتے۔ رہا مال بنو نضیر، فذک وغرہ وغیرہ تو وہاں سے نفقہ عیال کے بعد باقی مسلمانوں پر خرچ فرما دیا کرتے۔

۵۷۲۰ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَخِي جُوَيْرِيَةَ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِنْدَ مَوْتِهِ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا أَمَةً وَلَا شَيْئًا إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسَلَاحَهُ قَارِصًا جَعَلَهَا صَدَقَةً -

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت عمر ابن حارث سے روایت ہے جو جویریہ کے بھائی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت نہ اشرفی چھوڑی نہ درہم نہ غلام نہ لونڈی نہ کوئی اور چیز سوا اپنے سفید بکری کے اور اپنے ہتھکڑا اور زمین کے جنھیں وقف فرمایا۔

(بخاری)

لہٰذا حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات میں سے ہیں۔ لہٰذا اس کا نام دلول تھا، مقوقس (میم پر پیش)، قاف پر زبر، دوسرے قاف کے نیچے زیر (سکندر یہ کے حاکم نے یہ بطور ہدیہ پیش کی تھی۔

لہٰذا بعض روایات میں صرف زرہ کا ذکر ہے جو ایک یہودی کے ہاں گروی تھی۔ لہٰذا جو فقر اور اپنے اہل پر صدقہ کی تھی۔ یہ زمین، بنو نضیر کے درخت اور فذک وغیرہ تھے۔

۵۷۲۱ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقْسِمُوا وَرَشِيحِي دِينَارًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمَوْنَةٍ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے ورثین اشرافی تقسیم نہ کریں ہم نے جو چھوڑیں ہماری بیویوں کے خرچہ اور ہمارے نوکروں کی تنخواہ کے بعد وہ وقف ہے۔ (مسلم، بخاری)

۱۔ شارحین فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات تمام عمر حکم حالت عدت میں ہیں کیونکہ ان کا آگے نکاح ہو ہی سکتا ہے لہذا ان کا نفقہ لازم رہے گا۔

۲۔ عامل سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول کے مطابق مصارف پر خرچ کرے گا مَوْنَةٌ کا معنی بوجھ اٹھانا ہے۔

۳۔ جو ان سے بچے وہ فقراء پر صدقہ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں ہوتا ہے۔

۵۷۲۲ وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُورَثُ مَا تَرَكَنَا صَدَقَةٌ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم وارث نہیں ہوتے جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ (مسلم و بخاری)

۱۔ اس حدیث کو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس وقت روایت کیا جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے میراث طلب فرمائی اور عرض کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہی خرچ کروں گا۔ ہاں تمہارا خیال میرا فرض ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے انبیاء کی وراثت نہیں ہوتی۔ یہ بات انھوں نے صرف حضرت فاطمہ سیدہ رضی اللہ عنہا سے ہی نہیں کہی تھی بلکہ تمام ازواج مطہرات سے بھی کہی تھی جنھوں نے میراث کا مطالبہ کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا متولی حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو بتایا۔ پھر جب ان میں نزاع ہو گیا تو کہا گیا ان کے درمیان تقسیم کر دو لیکن انھوں نے بے تقسیم ہی ان کے حوالے کر دی۔ کافی مدت تک اس کی تولیت اہل بیت نبوی کے پاس ہی رہی۔ پھر حکومت مروانیہ نے بظلم و زیادتی ان سے یہ چھین لی اور یہ میراث نہ ہونے کی بات صرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہی نہیں کہی تھی بلکہ انھوں نے کبار صحابہ کو بلا کر پوچھا تھا اور تمام نے ہی کہا ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی سنا تھا جیسا کہ دیگر احادیث میں موجود ہے۔

۵۷۲۳ وَعَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنْ أَرَادَ رَحْمَةً أُمَّتِهِ مِنْ عِبَادِي

حضرت ابو موسیٰ بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جب اپنے بندوں میں سے کسی گروہ پر رحمت چاہتا ہے

قَبْضَ نَبِيَّتِهَا قَبْلَهَا فَجَعَلَهُ لَهَا قَرِطًا
وَسَلَفًا بَيْنَ يَدَيْهَا وَإِذَا أَرَادَ هَلَكَةَ
أُمَّةٍ عَذَّبَهَا وَنَبِيَّتَهَا حَيًّا فَأَهْلَكَهَا وَهُوَ
يَنْظُرُ فَأَقْرَعَ عَيْنَيْهِ بِهَلَكَتِهَا حِينَ
كَذَبُوا وَعَصَوْا أَمْرًا
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

تو اس کے نبی کو اس سے پہلے وفات دیتا ہے پھر
اس نبی کو اس کے آگے پیشرو بناتا ہے اور جب کسی
گروہ کی ہلاکت کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اس کے نبی کی
زندگی میں عذاب دیتا ہے کہ نبی اسے دیکھتا ہے پھر
اس کی ہلاکت سے اپنی آنکھیں مٹا دیتی کرتا ہے جب
وہ اسے جھٹلاتے ہیں اور اس کے حکم کی خلاف ورزی
کرتے ہیں (مسلم)

۱۔ وہ جماعت جس کی طرف اللہ تعالیٰ پیغمبر بھیجتا ہے۔

۲۔ نزول عذاب سے پہلے

۳۔ فرط، فاء، را پر زبر، سلف کا بھی یہی وزن ہے۔ فرط جو منزل پہ پہلے جائے اور وہاں جب کہ
قائد کے لیے ضروریات اکٹھی کرے مثلاً کنواں، ڈول۔ سلف سے مراد گزرے ہوئے لوگ مثلاً والدین اور رشتہ دار
یہاں دونوں کا ایک ہی معنی ہے۔

۴۔ ہلک۔ ماء اور لام پر زبر، ہلک، ماء پر پیش لام ساکن بغیر تاء کے ہلاک ہونا۔

۵۔ قرۃ العین سے مراد خوشی و مشارفانی ہے اس کی تخصیص و معنی کسی جگہ پر گزری ہے۔

۶۔ اس حدیث میں بشارت ہے کہ امت پر نزول عذاب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ تشریف لے گئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی قسم جس
کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ تم میں سے کسی پر وہ
دن آوے گا کہ وہ مجھے نہ دیکھے تو اسے میرا دیکھنا
زیادہ پیارا ہوگا اپنے گھر والوں سے جبکہ اس کا مال
بھی ان کے ساتھ ہو۔ (مسلم)

۵۶۳۳ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسُ
مُحَمَّدٍ بِيَدِي لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أَحَدِكُمْ يَوْمٌ
وَلَا يَرَانِي تَوَلَّانُ تَرَانِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ
أَهْلِي وَمَالِي مَعَهُمْ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۔ میرے وصال فرما جانے کی وجہ سے

۲۔ دیدار سے مراد ظاہری حیات کا دیدار و محبت حاصل کرنا یا وصال کے بعد خواب میں دیدار یا بیداری
میں بلکہ سیاق کلام کے یہ مناسب تر ہے۔ مشتاقانِ جمال نبوی کا حال یہی ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
تصورِ جمال میں مستغرق اور ڈوبے رہتے ہیں۔

بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ وَذِكْرِ الْقَبَائِلِ

قریش کے مناقب اور قبائل کا ذکر

مناقب، منقبت کی جمع ہے بمعنی فضیلت و شرف، قاموس میں ہے منقبت فخر کرنا، صراح میں لوگوں کے ہنرمند کو ہرانا۔ اس کی ضد مثلبت ہے جس کی جمع مثالب ہے۔ نقیب، بہتر، دانا قوم، نقبا کا معنی جماعت کی حفاظت کرنا۔ سیبویہ سے منقول ہے کہ نقابت نون کے پیچھے زیر اسم بمعنی نقیبی۔ اگر زیر ہو تو نقیب کرنا نقب کا اصل معنی پہاڑی۔ راستہ، ہنر اچھا راستہ، نقب بمعنی تفتیش اور تحقیق خبر بھی آتا ہے۔ قریش عرب کا خصوصی قبیلہ ہے۔ ان کا اصل بیٹے کا نام نضر بن کنانہ ہے۔ والد کے نام پر تھا۔ اصل اس چارپائے کا نام ہے جو دریا کے تمام جانوروں سے زیادہ طاقت ور ہوتا ہے، دریا کی اس بھلی کا نام ہے جو تمام بھٹیوں پر غلبہ رکھتی ہو۔ دیگر بھی اس کے معانی مشہور ہیں۔ قبائل قبیلہ کی جمع ہے بمعنی اولاد یک پدر، قبیلہ کا اصلاً معنی کاہ کا سر ہے اور قبائل اس کے اجزاء، قبائل سب سے اوپر اس کے بعد شعب، اس کے بعد عمارہ اس کے بعد بطن اس کے بعد مختلف اور حی کا معنی بھی قبیلہ ہے۔ الصحاح۔

الفصل الاول

پہلی فصل

۵۷۲۵ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ ثَلَاثَةٌ تَبِعَ لِقُرَيْشٍ فِي هَذَا الشَّانِ مُسْلِمُهُمْ تَبِعَ لِمُسْلِمِهِمْ وَكَافَرُهُمْ تَبِعَ لِكَافِرِهِمْ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ اس معاملہ سرداری میں قریش کے تابع رہیں گے کہ مسلمان ان کے مسلمانوں کے تابع رہیں گے۔ اور کافران کے کافروں کے تابع ہوں گے۔ (بخاری، مسلم)

مسلم و کافر سے جنس مراد ہے واضح رہے کہ سیاق حدیث سے یہی ظاہر ہے کہ ایسی مراد وجود اور عدما شان دین ہے۔ قریش ایمان و کفر میں اور امر دین میں اسبق و اقدم اور لوگوں کے پیشوا ہیں۔ لہذا مسلمان ان کے مسلمانوں کے تابع اور کافران کے کافروں کے تابع ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عرب قریش کے ایمان کے استعارے میں تھے جب مکہ فتح ہوا، عرب جوق در جوق اسلام میں داخل ہوئے سورۃ افاحا لہ نصر اللہ سے اسی طرف اشارہ ہے

مقصود عہد اسلام و جاہلیت میں ان کی ریاست اور تقدم کو بیان کرنا ہے لیکن فضل و شرف اسلام کی وجہ سے ہے نہ کہ جاہلیت کی وجہ سے۔ مگر جب مطلق ریاست کا بیان مقصود ہو خواہ دین کے اعتبار سے ہو یا دنیا کے اعتبار سے۔ دور جاہلیت میں بیت اللہ اور اس کے خدمت کے تمام مناصب مثلاً زمزم پلانا وغیرہ ان ہی کے پاس تھی بعض نے کہا اس سے مراد شانِ خلافت امامت ہے جیسا کہ احادیث میں آیا تو مراد لوگوں کا قریش کے تابع ہونا ہے اگر قریش مخالفت کریں تو لوگ ان کی مخالفت نہیں کرتے بلکہ اتباع کرتے ہیں۔

۵۷۲۶ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ تَبِعُوا قُرَيْشًا فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ بھلائی اور برائی میں قریش کے تابع ہیں (مسلم)

۵۷۲۷ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ هَذَا الْأَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمْ أَوْ ثَنَانٍ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیشہ یہ خلافت قریش میں رہے گی جب تک ان میں سے آدمی بھی باقی رہے۔ (بخاری، مسلم)

۱۔ خلافت انھی میں رہنی چاہیے اور غیر کے لیے شرعاً جائز نہیں۔ صحابہ کے دور میں اس پر اجماع ہوا اور مہاجرین نے اسے ہی انصار کے خلاف دلیل بنایا۔

۲۔ ان دو میں سے ایک خلیفہ ہوگا اور دوسرا تابع۔ یہ بات بطور مبالغہ ہے ورنہ دو سے نظامِ خلافت نہیں بنتا۔

۵۷۲۸ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ فِي قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَتَهُ اللَّهُ عَلَى وَجْهِهِ مَنَّا أَقَامُوا لِلدِّينِ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، بیشک یہ خلافت قریش میں رہے گی جو ان کی مخالفت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل اوندھا کر دے گا جب تک دین کو قائم رکھیں گے۔ (بخاری)

۱۔ امر سے مراد خلافت ہے۔

۲۔ اسے غار و ذلیل فرماتا ہے۔

۳۔ احکام دین کی اشاعت و ترویج سے کام لیں اور اگر ایسا نہ کریں تو انھیں معزول کر دیا جائے۔ بعض کہتے ہیں کہ دین سے مراد نماز ہے اور دین و ایمان کا نماز پر اطلاق آتا ہے۔ کیونکہ دوسری روایت میں اقاموا الصلوة، بعض نے کہا انھیں نماز پر شوق و ذوق دلانا ہے کہ اگر انھوں نے اسے ترک کر دیا تو دیگر لوگ ان پر غالب آجائیں گے۔

۵۷۲۹ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
لَا يَنْزَالُ الْإِسْلَامُ عَزِيزًا إِلَى اثْنَيْ عَشَرَ
خَلِيفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ وَفِي رِوَايَةٍ لَوْ
يَنْزَالُ أَمْرُ النَّاسِ مَا ضَيَّامًا وَلِيَهُمْ اثْنَا
عَشَرَ رَجُلًا كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ وَفِي
رِوَايَةٍ لَا يَنْزَالُ الدِّينُ قَائِمًا حَتَّى
تَقُومَ السَّاعَةُ أَوْ يَكُونَ عَلَيْهِمْ اثْنَا عَشَرَ
خَلِيفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے
سنا کہ بارہ خلفاء تک اسلام متواتر غالب رہے گا
اور وہ سب قریش سے ہوں گے۔ دوسری روایت
میں ہے کہ ہمیشہ لوگوں کا کام جاری رہے گا جب تک
ان کے بارہ حکمران ہوں گے جو سارے قریش سے
ہوں گے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ دین ہمیشہ قائم
رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی یا ان پر بارہ
خلفاء ہوں گے جو سارے قریش سے ہوں گے۔
(بخاری، مسلم، ت)

۱۰ جابر بن سمرہ، یہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بہنوئی ہیں۔ یہ بیان کرتے ہیں بچے کھیل رہے تھے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے ایک، اور کسی کے دونوں رخساروں پر
شفقت و رحمت سے ناکہ پھیرا۔ ان میں میں بھی شامل تھا تو میرا وہ رخسار دوسرے رخسار سے بہتر اور خوبصورت ہے
۱۱ بعض طرق حدیث میں یہ بھی آیا ہے وَأَبُو بَكْرٍ لَا يَلْبِثُ إِلَّا قَلِيلًا

اس روایت میں اشکال یہ ہے کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلسل بارہ
خلفاء ہوں گے اور ان کی وجہ سے احکام دین اور اسلام جاری و ساری ہوں گے حالانکہ بعد کے حالات اس پر
گواہی نہیں دیتے کیونکہ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جن میں ظلم و جور تھا مثلاً بنو مروان کا طریقہ پسندیدہ نہ تھا اور نہ ان کی
سیرت بہتر تھی۔ نیز حدیث میں یہ آیا ہے میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی پھر ملوکیت ہوگی۔ اس پر علماء کا اتفاق
ہے تیس سال کے بعد ملوکیت ہے نہ کہ خلافت۔ اس اشکال کی مختلف توجیہات کی گئی ہیں۔ پہلی یہ ہے کہ مراد بارہ
افراد ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت وہ چلائیں گے اور وہ مسلمانوں کے امور کو سرانجام دیں گے خواہ ان میں
جابر اور دائیہ عمل سے خارج ہوں گے تو ولید بن یزید بن عبد الملک جو بارہویں ہیں کے دور میں اختلال واقع ہوا، اس
کے چچا ہشام کی فوتیدگی پر لوگوں نے اسے سربراہ بنایا اور چار سال بعد اس کے خلاف اظہار کھڑے ہوئے اور اسے
قتل کر دیا پھر فتنے شروع ہو گئے اور احوال میں تبدیلی آگئی۔ یہ قاضی عیاض مالکی کی توجیہ ہے۔ شیخ ابن حجر
عسقلانی نے فرمایا کہ اس حدیث میں راجح ترین قول یہی ہے یہ بھی کہا گیا کہ اس کی تائید دوسری روایت کے ان
الفاظ سے ہوئی ہے کلمۃ یجتمع علیہ امر الناس (ان پر لوگوں کا معاملہ جمع ہوگا) اجتماع سے مراد انکی
بیعت پر اتفاق اور ان کی اطاعت ہے اگرچہ بکر بہت ہی ہو اور حدیث ان کے دین، عدالت اور حقانیت
کی مدح کے لیے نہیں مگر ان کے انتظام، اجتماع اور اتحاد پر ہے اور تیس سال والی خلافت، خلافت کبریٰ ہے

جو خلافت نبوت ہے اور یہ مذکور خلافت امارت ہے کیونکہ خلفاء راشدین کے بعد بھی امراء پر خلفاء کا لفظ شائع رہا جیسا کہ کہا جاتا ہے خلفاء عباسیہ اگرچہ مجازاً سہی۔ واضح رہے یہ قول سیاق حدیث سے مناسبت نہیں رکھتا کیونکہ اس میں ہے کہ اسلام ہمیشہ غالب اور دین قائم رہے گا۔ ہاں دوسری روایت کے مناسب ہے لَا یَزَالُ أَمْرُ النَّاسِ مَا فِیْہَا تَوَپِلٰی حدیث میں واضح طور پر ان کی عدالت اور قوت اسلام کا تذکرہ ہے۔ واللہ اعلم۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ مراد خلفاء عادل اور اچھے امراء ہیں جو حقیقتہً اسم خلافت کے مستحق ہیں لیکن کہاں لازم ہے کہ وہ مسلسل ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پورا ہوگا خواہ قرب قیامت تک ہو شیخ توریشی کہتے ہیں اس حدیث کا یہی معنی درست و جامع ہے۔ تیسری توجیہ یہ ہے یہ امام مہدی کے وصال کے بعد کی بات ہے اور اس میں اس کی خبر دی گئی ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جب امام مہدی کا وصال ہوگا تو پانچ آدمی امام حسن مجتبیٰ کی اولاد سے سربراہ بنیں گے۔ پھر امام حسین شہید رضی اللہ عنہ کی اولاد سے پانچ امراء ہوں گے۔ ان میں سے آخری اولاد حسن کے وصیت کرے گا پھر اس کے بعد اس کی اولاد حکومت بنائے گی۔ اس طرح بارہ پورے ہوجائیں گے۔ ان میں سے ہر کوئی امام عادل، ہادی اور مہدی ہوں گے یہ توجیہ خوب ہے۔ اگر اس میں یہ حدیث صحیح وارد ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے امام مہدی کے اوصاف میں مروی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے وجود اور عدل کی وجہ سے غم و پریشانی دور کرے گا۔ ظلم و فساد ختم فرما دے گا۔ ان کے بعد ڈیڑھ صدی تک بارہ افراد امراء بنیں گے پھر زمانہ ختم ہوجائے گا۔ چوتھی توجیہ یہ ہے کہ مراد ایک ہی زمانہ میں بارہ افراد ہیں اور ہر ایک کی ایک ایک طاقت اتباع کرے گا اس کی تائید وہ واقعات کرتے ہیں جو خلفاء کے زمانہ کے بعد ہوتے تو اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود اس کے بعد فتنوں کا ظہور ہے کہ ایک ہی وقت میں بارہ خلفاء ہوں گے۔ الغرض ان خلفاء کے دور تک اسلام کا غلبہ ہوگا مگر ان کے دور میں حالات خراب ہوجائیں گے لیکن سابقہ توجیہات سے پتہ چلتا ہے کہ ان بارہ خلفاء کے دور میں نظم اور انتظام خوب ہوگا اور ان کے بعد اختلال پیدا ہوگا۔ اس حدیث کے تحت شارحین نے یہی بیان کیا۔ واللہ اعلم بمراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۴۳۰ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَفَّارُ غَفَّارِ اللَّهِ لَهَا وَأَسْلَمُوا سَالِمَهَا اللَّهُ وَعَصِيَتْ عَصَتِ اللَّهُ وَرَسُولَهُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غفار قبیلہ کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا، اسلم قبیلہ کو اللہ تعالیٰ نے سلامت رکھا اور عصیہ قبیلہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ (مسلم، بخاری)

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ غفار، غین کے نیچے زیر، قبیلہ کا نام ہے، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اسی سے ہیں۔ ان کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، یہ بھی احتمال ہے کہ ان کی مغفرت الہی کی خبر دی ہو۔ ۲۔ اسلم، یہ بھی قبیلہ کا نام ہے، اس کی نسبت اسلمی کی طرف ہے۔

۱۵ ان کے موافق معاملہ فرماتے اور ان کو تکلیف نہ دے ان کے لیے دعا کی وجہ یہ ہے کہ لڑائی کے بغیر ایمان لائے، اس میں بھی خبر کا احتمال ہے۔

۱۶ عصیہ - عین پر پیش، صا پڑ فحتمہ یا مشد

۱۷ یہ وقبیلہ ہے جس نے بر معونہ کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کو شہید کیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خلاف قنوت کی صورت میں دعا کی۔ یہ قطعی طور پر خبر ہے اس میں دعا کا ہرگز احتمال نہیں یہ واضح کر رہی ہے کہ پہلی بھی خبر ہی ہے۔

۵۴۲۱ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَاشْجَعُ مَوَالِي لَيْسَ لَهُمْ مَوْلَى دُونَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریش، انصار، جہینہ، مزینہ، اسلم، غفار اور اشجع مجھے عزیز نہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کے سوا ان کا کوئی دوست نہیں ہے۔

۱۸ جہینہ، جیم پر پیش، نام پر زبر، یا اس کن
۱۹ مزینہ، میم پر پیش، نام پر زبر، یا اس کن
۲۰ اشجع، ہمزہ پر زبر، شین سکن اور جیم

۲۱ مولى، ناصر، محب، اس صورت میں موالی کی یاد پر زبر اور یہ موالی کی جمع ہے لیکن موال بھی آیا ہے میم پر زبر، لام کے نیچے زیر باتوں۔ یعنی ان میں سے بعض، بعض کے مددگار ہیں۔

۵۴۲۲ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرٌ مِنْ ابْنِي تَمِيمٍ وَمِنْ ابْنِي عَامِرٍ وَالْحَلِيفَيْنِ ابْنِي أَسَدٍ وَغَطَفَانَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلم، غفار، مزینہ، اور جہینہ چاروں بنی تمیم سے بہتر ہیں۔ نیز بنی اسد اور غطفان سے بھی۔

(بخاری، مسلم)

۱۸ سبقت اسلام اور حسن اعمال کی وجہ سے، بنو تمیم کے حوالے سے بخاری میں حدیث غریب ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا بنو تمیم تمھیں بشارت ہو جو ابا انھوں نے کہا ہمیں ذیوی بشارت دو یعنی بشارت موقوف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور قبیلہ اشعرى سے فرمایا تمھیں بشارت ہو۔ اشعرى قبیلہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کو قبول فرمایا۔ یہ عدم قبولیت کی وجہ سے بنو تمیم پر غایت درجہ کی احتیاجی، اضطراب اور دنیا کی طرف رغبت ہو گئی نہ کہ از روئے کفر و انکار۔ اس قبیلہ کی شدت و جفا کے متعدد واقعات منقول ہیں انھیں کیا بیان کریں۔ عفا اللہ عنہم۔

۱۰ بنو اسد اور بنو عطفان، غین پر زبر، یہ دونوں آپس میں حلیف تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون پر قسم کھائی ہوئی تھی جیسا کہ عربوں کا معمول تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تین باتوں کے باعث میں ہمیشہ بنی تمیم سے محبت رکھتا ہوں کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے متعلق فرماتے ہوئے سنا۔ میری امت میں یہ دجال پر مشب سے زیادہ سخت ہوں گے۔ ان کے صدقے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ہماری قوم کے مددگار ہیں۔ ان میں سے ایک کو بڑی حضرت عائشہ کے پاس تھی تو فرمایا کہ اسے آزاد کر دو کیونکہ یہ حضرت اسمعیل کی اولاد سے ہے (بخاری، مسلم)

۵۴۲۲ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَبَّ بَنِي تَمِيمٍ مُنْذُ ثَلَاثِ سَمْعَتٍ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِيهِمْ سَمِعْتُ يَقُولُ هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدِّجَالِ وَقَالَ وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا وَكَانَتْ سَبِيَّةً مِنْهُمْ وَعِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ أَعْتَقِيهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَلَدِ اسْمَاعِيلَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۱ دجال کے ساتھ دجال و نزاع اور اجتناب میں۔

۱۲ بحبت تکرم و شرافت

۱۳ سبیت، سین پر زبر یا عشد

۱۴ یعنی یہ عربی ہے اور عرب اولاد اسمعیل ہیں۔ یہ صفت اگرچہ تمام عربوں میں مشترک ہے اور یہ بنو تمیم کے ساتھ مخصوص نہیں لیکن اس کے باوجود یہ کلمات عنایت اور تشریف کے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عربوں کو غلام بنانا جائز ہے۔

دوسری فصل

الفصل الثانی

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو قریش کی اہانت کا ارادہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کر دے گا (ترمذی)

۵۴۲۳ عَنْ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يُرِدْ هَوَاتِ قُرَيْشٍ أَهَانَهُ اللَّهُ - (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۵ آئمہ ہوں یا غیر آئمہ۔ اگر آئمہ ہیں تو بات واضح ہے اور اگر آئمہ نہیں تو اس وجہ سے کہ انھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت کی وجہ سے شرف و فضل حاصل ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائ مانگی: اے اللہ

۵۴۲۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ

أَذَقْتُ أَوَّلَ قُرَيْشٍ نِكَالًا فَأَذَقَ آخِرَهُمْ نَوَالًا
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

تو نے قریش کے پہلے لوگوں کو عذاب پہنچایا تو ان کے
پچھلے لوگوں پر عنایتیں فرما۔ (ترمذی)

۱۔ نیکال، نون پر زبر، عمل کی سزا دینا تاکہ دوسرے عبرت حاصل کریں۔ نوال، عطاء و احسان
۲۔ قریش میں غماری، ذلت، رسوائی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کی وجہ سے تھے اور جو
اسلام لانے پر ان کو عزت، دولت، امارت نصیب ہو وہ بیان سے باہر ہے۔

۵۷۳۶ عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعُو
الْحَيُّ الْأَسَدُ وَالْأَشْعَرُونَ لَا يَفْقَهُونَ فِي الْقِتَالِ
وَلَا يَغْلِبُونَ وَهُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا
حَدِيثٌ غَرِيبٌ

حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا قبیلہ
اسد اور اشعریوں کا ہے جو نہ جہاد کے وقت بھاگیں اور
نہ غنیمتوں میں خیانت کریں لہذا وہ مجھ سے ہیں اور میں
ان سے ہوں۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا
کہ یہ حدیث غریب ہے۔

۱۔ ابو عامر اشعری، کبار صحابہ سے ہیں۔ غزوہ حنین کے موقع پر شہید ہوئے۔ ادھاس کے موقع پر امیر
تھے جب ان کی شہادت کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے
اور عرض کیا اے اپنے بندوں میں بلند مقام عطا فرما۔

۲۔ اسد، ہمزہ پر زبر، سین ساکن، ان کے والد کا تعلق یمن سے تھا اے ازوشنودہ بھی کہتے ہیں انصار
اس کی اولاد ہیں۔ اشعر، عمرو بن عاص اسدی کا لقب ہے یہ بھی یمنی قبیلہ ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ
عنہ اور ان کی قوم انھیں کی اولاد میں سے ہیں۔ اس وجہ سے انھیں اشعریوں کہا جاتا ہے۔ اشعرون یعنی
یاء کو حذف بھی کر دیتے ہیں۔

۳۔ لا یغلبون، یاء پر زبر، غنیمت میں خیانت نہیں کرتے۔

۵۷۳۷ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَزْدُ أَزْدَانُ فِي
الْأَرْضِ يُرِيدُ النَّاسُ أَنْ يَضَعُوهُ وَيَأْتِي
اللَّهُ إِلَّا أَنْ يَرْفَعَهُمْ وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ
زَمَانٌ يَقُولُ الرَّجُلُ يَا لَيْتَ أَبِي كَانَ أَزْدِيًّا
وَيَا لَيْتَ أُمِّي كَانَتْ أَزْدِيَّةً
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا
حَدِيثٌ غَرِيبٌ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبیلہ ازدوں نے
زمین میں اللہ کی فوج میں لوگ انھیں بہت کرنا چاہیں
گے جب کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں چاہے گا بلکہ انھیں
رفتہ دے گا اور لوگوں پر ایک زمانہ ایسا ضرور آئے
گا جب کہ آدمی کہے گا: کاش میرے ابا جان ازدی ہوتے
کاش میری امی جان ازد قبیلے سے ہوتی۔ اسے ترمذی نے
روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

۱۵ اس لقب کی شہرت کی وجہ سے یا برائے شرف جیسے ناقۃ اللہ یا حزب خدا اور نصرت رسول کی وجہ سے لقب بعض نے کہا ازواللہ بمعنی اسد اللہ ہے کہ معرکہ میں جرات و شجاعت کے شیر تھے۔

۱۶ مرتبہ ازویان اس قدر بلند ہے کہ ہر کوئی رشک کرتے ہوئے کئے گا کاش ہم ان میں سے ہوتے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو آپ تین

قبائل کو نالپسند فرماتے تھے۔ ثقیف، بنی حنیفہ اور

بنی امیہ کو۔ اے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ

حدیث غریب ہے۔

۵۷۳۸ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ مَاتَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَكْرَهُ ثَلَاثَةَ

أَحْيَاءٍ ثَقِيفٍ وَبَنِي حَنِيفَةَ وَبَنِي أُمَيَّةَ

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا

حَدِيثٌ غَرِيبٌ

۱۷ عمران بن حصین، حصین، حاد پر پیش، صداد پر زبر خواہر صحابہ میں سے ہیں۔ خیبر کے سال حضرت ابوہریرہ

رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسلام لائے۔ تیس سال اس طرح بستر بیماری پر رہے کہ انھنے بیٹھنے کی قوت نہ تھی۔ ملائکہ

انھیں سلام کہتے۔ ایک دوست نے حالت بیماری میں دیکھا تو رو پڑے، فرمایا مت رو، میں تمھیں بتاتا ہوں

ملائکہ میری ملاقات کے لیے آتے ہیں اور سلام کہتے ہیں اور میں ان کا سلام سنتا ہوں مگر تجھے قسم دلاتا ہوں جب

تک میں زندہ ہوں کسی سے یہ راز فاش نہ کرنا۔

۱۸ ثقیف، حجاج بن یوسف مشہور ظالم اسی قبیلہ سے تھا۔

۱۹ بنو حنیفہ، سیدہ کذاب ان سے تھا۔

۲۰ بنو امیہ، عبید اللہ بن زیاد قاتل امام حسین بن علی رضی اللہ عنہم ان ہی میں سے اسی طرح کہا گیا ہے اس قاتل پر تعجب

ہے کہ اس نے یزید کا نام نہیں لیا جس نے عبید اللہ بن زیاد کو قتل کا حکم دیا تھا بلکہ جو کچھ ہوا اسی کے حکم اور

رضا سے ہوا۔ باقی بنو امیہ نے بھی اپنے اعمال میں کوتاہیاں نہیں کیں۔ یزید اور عبید اللہ کو کیا کہا جائے۔ حدیث

میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر بندر کھیل

رہے ہیں۔ اس کی تعبیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو امیہ سے فرمائی۔ دیگر بہت سی چیزیں ہیں۔ کیا کیا

بیان کیا جائے؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثقیف میں ایک

بہت جھوٹا اور ایک بہت بڑا ظالم ہے۔ عبید اللہ بن

عصمہ نے فرمایا کہا جاتا ہے کہ بہت جھوٹا تو مختار بن

ابو عبیدہ ہے اور بہت بڑا ظالم حجاج بن یوسف ہے

ہشام بن حسان نے فرمایا۔ حجاج نے جن کو باندھ کر

۵۷۳۹ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَقِيفٍ كَذَّابٌ وَمُبِيرٌ

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَصَمَةَ يُقَالُ الْكَذَّابُ

هُوَ الْمُخْتَارُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ وَ الْمُبِيرُ

هُوَ الْحَجَّاجُ بْنُ يُوسُفَ وَقَالَ هِشَامُ

بْنُ حَسَّانٍ أَحْصَوْا مَا قَتَلَ الْحَجَّاجُ

صَبْرًا قَبْلَهُ مِائَةَ أَلْفٍ وَعِشْرِينَ
أَلْفًا -

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى مُسْلِمٌ فِي
الصَّحِيحِ حِينَ قَتَلَ الْحَجَّاجُ عَبْدَ اللَّهِ
ابْنَ الزُّبَيْرِ قَالَتْ أَسْمَاءُ إِنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا
أَنَّ فِي ثَقِيفٍ كَذَّابًا وَهُبَيْرًا فَأَمَّا
الْكُذَّابُ فَرَأَيْنَاهُ وَأَمَّا الْهُبَيْرُ فَلَا
إِخْلَاقَ إِلَّا رِيَاءًا وَتَسِيحًا تَمَامُ الْحَدِيثِ
فِي الْقَصْلِ الثَّلَاثِ -

قتل کیا، لوگوں نے شمار کیا تو ان کی تعداد ایک لاکھ
بیس ہزار تک پہنچی۔

ترمذی اور مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے
کہ جب حجاج نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو شہید کیا تو
حضرت اسماءؓ نے فرمایا۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ہم سے ارشاد فرمایا تھا کہ ثقیف میں ایک بہت
جھوٹا اور ایک بہت بڑا ظالم ہے۔ پس بہت ہی جھوٹے
کو تو ہم نے دیکھ لیا۔ رہا بہت ظالم تو میرے خیال
میں وہ یہی ہے اور مکمل حدیث عنقریب تیسری فصل
میں آرہی ہے۔

۱۔ میر، میم پریش، باء کے نیچے زیر، یا اسکن
۲۔ عبداللہ بن عاصم، تابعی حجازی ثقہ ہیں۔ یہ کذاب اور میر کا تعین ہے۔

۳۔ مختار بن ابی عبیدہ، عین پریش

۴۔ ہشام بن حسان، سین مشد، ثقہ ہیں یہ بڑے بڑے ائمہ حدیث کے شاگرد ہیں مثلاً امام حسن، ابن
سیرین اور یہ امام حسن بصری کی احادیث سے سب سے زیادہ آگاہ ہیں اور بہت بڑے بزرگ تھے۔
۵۔ یہ بھی منقول ہے کہ اس کی جیل سے پچاس ہزار آدمی برآمد ہوئے اور اس کی جیل کی چھت نہیں ہوا
کرتی تھی۔

۶۔ یہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔

۷۔ یہ حجاج سے خطاب تھا۔

۸۔ حجاج کے احوال تو مشہور ہیں، ان کے ذکر کی ضرورت ہی نہیں۔ مختار بن ابی عبیدہ بن مسعود ثقفی، ان
کے والد اجل صحابہ میں سے ہیں۔ مختار کی ولادت سال ہجرت میں ہوئی اسکو بہت روایت حاصل نہیں۔ منقول ہے کہ
پہلے علم، فضل، خیر میں مشہور تھا۔ باطن اس کے خلاف ہے حتیٰ کہ عبداللہ بن زبیر سے جدا ہوا، طلبِ امارت
کی اور دنیا کی رغبت کا اظہار کیا تو اس وقت باطن کو ظاہر کیا اور بطلانِ عقیدہ کو ظاہر کیا۔ پھر اس سے کسی
ایسے کبار کا اظہار ہوا جو دین کے مخالف تھیں یہ بھی منقول ہے اس نے دعوائی نبوت اور نزولِ وحی بھی کیا
واللہ اعلم۔ ان کے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں امیر تھے۔ مختار اپنے چچا کی صحبت میں تھا اور ان کیساتھ

علہ شیخ نے یہ کیا فرمادیا ان کے والد تو بالاتفاق ثقہ تابعی ہیں۔ مولوی امیر علی مرحوم

صحیح عقیدہ اور اہل بیت کی محبت کا دم بھرتا۔ ان کے بعد اہل بیت کے ساتھ اس کی عداوت سامنے آئی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان سے اظہار محبت کیا اور یزید یوں سے بدلہ لیتے ہوئے بڑے لوگ قتل کے منقول ہی ہے کہ اس نے یہ سارا کچھ طلب دنیا اور امارت کے لیے ہی کیا حتیٰ کہ ۶۰ سالہ میں حضرت مصعب بن زبیر کی امارت کے دور میں کوفہ میں قتل ہوا۔ اہل علم اسے کذابوں میں شمار کرتے ہیں۔ اس حدیث کو جس میں کہ ثقیف سے کذاب اور مبسر یوں کے حجاج پر محمول کرتے ہیں۔

۵۴۰. وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ اَحْرَقْتَنَا نَبَالَ ثَقِيفٍ فَادْعُ اللَّهَ عَلَيْهِمْ قَالَ اللَّهُمَّ اهْدِ ثَقِيفًا (رواہ الترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! ثقیف کے تیروں نے ہمیں جلا ڈالا ہے۔ لہذا آپ اللہ تعالیٰ سے ان کے خلاف دعا کریں۔ آپ نے کہا اے اللہ ثقیف کو ہدایت فرمے۔ (ترمذی)

عبدالرزاق، ان کے والد ماجد، میناء حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے تو ایک آدمی آیا جو میرے خیال میں قیس سے تھا اور عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! حیر پر لعنت فرمائیے۔ آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا پھر وہ اس جانب سے آیا تب بھی منہ پھیر لیا پھر وہ سامنے آیا اور تب بھی منہ پھیر لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یوں گویا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ حیر پر رحم فرمائے کہ ان کے منہ سلامتی والے، ان کے ہاتھ کھالے اور وہ امن و ایمان والے ہیں اے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ اسے ہم نہیں پہچانتے مگر حدیث عبدالرزاق سے اور اس میناء سے منکر حدیثیں روایت کی جاتی ہیں۔

۵۴۱. وَعَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مِينَاءَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَجُلٌ أَحْسِبُهُ مِنْ قَيْسٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْعَرَبُ حَمِيرٌ أَمْ عَرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَهُ مِنْ الشَّقِ الْأَخِيرِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَهُ مِنْ الشَّقِ الْأَخِيرِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَهُ اللَّهُ حَمِيرٌ أَفْوَاهُهُمْ سَلَامٌ وَأَيْدِيُهُمْ طَعَامٌ وَهُمْ أَهْلٌ آمِنٌ وَإِيمَانٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَيَرْدِي عَنْ مِينَاءَ هَذَا أَحَادِيثٌ مَنَّا كَثِيرٌ

۱۔ عبدالرزاق بن ہمام، اعلام و اعیان ملت میں سے ہیں۔ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ امام احمد بن حنبل اور امام یحییٰ بن خضین دونوں ان کے تلامذہ میں سے ہیں۔

۲۔ ہمام بن نافع

۳۔ میناء، میم کے نیچے زیر۔ ضعیف تابعی ہیں اور یہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے

آزاد کردہ غلام ہیں۔

۱۷ قیس، قبیلہ کا نام ہے، قاف پر زبر یا و ساکن
۱۸ حمیراء کے نیچے زیر، میم ساکن، یمن کا مشہور قبیلہ ہے۔
۱۹ وہ صفات کے جامع ہیں، ان میں تواضع اور سخاوت ہے جو مکارم اخلاق اور لوگوں کے حقوق کی ادائیگی میں اول ہیں۔

۲۰ اگرچہ امام عبدالرزاق ثقہ اور قوی ہیں۔ مگر میناء ضعیف ہے۔

ان ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم کس قبیلے سے ہو؟ عرض گزار ہوا کہ دوس سے۔ فرمایا کہ میں گمان نہیں کرتا تھا کہ دوس میں کوئی ایک بھی ایسا ہو جس میں بھلائی ہو۔
(ترمذی)

۲۱ ۵۷۲۲ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْنُ مَا أَنْتَ قُلْتُ مِنْ دَوْسٍ قَالَ مَا كُنْتُ أُرَى أَنَّ فِي دَوْسٍ أَحَدًا فِيهِ خَيْرٌ.
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۲۲ دوس، دال پر زبر، واو ساکن، آخر میں سین

۲۳ اس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے اور دوس کی مذمت کہ اگر اس میں ابو ہریرہ نہ ہوتے تو اس میں خیر نہ ہوتی۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: مجھے عداوت نہ رکھنا ورنہ تم دین سے دور ہو جاؤ گے۔ میں عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! میں آپ کے کسی طرح عداوت رکھ سکتا ہوں جب کہ اللہ تعالیٰ نے میں آپ کے ذریعے ہدایت فرمائی ہے۔ فرمایا کہ تم نے اہل عرب سے عداوت رکھی تو مجھ سے عداوت رکھی۔ اسے ترمذی نے روایت کیا۔

۲۴ ۵۷۲۳ وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبْغِضْنِي فَتَفَارِقَ دِينَكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَبْغِضُكَ وَبِكَ هَدَانَا اللَّهُ قَالَ تُبْغِضُ الْعَرَبَ فَتُبْغِضْنِي.
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ)

۲۵ یا یہ معنی ہے کہ تم عجمیت کی وجہ سے عرب کی مخالفت کرتے ہو، کیونکہ اصلاً ان میں بکرا اور عربوں کے ساتھ سوء ادب تھا یا بعض دیہاتیوں کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس میں احتیاط کا حکم دیا تاکہ بغض پیدا ہی نہ ہو۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو اہل عرب کو

۲۶ ۵۷۲۴ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَشَّ

الْعَرَبَ لَمْ يَدْخُلْ فِي شَفَاعَتِي وَلَوْ تَنَلَهُ
مَوَدَّتِي - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا
حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ
حُصَيْنِ بْنِ عُمَرَ وَكَانَ هُوَ عِنْدَ أَهْلِ
الْحَدِيثِ بِذَلِكَ الْقَوِي

۵۴۵ عَنْ أُمِّ الْحَرِيرِ مَوْلَا تَوَاطِحَةَ بْنِ
مَالِكٍ قَالَتْ سَمِعْتُ مَوْلَايَ يَقُولُ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اقْتَرَابِ
السَّاعَةِ هَلَاكُ الْعَرَبِ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۵ اُمّ الحریہ، عام پر زبر، راء کے نیچے زیر، تابعیہ میں۔

۲۷ طلحہ بن مالک، صحابی ہیں۔

٥٢٦ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَلِكُ فِي قُرَيْشٍ
وَالْقُضَاءُ فِي الْأَنْصَارِ وَالْأَذَانُ فِي الْحَبَشَةِ
وَالْأَمَانَةُ فِي الْأَزْدِ يَعْنِي الْيَمَنَ وَفِي
رِوَايَةٍ مَوْفُوقًا
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَصَحُّ)

۱۔ اس سے مراد فقاہت ہے جیسا کہ بارہ نقباء انصار ہی سے تھے بلکہ مراد بمعنی شور و قضا ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو قضا کے لیے بھیجا تھا۔
۲۔ جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مژدن بنے۔

تیسری فصل

عبداللہ بن مطیعؓ کے والد ماجد نے فرمایا کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے روز فرماتے
ہوئے سنا کہ آج کے بعد قیامت تک کسی قریشی کو باندھ کر

الفصل الثالث

٢٣
٥٤٢٤ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُطِيعٍ عَنْ أَبِيهِ
قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ يَوْمَ الْفَتْحِ مَكَّةَ لَا يُقْتَلُ قُرَشِيٌّ

صَبْرًا بَعْدَ هَذَا الْيَوْمِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

قتل نہ کیا جائے۔

(مسلم)

۱۔ عبد اللہ بن مطیع، سادات قریش میں سے ہیں۔

۲۔ مطیع صحابی ہیں۔ ان کا نام عاصی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام مطیع رکھا۔

۳۔ بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کسی قرشی کو حبس کے ساتھ قتل نہ کیا جائے۔ بعض نے کہا کہ ان میں سے کسی کو سبب ارتداد قتل نہیں کیا جائے گا۔

۵۷۲۸ وَعَنْ أَبِي نُوَيْلٍ مُعَاوِيَةَ بْنِ مُسْلِمٍ
قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ عَلَى
عَقْبَةِ الْمَدِينَةِ قَالَ فَجَعَلْتُ قُرَيْشٌ
تَمُرُّ عَلَيْهِ وَالتَّاسُ حَتَّى مَرَّ عَلَيْهِ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خُبَيْبُ السَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا خُبَيْبُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خُبَيْبُ أَمَا وَاللَّهِ
لَقَدْ كُنْتُ أَنْهَكَ عَنْ هَذَا أَمَا وَاللَّهِ لَقَدْ
كُنْتُ أَنْهَكَ عَنْ هَذَا أَمَا وَاللَّهِ لَقَدْ كُنْتُ
أَنْهَكَ عَنْ هَذَا أَمَا وَاللَّهِ أَنْ كُنْتُ مَا
عَلِمْتُ صَوَامًا قَوَامًا وَصَوْلًا لِرَجِيحٍ أَمَا
وَاللَّهِ لَأُمَّةٌ أَنْتَ شَرُّهَا لَأُمَّةٌ سُوءُ وَفِي
رَوَايَةٍ لَأُمَّةٌ خَيْرٌ تَحْتَ نَفْدِ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ عُمَرَ فَبَلَغَ الْحَجَّاجَ مَوْقِفُ عَبْدِ اللَّهِ
وَقَوْلُهُ وَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَأَنْزَلَ عَنْ جَذْعِهِ
فَالْقِي فِي قُبُورِ الْيَهُودِ ثُمَّ أُرْسِلَ إِلَى
أُمِّهِ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ فَأَبَتْ أَنْ
تَأْتِيَهُ فَأَعَادَ عَلَيْهَا الرَّسُولُ لَتَأْتِيَنِي
أَوْ لَا بُعَثَنِّي إِلَيْكَ مَنْ يَسْحَبُكَ
بِقُرُونِكَ قَالَ فَأَبَتْ وَقَالَتْ وَاللَّهِ
لَا أَتِيكَ حَتَّى تَبْعَثَ إِلَيَّ مَنْ يَسْحَبُنِي

ابو نوفل معاویہ بن مسلم سے روایت ہے کہ میں نے
حضرت عبد اللہ بن زبیر کو مدینہ منورہ کی گھاٹی پر دیکھا
کہ قریشی اور دوسرے لوگ ان کے پاس سے گزر رہے
تھے۔ یہاں تک کہ حضرت عبد اللہ بن عمر ان کے پاس سے
گزرے اور ان کے پاس کھڑے ہو کر کہا، اے ابو خبیب
آپ پر سلام ہو اے ابو خبیب آپ پر سلام ہو، خدا کی قسم
میں آپ کو اس سے منع کیا کرتا تھا۔ خدا کی قسم میں آپ کو
اس سے منع کیا کرتا تھا، خدا کی قسم میں آپ کو اس سے
منع کیا کرتا تھا۔ حالانکہ خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ آپ
بہت زیادہ روزے رکھنے والے، قیام کرنے والے
اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ خدا کی قسم جو جماعت آپ کو
بڑا سمجھتی ہے وہ درحقیقت خود بُری ہے۔ ایک روایت
میں ہے کہ اچھے گروہ کو۔ پھر حضرت عبد اللہ بن عمر سے
گئے۔ پس حجاج کو حضرت عبد اللہ کے ٹھکانے پر گشت کو
فرمانے کی خبر پہنچی تو آدمی بھیج کر انھیں پکڑی شہر سے اتر دیا
گیا یہود کی قبروں میں ڈلوادیا۔ پھر ان کی والدہ محترمہ
حضرت اسماء بنت ابوبکر کو بلوایا تو انھوں نے آنے سے
انکار کر دیا۔ اس نے دوبارہ قاصد بھیجا کہ میرے پاس
آ جاؤ، ورنہ ایسا آدمی بھیجوں گا جو تمہیں سر کے بالوں سے
پکڑ کر لے آئے گا۔ انھوں نے انکار کیا اور فرمایا کہ خدا
کی قسم میں میرے پاس نہیں آؤں گی جب تک وہ آدمی

بِقُرُونِي قَالَ فَقَالَ ارْؤُونِي سِبْطِي
فَاَخَذَ عَلَيْهِ شَعًا اَنْطَلَقَ يَتَوَدَّفُ
حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَالَ كَيْفَ
رَأَيْتَنِي صَنَعْتُ بَعْدُ وَاللَّهِ قَالَتْ
رَأَيْتَكَ اَفْسَدْتَ عَلَيْهِ دُنْيَاكَ وَاَفْسَدَ
عَلَيْكَ اٰخِرَتَكَ بَلَّغْنِي اَنَّكَ تَقُولُ
لَهُ يَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ اَنَا وَاللَّهِ
ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ اَمَّا اَحَدُهُمَا
فَكُنْتُ بِهِ اَرْفَعُ طَعَامَ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَعَامَ اَبِي
بَكْرٍ مِنَ الدَّوَابِّ وَاَمَّا الْاٰخَرُ
فَنِطَاقُ الْمَرْأَةِ الَّتِي لَا تَسْتَغْنِي
عَنْهُ اَمَّا اِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا اَنَّ فِي ثَقِيفٍ
كَذَّابًا وَهَبِيرًا فَاَمَّا الْكَذَّابُ فَرَأَيْنَاهُ
وَاَمَّا الْهَبِيرُ فَلَا اِحَالَكَ اِلَّا اِيَّاهُ
قَالَ فَقَامَ عَنْهَا فَلَوْ يُرَاجِعُهَا
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

نہ آجائے جو مجھے سر کے بالوں سے پکڑ کر تیرے پاس
نہ لے جائے۔ اس نے کہا کہ مجھے میرے جو کھٹے دکھاؤ
پس اپنے جوتے پہنے اور اکڑا ہوا چلا۔ یہاں تک کہ ان
کے پاس پہنچ گیا کہاتم نے دیکھا کہ میں نے اللہ کے دشمن
کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا میں نے دیکھا کہ تو نے
اس کی دنیا خراب کر دی اور اس نے تیری عاقبت
برباد کر دی۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تو اس سے
ابن ذات النطاقین کہتا تھا۔ خدا کی قسم میں واقعی دو کر بندوں
والی ہوں۔ ان میں سے ایک تو وہ ہے جس کے ساتھ میں
نے جانوروں سے حفاظت کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اور حضرت ابو بکر کے لیے کھانا باندھا تھا اور
دوسرا کر بندو ہی ہے جس سے کوئی عورت بے نیاز نہیں
ہوتی۔ آگاہ رہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے
ارشاد فرمایا تھا کہ ثقیف میں ایک بہت بڑا جھوٹا اور ایک
بہت بڑا ظالم ہے۔ پس بہت بڑے جھوٹے کو تو ہم نے
دیکھ لیا لیکن بہت بڑے ظالم کے متعلق میرا خیال نہیں
تھا کہ وہ یہی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ ان سے پس
سے اٹھ کھڑا ہوا اور انھیں کوئی جواب نہ دیا۔ (مسلم)

ملہ ابو نوفل معاویہ بن مسلم، تابعی ہیں، حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں اور ان
سے حضرت شعبہ نے روایت لی ہے۔

ملہ عقبہ مکہ جو راہ مدینہ میں واقع ہے۔ اس وجہ سے اس کی نسبت مدینہ طیبہ کی طرف کر دی۔ حضرت
عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ میں تھے۔ حجاج ظالم نے انھیں شہید کر دیا اور سولی پر لٹکایا۔
ملہ ابو غیب، فاء پر پیش، باء پر زبر یا ساکنہ۔ یہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے
ملہ دعوی خلافت و لطافت کے ساتھ خروج مراد ہے۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ینبہ کی
بیعت نہ کی مکہ میں تشریف فرما رہے اور اس کی ولایت اپنے تصرف میں لے آئے۔ اس طرح ینبہ کے بعد مروان تک
اور مروان کے بعد عبد الملک تک ہوا۔ پھر عبد الملک نے حجاج کو مکہ میں ان کی طرف بھیجا۔ اس نے انھیں شہید کیا اور
ان کا سر مدینہ منورہ بھیجا اور ان کا جہر اطر سولی پر مکہ میں لٹکا دیا۔ خود ینبہ نے بھی مدینہ طیبہ کی تباہی اور وہاں کے

باشندوں کو شہید کرنے کے لیے لشکر کشی کی محنتی جس کا نام واقعہ حرہ ہے۔ وہی لشکر مکہ آیا تاکہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کرے لیکن اسی حال میں یزید دنیا سے دفع ہو گیا۔ اسی وجہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ میں نے اس معارضہ سے منع کیا تھا لیکن تم نے میرا مشورہ قبول نہ کیا۔ آخر کار معاملہ یہاں تک پہنچ گیا مقصود ابن زبیر کے حال پر تاسف اور افسوس ہے اور ظالموں کی جماعت پر ملامت و تشنیع ہے۔

۱۵ کہیں پندرہ دن تک روزہ رکھتے اور تمام راتیں شب بیداری کرتے۔

۱۶ ملہ رشتہ داروں اور مراتب داروں سے۔

۱۷ یہ دونوں طرح روایت ہے۔ امام نووی کہتے ہیں جمہور کی روایت لامۃ خیر ہے اور لامۃ سوء خطا اور تحریف ہے۔ یہ ظاہر نہیں کہ یہ تردید روایت کی حیثیت سے ہے یا درایت کی حیثیت سے۔ اگر روایت کی حیثیت سے ہے تو کلام نہیں اور درایت اور معنی کی وجہ سے ہے تو یہ پھر تعین معنی پر نہیں ہوگا جو کہ حقا سے خالی نہیں۔ پہلی عبارت کا مفہوم ادلیٰ یہ ہے کہ تم نے امت کو اثر اور اعتقاد کیا۔ یہ بدی ہے کیونکہ کسی کو اثر اور میں قرار دینا غلط ہے۔ دوسری روایت کا مفہوم یہ ہے کہ تم اس امت کو بد جانتے ہو۔ شاید یہ خبر ہو، یہ بطریق تعریف و استہزاء ہے لیکن پہلا معنی ظاہر تر ہے۔ باوجودیکہ اسے روایت کی حیثیت سے غلط قرار دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۸ جذع، جیم کے نیچے زیر، ذال، درخت کا ٹانہ

۱۹ اب وہ قبور یہود کا علاقہ معروف نہیں مگر اس دور میں تھا تو حجاج نے حکم دیا انھیں قبور یہود میں پھینک دیا جائے۔

۲۰ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا۔

۲۱ ظالم کے پاس آنے سے انکار فرما دیا۔

۲۲ جو تجھے بالوں سے گھسیٹ کر لائے گا۔

۲۳ سببیتی، سین کے نیچے زیر یا ساکن، تلو کے نیچے زیر یا مشد، رنگ شدہ چڑھ کا جوتا اور اس پر

بال نہ ہوں۔ سببیتی تشبیہ ہے اور یا مشکلم کی طرف مفاد ہے۔

۲۴ ان کے قتل سے تو روزِ خیر اور مستحقِ عذاب ہو گیا ہے۔

۲۵ یہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا لقب ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے موقع پر عطا فرمایا

تھا۔ انھوں نے اس موقع پر اپنے کمر بند (جو عرب خواتین باندھا کرتی تھیں) کے دو ٹکڑے فرمائے۔ ایک میں سفر کا کھانا باندھا اور دوسرا خود پہن لیا۔

۲۶ تاکہ کھانا نیچے زمین پر نہ گرے اور ضائع نہ ہو۔

۲۷ اس ظالم نے اسے بطور خدمت لیا حالانکہ وہ بے عقل نہیں جانتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر کی

خدمت سے بڑھ کر کیا فضیلت ہو سکتی ہے۔
 ۱۷۹ یہ اشارہ مختار بن ابی عبید کی طرف تھا
 ۱۸۰ اپنی بد باطنی کا جواب نہ دے سکا۔
 ۵۷۲۹ وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَنَا
 ۲۵ رَجُلَانِ فِي فِتْنَةٍ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَقَالَ ابْنُ
 النَّاسِ صَنَعُوا مَا تَرَى وَأَنْتَ ابْنُ
 عُمَرَ وَصَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَخْرُجَ
 فَقَالَ يَمْنَعُنِي إِنْ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيَّ
 دَمَ أَخِي الْمُسْلِمِ قَالَا أَلَا يَكْفِيكَ
 اللَّهُ تَعَالَى وَكَاتِلُوا هُمُ حَتَّى لَا تَكُونَ
 فِتْنَةً فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ قَاتَلْنَا حَتَّى
 كُنَّا تَكُونُ فِتْنَةً وَكَانَ الدِّينُ لِلَّهِ وَأَنْتُمْ
 تُرِيدُونَ أَنْ تَقَاتِلُوا حَتَّى تَكُونَ فِتْنَةً
 وَيَكُونَ الدِّينُ لِغَيْرِ اللَّهِ -
 (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن زبیر کی
 جنگوں کے دوران حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر دو آدمی عرض گزار ہوئے
 لوگوں نے جو کچھ کیا وہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ آپ
 حضرت عمر کے صاحبزادے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے صحابی ہیں آپ کو باہر نکلنے سے کیا چیز روکتی
 ہے؟ فرمایا مجھے یہ چیز روکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میرے
 مسلمان بھائی کا خون حرام فرمایا ہے۔ دونوں نے
 کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا: ان سے لڑو یہاں تک
 کہ فتنہ نہ رہے (۲: ۱۹۳) حضرت ابن عمر نے فرمایا
 کہ ہم ان سے لڑے یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور دین صرف
 اللہ کے لیے ہو گیا اور تم ان لوگوں سے لڑنا چاہتے
 ہو کہ فتنہ برپا ہو اور دین غیر اللہ کے لیے ہو جائے
 (بخاری)

۱۷۹ یہ ابن عمر کے آدابِ کرم و سلام ہیں
 ۱۸۰ امر خلافت و امارت میں اختلاف

۱۸۱ برائے امامت و خلافت اور برائے انتقام از ظالم

۱۸۲ قتل و خون سے پرہیز یعنی میرا طریق احتیاط والا ہے ورنہ لفظ ”علی“ لانے کی ضرورت نہ تھی۔

۱۸۳ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء کے ساتھ قتل کر جہاد کیا۔

۱۸۴ تمہاری جنگ دین کی اشاعت اور ترویج کے لیے نہیں بلکہ دنیا اور بادشاہی کے لیے ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
 کہ حضرت طفیل بن عمروؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ بیشک دوس
 ہلاک ہوئے، نافرمانی کی اور انکار کیا لہذا اللہ تعالیٰ سے

۵۷۳۰ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ الطُّفَيْلُ
 ابْنُ عُمَرَ وَالْأَوْسِيُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ دَوْسًا قَدْ
 هَلَكَتْ وَعَصَتْ وَأَبَتْ فَأَدْعِ اللَّهَ عَلَيْهِمْ

فَقَالَ اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَآبَ
بِهِمْ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ان کے خلاف دعا کیجیے۔ لوگوں نے گمان کیا کہ آپ
ان کے خلاف دعا فرمائیں گے لیکن کہا: اے اللہ!
دوس کو ہدایت فرما اور انھیں میرے پاس پہنچا دے
(مستحق علیہ)

۱۰ الطیف، طاء پر پیش، فاء پر زبر

۲۸ بن عمرو دوسی، دال پر زبر، مکہ میں اسلام لائے۔ صحابی ہیں پھر اپنی قوم میں چلے گئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو یہ بھی خیبر کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک خدمت میں رہے۔ ان کا لقب ذوالنور ہے کیونکہ جب انھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کی طرف دعوت کے لیے بھیجا تو انھوں نے کسی نشانی کے لیے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعادی لے لے اللہ انھیں نور عطا فرما تو ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور چمک اٹھا۔ کہتے ہیں میں ڈر گیا کوئی مجھے مشہد (بگڑا ہوا) کہے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نور میرے عصا کی طرف منتقل کر دیا وہ رات کی تاریکی میں روشن رہتا تھا پھر انھوں نے جا کر دعوت دی ان کے والد ایمان لائے مگر مال ایمان نہ لائی۔

۲۹ انھوں نے طاعت اور حکم بجا آوری سے انکار کر دیا۔

۳۰ تاکہ وہ مسلمان ہو جائیں۔

٥٤٥ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحِبُّوا الْعَرَبَ
ثَلَاثَ لَأَنِّي عَرَبِيٌّ وَالْقُرْآنُ عَرَبِيٌّ
وَكَلَامُ أَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِيٌّ
رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین باتوں کے باعث اہل عرب سے محبت رکھو۔ کیونکہ میں عربی ہوں۔ قرآن مجید عربی میں ہے اور اہل جنت کی زبان عربی ہوگی۔ روایت کیا ہے اسے بیہقی نے شعب الایمان میں۔

۱۷ یعنی عربوں کو دنیا و آخرت میں فضیلت ہے ۔

باب مناقب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

صحابی اس شخص کو کہتے ہیں جو ایمان کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپس کی وفات بھی دین اسلام پر ہوئی اگرچہ درمیان میں مرتد ہو گیا ہو، جیسے کہ اشعث بن قیس کے بارے میں کہتے ہیں یہی صحیح ترین قول ہے۔ بعض علماء نے یہ شرط لگائی ہے کہ انھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طویل محبت حاصل ہوئی ہو، آپ کی بارگاہ میں حاضری نصیب رہی ہو، آپ سے علم حاصل کیا ہو اور غزوات میں حاضری کا موقع ملا ہو، انھوں نے کم از کم چھ ماہ کی مدت مقرر کی ہے، چھ ماہ کی مدت مقرر کرنے کی کیا دلیل ہے ہمیں معلوم نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ تو واضح ہے کہ اس صحابی کو زیادہ فضیلت حاصل ہے جسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں زیادہ حاضری کا موقع ملا۔ نیز آپ کی محبت میں جہاد میں حصہ لیا بہ نسبت اس صحابی کے جسے حاضری کا زیادہ موقع نہیں ملا۔ نہ ہی کسی غزوہ میں آپ کے ہمراہ شریک ہوئے، صرف دُور سے آپ کی زیارت کی، آپ سے گفتگو کا بھی کم موقع ملا یا بچپن میں آپ کی زیارت کی۔ اگرچہ صحابی ہونے کی فضیلت سب کو حاصل ہے۔

صحابہ کرام کی فضیلت اور عدالت کے بارے میں گفتگو طویل ہے اس کا کچھ حصہ شرح لمعات میں ذکر کیا گیا ہے اہل سنت و جماعت کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے بارے میں صرف کلمہ خیر زبان پر لایا جائے ورنہ خاموشی اختیار کی جائے اور اگر کوئی بات اس کے خلاف منقول ہو (جس کی بناء پر صحابہ کرام پر اعتراض کیا جاسکے) تو اس سے چشم پوشی کرنی چاہیے اس میں سلامتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا

۱۔ اس باب سے آخر تک اشعۃ اللمعات کا ترجمہ راقم نے کیا ہے فالحمد للہ تعالیٰ علی ذلک۔ اس حصے کا آغاز ۵ ربیع الاول مطابق ۲۰ جون ۱۴۲۰ھ کو ہوا ۱۲ محمد عبدالحکیم شرف قادری

أَصْحَابِي فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ
ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا تَصِيفَهُ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

صحابہ کو گالی نہ دو۔ اگر تم میں سے ایک شخص اُحد پہاڑ
کے برابر سونا خرچ کر دے تو ان میں سے ایک کے ایک
سیر اور آدھے سیر کو نہیں پہنچے گا۔ (بخاری و مسلم)

لے نہ۔ میم پر پیش، دال مشد، یہ ایک پیمانہ ہے جو ایک رطل اور اس کے ستائی حصے پر مشتمل ہوتا ہے
(سیر)

لے یہ اس امر کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام کی فضیلت کا مطلب ثواب کی زیادتی ہے۔

۵۷۲ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَفَعَ
لِعَبْنِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ
إِلَى السَّمَاءِ دَكَانَ كَثِيرًا مَا يَدْفَعُ رَأْسَهُ
إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ النُّجُومُ أَمَنَّا لِلَّسَّمَاءِ
فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا يُوعَدُ
وَأَنَا أَمَنَّا لِأَصْحَابِي فَإِذَا ذَهَبَتْ أَنَا
أَتَى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ وَأَصْحَابِي أَمَنَّا
لِلْأُمَمِ فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَمِي
مَا يُوعَدُونَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو بردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں
کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اقدس آسمان کی
طرف اٹھایا۔ آپ بکثرت آسمان کی طرف سر مبارک اٹھایا
کرتے تھے اور فرمایا: ستارے آسمان کے لیے امن کا
سبب ہیں۔ جب ستارے چلے جائیں گے تو آسمان کو وہ
وہ کچھ آئے گا جس کا اس سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ہم
اپنے صحابہ کے لیے سبب امن ہیں۔ جب ہم چلے جائیں گے
تو ہمارے صحابہ کو وہ کچھ آئے گا جس کا ان سے وعدہ کیا
گیا ہے۔ ہمارے صحابہ ہماری امت کے لیے باعث امن
ہیں جب ہمارے صحابہ چلے جائیں گے تو ہماری امت کو
وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے (مسلم)

لے ابو بردہ، باء پر پیش، راء کون، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے، ثقہ
تابعی اور کوفہ کے قاضی تھے۔

لے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ۔

لے وحی کے انتظار میں، نیز بندی اور عالم بالا کی طرف توجہ فرماتے کے لیے۔

لے أَمَنَّا پہلے تینوں حرفوں پر زبر، مصدر ہے اس کا معنی ہے امن، جیسے اللہ تعالیٰ کے ارشاد
میں ہے إِذْ يُغَشِّيكُمُ اللَّيْلُ أَمْنًا

ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ قَرَأَ النُّجُومُ أَنْكَدَرَتْ جب سورج لپٹ
دیا جائے گا اور ستارے جھڑ جائیں گے۔

لے یعنی آسمان مچٹ جائے گا جیسے ارشاد فرمایا: إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ اور فرمایا: إِذَا
السَّمَاءُ انشَقَّتْ۔

مَنْ رَأَى أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَكُونُ الْبُعْثُ الرَّابِعُ أَتَقَالُ أَنْظُرُوا هَلْ تَرَوْنَ فِيهِمْ أَحَدًا رَأَى أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُوجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحَ لَهُ

دیتا ہے جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی زیارت کرنے والے کی زیارت کی ہو؟ پھر چوتھا شکر بھیجا جائے گا اور کما جائے گا دیکھو ان میں ہمیں ایسا شخص دکھائی دیتا ہے جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا ہو؟ چنانچہ ایک ایسا شخص پایا جائے گا تو اس کے لیے دروازہ کھول دیا جائے گا۔

۱۔ فِئَامٌ - فاء کے نیچے زیر، اس کے بعد ہمزہ اسے یاء کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے (فِئَام) مردوں کی ایک جماعت، اس کی جمع فِئُومٌ ہے، پہلے دونوں حرفوں پر پیش، جیسے کتاب کی جمع کتب ہے۔ بعض علماء نے فاء پر زبر بیان کی ہے۔ (فِئُومٌ) ۲۔ اس جماعت سے پوچھا جائے گا۔

۳۔ پس وہ قلعہ، حصار اور شہر کھول دیا جائے گا دشمن بند ہوگا۔ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی برکت و شوکت کے طفیل فتح و نصرت حاصل ہو جائے گی۔ ۴۔ یعنی کوئی تابعی ہے؟

۵۔ یعنی تبع تابعین میں سے ہو؟

۶۔ اس حدیث میں قرون ثلاثہ (صحابہ، تابعین، تبع تابعین) کی فضیلت اور شرافت بیان کی گئی ہے جیسے کہ آئندہ حدیث میں بھی اس کی تصریح آئے گی۔

۷۔ بَعْثٌ باء پر زبر اور عین ساکن، عین پر زبر بھی آئی ہے وہ لشکر جو کسی جگہ بھیجا جائے اس کی جمع بعوث ہے۔

۸۔ اس جگہ فیکم کان خطاب کے ساتھ ہے جبکہ دوسرے تمام جگہوں میں فہم ہے۔

۹۔ اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تابعین میں صحابہ کرام کی زیارت کافی ہے جیسے کہ صحابہ کرام میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت معتبر ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ صحابی ہونے کے لیے صرف زیارت کافی ہے لیکن تابعی ہونے کے لیے صحبت اور ملازمت ہونی چاہیے جیسے کہ پہلی روایت میں آیا ہے تاہم پہلی روایت کا مطلب زیارت یا صحبت ہو سکتا ہے۔

۱۰۔ اس جگہ فَيَقُولُونَ نَعَمْ مذکور نہیں ہے، مَنْ رَأَى پر اکتفا کیا گیا ہے (اشعۃ اللمعات میں اس جگہ فَيُوجَدُ بھی نہیں ہے ۱۱۔ قاری۔

۱۲۔ اس جگہ فَيُفْتَحُ لَكُمْ کا بھی ذکر نہیں ہے۔

ﷺ گویا یہ جسد کہ قلعہ کھول دیا جائے گا پہلے جبوں سے بھی متعلق ہے۔ اس حدیث میں چار مرتبہ ذکر کیا گیا ہے۔ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور اتباع کے تابعین۔ بخاری شریف کی ایک روایت میں حدیث خیر القرون میں چار مرتبہ واقع ہوا ہے۔

۵۵۵۵ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي تَحَا الَّذِينَ يَكُونُ نَهْمُهُمْ تَحَا الَّذِينَ يَكُونُ نَهْمُهُمْ تَحَا إِنْ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُونَ وَلَا يَسْتَشْهَدُونَ وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ وَيَنْذِرُونَ وَلَا يَفُونَ وَيُظْهَرُ فِيهِمُ السَّمَنُ وَفِي رَوَايَةٍ وَيَحْلِفُونَ وَلَا يَسْتَحْلِفُونَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

وَفِي رَوَايَةٍ تَمْسِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَخْلِفُ قَوْمٌ يُحِبُّونَ السَّمَانَةَ -

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہماری بہترین اُمت ہمارے صحابہ ہیں پھر وہ لوگ بہترین ہیں جو ان کے ساتھ متصل ہیں۔ پھر وہ جو ان کے ساتھ متصل ہیں۔ پھر ان کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی گئی ہوگی۔ وہ خیانت کریں گے اور ان پر اعتماد نہیں کیا جائے گا۔ وہ نذرمانیں گے اور اسے پورا نہیں کریں گے اور ان میں موٹا پا ظاہر ہوگا۔ یہ ایک روایت میں ہے کہ وہ قسم کھائیں گے حالانکہ ان سے قسم طلب نہیں کی جائے گی (بخاری و مسلم) امام مسلم کی ایک روایت میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو موٹا پے کو محبوب رکھیں گے۔

۱۷ یعنی تابعین۔

۱۸ یعنی تبع تابعین۔ یاد رہے کہ ایک زمانے کے لوگوں کی وہ جماعت ہے جو کسی امر میں قریب اور متصل ہوں۔ ظاہر ہے کہ اس میں زمانے کی معین تعداد معتبر نہیں ہے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرن یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ایک سو دس سال تک باقی تھے۔ تابعین کا قرن ایک سو ستر سال تک باقی تھا، اور تبع تابعین کا قرن اس وقت سے دو سو ساٹھ ہجری تک باقی تھا۔ اس وقت بدعتیں پیدا ہوئیں اور عجیب و غریب چیزیں ظاہر ہوئیں۔ فلاسفہ نے سراٹھایا، معتزلہ نے اپنی زبانیں کھولیں۔ اہل علم کو قرآن پاک کے مخلوق ہونے کا قائل کرنے کے لیے امتحان و آزمائش میں ڈال گیا، احوال متغیر ہو گئے۔ اختلافات بہت پھیل گئے۔ احکام سنت پر عمل کم ہو گیا۔ اس طرح مجر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی صداقت ظاہر ہوئی۔

۱۹ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلب کرنے سے پہلے گواہی دینا مذموم (بڑا کام) ہے۔ اس جگہ یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ بہترین گواہ وہ ہے کہ وہ گواہی طلب کیے جانے سے پہلے گواہی دے۔ ان دونوں حدیثوں میں تطبیق یہ ہے کہ مذمت اس جگہ ہے جہاں ایک شخص کا گواہ ہونا معلوم ہو

ایسی جگہ طلب کرنے سے پہلے گواہی دینا بیکار ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اس شخص کا اپنا کوئی مطلب ہے جس کی بناء پر مطالبے کے بغیر گواہی دے رہا ہے۔ اور تعریف اس جگہ ہے جہاں اس شخص کا گواہ ہونا معلوم نہیں ہے، یہ شخص اطلاع دیتا ہے کہ میں بھی گواہ ہوں تاکہ جب گواہی طلب کی جائے تو قاضی کے سامنے گواہی دے سکے۔

یاد دوسری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وہ مطالبے کے بعد گواہی دینے اور حاضر ہونے میں جلدی کرتا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ جو ادوہ شخص ہے جو سوال سے پہلے دے (یعنی سوال کے بعد بخشش اور عطا میں دیر نہ کرے) یا مذمت اس صورت میں ہے کہ کوئی شخص گواہی کے قابل نہیں ہے یا جھوٹی گواہی دیتا ہے،۔ یا مذمت بندوں کے حقوق میں اور تعریف اللہ تعالیٰ کے حقوق میں ہے۔ یہ بھی اس وقت ہے جب پردہ داری اور مخفی رکھنے میں مصلحت نہ ہو۔ بعض علماء نے کہا کہ اس جگہ شہادت سے مراد قسم ہے یعنی لوگ جھوٹی قسمیں کھائیں گے۔ اس سے پہلے کہ انھیں قسم دی جائے اور ان سے قسم کا مطالبہ کیا جائے جیسے کہ ایک دوسری روایت میں ہے۔

۱۷۔ مطلب یہ ہے کہ ان کی خیانت ایسی ظاہر اور واضح ہوگی کہ وہ بالکل امانت کے قابل نہیں رہیں گے، اگر کبھی کبھار اچانک واقع ہو جائے تو اس کا اعتبار نہیں ہے۔

۱۸۔ السمن۔ سین کے نیچے زیر، میم پر زبر۔ یعنی ان میں زیادہ کھانے پینے اور عیش و عشرت کی وجہ سے موٹا یا ظاہر ہوگا۔ پیدائشی اور طبعی موٹاپا مراد نہیں ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ احوال میں فرہی اور موٹاپا مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے کمال اور فضیلت کا دعویٰ کریں گے جو ان میں نہیں ہے (مثلاً علم و فضل، تقویٰ و طہارت اور ولایت کا دعویٰ کریں گے جبکہ ان امور سے عاری ہوں گے) اہل علم یہ بھی فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ مال جمع کریں گے، دین سے غفلت برتن گے اور خوب کھائیں پئیں گے۔

۱۹۔ السمانۃ، سین پر زبر، بعض روایات میں آیا ہے کہ ان میں سے ایک کی گواہی قسم سے سبقت کرے گی اور قسم گواہی سے سبقت کرے گی۔ مطلب یہ ہے کہ وہ جھوٹی گواہی اور جھوٹی قسم میں دلچسپی لیں گے اور دین کی کیم پروا کریں گے چنانچہ کبھی شہادت کا لفظ استعمال کریں گے اور کبھی قسم کا۔

الفصل الثانی

دوسری فصل

۵۷۶ عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْرَمُ مَا أَصْحَابِي فَإِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ تَحَوُّ الَّذِينَ يَكُونُ نَهْمُهُمْ تَحَوُّ الَّذِينَ يَكُونُ نَهْمُهُمْ تَكْذِبُ حَتَّى أَنْ الرَّحْلَ كَيَحْلِفَ وَلَا يُسْتَحْلَفُ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے صحابہ کی عزت کرو کہ وہ تمہارے نیک ترین لوگ ہیں۔ پھر وہ جو ان کے ساتھ متصل ہیں پھر وہ جو ان کے ساتھ متصل ہیں۔ پھر جھوٹ ظاہر ہوگا یہاں تک کہ ایک شخص

وَيَشْهَدُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ إِلَّا مَنْ سَرَّهُ
لِحُبُوحَةِ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزِمِ الْجَمَاعَةَ
فَاتَّ الشَّيْطَانُ مَعَ الْفَزْدِ وَهُوَ مِنَ
الْإِثْنَيْنِ أَبْعَدُ وَلَا يَخْلُوتُ رَجُلٌ
بِمُرَاةٍ فَاتَّ الشَّيْطَانُ ثَالِثَهُمْ وَمَنْ
سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ
فَهُوَ مُؤْمِنٌ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ
صَحِيحٌ وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ إِلَّا
إِبْرَاهِيمَ بْنَ الْحَسَنِ الْخُثْعِيِّ لَوْ
يُخْرِجُ عَنْهُ الشَّيْخَانِ وَهُوَ ثَقٌّ
ثَبَتٌ -

قسم کھانے کا حالانکہ اس سے قسم طلب نہیں کی جائے
گی اور گواہی دے گا حالانکہ اس سے گواہی طلب نہیں
کی جائے گی لہٰذا سنو جسے جنت کا درمیانہ حصہ پہنچ
ہے وہ مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑے۔ کیونکہ تنہا
آدمی کے ساتھ شیطان ہے اور وہ دو سے دور ہے
اور کوئی شخص کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں ملاقات
نہ کرے کیونکہ شیطان ان کا تیسرا ساتھی ہو گا۔ اور
جس شخص کو اپنی نیکی اچھی لگے اور اپنی برائی غمگین کرے
وہ مومن ہے۔ اس حدیث کو امام نسائی نے روایت
کیا۔ اس کی سند صحیح ہے اور اس کے راوی حدیث
صحیح کے راوی ہیں۔ البتہ ایک راوی ابراہیم بن حسن
خثعمی ہیں جن سے امام بخاری اور مسلم نے حدیث
روایت نہیں کی۔ تاہم وہ ثقہ اور مستند ہیں۔

۱۔ اس طرح کیوں نہ ہو؟ جب کہ وہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور ملازمانِ بارگاہ ہیں۔ وقتاً
وقتاً حاضر ہونے والے اور آپ سے علم و عمل اور حال کی تربیت پانے والے ہیں اور اگر انھیں زیادہ ملازمت اور
صحبت حاصل نہیں ہوئی تاہم وہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالِ انور اور چہرہ اقدس کی زیارت کرنے
والے تو ہیں۔ شیخ ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک دفعہ دیدار
سے وہ کچھ حاصل ہوتا ہے اور وہ عقد سے حل ہوتے ہیں جو چٹوں اور تنہائی کی عبادتوں سے حل نہیں ہوتے، پھر
آنکھوں کے دیکھنے سے ایمان اور مشاہدہ پر مبنی جو یقین انھیں حاصل ہوتا ہے اس میں کسی دوسرے کی شرکت
نہیں ہے (امام ربانی مجتہد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نگاہِ لطف
عنایت صحابہ کرام کو ولایت کبریٰ کے مقام پر فائز کر دیتی تھی ۱۲ قادری)

۲۔ یہ تین گروہ امت مسلمہ کے افضل ترین اور ملتِ اسلامیہ کے سردار ہیں اس زمانے اور اس زمانے کے
لوگوں میں صداقت، دیانت اور عفت و امانت ہے۔ اس دور کے جو ستور الحال لوگ ہیں ان پر بھی عدالت کا حکم
لگایا گیا ہے۔ ہاں نادر طور پر ایسے لوگ ہوں گے جو عدالت سے خالی ہوں گے کیونکہ وہ معصوم نہیں ہیں۔ لیکن
بعد والے لوگوں میں معاملہ برعکس ہو گیا (فسق اور جھوٹ عام ہو گیا لہٰذا مستور غیر معتبر یا ۱۲ قادری)۔ جیسے کہ
حدیث شریف کے اگلے حصے میں ارشاد فرمایا۔

۳۔ پھر دین و دنیا میں جھوٹ اور خیانت ظاہر ہوگی۔ یہ اشارہ ہے بدعات اور نفسانی خواہشات کے

ظاہر اور عام ہونے کی طرف، اگرچہ ان امور میں سے بعض مثلاً قدیریہ، معتزلہ اور مرجئہ فرقے ان تین ادوار کے آخر میں پیدا ہوئے لیکن ان کا ظہور اور ان کی اشاعت ان کے بعد ہوئی۔
 کہ یہ اشارہ ہے دین داری اور احتیاط کے چھوڑ دینے کی طرف۔

۵۷ یعنی جو شخص چاہتا ہے کہ اسے جنت کا درمیانہ درجہ ملے جو جنت کا بہترین حصہ ہے۔ بِجُودِ اللہ اور دوسری باء پر پیش، پہلی حاء ساکن، گھر کا درمیانہ حصہ۔ فَلْيَلْزِمِ الْجَمَاعَةَ اسے چاہیے کہ مسلمانوں کی جماعت اور تینوں ادوار کے سوا اعظم کو لازم پکڑے اور ان کی پیروی کرے فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْفَقْدِ اس لیے کہ تحقیق شیطان تنہا کے ساتھ ہے۔ قَدْ فَاوَزَ زَبْرَ لَقَطٍ وَالْأَذَالَ مَشْدُ، تنہا اور یگانہ، مراد وہ شخص ہے جو اپنی رائے پر عمل کرتا ہے اور جماعت کی پیروی نہیں کرتا وَهُوَ مِنَ الْإِثْنَيْنِ الْآبَعْدُ اور شیطان ایک آدمی کی نسبت دوسے زیادہ دور ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص سے بھی کبھی دور ہو جائے لیکن دوسے زیادہ دور ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس جگہ البعد، بعید کے معنی میں ہو (اب مطلب یہ ہوگا کہ شیطان دوسے دور ہوتا ہے ایک سے نہیں)۔

۵۸ ایک مرد، دوسری عورت اور تیسرا شیطان

۵۹ یعنی ایمان کے صحیح ہونے اور اس کے کمال کی علامت یہ ہے کہ نیکی کرنے سے خوش ہو اور اگر اسے برائی صادر ہو جائے تو غمگین ہو جائے۔ اہل علم کہتے ہیں کہ یہ دل کے زندہ ہونے کی علامت ہے۔

۶۰ رَوَاكُ کے بعد شکوۃ شریف میں جگہ خالی ہے۔ حاشیہ میں نسائی شریف کا حوالہ دیا گیا ہے

۶۱ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَسُّ النَّارَ مُسْلِمًا رَأَيْتُ مَنْ رَأَى رَوَاكُ التَّوْمِيذِي

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس مسلمان کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے ہماری زیارت کی اور جس نے ہماری زیارت کرنے والے (صحابی) کی زیارت کی (ترمذی)

۶۲ یعنی اس کے ساتھ اس کی وفات اسلام پر ہوئی ہو۔ اس حدیث نے اس بشارت کو بالاتفاق صحابہ اور تابعین کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ یہ بشارت ان دس حضرات کے ساتھ مخصوص نہیں ہے جنہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے اور ان کے علاوہ ان حضرات کے ساتھ بھی خاص نہیں ہے جنہیں بشارت ملی ہے بلکہ تمام مسلمانوں اور مومنوں کو شامل ہے (جو صحابی ہیں یا تابعی)۔ لیکن صحابی اور تابعی وہ ہے جس کی وفات اسلام پر ہوئی ہو یہ خبر حضرت مخیر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر اور بشارت کے بغیر معلوم نہیں ہو سکتی۔ اسی لیے وہ جماعت مخصوص ہوئی ہے جسے مبشرہ کہتے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ ایمان پر موت کی بشارت ہو جس طرح علماء نے حدیث شریف "مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ" میں فرمایا ہے۔

۵۷۸ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ فِي أَصْحَابِي اللَّهُ فِي أَصْحَابِي اللَّهُ فِي أَصْحَابِي لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَمًا مَن بَعْدِي فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبُحِبِّي أَوَّاهَهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبُغِضِي أَلْغَضَهُمْ وَمَنْ أَذَاهُمْ فَقَدْ أَذَانِي وَمَنْ أَذَانِي فَقَدْ أَذَى اللَّهِ وَمَنْ أَذَى اللَّهِ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ -
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، تین دفعہ فرمایا۔ ہمارے بعد انھیں نشانہ نہ بنالینا پس جو شخص انھیں محبوب رکھتا ہے وہ ہماری محبت کی بناء پر ان سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے دشمنی رکھتا ہے وہ ہماری دشمنی کے سبب ان سے دشمنی رکھتا ہے۔ اور جس نے انھیں ایذا دی اس نے ہمیں ایذا دی اور جس نے ہمیں ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے گرفت میں لے لے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

۱۔ عبداللہ بن مغفل میم پر پیش ، نقطہ والی غین پر زبر ، فاعل مشد پر زبر صحابی ہیں ۔ جو بیعت رضوان میں شریک ہوئے ۔

۲۔ تاکید اور مبالغہ کے طور پر تین دفعہ فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارے میں اور انھیں تعظیم و توقیر کے بغیر یاد نہ کرو اور ہمارے ساتھ ان کی صحبت کا حق ادا کرو ۔
۳۔ ان پر گالیوں اور عیب لگانے کے تیر نہ برساؤ ۔
۴۔ یعنی ان کی محبت کو ہماری محبت اور ان کی دشمنی کو ہماری دشمنی لازم ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس دشمنی سے محفوظ رکھے ۔ علماء فرماتے ہیں کہ محبت کے صحیح ہونے کی علامت اور دوستی کا نشان یہ ہے کہ محبت محبوب کے واسطے سے اس کے متعلقین تک پہنچتی ہے ۔ پس اللہ تعالیٰ کی محبت کی نشانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی نشانی آپ کی آل پاک اور صحابہ کرام کی محبت ہے ۔

۵۔ اور اسے عذاب دے ۔

۵۷۹ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ أَصْحَابِي فِي أُمَّتِي كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ لَا يَصْلَحُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہماری امت میں ہمارے صحابہ کی مثال ایسے ہے جیسے کھانے میں

الطَّعَامُ إِلَّا بِالْمِلْحِ قَالَ الْحَسَنُ فَقَدْ
ذَهَبَ مِلْحُنَا فَكَيْفَ نَصْلَحُ
(رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ)

نمک، طعام نمک کے بغیر درست نہیں ہوتا۔ حضرت
حسن بصری نے فرمایا: ہمارا نمک چلا گیا تو ہم کس
طرح درست ہو سکتے ہیں؟ (شرح السنۃ)

۱۷ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث شریف سن کر مذکورہ کلمات ارشاد فرمائے۔ بعض صحابہ کرام
کے رحلت فرما جانے پر انھوں نے اظہارِ افسوس کیا۔ حالانکہ ان کے زمانے میں بعض صحابہ کرام موجود تھے۔ حضرت
حسن بصری کی وفات سن ایک سو دس ہجری میں ہوئی۔

۵۷۶۰ ۹ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرِيدَةَ عَنْ أَبِيهِ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِي يَمُوتُ
بَارِضٍ إِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَخُورًا لَهُمْ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ - (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ
هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہما
اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا کوئی صحابی کسی زمین
میں فوت نہیں ہوگا مگر یہ کہ قیامت کے دن اس علاقے
کے لوگوں کے لیے قائد اور فوربنا کر اٹھایا جائے گا۔
ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے

۱۷ حضرت بریدہ اسلمی مرو کے قاضی اور وہاں کے عالم تھے۔ مشہور تابعی تھے، ان کے والد حضرت بریدہ
مشہور صحابی ہیں۔

ذکر حدیث ابن مسعود حضرت ابن مسعود کی حدیث جس کی ابتداء میں ہے لَا يَبْلُغُنِي أَحَدٌ - فِي بَابِ
حِفْظِ اللِّسَانِ زَبَانِ کی حفاظت کے باب میں ذکر کی گئی ہے۔ جس میں صحابہ کرام کا ذکر ہے۔ معانیج میں وہ حدیث
اس جگہ ذکر کی گئی ہے۔ حضرت مصنف نے اس جگہ اس حدیث کا ذکر مناسب سمجھا (خط کشیدہ عربی عبارت ہمارے
پیش نظر مشکوٰۃ شریف کے نسخہ میں نہیں ہے ۱۲ قادری۔)

الفصل الثالث

تیسری فصل

۵۷۶۱ ۱۱ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَايْتُمُ الَّذِينَ
يُسُبُّونَ أَصْحَابِي فَقُولُوا لَعْنَةُ اللَّهِ
عَلَى شَرِّكُمْ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب
تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہمارے صحابہ کو گالیاں دیتے
ہیں تو کہو: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو تمھارے شر پر
(ترمذی)

۱۷ اللہ تعالیٰ کی لعنت اور اس کی رحمت سے دُوری ہو تمھارے اس بُرے فعل پر۔ اس حدیث
شریف میں اشارہ ہے کہ اگر فعل پر لعنت بھیجیں نہ کہ ذات پر تو یہ احتیاط کے قریب ہوگا۔

۵۷۶۲ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَطَّابٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَأَلْتُ رَبِّي عَنْ اخْتِلَافِ أَصْحَابِي مِنْ بَعْدِي فَأَوْحَى إِلَيَّ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ أَصْحَابَكَ عِنْدِي بِمِزْكَةِ النُّجُومِ فِي السَّمَاءِ بَعْضُهَا أَقْوَى مِنْ بَعْضٍ وَكُلُّي نَوْرٌ فَمَنْ أَخَذَ بِشَيْءٍ مِمَّا هُوَ عَلَيْهِ مِنْ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِي عَلَى هُدًى قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ فَبَابَهُمْ اقْتَدَيْتُمْ إِهْتَدَيْتُمْ -

(رواہ رزین)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے رب سے اپنے صحابہ کے اختلاف کے بارے میں پوچھا جو میرے بعد ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے میری طرف رخ بھیجی کہ اے محمد! آپ کے صحابہ سیری بارگاہ میں ایسے ہیں جیسے آسمان میں ستارے۔ ان میں سے بعض نور میں بعض سے زیادہ قوی ہیں اور ہر ایک کے۔ یہ ایک نور ہے پس جس نے علم و دل میں کسی چیز کو یا جس پر دل اپنے اختلاف کے بارہوں میں تودہ ہدایت پہنچے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں پس تم ان میں سے جس کی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے (رزین)

۱۔ یعنی علم فقہ کے مسائل میں جو ان کا اختلاف ہے۔

۲۔ جیسے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔ جیسے کہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: وَكُلُّي نَوْرٌ اور ہر ایک کے لیے ایک نور ہے پس ہدایت اس علم اور فقہاء کے مطابق ہے جو اس شخص کے پاس ہے اگرچہ اس کے مراتب مختلف ہیں۔ اس امر سے کوئی صحابی خالی نہیں ہے ہر ایک کے پاس دین و شریعت کا علم ہے۔ اگر بعض مقامات میں ازراہ بشریت ان سے خطا سرزد ہوگئی ہو اور وہ راہِ صواب پر گامزن نہ رہ سکے ہوں مثلاً چونکہ وہ معصوم نہیں ہیں اس لیے انھوں نے امام برحق کی مخالفت کی ہو تو اس خاص مسئلے میں ان کی اقتداء درست نہیں ہوگی اور ہدایت میر نہیں ہوگی۔ یہ سستی ہے اور بحث سے خارج ہے خوب اچھی طرح یہ مسئلہ سمجھ لیجیے، اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔



باب مناقب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب میں بہت سی صحیح حسن اور ضعیف حدیثیں وارد ہوئی ہیں بعض محدثین نے ان میں سے بعض کو موضوع قرار دیا ہے۔ ان میں سے چند حدیثیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ اِنَّ اللّٰهَ يَتَجَلَّىٰ لِلنَّاسِ عَامَّةً وَّ لِابْنِ بَكْرٍ خَاصَّةً

اللہ تعالیٰ لوگوں پر عام تجلی فرمائے گا اور ابوبکر کے لیے خاص

۲۔ مَا صَبَّ اللّٰهُ فِيْ صَدْرِىْ شَيْئًا اِلَّا وَصَبَبْتُهُ فِيْ مَدْرٍ اَبِى بَكْرٍ

اللہ تعالیٰ نے جو حقائق و معارف میرے سینے میں ڈالے ہیں وہ ابوبکر کے سینے میں ڈال دیئے۔

۳۔ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ اِذَا اشْتَاكَ اِلَى الْجَنَّةِ قَبْلَ شَيْبَةِ اَبِى بَكْرٍ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کا شوق ہوتا تو ابوبکر کے بڑھاپے کے بالوں کو چومتے تھے۔

۴۔ اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا اخْتَارَ الْاَرْوَاحَ اخْتَارَ رُوْحَ اَبِى بَكْرٍ

بے شک جب اللہ تعالیٰ نے روحوں کو منتخب فرمایا تو ابوبکر کی روح کو منتخب فرمایا۔

اسی طرح شیخ عبدالہدین شیرازی نے سفر السعادت میں بیان کیا ہے اور فرمایا کہ اس کا بطلان ہدایت عقل سے معلوم ہے (انتہی) شاید کہ یہ اکیس لیے ہو کہ اس سے حضرت ابوبکر کی فضیلت تمام مخلوق انبیاء علیہم السلام اور ان کے ماسواہ پہلازم آتی ہے۔ اسی طرح ان کی مساوات حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لازم آتی ہے، نیز وہ کچھ لازم آتا ہے جو عقل اور عادت کے دائرے سے خارج ہے۔ مخفی نہ رہے کہ اگر یہ احادیث صحیح ہوں تو تاویل کا دروازہ بند نہیں ہے۔

حدیث شریف اِنَّ اللّٰهَ يَتَجَلَّىٰ لِلنَّاسِ کو تنزیہ الشریعہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ اسے خطیب، ابولعیم اور ابن جہان نے ضعیف روایتوں میں بیان کیا ہے۔ ذہبی نے اسے موضوع قرار دیا، بعض نے اسے حسن قرار دیا، حاکم اسے مستدرک میں لائے۔ امام غزالی، احياء العلوم میں بھی لائے ہیں۔ واللہ اعلم۔



الفصل الاول

پہلی فصل

۵۷۲ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ مِنْ أَمَنِ النَّاسِ عَلَىٰ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ وَعِنْدَ الْبُخَارِيِّ أَبِي بَكْرٍ رَوَيْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَا تَخَذُتُ أَبِي بَكْرٍ خَلِيلًا وَلَكِنَّ أَخُوهُ الْإِسْلَامُ وَمُودَتُهُ لَا تُبْقِيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةً إِلَّا خَوْخَةً أَبِي بَكْرٍ وَفِي رِوَايَةٍ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا غَيْرَ رَبِّي لَا تَخَذُتُ أَبِي بَكْرٍ خَلِيلًا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک سب لوگوں سے زیادہ ہم پر خسر چ کر نے والے اپنی صحبت اور مال میں ابوبکر ہیں۔ امام بخاری کی روایت میں ابوبکرؓ ہے۔ اگر میں کسی کو خالص جانی دوست بناتا تو ابوبکر کو ایسا دوست بناتا لیکن وہ اخوت اور محبت باقی ہے جو اسلام کی بناء پر ہے۔ مسجد میں کوئی کھڑکی سوائے ابوبکر کی کھڑکی کے نہیں چھوڑی جائے گی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔ (صحیحین)

الف کے ساتھ ادنیٰ نحو کے قاعدے کے زیادہ مطابق اور زیادہ ظاہر ہے۔ ابوبکر واؤ کے ساتھ بھی جائز ہے۔ اس کی توجیہ شرح (لمعات) میں بیان کی گئی ہے۔
 ۱۔ خلیل مشتق ہے غلت سے، خاء پر پیش، اس کا معنی ہے وہ محبت و صداقت جو محبت کے دل کے باطن میں اس طرح اتر جائے کہ محبوب، محبت کے راز سے آگاہ ہو جائے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر میرے لیے جائز ہونا نہ مخلوق میں سے ایسا دوست اختیار کروں جس کی محبت میرے دل میں سرایت کر جائے اور وہ میرے راز سے آگاہ ہو جائے تو ابوبکر کو ایسا دوست بنانا کہ وہ اس صفت کے قابل ہیں لیکن میرا ایسا محبوب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔
 ۲۔ مخلوق سے میری محبت وہ ہے جو میرے دل کے ظاہر پر ہے اور میرے راز پر صرف وہ ہی آگاہ ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خلیل ماخوذ ہو غلت، خاء پر زبر کے ساتھ جس کا معنی حاجت ہے۔ اب مطلب یہ ہوگا کہ اگر میں کوئی ایسا دوست بنانا جس کی طرف میں اپنی حاجتوں میں رجوع کرتا اور اپنے مقاصد میں اس پر اعتماد کرتا تو ابوبکر کو ایسا دوست بنانا لیکن میرا تمام امور میں اعتماد اور ہر حال میں میرا رجوع اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور وہی میرا ملجاء و ماویٰ ہے۔ یہ مطلب حدیث شریف کی روش کے زیادہ مناسب ہے۔ لیکن شارحین نے فرمایا کہ پہلا معنی زیادہ مناسب و موزوں ہے۔ فافہم۔

۳۔ خَوْخَةً نقطے والی خاء پھر واؤ اس کے بعد پھر نقطے والی خاء۔ وہ تنگاف (کھڑکی) جو دیوار میں چھوڑا جاتا ہے تاکہ گھر میں روشنی آئے مسجد شریف سے متصل گھروں کی کھڑکیاں مسجد کی طرف تھیں۔ جن سے گزرتے گھر کے کھڑکیاں

مسجد میں آیا کرتے تھے یا مسجد کی طرف دیکھ لیتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں یا نہیں؟ لہذا ازراہ اعزاز و تکریم ارشاد فرمایا۔ ابوبکر کے علاوہ سب کی کھڑکیاں بند کر دی جائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ کے آخر میں ارشاد فرمایا، ہمارے فرماتے ہیں کہ اس میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ ہے اور دوسروں کی گفتگو کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔ جب بعض صحابہ کرام نے اس بارے میں گفتگو کی تو ارشاد فرمایا یہ کام ہم نے از خود نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے درخواست کی کہ مجھے گھر کی دیوار میں کھڑکی رکھنے کی اجازت دی جائے تاکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائیں تو آپ کی زیارت کر لیا کروں۔ فرمایا سوئی کے سوراخ جتنا راستہ بھی رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔

۴۷ حافظ ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں۔ اس باب میں متعدد سندوں سے احادیث مروی ہیں جو بظاہر ایک دوسری کے خلاف ہیں۔ ایک تو یہ حدیث ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں وارد ہے۔ دوسری حدیث حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ مسجد کے جانب کھلنے والے دروازوں کو بند کر دیا جائے۔ اس حدیث کو امام احمد اور امام نسائی نے روایت کیا اور اس کی سند قوی ہے۔ امام طبرانی معجم اوسط میں ثقہ راویوں کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے جمع ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے صحابہ کرام کے دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا ہے اور حضرت علی مرتضیٰ کے دروازے آپ نے کھول دیئے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے بند کیا ہے اور نہ کھولا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے بند کیا ہے اور کھولا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے علی مرتضیٰ کے دروازے کے علاوہ دوسرے دروازے بند کر دوں۔ اسی طرح امام احمد اور امام نسائی نے ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔

شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک حدیث حجت بننے کے قابل ہے خصوصاً جب کہ بعض روایات کو بعض سے قوت اور تائید حاصل ہوئی ہے۔ ابن جوزی نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں وارد ہونے والی اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے اور اس کی بعض سندوں پر کلام نہیں کیا۔ اس لیے کہ یہ حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث صحیحہ کے مخالف ہے انھوں نے یہ بھی کہا کہ ان احادیث کے مقابل رافضیوں نے یہ حدیث وضع کی ہے۔ شیخ ابن حجر عسقلانی نے ابن جوزی پر رد کیا ہے اور فرمایا کہ انھوں نے محض اس وہم کی بناء پر اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے کہ یہ حدیث حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں وارد ہونے والی حدیث کے معارض ہے۔ علامہ عسقلانی نے فرمایا کہ حضرت علی مرتضیٰ کی حدیث کثیر سندوں سے مروی ہے۔ ان میں سے بعض صحت کی حد کو پہنچی ہوئی ہیں اور بعض حسن ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث میں تطبیق یہ ہے کہ

جب مسجد نبوی کی تعمیر کی گئی تو ابتدا میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ تمام دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ایک دروازہ مسجد کی جانب تھا جس سے ان کی آمد و رفت رہتی تھی۔ یہ حدیث درجہ صحت کو پہنچی ہوئی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ہمارے اور تمہارے علاوہ کوئی شخص حالت جنابت میں اس مسجد میں نہ آئے جب کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے علاوہ تمام کھڑکیوں کے بند کرنے کا حکم آخر میں تھا اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کے دو تین دن باقی تھے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کے دروازے کے علاوہ دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا تو حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب حاضر ہوئے۔ حکم کی تعمیل میں ان سے کسی قدر توقف ظاہر ہوا، ان کی دونوں آنکھوں میں تکلیف تھی اور پانی جاری تھا انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اپنے چچا کو باہر نکال دیا اور چچا کے بیٹے کو اندر لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا! ہمیں اس کا حکم دیا گیا ہے اور اس میں ہمارا اختیار نہیں ہے۔ اس واقعہ میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ذکر سے معلوم ہو گیا کہ یہ واقعہ پہلے کا تھا، کیونکہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ جنگ احد میں شہید ہو گئے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا، اور فرمایا: حضرت رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ ایک پاکیزہ مسجد تعمیر کریں جس میں آپ، حضرت ہارون علیہ السلام اور ان کے دو صاحبزادے شبترا اور شبتیر کے علاوہ کوئی رہائش اختیار نہ کرے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف وحی نازل فرمائی کہ ہم پاک صاف مسجد تعمیر کریں جس میں ہمارے علی مرتضیٰ اور ان کے دو بیٹوں حسن اور حسین کے علاوہ کوئی رہائش اختیار نہ کرے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ علامہ ابن حجر نے اس سلسلے میں طویل گفتگو کی ہے۔ جس کا کچھ حصہ ہم نے تاریخ مدینہ میں ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

۵۷۶۲ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَوَلَّيْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا وَ لَيْكَتْهُ أَخِي وَ صَاحِبِي وَ قَدْ اتَّخَذَ اللَّهُ صَاحِبَهُ خَلِيلًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کسی کو جانی دوست بناتا تو ابوبکر کو جانی دوست بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور دوست ہیں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہارے صاحب کو خلیل بنایا ہے۔ (مسلم)

اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو خلیل (دلی دوست) بنایا اور اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلیل بنایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص محبت میں سچا ہو وہ محبوبیت کے مقام کو پہنچ جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے لِيَجْزِيَهمُ دِيَارُ جَبُورَتِهِ اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرماتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔ شعر ہے ہر کہ اد در عشق صادق آمدہ است بر سرش معشوق عاشق آمدہ است

جو شخص عشق میں سجا ہوتا ہے (بالآخر) معشوق اس پر عاشق ہو جاتا ہے۔ پہلے محبت اور کشش اس کی طرف سے ہوتی ہے اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ محب اس کی طرف کھینچا جاتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں۔ حبیب اس محب کو کہتے ہیں جو مرتبہ محبوبیت پر فائز ہو بعض علماء غلت کو اعلیٰ اور اخص درجہ قرار دیتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مرتبہ محبت اور غلت کے جامع ہیں آپ کی غلت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی غلت سے زیادہ کامل اور مکمل ہے۔ اسی طرح ہی امام غزالی نے فرمایا۔

۵۷۶۵ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ ادْعِي لِي أَبَا بَكْرٍ أَبَاكَ وَأَخَاكَ حَتَّى أَكْتُبَ كِتَابًا فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَمَتَّيَ مُتَمِّمٌ وَيَقُولُ قَائِلٌ أَنَا وَلَا وَيَأْجِي اللَّهُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي كِتَابِ الْحَمِيدِ أَنَا أَوْلَى بِدَلِّ أَنَا وَلَوْ)۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرضی وفات میں فرمایا: ہمارے لیے اپنے والد ابو بکر اور اپنے بھائی کو بلاؤ تاکہ ہم ایک کتاب لکھیں کیونکہ ہمیں خوف ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے اور کہنے والا کہے کہ میں مستحق ہوں اور دوسرا مستحق نہیں ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور مومن انکار کرتے ہیں اور صرف ابو بکر کو چاہتے ہیں (مسلم) حمیدی کی کتاب کے میں انا دلا کی جگہ انا اولی سے (میں زیادہ حق دار ہوں)۔

۱۔ یعنی حضرت عبدالرحمن کو، دوسری احادیث میں ان کے نام کی تصریح آئی ہے۔
۲۔ یعنی کتاب لکھنے کا حکم دیں (یہ توجہ اس لیے کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس لکھا نہیں کرتے تھے۔ ۱۲ قادری۔

۳۔ یعنی جمع بین الصمیمین۔

۴۔ طیبی نے قاضی عیاض سے نقل کیا ہے کہ یہ روایت زیادہ عمدہ ہے۔

۵۷۶۶ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَوْ أَحْبَبْتُ كَأَنَّهَا تَرِيدُ الْمَوْتَ قَالَ فَلَنْ لَوْ تَجِدِينِي فَإِنِّي أَبَا بَكْرٍ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور آپ سے کسی چیز کے بارے میں بات کی آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ دوبارہ کسی وقت حاضر ہو، اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ فرمائیں اگر میں حاضر ہوں اور آپ کو نہ پاؤں گویا اس نے ارادہ کیا کہ اگر آپ رحلت فرما جائیں۔ فرمایا اگر ہمیں نہ پاؤ تو ابو بکر کے پاس آنا (صحیحین)

۱۳۔ جبر بن مطعم، میم پر پیش، طائوس کن، عین کے پتھے زیر۔ قریشی ہیں اور نوفل بن عبد مناف کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ فتح مکہ سے پہلے اور خیبر کے سال کے بعد اسلام لائے۔ بعض علماء نے کہا کہ فتح مکہ کے سال اسلام لائے۔ صدق دل سے اسلام میں داخل ہوئے۔ قریش کے معزز افراد میں سے تھے۔ علم اور وقار کے حامل اور انساب کے عالم تھے۔ اس علم میں حضرت ابو بکر صدیق کے شاگرد تھے۔

۱۴۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریب آئی تھی۔

۱۵۔ اس حدیث کے ظاہر سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ ہے لیکن نص قطعی نہیں ہے۔ اس کے باوجود اس کی فضیلت و شرافت پر دلالت کرتی ہے۔ جمہور علماء اسلام اس بات کے قائل ہیں کہ خلیفہ بنانے کے سلسلے میں کسی جانب بھی نص قطعی نہیں ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ثبوت اجماع صحابہ سے ہے۔ شیخ ابن السہام نے ہاتھ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص کا دعویٰ کیا ہے اور اسے ثابت کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

۵۷۶۷ وَعَنْ هَمْدَانَ بْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ عَلَى جَيْشٍ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ فَاتَيْتُهُ فَقُلْتُ أَيْ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ عَالِشَةُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ أَبُوهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَقَدْ رَجَلًا فَسَكَتُ مَخَافَةً أَنْ يَجْعَلَنِي فِيْ أَخْرِهْمُ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات السلاسل کے لشکر پر انھیں امیر بنا کر بھیجا۔ فرماتے ہیں میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ آپ کی بارگاہ میں لوگوں میں سے محبوب ترین کون ہے؟ فرمایا عائشہ۔ میں نے عرض کیا مردوں میں سے۔ فرمایا ان کے والدہ میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا عمر۔ پھر آپ نے کئی مردوں کو گنا میں اس خوف سے چپ ہو گیا کہ کہیں مجھے سب سے مؤخر نہ بنادیں۔ (صحیحین)

۱۶۔ ذات السلاسل ایک جگہ کا نام ہے۔ اصل میں سلاسل اس ریگستان کا نام ہے جس کی ریت تہ بہ تہ بیٹھی ہوئی ہو، اس جگہ کی بھی یہی حالت تھی۔ صاحب مواہب لدنیہ فرماتے ہیں۔ ذات السلاسل اس لیے کہتے ہیں کہ اس جنگ میں مشرکوں نے اپنے آپ کو ایک دوسرے سے باندھ رکھا تھا تاکہ بھاگ نہ جائیں۔ بعض علماء نے یہ وجہ بیان کی کہ اس جگہ ایک پانی تھا جس کو سُل سُل کہتے تھے۔ مدینہ منورہ سے دس دن کے فاصلے پر محف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاص کو اس جگہ بھیجا، ان کے لیے سفید جھنڈا باندھا اور تین سو مہاجرین اور انصار ان کے ساتھ روانہ کیے اور انھیں سیاہ جھنڈا عتابت فرمایا۔ حضرت عمرو بن العاص اس جگہ کے قریب پہنچے تو انھوں نے امداد اور کمک کی درخواست کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابومعبد بن الجراح

دوسرا فرد کے ہمراہ بھیجا جن میں بزرگ مہاجرین اور انصار تھے، ان میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق بھی تھے۔ انھیں ایک اور جھنڈا عطا فرمایا اور فرمایا: عمرو بن العاص سے جا کر مل جاؤ اور ان کی مخالفت نہ کرو۔ حضرت ابوعبیدہ نے صحابہ کرام کی امامت کرانے کا ارادہ کیا تو حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو میری امداد کے لیے بھیجا ہے، امیر میں ہوں، حضرت ابوعبیدہ نے ان کی بات مان لی۔ اس کے بعد حضرت عمرو بن العاص صحابہ کرام کی امامت کراتے تھے۔ یہاں تک کہ یہ حضرات دشمن کے علاقہ میں پہنچ گئے۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا تو کھڑے بھاگ گئے اور منتشر ہو گئے۔ جب حضرت عمرو بن العاص نے دیکھا کہ مہاجرین اور انصار کو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے اور ان میں حضرت ابوبکر اور عمر فاروق بھی ہیں تو ان کے دل میں خیال آیا کہ وہ مرتبے میں ان سے مقدم ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ایسا جواب دیا کہ ان کے اس خیال کی نفی فرمادی۔ چنانچہ راوی کہتے ہیں (کہ حضرت عمرو بن العاص نے حاضر ہو کر سوال کیا جیسے کہ اسی روایت میں ہے)۔

۲ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

۵۷۶۸ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْفِيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي آتَى النَّاسَ نَحِيرُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ وَخَشِيتُ أَنْ يَقُولَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ أَنْتَ قَالَ مَا آتَا إِلَّا الرَّجُلُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ -

(رداء البخاری)

حضرت محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد ماجدؓ کو عرض کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے افضل کون ہے۔ فرمایا ابوبکر۔ میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا عمر۔ مجھے خوف ہوا کہ (اس کے بعد) فرمائیں گے عثمان۔ اس لیے عرض کیا پھر آپ؟ فرمایا میں تو مسلمانوں میں سے ایک مرد ہوں

(بخاری)

۳ ابوالقاسم محمد بن علی ابن ابی طالب قریشی ہاشمی، ان کی والدہ کا نام خولہ بنت جعفر بن قیس حنفیہ ہے وہ بنو حنفیہ اور بنو یامہ میں سے تھیں۔ محمد بن حنفیہ ثقہ عالم، فاضل، کامل، اطاعت اور شجاعت کے ساتھ موصوف اور زبردست طاقت ور تھے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس لوہے کی زرہ لائے جو اتنی لمبی تھی کہ ان کے قدم مبارک سے بھی طویل تھی۔ محمد بن حنفیہ نے اس کے دامن کا جو حیدر لیا تھا اسے اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے؟ کہ آپ کے والد آپ کو مسلسل غزوات جنگوں اور ہلاکت کی جگہوں میں بھیجتے تھے اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو نہیں بھیجتے۔ انھوں نے فرمایا حسن و حسین رضی اللہ عنہما دو آنکھوں کے مشابہ ہیں اور میں ہاتھ کے درجے میں ہوں اور قاعدہ یہی ہے کہ آنکھوں کو ہاتھوں کے ذریعے محفوظ رکھا جاتا ہے۔

۴ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

۵ یعنی میں نے یہ نہیں پوچھا کہ عمر فاروق کے بعد کون افضل ہے؟ بلکہ درمیان میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

کا ذکر گول کر دیا۔ حضرت علی مرتضیٰ پر حضرت عثمان غنی کی فضیلت میں علماء کا اختلاف بھی ہے۔
 کہ یعنی ایک عام مرد ہوں۔ انھوں نے یہ بات بطور تواضع فرمائی۔ ورنہ اس سوال کے وقت حضرت
 علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے افضل تھے۔ رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ

۵۶۶۹ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا فِي زَمَنِ
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ
 بَابِي بَكْرٍ أَحَدًا ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ
 ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَفَاضِلُ بَيْنَهُمْ رَوَاهُ
 الْبُخَارِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ لِي دَاوُدُ قَالَ
 كُنَّا نَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ حَتَّى أَفْضَلَ أُمَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ
 ثُمَّ عُثْمَانُ رِضْوَانُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ
 أَجْمَعِينَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
 کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمان مبارک میں
 کسی کو ابوبکر صدیق، پھر عمر فاروق، پھر عثمان غنی کے
 برابر قرار نہیں دیتے تھے یہ پھر ہم نبی اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے صحابہ کو چھوڑ دیتے تھے اور کسی ایک کو
 دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے تھے یہ (بخاری) ابوداؤد
 کی ایک روایت میں ہے کہ ابن عمر نے فرمایا: رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ہم کہا کرتے تھے
 کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی امت میں
 سب سے زیادہ فضیلت والے ابوبکر ہیں۔ پھر عمر، ان
 کے بعد عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین

۱۔ کیونکہ یہ حضرات بزرگ، مقرب اور دین و دنیا کے کام میں دوسروں سے آگے تھے حضرت ابوبکر و عمر
 رضی اللہ عنہما تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر اور شیر تھے۔

۲۔ اگرچہ دیگر حضرات کی فضیلت بھی ثابت تھی۔

۳۔ شارحین فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر کی مراد معمر صحابہ سے ہے۔ جب کوئی مسئلہ یا معاملہ پیش آتا تو
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مشورہ فرماتے تھے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 کے زمانے میں نو عمر اور جوان تھے ورنہ مذکورہ حضرات کے بعد ان کے افضل ہونے کا انکار کرنے والا کوئی نہیں
 ہے۔ نیز بلاشبہ صحابہ کرام میں سے بعض کا بعض سے افضل ہونا ثابت ہے جیسے اہل بدر، اہل بیعت رضوان اور
 علماء صحابہ رضی اللہ عنہم (دوسرے صحابہ سے افضل تھے ۱۲ قادری)

امام احمد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے
 میں تمام لوگوں سے زیادہ فضیلت والا حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر کو جانتے تھے۔ یہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ
 عنہ تواضعیں تین ایسی فضیلتیں دی گئی تھیں کہ اگر ان تین میں ایک مجھے دی جاتی تو میں اسے دنیا اور دنیا کے
 تمام مال و دولت سے بہتر جانتا۔ وہ فضیلتیں یہ ہیں (۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت
 فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کیا اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ان سے ہوئی۔

(۲) حضرت علی مرتضیٰ کے دروازے کے علاوہ تمام دروازے بند فرمادیے اور (۳) خیبر کے دن حضرت علی مرتضیٰ کو اپنا جھنڈا عطا فرمایا۔

امام نسائی روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر سے پوچھا گیا کہ آپ حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضیٰ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو انھوں نے یہ حدیث بیان کی۔ اس کے بعد فرمایا۔ حضرت علی مرتضیٰ کے بارے میں نہ پوچھو اور ان پر کسی کو قیاس نہ کرو، ان کے علاوہ سب کے دروازے بند فرمادیئے۔ اسی طرح شیخ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں فرمایا۔

الفصل الثانی

دوسری فصل

۵۷۰ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِأَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ إِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَا مَا خَلَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِيهِ اللَّهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَمَا نَفَعَنِي مَالٌ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ وَكَوْنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَا تَخَذُتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا إِلَّا وَانَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللَّهِ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے ساتھ جس نے بھی نیکی کی ہم نے اسے بدلہ دے دیا سوائے ابوبکر کے کیونکہ انھوں نے ہماری اتنی خدمت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی انھیں قیامت کے دن اس کی جزا دے گا۔ یہ کسی کے مال نے ہمیں وہ نفع نہیں دیا جو ابوبکر کے مال نے دیا۔ اگر ہم کسی کو جانی دوست بناتے تو ابوبکر کو بناتے۔ سو تمہارا بے صاحب اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔ (ترمذی)

اسے یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں انتہائی تعظیم اور ان کی خدمات کا مبالغہ کے ساتھ اعتراف ہے ورنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر شخص پر اتنے احسانات اور انعامات ہیں کہ کوئی شخص بار احسان کی بناء پر سر نہیں اٹھا سکتا صحابہ کرام کی نیکیاں اور خدمات ان کے مقابل کیا حیثیت رکھتی ہیں جیسے کہ ظاہر ہے۔

۵۷۱ ان کے گھر میں جو کچھ تھا سب لاکر بارگاہ اقدس میں پیش کر دیا اور کوئی چیز گھر میں نہیں رہنے دی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لقب ذوالنجلال ہے۔ غلو کے نیچے زیر۔ انھوں نے تمام مال اللہ تعالیٰ کے راستے میں صرف کر دیا اور ایک پرانا کپڑا پہن لیا جس میں ٹخنوں کی جگہ کانٹے پھنسیے۔

۵۷۲ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی خلیل نہیں رکھتے۔

۵۷۳ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور ہم میں سب سے افضل ہیں

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہم سب
زیادہ محبوب ہیں (ترمذی)

۱۔ یعنی فضیلت اور سرداری میں ہم سب سے بہتر اور عمل اور نیکیوں میں سب سے برتر ہیں۔

۲۔ یہ ان کی بہتری اور برتری کا نتیجہ ہے اور ان کی سرداری اور برتری کو مکمل کرنے والا امر ہے۔

۵۷۷۲ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَيُّ بَكْرٍ أَنْتَ صَاحِبِي
فِي الْغَارِ وَمَا حَبَبِي عَلَى الْحَوْضِ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر کو فرمایا
تم غار میں ہمارے یار اور صاحب ہو اور حوض پر بھی
ہمارے یار اور صاحب ہو۔ (ترمذی)

۱۔ یعنی تم دنیا و آخرت میں ہمارے دوست ہو۔ غالباً یار غار کا لقب اسی حدیث سے لیا گیا ہے۔

۵۷۷۳ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا
يَنْبَغِي لِقَوْمٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَوْمَرَهُمْ
غَيْرُكَ
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس
قوم میں ابو بکر موجود ہے اُسے لائق نہیں کہ ان کے علاوہ
کوئی شخص اس قوم کی امامت کرے (اس حدیث
کو امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث
غریب ہے)۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ
غَرِيبٌ)

۱۔ یہ ارشاد زمانہ مرض میں فرمایا ہو گا جب آپ نے انھیں امامت کا حکم دیا اور حضرت عائشہ نے اس
میں توقف کیا، ممکن ہے کسی دوسرے وقت بھی ارشاد فرمایا ہو گا۔ چونکہ وہ امامت کے زیادہ لائق ہیں تو خلافت
کے بھی زیادہ وہی مستحق ہوں گے۔ اسی لیے سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے آپ کو دین کے معاملے میں مقدم کیا۔ اب کون ہے کہ دنیا کے معاملے میں آپ کو پیچھے رکھے۔

۵۷۷۴ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَتَصَدَّقَ
وَوَافَقَ ذَلِكَ عِنْدِي مَالًا فَقُلْتُ
الْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَا بَكْرٍ إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا
قَالَ فَبِجَنَّتْ يَنْصِفُ مَا لِي فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا أَجَعْتِ لِذَلِكَ مِثْلَهُ دَأْبِي
أَبُو بَكْرٍ يَكُلُ مَا عِنْدَكَ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ دینے کا
حکم دیا، آپ کا یہ فرمان میرے پاس بہت سے مال
سے موافق ہوا۔ میں نے کہا کہ اگر میں ابو بکر سے سبقت
لے جا سکتا ہوں تو آج ہی سبقت لے جا سکتا ہوں۔ یہ
فرطے ہیں میں اپنا آدھا مال لے کر حاضر ہو گیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اپنے اہل کے لیے
کیا باقی رکھا؟ میں نے عرض کیا اتنا ہی جتنا کہ حاضر کیا ہے

مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ فَقَالَ أَبْقَيْتَ لَهُمْ
اللَّهُ قَدَسُوكَ قُلْتُ لَا أَسْبِقُهُ إِلَى
شَيْءٍ أَبَدًا -

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُودَاوُدُ)

حضرت ابو بکر اپنا تمام مال لے کر حاضر ہو گئے یہ نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر! آپ نے اپنے
اہل کے لیے کیا باقی رکھا ہے۔ انھوں نے عرض کیا
میں نے ان کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو باقی
رکھا ہے۔ میں نے کہا کہ میں کبھی بھی کسی شے میں
ان سے سبقت نہیں لے جاسکتا (ترمذی ابوداؤد)

۱۔ اور فرمایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال صرف کریں۔

۲۔ یعنی اس وقت اتفاقاً میرے ہاتھ میں بہت سا مال تھا۔

۳۔ (اس ترجمہ میں لفظ "اِنْ" شرطیہ قرار دیا گیا ہے ۱۲ قادری) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کلمہ "اِنْ" نافیہ ہو،
یعنی میں ان سے کبھی سبقت نہیں لے جاسکا۔ آج سبقت لے جاؤں گا۔

۴۔ یعنی آدھا مال آپ کی بارگاہ میں حاضر کر دیا ہے اور آدھا گھر چھوڑ آیا ہوں۔

۵۔ اس جگہ اشارہ ہے کہ فرض کیجئے کہ حضرت عمر فاروق کا آدھا مال حضرت ابو بکر صدیق کے تمام مال سے
زیادہ ہو تو حضرت عمر فاروق پر ان کی فضیلت برقرار رہتی ہے کیونکہ انھوں نے تمام مال لا کر حاضر کر دیا۔ جیسے کہ
حدیث شریف میں آیا ہے اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ جَهْدُ الْمُطِيعِ افضل صدقہ وہ ہے جو نادر آدمی اپنی محنت سے
ادا کرے۔ واللہ اعلم۔

۶۔ یعنی میں نے کچھ مال گھر میں نہیں چھوڑا۔ میرے اہل و عیال کے لیے اللہ تعالیٰ کا فضل، اس کی رزاقیت
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و امداد کافی ہے۔ اگر حضرت ابو بکر کا سارا مال حضرت عمر کے آدمے مال
سے زیادہ تھا تو ان کی فضیلت میں کوئی شبہ نہیں اور اگر کم بھی تھا تو بھی تمام مال کا صرف کرنا افضل ہے۔

۷۔ یعنی آج سبقت کا سبب اور موجب (یعنی مال فراوان) موجود تھا۔ اس کے باوجود میں سبقت نہیں لے
جاسکتا تو میں ان سے کبھی بھی سبقت نہیں لے جاسکوں گا۔ بعض روایات میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا قَبِيْنَكُمْ مَا بَيْنَ كَلِمَتَيْكُمْ تَحَارَسَ دميان فضیلت کا وہی فرق ہے جو تم دونوں کے قول میں ہے۔
۵۷۷۵ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ
عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ أَنْتَ عَتِيقُ اللَّهِ مِنَ النَّارِ فَيَوْمَئِذٍ
مُسَيِّ عَتِيقًا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ
کے آزاد کیے ہوئے ہو جنم کی آگ سے، اس دن
آپ کا نام عتیق (آتش دوزخ سے آزاد) رکھا گیا

(ترمذی)

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

اسے عتیق نام رکھنے کی کچھ اور وجوہ بھی بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً یہ کہ عتیق کا معنی حسن و جمال، بخشش، نجات اور آنادی بھی آتا ہے۔ اس حدیث میں تصریح ہے کہ عتیق کا معنی آگ سے آزاد کیا ہوا ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ عتیق آپ کا وہ نام ہے جو آپ کی والدہ نے لکھا تھا۔ واللہ اعلم۔

۵۷۷۹ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنَشَّقُ عَنْهُ الْأَرْضُ ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ أَنِي أَهْلُ الْبَقِيعِ فَيُحْشَرُونَ مَعِيَ ثُمَّ أَنْتَظِرُ أَهْلَ مَكَّةَ حَتَّى أَحْشَرَ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم پہلی وہ شخصیت ہوں گے جن سے زمین کھلے گی یہ پھر ابوبکر اس کے بعد عمرؓ پھر ہم جنت البقیع والوں کے پاس آئیں گے تو انھیں ہمارے ساتھ اٹھایا جائے گا یہ پھر ہم اہل مکہ کا انتظار کریں گے۔ یہاں تک کہ ہمیں ان کے ساتھ حرم مکہ اور حرم مدینہ کے درمیان جمع کیا جائے گا یہ (ترمذی)

۱۔ اس سے مراد قبر انور سے اٹھایا جانا ہے۔

۲۔ یہ دونوں حضرات حجرہ مبارک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آرام فرمائیں۔

۳۔ اصل میں حشر کا معنی جمع کرنا ہے یعنی اہل البقیع قیامت کے دن ہمارے ساتھ جمع کیے جائیں گے۔

جنت البقیع میں دفن ہونے کی ایک فضیلت یہ ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے انھیں جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوگا۔ یا اللہ ہمیں بھی یہ سعادت عطا فرما۔

۴۔ یا یہ مطلب ہے کہ ہمیں اہل حرمین کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

۵۷۸۰ وَعَنْ أَبِي مُرَّةٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا فِي جُبْرِئِيلُ فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَرَانِي بَابَ الْجَنَّةِ الَّذِي يَدْخُلُ مِنْهُ أُمَّتِي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَدِدْتُ إِنْ كُنْتُ مَعَكَ حَتَّى أَنْظُرَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے پاس جبریل امین تشریف لائے انھوں نے ہمارا ہاتھ پکڑا اور ہمیں جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے ہماری امت داخل ہوگی۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری آرزو ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا تاکہ میں بھی وہ دروازہ دیکھتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! ہماری امت میں سے سب سے پہلے تم جنت میں داخل ہو گے یہ (ابوداؤد)

۱۷ یا تو یہ شبِ معراج کا واقعہ ہے یا کسی دوسرے وقت کا جب آپ بہشت میں داخل ہوئے (یہ بھی ممکن ہے کہ یہ واقعہ مدینہ طیبہ ہی میں پیش آیا ہو۔ قادری)

۱۸ یعنی آپ جنت کے دروازے کے دیکھنے کی کیا آرزو کرتے ہیں آپ کے لیے تو اس سے بھی اعلیٰ اور افضل چیز ہے اور وہ ہمارے ساتھ بہشت میں داخل ہونا (اس حدیث سے واضح طور پر جنت کا مخلوق اور موجود ہونا ثابت ہے جیسے کہ اہل سنت و جماعت کا مسلک ہے۔ معتزلہ کے نزدیک قیامت کے بعد جنت اور دوزخ کو پیدا کیا جائے گا۔ ۱۲ قادری۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

۵۷۷۸ عَنْ عُمَرَ ذِكْرٍ عِنْدَكَ أَبُو بَكْرٍ فَبَكَى وَقَالَ وَدِدْتُ أَنَّ عَمَلِي كُلَّهُ مِثْلُ عَمَلِهِ يَوْمًا وَاحِدًا مِنْ أَيَّامِهِ وَكَيْلَةً وَاحِدَةً مِنْ كَيْلَاتِهِ أَمَّا لَيْلَتُهُ فَكَيْلَتُهُ سَارَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْغَارِ فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَيْهِ قَالَ وَاللَّهِ لَا تَدْخُلُهُ حَتَّى أَدْخُلَ قَبْلَكَ فَإِنْ كَانَ فِيهِ شَيْءٌ أَصَابَنِي مِنْكَ فَدَخَلَ فَكَسَحَهُ وَوَجَدَ فِي جَانِبِهِ ثَقْبًا فَشَقَّ إِذَا رَأَى وَسَدَّهَا بِهِ وَبَقِيَ مِنْهَا اثْنَانِ فَأَلْقَمَهُمَا رَجُلِيهِ ثُمَّ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْخُلْ فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ رَأْسَهُ فِي حُجْرَةٍ وَقَامَ فَلَدَغَ أَبُو بَكْرٍ فِي رَجُلِهِ مِنَ الْجُحْرِ وَلَوْ يَتَحَرَّكَ مَخَافَةً أَنْ يَنْتَبَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ دُمُوعُهُ عَلَى وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے سامنے حضرت ابوبکر کا ذکر کیا گیا تو وہ رو پڑے اور کہنے لگے کہ میری آرزو ہے کہ میرے تمام اعمال ان کے ایک دن اور ایک رات کے عمل کی مثل ہوتے۔ ان کی رات سے وہ رات مراد ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غارِ ثور کی طرف روانہ ہوئے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر غار کے پاس پہنچے تو عرض کرنے لگے اللہ کی قسم! آپ اس وقت تک اس میں داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ میں پہنچاؤں اس میں داخل نہ ہوں۔ اس میں اگر کوئی چیز ہوئی تو وہ آپ کو نہیں بلکہ مجھے تکلیف پہنچائے گی چنانچہ غار میں داخل ہو کر اس میں جھانک دیا اس کی ایک جانب کچھ سوراخ پائے جنہیں انہوں نے اپنا تہبند بچا کر بند کر دیا۔ دوسرا رخ پنج گئے ان میں اپنے پاؤں داخل کر دیے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ تشریف لے آئیں۔ آپ غار میں تشریف لے گئے اور اپنا سر اقدس ان کی آغوش میں لٹک کر محو استراحت ہو گئے۔ سوراخ میں سے ان کے پاؤں پر ڈنگ مارا گیا انہوں نے اس ڈر سے حرکت نہ کی

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو جائیں گے ان کے
آنسو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر گرے
تو آپ نے فرمایا ابوبکر تمہیں کیا ہوا؟ عرض کیا میرے والدین
آپ پر فدا ہوں مجھے ڈسا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے لعابِ دمن لگایا تو درد جاتا رہا پھر وہ زخم ہر پہو گیا
اور وہی ان کی شہادت کا سبب بنا۔ رہا ان کا دل تو
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت ہوئی تو عرب
کے بعض قبائل مرتد ہو گئے اور انھوں نے کہا ہم زکوٰۃ نہیں
دیں گے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا: اگر وہ ایک رسی بھی
روک لیں گے تو میں ان سے رسی کی بنیاد پر جہاد کروں گا۔
میں نے عرض کیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ
لوگوں کی دل جوئی کریں اور ان سے نرمی کریں۔ انھوں نے
فرمایا کیا تم جاہلیت کے کام میں جابر و قاسر ہوتے ہو اور
اسلام کے کاروبار میں کمزور۔ وحی منقطع ہو چکی ہے اور
دین کامل ہو چکا ہے کیا میرے جیتے جی اس میں کمی کی
جائے گی۔ (رزین)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لَكَ
يَا اَبَا بَكْرٍ قَالَ لُدَغْتُ فِدَاكَ اَرِي
وَأَمْرِي فَمَقَّلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَذَهَبَ مَا يَجِدُ لَا تَوَاقُفَ
عَلَيْهِ وَكَانَ سَبَبَ مَوْتِهِ وَأَمَّا يَوْمَهُ
فَلَمَّا قَبَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ وَقَالُوا لَا
نُؤَدِّي زَكَاةً فَقَالَ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا
لَجَاهَدْتُهُمْ عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا خَدِيفَةَ
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَأْلِفَ النَّاسِ وَارْفُقْ بِهِمْ فَقَالَ
لِي أَجَبًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَاسِرُ
فِي الْإِسْلَامِ إِنَّهُ قَدْ انْقَطَعَ الْوَحْيُ
وَتَوَالَدَ الدِّينُ أَيْتَقُصُّ وَأَنَا حَيٌّ
(رَوَاهُ رَزِينٌ)

۱۷ یعنی زمین کے کپڑے کھوڑے مثلاً سانپ اور بچھو وغیرہ۔

۱۸ کُح کاف پر زبر، سین ساکن اور بے نقطہ حاء، گھر میں جھاڑو دینا۔ رُكْسَتْ پہلے حرف کے

نیچے زیر، جھاڑو۔

۱۹ ثَمِین نقطے والی ثاء پر پیش، قاف پر زبر جمع ہے ثَقْبَةٌ کی۔ پہلے حرف پر پیش دوسرا ساکن۔ اس کا

معنی ہے سوراخ بل، جیسے غُرْفَتِہ کی جمع غُرَفٌ ہے۔

۲۰ جیسے منہ میں لقمہ داخل کیا جاتا ہے۔

۲۱ حِجْر، حاء کے نیچے زیر، اس پر زبر بھی پڑھ سکتے ہیں، اس کے بعد جیم، اس کا معنی ہے آغوش

۲۲ مَحْجَر جیم پر پیش، اس کے بعد حاء اس کا معنی ہے سانپ اور بچھو وغیرہ کا سوراخ۔

۲۳ کہ یعنی کاٹنے کی جگہ پر لعابِ دمن لگایا۔ تَفَلَّ کا معنی ہے تھوکنا۔ پہلا درجہ ہے بَرَقِ اور لُفَقِ

اس سے کم ہے تَفَلَّ، اس سے کم ہے نَفَثَ، اس سے بھی کم ہے نَفَخَ جس کا معنی ہے پھونک مارنا

۲۴ نَقَضَ، پہلے نون، اس کے بعد قاف اور آخر میں نقطے والا صاد، زخم کا درست ہو جانے کے بعد پھٹ جانا

یعنی جو زخم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن لگانے سے درست اور مندمل ہو گیا تھا وہ لوٹ آیا اور سانپ کا زہر بے اثر ہو جانے کے بعد پھر نمودار ہو گیا۔ غالباً اس میں حکمت یہ تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو شہادت میں سے حصہ مل جائے۔ جیسے کہ خیبر کی بکری کے زہر کے لوٹنے کے بارے میں علماء نے فرمایا ہے (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر میں بکری کا زہر آلود گوشت پیش کیا گیا۔ آپ نے ایک لقمہ لے کر ہاتھ اٹھالیا اور فرمایا: بکری نے ہمیں خبر دی ہے کہ اس میں زہر ہے، آپ کا معجزہ تھا کہ زہر نے اپنا اثر نہ دکھایا لیکن وہ سال بہ سال لوٹتا رہا۔ چنانچہ اسی زہر کے اثر سے آپ نے جام شہادت نوش فرمایا ۱۲ قادری) راوی کے آئندہ قول میں اس طرف اشارہ ہے۔
۱۱ جس کے بارے میں حضرت عمر فاروق نے اردو کی کہ میری تمام زندگی کے اعمال اس دن کے عمل کی مثل ہوں۔

۱۲ یا تو انھوں نے زکوٰۃ کے واجب ہونے ہی کا انکار کیا یا زکوٰۃ دینا ترک کیا۔ اس کی تحقیق کتاب الزکوٰۃ میں پیش کی جا چکی ہے۔

۱۳ وہ دہری جس کے ساتھ اونٹ کا پاؤں باندھا جاتا ہے۔ دوسرا معنی یہ ہو سکتا ہے کہ اگر ایک سال کے اونٹ یا بکری کی زکوٰۃ جینے سے انکار کر دیں۔ عقاب عین کے نیچے زیر کے ساتھ دونوں معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ تاہم پہلا معنی مشہور ہے۔ قاموس میں دوسرا معنی بیان کیا گیا ہے۔ صاحب قاموس نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ارشاد کو مَنَحُوْنِیْ عِقَالًا میں یہی معنی مراد ہے۔ ایک روایت میں عِقَانًا بھی آیا ہے جس کا معنی ہے بکری کا وہ بچہ جس کی عمر ایک سال سے کم ہو۔

۱۴ خَوَارِہ نَفِطَہ والی غلامیہ مزدور، یہ مشق ہے خَوَارِہ سے جس کا معنی ہے کمزوری اور ناتوانی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت عمر فاروق پر انکار کیا اور اس معاملے میں ان کی کستی اور نامناسب نرمی اختیار کرنے بطور مبالغہ سختی کی۔ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شجاعت کا کمال اور دین میں قوی ہونے کی دلیل ہے۔ مروی ہے کہ اس موقف میں حضرت علی مرتضیٰ بھی حضرت عمر فاروق کے ساتھ شریک تھے علیہ

۱۵ حضرت علی مرتضیٰ اور تمام صحابہ عربوں کے معاملے میں حیران تھے اور کہتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعجاز رکھنے کے باوجود ان پر زبردست محنت فرمائی اب ہم ان سے کس طرح عمدہ برآہوں اور بہادری سے پاس اتنی طاقت کہاں ہے انھوں نے چاہا کہ ان لوگوں کے ساتھ صلح کر لیں اور نرمی کا رویہ اختیار کریں۔ حضرت ابوبکر صدیق نے ان کے ساتھ اتفاق نہیں کیا۔ بالآخر سب بامرجوری راضی ہو گئے یہاں تک کہ تمام مرتدین اسلام میں واپس آگئے اور تمام عرب ایک کلمہ توحید پر متفق ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے انھیں شام اور فارس کے جہاد کی ترغیب دی۔ پس تمام صحابہ بڑے شکر گزار ہوئے اور ان کی خلافت کو عظیم نعمت جانا۔ ۱۲ مولوی امیر علی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مناقب

ان کے مناقب بہت ہیں، ان کی بڑی فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ذریعے دین کو تقویت عطا فرمائی۔ ان کی سب سے ارفع اور اعلیٰ فضیلت یہ ہے کہ انھیں حق و صواب کا الہام کیا جاتا تھا اور ان کے دل میں حق ڈالا جاتا تھا اور ان کی رائے وحی اور قرآن پاک کے موافق تھی۔ ان کی رائے حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت کے حق ہونے کی دلیل ہے۔ جیسے حضرت عمار بن یاسر کا شہید ہونا حضرت علی مرتضیٰ کی حقانیت کی دلیل ہے (حضرت عمار بن یاسر حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ تھے اور حضرت امیر معاویہ کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا تھا کہ تمھیں باغی گروہ قتل کرے گا ۱۲ قادری) ابن مردویہ حضرت مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ایک رائے دیتے تھے پھر اس کے مطابق قرآن پاک نازل ہو جاتا تھا۔ ابن عساکر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قرآن پاک میں عمر فاروق کی رائے موجود ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے مرفوعاً مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوسرے لوگ ایک رائے دیتے ہیں، عمر فاروق ایک دوسری رائے دیتے ہیں تو قرآن پاک عمر فاروق کی رائے کے مطابق نازل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا اور فرمایا کہ علامہ نے حضرت عمر فاروق کی بیس سے زیادہ امور میں موافقت کا ذکر کیا ہے۔ راقم الحروف (حضرت شیخ محقق) نے عربی شرح (لمعات) میں تمام آیات نقل کی ہیں اس جگہ مطالعہ کیا جائے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

۴۴۹ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِيكُمْ قَبْلَكُمْ مِنْ الْأُمَمِ مُعَذِّتُونَ فَإِنْ يَكُ أَحَدٌ فِي أُمَّتِي كَيْفَ عَمَرُ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں ایسے لوگ تھے جنہیں الہام کیا جاتا تھا اگر ہماری امت میں کوئی ہے تو وہ عمر ہیں رضی اللہ عنہ (بخاری، مسلم)

سہ محدث، دال شدہ پیرزیر، وہ جسے الہام کیا گیا گویا اسے پہلے بیان کیا جاتا ہے اور خبر دی جاتی ہے

پھر وہ گفتگو کرتا ہے۔ اسی طرح نہایت ہے۔ مجمع البجار میں ہے: محدث وہ ہے جس کے دل میں یہ بات ڈالی جاتی ہے پھر وہ خبر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے قوت قدسیہ اور ایمانی فراست کے مخصوص فرمادیتا ہے۔ بعض علماء نے فرمایا: محدث وہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا گمان کرتا ہے تو وہ درست ہوتی ہے گویا اسے وہ بات بتادی گئی ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ فرشتے اس سے گفتگو کرتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے محدثوں کی جگہ مکملوں آیا ہے لام مشدد کے ساتھ۔

۲۰ یہ مطلب نہیں ہے کہ اس امت میں محدث کے وجود میں شک اور تردد سے۔ کیونکہ یہ امت تمام امتوں سے افضل ہے۔ جب سابقہ امتوں میں قوت قدسیہ والے افراد موجود ہوں گے تو اس امت میں بطریقِ اولیٰ ہوں گے بلکہ تاکید اور تخصیص موجود ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ اگر دنیا میں کوئی دوست ہے تو فلاں شخص ہے مطلب یہ ہے کہ وہ دوستی میں کامل ہے۔

۲۱۰۰ وَ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي دَقَّاسٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يَكْلِمُنَّهُ وَيَسْتَكْثِرْنَ عَالِيَةَ أَهْوَاتِهِنَّ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ أَضْحَكَ اللَّهُ سِبْنَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِبْتُ مِمَّنْ هَلُوْكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا كُنْتُ عِنْدِي فَلَمَّا سَمِعَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ فَقَالَ عُمَرُ يَا عَدُوَاتِ أَنْفُسِهِنَّ اتَّهَبْنِي وَلَا تَهَبْنِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ نَعُو أَنْتَ أَقْطُ وَأَغْلُظُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت طلب کی۔ آپ کے پاس قریش کی خواتین تھیں جو آپ سے گفتگو کر رہی تھیں، جو نان و نفقہ کی زیادتی کا مطالبہ کر رہی تھیں۔ ان کی آوازیں بلند تھیں۔ جب حضرت عمر نے اجازت طلب کی تو وہ اٹھ کر جلدی سے پردے میں چلی گئیں۔ حضرت عمر داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔ انھوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کے مہارک و استحقاق کو بڑھاتا ہوا رکھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیں ان خواتین سے تعجب ہے۔ یہ ہمارے پاس حاضر تھیں جب تمہاری آواز سنی تو جلدی سے پردے میں چلی گئیں۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا: اپنی جان کی دشمنو! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں؟ انھوں نے کہا ہاں آپ دوسروں سے زیادہ سخت مزاج اور درشت خو ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لے ابن الخطاب! اور زیادہ

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَقْنَعُ
الشَّيْطَانُ مَا لَكَ فَجًّا قَطُّ إِلَّا مَلَكَ فَجًّا
غَيْرَ قَنَعِكَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ زَادَ الْبَرَقَانِيُّ
يَعْدُ قَوْلُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا
أَخْنَعَكَ

سختی کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت
میں جان ہے کسی راستے میں چلتے ہوئے شیطان نے
تم سے ملاقات نہیں کی مگر تمہارے راستے کو چھوڑ کر
دوسرے راستے پر چل پڑا (صحیحین)

حمیدی نے فرمایا: برقانی نے یا رسول اللہ!
کے بعد یہ اضافہ کیا کہ آپ کو کس حسرت نے بنایا؟

۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں

۲۔ ان خواتین سے مراد انواعِ مطہرات میں رضی اللہ عنہن

۳۔ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں عطا فرمایا کرتے تھے اس میں اضافے کا مطالبہ کر
رہی تھیں۔

۴۔ ان خواتین کے اٹھ جانے اور جلد پردے کے پیچھے چلے جانے کی بناء پر
۵۔ مطلب یہ ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہنسنے پر تعجب کیا اور اس کا سبب
دریافت کیا۔

۶۔ جو ہمارے پاس بلند آواز میں باتیں کر رہی تھیں۔

۷۔ جو اپنے فائدے اور نقصان کو نہیں سمجھتیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے ادب کا اہتمام
نہ کر کے اپنے اوپر زیادتی کر رہی ہو۔

۸۔ ہیبت کا معنی ہے ڈرنا اور کسی کو بڑا جانتا۔ مہابۃ کا معنی ہے خوف اور بزرگ جانتا، یہ خوف سے خاص
ہے۔ جیسے کہ بادشاہ کی ہیبت محسوس کی جاتی ہے اور چور سے خوف کھایا جاتا ہے۔

۹۔ دین اور کلمہ حق کہنے میں اور سختی کرو۔۔۔ ایسے ہنرے کے پیچھے زیر، یا دساکن، آخر میں تنوین،
بغیر تنوین کے بھی پڑھ سکتے ہیں، اس کا مطلب ہے کہ مزید گفتگو کرو۔

۱۰۔ تمہارے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا اور تمہارے سامنے ٹھہر نہیں سکتا۔ جیسے ایک دوسری حدیث میں آیا ہے
کہ شیطان، عمر فاروق کے سائے سے بھاگتا ہے۔۔۔ فتح فاعل پر زبر اور جیم مشدود۔ دو پہلوؤں کے درمیان
کشادہ راستہ، مطلب یہ ہے کہ باوجودیکہ راستہ کھلا ہے اور ہو سکتا ہے کہ شیطان راستے کے دوسرے کنارے سے
گزر جائے لیکن تمہاری ہیبت اور خوف کی وجہ سے وہ اس راستے پر نہیں آ سکتا (یعنی وہ تمہارے قریب سے
بھی نہیں گزر سکتا) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس جگہ مطلق راستہ مراد ہو۔ (خواہ چھوٹا ہو یا بڑا)

۱۱۔ برقانی باء کے پیچھے زیر اور اس پر زبر بھی پڑھ سکتے ہیں۔ بعض نے پیش بھی بیان کیا ہے۔ ایک
محدث کا نام ہے، خوارزم کے ایک گاؤں برقان کی طرف نسبت ہے۔

۵۸۱ هـ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا
أَنَا بِالرَّمِيصَاءِ امْرَأَةٍ ابْنِ طَلْحَةَ
وَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ مَنْ هَذَا
قَالُوا هَذَا بِلَالٌ وَرَأَيْتُ قَصْرًا
بِفَنَائِهِ جَابِرِيَّةٌ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا
فَقَالُوا لِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فَارَدَّتْ
أَنْ أَدْخُلَهُ فَانْظُرْ إِلَيْهِ فَذَكَرْتُ
غَيْبَتَكَ فَقَالَ عُمَرُ يَا بَنِي وَاقِئِي يَا رَسُولَ
اللَّهِ عَلَيْكَ أَغَارُ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم جنت میں داخل
ہوئے، اچانک ابطلحہ کی بیوی رَمِيصَاء سے ملاقات
ہوئی اور ہم نے پاؤں کی آستین سنی۔ ہم نے کہا یہ کون
ہے؟ حاضرین نے کہا یہ بلال ہیں۔ ہم نے ایک محل
دیکھا اس کے صحن میں ایک جوان عورت ہے۔ ہم نے
کہا یہ کس کا محل ہے؟ حاضرین نے کہا یہ عمر بن خطاب
کا ہے۔ ہم نے ارادہ کیا کہ اس میں داخل ہو کر اسے
دیکھیں پس ہمیں تمھاری غیرت یاد آگئی۔ حضرت عمر نے
کہا میرے والدین آپ پر فدا ہوں کیا میں آپ پر
غیرت کروں گا ہلکہ (بخاری و مسلم)

رَمِيصَاء، راء پر پیش، میم پر زبر، یاء ساکن، اس کے بعد بے نقطہ صاد، آخر میں الف ممدودہ، حضرت
ابطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی اور حضرت انس بن مالک کی والدہ، پہلے مالک کے نکاح میں تھیں پھر حضرت ابطلحہ
کے نکاح میں آئیں (رضی اللہ عنہا)۔ انھیں غمیصاء بھی کہتے ہیں۔ رَمِصٌ، پہلے دونوں حرفوں پر زبر، وہ سفید
میل جو آنکھ کے کونے میں جمع ہو جاتی ہے۔ اگر بہنے والی ہو تو اسے غمض کہتے ہیں۔
خَشْفَةٌ نقطے والی خام اور شین دونوں پر زبر، شین کو ساکن بھی پڑھا گیا ہے۔ آخر میں فاء
اس کا معنی ہے حرکت، آواز اور ہلکی آہٹ، صراح میں ہے خَشْفَةٌ حرکت کرنا۔ برف سے آواز کا آنا جو اس
پر چلنے سے پیدا ہو۔

۵۸۲ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا واقعہ کتاب الصلوٰۃ کے باب التطوع میں گزر چکا ہے۔

۵۸۳ بعض روایات میں آیا ہے حضرت عمر فاروق نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کی بدولت عزت عطا فرمائی
ہے اور آپ ہی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت عطا فرمائی ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے
خواب میں دیکھا کہ لوگ ہم پر پیش کیے جا رہے ہیں
انھوں نے قمیصیں پہن رکھی ہیں، ان میں سے بعض
پستانوں تک پہنچتی ہیں اور بعض اس سے کم ہیں۔
ہم پر عمر بن خطاب پیش کیے گئے انھوں نے ایسی

۵۸۲ هـ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا
وَأَبِي رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ
وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ
الشَّدَى وَمِنْهَا مَا دُونَ ذَلِكَ
وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ وَ

وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهَا قَالُوا فَمَا آوَلَتْ
ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الدِّينُ -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

قمیص پہن رکھی تھی جسے وہ گھسیٹ رہے تھے۔
صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اس کی
کیا تعبیر نکالی؟ فرمایا: دین (بخاری، مسلم)

۱۔ ہمیں دکھائے جا رہے ہیں اور ہمارے سامنے گزارے جا رہے ہیں۔

۲۔ تہی تین نقطے والی ثاء پر زبر، دال ساکن، مرد اور عورت کے پستان، بعض نسخوں میں تہی ہے
ثاء پر پیش، دال کے نیچے زیر اور یاء مشد، جمع ہے تہی کی جیسے محلّی جمع ہے محلّی کی، حاء پر زبر
لام ساکن۔

۳۔ یعنی بعض ان سے چھوٹی اور اونچی ہیں۔ شارحین نے اس کی اسی طرح تفسیر کی ہے۔

۴۔ یعنی ان کا دین سب سے زیادہ دراز، کامل اور مکمل ہے۔ قمیص کی تعبیر دین سے اس لیے کی کہ
دین پر دے اور زیب و زینت کا سبب ہے۔

۵۷۸۲ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتَيْتُ بِقَدَحٍ

لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتَّى أَتَى لَدَارِي الْبَرِّي

يَخْرُجُ فِي أَظْفَارِي ثُمَّ أُعْطِيتُ فَصَلِّ

عُمَرَا بْنُ الْخَطَّابِ قَالُوا فَمَا آوَلَتْ

يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْعِلْمُ -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے
ہوئے سنا کہ اس حالت میں کہ ہم سوئے ہوئے تھے
ہمارے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا۔ ہم نے نوش
کیا یہاں تک کہ ہم نے اس کی تری اپنے ناخنوں میں
نکلتے ہوئے دیکھی۔ پھر ہم نے بچا ہوا دودھ عمر بن
خطاب کو دے دیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ
آپ نے اس کی تعبیر کیا نکالی؟ فرمایا: علم (بخاری، مسلم)

۱۔ یعنی کسی (فرشتے) نے دودھ کا پیالہ لا کر پیش کیا۔

۲۔ دودھ کی زیادتی اور سہم ہونے کی بناء پر، برہی راو کے نیچے زیر یاء مشد، سیراب ہونا۔

۳۔ علم خزانے میں کہ اس جہان میں علم کی صورت مثالیہ دودھ ہے جو شخص خواب میں دیکھے کہ وہ دودھ پی رہا
ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ علم خالص اور نفع مند اسے ملے گا۔ علم اور دودھ میں کئی طرح کی مناسبتیں ہیں۔ جیسے کہ
مخفی نہیں، کاتب الحروف (شیخ محقق قدس سرہ) نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ ٹھنڈے اور میٹھے دودھ کا نیا گھڑا میرے
سامنے رکھا ہے۔ میں نے وہ سارا پی لیا۔ واللہ تعالیٰ۔

۵۷۸۳ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا

بَيْنَا أَنَا نَارُكُو رَا يُتْنِي عَلَى قَلِيبٍ عَلَيْهَا
 ذَلُوقُ فَتَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ
 أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَتَزَعُ مِنْهَا
 ذَنْوِبًا أَوْ ذَنْوِبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ
 وَاللَّهُ يَخْفِرُكَ ضَعْفُهُ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ
 غَرْبًا فَأَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَوْ
 أَرَعَبَقْرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعُ
 عُمَرَ حَتَّى صَرَبَ النَّاسُ بِعَطِطٍ
 وَفِي رِوَايَةٍ ابْنُ عُمَرَ قَالَ ثُمَّ أَخَذَهَا
 ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَدِ أَبِي بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ
 فِي يَدِهِ غَرْبًا فَلَوْ أَرَعَبَقْرِيًّا لَيَفْرِي
 فَرِيَّةً حَتَّى سَرَوِي النَّاسُ وَضُرَبُوا
 بِعَطِطٍ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کہ اس حال میں کہ ہم سو رہے تھے ہم نے اپنے آپ کو
 ایک کنوئیں سے لے کر دیکھا جس پر ڈول تھا۔ ہم نے اس
 کنوئیں سے اتنا پانی نکالا جتنا اللہ تعالیٰ کو منظور تھا
 پھر وہ ڈول ابن ابی قحافہ نے لے لیا۔ انہوں نے
 کنوئیں سے ایک یا دو ڈول نکالے تھے ان کے نکالنے میں
 کمزوری تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی کمزوری کو معاف فرمائے
 پھر وہ بڑا ڈول بن گیا۔ اسے ابن الخطاب نے لے لیا
 ہم نے کوئی طاقت ور انسان عمر کی طرح پانی نکالتے ہوئے
 نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ لوگ بارش میں پہنچ گئے، حضرت
 ابن عمر کی روایت میں ہے پھر وہ ڈول عمر بن خطاب
 نے ابو بکر کے ہاتھ سے لے لیا تو وہ ان کے ہاتھ میں بڑا
 ڈول بن گیا۔ تو ہم نے کوئی طاقت ور شخص ان کی
 طرح کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا یہاں تک کہ لوگ
 سیلاب ہو گئے اور بارشوں میں پہنچ گئے۔ (بخاری، مسلم)

۱۔ قلیب، قاف پر زبر، لام کے نیچے زیر، وہ کنواں جس پر مندریر نہ بنائی گئی ہو۔ وہ کنواں جس کو پھر اور اینٹ
 سے بنایا گیا ہو اسے طوی کہتے ہیں۔ شارحین فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلیب ملاحظہ فرمایا۔
 نہ کہ طوی تاکہ معلوم ہو جائے کہ اہل دین کی توجہ معافی مطلوبہ کی طرف ہوتی ہے نہ کہ بنائے ہوئے ڈھانچوں کی
 طرف۔

۲۔ ابن ابی قحافہ، قاف پر پیش، اس سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابو قحافہ ان کے
 والد ماجد کی کنیت ہے، ان کا نام عثمان ہے اور وہ بھی صحابی ہیں رضی اللہ عنہ۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت تک حیات رہے۔ حضرت ابو بکر صدیق کی وفات ان کی حیات میں ہوئی۔ رضی اللہ عنہما
 ۳۔ ایک یا دو ڈول نکالے۔ یہ راوی کا شک ہے۔ صحیح روایت یہ ہے کہ دو ڈول نکالے۔ اس
 میں اشارہ ہے ان کی خلافت کا زمانہ کم ہونے کی طرف جو کہ دو سال اور چند ماہ ہے۔ ذنوب نقطے والے
 ذال پر زبر پانی سے بھرا ہوا بڑا ڈول۔

۴۔ اس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مرتبے کی کمی اور پستی نہیں ہے اور نہ حضرت عمر فاروق
 رضی اللہ عنہ کی ان پر فضیلت ثابت کی گئی ہے۔ بلکہ اس میں اشارہ ہے ان کی خلافت کی مدت کے کم ہونے
 اور حضرت عمر فاروق کی خلافت میں لوگوں کے زیادہ فیض یاب ہونے کی طرف۔ بعض علماء نے اس کی تفسیر کمزوری اور

ناتوانی کی بجائے نرمی اور مہربانی سے کی ہے۔

۱۵ اس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کوتاہی یا گناہ ثابت نہیں کیا گیا۔ بلکہ یہ کلمہ عربوں کے عرف اور ان کی عادت کے مطابق بولا گیا ہے۔ ان کا محاورہ ہے کہ فلاں شخص نے یہ کام کیا، اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے۔

۱۶ عرب نقطے والی غین پر زبر، راء ساکن، بڑا ڈول جو گائے کے چمڑے سے تیار کیا جاتا ہے 'غرب' راء پر زبر ہو تو اس کا معنی ہے کنوئیں اور حوض کے درمیان بہنے والا پانی۔

۱۷ اس میں اشارہ ہے فتوحات کی کثرت اور مسلم علاقے کی وسعت کی طرف جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں حاصل ہوئی۔

۱۸ عبقری، بے نقطہ عین پر زبر، باء ساکن اور قاف پر زبر، ہر چیز کا کامل فرد، سردار اور قوم کا بزرگ اور قوم کا طاقت ور ترین آدمی۔

۱۹ عطن، پہلے دونوں حرفوں پر زبر، حوض اور پانی کے ارد گرد اونٹوں اور بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ، اس میں اشارہ ہے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہر بڑے اور ہر چھوٹے کے نفع حاصل کرنے کی طرف۔

۲۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ظاہر یہ ہے کہ وہ ڈول حضرت عمر فاروق کے ہاتھ میں آنے سے پہلے بڑا ڈول بن گیا۔

۲۱ فرئی، فاع پر زبر، راء ساکن اور یاء مخفف، راء کے نیچے زیر اور یاء کو مشدد (فرئی) بھی پڑھ سکتے ہیں، خلیل نے یاء کے مشدد ہونے کا انکار کیا ہے، اس کا معنی ہے کاٹنا، موزے وغیرہ کے لیے چمڑے کے کاٹنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس سے مراد ہے کسی کام کا اچھی طرح کرنا۔ صراح میں ہے فرئی موزے، توشہ دان اور اس جیسی چیز کا کاٹنا۔ فرئی اللادم کا معنی ہے۔ میں نے بطور اصلاح چمڑہ کاٹا۔ اور آخری کا معنی ہے میں نے بگاڑنے کے لیے کاٹا۔

۲۲ روی، راء پر زبر، واڈ کے نیچے زیر

دوسری فصل

الفصل الثانی

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق رکھ دیا ہے اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا۔ ابو داؤد کی

۱۸۷۵ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِيهِ دَاوُدُ وَهَنَّ ابْنُ كَثِيرٍ

قَالَ إِنَّا لِلَّهِ وَصَنَعَ الْحَقُّ عَلَى لِسَانِ
عُمَرَ يَقُولُ بِهِ

۵۷۸۲ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا كُنَّا نُبْعِدُ
أَنَّ السَّكِينَةَ تَنْطِقُ عَلَى لِسَانِ
عُمَرَ - رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَوَائِلِ
النَّبَوَةِ

روایت میں ہے حضرت ابوذر سے روایت ہے،
اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان پر حق رکھ دیا ہے۔ وہ حق
کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ ہم اس بات کو بعید نہیں جانتے تھے کہ سکیۃ عمر کی
زبان پر بولتا ہے۔ اس حدیث کو امام بیہقی نے
دلائل النبوة میں روایت کیا۔

۷ یعنی عمر فاروق ایسی چیز کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں کہ نفوس اس سے راحت حاصل کرتے ہیں
اور دل مطمئن ہوتے ہیں اور یہ غیبی امر ہے جو ان کی زبان پر جاری کر دیا جاتا ہے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سکیۃ
سے مراد فرشتہ ہو جو انھیں حق کا الہام کرتا ہے اسی طرح قریشی نے بیان کیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ!
ابو جہل ابن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام
کو غالب بنا دے۔ پس عمر نے صبح کی اور نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام
لائے۔ اور سب کے سامنے نماز پڑھی۔

۵۷۸۴ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ اعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَيِّ
جَاهِلٍ ابْنِ هِشَامٍ أَوْ يُعَمِّرَ ابْنِ الْخَطَّابِ
فَأَصْبَحَ عُمَرُ فَخَدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْلَمَ ثُمَّ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ ظَاهِرًا
(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ)

۷ یعنی ان میں سے ایک کو مسلمان بنا دے تاکہ اس کے ذریعے اسلام کو قوت حاصل ہو۔
۷ ان کے اسلام لانے کا واقعہ عجیب ہے جو ان کے حالات میں مذکور ہے۔

۷ ان سے پہلے کوئی شخص بر ملا نماز نہیں پڑھ سکتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دارِ ارقم میں پوشیدہ
طور پر عبادت اور تبلیغ فرماتے تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت ابو بکر صدیق کو کہا
اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام
انسانوں سے افضل! حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا
سنا اگر آپ نے مجھے خیر الناس کہا ہے تو میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ عمر سے
افضل کسی شخص پر سوزح طلوع نہیں ہوا۔ اس حدیث کو

۵۷۸۸ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ
يَا خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَمَا إِنَّكَ إِن
قُلْتَ ذَلِكَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا طَلَعَتِ
الشَّمْسُ عَلَى رَجُلٍ خَيْرٍ مِنِّي عُمَرَ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ -

امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے -

اسے تطبیق کی صورت یہ ہے کہ افضل ہونے کی مقدار اور مختلف وجوہ ہیں ، لہذا دونوں میں سے ہر ایک کے (انبیاء کرام کے بعد) تمام انسانوں سے افضل ہونے میں منافات نہیں ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق کا افضل ہونا ثواب کی زیادتی کی بناء پر ہے جیسے کہ علماء نے فیصلہ فرمایا ہے۔ اس گفتگو سے اکثر احادیث سے اشکال دور ہو جاتا ہے۔

۵۷۸۹ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر بالفرض ہمارے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

اسے اس انداز بیان کو بطور مبالغہ ناممکن کے لیے بھی استعمال کرتے ہیں۔ گویا چونکہ عمر محدث ہیں انھیں الہام کیا جاتا ہے اور قرشتہ ان کے دل میں حق القا کرتا ہے اس لیے انھیں عالم وحی کے ساتھ مناسبت ہے۔

۵۷۹۰ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ مَعَارِيهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ جَاءَتْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ نَذَرْتُ أَنْ سَأَلَكَ اللَّهُ صَالِحًا أَنْ أَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالذِّنِّ وَأَتَغَيُّ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي كُنْتُ نَذَرْتُ فَأُضْرِبُ وَإِلَّا فَلَوْ قَعَلْتُ تُضْرِبُ قَدْ خَلَّ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تُضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلَى وَهِيَ تُضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تُضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَالْقَتِ الدِّنَّ تَحْتَ إِسْتِزْهَا ثُمَّ قَدَحَتْ عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ

حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض غزوات میں تشریف لے گئے جب واپس تشریف لائے تو ایک سیاحانہ عورت آئی کہنے لگی یا رسول اللہ! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو سلامتی کے ساتھ واپس لایا تو آپ کے سامنے دف بجائوں گی اور نغمہ سراؤں کروں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا کہ اگر تم نے نذر مانی تھی تو بجائو ورنہ نہ بجائو۔ وہ بجانے لگی وہ بجا رہی تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق تشریف لے آئے پھر حضرت علی مرتضیٰ تشریف لائے تو وہ بجا رہی پھر حضرت عثمان غنی تشریف لائے اور وہ بجا رہی پھر حضرت عمر تشریف لائے تو اس نے وہ دف جسم کے پچلے حصے کے نیچے پھینکی اور اس کے اوپر بیٹھ گئی۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ اِنِّي كُنْتُ جَالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلَتْ اَنْتَ يَا عُمَرُ اَلْقَيْتَ الدُّفَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمر! شیطان تم سے ڈرتا ہے ہم بیٹھے ہوئے تھے اور یہ بجا رہی تھی ابو بکر آئے تو یہ بجاتی رہی، علی مرتضیٰ آئے تو یہ بجاتی رہی، پھر عثمان غنی آئے تو یہ بجاتی رہی۔ عمر! جب تم آئے تو اس نے دف کو پھینک دیا۔ یہ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

۱۔ حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ مشہور صحابہ کرام میں سے ہیں۔

۲۔ وہ حبش تھیں یا اس کا رنگ سیاہ تھا۔

۳۔ آپ کی تشریف آوری اور سلامتی پر خوشی کے طور پر۔ نذر کا معنی ہے اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان باندھنا۔ دُف زیادہ فصیح یہ ہے کہ دال پر پیش پڑھیں، زبر بھی آئی ہے۔

۴۔ اگر نذر نہیں مانی تھی تو نہ بجاؤ۔ یاد رہے کہ علماء کا دُف کے بجانے میں اختلاف ہے۔ بعض نے اسے مطلقاً مباح قرار دیا ہے، بعض نے مطلقاً مکروہ فرمایا، بعض نے شادیوں اور عیدوں وغیرہ کے موقع پر اسے اور جائزگانوں کو مباح قرار دیا ہے۔ یہی صحیح اور مختار مذہب ہے۔ بعض نے کہا کہ اس کے ساتھ گھنگر وہوں یا نہ، ان میں فرق ہے، پہلی صورت بالاتفاق مکروہ ہے۔

یہ حدیث دُف کے بجانے کے مباح ہونے کی دلیل ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نذر کے پورا کرنے کا حکم دیا اور نذر کا پورا کرنا واجب ہے، یہ طے ہے کہ نذر ایسی چیز کی ہوتی ہے جو اطاعت و قربت کی جنس سے ہو، یہ جمہور علماء کا مذہب ہے، احناف کے نزدیک اس کا مباح ہونا کافی ہے۔ ہمارے نزدیک نذر مباح کے واجب کرنے کا نام ہے۔ تاہم گناہ کی نذر بالاتفاق جائز نہیں۔ لہذا اس حدیث سے دُف کا بجانا مباح بلکہ مستحب ہونا ثابت ہوا، جس صورت میں ہماری گفتگو ہے وہ اسی طرح ہے (یعنی مستحب ہے) کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور آپ کی سلامتی پر خوشی کا اظہار کرنا قربت اور عبادت ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عورتوں کے گانے کی آواز کا سنتا اگر فتنے سے خالی ہو (اور مغلی جذبات کو مشت کرنے کا باعث نہ ہو) تو مباح ہے۔ اسی طرح علماء نے فرمایا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گانے کا تذکرہ نہیں فرمایا، صرف اتنا فرمایا کہ اگر تم نے دُف بجانے کی نذر مانی ہے تو بجا لو۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ گانے کا ذکر دُف کے تابع تھا۔ جب آپ نے دُف کا حکم بیان فرمایا تو گانے کا حکم بھی معلوم ہو گیا۔ تیسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ گانا مباح ہے (بشرطیکہ فتنے سے خالی ہو) شبہ اگر تھا تو دُف کے بجانے میں تھا اس لیے فرمایا کہ اگر تم نے اس کی بھی نذر مانی ہے تو اسے بھی پورا کر لو۔ فافہم۔

۵۵ اور اے بچے چھپا لیا۔

۵۶ اس حدیث میں اشکال یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداءً اس عورت کو دف بجانے کی اجازت کیوں دی؟ بلکہ اسے حکم کیوں دیا؟ اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق، عثمان غنی اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی آمد کے باوجود منع نہ فرمایا اور آخر میں اسے شیطان قرار دیا۔ شارحین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس عورت کا عقیدہ یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیر و عافیت کے ساتھ واپس آنا اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت ہے جو شکر گزاری، مسرت و شادمانی کا باعث ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تدریجاً پوری کرنے کا حکم دیا۔ اس طرح دف کا بجانا لہو و لعب نہ رہا بلکہ حقانیت کی صفت کے ساتھ موصوف ہو گیا، یوں ہی مکروہ نہ رہا بلکہ مستحب قرار پایا۔ لیکن یہ مقصد تو محو طری مقدار کے ساتھ پورا ہو گیا۔ جب اس نے حد سے تجاوز کیا (اور مسلسل بجاتی ہی رہی) تو دف کا بجانا مکروہ کی حد میں داخل ہو گیا۔ اسی وقت حضرت عمر فاروق تشریف لے آئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا ارشاد فرمایا، زیادہ بجانے اور ضرورت کے بغیر اس فعل کے کرنے کی ممانعت کی طرف اشارہ فرمایا۔ صراحۃً منع نہ فرمایا تاکہ حرام نہ قرار پائے۔

البتہ دو بچیاں جو خوشی کے دنوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے دف بجا رہی تھیں اور گارہی تھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں منع نہ فرمایا اور ان کے لیے کوئی حد مقرر نہ فرمائی، اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لیے قید و وقت کی نہ تھی، یہ اس لیے تھا کہ وہ عید کے دن تھے لہذا حالات مختلف ہوئے بعض حالات جاری رکھنے کا تقاضا کرتے ہیں اور بعض اس کا تقاضا نہیں کرتے۔ یہ تفصیل علامہ توریشتی نے بیان کی اور ان کے حوالے سے علامہ طیبی نے نقل کی۔

۵۶۱ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فَسَمِعْنَا لَعَطًا وَصَوْتَ صَبِيَّانِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَحَبَشِيَّتُهُ تَزْفِرُ وَالصَّبِيَّانِ حَوْلَهَا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ تَقَالِي فَأَنْظُرِي فَبَدَأْتُ فَوَضَعْتُ لِحْيَتِي عَلَى مَنْكِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهَا مَا بَيْنَ الْمَنْكِبِ إِلَى سَاسِئِهِ فَقَالَ لِي أَمَا شَبِعْتَ أَمَا شَبِعْتَ فَجَعَلْتُ أَقُولُ لَا لَا أَنْظُرُ مَسْرُورَتِي عِنْدَهَا إِذْ طَلَعَ عُمَرُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے تو ہم نے علی بن ابی طالب اور بچوں کی آوازیں سنیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک حبشی عورت ناچ رہی ہے اور بچے اس کے گرد جمع ہیں۔ فرمایا عائشہ! آؤ اور دیکھو، میں نے آکر اپنے دونوں جبرٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر رکھ دیے اور اسے آپ کے کندھے اور سر مبارک کے درمیان سے دیکھنے لگی، آپ نے مجھے فرمایا کیا تم سیر نہیں ہوئیں؟ کیا تمہارا جی نہیں بھلا؟ میں کہتی رہی، میں یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ آپ کی بارگاہ میں

فَارْفَضَ النَّاسُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أَنْظُرُ إِلَى
شَيَاطِينِ الْجَبِّ وَالْأَدْنَى قَدْ فَزَعُوا
مِنْ عُمَرَ قَالَتْ فَرَجَعْتُ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا
حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

میرا کتنا مرتبہ ہے؟ اچانک عمر فاروق تشریف لے آئے
تو لوگ چھٹے ٹھگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: ہم جنوں اور انسانوں کے شیطانوں کو دیکھتے ہیں
کہ وہ عمر سے بھاگ گئے ہیں۔ اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں
چنانچہ میں بھی واپس آگئی۔ امام ترمذی نے اس حدیث
کو روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن، صحیح، غریب،

۱۔ لُغَطُ لام اور نَقَطُ والی غین کے ساتھ، دونوں پر زبر، آواز، شور، بچوں کی آواز
۲۔ زَقْن، زَا، فَا اور نون کے ساتھ۔ زمین پر پاؤں مارنا
۳۔ اور وہ بھی ناپاچ رہے ہیں
۴۔ تَعَالَ لام پر زبر
۵۔ نَحْبِ لام پر زبر، حاء ساکن، چہرے کی وہ بڑی جہاں دائرہ پیدا ہوتی ہے، یعنی ٹھوڑی اور
رخسار کی دونوں طرفین

۶۔ دو دفعہ فرمایا

۷۔ یعنی مجھ سے کتنی محبت رکھتے ہیں اور میری خوشنودی کا کہاں تک خیال فرماتے ہیں؟

۸۔ اَرْفَضَ، ضَادْ مشدّد، بروزن اُحمر

۹۔ اور ان کا دیکھنا چھوڑ دیا۔ گویا حضرت عائشہ کا یہ قول اس اعتبار سے ہے کہ وہ بھولوبھول کی صورت
مکھی (اور وہ باقاعدہ ڈانس اور رقص نہ تھا) ورنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح ملاحظہ فرماتے؟ اور حضرت عائشہ
کو کس طرح دکھاتے؟ اس حدیث کی توجیہ بھی گزشتہ حدیث کی طرح ہے۔

یاد رہے کہ حبشیوں کے کھیل کود کی حدیث صحیحین میں دوسری طرح بھی آئی ہے اور وہ یہ کہ حبشی مسجد میں
نیزہ بازی کرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نیزہ بازی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دکھائی
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انھیں منع کیا اور انھیں کسرا اٹھا کر مارنے لگے۔ نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: عمر رہنے دو کہ آج عید کا دن ہے۔ یعنی عید کے دن کسی قدر بھولوبھول مباح ہے۔
نیز اس حدیث میں حبشی عورت اور بچوں کا ذکر ہے یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ حضرت عائشہ نے اجنبیوں کی
طرف کس طرح دیکھا؟ اور اس کا جواب دیا جائے کہ وہ اس وقت کم عمر تھیں (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد
ان کی نیزہ بازی کو دیکھنا تھا نہ کہ ان کے چہروں کا ۱۲ قادری) ہو سکتا ہے کہ یہ الگ واقعہ ہو جائے امام ترمذی
نے روایت کیا اور وہ دوسرا واقعہ ہو جسے امام بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ واللہ اعلم۔

الفصل الثالث

۵۹۲ عَنْ أَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ
وَأَفَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ
اللَّهِ لَوْ اتَّخَذْنَا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ
مُصَلًّى فَزَلَّتْ

وَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
يَدْخُلُ عَلَى نِسَائِكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ
فَلَوْ أَمَرْتَهُنَّ يَحْتَجِبْنَ فَزَلَّتْ آيَةُ
الْحِجَابِ وَاجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ
فَقُلْتُ عَلَى رَبِّهِ إِنْ طَلَّقُنَّ أَنْ
يُبْدِلَهُنَّ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ فَزَلَّتْ
كَذَلِكَ وَفِي رِوَايَةٍ لِابْنِ عُمَرَ
قَالَ قَالَ عُمَرُ وَأَفَقْتُ رَبِّي فِي
ثَلَاثٍ فِي مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ وَفِي الْحِجَابِ
وَفِي أُسَارَى بَدْرٍ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

❖ ❖

تیسری فصل

حضرت انس اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم
روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا میں نے
تین باتوں میں اپنے رب سے موافقت کی (۱) میں نے
عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اچھا ہوتا اگر ہم مقام ابراہیم
کو جائے نماز بنا لیتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی کہ تم
مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ (۲) میں نے عرض کیا
یا رسول اللہ! آپ کی ازواج مطہرات کے پاس نیک اور
بدکار لوگ حاضر ہوتے ہیں کتنا اچھا ہوتا کہ آپ انھیں
پردے کا حکم دیتے تو آیت حجاب نازل ہوئی (۳)
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات غیرت میں
اکٹھی ہو گئیں تو میں نے کہا: قریب ہے کہ اگر حضور تھیں
طلاق دے دیں تو آپ کا رب آپ کو تم سے بہتر
بیویاں عطا فرمادے تو اسی طرح آیت نازل ہو گئی
حضرت ابن عمر کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر
نے فرمایا: میں نے تین باتوں میں اپنے رب سے
موافقت کی (۱) مقام ابراہیم (۲) پردے کے
بارے میں (۳) بدر کے قیدیوں کے بارے میں۔

(بخاری، مسلم)

۱۔ یعنی ہم نماز کے لیے مقام ابراہیم میں کھڑے ہوتے۔ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے کہ اس میں
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان ہیں۔ یہ پتھر بیت اللہ شریف کے سامنے ہوتا تھا (آج
بھی سامنے ہے)

۲۔ اور میں نے آپ کی شان اور عظمت کے مناسب نہیں سمجھتا۔

۳۔ یہ پردہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پر واجب تھا۔ یہ اس ستر عورت کے علاوہ
تھا جو تمام عورتوں پر واجب ہے اور اس کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے۔ حجاب کا یہ معنی ہے کہ اگرچہ
انھوں نے کپڑے پہنے ہوئے ہوں اور وہ ان میں پوشیدہ ہوں، اس کے باوجود وہ مردوں کے سامنے نہ آئیں

یہ اہمات المؤمنین رضی اللہ عنہم کا خاصہ ہے۔
۱۷ شہد نوش فرمانے کے واقعہ میں، پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد اپنے اوپر حرام فرمادیا۔

۱۸ جولفتوں میں بھی موافق تھی اور معنی میں بھی۔

۱۹ میرا مشورہ یہ تھا کہ انھیں قتل کر دیا جائے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشورے کے مطابق فدیہ لے کر قیدیوں کو رہا کر دیا۔

سوال :- اس حدیث سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی موافقت تین یا چار چیزوں میں ثابت ہو رہی ہے، اس سے پہلے کہا گیا ہے کہ انھوں نے بیس یا اس سے زیادہ امور میں موافقت کی۔

جواب :- خاص طور پر تین (یا چار) چیزوں کا ذکر زائد امور کی نفی نہیں کرتا، ہو سکتا ہے کہ اس وقت موقع کی مناسبت سے تین چیزوں کا ذکر ہی موزوں ہو، اس لیے تین ہی کا ذکر کیا گیا۔

۲۰ اگرچہ واقعہ یہ تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے مشورے کے مطابق آیات نازل فرمادیں۔ لیکن انھوں نے ازراہ ادب یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان امور میں میرے ساتھ موافقت کی بلکہ یہ کہا کہ میں نے ان امور میں اپنے رب سے موافقت کی (۱۲ شرف قادری)

۵۹۲ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ
فُضِّلَ النَّاسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
بَارْبَعٍ بِذِكْرِ الْأَسَارَى يَوْمَ بَدْرٍ
أَمَرَ بِقَتْلِهمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى
لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ
فِيهَا أَهْدُتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ وَبِذِكْرِ
الْحِجَابِ أَمَرَ نِسَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَحْتَجِبْنَ
فَقَالَتْ لَهُ زَيْنَبُ وَإِنَّكَ عَلَيْنَا
يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالْوَحْيُ يُنْزَلُ
فِي بُيُوتِنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى
وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ
مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ وَبِدَعْوَةِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو لوگوں پر چار
امور میں فضیلت دی گئی (۱) بدر کے قیدیوں کے
ذکر میں، آپ نے ان کے قتل کا مشورہ دیا اور اللہ تعالیٰ
نے یہ آیت نازل فرمادی (جس کا ترجمہ ہے)، اگر
اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا حکم پہلے سے یہ نہ ہوتا تو جو کچھ تم
نے لیا ہے اس کے سلسلے میں عظیم عذاب لاحق ہوتا
(۲) انھوں نے پردے کا ذکر کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم کی ازواج مطہرات کو پردے کا حکم دیا تو حضرت
زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے ابن خطاب! آپ
ہم پر حکم چلا تے ہیں حالانکہ وحی ہمارے گھروں میں
نازل ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما
دی اے مسلمانو! جب تم ان مقدس خواتین سے کوئی
سامان طلب کرو تو ان سے پردے کے پیچھے سے

أَيَّدَ الْإِسْلَامَ يَعْمَدَ وَبَدَأِيهِ فِي أَبِي
بَكْرٍ كَانَ أَوَّلَ نَاسٍ بَايَعَهُ
(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

طلب کرو (۳) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی:
اے اللہ! اسلام کو عمر کے اسلام سے تقویت عطا
فرما (۴) حضرت عمر نے مشورہ دیا کہ حضرت ابوبکر کی بیعت
کی جائے اور سب سے پہلے حضرت عمر نے ان کی بیعت
کی۔ (امام احمد)

۱۷ یہ پورا واقعہ اس آیت کی تفسیر میں سورۃ انفال میں بیان کیا گیا ہے۔
۱۸ جو کہ ائمہ المؤمنین میں سے ہیں۔

۵۹۴ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ذَاكَ الرَّجُلُ أَرْفَعُ أُمَّتِي دَرَجَةً
فِي الْجَنَّةِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَاللَّهِ
مَا كُنَّا نَرَى ذَاكَ الرَّجُلَ إِلَّا عُمَرَ
بْنَ الْخَطَّابِ حَتَّى مَضَى بِسَبِيلِهِ
(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص
جنت میں مرتبے کے اعتبار سے ہماری امت کا
بلند ترین فرد ہے۔ حضرت ابوسعید فرماتے ہیں اللہ کی
قسم! ہم یہی گمان کرتے تھے کہ وہ شخص عمر بن خطاب
ہی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے راستے پر روانہ ہو گئے
(ابن ماجہ)

۱۷ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح مبہم طور پر ذکر فرمایا اور معین نہیں فرمایا کہ وہ کون سا شخص ہے
مقصود یہ تھا کہ صحابہ کرام جدوجہد اور کوشش کریں کہ اس مرتبے کو پالیں اور وہ مرتبہ مداومت ہی سے حاصل ہوگا
تیر طاعتوں، عبادتوں اور اخلاق و کمالات سے موصوف ہو کر ہی حاصل کیا جاسکے گا، یا کسی صحابی کا ذکر ہوا ہوگا
جو ان صفات سے موصوف ہوگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ جو شخص ان صفات سے موصوف
ہوگا اس کا مرتبہ بلند ترین ہوگا۔ ہر صورت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اپنا تاثر بیان فرما دیا جیسے
کہ آگے آ رہا ہے۔

۱۸ اس لیے کہ ہم ان کی نیکیوں اور بھلائیوں کے چشم دید گواہ تھے۔ یہ ان کی شان اور رفعت مرتبہ کے
بیان میں میلانہ ہے، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ان صفات اور کمالات میں سب سے یقینی اور قطعی طور
پر افضل ہوں۔ لہذا ان کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہونا بھی لازم نہیں آئے گا۔ شارحین نے اسی
طرح اس حدیث کا مطلب بیان کیا ہے

۱۹ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ وفات پا گئے اور عمر بھر اسی حال پر رہے۔ رضی اللہ عنہ۔

۵۹۵ وَعَنْ أَسْلَمَ قَالَ سَأَلَنِي ابْنُ
عُمَرَ بَعْضَ شَأْنِهِ لَعِنِي عُمَرُ فَأَخْبَرْتُهُ

حضرت اسلم سے روایت ہے کہ مجھ سے ابن عمر
نے حضرت عمر کے کچھ حالات دریافت کیے میں نے

فَقَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَيْثُ قُبُضَ
كَانَ أَجَدَّ وَأَجْوَدَ حَتَّى انْتَهَى مِنْ عُمَرَ
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

انہیں بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
رحلت کے بعد کسی شخص کو زیادہ کوشش کرنے والا
اور زیادہ نیک حضرت عمر سے بڑھ کر نہیں پایا۔ یہاں تک
کہ وہ انتہا کو پہنچے۔ (بخاری)

۱۔ اسم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام اور تابعین میں سے تھے۔
حضرت ابو رافع صحابی کا نام بھی اسم سے لیکن ظاہر یہ ہے کہ اس جگہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے
آزاد کردہ اور زید بن اسم کے والد حضرت اسم مراد ہیں۔

۲۔ شارحین فرماتے ہیں کہ یہ بیان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے پر محمول ہے۔ تاکہ
حضرت ابو بکر صدیق اس عموم سے خارج ہو جائیں۔

۵۹۶۱ وَعَنِ الْمُسَوِّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ
قَالَ لَمَّا طَعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَأْلُو فَقَالَ
لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكَانَتْ يَجْزِعُهُ
يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا تَكُلْ ذَلِكَ
لَقَدْ صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَحْسَنْتُ صُحْبَتَهُ
ثُمَّ فَارَقَكَ وَهُوَ عِنْدَكَ رَاضٍ ثُمَّ
صَحِبْتُ أَبَا بَكْرٍ فَأَحْسَنْتُ صُحْبَتَهُ
ثُمَّ فَارَقَكَ وَهُوَ عِنْدَكَ رَاضٍ ثُمَّ
صَحِبْتُ الْمُسْلِمِينَ فَأَحْسَنْتُ
صُحْبَتَهُمْ وَلَكِنْ قَارَ قَتْمُ لِقَارِ قَتْمِهِمْ
وَهُوَ عِنْدَكَ رَاضُونَ قَالَ أَمَا
مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَرِضَاةٍ فَإِنَّمَا ذَلِكَ مِنْ
مَنْ اللَّهُ مَنَّ بِهِ عَلَى
وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ
صُحْبَتِهِمْ أَبِي بَكْرٍ وَرِضَاةٍ فَإِنَّمَا

حضرت مسور بن مخزوم رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زخمی کیے
گئے تو وہ دعو غم کا اظہار کرنے لگے۔ ابن عباس نے
گویا انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا امیر المؤمنین! یہ
سب رنج و غم کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ بے شک
تحقیق آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاص
ر رہے اور آپ نے صحبت خوب نبھائی یہ پھر حضور صلی اللہ
علیہ وسلم آپ سے (ظاہری طور پر) اس حال میں
جدا ہوئے کہ آپ سے راضی تھے۔ پھر آپ حضرت
ابو بکر صدیق کے معاص رہے اور حق رفاقت خوب
ادا کیا پھر وہ آپ سے اس حال میں جدا ہوئے کہ
آپ سے راضی تھے۔ پھر آپ مسلمانوں کے معاص
(اور امیر) رہے اور ان کی صحبت کا حق ادا کیا۔ اگر
آپ ان سے جدا ہو گئے تو آپ ان سے اس حال میں
جدا ہوں گے کہ وہ آپ سے راضی ہوں گے۔ حضرت
عمر نے فرمایا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی صحبت اور آپ کی خوشنودی کا ذکر کیا ہے تو یہ
اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جو اس نے مجھ پر فرمایا

اسی طرح آپ نے جو حضرت ابوبکر کی صحبت اور ان کی رضا کا ذکر کیا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان ہے رہی میری پریشانی جو آپ دیکھ رہے ہیں تو وہ آپ کے لیے اور آپ کے ساتھیوں کے لیے ہے۔ اللہ کی قسم! اگر میرے پاس زمین کے بھرنے کی مقدار سونا ہو تو میں اللہ تعالیٰ کا عذاب دیکھنے سے پہلے اس کے عذاب کا فدیہ دے دوں (بخاری)

ذَلِكَ مَنْ مِّنَ اللَّهِ مَنْ يَبِ عَسَى
وَأَمَّا مَا تَرَىٰ مِنْ جَزَعِي فَمَهُو
مِنْ أَجْلِكَ وَمِنْ أَجْلِ أَصْحَابِكَ
وَاللَّهُ كَوَّاتٌ لِّى طَلَعَ الدُّرُغ
ذَهَبًا لَا فَتَدَيْتُ بِهِ مِنْ عَذَابِ
اللَّهِ قَبْلَ أَنْ أَسْأَلَ -
(رد الوال البخاری)

۱۷ سورہ میم کے پچھے زیر اور بے نقطہ سین ساکن ابن مخزمہ میم بہ زیرہ نقطہ والی خاء ساکن قریشی زیرہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے اور کم عمر صحابی ہیں۔ ہجرت کے دو سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے سن آٹھ ہجری میں مدینہ طیبہ لائے گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئے اور آپ کے ارشادات کو یاد رکھا۔

۱۸ (مولوی امیر علی نے اشعۃ اللمعات کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ ترجمہ کی عبارت سے یہ دہم پیدا ہوتا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی پریشانی زخم کی وجہ سے تھی۔ حالانکہ یہ دہم ہے بلکہ ان کی پریشانی آخرت کے خوف کی وجہ سے تھی۔ اس لیے ابن عباس نے انھیں تسلی دی۔ حاشیہ۔ حالانکہ اس حدیث شریف کے آخر میں وضاحت موجود ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی پریشانی مسلمانوں کے لیے تھی اور آخرت کیلئے بھی۔ پوری حدیث شریف کے پڑھنے کے بعد کوئی دہم باقی نہیں رہتا ۱۲ قادری)

۱۹ یحزّز عہ باء پر پیش اور زاء مشدودہ کے پچھے زیر۔ گویا ابن عباس حضرت فاروق اعظم کی طرف بے قراری کی نسبت کر رہے تھے یا یہ معنی ہے کہ ان کی بے قراری کو دور کر رہے تھے۔

۲۰ کہ اور اس میں مبالغہ نہیں کرنا چاہیے۔

۲۱ بارگاہ رسالت کے حقوق اور آداب ملحوظ رکھے۔

۲۲ یعنی یہ بے قراری مسلمانوں کے غم کی وجہ سے ہے کہ ان کا حال کیا ہوگا؟ اور وہ کیا کریں گے؟ (کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فتنوں کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ تھے ۱۲ شرف قادری)

۲۳ طلاع بے نقطہ طاء کے پچھے زیر، ہر چیز کے بھرنے کی مقدار

۲۴ ظاہر یہ ہے کہ آراہ کی ضمیر عذاب کی طرف راجح ہے۔ فدیہ خاء کے پچھے زیر، سر کی قیمت، اس کے علاوہ رحلت کے وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وصیتیں اور آپ کے ارشادات بہت سے ہیں جو صحیح حدیثوں میں مذکور ہیں۔

مناقب ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما

چونکہ بعض احادیث میں حضرات شیخین (ابوبکر صدیق اور عمر فاروق) رضی اللہ عنہما کا ایک ساتھ ذکر واقع ہوا ہے۔ اس لیے حضرت مؤلف نے ان احادیث کا ذکر کرنے کے لیے ایک باب قائم کیا ہے۔ اکثر حالات میں ان دونوں حضرات کا ذکر ایک ساتھ واقع ہوا ہے، کیونکہ یہ دونوں حضرات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر، وقتاً فوقتاً بارگاہ اقدس کے حاضر باش، مقرب تھے اور مختلف امور میں ان سے مشورہ لیا جاتا اور ان پر اعتماد کیا جاتا تھا، تمام اوقات اور احوال میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی تھے۔

الفصل الاول

۵۹۷ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً إِذْ أَعْيَىٰ فَزَكَّيْهَا فَقَالَتْ إِنَّا لَمْ نَخْلُقْ لِهَذَا إِنَّمَا خُلِقْنَا لِحِرَاتِ الْأَرْضِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللَّهِ بَقَرَةٌ تَكَلِّمُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أَدْرِي بِهَا أَنَا وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثُمَّ وَقَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ فِي غَنَمٍ لَهُ إِذْ عَدَا الذِّئْبُ عَلَى شَاةٍ مِّنْهَا فَأَخَذَهَا فَأَذْرَكَهَا صَاحِبُهَا فَاسْتَنْقَذَهَا فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ فَمَنْ لَّيْمَا يَوْمَ السَّبْعِ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِي فَقَالَ النَّاسُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس حال میں کہ ایک شخص گائے کو چارہ داتا تھا اچانک وہ تھک گیا اور اس پر سوار ہو گیا۔ گائے نے کہا: ہمیں اس لیے پیدا نہیں کیا گیا۔ ہمیں تو صرف زمین کی کاشت کاری کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ لوگوں نے کہا سبحان اللہ یہ گائے کلام کرتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور ابوبکر و عمر علائکہ وہ دونوں اس جگہ حاضر نہیں تھے۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: ایک شخص اپنی بکریوں میں تھا کہ اچانک بھڑیے نے ایک بکری پر حملہ کیا اور اسے پکڑ لیا۔ بکری کے مالک نے اسے پکڑ لیا اور چھڑا لیا۔ بھڑیے نے اسے کہا: اس کا نگہبان کون ہوگا؟ درندوں کے دن جب کہ میرے سوا ان کا کوئی چرانے والا نہ ہوگا۔

سُبْحَانَ اللَّهِ ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ
أُوْمِنْ بِهِ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا
هَذَا تَعْرِفُ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

لوگوں نے کہا سبحان اللہ! بھڑیا کلام کرتا ہے،
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم اس پر ایمان
لاتے ہیں اور ابوبکر و عمر، حالانکہ وہ اس جگہ حاضر نہ تھے
(بخاری، مسلم)

۱۷ اس سے معلوم ہوا کہ گائے پر سوار ہونا اور اس پر بوجھ لادنا ناپسندیدہ ہے۔ شیخ ابن حجر نے فرمایا
اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ چار پایوں کو صرف اس کام میں استعمال کیا جائے گا جس میں اسے عرف اور
عادت کے مطابق استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ اولیٰ اور افضل کی طرف راہنمائی ہو یعنی اپنی
پیدائش کے اہم مقصد کے لیے انھیں استعمال کیا جائے۔ ورنہ حقیقی حصر مراد نہیں ہے کہ انھیں صرف کاشت کاری
کے لیے استعمال کیا جائے۔ کیونکہ جن فوائد کے لیے انھیں پیدا کیا گیا ہے ان میں بالاتفاق ذبح کرنا اور ان کا
گوشت کھانا بھی ہے۔

۱۸ بطور تعجب کہا

۱۹ یعنی گائے کے کلام کرنے پر کہ یہ حق ہے اور از قبیل دہم و خیال نہیں ہے نہ ہی یہ شیطان فی القاء ہے
یا یہ مطلب ہے کہ گائے کا یہ کنا برحق ہے کہ انھیں صرف کاشت کاری کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

۲۰ خصوصی طور پر ان کے ذکر میں اشارہ ہے۔ ان کے ایمان کے قوی اور کامل ہونے کی طرف۔

سوال :- حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو اس بات کا علم نہ تھا نہ ہی انھوں نے یہ
بات سنی۔ اسی طرح ان سے اس بات پر ایمان صادر نہیں ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح فرمایا کہ
اس پر ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ایمان لاتے ہیں۔

جواب :- مطلب یہ ہے کہ یہ ایسا امر ہے کہ اگر وہ اس پر مطلع ہو جائیں تو اس پر ایمان لائیں گے اس کی
تصدیق کریں گے اور اس میں شک یا تردد روا نہیں رکھیں گے۔

۲۱ (زیادہ ظاہر یہ ہے کہ یہ ضمیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایک کے بعد دوسرا واقعہ بیان فرمایا ۱۲ مولوی امیر علی)

۱۳ یعنی بکریوں کی جنس کا کون رکھوالا ہوگا؟ درندوں کے دن جب کہ میرے سوا ان کا کوئی چرانے نہیں
ہوگا۔ یوم السبع میں دو روایتیں ہیں (۱) باء مکن ہے (۲) باء پر پیش ہے۔ اس کا مطلب بیان
کرنے میں متعدد اقوال ہیں اگر باء مکن ہے تو اس کا مطلب فتنوں کا دن ہے جب لوگ ایک دوسرے سے
جنگ میں مصروف ہوں گے اور بکریوں کو بغیر کسی محافظ کے چھوڑ دیں گے۔ سَبْعٌ اور سَبَاعٌ کا معنی چھوڑ
دینا اور واگزار کر دینا ہے۔ سَبْعٌ کا معنی مہمل اور بے کار آیا ہے جب انھیں چرواہے کے بغیر چھوڑ دیا جائے
گا تو بھڑیئے ان کے نگہبان ہوں گے تو یہ بھڑیئے کی طرف سے آنے والے فتنوں اور مصیبتوں کی طرف

اشارہ ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ یوم السبع باء ساکن کے ساتھ دو درجہ جاہلیت کی عید کا نام ہے جس میں لوگ میلہ منانے کے لیے جمع ہوتے تھے۔ یہ میلہ انھیں ہر کام سے روک دیتا تھا۔ موشیوں کو کھلا چھوڑ دیتے تھے تو انھیں بھیڑیے کھا جاتے تھے۔ گویا بھیڑیے نے ماضی کی خبر دی کہ اس دن بھیڑیے بکریوں کے رکھوالے ہوتے تھے تم آج ان کی رکھوالی کرو گے یا عید کے دن بھی دیکھ بھال کرو گے جو ہر سال آتا رہے گا اور ان کی رکھوالی بھیڑیے کریں گے اور اگر باء پر پیش ہو (یوم السبع) تو اس کا معنی درندہ ہے۔ اس وقت بھی ان ہی معانی کا احتمال ہے اور اسے ان کی طرف راجع کیا جاسکتا ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ باء پر پیش ہو تو بھی اس کا معنی عید کا دن ہے۔ مشارق میں ہے کہ بعض شاعرین نے کہا کہ یہ یوم السبع یاء کے ساتھ ہے جس کا معنی ضائع ہونا ہے۔ سبع کا معنی ضائع ہے۔

۵۷۹۸ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنِّي لَوَاقِفٌ فِي قَوْمٍ فَدَعَا اللَّهُ لِعُمَرَ وَقَدْ وَضَعَ عَلَى سَرِيرِهِ اِذَا رَجُلٌ مِّنْ خَلْقِي قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهُ عَلَى مَنْكِبِي يَقُولُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ اِنِّي لَارْجُوَانُ يَجْعَلُكَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ اِنِّي كَثِيرًا مَا كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُنْتُ وَاَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَاَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَاَنْطَلَقْتُ وَاَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَوَحَلْتُ وَاَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَخَرَجْتُ اَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَانْتَفْتُ فَاِذَا عَلِيٌّ ابْنُ اَبِي طَالِبٍ

(متفق علیہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں ایک جماعت میں کھڑا تھا انھوں نے حضرت عمر کے لیے دعا کی ان کا جسد اطہر تحت پر رکھا ہوا تھا یہ اچانک ایک شخص نے پیچھے سے میرے کندھے پر اپنی کہنی رکھی اور فرمایا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ بے شک مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دو صاحبوں کی معیت عطا فرمائے گا کیونکہ میں بہت دفعہ سنتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے ہم تھے اور ابو بکر و عمر، ہم نے اور ابو بکر و عمر نے یہ کام کیا، ہم اور ابو بکر و عمر چلے، ہم اور ابو بکر و عمر داخل ہوئے، ہم اور ابو بکر و عمر نکلے۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔ (بخاری و مسلم)

۱۔ یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن۔

۲۔ شہادت کے بعد غسل دینے کے لیے۔

۳۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خطاب کرتے ہوئے۔

۴۔ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، معیت سے مراد یہ ہے کہ حجرہ مبارکہ میں آپ کا مزار مبارک ہوگا۔ یا یہ مطلب ہے کہ حقیقہ قدس (عالم ارواح) میں آپ کو معیت حاصل ہوگی۔

۵۷۹۹ (حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انھیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا: آپ کے ہر کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں میری آرزو ہو کہ میں اس جیسے اعمال لے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں یعنی میری تمنا ہے کہ میں آپ جیسے اعمال لے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں) (حاشیہ)

الفصل الثانی

دوسری فصل

۵۷۹۹ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ عِلِّيِّينَ كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ الدَّرِّيَّ فِي أَفْقِ السَّمَاءِ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ مِنْهُمْ وَأَنَّهُمَا رَوَاهُ فِي شَرْحِ الْمُسْتَدْرَكِ وَرَوَى نَحْوَهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنت والے علیینؑ والوں کو دیکھتے ہیں جس طرح تم نہایت روشن ستارے کو آسمان کے کنارے پر دیکھتے ہو اور ابوبکر و عمر بھی علیینؑ والوں میں سے ہیں اور یہ دونوں بہت فضیلت والوں میں سے ہیں۔ اس حدیث کو شرح السنہ میں روایت کیا۔ اسی طرح ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۵۷۹۹ علیینؑ - عین اور لام کے نیچے زیر۔ پہلی یاء مشدود (لام بھی مشدود) دوسری یاء ساکن۔ قاموس میں ہے کہ علیینؑ ساتویں آسمان پر ایک مقام ہے جہاں مومنوں کی روہیں جاتی ہیں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ یہ محافظ فرشتوں کے دفتر کا نام ہے جہاں نیکوں کے اعمال لے جائے جاتے ہیں۔ اس لفظ کی مزید تحقیق (عربی) شرح میں کی گئی ہے۔

۵۷۹۹ کنارے پر ستارہ زیادہ روشن دکھائی دیتا ہے۔ دُرِّيُّ دال پر پیش، راء مشدود کے نیچے زیر اور آخر میں یاء نسبت، یہ نسبت بے در کی طرف، جس کا معنی ہے مروارید (موتی) روشنی اور صفائی کے اعتبار سے نسبت ہے۔

۵۷۹۹ یعنی یہ دونوں فضیلت و شرافت کی نعمت میں بلند مرتبہ ہیں یا یہ مطلب ہے کہ یہ علیینؑ والوں میں بلند مرتبہ ہیں اور فضیلت و شرافت میں انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں۔

۵۸۰۰ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا الْهَوْلِ أَهْلُ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر اور عمر انبیاء اور رسولوں کے علاوہ اولین اور آخرین کے معمر لوگوں کے سردار ہیں اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا۔ ابن ماجہ نے لے حضرت علی مرتضیٰ

(ابن ماجة عَنْ عَلِيٍّ)

رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

سے گھوڑوں جمع ہے کھل کی۔ کاف پر زبر ہاء ساکن۔ وہ شخص جسے بڑھاپا لاحق ہو گیا ہو یا وہ شخص جس کی عمر تیس یا چونتیس اور اکاون سال کے درمیان ہو اسی طرح قاموس میں ہے صراح میں ہے۔ کھل درمیان عمر کا مرد۔ اکنتال چہرے کے دونوں طرف بال پیدا ہو جائیں اور پوری دائرہ ہی اتر آئے۔ ان حضرات کھوت سے ان کی دنیاوی زندگی کے اعتبار سے موصوف کیا گیا۔ ورنہ کوئی بھی معمر نہیں ہو گا پس معنی یہ ہے کہ ان لوگوں کے سردار ہیں جو وفات کے وقت معمر ہیں۔ جیسے بوڑھوں کے سردار ہوں گے۔ اسی طرح جوانوں کے بھی سردار ہوں گے بعض علماء نے کہا ہے کہ اس جگہ کھل سے مراد عقل مند اور صاحبِ علم ہے یعنی اللہ تعالیٰ انہیں اس حال میں بہشت میں لائے گا کہ یہ حلیم اور عاقل ہوں گے۔

۵۸۰۱ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ لَا
أَدْرِي مَا بَقَايِي فِيكُمْ فَأَقْتَدُوا بِالَّذِينَ
مَنْ أَعْدَى أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم (اپنے اندازے سے) نہیں جانتے کہ ہمارا تمھارے درمیان باقی رہتا کب تک ہے؟ لہذا تم ان دو افراد کی اقتداء کرو جو ہمارے بعد ہیں یعنی ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما (ترمذی)

سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اکابر صحابہ میں سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہزن ہیں۔
سے اور ہمارے خلیفہ ہوں گے۔

۵۸۰۲ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ
لَمْ يَرْفَعْ أَحَدٌ رَأْسَهُ غَيْرَ أَبِي بَكْرٍ
وَعُمَرَ كَانَ يَتَبَسَّمَانِ إِلَيْهِ وَيَتَبَسَّسُهُمَا
إِلَيْهِمَا - (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا
حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لاتے تو کوئی صحابی سوائے ابو بکر و عمر کے سر نہیں اٹھاتا تھا یہ دونوں حضرات آپ کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے یہ حدیث امام ترمذی نے روایت کی اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

سے یہ محبت کی خصوصیت ہے اور اہل محبت کی عادت ہے کہ جب ایک دوسرے پر نظر پڑے، تو بے اختیار مسکراتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کاشانہ مبارک سے تشریف لائے اور اس حال میں مسجد میں داخل ہوئے

۵۸۰۳ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ وَ
دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ أَحَدُهُمَا

عَنْ يَمِينِهِ وَالْأُخْرَى عَنْ شِمَالِهِ وَهُوَ
أَخِذٌ بِأَيْدِيهِمَا فَقَالَ هَكَذَا نُبْعَثُ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ -
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا
حَدِيثٌ غَرِيبٌ

کہ آپ کی دائیں جانب ابوبکر تھے اور بائیں جانب
عمر فاروق تھے۔ آپ نے ان دونوں کا ہاتھ پکڑا ہوا
تھا اور فرمایا اسی طرح ہم قیامت کے دن اٹھائے
جائیں گے۔ یہ حدیث امام ترمذی نے روایت کی
اور فرمایا، یہ حدیث غریب ہے۔

۱۰ (آج سے دس سال پہلے عظیم آباد شہر میں ایک رافضی کے ایک سنی کے ساتھ تعلقات تھے سنی
نے حج کے لیے جانے کا ارادہ کیا تو والد اعلیٰ ملاقات میں رافضی نے کہا کہ میری ایک آرزو ہے جسے میں
زبان پر نہیں لا سکتا۔ سنی نے کہا بیان کرو۔ اس نے پھر کہا میری ایک آرزو ہے جسے میں بیان نہیں کر سکتا
سنی نے کہا بتاؤ تو وہی۔ اس نے کہا اگر میرے ساتھ وعدہ کرو کہ میرا پیغام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک
پہنچا دو گے تو میں بیان کرتا ہوں۔ آخر وعدہ پیمان لے کر کہنے لگا: زیارت کے وقت عرض کرنا یا حضرت مجھے
بڑا شوق ہے لیکن اس لیے نہیں آسکتا کہ میرے دو دشمن آپ کے پاس مدفون ہیں۔ سنی کو یہ سن کر صدمہ پہنچا اور
اس نے پیغام پہنچانے سے معذرت کی۔ رافضی نے کہا تم تو پیغام رساں ہو اپنی طرف سے تو یہ الفاظ نہیں
کہو گے۔

سنی جب زیارت سے فارغ ہوا تو اسے رافضی کا پیغام یاد آگیا لیکن اسے عرض کرنے کا موقع نہ ملا۔ آخر
واپسی کا دن آ پہنچا۔ اس رات سنی نے وعدہ پورا کرنے کے لیے آدھی رات کے وقت دربار عالی میں حاضری دی
اور سلام کے بعد معذرت پیش کرتے ہوئے رافضی کا پیغام عرض کر دیا۔ اس پر شدید خوف طاری ہو گیا۔ معذرت
پیش کرتے اور روتے روتے وہیں بے ہوش ہو کر گر گیا۔ اسی حالت میں دیکھتا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ
وسلم ایک جگہ تشریف فرما ہیں۔ آپ کی دائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق ہیں انھوں نے قرآن پاک گردن میں حائل
کیا ہوا ہے۔ بائیں جانب حضرت عمر فاروق ہیں انھوں نے گردن میں تلوار حائل کی ہوئی ہے۔ سنی نے دیکھا کہ
وہ بھی اس جگہ حاضر ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ اس شخص نے تمہیں پیغام دیا تھا؟ سنی
نے دیکھا کہ وہ رافضی بھی دُور بیٹھا ہوا ہے۔ سنی نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے اللہ تعالیٰ کے نام پر مجھ سے
عہد لیا تھا کہ میں یہ پیغام پہنچاؤں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق کو اشارہ فرمایا انھوں نے تلوار کھینچی
اور اس کا سر اڑا دیا۔ اس کا سر لڑھکتا ہوا گندگی کی تالی میں جا پڑا۔

سنی کو ہوش آیا تو کانپتا ہوا اپنی قیام گاہ پر واپس آیا۔ واپسی پر جب عظیم آباد پہنچا تو اس نے اپنا خواب
مولوی خداجمش کو بیان کیا۔ دو تین دن کے بعد کچھ فاصلہ طے کر کے اس رافضی کے گھر گیا۔ اس کی بیوی اور بچوں
نے روتے ہوئے بیان کیا کہ تمہارا وہ دوست فلاں رات کو قضا کے حاجت کے لیے بیت الخلاء (لیٹرین) میں گیا تھا
شاید کسی دشمن نے پرنا لے کے ذریعے آکر اس کا سر تن سے جدا کر دیا اور نجاست کے گڑھے میں ڈال دیا اور دھڑ

پاؤں کی جگہ ڈال دیا۔ صبح ہوئی تو یہ معاملہ سامنے آیا، اس وقت تک ہمیں کوئی نشان نہیں مل سکا کہ قاتل کون ہے؟ یہ وہی رات تھی کہ سنی حاجی نے بے ہوشی میں یہ واقعہ دیکھا تھا اسے اس شدت سے رونا آیا کہ وہ منبسط نہ کر سکا گھر والوں کا خیال یہ تھا کہ یہ رافضی ہے اور اپنے دوست کی محبت میں رو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے عظمت اور کبریائی ہے۔ **وصلی اللہ تعالیٰ علی رسولہ محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین ۱۲ مولوی امیر علی محشی اشعۃ اللمعات**

۵۸۴. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ هَذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُدْرَسًا)

حضرت عبد اللہ ابن حنطب سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور عمر کو دیکھا تو فرمایا یہ دونوں دیکھنے اور سننے کے مرتبہ میں ہیں۔ اسے امام ترمذی نے مرسل روایت کیا۔

۱۱۔ عبد اللہ ابن حنطب بے نقطہ حاء اور طاء پر زبر، درمیان میں نون ساکن۔ صاحب جامع الاصول نے ان کا ذکر صحابہ کرام میں کیا ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ وہ صحابی نہیں ہیں بلکہ تابعی ہیں اور بڑے تابعی ہیں۔ امام ترمذی کے نزدیک یہی مختار ہے۔

۱۲۔ یعنی مسلمانوں میں ان کی حیثیت نفاست کی فضیلت کے اعتبار سے وہ ہے جو جسم میں دوسرے اعضاء کی نسبت سے کان اور آنکھ کی ہے۔ اسی معنی کے قریب وہ مطلب ہے جو بعض شارحین نے بیان کیا ہے کہ دین میں ان کی مثال وہ ہے جو جسم میں کان اور آنکھ کی ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ ہمارے لیے کان اور آنکھ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہم ان کے ذریعے سنتے اور دیکھتے ہیں۔ یہ مطلب وزارت اور وکالت کی طرف راجع ہے۔ ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں حق کے سننے، اس کی پیروی کرنے اور نفوس و آفاق سے ماوراء حق کا مشاہدہ کرنے کا سخت شوق رکھتے ہیں۔

۵۸۵. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَكَهُ وَزَيْرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ وَزَيْرَانِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَمَّا وَزَيْرَايَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ وَأَمَّا وَزَيْرَايَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَابُوبَكْرٍ وَعُمَرُ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری کے دو وزیر آسمان والوں میں سے ہیں اور دو وزیر زمین والوں میں سے۔ آسمان والوں میں سے ہمارے دو وزیر جبریل اور میکائیل ہیں اور زمین والوں میں سے ہمارے دو وزیر ابوبکر اور عمر ہیں۔

(ترمذی)

۱۱۔ دو وزیر آسمان کے فرشتوں میں سے ہیں جو عالم ملکوت سے ان کی امداد و اعانت کرتے ہیں۔ ۱۲۔ دو وزیر زمین والوں میں سے ان کے دوست ہیں جو عالم ناسوت (عالم اجسام) میں ان کی خدمت اور امداد کرتے ہیں۔

۳۵ وزیرِ مشتق ہے وزیر ہے والد کے پیچھے زیر، راء ساکن، جس کا معنی ہے بوجھ، وزیر بادشاہ کی جگہ حکومت کی مشکلات کا بوجھ اٹھاتا ہے اور اپنی رائے اور تدبیر سے اس کی اہلاد کرتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے اہم امور میں مشورہ کرتے تھے اور ان کی تدبیر کے مطابق کام کرتے تھے۔

۵۸۰۶ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ كَأَنَّ مِيزَانًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَوُزِنْتَ أَنْتَ وَأَبُوبَكْرٍ فَرَجَحْتَ أَنْتَ وَوُزِنَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَرَجَحَ أَبُو بَكْرٍ وَوُزِنَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَحَ عُمَرُ ثُمَّ رَفَعَ الْمِيزَانُ فَاسْتَأْذَنَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْبِي فَسَاءَ ذَالِكَ فَقَالَ خِلَافَةُ نُبُوَّةٍ ثُمَّ يُؤْتِي اللَّهُ الْمُلْكَ مَنْ يَشَاءُ

(رواہ الترمذی و ابوداؤد)

۳۵ حضرت ابوبکر ہشدر صحابی ہیں۔ غزوہ طائف میں مسلمان ہوئے اور قلعے کے اوپر سے کنوئیں کی چرخی پر پھلانگ لگا کر مسلمانوں کے لشکر میں پہنچ گئے۔ اسی لیے ان کا نام ابوبکرہ پڑ گیا بکرہ کا معنی ہے کنوئیں کی چرخی ۳۵ عجیب بات یہ کہ اس صحابی نے حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما کا موازنہ نہ دیکھا گویا یہ اس لیے تھا کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کے افضل ہونے میں سلف میں اختلاف ہے۔ جیسے کہ عقائد کی کتابوں میں مذکور ہے فافہم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۵ اِسْتَأْذَنَ بَرُوزَ اِفْتَعَلَ ہے اور سُوْعَے مشتق ہے اس کا معنی ہے غمگین ہونا۔ لکھا الگ ہے اور چار مجرور ہے یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس صحابی کے خواب کی بناء پر غمگین ہو گئے۔ جیسے کہ راوی نے خود اس کی تفسیر کرتے ہوئے کہا ہے کہ فَسَاءَ ذَالِكَ اس واقعہ کو سننے نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غمگین کر دیا۔

۳۵ یعنی ابوبکر اور عمر کی خلافت، خلافتِ نبوت ہے کیونکہ اس میں ملکیت اور اختلاف کا بالکل شائبہ نہیں ہے۔

۳۵ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترازو کے اٹھائے جانے کی تفسیر اور تاویل یہ فرمائی کہ خالص خلافت کا

زمانہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر ختم ہو جائے گا کہ اس پر اتفاق ہوگا۔ اس کے بعد ملکیت کی آمیزش ہو جائے گی، اختلاف اور بے انتظامی راہ پا جائے گی۔ چاروں خلفاء کے بعد ملکیت عضو ضیعنی کاٹنے والی ہوگی۔ جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے ترازو کے اٹھائے جانے سے یہ معنی اس لیے سمجھا کہ موازنہ ان چیزوں میں کیا جاتا ہے جو ایک دوسری کے قریب ہوں جب دو چیزیں ایک دوسری سے الگ الگ اور دور ہوں تو اس وقت موازنہ کا کوئی مطلب نہیں ہوتا۔ پس ترازو اٹھایا گیا اور موازنہ ترک کر دیا گیا تو اس خواب سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے بعد خلافت کا معاملہ کمزور پڑ جائے گا۔ اس حدیث کا مطلب شارحین نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ بعض شارحین نے یہ لفظ استواء بہا بروزن استعمل پڑھا ہے اور اول سے مشتق قرار دیا ہے یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منظر و فکر کے ذریعے اس خواب کی تاویل طلب کی اور راوی کا قول فساءہ حاصل معنی کی تاویل کا بیان ہوگا۔ اس صورت میں لام، کلمہ میں داخل ہوگا اور کلمہ استواء دل ہے، پہلی صورت میں استواء ہے۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھارے پاس ایک جنتی مرد آئے گا۔ پس حضرت ابوبکر تشریف لائے پھر فرمایا تمھارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا تو حضرت عمر تشریف لائے یہ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

۵۸۰۷ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَأَطْلَعِ ابُوبَكْرٌ ثُمَّ قَالَ يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَأَطْلَعَهُ عُمَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

اسے احادیث میں صحابہ کرام کی ایک جماعت کے لیے جنت کی بشارت وارد ہوئی ہے۔ چونکہ اس حدیث میں حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا یکجا ذکر ہوا ہے اس لیے یہ حدیث اس باب میں ذکر کی گئی ہے۔

سوال :- جنت کی بشارت تو دوسرے صحابہ کرام کے لیے بھی واقع ہوئی ہے لہذا ایسے تمام صحابہ کرام اس فضیلت میں شریک ہوں گے (شیخین رضی اللہ عنہما کا افضل ہونا کیسے ثابت ہوا؟)

جواب :- یہ باب شیخین رضی اللہ عنہما کی فضیلت بیان کرنے کے لیے قائم کیا گیا نہ کہ افضلیت بیان بیان کرنے کے لیے۔ ہاں بعض احادیث ان کے افضل ہونے پر بھی دلالت کرتی ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس حال میں کہ ایک روشن رات میں رسول اللہ

۵۸۰۸ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي

حَجَرِي فِي لَيْلَةٍ ضَاحِيَةٍ اِذْ قُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ يَكُونُ لِأَحَدٍ مِّنَ
الْحَسَنَاتِ عَدَدُ نَجُومِ السَّمَاءِ قَالَ نَعَمْ
عُمَرُ قُلْتُ وَآيَنَ حَسَنَاتٍ اَبِي بَكْرٍ قَالَ
اِنَّمَا جَمِيعُ حَسَنَاتٍ عُمَرَ كَحَسَنَةِ
وَاحِدَةٍ مِّنْ حَسَنَاتِ اَبِي بَكْرٍ (رَوَاهُ رِزِّي)

صلی اللہ علیہ وسلم کا سراقس میری آغوش میں تھا۔
اچانک میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کسی کی نیکیاں
آسمان کے ستاروں جتنی بھی ہیں؟ فرمایا ہاں عمر
فاروق کی (نیکیاں اتنی ہیں) میں نے عرض کیا ابوبکر
کی نیکیاں کتنی ہیں؟ فرمایا: عمر کی تمام نیکیاں ابوبکر
کی ایک نیکی کی طرح ہیں (رزی)

۱۔ مقصد واقعہ کا بیان کرنا ہے کہ سوال روشن رات میں تھا۔ مراد مطلق آسمان کے ستارے ہیں۔ لہذا
یہ سوال وارد نہیں ہوگا کہ روشن رات میں ستارے کم ہوتے ہیں (یعنی آسمان کے ستاروں کی تعداد مراد ہے روشن
رات کے ستاروں کی تعداد مراد نہیں ہے۔ روشن رات کا تذکرہ اس حوالے سے ہے کہ سوال اس رات میں
کیا گیا تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ آسمان کے ستاروں کی تعداد کتنی ہے
اور امت مسلمہ کے افراد کی نیکیوں کی تعداد کتنی ہے؟ ۱۲ اشرف قادری

۲۔ یعنی ابوبکر کی نیکیاں اس سے بھی زیادہ ہیں۔ اگر فرض کیا جائے کہ حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہ کی نیکیاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نیکیوں سے زیادہ تھیں۔ اس کے باوجود
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل ہیں کیونکہ ان کی نیکیوں میں کیفیت اور نفاست کے اعتبار سے
زیادہ قوت ہے۔ ان کا کمال اخلاص اور مشاہدہ معرفت اس کے علاوہ ہے جیسے کہ حدیث شریف میں آیا
ہے کہ ابوبکر کو تم پر فضیلت روزے اور نماز کی کثرت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس چیز (ایمان و
اخلاص کی قوت) کی بنا پر ہے جو ان کے دل میں رکھی گئی ہے۔ اس حدیث کے بارے میں امام غزالی
اور امام عراقی نے فرمایا کہ مجھے یہ حدیث مرفوع نہیں ملی۔

حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت ابوبکر بن عبد اللہ مزنی کا قول ذکر کیا ہے۔ اسی طرح
ابن ربیع نے کہا ہے جو یمن کے اکابر علماء اور ہمارے مشائخ حدیث میں سے ہیں۔

باب

مناقب عثمان غنی رضی اللہ عنہ

محدثین نے خلفاء ثلاثہ کے فضائل میں جو احادیث روایت کی ہیں ان میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مناقب بھی وارد ہوئے ہیں۔ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ جو احادیث بیان کی ہیں وہی کافی ہیں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کاشانہ مبارک میں پہلو کے بل لیٹے ہوئے تھے۔ آپ کی رانیں بائیں لیکن منکشف تھیں پس حضرت ابوبکرؓ نے اجازت طلب کی آپ نے انھیں اسی حالت میں اجازت دے دی۔ حضرت ابوبکرؓ نے گفتگو کی۔ پھر حضرت عمرؓ نے اجازت طلب کی۔ آپ نے اسی حالت میں انھیں بھی اجازت دے دی، انھوں نے بھی گفتگو کی۔ پھر حضرت عثمانؓ نے اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے۔ اور اپنے کپڑے درست کیے جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ حضرت ابوبکرؓ آئے تو آپ نے ان کے لیے حرکت نہیں فرمائی اور ان کے لیے اہتمام نہیں کیا۔ پھر عمرؓ داخل ہوئے تو ان کے لیے بھی نہ تو آپ نے حرکت کی اور نہ اہتمام کیا۔ پھر عثمان غنی داخل ہوئے تو آپ بیٹھ گئے اور

۵۸۹ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِي بَيْتِهِ كَأَنَّهُ قَدْ خَذِيَ أَوْ سَاقِيَ فَاسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ فَأْذَنَ لَهُ وَهُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ فَتَحَدَّثَ ثَوًّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَأْذَنَ لَهُ وَهُوَ كَذَلِكَ فَتَحَدَّثَ ثَوًّا اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَوَّى ثِيَابَهُ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشْ لَهُ وَلَمْ تُبَالِ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشْ لَهُ وَلَمْ تُبَالِ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتُ وَسَوَّيْتُ ثِيَابَكَ فَقَالَ لَا اسْتَحْيِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ إِنْ

عُثْمَانُ رَجُلٌ حَيٌّ قَاتِيٌ خَشِيتُ
إِنْ أَذِثْتُ لَهُ عَلَى تِلْكَ الْحَالَةِ أَنْ
لَوْ يَبْلُغَ إِلَيَّ فِي حَاجَتِهِ

(رَوَاكُ مُسْلَخٌ)

اپنے کپڑے درست فرمائے۔ فرمایا کیا ہم اس شخص سے
حیا نہ کریں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں؟ اور ایک
روایت میں ہے فرمایا: بے شک عثمان حیا والے شخص
ہیں اور ہمیں خوف ہوا کہ اگر ہم نے انھیں اسی حالت
میں اجازت دے دی تو وہ ہمارے سامنے اپنی حاجت
پیش نہیں کر سکیں گے (مسلم)

۱۔ رانیں یا پنڈلیاں منکشف تھیں۔ یہ راوی کا شک ہے لہذا اس سے وہ لوگ استدلال نہیں کر سکتے جو کہتے
ہیں کہ ران عورت (پردے کی جگہ) نہیں ہے کیونکہ یہ بیان دلیل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ بعض علماء نے
یہ طلب کہ رانیں قمیص سے ماری تھیں نہ کہ تہبند سے اور انھوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حال شریف
سے یہی ظاہر ہے واللہ اعلم۔

۲۔ اندر آنے کی اجازت طلب کی۔

۳۔ یعنی ران (یا پنڈلی) کو ڈھانپنے بغیر

۴۔ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹھنے اور حاضر خدمت رہنے پر کچھ وقت گزر گیا۔
۵۔ پہلے آپ پہلو کے بل لیٹے ہوئے تھے۔ پھر بیٹھ گئے۔ علماء فرماتے ہیں کہ ٹھڑے ہوئے آدمی کے
بیٹھنے کو قعود اور لیٹنے اور سجدہ کے بعد بیٹھنے کو جلوس کہتے ہیں۔

۶۔ ہشاشت اور ہشاشت کا ایک معنی ہے۔ ہشاشت کا اصل معنی خوشی اور جلدی کرنا ہے۔ رَجُلٌ مُشٌّ
بَش کا معنی ہے خوش اور حبیبت۔

۷۔ یا سے اس جگہ تعظیم و توقیر اور اہتمام کرنا ہے۔

۸۔ یعنی رانوں یا پنڈلیوں کے منکشف ہونے کی حالت میں۔

۹۔ یعنی شرم کی وجہ سے ہماری خدمت میں حاضر ہو کر بیٹھ نہیں سکیں گے اور اپنی حاجت پیش
نہیں کر سکیں گے۔

دوسری فصل

حضرت طلحہ ابن عبید اللہ رضی اللہ عنہما سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: ہر نبی کا ایک مہربان دوست ہے اور ہمارا
مہربان دوست یعنی جنت میں عثمان ہے۔ اس

الفصل الثانی

۱۰۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَكُلُّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ وَرَفِيقِي يَعْنِي فِي
الْجَنَّةِ عُثْمَانُ - رَوَاكُ التِّرْمِذِيُّ

وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ
وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِاَلْقَوِي وَهُوَ
مَنْقُطٌ

حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا۔ امام ابن ماجہ
نے اسے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا۔ امام ترمذی
نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اس کی سند قوی
نہیں ہے اور سند منقطع ہے۔

اسے یعنی جنت میں، یہ راوی کا کلام ہے جسے اس نے قرینے کی بناء پر سمجھا ہے اور اس کے ساتھ
تفسیر کی ہے۔

۵۸۱۱ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَبَابٍ
قَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَهُوَ يَخُتُّ عَلَى جَيْشِ الْعُسْرَةِ فَقَامَ عُثْمَانُ
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ
يَا حُلَاسِيهَا وَأَقْتَابِيهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ تُوَحِّضُ
عَلَى الْجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ
يَا حُلَاسِيهَا وَأَقْتَابِيهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ تُوَحِّضُ
عَلَى الْجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَى ثَلَاثِ
مِائَةِ بَعِيرٍ يَا حُلَاسِيهَا وَأَقْتَابِيهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ مَا عَلَى
عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هَذِهِ مَا عَلَى عُثْمَانَ
مَا عَمِلَ بَعْدَ هَذِهِ

حضرت عبدالرحمن بن خباب رضی اللہ عنہما سے
روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں اس حال میں حاضر ہوا کہ آپ تبوک کے
شکر کے بارے میں صحابہ کرام کو ابھار رہے تھے
حضرت عثمان نے اٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ! میرے
ذمہ دو سو اونٹ جھولوں اور پالانوں سمیت اللہ تعالیٰ
کے راستے میں ہیں۔ آپ نے پھر شکر کی ادا کی اپیل
کی تو حضرت عثمان نے اٹھ کر عرض کیا کہ مجھ پر تین سو
اونٹ جھولوں اور پالانوں سمیت اللہ کے راستے میں
ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر سے
نیچے اترتے ہوئے دیکھا، آپ فرما رہے تھے اس
کے بعد عثمان جو کام کریں ان پر گناہ نہیں ہے اس
کے بعد جو کچھ کریں ان پر گناہ نہیں ہے۔

(ترمذی)

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

اسے عبدالرحمن تابعی ہیں اور ان کا شمار لبروں میں ہوتا ہے ان کے والد خباب نقطے والی خلع پہنڈ رہا ہوا
ابن الارت ہیں۔ ہنرے اور راء پہنڈ رہا، تام مشد۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ اولین مہاجرین میں سے ہیں۔
اللہ تعالیٰ کے راستے میں انھیں بڑا عذاب دیا گیا۔ ان کے شہید کیے جانے کا واقعہ عجیب و غریب اور صحیح
بخاری میں بیان کیا گیا ہے۔

اسے جسے جیش العسرة کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں مسلمانوں نے بڑی تنگی اور سختی برداشت کی۔ ساز و سامان
ناپید، گرمی کا موسم، خوراک اور پانی کی اس حد تک قلت کہ درختوں کے پتے کھاتے تھے اداوتوں کی اور بھڑکی
چوڑ کر منہ تر کرنے لگے۔ جیسے کہ کتب سیرت میں بیان ہے۔ بے سامانی حد سے متجاوز تھی۔

۱۔ اخلاص جمع ہے عیسٰ کی، عاء کے نیچے زیر، لام ساکن موٹا کپڑا جو قیمتی قالینوں کے نیچے بچھائے ہیں، اخلاص وہ موٹے کپڑے جو اونٹ کی پشت پر ڈالتے ہیں۔ آفتاب جمع ہے قتب کی پہلے دونوں حرفوں پر زبر، پالان۔

۲۔ یعنی یہ عمل ان کے اعمال اور ان کی عطاؤں کا کفارہ ہے، بالفرض اگر ان سے کوئی خطا واقع ہو جائے، جیسے کہ اہل بدر کے ہارے فرمایا، تم جو چاہو کرو، میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔

۱۲۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ
مَنْ قَالَ جَاءَ عُثْمَانُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَلْفٍ دِينَارٍ فِي
كَتِفِهِ حِينَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَنَثَرَهَا
فِي حَجْرٍ قَرَأَتْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَلِّبُهَا فِي حَجْرٍ وَهُوَ
يَقُولُ مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ
الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ

حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان ایک ہزار دینار اپنی آستین میں لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب آپ نے لشکر تبوک کو تیار فرمایا اور وہ دینار آپ کی آغوش میں ڈال دیے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ انھیں اپنی آغوش میں الٹ پلٹ رہے اور فرما رہے تھے، آج کے بعد عثمان جو عمل کریں گے انھیں نقصان نہیں دے گا۔ دو دفعہ یہ ارشاد فرمایا (امام احمد)

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

۱۔ عبدالرحمن، عبد شمس بن عبد مناف کی اولاد میں سے تھے۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور طلقاء (معافی پانے والوں) میں سے تھے۔ عبد شمس کی طرف نسبت کرتے ہوئے انھیں عبشی کہا جاتا ہے۔

۲۔ تجنیز کا معنی ہے دہن یا مسافر یا میت کے لیے سامان تیار کرنا جھنڈ کی ضمیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے یا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف۔ (وہ مال و دولت کے اعتبار سے ہی غنی نہ تھے بلکہ دل کے بھی غنی تھے ۱۲ اقلاری)

۳۔ اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص مقبول بارگاہ ہو جائے اور مقبولوں کے دفتر میں اس کا نام آجائے تو اس کے بعد اگر اس سے کوئی کوتاہی بھی سرزد ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی بخشش ہو جائے گی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان کا حکم دیا تو اس وقت حضرت عثمان اہل مکہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے کے طور پر گئے تھے۔ صحابہ کرام نے بیعت کی یہ تو رسول اللہ

۱۲۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْعَةِ
الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَكَّةَ فَبَايَعَ النَّاسَ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِنَّ عُثْمَانَ فِي حَاجَةِ اللَّهِ وَحَاجَةِ
رَسُولِهِ فَضَرَبَ بِإِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى
الْأُخْرَى فَكَانَتْ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِنْ
أَيْدِيهِمْ لِأَنَّهُمْ لَا تَقْسِيهِمْ
(رداء الترمذی)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک عثمان اللہ
تعالیٰ اور اس کے رسول کے کام میں مشغول ہیں۔ پس
آپ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا، تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ عثمان غنی کے
لیے بہتر تھا۔ صحابہ کرام کے ہاتھوں سے بہتر تھا جو
ان کے لیے تھے۔ (ترمذی)

۱۷۔ حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اہل مکہ کے پاس سفیر بنا کر بھیجا تھا تاکہ
مکہ معظمہ میں آنے اور عمرہ کرنے کی اجازت دیں۔

۱۸۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس بیعت میں شامل نہ تھے۔

۱۹۔ اور اپنے ہاتھ مبارک کو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دے کر ان کی طرف سے بیعت فرمائی
اس میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کس دست اقدس سے حضرت عثمان غنی کی طرف سے
بیعت کی (بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ دائیں ہاتھ سے اور بعض کے نزدیک بائیں ہاتھ سے۔ منقول ہے کہ
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بایاں ہاتھ میرے دائیں ہاتھ سے
بہتر ہے۔

۲۰۔ یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خصوصی فضیلت ہے۔

۵۸۴۲ عَنْ ثُمَامَةَ ابْنِ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيِّ
قَالَ شَهِدْتُ الدَّارَ حِينَ أَشْرَفَ
عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ فَقَالَ أَلْتَدْكُوا اللَّهَ
وَالْأُسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ
يُسْتَعَذَّبُ غَيْرَ بئرِ رُوْمَةَ فَقَالَ
مَنْ يَشْتَرِي بئرَ رُوْمَةَ يَجْعَلُ
دَلْوًا مَعَ دَلْوِ الْمُسْلِمِينَ بِخَيْرٍ
لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَأَشْتَرِيَهَا
مِنْ صُلُبِ مَالِي وَأَنْتُمْ الْيَوْمَ
تَمْنَعُونَنِي أَنْ أَشْرَبَ مِنْهَا حَتَّى

حضرت ثمامہ ابن حزن قشیری سے روایت
ہے کہ میں حضرت عثمان غنی کے گھر حاضر تھا جب انھوں
نے دیوار کے اوپر سے محاصرہ کرنے والوں کی طرف
دیکھا اور فرمایا: میں تمھیں اللہ تعالیٰ اور اسلام کی یاد
دلا کر پوچھتا ہوں کیا تمھیں معلوم ہے کہ جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہاں
بئرِ رومہ کے علاوہ کہیں پانی کا کنواں نہ تھا۔ آپ
نے فرمایا کون ہے جو بئرِ رومہ کو خریدے اور اپنا
ڈول مسلمانوں کے ڈول کی طرح قرار دے۔ اس
نیکی اور ثواب کے بدلے جو اس خریدار کے لیے کنوئیں
کے بدلے میں جنت میں ہوگا۔ چنانچہ میں نے وہ
کنواں خالص اپنے مال سے خریدا اور آج تم مجھے

أَشْرَبَ مِنْ مَّاءِ الْبَحْرِ فَقَالُوا اللَّهُمَّ
 نَعُوْ فَقَالَ أُنْشِدْكُمْ اللَّهَ وَالْإِسْلَامَ هَلْ
 تَعْلَمُونَ أَنَّ الْمَسْجِدَ صَاقٍ بِأَهْلِهِ فَقَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
 لَشْتَرِي بُقْعَةً أَلِ فُلَانٍ فَيَزِيدُهَا
 فِي الْمَسْجِدِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلُبِ مَالِي
 فَأَنْتَوُ الْيَوْمَ تَمْنَعُونَنِي أَتُ أَصَلِّي
 فِيهَا رَكَعَتَيْنِ فَقَالُوا اللَّهُمَّ نَعُو
 قَالَ أُنْشِدْكُمْ اللَّهَ وَالْإِسْلَامَ هَلْ
 تَعْلَمُونَ إِنْ جَزَعْتُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ
 مِنْ مَالِي قَالُوا اللَّهُمَّ نَعُو قَالَ
 أُنْشِدْكُمْ اللَّهَ وَالْإِسْلَامَ هَلْ
 تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَى ثِيَابٍ مَكَّةَ
 وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَا فَتَحَرَّكُوا
 الْجَبِلَ حَتَّى تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُهُ
 بِالْحَضِيضِ فَرَكَضَهُ بِرَجْلِهِ قَالَ
 اسْكُنْ ثِيَابِي فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَ
 حَبِيبٌ وَشَهِيدَانِ قَالُوا اللَّهُمَّ
 نَعُو قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ شَهِدُوا وَرَبِّ
 الْكَعْبَةِ إِنِّي شَهِيدٌ ثَلَاثًا
 رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ
 وَالدَّارَقُطْنِيُّ

اس کا پانی پینے سے منع کرتے ہو یہاں تک کہ میں
 سمندر کا پانی پیتا ہوں تو ان لوگوں نے کہا کہ اے اللہ
 ہم جانتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ اور
 اسلام کی یاد دلا کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم ہے؟ کہ
 مسجد نمازیوں کے لیے تنگ ہو گئی ہے رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو آل فلان کا پلاٹ
 خریدے اور اسے مسجد میں شامل کرے۔ چنانچہ میں نے
 اسے اپنے مال سے خریدا اور آج تم مجھے اس میں دو رکعتیں
 پڑھنے سے منع کرتے ہو۔ ان لوگوں نے کہا اے اللہ
 ہم جانتے ہیں پھر فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ اور اسلام
 کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں
 نے اپنے مال سے شکر تبوک کو تیار کیا۔ انھوں نے
 کہا اے اللہ! ہاں۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ اور اسلام کا
 واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے پہاڑ ثبیر پر تھے۔ آپ کے
 ساتھ ابوبکر، عمر اور میں تھے پس پہاڑ حرکت میں آگیا
 یہاں تک کہ پھر پیچھے جا گرے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اپنے پاؤں کی ٹھوکہ ماری اور فرمایا: ثبیر ٹھٹھ
 جا کیونکہ تجھ پر اللہ کے نبی اور صدیق اور دو شہید ہیں
 ان لوگوں نے کہا اے اللہ ایسے ہی ہے حضرت
 عثمان نے تین دفعہ فرمایا: اللہ اکبر! رب کعبہ کی قسم
 انھوں نے گواہی دی ہے کہ میں شہید ہوں۔
 (ترمذی، نسائی، دارقطنی)

۱۔ تمام تین نقطے والی ثناء پر پیش، پہلا میم مخفف۔ ابن حزن، بے نقطہ حام پر زبر، نقطے والی زائد کن
 القشیری قاف پر پیش، شین پر زبر۔ تمامہ تابعی ہیں اور دوسرے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ نبی اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مبارک پایہ لیکن مشرف بنیارت نہیں ہوئے۔ ان کی حدیث اہل بصرہ میں ہے۔
 ۲۔ ان لوگوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا اور انھیں شہید کرنے کے درپے تھے

اشراف کا معنی بے ادب سے نیچے دیکھنا۔

۱۴۔ یعنی محققین اللہ تعالیٰ اور دین اسلام کے حق کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں۔
 ۱۵۔ رومہ راد پر پیش، واڈ ساکن، بعض نے ہمزہ کے ساتھ (رومہ) بھی پڑھا ہے۔ مسجد قبلتین کے شمال میں وادی عقیق میں بڑا کنواں ہے جس کا پانی نہایت میٹھا لطیف اور پاکیزہ ہے۔ اس وقت عوام الناس اسے جنت کا کنواں کہتے ہیں۔ اس لیے کہ اسے خرید کر وقف کرنے کی بناء پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جنتی ہونے کی بشارت ملی، اس کنوئیں کے مزید حالات ہم نے تاریخ مدینہ میں بیان کیے ہیں۔
 ۱۶۔ یعنی اس کنوئیں کو وقف کر دے اور اپنے ڈول کو مسلمانوں کے ڈول کے برابر قرار دے اور اسے اپنے ساتھ مخصوص نہ رکھے بلکہ اپنی ملک سے نکال دے۔

۱۷۔ (مولوی امیر علی نے حاشیہ میں لکھا ہے کہ میرے نزدیک صحیح ترجمہ یہ ہے: جنت میں اس سے بہتر کنوئیں کے عوض)۔ (حاشیہ) تاہم حضرت شیخ کے ترجمہ کو غلط بھی قرار نہیں دے سکتے، اس کے مطابق ہر رومہ کے بدلے جنت کے اجر و ثواب کی نوید دی گئی ہے اور وہ عام ہے کہ کنواں ہو یا اس کے ساتھ دوسری چیزیں بھی ہوں۔ ۱۲ اشرف قادری)

۱۸۔ یعنی میں نے ذاتی سرمائے سے خریدا، کہتے ہیں کہ ۲۵ ہزار درہم میں خریدا اور ایک روایت میں ہے کہ اسی ہزار درہم میں خریدا۔

۱۹۔ یعنی کھارا پانی پیتا ہوں جو نمکین ہونے میں سمندری پانی کی طرح ہے۔

۲۰۔ یعنی انھوں نے اس کلام میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی ابتداء میں اَللّٰهُمَّ لَانِے کا مقصد تاکید اور اللہ تعالیٰ کے اہم مبارک سے برکت حاصل کرنا ہے۔

۲۱۔ یعنی جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد شریف کی بنیاد رکھی تو جگہ تنگ تھی اور اس میں زیادہ لوگوں کی گنجائش نہیں تھی۔

۲۲۔ آلِ فلاں سے مراد انصار کی جماعت ہے جن کی مسجد کے پڑوس میں زمین تھی اگر اسے مسجد میں داخل کر دیتے تو مسجد فراخ ہو جاتی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ہے؟ جو اس جماعت کی جگہ خریدے۔
 ۲۳۔ کہتے ہیں وہ پلاٹ دس ہزار درہم کا تھا۔

۲۴۔ ثبیر، تین نقطے والی ثناء پر ذبیر، باء کے پچھلے ذبیر، مکہ معظمہ میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔ مشہور یہ ہے کہ منیٰ میں ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ دونوں جگہ ہے چونکہ پہاڑ ایک دوسرے کے ساتھ متصل ہیں اس لیے دونوں جگہ کی طرف نسبت کی جاسکتی ہے۔

۲۵۔ علماء کرام نے یہ بیان نہیں کیا کہ پہاڑ کی حرکت کرنے کی وجہ کیا تھی؟ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ قہر کی تجلی پہاڑ پر واقع ہوئی ہو، یا نبوت کی عظمت، غلبہ اور قوت ہو (ظاہر یہ ہے کہ پہاڑ سرکارِ دو عالم صلی اللہ

علیہ وسلم کی جلوہ فرمائی کی بناء پر فرط مسرت سے مجھوم اٹھا، جیسے احد پہاڑ مجھوم اٹھا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اُحُدُ جَبَلٌ تَحِبُّنَا وَنُحِبُّكَ (احد ایسا پہاڑ ہے کہ جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں ۱۲ قادری)

۱۵ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تعجب کے طور پر یہ کلمات تین دفعہ دہرائے کہ بھائی آپ کی صداقت کا اقرار بھی کر رہے تھے اور انھیں شہید کرنے پر مصر بھی تھے۔

۵۸۱۵ وَعَنْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْفِتْنَةَ فَقَرَّبَهَا قَمَرٌ رَجُلٌ مُقْبِعٌ فِي ثَوْبٍ فَقَالَ هَذَا يَوْمٌ مَيِّدٌ عَلَى الْهُدَى فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ قَالَ فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ فَقُلْتُ هَذَا قَالَ تَعَمُّ زَوَاكُ الْتَرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ الْتَرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فتنوں کا ذکر فرما رہے، آپ نے ان فتنوں کو قریب کیا یہ اتنے میں ایک شخص گزرا جس نے اپنا سر کپڑے میں لپیٹ رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا۔ میں اٹھ کر ان کے پاس گیا دیکھا کہ وہ عثمان غنی ہیں۔ مرہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف عثمان غنی کا چہرہ بھیرا، اور عرض کیا، شیہ فرمایا۔ میں اس حدیث کو امام ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۶ مرہ، میم پر پیش اور راء مشد آبن کعب رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور اہل شام میں شمار کیے جاتے ہیں۔

۱۷ جو آپ کے بعد آپ کی امت میں پیدا ہوں گے۔

۱۸ یعنی فرمایا کہ وہ فتنے عنقریب پیدا ہوں گے۔

۱۹ اے تطلس بھی کہتے ہیں یعنی سر پر طیلسان (چادر) ڈالنا، تطلس کے بارے میں بہت سی احادیث اور آثار واقع ہیں۔ بعض علماء نے اسے مکروہ قرار دیا ہے اور کہا کہ اس میں یہودیوں کے ساتھ مشابہت ہے صحیح یہ ہے کہ یہ مستحب اور مستحسن ہے۔ یہ اور اس جیسی دوسری احادیث اس کی دلیل ہیں۔ شرح سفر السعاده میں اس موضوع پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔

مقنع میم پر پیش، قاف پر زبر اور فون مشد کے نیچے زیر، قناع قاف کے نیچے زبر، ڈھپنے والا کپڑا، مقنع میم کے نیچے زیر، عورتوں کا سر پر لینے والا کپڑا (دوپٹہ) ۲۰ جب فتنہ واقع ہوگا۔

۱۵ حضرت مرہ ابن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اٹھ کر اس شخص کے پاس گیا تاکہ دیکھوں کہ وہ کون ہے ؟

۱۶ کہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا چہرہ دکھایا ۔
۱۷ یہ شخص اس دن ہدایت پر ہو گا ۔

۵۸۱۶ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عُثْمَانُ إِنَّهُ
لَعَلَّ اللَّهَ يَقْتَضِي قَبِيضًا فَإِنْ
أَرَادُوكَ عَلَى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعَهُ لَهُمْ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَ
قَالَ التِّرْمِذِيُّ فِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ
طَوِيلَةٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے عثمان !
بے شک شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شاید تمہیں ایک
قمیض پہنائے گا پس اگر لوگ تمہیں اس کے اتارنے
پر مجبور کریں تو تم ان کے لیے نہ اتارنا اس
حدیث کو امام ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا امام
ترمذی نے فرمایا : اس حدیث میں طویل واقعہ ہے

۱۸ اس سے مراد خلافت ہے ۔

۱۹ تمہیں خلافت سے معزول کرنا چاہیں ۔

۲۰ یعنی ان کے لیے اپنے آپ کو معزول نہ کرنا۔ اسی لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
اس وقت اپنے آپ کو معزول نہیں کیا۔ جب یوم الدار (جس دن آپ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا) بلوئیوں نے
آپ کا محاصرہ کیا اور آپ کو معزول کرنے کی کوشش کی۔ صراح میں ہے خلع پکڑے، سوزے یا جوتے
کا اتارنا اور کسی منصب سے معزول کرنا ہے۔

۲۱ وہ واقعہ یہ ہے کہ مصریوں نے حضرت عثمان غنی کے پاس مصر کے گورنر کی شکایت کی۔ آپ نے
محمد بن ابی بکر کو مصر کا گورنر بنا کر روانہ کیا۔ وہ مروان کے مکر کی بناء پر راستے ہی سے واپس آگئے حضرت عثمان
غنی کا محاصرہ کیا گیا اور انھیں شہید کر دیا گیا۔ یہ واقعہ بہت ہی وحشت ناک اور الم انگیز ہے۔ جیسے کہ کتب
سیرت میں بیان کیا گیا ہے دین اسلام میں ہونے والا یہ پہلا واقعہ ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا
اِلَیْہِ رَاجِعُونَ

۵۸۱۷ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِتْنَةً فَقَالَ
يُقْتَلُ هَذَا فِيهَا مَظْلُومًا لِعُثْمَانَ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا
حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِسْنَادًا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنے کا
ذکر کیا اور حضرت عثمان غنی کی طرف اشارہ کرتے
ہوئے فرمایا : یہ اس فتنے میں ہمیشہ مظلوم شہید
کیے جائیں گے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت

کیا اور فرمایا: یہ حدیث سند کے اعتبار سے حسن
غریب ہے۔

حضرت ابوسہلؓ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت
عثمان غنی نے یوم الدار فرمایا: بے شک رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا کہ اور
میں اس پر مبرک کرنے والا ہوں کہ اس حدیث کو امام
ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے

۸۱۸۔ وَعَنْ أَبِي سَهْلَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ
عُثْمَانَ يَوْمَ الدَّارِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَاهَدَ إِلَيَّ عَهْدًا
وَأَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ)

ابو سہلؓ نے نقطہ سین پر زبر، اوسا کن، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔
یوم الدار سے وہ دن مراد ہے جس دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے۔ دار سے مراد حضرت
عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دار (گھر) مراد ہے۔ جس میں انھیں محصور اور شہید کیا گیا۔

۸۱۹۔ اور مجھے نصیحت فرمائی تھی کہ اپنے آپ کو معزول نہ کرنا، آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ لوگوں کے ظلم پر صبر
اور برداشت کرنا اور ان کے ساتھ جنگ نہ کرنا۔

۸۲۰۔ اور ان کے ساتھ جنگ نہیں کرنا۔ ورنہ بعض صحابہ کرام اور اپنوں نے کہا تھا کہ آپ خلیفہ وقت ہیں۔ آپ
باہر آئیں اور ان کے ساتھ جنگ کریں۔ تاکہ ان کے مقابلے کا دائرہ تنگ ہو جائے۔

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت عثمان بن عبد اللہ بن مویب سے
روایت ہے کہ مہر کا ایک شخص حج کرنے کے لیے
آیا۔ اس نے دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ پوچھا
کہ یہ کون لوگ ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ قریش ہیں۔
اس نے پوچھا ان کے درمیان جو شیخ ہیں وہ کون ہیں
انھوں نے کہا یہ عبد اللہ بن عمر ہیں۔ اس نے کہا
اے ابن عمر! میں آپ سے ایک چیز کے بارے میں
سوال کرنے والا ہوں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ عثمان
غنی احد کے دن صف پر قرار نہیں رکھ سکے تھے۔
انھوں نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا کیا آپ جانتے
ہیں کہ وہ بدر سے غائب تھے اور بدر میں حاضر نہیں ہوئے

۸۱۹۔ وَعَنْ عُثْمَانَ ابْنِ عَبْدِ مَوْهَبٍ
بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ
أَهْلِ مِصْرَ يُرِيدُ حَجَّ الْبَيْتِ فَرَأَى
قَوْمًا جُلُوسًا فَقَالَ مَنْ هَؤُلَاءِ
الْقَوْمُ قَالُوا هَؤُلَاءِ قُرَيْشٌ قَالَ
فَمَنِ الشَّيْخِ فِيهِمْ قَالُوا عَبْدُ اللَّهِ
ابْنُ عُمَرَ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ إِنِّي سَأَلْتُكَ
عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِي هَلْ تَعْلَمُ
أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ نَعَمْ
قَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّكَ تَغَيَّبَ
عَنْ بَدْرِ وَلَوْ لَشَهِدَهَا قَالَ

نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ
بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ
نَعَمْ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ
تَعَالَ أَبِئِنَّ لَكَ أَمَّا فِرَارُكَ يَوْمَ
أُحُدٍ فَاشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ عَفَا عَنْهُ وَ
أَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرِ فَإِنَّهُ كَانَتْ
تَحْتَهُ رُقِيَّةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيضَةً
فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ
بَدْرًا وَسَهْمُهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ
الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزُّ بِبَطْنِ
مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ فَبَعَثَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ وَ
كَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ ذَهَابِ عُثْمَانَ
إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ
فَضْرِبْ بِهَا عَلَى يَدِهِ وَقَالَ هَذِهِ لِعُثْمَانَ
ثَوَقًا قَالَ ابْنُ عُمَرَ أَذْهَبَ بِهَا الْآنَ
مَعَكَ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

فرمایا ہوں۔ اس نے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ
بیعت رضوانؓ سے غائب رہے اور اس میں حاضر
نہیں تھے۔ فرمایا ہوں۔ اس نے کہا اللہ اکبر کہ حضرت
ابن عمرؓ نے فرمایا ادھر آ۔ تجھے حقیقت حال بیان کروں
اُحد کے دن ان کا برقرار نہ رہنا تو میں گواہی دیتا ہوں
کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف فرما دیا۔ بدر سے غائب
رہنے کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی صاحبزادی حضرت رقیہ ان کے نکاح میں تھیں
اور بیمار تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں
فرمایا کہ تمھارے لیے بدر میں حاضر ہونے والے شخص
کا اجر اور حصہ ہے۔ رہا بیعت رضوان سے ان کا
غائب ہونا تو اگر مکہ مکرمہ میں ان سے زیادہ کوئی معزز
ہوتا تو اسے بھیجتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
عثمان غنی کو بھیجا اور ان کے بعد بیعت رضوان ہوئی
حضرت عثمان غنی مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کے بارے میں
فرمایا۔ یہ عثمان کا ہاتھ ہے، اور دایاں ہاتھ دائیں
پر مار کر فرمایا یہ بیعت عثمان کی ہے۔ پھر ابن عمر
نے فرمایا: اب یہ کلمات اپنے ہاتھ لے جاؤ۔
(بخاری)

۱۔ عثمان بن عبد اللہ بن مویب، ماوراء النہر، ثقہ تابعین میں سے شمار کیے جاتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ
امام ثوری اور دیگر حضرات ان سے روایت کرتے ہیں۔
۲۔ جو حدیث میں ہوئی۔

۳۔ جب ہر سوال کے جواب میں حضرت ابن عمرؓ نے اس شخص کی تصدیق کی تو اس نے اذرا و تعجب اور حضرت
عثمان غنیؓ پر اعتراض کے طور پر نعرۃ تکبیر بلند کیا۔ کہتے ہیں کہ اس شخص کا عقیدہ حضرت عثمان غنیؓ کے
بارے میں فاسد تھا۔

۵۸۲۰ وَعَنْ أَبِي سَهْلَةَ مَوْلَى عُثْمَانَ
حضرت عثمان غنی کے موالی ابو سہلہ سے روایت ہے

قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِيَسْرُ إِلَى عُثْمَانَ وَلَوْ أَنَّ عُثْمَانَ يَتَغَيَّرَ فَلَمَّا
كَانَ يَوْمَ الدَّارِ قُلْنَا لَا نُقَاتِلُ قَالَ لَا
إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عِهْدَ إِلَى أَمْرًا فَاِنَا صَابِرٌ نَفْسِي عَلَيْهِ -

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عثمان غنی سے سرگوشی
میں گفتگو کرنے لگے، حضرت عثمان کا رنگ بدلنے
لگا یہ جب یوم الدار تھا تو ہم نے کہا کہ کیا ہم جنگ
نہ کریں؟ فرمایا نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے مجھے ایک کام کی وصیت کی تھی پس میں اس
پر اپنے آپ کو کاربند کرنے والا ہوں یہ

۱۔ یہ گفتگو اس فتنے کے بارے میں ہوگی جو ان کے سر پہ قائم کیا جائے گا اور انھیں شہید کیا جائے گا اور
انھیں اس فتنے کے بارے میں صبر کرنا ہوگا۔
۲۔ کیونکہ وہ گفتگو ہی خوفناک تھی۔

۳۔ صراح میں ہے کہ صبر کا معنی ہے کسی کو قتل کرنے کے لیے روکنا (اور قید کرنا) قُتِلَ فُلَانٌ
صَبْرًا اس وقت کہا جاتا ہے جب کسی قتل کے لیے قید کیا جائے۔

حضرت ابو جہیہ سے روایت ہے کہ وہ اس گھر
میں داخل ہوئے جس میں حضرت عثمان غنی محصور تھے،
ابو جہیہ نے سنا کہ حضرت ابو ہریرہ حضرت عثمان
سے گفتگو کرنے کی اجازت طلب کر رہے تھے یہ
حضرت عثمان نے انھیں اجازت دی یہ تو انھوں نے
کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی یہ پھر فرمایا :
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے
سنا کہ ہمارے بعد عنقریب فتنہ اور اختلاف دیکھو گے
یا فرمایا کہ اختلاف اور فتنہ دیکھو گے۔ ایک صحابی نے
عرض کیا کہ ہمارے لیے کون ہے یہ یا رسول اللہ! یا یہ
کہا کہ آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا تم پر لازم
ہے کہ امیر اور اس کے سب عقیدوں کی پیروی کرو حضرت
ابو ہریرہ لفظ امیر سے حضرت عثمان کی طرف اشارہ
کر رہے تھے یہ ان دونوں حدیثوں کو امام بیہقی
نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

۵۸۲۱ وَعَنْ أَبِي حَبِيبَةَ أَنَّهُ دَخَلَ الدَّارَ
وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ فِيهَا وَاتَّهَ سَمِعَ أَبَاهُ رِيْقًا
يَسْتَأْذِنُ عُثْمَانَ فِي الْكَلَامِ خَازِنٌ لَهُ
فَقَامَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ
قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي
فِتْنَةً وَاحْتِلَافًا أَوْ قَالَ اخْتِلَافًا
وَفِتْنَةً فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مِنَ النَّاسِ
فَمَنْ لَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ تَأْمُرُنَا بِهِ
قَالَ عَلَيْكُمْ بِالْأَمِيرِ وَأَصْحَابِهِ وَهُوَ
لِيُشِيرَ إِلَى عُثْمَانَ بِذَلِكَ رَوَاهُمَا
الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ -

۱۔ حضرت ابو جہیہ عاز پر زبر، پہلی بار کے پیچھے ذریعہ اور بائیں کن تابعی تھے اور بنو حنیفہ سے تعلق رکھتے تھے

ان کی کنیت ہی ان کا نام ہے۔ ابنِ جہان نے ان کا ذکر ثقہ حضرات میں کیا ہے۔
 ۱۰ یعنی حضرت ابو ہریرہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کی خدمت میں کچھ بات عرض کروں۔
 ۱۱ اور فرمایا کیسے آپ کیا کہتے ہیں؟
 ۱۲ جس طرح خطبہ میں کی جاتی ہے۔
 ۱۳ جس میں بمقاری آزمائش ہوگی اور تم ایک دوسرے کی مخالفت کرو گے۔
 ۱۴ راوی کو شک ہے کہ پہلے لفظ اختلاف ذکر کیا اور بعد میں فتنہ کا یا پہلے فتنہ اور پھر اختلاف کا ذکر کیا۔
 ۱۵ یعنی ہم کس کی پیروی کریں تاکہ ہمیں فائدہ ہو نہ کہ نقصان۔
 ۱۶ یعنی ہمیں ان کی اطاعت کرنی چاہیے کہ یہ ہمارے امیر ہیں۔
 ۱۷ اس حدیث کو جس کے راوی ابو حنیفہ ہیں اور گزشتہ حدیث جس کے راوی ابو سہلہ ہیں۔

باب

خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مناقب

کچھ احادیث حضرت ابوبکر، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اجتماعی مناقب میں بھی وارد ہیں۔ اس باب میں ان ہی احادیث کا ذکر کیا گیا ہے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر جلوہ فرما ہوئے۔ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان غنی تھے۔ ان حضرات کے سبب پہاڑ حرکت میں آیا

۵۸۲۲ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ أُحُدًا وَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَ عُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَضْرَبَ بِرِجْلِهِ فَقَالَ

أَثْبَتَ أَحَدُ قَائِمَا عَلِيكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيٌّ
وَشَهِيدَانِ
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پاؤں سے ٹھوکر
ماری اور فرمایا: اُحد ٹھہر جا، تجھ پر صرف نبی ہے
صدق اور دو شہید ہیں۔ (بخاری)

۵۸۲۲ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ
كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ مِنْ حَيْطَانِ
الْمَدِينَةِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِفْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ
لَهُ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ فَبَشَّرْتُهُ بِمَا
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَحَمِدَ اللَّهُ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِفْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ
لَهُ فَإِذَا عُمَرُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَحَمِدَ اللَّهُ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ
فَقَالَ لِي افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ
عَلَى بِلَوَى تَصِيبُهُ فَإِذَا عُثْمَانُ
فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللَّهُ ثُمَّ
قَالَ اللَّهُ الْمُسْتَعَانُ -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ
منورہ کے ایک باغ میں تھا۔ ایک شخص آیا اس نے
باغ کا دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے لیے دروازہ کھول دو
اور اسے جنت کی بشارت دو، اچانک دیکھا تو وہ
ابوبکر تھے۔ میں نے انھیں اس چیز کی بشارت دی
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ انھوں
نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی، پھر ایک شخص آیا اور اس نے
دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا: اس کے لیے دروازہ کھول دو اور
اسے جنت کی بشارت دو۔ اچانک دیکھا کہ وہ عمر فاروق
تھے۔ میں نے انھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
ارشاد کی خبر دی تو انھوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی
پھر ایک شخص نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا،
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اس کے
لیے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی خوشخبری دو،
اس مصیبت پر پڑا انھیں لاحق ہوگی۔ کیا دیکھتا ہوں
کہ وہ عثمان غنی ہیں۔ میں نے انھیں نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کے ارشاد کی خبر دی تو انھوں نے اللہ تعالیٰ
کی حمد کی، پھر کہا اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی جاتی
ہے ۱۵

(بخاری، مسلم)

۱۔ یہ وہ باغ ہے جس میں بسرار لیں ہے ہنرہ پر زبر، راع کے نیچے زیر، یاد ساکن اور آخر میں بے نقطہ سین، مسجد قبا کی ایک جانب واقع کنوئیں کا نام ہے۔
۲۔ کہ اس مصیبت پر صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

الفصل الثانی

دوسری فصل

۵۸۲۳ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَقُولُ
وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَيَّ ابُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمْ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہرہ
میں کہا کرتے تھے کہ ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ
عنہم علیہ (ترمذی)

۱۔ یعنی ان تین حضرات کا ایک ساتھ ذکر کیا کرتے تھے۔ یہ تینوں بارگاہ نبوت کے مقبول اولیٰ پندیرہ
حضرات تھے۔ صحابہ کرام کے درمیان مشہور اور ممتاز تھے اور ان کے درمیان ان کا ذکر کیا جاتا تھا۔ اس جگہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر بے موقع واقع ہوا ہے۔ اس سے یہ دہم پیدا ہوتا ہے کہ یہ بھی حدیث میں داخل ہے
اور اس طریقے پر نہیں ہے جس طرح حدیث شریف کے راوی صحابہ کرام کے ذکر کے ساتھ کہتے ہیں یا یہ مطلب ہے
کہ ہم کہا کرتے تھے کہ ابوبکر، عمر، عثمان اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے۔

۵۸۲۵ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَى النَّبِيَّ رَجُلًا
صَالِحًا كَانَ أَبَا بَكْرٍ نَبِيْطَ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَبِيْطَ عُمَرَ بِأَبِي
بَكْرٍ وَنَبِيْطَ عُثْمَانَ بِعُمَرَ قَالَ جَابِرٌ فَلَمَّا
قُتِلَ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قُلْنَا أَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا
لَوْ طُبِعَ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ فَمَهُمْ وَلَا أَمْرَ
الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ بِهِ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اچرات
ایک صالح مرد کو خواب میں دکھایا گیا کہ گویا ابوبکر
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وابستہ کیے
گئے ہیں۔ اور عمر ابوبکر سے وابستہ کیے گئے ہیں
اور عثمان عمر سے متعلق کیے گئے ہیں۔ حضرت جابر
فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس سے اٹھے تو ہم نے کہا کہ مرد صالح و رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ رہا بعض کا بعض سے وابستہ
ہونا تو وہ اس مشن کے ذمہ دار ہیں جس کے ساتھ
اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔

(ابوداؤد)

(رَوَاهُ ابُودَاوُدَ)

۱۔ یعنی ایک صالح مرد نے خواب میں دیکھا، مراد یہ ہے کہ ہم نے خواب دیکھا۔

۱۔ نیط لون کے پتھے زیر، یا ساکن، ٹوٹے مشتق ہے۔ اس کا معنی ہے متعلق اور وابستہ ہو جانا۔
۲۔ یعنی یہ حضرات دین و شریعت کے احکام کے جاری کرنے میں اسی ترتیب کے ساتھ خلیفہ ہیں۔

باب

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب

آپ کے مناقب بہت ہیں اور حد شمار سے باہر ہیں۔ کتب حدیث میں دوسرے صحابہ کرام کے بیان کردہ مناقب سے زیادہ آپ کے مناقب بیان کیے گئے ہیں۔ بعض مناقب موضوع بھی ہیں۔ علامہ مجد الدین شیرازی نے جس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل میں نقل کی گئی بعض احادیث کو موضوع قرار دیا ہے اور فرمایا کہ ان کا باطل ہونا بدایت عقل سے معلوم ہوتا ہے۔ اس جگہ بھی فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں بھی بے شمار حدیثیں وضع کی گئی ہیں۔ واضح طور پر وہ حدیثیں موضوع ہیں جو وصایا نامی کتاب میں جمع کی گئی ہیں ہر حدیث یا علیؑ سے شروع ہوتی ہے ان میں سے ایک حدیث ثابت ہے اور وہ یہ ہے: یا علیؑ اَنْتَ مَسِيٍّ بِسُزْلَةٍ هَامُؤُونَ مِنْ مُوسَى اِسی طرح محدثین نے فرمایا ہے واللہ تعالیٰ اعلم (انتہی) مختصر یہ کہ اس میں شبہ نہیں ہے کہ فریقین کے تعصب اور غلو کی وجہ سے دونوں طرف سے موضوع حدیثیں واقع ہوئی ہیں۔ اسی طرح دونوں طرف کے تعصب اور مکابروہ کی بناء پر احادیث کے موضوع ہونے کا حکم بھی کیا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔ حضرت ابوبکر صدیق کے مناقب میں بھی اسی طرح ہے۔ اسی طرح علماء نے

۱۔ مولوی امیر علی نے اشعۃ اللمعات کے حاشیہ میں اس جگہ اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ عبارت الحاقی اور مہمل ہے کیونکہ کسی حدیث کو موضوع قرار دینے میں تعصب کا دخل نہیں ہے۔ دار و مدار سند کے صحیح ہونے پر ہے اور یہ تعصب متاخرین میں پیدا ہوا متقدمین میں نہیں تھا۔ جب کوئی سند میں راوی وضاع ہو تو اس پر کس طرح اعتماد کیا جاسکتا ہے؟ یہاں تک کہ آئمہ اہل سنت نے حضرت ابوبکر کی فضیلت سے متعلق بعض روایات کو موضوع قرار دیا یہ نہیں کہ روافض نے انھیں محض تعصب کی بناء پر موضوع کہا۔ محض بدگمانی باعث گناہ ہے اور خطائے عظیم (امیر علی) اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حضرت شیخ محقق نے یہ فرمایا ہے کہ طرفین سے تعصب اور غلو کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ ایک فریق نے حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بیان کیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ امام احمد اور امام نسائی اور دیگر محدثین سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں دوسرے صحابہ کرام کی نسبت زیادہ احادیث جیدہ سندوں کے ساتھ مروی ہیں۔ علامہ سیوطی نے فرمایا غالباً اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفہ میں اور ان کے زمانے میں اختلاف واقع ہوا اور جن مخالفین نے آپ کے ساتھ جنگ کی اور ان کے خلاف خروج کیا وہ زیادہ ہو گئے تو علماء نے چاہا کہ ان کے مناقب کی اشاعت نہ کریں اور مخالفین کا رد کریں۔ اس لیے بہت سے صحابہ کرام نے آپ کے مناقب روایت کیے ورنہ خلفائے ثلاثہ کے فضائل بھی بہت ہیں۔ ان کے مناقب کے برابر بلکہ ان سے بھی زیادہ۔ اسی طرح علامہ سیوطی نے بیان کیا ہے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

۵۸۲۶ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيِّ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ كَعَدَا

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کو فرمایا: آپ کا ہمارے ساتھ وہی تعلق ہے جو حضرت ہارون کا حضرت موسیٰ سے تھا بلکہ لیکن ہمارے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (صحیحین)

۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عشوہ مشرہ میں سے ہیں۔
۲۔ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی اور خلیفہ تھے۔
۳۔ یعنی فرق یہ ہے کہ ہمارے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ حضرت ہارون علیہ السلام نبی تھے، اور آپ نبی نہیں ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد اس وقت فرمایا جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے اہل و عیال پر خلیفہ بنایا اور خود غزوہ تبوک کے لیے تشریف لے گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ آخری غزوہ تھا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لیے

(بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ کا) موضوع حدیثیں روایت کی ہیں اور دوسرے فریق نے حضرت علی مرتضیٰ کے فضائل میں موضوع روایات کا سہارا لیا ہے۔ اسی طرح ہر فریق نے دوسرے فریق کی روایت کردہ بعض احادیث کو ازراہ تعصب موضوع قرار دیا ہے یہ انتہائی انصاف کی بات ہے اس میں ”محض بدگمانی“ کی کیا بات ہوئی؟ ۱۲ شرف قادری)

چھوڑ دیا ہے گویا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوڑ جانے کو کم مرتبہ خیال کیا (وہ چاہتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں شریک جہاد ہوں ۱۲ قادری) پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کی نسبت ہمارے ساتھ وہی ہو جو حضرت ہارون کی موسیٰ کے ساتھ تھی۔ حضرت موسیٰ میقات (کوہ طور) پر گئے تو حضرت ہارون کو اپنی قوم میں خلیفہ بنا گئے۔

شیعہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حق ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خلافت کی وصیت کی تھی۔ علماء اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ یہ حدیث ان کی دلیل نہیں ہے بلکہ ظاہر حدیث یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کو اس مدت کے لیے خلیفہ بنایا جب تک آپ غزوہ تبوک میں مصروف رہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو اس وقت تک کے لیے خلیفہ بنایا جب تک وہ کوہ طور پر مناجات الہیہ میں مصروف رہیں۔ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد خلیفہ نہیں بنے کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے چالیس سال پہلے ہوئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مدت میں صحابہ کرام کو نماز پڑھانے کے لیے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی خبر گیری کرتے تھے اور حضرت ابن ام مکتوم صحابہ کرام کی امامت کرتے تھے۔ اگر حضرت علی کی خلافت، خلافت مطلقہ ہوتی تو امامت بھی ان کے سپرد فرماتے بلکہ وہ امامت کے زیادہ لائق اور مناسب تھے (یہ شیعہ کے استدلال کا دوسرا جواب ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت، خلافت مطلقہ نہیں بلکہ خلافت مقیدہ تھی۔ اہل وعیال کی دیکھ بھال کے لیے ورنہ امامت نماز بھی ان کے سپرد کی جاتی ۱۲ اشرف قادری)

علمائے اصول میں سے علامہ آمدی نے اس حدیث کے صحیح ہونے پر اعتراض کیا ہے لیکن انھوں نے خطا کی ہے۔ آئمہ حدیث اس حدیث کے صحیح ہونے پر متفق ہیں اور ان ہی کے قول پر اعتماد ہے۔ بعض محدثین نے کہا ہے کہ بعض روایات میں اَلَا اَنْتَ لَا بَنِيَّ بَعْدِي کے الفاظ نہیں ہیں اور اگر یہ الفاظ موجود بھی ہوں تو ان کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خلافت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں منحصر ہے اور یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بلا واسطہ (اور پہلے) خلیفہ ہوں گے۔

۵۸۲۷ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْشٍ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ وَالَّذِي فَاتَكَ الْحَبَّةَ وَبَرَّ النَّسَبَةَ اِنَّهُ لِعِمْدِ النَّبِيِّ الْاَوْحَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا اَنْ لَا يُحِبَّنِي اِلَّا مُؤْمِنٌ

حضرت زید بن جبیش سے روایت ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کا سینہ چیرا اور روح انسانی سکھ کو پیدا فرمایا۔ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے

وَلَا يُبْعِضُنِي إِلَّا مُنَافِقٌ -

(رَوَاكُ مُسْلِمٌ)

مجھے حکم دیا کہ مجھ سے صرف مومن محبت رکھے گا اور
صرف منافق مجھ سے دشمنی رکھے گا (مسلم)۱۷ زر زاد کے بیٹے زید اور راء مشدد ابن حبیش بے نقطہ حاعر پر پیش، باء پر زبر، آخر میں شین
تابعی ہیں انھوں نے جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا۔ ساٹھ سال جاہلیت میں گزارے اور ساٹھ سال اسلام
میں۔ بعض نے ان کی عمر ایک سو تیس سال، بعض نے ایک سو پچاس سال، بعض نے ایک سو ساٹھ سال بیان کی
حضرت عبداللہ ابن مسعود کے شاگرد اور قرأت کے اکابر علماء میں سے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ
عنه ان سے عربی کے بارے میں کئی باتیں دریافت فرماتے تھے۔۱۸ یعنی اس میں سے سبزہ اگایا، کیونکہ دانہ چیرا جاتا ہے پھر اس میں سے سبزہ پیدا ہوتا ہے۔
۱۹ نسبتہ پہلے دونوں حرفوں پر زبر، اس کا معنی ہے نفس، روح انسانی، مخلوق کے معنی میں بھی آتا،
۲۰ اور وصیت فرمائی۲۱ پس حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محبت ایمان کی علامت اور ان کی دشمنی منافقت کی نشانی ہے
اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی دشمنی سے محفوظ رکھے۔۵۸۲۸ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ نَحْبِرُ
لِلْعَاطِيَةِ هَذِهِ الرَّايَةُ غَدًا رَجُلًا
يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللَّهَ
وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَلَكَمَّا
أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ
يَرْجُونَ أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ آيَةُ
عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ فَقَالُوا هُوَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ بَشْتِكِي عَيْنِي قَالَ
فَارْسَلُوا إِلَيْهِ فَأَتَى بِهِ فَبَصَقَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي عَيْنِي فَبَرَأَ حَتَّى كَانَتْ لَوْ
يَكُنُ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ
فَقَالَ عَلِيُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَاتِلُهُمْحضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر علی کے دن
فرمایا: ہم کل یہ جھنڈا اس شخص کو عطا کریں گے،
جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔ وہ شخص
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اس سے محبت رکھتے
ہیں۔ جب صحابہ کرام نے صبح کی تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان میں سے
ہر ایک کی آرزو یہ تھی کہ انھیں جھنڈا عطا کیا جائے
آپ نے فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟
صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ آنکھوں کی
شکایت کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کسی کو ان کے
پاس بھیجو کہ انھیں لایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ان کی دونوں آنکھوں میں لعاب دہن لگایا
تو وہ یوں تندرست ہو گئے کہ جیسے انھیں کوئی تکلیف

حَتَّىٰ يَكُونُوا مِثْلَنَا قَالَ أُنْفِذْ عَلَيَّ
رِسْلَكَ حَتَّىٰ تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ
ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَاخْبِرْهُمْ
بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللَّهِ
فِيهِ فَوَاللَّهِ لَإِنْ يَهْدِيَ اللَّهُ
بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ
أَنْ تَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ مُتَّفَقٌ
عَلَيْهِ وَذَكَرَ حَدِيثُ الْبَرَاءِ قَالَ
لَعَلِّي أَنْتَ مِثِّي وَأَنَا مِنْكَ فِي
بَابِ بُلُوغِ الصَّغِيرِ -

ہی نہ تھی، آپ نے انھیں جھنڈا عطا فرمایا۔ حضرت علی مرتضیٰ
نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں کافروں سے جنگ کروں گا
یہاں تک کہ وہ ہم جیسے ہو جائیں یہ فرمایا نرمی اور آہستگی
کے ساتھ جاؤ۔ یہاں تک کہ ان کے میدان میں اترو پھر
انھیں اسلام کی طرف بلاؤ اور انھیں بتاؤ کہ اسلام میں ان پر
اللہ تعالیٰ کا کیا حق واجب ہے؟ پس اللہ تعالیٰ کی قسم!
اللہ تعالیٰ تمھارے ذریعے ایک شخص کو ہدایت عطا فرمائے
تو یہ تمھارے لیے اس سے بہتر ہے کہ تمھارے لیے
سرخ اونٹ ہوں (صحیحین) حضرت براء کی یہ روایت
کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا: تم
مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں "باب بلوغ الصغیر میں
ذکر کی گئی ہے۔

۱۔ سل بن سعد ساعدی انصاری سے ہیں اور مدینہ طیبہ میں وفات پانے والے آخری صحابی ہیں۔ نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی۔
۲۔ خیبر، مدینہ طیبہ سے شام کی جانب آٹھ مرحلوں پر واقع ہے۔ قلعوں اور زرعی زمینوں پر مشتمل ہے
یہ غزوہ سہ میں ہوا۔

۳۔ یعنی قلعہ خیبر اس کے ہاتھوں فتح فرمائے گا۔

۴۔ مروی ہے کہ صحابہ کرام کو تمام رات اس شوق اور انتظار میں نیند نہیں آئی کہ کل انھیں یہ نعمت
نصیب ہو۔

۵۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ آنکھوں کی تکلیف کی بناء پر پیچھے رہ گئے تھے۔ بعد ازاں راستے میں
یا خیبر میں پہنچنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔
۶۔ یعنی ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔
۷۔ تاکہ انھیں بلا کر لائے۔

۸۔ برؤء باء پہ پیش اور راء ساکن، بیماری سے شفا پانا۔۔۔۔۔ اس کے بعد ان کی آنکھوں میں
کبھی تکلیف نہ ہوئی۔ (سبحان اللہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا لعابِ دہن کیسا آبِ شفا ہے ایک دفعہ لگایا
پھر کبھی تکلیف نہ ہوئی۔ جب کہ ہمارا حقوق بیماریوں کا باعث ہے۔
۹۔ یعنی مسلمان ہو جائیں۔

۱۔ نفوذ، نقطے والے ذال کے ساتھ، تیر کا نشانے سے پار ہو جانا۔ رسل، راء کے پیچھے زیر اور سین ساکن، آہستہ چلنا۔

۲۔ ساحۃ الدار گھر کا کھلا میدان
۳۔ سرخ اونٹ عربوں کے نزدیک نہایت قیمتی اور پسندیدہ مال شمار کیے جاتے ہیں۔ یہ عربوں کے نزدیک ہر نفیس چیز کے لیے بطور محاورہ استعمال کیا جاتا ہے۔ ہمریم ساکن، اُحمر کی جمع ہے اور ہمریم پر پیش ہو تو یہ حمار کی جمع ہے (جس کا معنی گدھا ہے)

الفصل الثانی

دوسری فصل

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے شک علی ہم سے ہیں اور ہم علی مرتضیٰ سے ہیں اور وہ ہر مومن کے دوست ہیں (ترمذی)

۵۸۲۹ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عَلِيًّا مَيِّتِي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۔ عمران بن حصین حاء پر پیش اور صاد پر زبر، متقدمین اور فضلاء صحابہ میں سے ہیں۔ فرشتے ان کی زیارت کے لیے آتے تھے اور انھیں سلام کرتے تھے رضی اللہ عنہ۔
۲۔ اس سے مراد کمال اتحاد، اتصال، اخلاص اور یگانگت ہے۔

۳۔ ولی کا معنی ہے دوست، محب اور مددگار

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے ہم مولا ہیں علی مرتضیٰ بھی اس کے مولا ہیں (امام احمد، ترمذی)

۵۸۳۰ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَا فَعَلِيٌّ مَوْلَا (رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ)

۱۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ سترہ غزوات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہے۔ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خصوصی احباب میں سے تھے۔

۲۔ یہ حدیث تیسری فصل میں تفصیل کے ساتھ آئے گی۔ اس جگہ اس کی شرح کی جائے گی۔

حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی ہم سے ہیں اور ہم علی سے ہیں اور ہماری طرف سے صرف ہم حق ادا کریں گے یا علی مرتضیٰ (یہ

۵۸۳۱ وَعَنْ حَبَشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيٌّ مَيِّتِي وَأَنَا مِنْ عِلِّيٍّ وَلَا يُؤَدِّي عَسِيٌّ إِلَّا أَنَا أَوْ عَلِيٌّ (رَوَاهُ

التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ أَبِي جُنَادَةَ - حدیث امام ترمذی نے روایت کی۔ امام احمد نے اسے حضرت ابو جنادہ سے روایت کیا۔

۱۷ حبشی بے نقطہ حاء پر پیش باء ساکن، شین کے پیچھے زیر، یا مشدد بن جنادہ جیم پر پیش، نون محفف، حضرت حبشی رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ حجتہ الوداع میں انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ان کا شمار اہل کوفہ میں ہوتا ہے۔

۱۸ یہ اس سال کی بات ہے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حج کے لیے بھیجا اور انھیں امیر الحج بنایا (یعنی ۹ ہجری میں) ان کی روانگی کے بعد حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تاکہ مشرکین کا معاہدہ ختم کر دیں اور ان کو سورہ برات پڑھ کر سنائیں جس میں اس بارے میں آیات وارد ہیں اور اعلان کریں کہ مشرک ناپاک ہیں۔ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس نہ آئیں اور اس کے علاوہ دیگر احکام بھی بیان کریں۔ عربوں کی عادت تھی کہ جب وہ کسی معاہدے کو ختم کرتے یا پختہ کرتے یا صلح کرتے یا معاہدہ کرتے تو ان امور کو قوم کا سردار کرتا یا اس کے قریبی رشتہ داروں میں سے کوئی انجام دیتا، اس کے علاوہ کسی کی بات کو قبول نہیں کرتے تھے۔ اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تاکہ یہ کام انجام دیں اور یہ حدیث ارشاد فرمائی (امیر الحاج بدستور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے تھے اسی لیے دوسرے صحابہ کرام کے ساتھ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی اعلان کرنے والوں میں شامل تھے۔

۱۲ شرف قادری

۵۸۳۲ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنِي رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ قَبَاءَ عَلِيٍّ تَدْمَعُ عَيْنَاهُ فَقَالَ اخِيَّتَ بَيْنَ أَصْحَابِكَ وَلَوْ تَوَاخَّ بَيْنِي وَبَيْنَ أَحَدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ أَخِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا یہ حضرت علی اس حال میں حاضر ہوئے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے انھوں نے عرض کیا کہ آپ نے اپنے صحابہ کے درمیان عقداخت قائم کیا ہے میرے اور کسی صحابی کے درمیان یہ عقد قائم نہیں فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ دنیا اور آخرت میں ہمارے بھائی ہیں۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۱۹ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو صحابیوں (ایک مہاجر اور ایک انصاری) کے درمیان دوستی اور بھائی چارے کا عقد قائم فرمایا یہ مدینہ منورہ میں آنے کے پانچ ماہ بعد کا واقعہ ہے (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے مہاجر صحابہ کی آباد کاری اور ان کا معاشی مسئلہ اتنے عمدہ طریقے سے حل فرمایا کہ اس سے بہتر حل ہو ہی نہیں سکتا ۱۲ شرف قادری)

۱۳ یعنی آپ کو کیا حاجت ہے اور کیا مناسبت ہے؟ کہ آپ کو کسی دوسرے کا بھائی بنایا جائے۔
 ۵۸۳۲ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَيْرٌ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ يَا كُلُّ مَعِيَ هَذَا الطَّيْرِ فَجَاءَهُ عَلَى فَكَلَّ مَعَهُ -
 (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پرندہ تھا، آپ نے دعا کی کہ اے اللہ! اس شخص کو بھیج دے جو تیرے نزدیک عام مخلوق سے زیادہ محبوب ہو وہ میرے ساتھ اس پرندے کو کھائے پس حضرت علی مرتضیٰ تشریف لائے انھوں نے آپ کے ساتھ پرندے کا گوشت تناول کیا یہ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

۱۴ یعنی بھونا ہوا جیسے کہ دوسری روایات میں یہ آیا ہے۔

۱۵ اس حدیث سے پتا چلتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ محبوب تھے۔ شارحین نے اسے اختیار کیا ہے اور اس میں مختلف طریقوں سے تخصیص کی ہے۔
 (۱) مطلب یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین لوگوں کے گروہ میں سے ہے۔
 (۲) جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹوں میں سے محبوب ترین ہے۔
 (۳) جو آپ کے رشتہ داروں میں سے محبوب ترین ہے۔

(۴) جو میرے احسان کا زیادہ حق دار اور لائق ہے۔ غالباً یہ تخصیصات اس لیے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے زیادہ محبوب ہونا لازم نہ آئے اور حقیقت یہ ہے کہ ان تخصیصات کی حاجت نہیں ہے۔ کیونکہ یقینی بات ہے کہ علی العموم تمام مخلوق مراد نہیں ہے کیونکہ مطلقاً محبوب ترین ہستی، افضل المخلوقین اور سید المجوبین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ صحابہ کرام میں اگر بعض صحابہ بعض وجوہ کی بناء پر زیادہ محبوب ہوں تو کیا حرج ہے ثواب کی کثرت کے اعتبار سے افضل ہونا اس کے منافی نہیں ہے اس لیے کہ تمام وجوہ سے زیادہ محبوب ہونا مراد نہیں ہے، جیسے کہ زیادہ افضل اور زیادہ محبوب ہونے کے مسئلہ میں بعض علماء نے بیان کیا ہے۔ یہ مقام وسیع ہے اسے تنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فافہم۔

(شیخ الاسلام، محقق عصر ابوزرعة عراقی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس بات کا اعتراف کر لے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کے افضل ترین حضرت ابوبکر، پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں، لیکن وہ حضرت علی مرتضیٰ سے حضرت ابوبکر صدیق کی نسبت زیادہ محبت رکھتا ہے، تو اگر

یہ محبت دینی ہے تو اس کا کوئی مطلب نہیں، کیونکہ دینی محبت افضل ہونے کو لازم ہے جیسے ہم نے بیان کیا اور یہ شخص حضرت ابوبکر صدیق کے افضل ہونے کا صرف زبانی اقرار کرتا ہے، دل سے حضرت علی مرتضیٰ کے افضل ہونے کا قائل ہے کیونکہ وہ ان سے دینی محبت زیادہ رکھتا ہے اور یہ جائز نہیں ہے اور اگر مذکورہ محبت دنیاوی ہے اس لیے کہ وہ حضرت علی مرتضیٰ کی اولاد میں سے ہے یا کوئی دوسری وجہ ہے تو یہ ممنوع نہیں ہے۔
(الصواعق المحرقة از علامہ ابن حجر مکی ص ۶۵) ۱۲ اشرف قادری

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز مانگتا تھا تو آپ مجھے عطا فرماتے تھے اور جب میں خاموش رہتا تھا تو از خود عنایت فرماتے تھے اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۵۸۲۲ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي وَإِذَا سَكَتُ ابْتَدَأَنِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ۔

۱۷ اور یہ مقام محبوبیت ہے۔

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم حکمت کا محل ہیں اور علی اس کا دروازہ ہیں (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے یہ بھی فرمایا کہ بعض محدثین نے اس حدیث کو شریک سے روایت کیا اور انھوں نے یہ ذکر نہیں کیا کہ یہ صنابچی سے مروی ہے ہمیں شریک کے علاوہ کسی ثقہ راوی سے یہ معلوم نہیں ہے۔

۵۸۲۵ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَالَ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ شَرِيكٍ وَلَوْ يَذْكُرُونَ فِيهِ عَنْ الصَّنَابِجِيِّ وَلَوْ نَعَرَفُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الثِّقَاتِ غَيْرِ شَرِيكٍ۔

۱۸ یہ الفاظ مشہور ہیں ”أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا“ ہم علم کا شہر ہیں اور علی اس کا دروازہ ہیں اس میں شک نہیں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم دوسرے صحابہ کرام سے بھی آیا ہے اور حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ خاص نہیں ہے یہ تخصیص کسی خاص وجہ کی بناء پر ہو گئی کہ ان کے ذریعے وسیع اور عظیم علم لوگوں تک پہنچے گا جیسے حدیث شریف میں آیا ہے کہ أَقْصَاكُمْ عَلَيٌّ تم میں سے سب سے زیادہ فیصلہ کرنے والے علی ہیں رضی اللہ عنہ۔ اصل میں یہ حدیث ابوالصلت عبد السلام ابن صالح ہروزی سے مروی ہے۔ وہ اگرچہ شیعہ ہیں لیکن سچے ہیں اور صحابہ کرام کی تعظیم میں کوتاہی نہیں کرتے۔

۱۹ جیسے کہ بعض روایات میں آیا ہے۔
۲۰ اس سلسلے میں طویل گفتگو ہے جس کا کچھ حصہ (عربی) شرح میں مذکور ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں۔
 اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَأَبُو بَكْرٍ أَسَاسُهَا وَعُمَرُ حِيطَتُهَا
 وَعُثْمَانُ سَقْفُهَا وَعَلِيٌّ بَابُهَا لَا تَقُولُوا فِي
 أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ إِلَّا خَيْرًا
 ”ہم علم کا شہر ہیں ابو بکر اس کی بنیاد ہیں، عمر اس کی دیواریں ہیں، عثمان
 اس کی چھت ہیں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ تم ابو بکر، عمر، عثمان اور
 علی کے بارے میں سوائے خیر (اچھی بات) کے کچھ نہ کہو۔“

(حافظ شیروہ بن شہر دار دہلی : فردوس الاخبار (بیروت) ۱/۷۶)

(شرف قادری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے دن حضرت
 علی کو بلایا اور ان کے ساتھ رازداری کی گفتگو فرمائی
 صحابہ کرام نے کہا کہ آپ نے اپنے چچا کے بیٹے سے
 رازداری کی طویل گفتگو فرمائی ہے۔ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے ان کے ساتھ رازداری
 کی گفتگو نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے رازداری
 کی گفتگو کی ہے۔ (ترمذی)

لہ ہم نے ان خود ان کے ساتھ راز کی بات نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ان سے راز کی
 بات کہوں لہذا ہم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں ان سے راز کی بات کی ہے یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے
 کہ ہم نے ان سے راز کی بات کہنے کی ابتداء نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ ان سے گفتگو فرماتا ہے اور ان کے دل میں
 اسرار کا القاء فرماتا ہے لہذا ہم بھی اللہ تعالیٰ کے فعل کی موافقت اور پیروی کے لیے ان سے راز کی بات
 کہتے ہیں۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کو
 فرمایا اے علی! ہمارے اور تمہارے علاوہ کسی کے
 لیے جائز نہیں ہے کہ وہ حالت جنابت میں اس
 مسجد سے گزرے۔ علی بن منذر کہتے ہیں کہ میں

۵۸۳۷ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ يُجْنِبُ
 فِي هَذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِي وَغَيْرِي
 قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ فَقُلْتُ

لِضَرَارِ بْنِ صُرْدٍ مَا مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ
قَالَ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ يَسْتَهْرَقُهُ جَنْبًا
غَيْرِي وَغَيْرُكَ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ
حَسَنٌ غَرِيبٌ)

ضرار بن صرد سے پوچھا کہ اس حدیث کا مطلب کیا
ہے تو انھوں نے فرمایا ہمارے اور تمھارے علاوہ
کسی کے لیے حلال نہیں ہے کہ جنابت کی حالت میں
اس مسجد کو راستہ بنائے (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث
حسن غریب ہے۔

۱۷ یعنی اتفاقاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا گزر مسجد میں واقع ہوا
تھا۔ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص جس راستے سے گزرتا ہے وہ مسجد کے پہلو میں واقع ہو وہ جنبی ہونے کے باوجود
مسجد سے گزرے اس لیے قید لگا دی اور فرمایا اس مسجد میں جو گزر ہوا وہ ضرورت کی بنا پر ہوا۔ برخلاف دوسری
مسجدوں کے (کہ ان میں ضرورت نہیں ہے ۱۲ شرف قادری)

۱۸ علی بن منذر میم پر پیش، نون ساکن، نقطے والے ذال کے نیچے زیر، مشہور عبادت گزار تھے، کہتے
ہیں کہ انھوں نے بچپن حج کیے، ان سے آئمہ کی ایک جماعت نے حدیث سنی، خالص شیعہ تھے لیکن ثقہ اور سچے
تھے۔ ابن حبان نے ان کا ذکر ثقہ راویوں میں کیا ہے۔

۱۹ ضرار ضاد کے نیچے زیر بن صرد بے نقطہ صا دیہ پر پیش، راہ پر زیر، کوفی اور طحان (اٹا پیسنے
والے) تھے، معتمر بن سلیمان سے حدیث سنی اور علی بن منذر ان سے روایت کرتے ہیں۔

۵۸۲۸ وَحَنُّ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَعَثَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا
فِيهِمْ عَلِيٌّ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ سَرَّافٌ
يَدِيهِ يَقُولُ اللَّهُمَّ لَا تَمِثْنِي حَتَّى
تَرِيَنِي عَدِيًّا

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا،
جس میں حضرت علی مرتضیٰ بھی تھے۔ ام عطیہ فرماتی ہیں
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ
دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ! مجھے
اس وقت تک وفات نہ دے جب تک کہ تو مجھے
علی مرتضیٰ نہ دکھا دے (ترمذی)

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۷ حضرت ام عطیہ انصاریہ اکابر تابعیات میں سے ہیں۔ غزوات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت
میں جاتی تھیں۔ بیماروں کی تیمارداری اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔
۱۸ اس سے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید محبت کا اور ان کی
جدا فی کے سبب آپ کے اذیت محسوس کرنے کا پتہ چلتا ہے۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

۵۸۳۹ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَلَا يُبْغِضُهُ مُؤْمِنٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِسْنَادًا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق علی سے محبت نہیں رکھے گا اور مومن ان سے بغض نہیں رکھے گا (امام احمد، ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث سند کے اعتبار سے حسن، غریب ہے۔

۱۰ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات میں سے ہیں۔

۱۱ جیسے کہ پہلی فصل میں گزر گیا ہے۔

۵۸۴۰ وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّ عَيْبًا فَقَدْ سَبَّنِي رَوَاهُ أَحْمَدُ

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے علی مرتضیٰ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی (امام احمد)

۱۲ اس لیے کہ انھیں گالی دینے سے ہمیں گالی دینا لازم آتا ہے (نسبی قرابت کی بنا پر یہ ۱۲ اقوال دی

۵۸۴۱ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيكَ مَثَلٌ مِّنْ عَيْبِي أَبْغَضْتُهُ الْيَهُودُ حَتَّىٰ بَرَّهَتُوا أُمَّتَهُ وَأَحْبَبْتُهُ النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ أَنْزَلُوهُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِي لَيْسَتْ لَهُ ثُمَّ قَالَ يُهْلِكُ فِي رَجُلَانِ مُحِبٌّ مُّفْرِطٌ يُقَرِّظُنِي بِمَا لَيْسَ فِيَّ وَمُبْغِضٌ يَحْمِلُهُ شَتَائِي عَلَىٰ أَنْ يَبْرَهَنَنِي رَوَاهُ أَحْمَدُ

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا اندر حضرت عیسیٰ پیغمبر کی مشابہت ہے۔ یہودیوں نے انھیں دشمن جانا یہاں تک کہ ان کی والدہ ماجدہ پر چھوٹ باندھا، نصاریٰ نے ان سے محبت کی یہاں تک کہ انھیں ایسے مرتبے پر اتارا جو ان کے لیے ثابت نہیں ہے۔ پھر حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہوں گے (۱) محبت میں حد سے تجاوز کرنے والا جو میری تعریف ایسی صفت کے ساتھ کرے گا جو مجھ میں نہیں ہے۔ (۲) دشمنی رکھنے والا جسے میری دشمنی اس بات پر ابھارے گی کہ مجھ پر بہتان باندھے گا (امام احمد)

۱۳ حضرت مریم پارسا ہیں یہودیوں نے ان کی نسبت زنا کی طرف کی (معاذ اللہ)

۱۷ نصاریٰ نے انھیں اللہ یا اللہ کا بیٹا قرار دیا (نحوہ باللہ تعالیٰ من ذلک) ۱۸
۱۹ تقریب قاف اور نقطے والی ظاء کے ساتھ کسی کی حق یا باطل کے ساتھ تعریف کرنا اور یہ لفظ عناد کے
ساتھ وصف بیان کرنے کے معنی میں بھی آیا ہے۔

۲۰ لکھ اور ایسی چیزیں مجھ سے وابستہ کرے جن سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بری کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم
ہوتا ہے کہ محبت اتنی ہی قابل تعریف ہے جو حد سے تجاوز نہ کرے اور قاعدہ عقل و شریعت کے مطابق ہو محبت
جب حد سے بڑھ جائے تو گمراہی کی طرف لے جاتی ہے اور عدالت کے راہِ راست سے باہر پھینک دیتی ہے اور
گمراہی کی طرف منسوب کر دیتی ہے۔ اس صفت کے ساتھ اہل سنت و جماعت موصوف ہیں جو اس سلسلے میں افراط و
تفریط دونوں طرفوں سے محفوظ ہیں خصوصاً وہ حضرات جن کے چہرے تعصب کے گرد و غبار سے محفوظ ہیں اور وہ
دریائے (معتدل) راستے پر چلتے ہیں۔

مختصر یہ کہ سرمایہ کامیابی اور نجات دو چیزیں ہیں:۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کی محبت اور

(۲) صحابہ کرام کی تعظیم

کوشش کرنی چاہیے کہ یہ دونوں چیزیں جمع ہوں اللہ تعالیٰ ہمیں یہ سعادت عطا فرمائے۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

اہل سنت کا ہے پیرا پار اصحاب حضور

۵۴۲ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَزَيْدِ

بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ بِغَدِيرِ خُمٍّ أَخَذَ

بِيَدِي عَلِيٍّ فَقَالَ السُّنُّوْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّي

أَوَّلِيْ بِأَيُّ مُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ قَالُوا

بَلَى قَالَ السُّنُّوْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّيْ أَوَّلِيْ

بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهِ قَالُوا بَلَى

فَقَالَ اللَّهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعِلِيْ

مَوْلَاهُ اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ

وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ فَتَلْقِيْهِ عُمَرُ بَعْدَ

ذَلِكَ فَقَالَ لَهُ هَنِيئًا يَا أَبَنَ

أَبِي طَالِبٍ أَصْبَحْتَ وَأُمْسَيْتَ مَوْلَى

نجم ہیں اور ناؤں سے عزت رسول اللہ کی

حضرت برادر بن عازب اور حضرت زید بن ارقم

رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم جب غدير خم میں اترے تو آپ نے علی مرتضیٰ

کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: کیا تم نہیں جانتے؟ کہ ہم مومنوں کے

ان کی جانوں کی نسبت بھی زیادہ قریب ہیں بے صحابہ

کرام نے عرض کیا کیوں نہیں۔ فرمایا کیا تم نہیں جانتے

کہ ہم ہر مومن کی جان سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں

صحابہ کرام نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا

اے اللہ! جس کے ہم مولا ہیں علی بھی اس کے مولا ہیں

اے اللہ جو ان سے دوستی رکھے، اے دوست رکھ

اور جو ان سے دشمنی رکھے تو بھی اے دشمن رکھ

اس کے بعد حضرت عمر فاروق حضرت علی مرتضیٰ سے

کُلِّ مُؤْمِنٍ وَ مُؤْمِنَةٍ
(رَوَاہُ أَحْمَدُ)

ملے اور انھیں کہنے لگے ابن ابی طالب! آپ کو مبارک ہو، آپ نے صبح اور شام اس حال میں کی ہے کہ آپ ہر مرد و زن مومن کے مولا ہیں کیسے (امام احمد)

۱۷ یہ دونوں مشہور صحابی اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مخلصین میں سے ہیں۔
۱۸ حجۃ الوداع واپسی پر ایک جگہ تشریف فرما ہوئے جس کا نام غدیر خم ہے۔ نقطے والی خادمہ پر پیش اور ہمیشہ حرمین شریفین کے درمیان جحفہ میں ایک جگہ ہے۔
۱۹ صحابہ کرام کو جمع کر کے فرمایا، ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذنوں کے پالانوں کا منہ بنایا اور اس پر تشریف فرما ہوئے۔
۲۰ اور ان کی جانوں سے بھی زیادہ دوست ہیں، جیسے کہ قرآن مجید میں بھی مذکور ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ تین دفعہ یہ کلمات ارشاد فرمائے۔

۲۱ پہلے عمومی طور پر مومنوں کے بارے میں گفتگو فرمائی، پھر مومن کے بارے میں ارشاد فرمایا۔
مطلب یہ ہے کہ ہم مومنوں کو اسی چیز کا حکم دیتے ہیں جس میں ان کی بہتری کامیابی اور دنیا و آخرت کی بھلائی ہو، برخلاف ان کے نفوس کے کہ کبھی شر اور فساد کی طرف بھی بلاتے ہیں۔
۲۲ ایک روایت میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں وَأَحِبَّ مَنْ أَحَبَّهُ وَأَبْغَضْ مَنْ أَبْغَضَهُ وَ أَنْصُرْ مَنْ أَنْصَرَكَ وَ اخْذِلْ مَنْ خَذَلَكَ جو ان سے محبت رکھے تو اسے محبوب بنا، جو ان سے بغض رکھے تو اسے مبغوض (دشمن) قرار دے جو ان کی امداد کرے اس کی امداد فرما اور جو انھیں امداد نہ دے تو بھی اسے امداد نہ دے۔

۲۳ یاد رہے کہ یہ قوی ترین دلیل ہے جس کے ساتھ شیعہ اپنے اس دعوے پر استدلال کرتے ہیں، کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں تفصیلی نص وارد ہے وہ کہتے ہیں کہ مولیٰ کا اس جگہ معنی ہے امام کا زیادہ حق دار اور اس کی دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے اَلَسْتُ اَوَّلٰی بِكُمْ اِس کا معنی مدکار اور محبوب نہیں ہے، ورنہ صحابہ کرام کو جمع کرنے، ان سے خطاب کرنے، اتنا مبالغہ کرنے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کرنے کی حاجت نہیں تھی، کیونکہ اس بات کو تو ہر صحابی جانتے اور پہچانتے تھے۔ ایسی دعا صرف ایسے امام معصوم کے لیے ہوتی ہے جس کی اطاعت فرض ہو۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ کا امت پر وہی حق ولا رہو گا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا امت پر حق ولا ہے۔ پس یہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص صریح ہے یہ حدیث صحیح ہے جسے کسی شک و شبہ کے بغیر محدثین کی ایک جماعت مثلاً امام ترمذی، نسائی، امام احمد نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کی کثیر سندیں ہیں۔ اس کو سولہ صحابیوں نے روایت کیا ہے۔ امام احمد کی ایک روایت میں ہے کہ اس حدیث کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تیس صحابہ کرام نے سنا ہے، اور

حضرت علی کی خلافت کے زمانے میں جب ان سے نزاع اور اختلاف کیا گیا تو ان صحابہ نے اس حدیث کی گواہی دی، اس کی بہت سی سندیں اور صحیح اور حسن ہیں جن حضرات نے اس حدیث کے صحیح ہونے کے بارے میں گفتگو کی ہے ان کا قول قابلِ توجہ نہیں ہے۔ اسی طرح ان حضرات کا قول بھی لائق التفات نہیں ہے جنہوں نے کہا ہے کہ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنِّ وَالْاَلَاہُ کی زیادتی موضوع ہے اس لیے کہ یہ زیادتی متعدد مسندوں کے ساتھ وارد ہوئی ہے ان میں سے اکثر کی علامہ ذہبی نے تصحیح کی ہے اسی طرح علامہ حجر مکی نے الصواعق المحرقة میں بیان کیا۔

لیکن ہم شیعہ کو بطور الزام کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک امامت کی دلیل میں بالاتفاق تواتر معتبر ہے، اور انہوں نے کہا ہے کہ جب تک حدیث متواتر نہ ہو اس سے امامت کے صحیح ہونے پر استدلال نہیں کیا جاسکتا اور یقینی بات ہے کہ یہ حدیث متواتر نہیں ہے اس لیے کہ اس میں اختلاف موجود ہے اگرچہ یہ اختلاف مردود ہے بلکہ اس پر طعن کرنے والے وہ عادل اور آئمہ حدیث ہیں جن کی طرف اس معاملے میں رجوع کیا جاسکتا ہے مثلاً ابوداؤد سجستانی، ابوحاتم رازی اور دیگر آئمہ اور امام بخاری، مسلم، واقدی وغیرہم اکابر محدثین نے اسے روایت نہیں کیا جو حفظ اور ضبط والے ہیں اور انہوں نے حدیث شریف کے حاصل کرنے کے لیے متعدد مشہور اور علاقوں کا سفر کیا۔ یہ بات اگرچہ حدیث کے صحیح ہونے میں مغل نہیں ہے لیکن ایسی حدیث کے بارے میں تواتر کا دعویٰ کرنا عجیب ترین بات ہے۔ حالانکہ شیعہ نے امامت کی حدیث میں تواتر کو شرط قرار دیا ہے۔
خوب غور کیجیے گا۔

اہل سنت و جماعت نے شیعہ پر رد کیا ہے اس جگہ ان کی طویل گفتگو ہے جو صواعق محرقة (ازابن حجر مکی ہیتمی) میں مذکور ہے، ہم اس کا کچھ حصہ بطور اختصار بیان کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ اس جگہ مولیٰ کا معنی حاکم اور دانی ہے بلکہ اس کا معنی محبوب اور مددگار ہے کیونکہ لفظ مولیٰ کئی معنی میں مشترک ہے (۱) آزاد کرنے والا (۲) آزاد کیا ہوا (۳) امر میں تصرف کرنے والا (۴) مددگار (۵) محبوب اور مشترک کے بعض معانی کو دلیل کے بغیر معین کرنا ناقابلِ اعتبار ہے۔ اہل سنت و جماعت اور شیعہ محبوب اور مددگار کے مراد ہونے پر متفق ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ ہمارے سردار، ہمارے محبوب اور ہمارے مددگار ہیں۔ حدیث شریف کی روش سے بھی اسی معنی کی طرف اشارہ ہے۔ مولیٰ کا معنی امام نہ تو لغت میں معلوم ہے اور نہ شریعت میں، لغت کے کسی امام نے بھی اس کا ذکر نہیں کیا۔ ہاں اگر یہ کہا جائے کہ وزن تو مفعول کا ہے لیکن معنی افعول والا ہے لیکن یہ اس لیے مناسب نہیں کہ کہا جاتا ہے کہ یہ چیز فلاں سے ادلی ہے لیکن یہ نہیں کہا جاتا کہ یہ چیز فلاں سے مولیٰ ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی موالات پر نص کرنے کا مقصد اس بات پر تنبیہ کننا ہے کہ ان کے بغض سے اجتناب کیا جائے، کیونکہ موالات کا خاص طور پر ذکر ان کی شرافت و فضیلت کو مضبوط اور مستحکم کرنا ہے۔ اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء میں فرمایا: کیا ہم مومنوں سے ان کی جانوں کی

نسبت زیادہ قریب نہیں؟ اور دعا بھی اسی اعتبار سے ہے۔ بعض روایات میں اہل بیت نبوت کا ذکر عموماً اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر خصوصاً آیا ہے۔ جسے امام طبرانی اور امام جزری سند صحیح کے ساتھ لائے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کی محبت کی ترغیب اور تاکید مراد ہے۔

نیز محدثین فرماتے ہیں کہ اس ارشاد کا سبب یہ ہے کہ بعض صحابہ یمن میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ انھوں نے بعض معاملات میں ان پر اعتراض کیا اور ان کی شکایت کی جیسے کہ حضرت بریدہ اسلمی، صحیح بخاری میں یہ روایت لائے ہیں اور علامہ ذہبی (جیسے نقاد) نے اس کی تصحیح کی ہے۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کا رنگ متغیر ہو گیا اور فرمایا: اے بریدہ! کیا ہم مومنوں سے ان کی جانوں سے زیادہ قریب نہیں ہیں (الحديث) صحابہ کرام کو بھی جمع فرمایا اور اس بارے میں تاکید فرمائی۔

شیخ ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ اگر ہم تسلیم کر لیں کہ مولیٰ کا معنی اولیٰ ہے تو یہ کہاں سے لازم آتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہو کہ وہ امامت ہی کے لیے اولیٰ ہیں بلکہ قرب اور اتباع کے اعتبار سے اولیٰ ہونا مراد ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے اِنَّ اَوَّلٰى بَابِرَاہِیْمَ لَکَذٰبٌ اَتَّبَعُوْکَ اَبْرٰہِیْمَ کے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جنھوں نے ان کی پیروی کی اس احتمال کے خلاف دلیل قطعی تو کیا دلیل ظاہر بھی موجود نہیں ہے۔

جیسے ہم یہ بھی تسلیم کر لیتے ہیں کہ امامت کے لیے اولیٰ ہونا ہی مراد ہے لیکن اس امر کی کیا دلیل ہے کہ فی الحال امامت مراد ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اپنے وقت پر ان کی خلافت مراد ہے جب (چوتھے خلیفہ پر) ان کی بیعت کی جائے گی۔ خلفاء ثلاثہ کو پہلے خلیفہ بنانے پر صحابہ کرام کا اجماع ہے اور اس اجماع میں حضرت علی مرتضیٰ بھی داخل ہیں پھر غور فرمائیں کہ متعدد چیزوں سے صراحتاً پتہ چلتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص کیسے ہو سکتی ہے۔

اس حدیث سے بوقت حاجت حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا اور نہ کسی دوسری شخصیت نے البتہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے اپنی خلافت کے دلائل استدلال کیا، پس ان کا اپنی خلافت کے زمانے تک استدلال سے خاموش رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس امر کو جانتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نص نہیں ہے نہ ان کی خلافت پر اور نہ کسی دوسرے صحابی کی خلافت پر جیسے کہ صحیح حدیثوں میں آیا ہے۔ صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی وفات کے دنوں میں حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت عباس آپ کے پاس سے باہر تشریف لائے۔ حضرت عباس نے حضرت علی مرتضیٰ کو فرمایا اس امر (خلافت) کے بارے میں سوال کریں اگر ہم میں ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں معلوم ہو جائے گا۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ میں سوال نہیں کروں گا۔ اگر یہ حدیث جس میں گفتگو ہو رہی ہے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں نص ہوتی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرنے اور آپ سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے یہ فرمانے کی کیا وجہ تھی کہ اگر خلافت

ہم میں ہوگی تو ہمیں معلوم ہو جائے گا۔

حالانکہ غدیر خم کا زمانہ کم و بیش دو مہینے کے فاصلے پہ تھا اور یہ بات عقل سے بعید ہے کہ تمام صحابہ کرام یوم غدیر کی حدیث کو بھول گئے ہیں یا اسے جاننے اور یاد رکھنے کے باوجود دیدہ دانستہ چھپا گئے ہوں۔ ماننا پڑے گا، جب صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تو انھیں یہ حدیث معلوم بھی تھی اور یاد بھی تھی اس کے باوجود حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت کی تو اس کا مطلب یہی ہے کہ صحابہ کرام نے اس حدیث سے حضرت علی مرتضیٰ کے خلیفہ بلا فصل ہونے کا مطلب نہیں سمجھا ۱۲ قادری

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم غدیر کے بعد خطبہ دیا اور حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کا حق واضح فرما دیا، ارشاد فرمایا کہ تم پر کوئی شخص امیر نہیں ہوگا، جیسے کہ احادیث میں آیا ہے، بے شک یہ ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت اور ان کے پیروکاروں کی محبت کا حکم دیا ہے لیکن محبت اور خلافت میں فرق ہے۔

شیعہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کو اس نص کا علم تھا لیکن انراہ ظلم، عناد و مکابرہ اس کی پیروی نہیں کی، حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ نے تقیہ کی بناء پر مطالبہ اور احتجاج نہ کیا۔ لیکن یہ سب جھوٹ اور افتراء ہے اس لیے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پوری قوت، بے اندازہ کثرت رکھتے تھے، ان کی شجاعت کے بارے میں شیعہ کیا کہتے ہیں؟ باوجودیکہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خود نص سنی تھی۔ ناممکن ہے کہ شیر خدا اس کی بنیاد پر نہ عمل کریں اور نہ احتجاج کریں۔ نیز جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث شریف **الْأَيْمَةُ مِنْ قُرَيْشٍ** سے استدلال تو ان سے یہ کیوں نہ کہا کہ حضرت علی کے بارے میں خصوصی نص موجود ہے آپ اس عموم سے کیوں استدلال کر رہے ہیں۔

امام بیہقی، امام ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ شیعہ کا اصل عقیدہ یہ ہے کہ وہ صحابہ کرام کو گمراہ قرار دیتے ہیں اور روافض انھیں کافر کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ چند افراد کے علاوہ سب حالت کفر میں دنیا سے رخصت ہوئے۔ قاضی ابوبکر یاقوتی کہتے ہیں کہ روافض کے مذہب کی بناء پر پورے دین اسلام کا باطل کرنا لازم آتا ہے کیونکہ جب اسلام کے اہم ترین حکم کے بارے میں نفسانی غرض کے تحت انھوں نے نفوس کو چھپایا۔ ظلم، افتراء اور جھوٹ کا ارتکاب کیا تو ان کی روایت کردہ جتنی حدیثیں اور خبریں ہوں سب جھوٹ کا پلندہ ہوں گی۔ بلکہ یہ عیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہوگا کہ آپ کی صحبت و تربیت سے ایسے افراد تیار ہوئے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف بھی راجع ہوگا کہ انھوں نے اپنے حق کے مطالبے میں کوتاہی اور سستی روا رکھی۔

یہ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے الصواعق المحرقة میں، اس سے بھی زیادہ طویل گفتگو ہے جو کچھ ہم نے نقل کیا وہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی قبول حق کی توفیق دینے والا ہے۔

۵۸۲۲ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ خَطَبَ أَبُو بَكْرٍ
وَعُمَرُ فَاحْتَمَتَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا صَنِيعَةٌ تَوُ
خَطَبَهَا عَلِيٌّ فَزَوَّجَهَا مِنْهُ
(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے حضرت فاطمہ کے نکاح کی درخواست کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کم عمر ہیں۔ پھر حضرت علی مرتضیٰ نے ان کے نکاح کی درخواست کی تو آپ نے حضرت فاطمہ کا نکاح ان سے کر دیا۔ (نسائی)

لہ یہ عذر پیش کیا

لہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت امّ امین رضی اللہ عنہا نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کس کا آپ حضرت فاطمہ کے نکاح کی درخواست کیوں نہیں کرتے؟ حالانکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں، انھوں نے فرمایا کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ بات کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو راضی ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا معلوم ہوئی تو انھوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کر دیا۔

۵۸۲۳ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِسَدِّ الْأَبْوَابِ إِلَّا بَابَ عَلِيٍّ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے دروازے کے علاوہ تمام دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

لہ یعنی ان دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا جو مسجد شریف کی طرف کھلتے تھے۔ سوائے حضرت علی مرتضیٰ کے دروازے کے۔ اس کی شرح حضرت ابوبکر صدیق کے مناقب میں گزر چکی ہے۔

۵۸۲۴ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَتْ لِي مَنَزِلَةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَكُنُّ لِأَحَدٍ مِنَ الْخَلَائِقِ أَيْتَبُّ بِأَعْلَى سَحَرٍ فَأَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَإِنْ تَنَحَّنَا انْصَرَفْتُ إِلَى أَهْلِي وَإِلَّا دَخَلْتُ عَلَيْهِ

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ قرابت حاصل تھی جو تمام مخلوقات میں سے کسی کو نہ تھی۔ میں سحری کے وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ اگر آپ کھانستے تو میں اپنے اہل کے پاس پلٹ جاتا۔ ورنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ (نسائی)

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

لہ مقصد یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام کی نسبت مجھے زیادہ قربت اور نزدیکی حاصل تھی۔ انتہائی مسرت اور

فخر کا اظہار کرنے کے لیے بطور مبالغہ یہ فرما دیا کہ تمام مخلوق میں سے کسی کو اتنی قربت حاصل نہ تھی۔
۲۔ اور مجھے معلوم ہو جانا کہ آپ نماز وغیرہ کسی کام میں مشغول ہیں جو میری حاضری سے منع کرنے والا ہے
صراح میں ہے: تمنع کا معنی ہے گلا صاف کرنا۔

۳۔ اور یہ مقام کسی کو حاصل نہ تھا کیونکہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
بہت زیادہ قریب تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے میل جول اور مصاحبت زیادہ تھی۔ نیز چچا زاد
بھائی بھی تو تھے۔

۵۸۴۶ وَعَنْهُ قَالَ كُنْتُ شَاكِيًا فَمَرَّ بِي
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا
أَقُولُ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ أَجَلِي قَدْ
حَضَرَ فَأَرْحِنِي وَإِنْ كَانَ مُتَأَخِّرًا
فَارْفَعْنِي وَإِنْ كَانَ بَلَاءٌ فَصَبِّرْنِي
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَيْفَ قُلْتُ فَأَعَادَ عَلَيْهِ مَا
قَالَ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ وَقَالَ اللَّهُمَّ
عَافِهِ أَوْ اشْفِهِ شَكَ الرَّادِي
قَالَ فَمَا اسْتَكَيْتُ وَجِئْتُ بَعْدُ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا
حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت
ہے کہ میں بیمار تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس
حال میں میرے پاس سے گزرے کہ میں کہہ رہا تھا
اے اللہ! اگر میرا مقررہ وقت حاضر ہو چکا ہے تو مجھے
راحت عطا فرما بلکہ اور اگر وہ وقت مؤخر سے تو میری
زندگی کو فراخ فرما بلکہ اور اگر یہ بیماری امتحان ہے
تو مجھے صبر عطا فرما۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: تم نے کس طرح دعا مانگی ہے؟ انھوں نے یہ
کلمات دہرائے تو آپ نے انھیں پاؤں مارا کہ اور دعا
مانگی کہ اے اللہ انھیں عافیت عطا فرما یا (یہ دعا کی)
انھیں شفا عطا فرما راوی کو شک ہے۔ فرماتے ہیں اس
کے بعد مجھے وہ تکلیف نہیں ہوئی (ترمذی) اور فرمایا
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۔ بیماری اور درد کی شدت کی بناء پر

۲۔ یعنی موت عطا فرما تاکہ اس درد کی شدت سے نجات پاؤں اور راحت حاصل کروں۔ اجل وہ
موت ہے جو زندگی کے لیے مقرر کی گئی ہے۔ موت پر اس کا اطلاق اس لحاظ سے کر دیا جاتا ہے کہ اجل کی انتہا
اور مدت عمر کا خاتمہ مراد لیتے ہیں۔

۳۔ رفع فاء اور نقطے والی غین کے ساتھ، زندگی کی فراخی اور سہولت
۴۔ تاکہ اس شکایت سے متنبہ اور ہوشیار ہو جائیں اور یہ انتہائی محبت اور خوشی کا اظہار تھا تاکہ انھیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک کی برکت حاصل ہو اور وہ شفا پا جائیں۔
۵۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشفہ کہا یا عافہ

باب

عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مناقب

(۱) حضرت ابوبکر صدیق (۲) حضرت عمر فاروق (۳) حضرت عثمان غنی (۴) حضرت علی مرتضیٰ (۵) حضرت طلحہ (۶) حضرت زبیر (۷) حضرت سعد بن ابی وقاص (۸) حضرت عبدالرحمن بن عوف (۹) حضرت ابو عبیدہ ابن الجراح (۱۰) حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ دس صحابہ کرام عشرہ مبشرہ کے لقب کے ساتھ مشہور ہیں، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں (اس دنیا میں حیات ہوتے ہوئے) جنت کی بشارت دی۔ یہ سب قریشی ہیں ان کے وہ فضائل و مناقب ہیں جو دوسرے صحابہ کرام کے نہیں ہیں۔

یاد رہے کہ جنت کی بشارت ان دس حضرات کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ کیونکہ اہل بیت نبوت یعنی اولاد امجاد، ازواج مطہرات اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ کرام کے لیے بھی بشارت واقع ہے۔ ہم نے اپنے رسالہ تحقیق الاشارہ الی تقیم البشارة میں اس موضوع پر تفصیلی کلام کیا ہے اس کا مطالعہ کیجیے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

(مولوی امیر علی نے اس جگہ حاشیہ لکھا ہے جس میں فرماتے ہیں: اولین سابقین (پہلے پہل اسلام لانے والے) بہت ہیں لیکن ان دس حضرات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شہرت دی گئی تاکہ حجت الہی کامل ہو جائے کیونکہ اولین سابقین میں یہ دس حضرات بطریق اولیٰ داخل ہیں۔ قرآن پاک میں اولین سابقین کو رضوان اور خوشنودی سے مخصوص فرمایا ہے۔ پس یہ تمام کامیاب ہیں اور مقبولان بارگاہ، کسی کی مجال نہیں ہے کہ اس جماعت کے بارے میں کلام کرے اور جو شخص خوارج اور روافض کی طرح بے ادبی کرے گا وہ یقیناً ذلیل ہوگا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: کوئی شخص اس امر یعنی خلافت کا اس جماعت سے زیادہ حق دار نہیں ہے، جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت راہی تھے یہ آپ حضرت علی مرتضیٰ، عثمان غنی، زبیر طلحہ

۵۸۴۷ عَنْ عُمَرَ قَالَ مَا أَحَدٌ أَحَقُّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْ هَؤُلَاءِ الثَّقَرِ الَّذِينَ تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمِي عِلِيًّا وَ عُثْمَانُ وَ الزُّبَيْرُ وَ طَلْحَةُ وَ

سَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ (رَوَاكُ الْبُخَارِيِّ)
سعد اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کا نام لیا۔ (بخاری)

۱۵ یہ اس وقت فرمایا جب آپ دنیا سے رخصت ہونے والے تھے اور آپ نے اصحابِ شوری (ایک کمیٹی) کے لیے خلافت کی وصیت فرمائی۔

۱۶ یعنی ان سے کامل طور پر اور دوسرے صحابہ سے راضی تھے (ورنہ تو تمام صحابہ کرام سے راضی تھے) اشرف قادری۔

۱۷ چھ حضرات کا نام لیا۔ عشرہ مبشرہ میں سے باقی دو حضرات کا نام نہیں لیا (۱) ابو عبیدہ بن الجراح جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "امین امت" اور "امین حق امین" کا خطاب دیا کیونکہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پہلے رحلت فرما گئے تھے (۲) حضرت سعید بن زید کیونکہ وہ حضرت عمر فاروق کے قریبی رشتہ دار، چچا زاد بھائی اور بہنوئی تھے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ ان چھ حضرات میں سے کسی کو خلیفہ بنالیا جائے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت عمر نے حضرت سعید بن زید کا ذکر ان لوگوں میں فرمایا جن سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم راضی تھے، لیکن انہیں مجلسِ شوری میں داخل نہیں کیا۔

۵۸۴۸ وَعَنْ قَيْسِ ابْنِ أَبِي حَارِثٍ قَالَ سَأَلْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلَاءَ وَقِيْلَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ - (رَوَاكُ الْبُخَارِيِّ)

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت طلحہ کا شل ہاتھ دیکھا جس کے ساتھ انھوں نے اُحد کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی تھی۔ (بخاری)

۱۸ قیس بن ابی حازم نے بے نقطہ حاء اور زاء کے ساتھ اکابر تابعین میں سے تھے انھوں نے زمانہ جاہلیت پایا پھر اسلام لائے جب بیعت کے ارادے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رحلت فرما چکے تھے۔ بعض علماء نے ان کا ذکر صحابہ کرام میں کیا ہے۔

۱۹ شل اور شل کا معنی ہے ہاتھ کا تباہ ہونا یا تو اس طرح کہ خشک ہو جائے یا کٹ جائے۔ بعض علماء نے اسے پہلی قسم کے ساتھ مخصوص قرار دیا ہے۔

۲۰ ان کا ہاتھ اس لیے شل ہوا تھا کہ اس کے ساتھ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی تھی، اُحد کے دن انھوں نے اپنے جسم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی تھی۔ اُحد کے دن انھوں نے اپنے جسم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ڈھال بنادیا تھا۔ ان کے جسم پر اسٹی سے زیادہ زخم تھے۔ یہاں تک کہ ان کا آلہ مردی بھی زخمی ہو گیا۔ صحابہ کرام جب اُحد کے دن کا ذکر کرتے تھے تو کہتے تھے کہ وہ پورے کا پورا دن طلحہ کا تھا۔

۵۸۴۹ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب (غزوہ خندق) کے دن فرمایا: کون ہے جو ہمارے پاس اس قوم کی خبر لائے حضرت زبیر نے عرض کیا میں خبر لاؤں گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور ہمارے حواری مکہ زبیر ہیں۔

(بخاری، مسلم)

لہ قریش، بنو قریظہ اور بنو نضیر کے یہودیوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے آئے تھے، ان ہی کو احزاب کہا جاتا ہے، احزاب جمع ہے حزب کی جس کا معنی ہے گروہ۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہوا اور بارش بھیج دی اور فرشتوں کا لشکر بھیج کر سب کو شکست دی۔ اس جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کون ہے جو اس قوم کی خبر لائے۔ اس جگہ جانا اور ان کے اجتماع میں جا کر تحقیق کر کے خبر لانا بہت مشکل کام تھا۔

۵۵۰۔ حواریؑ راء کے پیچھے زبیر اور یاء مشدود۔ اس کا معنی ہے مخلص، صاف دل اور یار و قادر۔ اس کا اصل حور ہے پہلے دونوں حرفوں پر زبر، اس کا معنی سفیدی ہے۔ انسی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخلصین کو ”حواریون“ کہا جاتا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ دھوبی تھے جو کپڑوں کو دھو کر سفید کرتے تھے۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے۔

۵۵۰۔ وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَأْتِيَنِي بِنِي قُرَيْظَةَ فَيَأْتِيَنِي بِخَبَرِهِمْ فَأُطْلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ حَمَعَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْوِيَهُ فَقَالَ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو بنو قریظہ کے پاس جائے اور ان کی خبر لاکر میں کو میں روانہ ہو گیا حبیب میں واپس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے اپنے والدین کو ہمیں کو جمع کیا اور فرمایا ہمارے والدین تم پر فدا ہوں (صحیحین)

۵۵۱۔ یہودیوں کا ایک قبیلہ۔ یاد رہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احزاب کے بعد بنو قریظہ کی طرف متوجہ ہوئے اور پندرہ دن ان کا محاصرہ فرما کر انھیں فتح کیا۔ یہ گفتگو اس جگہ ہوئی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بنو قریظہ غزوہ احزاب میں بھی تھے، اس جگہ ان کی خبر طلب فرمائی۔

۵۵۱۔ وَعَنِ عَلِيٍّ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نہیں سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

جَمَعَ أَبُو بَكْرٍ لِأَحَدٍ إِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ
فَإِنِّي سَمِعْتُ يَقُولُ يَوْمَ أَحَدٍ يَا سَعْدُ
ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

سعد بن مالک کے علاوہ کسی کے لیے اپنے والدین کو جمع کیا ہو۔ میں نے آپ کو احد کے دن فرماتے ہوئے سنا کہ اے سعد میرے والدین آپ پر فدا ہوں یہ (صحیحین)

اے سعد بن مالک سے مراد سعد بن ابی وقاص ہیں۔ مالک، ابودقاص کا نام ہے۔

یہ اس وقت فرمایا جب حضرت سعد کافروں پر تیرہ مارے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت زبیر کو فرمایا کہ میرے والدین آپ پر فدا ہوں تو یہ بات علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سننے میں نہیں آئی تھی اسی لیے انھوں نے فرمایا کہ میں نے نہیں سنا۔

۵۸۵۲ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ قَالَ
إِنِّي لَأَدُلُّ الْعَرَبَ رَهْمِي بِسَهْمِي فِي سَبِيلِ
اللَّهِ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں پہلا عرب ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں تیر چلایا یہ

اے مجھ سے پہلے کسی نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں تیر نہیں چلایا۔ واقعہ یہ تھا کہ ہجرت کے پہلے سال حضرت ابوعبیدہ ابن حارث کو ساٹھ افراد کے ساتھ ابوسفیان بن حرب اور دیگر مشرکوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا۔ وہ بڑی تعداد میں تھے۔ ان میں جنگ نہیں ہوئی تاہم حضرت سعد بن ابی وقاص نے دشمنوں کی طرف تیر چلایا اور یہ پہلا تیر تھا جو امت کے درمیان اللہ تعالیٰ کے راستے میں چلایا گیا۔

۵۸۵۳ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْدَمَهُ الْمَدِينَةَ
لَيْلَةً فَقَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا يَحْرُسُنِي
إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلَاحٍ فَقَالَ مَنْ
هَذَا قَالَ أَنَا سَعْدُ قَالَ مَا جَاءَ
بِكَ قَالَ وَقَعَ فِي نَفْسِي خَوْفٌ عَلَى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ
أَحْرُسُهُ فَدَعَاكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَامَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو ایک رات بیدار تھے یہ آپ نے فرمایا۔ کاش کوئی مرد صالح ہمارے پاس پرہ دیتا۔ اچانک ہم نے ہتھیار کی آواز سنی، فرمایا یہ کون ہے؟ انھوں نے عرض کیا میں سعد ہوں۔ فرمایا کس لیے آئے ہو؟ عرض کیا میرے دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان نہ پہنچا دے۔ میں آپ کی حفاظت کے لیے آیا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی، پھر محو استراحت ہوئے۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(صحیحین)

۱۔ یعنی بعض غزوات میں ظاہر یہ ہے کہ بعض دشمنانِ دین کی طرف سے خطرہ محسوس فرما رہے تھے۔
بھرماء کے پیچھے زیر (بیدار تھے) مقدم وال پر زبر (آمد)

۲۔ مثلاً تیر کمان یا تلوار

۳۔ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تنہا ہیں ایسا نہ ہو کہ دشمنانِ دین مکر کریں اور آپ کو تکلیف پہنچائیں۔
۵۸۵۳ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر امت کا ایک امین ہے اور اس امت کے امین ابو عبیدہ ابن الجراح ہیں۔

(صحیحین)

۱۔ جو اللہ تعالیٰ، مخلوق اور نفس کے حقوق میں خیانت نہ کرے۔
۵۸۵۵ وَعَنْ ابْنِ أَبِي مُبَيْكَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ وَسُئِلْتُ مَنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْلِفًا لَوْ اسْتَخْلَفَتْ قَالَتْ أَبُو بَكْرٍ فَقِيلَ ثُمَّ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ عُمَرُ قِيلَ مَنْ بَعْدَ عُمَرَ قَالَتْ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، ان سے سوال کیا گیا کہ اگر بالفرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے؟ فرمایا ابو بکر کو۔ پوچھا گیا ان کے بعد کس کو؟ فرمایا عمر کو، پوچھا ان کے بعد؟ فرمایا ابو عبیدہ ابن الجراح کو۔

(مسلم)

۱۔ ابن ابی ملیکہ - میم پر پیش، لام پر زبر اور یاء ساکن - مشہور تابعی اور قریشی، یمنی اور مکی تھے۔ ان کی آنکھوں میں بھینگاپن تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کے زمانے میں قاضی تھے۔ انھوں نے تین صحابہ کرام کی زیارت کی۔

۲۔ کیونکہ وہ امین اور اس کام کے لائق ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق نے بھی فرمایا تھا کہ مجھے خلافت سے کیا کام؟ یہ علی مرتضیٰ ہیں، عمر فاروق اور ابو عبیدہ ابن الجراح ہیں۔ ان میں سے جسے چاہو خلیفہ بناؤ۔ صحابہ کرام نے کہا کہ آپ سے زیادہ مستحق کون ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دین کے کام (نماز) کے لیے مقدم کیا۔ دنیا کے کام میں آپ کو کون مؤخر کر سکتا ہے۔

۵۸۵۶ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَى حَرَاءٍ هُوَ وَابُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہِ حراء پر تھے۔ آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور

وَالزُّبَيْرُ فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اهُدَّءْ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ
أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ وَزَادَ بَعْضُهُمْ وَسَعْدُ بْنُ
أَبِي وَقَّاصٍ وَلَوْ يَذْكُرُ عَلِيًّا
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

زبیر تھے۔ چٹان حرکت میں آگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا مٹھرا تھجہ پر صرف نبی یا صدیق
ہے یا شہید۔ بعض راویوں نے حضرت سعد بن ابی
وقاص کا ذکر کیا ہے۔ اور حضرت علی کا ذکر نہیں کیا
(مسلم)

۱۔ جسے اس وقت جبل نور کہتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے نازل ہونے سے پہلے اس
جگہ عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ اسی جگہ وحی نازل ہوئی۔
۲۔ شہید سے مراد حضرت عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر ہیں کہ یہ سب حضرات شہید ہوئے۔ حضرت
طلحہ اور زبیر کی شہادت جنگ جمل کے واقعہ میں ہے لیکن جنگ میں نہیں بلکہ اس سے باہر ہوئی جیسے کہ اپنی
جگہ تفصیل سے مذکور ہے۔

۳۔ یعنی وہ بھی کوہ حرا پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے لیکن اس میں اشکال ہے، کیونکہ
حضرت سعد بن ابی وقاص جنگ میں شہید نہیں ہوئے بلکہ اپنے محل میں وفات پائی جو وادی عقیق میں ہے انھیں
وہاں سے لاکر جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ جواب یہ ہے کہ وہ صدیق میں داخل ہیں۔ صدیق اگرچہ امیر المؤمنین ابوبکر
رضی اللہ عنہ کا لقب بن چکا ہے لیکن اس کا معنی ان میں منحصر نہیں ہے۔ ان کے علاوہ دیگر صدیقین پر بھی صادق
آتا ہے۔ علامہ سیوطی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں متعدد مسندوں کے ساتھ یہ روایت لائے ہیں کہ یہ پہلے
ایمان لانے والے ہیں۔ قیامت کے دن سب سے پہلے اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کریں گے اور یہ اس امت کے
صدیق اور فاروق ہیں یا شہید سے مراد وہ حضرات ہیں جن کے لیے شہداء کا ثواب ہے (یعنی معنوی شہید) جیسے
پیٹ کی بیماری میں فوت ہونے والا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵۵۵ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَ
عُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ
وطلحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ
الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي
وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ وَ
أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَوَّاحِ فِي الْجَنَّةِ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ أَبُو مَاجَةَ عَنْ
سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ)

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
ابوبکر جنت میں ہیں، عمر جنت میں ہیں، عثمان جنت
میں ہیں، علی جنت میں ہیں، طلحہ جنت میں ہیں، زبیر
جنت میں ہیں، عبدالرحمن بن عوف جنت میں ہیں۔
سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں، سعید بن زید جنت
میں ہیں اور ابوعبیدہ ابن الجراح جنت میں ہیں (ترمذی)
ابن ماجہ نے اس حدیث کو حضرت سعید ابن زید
سے روایت کیا ہے

۱۔ ان دس حضرات کے بارے میں جنت میں بشارت ہے۔ اس بشارت میں ان کی شہرت اور امتیاز کی وجہ یہ ہے کہ ان کی بشارت ایک حدیث میں واقع ہے۔ اس کے علاوہ بھی وجوہ بیان کی گئی ہیں۔ ورنہ جنت کی بشارت ان میں منحصر نہیں ہے (دیگر حضرات کے بارے میں بھی بشارت واقع ہے) علماء نے ان کی تصریح کی ہے اس جگہ ایک نکتہ ہے جس سے آگاہ ہونا چاہیے اور وہ یہ کہ تمام خلفاء اربعہ یا بعض کا ذکر جن احادیث میں بھی آیا ہے اسی ترتیب سے آیا ہے، اس سے مذہب اہل سنت و جماعت کی تائید ہوتی ہے (کہ حضرت عثمان غنی حضرت علی مرتضیٰ سے افضل ہیں رضی اللہ عنہما) یہ گمان کرنا بالکل غلط ہے کہ راویوں نے ترتیب کو تبدیل کر کے اپنے عقیدے کے مطابق بیان کیا ہے حاشا وکلا! روایت کرنے والے معمولی تقدیم و تاخیر کی رعایت کرتے ہیں، جس سے مقصود میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا اس جگہ وہ کس طرح تبدیلی کر سکتے ہیں؟ محدثین حدیث کو اسی طرح روایت کرتے ہیں جس طرح وہ ہے، کلام کی تاویل کرنا مجتہدین اور فقہاء کا کام ہے خوب غور کیجیے!

۵۸۵۸ وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْحَمُ أُمَّتِي يَا مَتَّى أَبُو بَكْرٍ وَأَشَدُّهُمُ فِي أَمْرِ اللَّهِ عُمَرُ وَأَصَدُّهُمْ حَيَاءُ عُثْمَانُ وَأَقْرَبُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَقْرَبُهُمْ أَبِي كَعْبٍ وَأَعْلَمُهُمُ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَبِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عَبِيدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَرَوَى عَنْ مُعْبِرٍ عَنْ قَتَادَةَ مُرْسَلًا وَفِيهِ وَأَقْضَاهُ عَنِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہماری امت کے ہماری امت پر مہربان ترین ابو بکر ہیں اور ان میں سے اللہ تعالیٰ کے کام میں سخت ترین عمر ہیں اور ان میں سے صحیح ترین حیاء عثمان ہیں سکھ اور علم قرآن کے بڑے عالم زید بن ثابت ہیں سکھ اور قرآن کے زاہد قاری ابی بن کعب ہیں سکھ اور حلال و حرام کے بڑے عالم معاذ بن جبل ہیں سکھ اور ہر ایک امت کا ایک امین ہیں اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن الجراح ہیں سکھ (امام احمد و ترمذی) امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے، یہ حدیث معمر سے مروی ہے معمر نے قتادہ سے مرسل روایت کی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ ان میں سے بڑے قاضی علی ہیں سکھ

۲۔ جو لوگوں کو مہربانی، نرمی اور نصیحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف بلا تے ہیں اور اللہ تعالیٰ تک پہنچاتے ہیں۔

۳۔ جو سختی، شدت اور جھگڑے کے ساتھ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور بُرائی سے منع کرتے ہیں۔ سکھ حضرت عثمان غنی صفت حیا میں خصوصیت اور امتیازی مقام کے حامل ہیں۔ حیا ایمان کا بڑا شعبہ ہے۔ صدق کا لفظ اس لیے استعمال کیا کہ حیا کبھی انسانی طبیعت کے تقاضے کی بناء پر بھی ہوتا ہے۔ اگرچہ

شرعیات کے حکم کے مطابق حق اور درست نہ ہو۔ صادق اور معتبر حیا وہ ہے کہ شریعت اور حق کے مطابق ہو۔
 ۷۷۵ جو فریق اور مزاریت کے بڑے عالم، کاتب وحی، جلیل القدر صحابی، جامع قرآن اور حضرت ابوبکر صدیق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے زمانے میں کاتب قرآن تھے۔

۷۷۶ قرآن پاک کے بڑے قاری اور تجوید کے بڑے ماہر ابی بن کعب ہیں، وہ کاتب وحی بھی تھے انھیں سید القراء کہتے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سید الانصار کا لقب دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ انھیں سید المسلمین کہا کرتے تھے۔ جب سورہ مبارکہ لَوْ یُکِنِّ الذِّیْنَ کَفَرُوا مِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ نازل ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم تمہارے سامنے یہ سورت پڑھیں اور تمہیں سنائیں۔ انھوں نے عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تمہارا نام لیا ہے اور تمہیں تمہارے نام سے یاد فرمایا ہے وہ (فرط مسرت سے) رو پڑے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی گریہ طاری ہو گیا۔

۷۷۷ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ وہ انصار میں سے ہیں اور ان ستر افراد میں سے ایک تھے جو عقبہ میں حاضر ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حضرت عبداللہ ابن مسعود کا بھائی بنایا تھا۔ بعض علماء نے کہا کہ انھیں حضرت جعفر بن ابی طالب کا بھائی بنایا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں یمن کا معلم اور قاضی بنا کر بھیجا۔ اس وقت ان کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ طاعون عمواس میں ان کی رحلت ہوئی انھوں نے عرض کیا خداوند! یہ تیری اپنے بندوں پر رحمت ہے۔ خداوند! تو معاذ اور اس کے اہل و عیال کو اس سے محروم نہ رکھنا۔ مروی ہے کہ دنیا سے رحلت کے وقت کہہ رہے تھے تو جتنا چاہے میرا گلہ دبا لے مجھے تیری عزت کی قسم اور تو بھی جانتا ہے کہ تو میرا محبوب ہے یا اسی جیسے دوسرے الفاظ کہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ ہم حضرت معاذ کو آئیہ کریمہ کَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰہِ حَنِیْفًا (وہ ایک جماعت تھے اللہ کے فرمانبردار اور ہر باطل سے گریز کرنے والے) کے معنوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دیتے تھے۔

۷۷۸ حضرت معاذ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتویٰ دیا کرتے تھے جب وہ یمن تشریف لے گئے تو حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے کہ معاذ نے اہل مدینہ کو فقہ سے خالی کر دیا۔ وہ غزوہ بدر اور دیگر غزوات میں حاضر ہوئے۔ ان کا آخری وقت قریب تھا۔ آپ کے شاگرد اور متعلیقین رورہے تھے آپ نے فرمایا کیوں رورہے ہو؟ اور تمہیں کون سی چیز مل رہی ہے۔ انھوں نے عرض کیا ہم اس علم پر رورہے ہیں جو آپ کی موت کے ساتھ منقطع ہو جائے گا۔ فرمایا علم اور ایمان قیامت کے دن تک قائم رہیں گے، حتیٰ کہ لو چاہے جس سے بھی ملے اور باطل کو رد کر دو چاہے اس کا پیش کرنے والا کوئی بھی ہو۔ ان کے مناقب بہت ہیں بلکہ حد شمار سے باہر ہیں۔

۷۷۹ ایک روایت میں ہے کہ ہر پیغمبر کا ایک امین ہے اور ہمارے امین ابوعبیدہ ہیں۔ وہ قریشی ہیں

اور ان کا سلسلہ نسب سات واسطوں سے فہر بن مالک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب سے جاملتا ہے۔ تمام غزوات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ بدر کے دن اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنے باپ کو قتل کر دیا۔ اُحد کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔ خود کی دو کڑیاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار سے میسر ہو گئیں۔ حضرت ابو عبیدہ نے دانتوں سے پکڑ کر نکالیں۔ اس کشاکش میں آپ کے اگلے دانت ٹوٹ گئے، وہ بھی طاعون عمواس میں دنیا سے رخصت ہوئے۔ یہ طاعون حضرت عمر بن خطاب کے زمانے میں واقع ہوئی۔ حضرت معاذ بن جبل نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت عمر فاروق امیر المومنین آپ کی وفات کے دن فرطے تھے کہ اگر ابو عبیدہ ابن جراح موجود ہوتے تو میں یہ کام ان کے سپرد کرتا۔ یعنی خلافت یا اختیاد ان کی مشاورت کے ماتحت میں دے دیتا۔ واللہ اعلم۔

۵۹ معمر - میم پر زبر، مین ساکن

۵۹ اسی لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے مشورے اور فتوے کے بغیر فیصلہ نہیں فرماتے تھے اگر آپ تشریف فرما نہ ہوتے تو آپ کا انتظار کرتے، وہ فرمایا کرتے تھے قَضِیَّةٌ لَا اَبَا حَسَنٍ لَهَا رَیہ وہ مسئلہ ہے جس کے لیے کوئی ابوالحسن (فیصلہ کرنے والا نہیں ہے)۔ (ابوالحسن حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے ۱۲ اشرف قادری)

۵۸۵۹ وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ دِرْعَانِ فَنَهَضَ إِلَى الصَّخْرَةِ فَلَوْ يَسْتَطِيعُ فَقَعَدَ طَلْحَةَ تَحْتَهُ حَتَّى اسْتَوَى عَلَى الصَّخْرَةِ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اَدْجَبَ طَلْحَةُ

(رواہ الترمذی)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُحد کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو زینیں پہن رکھی تھیں۔ پس آپ ایک پیلے کی طرف متوجہ ہوئے لیکن آپ اس پر چڑھ نہیں سکے تھے حضرت طلحہ چپے بیٹھ گئے تھے یہاں تک کہ آپ اس پیلے پر تشریف لائے ہوئے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: طلحہ نے اپنے لیے جنت واجب کر لی ہے (ترمذی)

۱۰ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی شجاعت قوت اور جنگ میں پیش قدمی کی بناء پر تھا، جو زیادہ بہادر ہو اسے خطرہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اس کے لیے میدان جنگ میں زیادہ ہتھیاروں کی ضرورت ہوتی ہے اس کی جنگ کے لیے تیاری بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلحہ کا استعمال اور اسباب کا استعمال کرنا توکل کے منافی نہیں ہے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سید المتوکلین ہیں۔ اس کے باوجود آپ نے دوزر پہن زیب تن فرمائیں۔ ہو سکتا ہے کہ تعلیم امت کے لیے یہ طریقہ اختیار فرمایا ہو۔ لیکن

تحقیق یہ ہے کہ یہ سب محض بندگی اور تعمیل حکم کا نتیجہ تھا۔

۱۴ تاکہ اس پر چڑھ کر بیٹھیں اور آرام کریں۔

۱۵ کیونکہ دشمنوں کے حملے کی وجہ سے جسداقدس پر چوٹیں لگی ہوئی تھیں۔

۱۶ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کے زخمی ہونے کی وجہ سے۔

۱۷ یہ ٹیلہ احد سپاڑ کی جڑ میں مشہور و معروف ہے۔

۱۸ اس عمل کی بناء پر جو انھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

میں انجام دیا۔

۵۸۶۰ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدٍ اللَّهُ قَالَ

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ يَمْشِي عَلَى

وَجْهِ الْأَرْضِ وَقَدْ قَضَى نَحْبَهُ فَلْيَنْظُرْ إِلَى

هَذَا وَفِي رَوَايَةٍ مَنْ سَرَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى

شَهِيدٍ يَمْشِي عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى

طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدٍ اللَّهُ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ ابن عبید اللہ کو

دیکھ کر فرمایا، جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ ایسے شخص کو

دیکھے جو روئے زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ وہ

مردہ ہے تو وہ انھیں دیکھے۔ اور ایک روایت میں

ہے جس شخص کو روئے زمین پر چلنے والے شہید کو دیکھ

کر خوشی ہوتی ہو وہ طلحہ ابن عبید اللہ کو دیکھے۔

(ترمذی)

امایہ مطلب ہے کہ وہ وفات کا منتظر ہے یعنی اگر کوئی شخص میت کو زمین پر چلتے ہوئے دیکھنا چاہتا

ہے (مطلب یہ ہے کہ انھوں نے اُحد کے دن جان کی بازی لگادی تھی ۱۲ شرف قادری)

۱۹ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا

۲۰ لفظ قضی نَحْبَهُ کی تحقیق یہ ہے کہ نَحْبٌ پہلے نون پھر بے نقطہ حاء اس کے بعد باء کا معنی نذر،

موت اور حلت کا وقت معین ہے۔ آیت کریمہ میں ہے مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ

عَلَيْهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ مَغْرِبِ النَّارِ اس کی تفسیر دونوں معنوں سے کی ہے

یعنی مسلمانوں میں سے کچھ مردہ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا عہد درست کر دکھایا۔ پس ان میں سے بعض

نے وہ نذر پوری کر دی جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان دینے کی مافی تھی یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو

گئے اور بعض اس کے منتظر ہیں، حدیث شریف میں بھی دونوں معنوں پر محمول کر سکتے ہیں۔ ظاہر دوسرا معنی ہے جیسے کہ

دوسری روایت میں آیا ہے کہ زمین پر چلنے والا شہید، حقیقت میں یہ اختیاری موت کی طرف اشارہ ہے جو اہل سلوک

اور ارباب فنا کو حاصل ہوتی ہے۔ یا موت سے مراد عالم شہادت سے غائب ہونا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور

عالم بالا کے مشاہدہ میں مستغرق ہونے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی کشش سے مغلوب ہونے کی بناء پر حاصل ہوتا ہے

اور یہ اختیاری موت کا نتیجہ ہے۔

سیدی شیخ علی متقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک رسالہ کا نام ہے ہدایۃ ربی عند فَقْدِ الْمُرْتَقٰی اس میں انھوں نے موت اختیاری اور اس کی سبقت کا بیان کیا ہے۔ حضرت شیخ عبد الوہاب متقی فرماتے تھے کہ ایک دفعہ مکہ معظمہ میں مشہور ہو گیا کہ شیخ علی متقی فوت ہو گئے ہیں لوگ یہ خبر سنا کر دوڑتے ہوئے شیخ کی خانقاہ میں پہنچ گئے انھوں نے دیکھا کہ شیخ خوش اور خرم سلامت بیٹھ ہوئے ہیں۔ آپ نے احباب کو فرمایا کہ اگر کوئی شخص اس عالم کو دیکھ لے اور اس جہان کے حالات معلوم کر کے آئے اور بیان کرے تو ضرور اس کی تصدیق کرنی چاہیے۔ ہمارے دوستوں کو جانتا جا ہیے کہ ہمیں اس جہان میں لے گئے اور ہم اس جہان کو دیکھ کر آئے ہیں۔ اب دوست بھی توبہ کریں اور ہم بھی از سر نو توبہ کرتے ہیں لیکن تنہائی میں مجھے فرمایا کہ یہ خبر کام کی قبولیت اور ہماری محنت کے مکمل ہونے کی نشانی ہے جو ہم نے اختیاری موت کے حاصل کرنے کے لیے کی ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے کان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہان اقدس کو فوطے ہوئے سنا کہ طلحہ اور زبیر جنت میں ہمارے بڑے دوسری ہیں (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن یعنی اُحد کے دن دعا کی اے اللہ! ان کی تیر اندازی کو قوی فرما اور ان کی دعا کو قبول فرما۔ (شرح السنہ)

۵۸۶۱ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ أُذُنِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ طَلْحَةُ وَزُبَيْرٌ جَارَايَ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

۵۸۶۲ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَئِذٍ يَعْنِي يَوْمَ أُحُدٍ اللَّهُوَ أَشَدُّ رَمِيَّتَهُ وَأَجْبُ دَعْوَتُهُ

(رَوَاهُ فِي تَرْجِمَةِ الشُّنَّةِ)

۱۵ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے

۱۵ دعا کی قبولیت کی مناسبت تیر اندازی کی قوت کے ساتھ ظاہر ہے کہ دعا کو تیر قرار دیا جیسے کہ کسی نے کہا ہے ع

از ہر کرانہ تیر دعا می کنم رواں میں ہر طرف سے دعا کا تیر چلا رہا ہوں۔ گویا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی دعا کی قبولیت ان کے تیر کے نشانے پر لگنے کا اثر ہے، جو انھوں نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے راستے میں چلایا۔

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ! سعد کی دعا قبول فرما

۵۸۶۳ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُوَ اسْتَجِبْ

يَسْعِدُ إِذَا دَعَاكَ -

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۵۸۶۴ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا جِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَاكَ وَأُمَّكَ إِلَّا لِيَسْعِدَ قَالَ لَهُ يَوْمَ أَحَدُ إِيَّاهُ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي وَقَالَ لَهُ إِيَّاهُ الْغُلَامُ الْحَزَنُورُ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

جب یہ تجھ سے دعا کریں۔

(ترمذی)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والد ماجد اور والدہ محترمہ کو کسی کے لیے جمع نہیں فرمایا سوائے حضرت سعد کے انھیں احد کے دن فرمایا تیر چلاؤ ہمارے والدین تم پر قدار اور انھیں یہ بھی فرمایا کہ اے داتا لڑکے تیر چلا۔ (ترمذی)

اے حزنور بے نقطہ حاء اور زاء پر زبر، واؤ مشددا اور آخر میں یاء۔ اسے زاد ساکن اور واؤ کی تخفیف کے ساتھ (حزور) بھی پڑھا گیا ہے۔ صراح میں ہے حزنور بڑی عمر والا اور طاقت ور لڑکا، حزنورہ کا معنی ہے وہ چھوٹا ٹیلہ جو زمین سے اٹھل ہوا ہو۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نوجوان تھے اور سترہ سال کی عمر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔

۵۸۶۵ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ أَقْبَلَ سَعْدٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا خَالِي فَلْيُرِنِي إِمْرَعُ خَالَهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ كَانَ سَعْدٌ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ وَكَانَتْ أُمُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ فَلِذَا لِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا خَالِي وَفِي الْمَصَابِيحِ فَلْيُكْرِمَنَّ بَدَلًا فَلْيُرِنِي

اے یعنی ہمارے والدہ کے بھائی ہیں۔

اے یعنی ہمارے ماموں کے برابر اور ان جیسا

اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت سعد کو اپنا ماموں فرمایا اس کی توجیہ کرتے ہوئے حضرت جابر نے فرمایا۔

اے جو قریش کی ایک شاخ ہے۔

اے پس چاہیے کہ انسان اپنے ماموں کی عزت کرے جس طرح ہم اپنے ماموں کی عزت کرتے ہیں۔

بعض شارحین نے فرمایا کہ فَيُكْرَمَنَّ تصحیف ہے (یعنی صحیح فَيُكْرَمَنَّ ہے اسے تبدیل کر دیا گیا ہے)۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

۵۸۶۶ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ
سَمِعْتُ سَعْدَ ابْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ
إِنِّي لَأَدُلُّ رَجُلًا مِنَ الْعَرَبِ رَهَى بِسَهْمٍ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَرَأَيْتَنَا نَغْزُو مَعَ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا الْحُبْلَةُ وَوَرَقُ
السَّمْرِ وَإِنْ كَانَ أَحَدُنَا لِيَضَعُ كَمَا
تَضَعُ الشَّاةُ مَا لَهُ خِلْطٌ ثُمَّ أَصْبَحَتْ
بَنُو أَسَدٍ تُعْزِرُنِي عَلَى الْإِسْلَامِ لَقَدْ
خَبْتُ إِذَا وَضَلَّ عَلَيَّ وَكَانُوا دُشُونًا
بِهِ إِلَى عَمَرَ وَقَاتُوا لَا يُحْسِنُ
يُصَلِّي (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ
میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو فرماتے
ہوئے سنا کہ میں عرب کا پہلا شخص ہوں جس نے اللہ
تعالیٰ کے راستے میں تیر چلایا۔ میں جانتا ہوں کہ میں اور
صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اس
حال میں جہاد کرتے تھے کہ ہماری خوراک سوائے کبکے
کے دانوں اور پتوں کے کچھ نہ تھی اور ہم میں سے ایک
شخص فصلائے حاجت کے وقت بکریوں کی طرح
مینگیاں کرتا تھا جو آپس میں مخلوط نہ ہوتی تھیں۔ پھر
بنو اسد مجھے اسلام کے احکام سکھاتے ہیں۔ تب تو
تحقیق میں لکھائے میں ہوں اور میرا عمل ضائع ہو گیا ہے
ان لوگوں نے آپ کے بارے میں حضرت عمر کے پاس
شکایت کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ اچھی طرح نماز نہیں
پڑھتے۔ (صحیحین)

۱۔ قیس بن ابی حازم ان کا تذکرہ پہلی فصل کی دوسری حدیث کی شرح میں گزر چکا ہے
۲۔ جبکہ بے نقطہ حاء پر پیش اور زبر دونوں پڑھ سکتے ہیں۔ ہاء ساکن، اس پر زبر بھی پڑھ سکتے ہیں
کیونکہ کاوانہ، سمر، سین، پھذبر اور میم پر پیش، مشور درخت (کیکر) کا نام ہے۔ اس کا واحد کمر ہے
۳۔ یعنی خشکی کی بناء پر اس کے اجزاء ایک دوسرے کے ساتھ مخلوط نہ ہوتے تھے۔
۴۔ تعزیر کا معنی واقف کرنا بھی آتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ مجھے اسلام کے بارے میں کوتاہی پر زبرد تو بیج
کرتے ہیں۔ اصل میں تعزیر کا معنی رد اور منع ہے۔ یہ لفظ امداد دینے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ جیسے کہ
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَتُعْزِرُوهُ وَتُقْرِّدُوهُ اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت اور تعظیم کرو
کیونکہ امداد کرنے والا اس شخص سے دشمنوں کو دور کرتا ہے جس کی امداد کی جاتی ہے۔ اس جگہ اسلام سے مراد نماز
ہے۔

۵۔ یعنی جب بنو اسد مجھے اسلام کے احکام اور نماز کے آداب سکھاتے ہیں باوجودیکہ میں اسلام لانے میں

سبقت رکھتا ہوں تو مجھے مزید کامیابی اور ہدایت کی کیا امید ہوگی ؟
 ۱۔ حضرت سعد امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عامل تھے ۔ بنو اسد نے حضرت سعد کی شکایت کی
 کہ وہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھتے ۔ حضرت عمر فاروق نے انھیں تنبیہ فرمائی تو آپ نے حقیقتِ حل بیان کی حضرت
 عمر فاروق نے ان کی تصدیق کی اور فرمایا : ہمارا گمان اسی طرح ہے جس طرح آپ کہتے ہیں اور بنو اسد کی تردید
 فرمائی ۔ بنو اسد سے مراد حضرت زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد کی اولاد ہے ۔ اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علم و
 فضل پر فخر اور اپنے کمال کو بیان واقع کے طور پر ظاہر کرنا جائز ہے ۔ جب کہ دینی مصلحت اور دینی نقص اور
 عار کو دفع کرنا مقصود ہو ۔ صحابہ کرام نے صحیح اور درست اغراض کے لیے آپس میں فخر کا اظہار فرمایا ہے ۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں
 اپنے آپ کو جانتا ہوں کہ میں اہل اسلام کا تیسرا فرد تھا
 اور کوئی شخص اسلام نہیں لایا مگر اس دن ، جس میں
 میں اسلام لایا اسے تحقیق میں سات دن اس حال
 میں رہا کہ میں مسلمانوں کا تیسرا حصہ تھا (بخاری)

۵۸۶۷ وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُنِي وَأَنَا
 ثَلَاثُ الْإِسْلَامِ وَمَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِي
 الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ فِيهِ وَلَقَدْ مَكَثْتُ
 سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَإِنِّي لَكُلْتُ الْإِسْلَامَ -
 (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۱۔ صحیح بخاری میں ہے لَقَدْ رَأَيْتُنِي بے شک تحقیق میں اپنے آپ کو جانتا ہوں ۔ صحیح بخاری کی ایک روایت
 میں ہے وَأَنَا ثَلَاثُ الْإِسْلَامِ ثناء کے پیش کے ساتھ یعنی اہل اسلام کا تہائی حصہ تھا ۔ مطلب ایک ہی ہے
 یعنی دو حضرات مسلمان ہو چکے تھے میں تیسرے نمبر پر اسلام لایا ۔ شارحین فرماتے ہیں کہ دو حضرات سے ان کی
 مراد حضرت ابوبکر اور حضرت خدیجہ ہیں ۔ صحیح یہ ہے کہ مردوں بلکہ آزاد مردوں میں سے تیسرے مراد ہیں ۔ استیعاب
 میں ہے کہ وہ ساتویں نمبر پر اسلام لائے ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مردوں ، عورتوں ، آزاد اور غلاموں میں ساتویں
 نمبر پر اسلام لائے ۔

۲۔ شارحین فرماتے ہیں کہ اس کلام میں ان کے علاوہ کوئی دوسرا شامل نہیں ہے یعنی کوئی شخص ایمان نہیں
 لایا مگر اس دن کہ میں ایمان لایا ۔ اس دن جو اسلام لایا وہ میں ہی تھا ۔

۳۔ یعنی میں دو حضرات کے بعد اسلام لایا ۔ اس کے بعد سات دن اس حال میں گزرے کہ کوئی اسلام
 نہیں لایا ، جو بھی اسلام لایا وہ سات دن کے بعد لایا ۔ علامہ طیبی نے اس حدیث کا مطلب اسی
 طرح بیان کیا ہے ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت
 ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات
 کو فرمایا کرتے تھے کہ تمہارا معاملہ اور حال اس چیز کی
 جنس سے ہے جو ہمیں فخر میں ڈالتی ہے ہمارے بعد

۵۸۶۸ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ يَقُولُ
 لِنِسَائِهِمْ إِنَّ أَمْرَكُمْ مِثْلَ يَهُودِيٍّ
 مِنْ بَعْدِي وَلَنْ يَصْبِرَ عَلَيْكُمْ

إِلَّا الصَّابِرُونَ الصَّادِقُونَ قَالَتْ عَائِشَةُ
يَعْنِي الْمُتَصَدِّقِينَ ثُمَّ قَالَتْ عَائِشَةُ
لِرَبِّي سَلِّمْهُ بِنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَقَى
اللَّهُ أَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ
وَكَانَ ابْنُ عَوْفٍ قَدْ تَصَدَّقَ عَلَى
أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِحَدِيقَةٍ بِيَعْتَ
بَارُوعَيْنَ الْفَا

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

اور تم پر صبر نہیں کریں گے اور مختاری خبر گیری نہیں
کریں گے مگر وہ جو صبر میں کامل ہوں گے اور معاملے
کی سچائی اور حقوق کی ادائیگی میں کامل ہوں گے حضرت
عائشہ نے فرمایا: صابروں اور صدیقیوں سے مراد
صدقہ دینے والے ہیں۔ پھر انھوں نے ابوسلمہ ابن
عبدالرحمن کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے باپ کو جنت
کے چشمے سلسبیل سے پانی پلائے۔ حضرت عبدالرحمن
بن عوف نے امہات المؤمنین کو بطور صدقہ (بہ نیت
ثواب) ایک باغ دیا تھا جو چالیس ہزار میں بیجا گیا
(ترمذی)

۱۔ کہ مختار حال کیا ہوگا؟ اور لوگ تمہارے ساتھ کیا معاملہ کریں گے اور کون مختاری معاشی ضروریات پوری
کرنے کی کوشش کرے گا اور کسے اس کی توفیق دی جائے گی؟ (مولوی امیر علی لکھتے ہیں: یہ فکر چند دن
کی تھی یہاں تک کہ دو سال بعد شام کی فتوحات حاصل ہو گئیں ۱۲ حاشیہ)۔

۲۔ اور نیکی کرنے والے ہیں کیونکہ یہ کلام امہات المؤمنین کے اخراجات کے لیے چلایا گیا ہے۔
۳۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف کی شکرگزاری اور اعتراف خدمت کے طور پر ان کے بیٹے ابوسلمہ کو فرمایا
جو اکابر تابعین میں سے ہیں۔

۴۔ قاموس میں ہے کہ سلسبیل کا معنی جنت کی شراب ہے۔ جنت کے چشمے کو بھی سلسبیل کہتے ہیں۔
اور خوش ذائقہ پانی کو بھی کہتے ہیں جو روانی کے ساتھ گلے میں اتر جائے۔

سلسال الجنۃ بمعنی سلسبیل اور سلسل الجنۃ بھی آیا ہے۔ ٹھنڈی شراب کو بھی کہتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ
خس و خاشاک اور گدلا پن سے صاف مشروب کو کہتے ہیں۔ علامہ طیبی نے فرمایا۔ سلسبیل میں یا زیادہ کی گئی ہے اس
طرح یہ لفظ خماسی ہو گیا اور انتہائی سلاست پر دلالت کرنے لگا۔

۵۔ چالیس ہزار درہم یا چالیس ہزار دیناروں کو بیجا گیا۔

۵۸۶۹ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا زَوَاجَ

إِنَّ الَّذِي يَحْتَوُوا عَلَيْكَ بَعْدِي

هُوَ الصَّادِقُ الْبَاسُّ اللَّهُمَّ اسْقِ

عَبْدَ الرَّحْمَنِ بِنِ عَوْفٍ مِنْ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ازواج مطہرات
سے خطاب فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک جو شخص ہمارے
بعد اپنے مائتھوں سے تم پر مال نچاؤ کرے گا وہ سچا
اور نیکو کار ہے۔ اے اللہ! عبدالرحمن بن عوف کو جنت

سَلَسَبِيلِ الْجَنَّةِ (رَوَاهُ أَحْمَدُ)

۱۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ کلام حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ہے، جیسے کہ گزشتہ حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔ بعض شارحین فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ وہ ازواج مطہرات پر احسان کریں گے اور یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔

۵۸۷۰ عَنْ حَذِيفَةَ قَالَ جَاءَهُ أَهْلُ نَجْرَانَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِبْعَثْ إِلَيْنَا رَجُلًا أَمِينًا فَقَالَ لَا بُعْثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ قَالَ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ الْجَرَّاحِ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل نجران نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے پاس امین شخص کو بھیجیں۔ آپ نے فرمایا: ہم تمہارے پاس ایسے شخص کو بھیجیں گے جو امانت میں ثابت قدم ہوگا۔ صحابہ کرام نے توجہ سے اس امانت اور امانت کو دیکھا۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں: آپ نے حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح کو بھیج دیا۔ (صحیحین)

۲۔ حضرت حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہما اکابر صحابہ میں سے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب راز۔ نجران نون پر زبر اور جمیم سکن۔ یمن میں ایک جگہ کا نام ہے جو دسویں سال میں فتح ہوئی نہایت ہی ہے کہ حجاز اور شام کے درمیان ایک جگہ ہے۔

۳۔ جو ہمارے حق میں خیانت پر راضی نہ ہو۔

۴۔ لہذا کی ضمیر امانت اور دیانت کی طرف راجع ہے۔ صحابہ کرام منتظر ہوئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کس صحابی کو منتخب فرماتے ہیں اور کون اس منصب سے مشرف اور ممتاز ہوتا ہے؟

۵۸۷۱ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ تَوَمَّرَ بَعْدَكَ قَالَ إِنْ تَوَمَّرُوا أَبَا بَكْرٍ تَجِدُوهُ أَمِينًا نَاهِدًا فِي الدُّنْيَا رَاغِبًا فِي الْآخِرَةِ وَإِنْ تَوَمَّرُوا عُمَرَ تَجِدُوهُ قَوِيًّا أَمِينًا لَا يَخَافُ فِي اللَّهِ كَوْمَةً لَاحِظًا وَإِنْ تَوَمَّرُوا عَلِيًّا وَلَا أَرَاكُمْ فَاعِدِينَ تَجِدُوهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا يَأْخُذُ بِكُمُ الطَّرِيقَ الْمُسْتَقِيمَ

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ہم آپ کے بعد کسے امیر بنائیں؟ فرمایا: اگر تم ابو بکر کو امیر بناؤ گے تو انھیں امانت دار، دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی رغبت رکھنے والا پاؤ گے اور اگر تم عمر کو امیر بناؤ گے تو انھیں طاقت ور اور امانت دار پاؤ گے، جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں کسی ملامت گہ کی ملامت سے نہیں ڈرتا اور اگر تم علی مرتضیٰ کو امیر بناؤ گے اور ہم نہیں جانتے کہ تم یہ کام کرو گے تو انھیں

رَوَاهُ أَحْمَدُ

ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ پاؤں گے۔ وہ شخص
راہِ راست پر لے جائیں گے۔ (امام احمد)

لے حقوق دین میں

لے اللہ تعالیٰ کے دین کے احکام کے جاری کرنے میں (کسی کی ملامت کی پر وہ نہیں کریں گے)۔
لے یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلافت کے لیے معین نہیں فرمایا اور
اس پر نص نہیں فرمائی۔ اس حدیث کا ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امیر سے بلا واسطہ امیر
ہے۔ اس حدیث میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے بعض شارحین فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ذکر کیا ہو اور راوی بھول گئے ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(مولوی امیر علی اشعۃ اللمعات کے حاشیہ میں اس جگہ لکھتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزانہ کلام
واقع نے اس کی تصدیق کی حضرت ابوبکر اور عمر کو صحابہ کرام نے امیر بنایا اور ان سے وفا کی حضرت علی مرتضیٰ
کو تمام لوگوں نے خلیفہ نہیں بنایا کچھ لوگوں نے بغاوت کر دی۔ جنہوں نے انھیں خلیفہ بنایا انھیں یہ فضیلت حاصل ہو گئی
اس کلام میں اشارہ ہے کہ ابتداء میں امانت، آخرت میں رغبت اور احکام اسلامی کے جاری کرنے کی ضرورت
تہ نفی جو حضرت ابوبکر اور عمر سے پوری ہو گئی۔ حضرت علی مرتضیٰ کے زمانے میں ہدایت کی ضرورت تھی۔ کیونکہ بیعت
کا ظہور ہو چکا تھا۔ اس کلام میں کچھ دوسرے اشارے بھی ہیں جن کے بیان کے لیے طویل گفتگو
کی ضرورت ہے۔

۵۸۶۲ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَهُ اللَّهُ
أَبَا بَكْرٍ زَوْجَنِي ابْنَتَهُ وَحَمَلَنِي إِلَى
دَارِ الْهَجْرَةِ وَصَحِبَنِي فِي الْغَايَةِ
وَأَعْتَقَ بِلَادًا مِنْ مَالِهِ رَحِمَهُ
اللَّهُ عُمَرَ يَقُولُ الْحَقُّ وَإِنْ كَانَ
مُرًّا تَرَكَهُ الْحَقُّ وَمَالَهُ مِنْ صَدِيقٍ
رَحِمَهُ اللَّهُ عُثْمَانَ يَسْتَحْيِي مِنْهُ
الْمَلِكُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلِيًّا اللَّهُمَّ
ادْرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا
حَدِيثٌ غَرِيبٌ

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم فرمائے
انھوں نے اپنی بیٹی کا ہمارے ساتھ نکاح کیا۔ ہمیں
اونٹنی پر سوار کر کے دارِ ہجرت (مدینہ منورہ) لے گئے
غار میں ہمارے ساتھ رہے بلال کو اپنے مال سے آزاد
کیا۔ اللہ تعالیٰ عمر پر رحم فرمائے وہ حق کہتے ہیں اگرچہ
کڑوا ہو۔ حق گوئی نے انھیں اس حال کو پہنچایا کہ ان کا
کوئی دوست نہیں۔ اللہ تعالیٰ عثمان پر رحم فرمائے
ان سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ علی پر رحم
فرمائے لے اللہ! حق کو ان کے ساتھ پھیر دے
جس طرف وہ پھر جائیں گے۔ (ترمذی) انھوں نے فرمایا
کہ یہ حدیث غریب ہے۔

۱۔ مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو اونٹیاں پال کر تیار کی ہوئی تھیں کہ نہ معلوم کب ہجرت کا حکم آجائے۔ ایک اونٹنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ سارے لیجیا اور اس پر سواری فرمائیں۔ آپ نے فرمایا ہم اسی وقت سوار ہوں گے جب آپ اسے ہمارے پاس فروخت کریں گے ورنہ ہم اسے نہیں لیں گے۔ پس آٹھ سو درہم قرض میں خسریہ فرمائی۔

۲۔ اور انھیں ہماری خدمت پر مقرر کر دیا یا ایمان کی اس قوت اور کمال کے ساتھ حضرت بلال کا خریدنا ہی ایسی نعمت ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی (اس اعتبار سے کہ انھیں آزاد کرنے سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو راحت پہنچی اور تشویش جاتی رہی۔ ۱۲ شرف قادری)

۳۔ یعنی ایسا دوست جس کی دوستی کی بناء پر مدائنت سے کام لینا پڑے۔

۴۔ یہ ۱۲ حدیث کے موافق ہے جسے علامہ سیوطی نے جمع الجوامع میں روایت کیا کہ قرآن علی مرتضیٰ کے ساتھ ہے اور علی مرتضیٰ قرآن کے ساتھ ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔

باب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے مناقب

یاد رہے کہ اہل بیت کے چند معانی ہیں

(۱) وہ حضرات جنھیں زکوٰۃ لینا حرام ہے اور وہ بنو ہاشم ہیں۔ ان میں آل عباس، آل علی، آل جعفر، آل عقیل اور آل عارث رضی اللہ عنہم داخل ہیں۔

(۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل و عیال، اس میں ازواج مطہرات داخل ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو اہل بیت سے خارج کرنا سینہ زوری اور آیت کریمہ کی روش کے خلاف ہے۔ ارشادِ ربانی ہے اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا اللہ ہی ارادہ فرماتا ہے کہ اے اہل بیت تم سے نجاست دور رکھے اور تم کو خوب خوب پاک فرمائے اس آیت کی ابتداء اہل بیت میں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے خطاب ہے۔ درمیانی حصے سے انھیں خارج کرنے سے کلام کا نظم و نسق برقرار نہیں رہتا۔

امام فخر الدین لازمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو

شامل ہے کیونکہ آیت کریمہ کی روش اس پر دلالت کرتی ہے لہذا انھیں اس آیت سے خارج کرنا اور آیت کو ان کے ماسواہ سے مخصوص کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ یہ بھی فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ اہل بیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد امجاد اور آپ کی ازواج مطہرات ہیں۔ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما بھی ان میں داخل ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے ساتھ معاشرت اور آپ کے احکام کی پابندی کی بنا پر اہل بیت میں سے ہیں۔

بعض اوقات اہل بیت کا استعمال اس طرح آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بیت کا لفظ حضرت فاطمہ زہرا، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کے ساتھ مخصوص ہے۔ حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز فجر کے لیے تشریف لاتے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے پاس سے گزرتے تو فرماتے الصلوٰۃ یا اهل البيت (اے اہل بیت نماز پڑھو) اس کے بعد آیت مہارکہ پڑھتے اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (ترندی شریف) ابن ابی شیبہ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھی خادم نے اطلاع دی کہ حضرت علی اور حضرت فاطمہ دروازے پر حاضر ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ ایک طرف ہو جائیں میں گھر کے اندر چلی گئی۔ حسن و حسین حاضر ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین کو آغوش میں لے لیا، ایک ہاتھ سے حضرت علی کو پکڑا دوسرے ہاتھ سے سیدہ فاطمہ کو پکڑا اور انھیں اپنے ساتھ چٹالیا اور انھیں سیاہ کبل میں چھپالیا جو آپ نے اوپر لیا ہوا تھا اور دعا کی اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں یہ تیری طرف آئے ہیں نہ کہ آگ کی طرف، میں بھی اور میرے اہل بیت بھی۔

یہ بھی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مسجد ہر حیض والی عورت اور ہر جنبی مرد کے لیے حرام ہے سوائے محمد مصطفیٰ، ان کے اہل بیت، علی مرتضیٰ، فاطمہ زہرا اور حسین اور حسن کے، اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا اور اے ضعیف قرار دیا۔ خلاصہ یہ کہ اہل بیت کا اطلاق ان چاروں حضرات پر مشہور و معروف ہے۔

علماء کرام نے ان اقوال کے درمیان تطبیق اور ان استعمالات کی توجیہ اس طرح کی ہے کہ بیت تین ہیں (۱) بیت نسب (خاندان) (۲) بیت سکنی (کاشانہ مبارکہ کے رہنے والے) (۳) بیت ولادت (اولاد امجاد) پس عبد اللہ

لے یاد رہے کہ حق صریح یہی ہے کہ جب آیہ تطہیر نازل ہوئی تو گمان یہ تھا کہ خطاب ازواج مطہرات سے ہے (کیونکہ آیت کا آغاز یا نساء النبی سے ہے) اور حضرت علی مرتضیٰ کی اولاد خارج ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو اپنے گھل میں چھپایا اور دعا کی اے اللہ! یہ بھی اہل بیت میں سے ہیں پھر صبح کے وقت حضرت سیدہ النساء کے گھر کے سامنے تشریف لا کر سلام کہتے تاکہ آیت کی تفسیر سب کو شامل ہے اور اہل بیت کو پہنچا دیا جائے ۱۲ مولوی امیر علی۔

اولاد میں سے نبوٹاشم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں نسب کے اعتبار سے، قریبی دادا کی اولاد کو بیت کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ فلاں بھگ کا بیت (خاندان) ہے۔ ازدواج مطہرات رہائش کے اعتبار سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت ہیں کسی شخص کی بیویوں پر اہل بیت کا اطلاق عرف اور عادت کے اعتبار سے خاص طور پر معروف ہے (عام طور پر بیوی ہی کو گھر والی کہا جاتا ہے ۱۲ شرف قادری) آپ کی اولاد و امجاد ولادت کے اعتبار سے اہل بیت ہے۔ اہل بیت اگرچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد کو شامل ہے۔ تاہم ان میں سے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم زیادہ عزت و نفیست کے ساتھ ممتاز ہیں اور مودت و محبت کے تعلق کے سبب ممتاز اور مخصوص ہیں چنانچہ جب لفظ اہل بیت بولا جاتا ہے تو ذہن ان کی ہی طرف جاتا ہے ان کے فضائل و مناقب اور عزت و کرامت کے بارے میں بے شمار احادیث وارد ہیں۔

حضرت مصنف نے اس باب میں بعض نبوٹاشم، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت فاطمہ، حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا ذکر کیا ہے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا ذکر کیا ہے حضرت زید بن عارضہ اور ان کے صاحبزادے حضرت اسامہ بن زید کا بھی بالبتبع ذکر کیا ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کمال محبت اور عنایت فرماتے تھے یا اس لیے کہ یہ بھی اہل بیت میں داخل ہیں۔ اس جگہ ازدواج مطہرات کا ذکر نہیں کیا ان کے لیے الگ باب قائم کیا ہے یا اس لیے کہ وہ مخصوص مناقب میں مستقل ہیں۔ یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ اہل بیت کے معروف معنی میں داخل نہیں ہیں۔ اہل بیت کا مشہور و معروف اطلاق چار حضرات (حضرت علی مرتضیٰ، سیدہ فاطمہ زہرا، حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم) ہیں۔

پسلی فصل

الفصل الاول

۵۸۶۲ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ
لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فَقُلْنَا تَعَالَوْا
نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ دَعَا رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَ
فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ اللَّهُمَّ
هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ)
اے حبیب! آپ فرمادیں کہ آؤ ہم اپنے اور تمہارے
بیٹوں کو بلا رہے ہیں (الایہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حسن و حسین
کو بلا یا اور دعا کی اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں
(مسلم)

۱۔ یاد رہے کہ اس آیت کو آیت مباہلہ کہتے ہیں۔ بہل کا معنی لعنت کرنا ہے۔ مباہلہ باء پر پیش اور
زبر اس کا معنی لعنت ہے۔ مباہلہ کا معنی ایک دوسرے پر لعنت کرنا اور اس کی دعا کرنا ہے۔ ابتهال کا اصل
معنی یہ ہے۔ بعد ازاں اس کا اطلاق ہر دعا پر کر دیا گیا جس میں کوشش کی جائے۔ عربوں کی عادت تھی کہ جب

کچھ لوگوں کا آپس میں اختلاف ہوتا، ایک دوسرے کی تکذیب کرتے اور ایک دوسرے پر ظلم کرتے تو باہر اگر ایک دوسرے پر لعنت کرتے اور کہتے کہ جھوٹے اور ظالم پر اللہ تعالیٰ کی لعنت۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ رب العزت کی طرف سے حکم ہوا کہ نصاریٰ سے مباہلہ کریں اور یہ آیت نازل ہوئی **فَمَنْ حَاجَلْكَ فِيمَا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ** تو جو شخص عیسیٰ کے بارے میں آپ سے جھگڑے بعد اس کے کہ آپ کے پاس علم اور شریعت آپکی **فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ آبَاءَنَا وَآبَاءَكُمْ** پس آپ فرمائیں کہ اؤ ہم اپنے اور تمہارے بیٹوں کو بلائیں **وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ** اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتوں کو بلائیں **وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ** اور اپنے آپ کو اور تمہیں **ثُمَّ نَبْتَهِلْ** پھر گرہ گرہ کر دعا کریں **فَنَجْعَلُ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ** اور اللہ کی لعنت جھوٹوں پر ڈالیں۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں باہر تشریف لائے کہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو گود میں اٹھایا ہوا تھا جو اس وقت بچے تھے۔ آپ کے پیچھے سیدہ فاطمہ اور ان کے پیچھے حضرت علی مرتضیٰ تھے رضی اللہ عنہم۔ سبحان اللہ! یہ کیسا وقت تھا اور یہ کیسے عظیم حضرات تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو حکم دیا کہ جب ہم دعا کریں تو تم آمین کہنا۔ عیسائیوں کے پیشوانے جب ان حضرات کو دیکھا تو اس نے اپنی قوم کو کہا تم پر افسوس! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ پہاڑ کو اس جگہ سے ہٹا دے تو اے ہٹا دے گا۔ اس وقت ان حضرات کے چہروں پر تجلی کے کیسے انوار چمک رہے ہوں گے کہ ایک بیگانے کا فرنے انھیں محسوس کر لیا اور پیچھے ہٹ گیا۔ محبِ یگانہ جو اس نور سے آشنا تھا اس کا کیا حال ہوگا؟ اسے وہی جان سکتا ہے جسے دیدار کی لذت حاصل ہوئی ہو۔ اس پیشوانے کہا کہ ان کے ساتھ ہرگز مباہلہ نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور یخ و بن سے اکھڑ دیے جاؤ گے دوسروں نے بامجبوری اپنے پیشوا کی اطاعت قبول کی اور جزیہ دینا قبول کیا، چونکہ اندر سے معنوی مناسبت سے محروم تھے اس لیے مسلمان نہیں ہوئے۔

معجزہ ازہر قول دشمن است

بوسے جنسیت پٹے دل برون است

(معجزہ دشمنِ قول کے لیے ہے۔ جنسیت (مشکلم) کی بو دلیبری کے لیے ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو بندروں اور خزیروں کی شکل میں مسخ کر دیے جاتے ان کے لیے تمام وادی آگ سے بھر دی جاتی ان کو یخ و بن سے اکھڑ دیا جاتا اور جل جاتے یہاں تک کہ دختوں کے پرندے جل کر رکھ ہو جاتے۔

(مولوی امیر علی اس جگہ حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ نصاریٰ کے پیشوا کا بھائی پہلے اگر مسلمان ہو چکا تھا اس نے اپنے بھائی کو کہا کہ تو نے خود اقرار کیا ہے کہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین برحق ہیں۔ لیکن میں جان اور مال کے خوف سے اقرار مناسب نہیں سمجھتا۔ اب ہمیں تمہارے مال کی حاجت نہیں ہے۔ جب یہ لوگ رخصت ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیشوا کو فرمایا: کیا حال ہوگا کہ تم کجا وہ الٹا رکھ کر روانہ ہو گے وہ اپنے ٹھکانے پر

پہنچے۔ جب آرام کرنے کے بعد روانہ ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ اس کا کجاوہ الٹا رکھا ہوا ہے۔ پس واپس آکر اسلام لایا یہ قصہ طویل ہے۔

۵۸۷۴ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مَرَحَلٌ مِّنْ شَعْرِ أَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَادْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَادْخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَادْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيُّ فَادْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک صبح ہی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اس وقت آپ نے بالوں کا بنا ہوا پھولدار کبیل زیب تن کیا ہوا تھا۔ اتنے میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے آپ نے انھیں اپنے ساتھ کبیل میں داخل کر لیا پھر حسین رضی اللہ عنہ آئے اور انھیں بھی داخل کیا پھر سیدہ فاطمہ انھیں بھی داخل کر لیا پھر علی رضی اللہ عنہ آئے اور انھیں بھی داخل کیا۔ پھر یہ آیت پڑھی (ترجمہ) اللہ تعالیٰ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ اے اہل بیت! تم سے گناہوں کی پلیدی دور کر دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے (مسلم)

سہ مِرْطٌ میم کے نیچے زیر، راء ساکن اون یا خز کا کبیل جسے بطور تہ بند استعمال کرتے ہیں۔ مَرَحَلٌ میم پر پیش، بے نقطہ شد دعاء پر زبر، وہ کبیل جس میں پالان کی تصویر بنی ہوئی ہو۔ بعض نے جیم کے ساتھ بھی روایت کیا ہے (مَرَحَلٌ) وہ کڑا جس پر لوہے کی دیگ کی تصویر بنی ہوئی ہوں۔ اس کی یہ تفسیر کرنا غلط ہے کہ جس پر مردوں کی تصویر بنی ہوئی ہوں، ہاں (جانداروں) تصویروں کے حرام ہونے سے پہلے کی بات ہو (تو ایسا ہو سکتا ہے)

۵۸۷۵ عَنْ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا تَوَفَّيْ أَبْرَاهِيمَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَهُ مَرْضَعًا فِي الْجَنَّةِ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بے شک ان کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی ہے (بخاری)

سہ حضرت براء ابن عازب مشہور صحابی ہیں۔

سہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے جو حضرت ماریہ قبطیہ سے تھے۔ ان کے مختصر حالات باب کسوف میں گزر چکے ہیں۔

سہ یعنی انھیں بہشت میں لے گئے ہیں اور ان پر ایک دودھ پلانے والی مقرر کر دی گئی ہے۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ دودھ پلانے کی مدت میں دنیا سے انتقال کر گئے تھے۔ بعض شارحین نے رضاعت کے مکمل کرنے کی تاویل یہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دودھ پلانے کی بجائے ان کے لیے جنت اور اس کی نعمتوں کی لذت پوری فرمادی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔ مَرَضِعٌ میم پر پیش، نقطے والے صناد کے

نیچے زیر، اس کا معنی ہے دودھ پلانا۔ بعض موفیاء کرام قدس اللہ تعالیٰ امراہم نے اس حدیث سے موت کے بعد ترقی کا اشارہ دریافت کیا ہے۔ اس مسئلے میں اختلاف ہے۔ اس مسئلے کی جگہ پر ہم نے گفتگو کی ہے۔ اس درویش (شیخ محقق) کے نزدیک مختاریہ سے کہ یہ ثابت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵۸۷۱ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا أَزْوَاجَ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَكَ فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ مَا تَخْفَى مِنْ مَشِيئَتِهَا مِنْ مَشِيئَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَا قَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِي ثُمَّ اجْلَسَهَا ثُمَّ سَارَتْهَا فَبَكَتُ بَكَاءً شَدِيدًا فَلَمَّا رَأَى خُزْنَهَا سَارَتْهَا الثَّانِيَةَ فَإِذَا هِيَ تَضْحَكُ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهَا عَمَّا سَارَتْ قَالَ مَا كُنْتُ لِأَفْشِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرًّا فَلَمَّا تَوَقَّيْتُ قُلْتُ عَزَمْتَ عَلَيْكَ بِسَاتِي عَلَيْكَ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا أَخْبَرْتَنِي قَالَتْ أَمَّا الْآنَ فَتَعَوَّأَ مَا حِينَ سَارَتْ فِي فِي الْأَمْرِ الْأَوَّلِ فَإِنَّهُ أَخْبَرْتَنِي أَنَّ جِبْرِئِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَإِنَّهُ عَارِضُنِي بِسَرِّ الْعَامِ مَرَّتَيْنِ وَلَوْ أَرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدْ اقْتَرَبَ فَأَتَقَى اللَّهَ وَاصْبِرْ بِي فَإِنِّي نَعَمُ السَّلَفُ أَنَا لَكَ فَبَكَيتُ فَلَمَّا رَأَى جَزَعُنِي سَارَتْ فِي الثَّانِيَةَ قَالَ يَا فَاطِمَةُ إِلَّا تَرْضَيْنِ أَتُتَكُونِي سَيِّدَةً لِنِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ وَفِي رِوَايَةٍ فَسَارَتْ فِي آتٍ يُقْبَضُ فِي وَجْهِهِ فَبَكَيتُ ثُمَّ سَارَتْ فِي

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہم ازواج مطہرات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھیں، اتنے میں فاطمہ زہرا آئیں۔ ان کی رفتار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار سے مختلف نہ تھی۔ جب آپ نے انھیں دیکھا تو فرمایا: ہماری بیٹی کے لیے کشادگی ہو پھر انھیں بٹھایا، اس کے بعد ان سے سرگوشی فرمائی تو وہ شدت سے رو پڑیں۔ جب آپ نے ان کا غم دیکھا تو دوبارہ سرگوشی فرمائی تو وہ اچانک ہنسنے لگیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ سے اٹھ گئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ سرکار نے آپ سے کیا سرگوشی کی؟ انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز فاش نہیں کر سکتی۔ جب آپ رحلت فرم گئے تو میں نے کہا کہ میں آپ کو اس شخص کی قسم دے کر کہتی ہوں جو مجھے آپ پر ہے کہ آپ مجھے خبر دیں۔ انھوں نے کہا ناں اب بتائے دیتی ہوں۔ پہلی دفعہ جواب آپ نے سرگوشی کی تو آپ نے مجھے خبر دی کہ جبریل امین ہر سال ہمارے ساتھ قرآن پاک کا ایک دفعہ دور کیا کرتے تھے۔ اس سال انھوں نے دودھ پلانا ہے ہمارا یہی گمان ہے کہ مدت حیات پوری ہونے کے قریب پہنچ چکی ہے۔ لہذا تم تقویٰ اختیار کرنا اور صبر کرنا اس لیے کہ ہم بہترین پیش رو ہیں تو میں رو پڑی۔ جب آپ نے میری بے صبری دیکھی تو مجھ سے دوبارہ سرگوشی کی فرمایا: فاطمہ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ کیا تم اہل جنت کی عورتوں یا فرمایا مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو

فَاَخْبَرَنِي اَنِّي اَوَّلُ اَهْلِ بَيْتِهِ اَتَّبَعُهُ
فَصَحِيحَتُ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے مجھ سے سرگوشی فرمائی کہ آپ اسی تکلیف میں رحلت فرما جائیں گے تو میں رو پڑی۔ آپ نے پھر سرگوشی فرمائی اور مجھے خبر دی کہ میں آپ کے اہل بیت میں سے سب سے پہلے آپ کے پیچھے جاؤں گی تاکہ تو میں نہیں پڑی (صحیحین)

۱۔ مِثْنَتًا مِیْم کے نیچے زیر

۲۔ مختلف اور مخفی نہ تھی۔ اس لیے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عادت، بیہات اور ادب و خش (رفتہ) میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جب سیدہ فاطمہ زہرا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ کھڑے ہو جائے اور انھیں بوسہ دیتے اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے جاتے تو اسی طرح کرتے۔

۳۔ یہ واقعہ مرض وفات کے دنوں میں پیش آیا یا ان دنوں کے قریب تھا۔

۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

۵۔ اس سے بزرگوں اور دوستوں کے رازوں کو دوسروں سے مخفی رکھنے کا مستحب ہونا معلوم ہوتا ہے مرید جو مشائخ کے راز مخفی رکھتے ہیں تو اس کی سند بھی ہے۔

۶۔ حق صحبت اور محبت مادری

۷۔ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما گئے ہیں

۸۔ جس طرح حافظ ایک دوسرے کو سناتے ہیں۔ یہ دور رمضان المبارک میں ہوتا تھا۔

۹۔ کیونکہ دوبارہ کرنا معمول کے خلاف ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ قرآن پاک اور اس کے احکام کو اچھی طرح یاد کر لیں تاکہ دین کا معاملہ مکمل ہو جائے اور نعمت تمام ہو جائے۔

۱۰۔ اور جزع فرزع سے اجتناب کرنا۔

۱۱۔ سلف گزرے ہوئے آباؤ اجداد اور رشتہ داروں کو کہتے ہیں۔

۱۲۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر پر

۱۳۔ یعنی دل چھوٹا نہ کرو، اللہ تعالیٰ سے راضی رہو اور اس بات پر شک نہ کرو کہ محققین یہ مرتبہ

دیا ہے۔

۱۴۔ یعنی آپ کے بعد جلد دنیا سے چلی جاؤں گی تو میں نہیں پڑی۔ اَتَّبَعُ تخفیف کے ساتھ ہے

تشدید کے ساتھ (اَتَّبَعُ) بھی روایت ہے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ اس حدیث سے سیدہ فاطمہ کی فضیلت تمام ایماندار عورتوں پر ثابت ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ حضرت مریم، حضرت آسیہ، حضرت قندجہ اور حضرت عائشہ پر بھی۔

اسی طرح علامہ سیوطی نے فرمایا ہے ایک حدیث میں جن عورتوں پر سیدہ فاطمہ کو فضیلت دی گئی ہے۔ ان میں سے مریم بنت عمران کو مستثنیٰ کیا گیا ہے ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اس امت میں فاطمہ کی صفت وہ ہے جو مریم کی اپنی قوم میں ہے، یعنی اپنے ماسوا سے زیادہ فضیلت رکھتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ اختلاف اس بنا پر ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت فاطمہ کی فضیلت کی اطلاع وحی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے کے ذریعے تدریجاً دی گئی ہو آخر میں دنیا کی تمام عورتوں پر ان کی فضیلت ثابت ہو گئی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بعض علماء حضرت عائشہ کو حضرت فاطمہ سے افضل قرار دیتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ جنت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں گی اور حضرت فاطمہ حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ ہوں گی۔ ظاہر ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اور مکان حضرت علی مرتضیٰ کے مقام سے اعلیٰ اور اشرف ہے لیکن احادیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم تم اور علی اور حسن و حسین ایک مکان اور ایک مقام میں ہوں گے۔ دوسری دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضرت عائشہ مجتہدہ تھیں اور چاروں خلفاء کے زمانے میں فتویٰ دیتی تھیں اور اجتہاد کرتی تھیں۔ علامہ سیوطی فتاویٰ میں کہتے ہیں کہ اس جگہ تین مذہب ہیں۔ اربع یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے افضل ہیں۔ بعض علماء مساوات کے قائل ہیں، بعض نے توقف کیا ہے۔ احناف میں سے استدشی اور بعض شافعیہ توقف کی طرف مائل ہیں۔ جب امام مالک سے یہ سئلہ پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: فاطمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت جگہ میں ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت جگہ پر کسی کو فضیلت نہیں دیتا۔ امام سبکی فرماتے ہیں کہ ہمارا مختار اور ہمارا دین یہ ہے کہ فاطمہ افضل ہیں ان کے بعد ان کی والدہ خدیجہ اور ان کے بعد عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ میں بھی اختلاف ہے۔ حق یہ ہے کہ حیثیات مختلف ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ افضل ہونے کا معنی ثواب کی کثرت ہے جس کا علماء نے اعتبار کیا ہے لیکن کوئی شخص شرافت، ذات، اصل کی طہارت اور جوہر کی پاکیزگی میں سیدہ فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو نہیں پہنچتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵۷۷ وَعَنِ الْمُسَوِّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّي فَمَنْ أَحْضَبَهَا أَحْضَبَنِي وَفِي سَآوَاةٍ يُرِيْبُنِي مَا آرَأَيْهَا وَيُوْذِيْنِي مَا آذَاهَا

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت مسور بن مخزوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ ہمارے گوشت کا ٹکڑا ہیں جس نے انھیں ناراض کیا اس نے ہمیں ناراض کیا۔ اور ایک روایت میں ہے: وہ چیز ہمیں ناپسند ہے جو ہمیں ناراض کرتی ہے اور جو انھیں ناراض کرتی ہے وہ ہمیں اذیت دیتی ہے۔ (صحیحین)

فَخَذُوا بِكِتَابِ اللَّهِ وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ
فَحَتَّ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ وَرَعَبَ فِيهِ
ثُمَّ قَالَ وَاهْلُ بَيْتِي أَذْكُرُكُمْ اللَّهُ
فِي أَهْلِ بَيْتِي أَذْكُرُكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ
بَيْتِي وَفِي رِوَايَةِ كِتَابِ اللَّهِ هُوَ
حَبْلُ اللَّهِ مَنِ اتَّبَعَهُ كَانَتْ عَلَى
الْهُدَى وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَتْ عَلَى
الضَّلَالَةِ

(رَدَاكَ مُسْلِمًا)

قیمتی چیز میں چھوڑے جارہا ہوں۔ ان میں سے پہلی
اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اس میں ہدایت اور نور ہے
پس تم اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل کرو اور اسے مضبوطی
سے محکم رکھو۔ آپ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے پر
ابھارا اور رغبت دلائی۔ پھر فرمایا: دوسری چیز ہمارے
اہل بیت ہیں ہم تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے
میں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتے ہیں شیخ ایک روایت میں
ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب وہ اللہ تعالیٰ کی حبش
(رستی) ہے جس نے اس کی پیروی کی وہ راہِ راست
پر ہوگا اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہی پر ہوگا۔

(مسلم)

اے زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی ہیں بہت سے غزوات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت
میں حاضر ہوئے۔ ابی بن سلول کا نفاق ظاہر کیا اور سورہ مبارکہ إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ کے نازل ہونے
کا سبب بنے وہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصوصی احباب میں سے تھے۔

اے ختمِ خاں پر پیش اور میم مشد، اس سے پہلے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں
جو غدیہ رحم کا ذکر ہوا ہے وہ یہی ہے۔ غدیرہ پانی کے حوض کو کہتے ہیں اور غم اس جگہ کا نام ہے اے غدیہ رحم بھی
کہتے ہیں یہ جگہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان حنفہ میں ہے۔ حیم پر پیش، بے نقطہ خاں ساکن مشہور جگہ کا نام ہے
اے یعنی ملک الموت روح قبض کرنے کے لیے آئے۔

اے فی الواقع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت قریب تھی یہ واقعہ حجتہ الوداع سے واپسی پر ذوالحجہ کے
آخری دنوں کا ہے اور آپ کی رحلت ربیع الاول میں ہے۔

۱) کتاب اللہ (۲) اہل بیت رسول اللہ، جیسے کہ اس کے بعد بیان فرمایا۔ ثقل ثمود کے پٹھے
زیر ہو تو اس کا معنی گرائی اور بوجھ ہے اور اگر پہلے دونوں حرفوں پر زبر ہو (ثقل) تو اس کا معنی ہے مسافر
کا ساز و سامان اور نفیس چیز جس کی ضمانت دی جائے۔ قاموس میں ہے کہ حدیث میں یہی معنی وارد ہے۔ بعض
علماء نے فرمایا کہ قرآن پاک اور اہل بیت کو اس لیے ثقل فرمایا کہ ان کو اپنا اور ان کی پیروی کرنا مشکل ہے۔ ہر
شخص یہ بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ جن اور انسان کو بھی ثقلین کہتے ہیں کہ یہ زمین کا بوجھ ہیں جیسے چار پائے پر بوجھ
لا دیا جاتا ہے یا اس لیے کہ یہ زمین کا سامان ہیں اور زمین ان سے آباد ہے۔ یا اس لیے کہ یہ حیوانات کی نسبت
نفیس ہیں۔ کتاب و سنت بھی زمین کی آبادی اور دنیا کی اصلاح کا باعث ہیں۔ اس کے بعد

ثقیل کا بیان فرمایا۔

۱۔ جو دنیا اور آخرت کی سعادت تک پہنچاتی ہے اور اس میں نور اور روشنی ہے یعنی اعمال کا بیان ہے۔ اس روشنی سے راستہ روشن ہو جاتا ہے اور آسانی سے منزل مقصود تک پہنچا دیتی ہے۔ نور قرآن پاک کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔
۲۔ اور اسے مطلقہ سے نہ جانے دور

۳۔ یہ کلمات بالذکر اور تاکید کے لیے دو دفعہ ارشاد فرمائے۔ اہل بیت کا معنی اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے اسے ان تمام معانی پر محمول کیا جاسکتا ہے۔ خصوصاً آخری معنی پر کہ ان کی محبت و تعظیم اور ان کے حقوق اور آداب کی رعایت نہایت اہم اور ضروری ہے۔ ظاہریوں دکھائی دیتا ہے کہ یہ اشارہ ہے سنت کے اختیار کرنے کی طرف، جیسے کہ پہلے حصے میں قرآن پاک پر عمل مراد ہے اور اس معنی کے اعتبار سے تمام مومن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے فرماں بردار ہیں اور آپ کی آل شیخ ولی (دوست) اور مقتدا ہے۔

حکیم ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نو اور الاصول میں فرماتے ہیں کہ بیت دو ہیں (۱) بیت جسم اور (۲) بیت ذکر اور دونوں کے اہل دنیا کے ظاہر و باطن کی آبادی اور دین و دنیا کے نظام کی اصلاح کا سبب ہیں۔ بیت جسم کے رہنے والے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل و عیال اور صوری اولاد ہیں اور بیت ذکر کے رہنے والے علماء اور اتقیا ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معنوی اولاد ہیں اور خانہ دین کی تعمیر کا سبب اور شریعت کی عمارت کی بنیاد ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی مثال اور ایسی ہی دوسری مثالیں ان پر صادق ہیں اور جوان و نوجوان صفات کے جامع ہیں اور دینی و جسمانی نسبتوں کے حامل ہیں و دوسروں کی نسبت زیادہ کامل و مکمل ہیں جیسے کہ بعض اولیاء کرام علم سعادت اور ولایت کے جامع ہیں اس کے باوجود جسمانی نسبت کے حقوق کی ادائی، رعایت، ادب اور تعظیم و تقدیم واجب و لازم ہے۔ اسی طرح حکیم ترمذی نے فرمایا۔

۱۔ اس میں کتاب اللہ کی تعظیم اس طرح بیان کی ہے۔

۲۔ لغت میں جبل کا معنی رسی، عہد و امان اور وابستگی بھی آیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا عہد و امان ہے کہ جو شخص اسے مضبوطی سے تھامے گا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے قرب سے وابستگی اور قدس کے زینوں پر ترقی کا سبب ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ حضرت جعفر کے بیٹے کو سلام کہتے تو کہتے اے دوپروں والے کے بیٹے آپ پر سلام ہو۔ (بخاری)

۵۸۶۹ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ إِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ (رواہ البخاری)

۱۔ حضرت عبداللہ ابن جعفر بن ابی طالب

۲۔ ذوالجناحین (دو پروں والے) حضرت جعفر طیار کا لقب ہے۔ شام کے علاقے میں واقع حروہ موتہ میں ان کی شہادت کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ملاحظہ فرمایا کہ ان کے دو پہر ہیں، اور فرشتوں کے ساتھ محو پرواز ہیں۔ آپ کو تعجب ہوا کہ یہ کیا حال ہے؟ اس کے بعد خیر آئی کہ وہ شہید ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد صحابہ کرام انھیں جعفر طیار اور ذوالجناحین کہتے تھے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ ہم نے جعفر کو جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

۳۔ ظاہر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ جنگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا آپ نے تمام واقعات ملاحظہ فرمائے، آخر آپ نے غمگین ہو کر واقعات بیان فرمائے اس کے بعد حضرت جعفر طیار کو فرشتوں کے ساتھ دیکھا انھیں سلام دیا اور حال معلوم ہو گیا ۱۲ مولوی امیر علی

۴۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ سَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ بُنْتُ عَلِيٍّ عَلَى عَائِقَةٍ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَجِبْهُ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت برادر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ حسن بن علی آپ کے کندھے پر تھے، آپ دعا مانگ رہے تھے کہ اے اللہ! میں انھیں محبوب رکھتا ہوں تو بھی انھیں محبوب بنالے (صحیحین)

۵۔ پہلا اُجْبُہ ہمزہ کے پیش، عام کی زیر اور باء کے پیش کے ساتھ اور دوسرا ہمزہ کی زیر اور باء کی زیر کے ساتھ (اُجْبُہ) ہے۔

۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَائِفَةٍ مِنَ النَّهَارِ حَتَّى أَتَى خَبَاءَ قَارِطَةَ فَقَالَ أَتَوُّ لَكُمْ أَتَوُّ لَكُمْ أَعْنِي حَسَنًا فَلَمْ يَلْتِمْ أَنْ جَاءَ يَسْعَى حَتَّى اعْتَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَجِبْهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دن کے کچھ حصے میں باہر آیا۔ یہاں تک کہ آپ سیدہ خاتمہ کے گھر شریف لائے اور فرمایا کیا یہاں بچہ ہے؟ (دو دفعہ یہ ارشاد فرمایا) آپ حضرت حسن کے بارے میں پوچھ رہے تھے آپ عموڑی درہم ٹھہرے کہ بچہ دوڑتا ہوا آیا گئے یہاں تک کہ دونوں نے ایک دوسرے سے معاف کیا گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ! میں اے محبوب رکھتا ہوں تو بھی اے محبوب بنالے اور اس سے محبت کرنے والے کو بھی محبوب بنالے یہ

۱۔ خباء نقطہ والی خاء کے سچے زیر، اس کے بعد باء، اس کا معنی خیمہ ہے، لیکن اس جگہ گھر مراد ہے۔ معاریج کے بعض نسخوں میں جناب ہے، جیم اور فون کے ساتھ جس کا معنی آستانہ اور معن ہے ظاہر یہ ہے کہ یہ تبدیل شدہ لفظ ہے۔

۲۔ کُفَح لام پر پیش، کاف مخفف پہ زبر، اس کے کئی معانی ہیں جن میں سے ایک چھوٹا بچہ ہے اس جگہ یہی معنی مراد ہے۔

۳۔ جیسے کہ بچوں کی عادت ہے۔
۴۔ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حسن دونوں نے ایک دوسرے کی گردن میں ہاتھ ڈالے اور اپنے ساتھ چمٹا لیا۔

۵۔ یا اللہ! ہمیں یہ سعادت عطا فرما۔

۶۔ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْعَيْنِ وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرَى وَيَقُولُ إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فَتَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابو بکرؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا حضرت حسن بن علی آپ کے پہلو میں تھے۔ آپ کبھی صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی ان کی طرف اور فرمایا ہمارا یہ بیٹا سید ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا۔

(بخاری)

۱۔ ابو بکرؓ باء پر زبر، کاف ساکن آخر میں تاء، مشہور صحابی ہیں ان کا نام تَفِيع ہے۔ نون پر پیش تاء پر زبر ابن حارث ثقفی، ان کے حالات کئی دفعہ اس سے پہلے لکھے جا چکے ہیں۔
۲۔ یعنی کبھی وعظ و نصیحت کے لیے صحابہ کرام کی طرف دیکھتے اور کبھی ازراہ شفقت و محبت حضرت حسن کی طرف دیکھتے۔

۳۔ سید وہ ہے جو اپنی قوم میں نیکی میں بندوبال ہو۔ بعض علماء نے فرمایا: سید وہ ہے جس پر اس کا غضب غالب نہ آئے، یعنی حلم والا، سید کا اطلاق کئی معنوں پر آیا ہے مثلاً مرتبی، مالک، شریف، فضیلت والا، کریم، حلیم، قوم کی ایذا کو برداشت کرنے والا، رئیس اور سب سے آگے۔

۴۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس امر کی اطلاع ہے کہ مسلمان دو حصوں میں بٹ جائیں گے، ایک حصہ حضرت حسن کے ساتھ اور دوسرا حضرت امیر معاویہ کے ساتھ۔ امام حسن خلافت کے زیادہ حق دار تھے کیونکہ تیس سال سے چھ مہینے باقی رہتے تھے جن کی خبر دیتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہمارے بعد خلافت تیس سال ہے۔ پس اپنے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر شفقت و رحمت نے

انھیں اس بات پر مائل کیا کہ انھوں نے دنیا کی حکومت کو ترک کر دیا اور اگلے جہان کی حکومت میں دلچسپی لی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے خون کا ایک قطرہ بھی بہایا جائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں جماعتیں ملت اسلام پر ہیں، باوجودیکہ ایک حق پر نہ تھی۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کی صلح اہل سنت و جماعت کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت و حکومت کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

۵۸۸۲ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نَعْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عُمَرَ سَأَلَ رَجُلًا عَنِ الْمُحَرَّمِ قَالَ شُعْبَةُ أَحْسِبُهُ يَقْتُلُ الذُّبَابَ قَالَ أَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُونَ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمَا رِيحَانِي مِنَ الدُّنْيَا (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

عبدالرحمن بن ابی نعم سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو سنا۔ ان سے ایک شخص نے محرم کے بارے میں سوال کیا۔ شعبہ فرماتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ اس نے یہ سوال کیا کہ محرم مکھی کو مار دیتا ہے۔ ابن عمر نے فرمایا: اہل عراق مجھ سے مکھی کے بارے میں سوال کرتے ہیں حالانکہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو شہید کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دونوں دنیا سے ہمارے پھول ہیں۔ (بخاری)

اے عبدالرحمن بن ابی نعم نون پر پیش، بے نقطہ عین ساکن، عابد و زاہد، فاضل اور ثقہ تابعی ہیں۔ کوفہ کے عبادت گزاروں میں سے تھے۔ ہمیشہ بھوک برداشت کرتے رہے۔ حجاج نے انھیں گرفتار کر کے ایک تاریک گھر میں قید کر دیا اور دروازہ بند کر دیا۔ پندرہ دن کے بعد انھیں اس ارادے سے نکالا کہ انھیں شہید کر دیا جائے اور اگر فوت ہو چکے ہوں تو انھیں دفن کر دیا جائے، دیکھا کہ وہ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔ انھیں اجازت دے دی کہ جہاں چاہیں چلے جائیں۔

اے عراق کے ایک شخص نے محرم کے بارے میں سوال کیا۔

اے حضرت شعبہ عبدالرحمن سے اس حدیث کے رلوی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میرا گمان یہ ہے کہ اس شخص نے یہ سوال کیا کہ اگر محرم مکھی کو مار دے تو اس کی جزا کیا ہے؟ اور اس پر کیا لازم آتا ہے؟ کوئی جواب نہ دیا۔ یا صدقہ یا کچھ بھی لازم نہیں۔

اے یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ کو

اے ریحانی نون پر زہر یا عیشہ، مفتوح، یعنی حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دنیا سے ہمارے دو پھول ہیں۔ ریحان کا معنی رحمت، راحت اور رزق آتا ہے اولاد کو بھی اس معنی میں ریحان کہتے ہیں۔ اس کا معنی خوشبودار گھاس بھی۔ اس معنی کے اعتبار سے بھی بطور تشبیہ اس کا اطلاق اولاد پر کیا جاسکتا ہے

رُجَّانَا نَیْ اور رُجَّانِی نون کے نیچے زیر اور یلو ساکن بھی روایت ہے۔ علامہ طہیسی نے فرمایا لفظ مِنْ الدُّنْیَا اسی طرح ہے جس طرح مِنْ دُنْیَا ثَم اس حدیث شریف میں ہے حَبَّابٌ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَا کُو مٹھاری دنیا سے تین چیزیں ہمارے لیے محبوب ہیں

۵۸۸۴ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ لَوْ بَيْنَ أَحَدَانَا شَبَهٌ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ وَقَالَ فِي الْحُسَيْنِ أَيْضًا كَأَنَّهُ أَشْبَهُهُمَا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حسن ابن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ کوئی نہ تھا اور حضرت حسین کے بارے میں بھی فرمایا کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے (بخاری) دوسری فصل میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئے گا کہ حضرت حسن سینے سے سر تک بہت مشابہ تھے اور حضرت حسین سینے سے پاؤں تک۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:-

ایک سینے تک مشابہ، اک وہاں سے پاؤں تک صاف شکل پاک ہے دونوں کے ملنے سے عیاں

حسن بطنین ان کے جاموں میں ہے نیا نور کا خط تو اقم میں نکھا ہے یہ دو ورقہ نور کا (شرف قادری)

۵۸۸۵ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَمِنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى صَدْرِهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ عَلِمُهُ الْحِكْمَةُ وَفِي رِوَايَةٍ عَلِمُهُ الْكِتَابُ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینے سے لگایا اور دعا کی اے اللہ! انھیں حکمت کا علم عطا فرما اور ایک روایت میں ہے انھیں کتاب کا علم عطا فرما (بخاری)

۱۔ انھیں علم و حکمت، اشیاء کی حقیقتوں کی معرفت اور لائق و مناسب امور پر عمل عطا فرما۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ حکمت کا مطلب ہے کردار کا درست ہونا اور گفتگو کا سچا ہونا۔ ۲۔ انھیں کتاب اللہ کا علم عطا فرما جو تمام علم و حکمت کو شامل ہے۔

۵۸۸۶ وَعَنْهُ قَالَ إِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْخَلَاءَ فَوَضَعَتْ لَهُ وَضُوءٌ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ مَنْ وَضَعَ هَذَا فَأُخْبِرَ فَقَالَ اللَّهُمَّ

ان ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وضو خانے میں تشریف لے گئے۔ میں نے آپ کے لیے وضو کا پانی رکھا۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو فرمایا یہ کس نے رکھا ہے؟ آپ کو خبر دی گئی کہ تو آپ نے دعا کی: اے اللہ! انھیں دین کی

فَقَهَّمَهُ فِي الدِّينِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) سمجھ عطا فرما یہ

(صحیحین)

۱۔ صراح میں ہے خلا و پانی استعمال کرنے کی جگہ
۲۔ وضوء و اذپر زبر، اس کا معنی ہے پانی، یہ واقعہ اس رات کا ہے جب ابن عباس رضی اللہ عنہما
نے اپنی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گھر رات گزاری۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے
لیے اٹھے، ابن عباس بچے تھے جیسے باب قیام اللیل میں اس کا تذکرہ ہوا۔
۳۔ یعنی گھر والوں نے عرض کیا کہ ابن عباس نے رکھا ہے۔
۴۔ ابن عباس کا علم و فضل اور ان کی دانائی اس لیے تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خدمت
کی بناء پر اس عطا سے مشرف ہوئے خدمت کرنی چاہیے۔

مرداں ز خدمت بجائے رسد

(کہ مرد خدمت سے بند مقام تک پہنچ جاتے ہیں)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انھیں اور امام حسن
کو بچہ پڑتے تھے اور دعا کرتے تھے: اے اللہ!
ان دونوں کو محبوب بنا کیونکہ میں ان سے محبت کرتا
ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت اسامہ فرماتے
ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بچہ کر اپنی
ران پر بٹھاتے تھے اور حضرت حسن بن علی کو بچہ کر
دوسری ران پر بٹھاتے تھے پھر ان دونوں کو اپنے
ساتھ چٹالیتے اور دعا کرتے اے اللہ! ان پر رحم
فرما کیونکہ میں ان پر رحم کرتا ہوں (بخاری)

۵۸۸۷ وَعَنْ أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُكَ
وَالْحَسَنَ فَيَقُولُ اللَّهُمَّ احْبِبْهُمَا فَإِنِّي
أُحِبُّهُمَا وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُ فِي
فَيْقُعْدُ فِي عَلَى فَخِذِهِ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ
بُنَ عَلِيٍّ عَلَى فَخِذِهِ الْأُخْرَى تَوَضُّعُهُمَا
ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي
أَرْحُمُهُمَا

(رواہ البخاری)

۱۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے
تھے۔ حضرت اسامہ ان کے بیٹے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید سے محبت فرماتے تھے اور ان کے
بیٹے حضرت اسامہ سے اتنی محبت فرماتے کہ انھیں امام حسن کے ساتھ برابر کی جگہ دیتے اور محبت میں شریک فرماتے
اور مذکورہ بالا دعائیہ کلمات سے نوازتے۔ صحابہ کرام انھیں حب رسول اللہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
محبوب کہتے تھے حب حواء کے بچے زید، اس کا معنی ہے محبوب، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بچے تھے اور
ان کا رنگ سیاہ تھا جیسے کہ خانہ زاد (غلام) ہوتے ہیں۔

ز انکہ ترا بر من مسکین نظر است آثارم از آفتاب مشور تر است

چونکہ آپ کی مجھ مسکین پر نظر ہے، اس لیے میرے آثار سورج سے زیادہ مشہور ہیں۔
 ۱۹ حضرت حسن اور حضرت اسامہ کو یاد دونوں رانوں کو۔

۵۰۰۰ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِمَارَتِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كُنْتُمْ تَطْعَمُونَ فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَمُونَ فِي أَمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ وَآيُوا اللَّهَ إِنْ كَانَتْ لَخَلِيقًا لِلْأَمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لِمَنْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ نَحْوَهُ وَفِي آخِرِهِ أَوْصِيكُمْ بِهِ فَإِنْ مِنْ صَالِحِيكُمْ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اس کا امیر اسامہ بن زید کو بنایا بعض لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم ان کی امارت پر اعتراض کرتے ہو تو اس سے تم ان کے والد کی امارت پر اعتراض کر چکے ہو اور اللہ کی قسم! ان کے والد امدت کے لائق تھے اور وہ ہمارے محبوب ترین لوگوں میں سے تھے اور ان کے بعد یہ سب سے محبوب ترین لوگوں میں سے ہیں۔ (صحیحین) امام مسلم کی روایت میں بھی اسی طرح ہے اور اس کے آخر میں ہے کہ تم تمہیں ان کے بارے میں وصیت کرتے ہیں کیونکہ تمہارے صالحین میں سے ہیں۔

۱۰ یہ اشارہ ہے حضرت زید بن حارثہ کی امارت کی طرف غزوہ موتہ میں میم پر پیش اس کے بعد دو تائیں ہیں (موتہ) شام کے علاقے میں ایک جگہ، باوجودیکہ اس غزوہ میں اکابر صحابہ موجود تھے۔ امام نسائی حضرت حارثہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کو جس لشکر میں بھیجا بھیجا انھیں امیر بنا کر ہی بھیجا۔

۱۱ جب غزوہ موتہ میں حضرت زید شہید ہو گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ کو امیر مقرر فرمایا، تاکہ جا کر اس قوم سے اپنے والد ماجد کا انتقام لیں۔ بزرگ مہاجرین و انصار ان کے ہمراہ تھے جن میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق بھی شامل تھے، کچھ لوگوں نے اس بارے میں چہ میگوئیاں کیں کہ ایک نو عمر لڑکے کو مہاجرین اور انصار کا سردار مقرر کر دیا گیا ہے۔ اس اثناء میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مبارکہ ناساز ہو گئی اور دردِ سر کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ جب آپ نے لوگوں کی گفتگو سنی تو اس حال میں باہر تشریف لائے کہ سراقہس پر ایک پٹی باندھی ہوئی تھی، منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! اس کے بعد مذکورہ بالا ارشاد فرمایا، اس کے بعد دردِ سر میں اضافہ ہو گیا اور مرضِ وفات کا آغاز ہو گیا اور یہ معاملہ پانچ تکمیل کو نہ پہنچ سکا (اور اس قوم سے حضرت زید کا انتقام نہ لیا جاسکا ۱۲ شرفِ قادری

یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ آزاد شدہ غلام کو امیر مقرر کیا جاسکتا ہے۔ کم عمر افراد کو بڑی عمر والے حضرات پر اور مفضل کو افضل پر امیر بنایا جاسکتا ہے بشرطیکہ اس میں کوئی مصلحت ہو۔

۵۸۸۹ وَعَنْهُ قَالَ رَأَى زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ
مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا كُنَّا نَدْعُوهُ إِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتَّى
نَزَلَ الْقُرْآنُ أَدْعُوهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَذَكَرَ حَدِيثُ الْبَرَاءِ قَالَ
لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِثِّي فِي بَابِ بُلُوغِ
الصَّغِيرِ وَحَصَانَتِهِ -

ان ہی سے روایت ہے کہ زید بن حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام کو ہم زید بن محمد ہی کہا کرتے تھے یہاں تک کہ قرآن پاک کا حکم نازل ہوا کہ انہیں ان کے باپوں کی طرف ہی منسوب کر کے بلاؤ۔ (صحیحین) حضرت براء سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کو بلایا اَنْتَ مِثِّي یہ حدیث باب بُلُوغِ الصَّغِيرِ وَحَصَانَتِهِ میں بیان کی گئی ہے۔

۱۔ یعنی انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہا کرتے تھے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بیٹا فرمایا تھا، عربوں کا رواج تھا کہ منہ بولے بیٹے کو بیٹا ہی کہتے تھے اور اسے وراثت بھی دیتے تھے۔
۲۔ اس میں ضمناً یہ حکم آگیا کہ باپ کے علاوہ کسی کی طرف منسوب نہ کرو، اس آیت کے آخر میں ہے کہ ان کو ان کے باپوں کی طرف نسبت کر کے بلانا زیادہ عدل اور زیادہ درست ہے اور اگر ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو وہ محتارے بھائی اور دوست ہیں۔
۳۔ یہ حدیث معایز میں اس جگہ مذکور ہے۔

دوسری فصل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حج کے موقع پر عرفہ (۹ ذوالحجہ) کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ قصو نامی اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ دے رہے تھے، میں نے آپ کو فرلتے ہوئے سنا کہ اے لوگو! ہم نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم نے اسے پکڑا لیا اس پر عمل کیا تو تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ (۱) کتاب اللہ (۲) اپنے اہل بیت اور اپنی عزت علیہ (ترندی)

الفصل الثانی

۵۸۹۰ عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِهِ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَخْطُبُ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا كِتَابَ اللَّهِ دَعَرْتَنِي أَهْلَ بَيْتِي

(رواہ الترمذی)

۱۔ قصواء اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کے کان کا کنارہ کاٹ دیا گیا ہو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی اس طرح نہ تھی بلکہ وہ پیدا ہونے سے ہی ایسی تھی۔ یہ بھی احتمال ہے کہ قصواء، قصواء سے مشتق ہو جس کا معنی دُور ہونا ہے۔ کیونکہ وہ دور سے دور حد تک دوڑتی تھی۔

۲۔ عترت قوم اور قریبی رشتہ دار مردوں کو کہتے ہیں، اس کا معنی اہل بیت بھی ہے۔ اسی لیے اس کی تفسیر اہل بیت سے فرمائی، اس میں اشارہ یہ ہے کہ اس عترت سے مراد قوم اور اقرباء سے خاص معنی مراد ہے، قوم اور اقرباء قریبی دادا کی اولاد کو کہتے ہیں۔ اس جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور ذریت مراد ہے۔ اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ یہ اشارہ ہے سنت کے اختیار کرنے کی طرف خوب غور کیجیے۔

۱۹۹۵ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي أَحَدُهُمَا أَعْظَمُ مِنَ الْآخِرِ كِتَابُ اللَّهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَعِثْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرْدَا عَلَى الْحَوْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُقُونِي فِيهِمَا

(رواہ الترمذی)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم تمہارے پاس وہ چیز چھوڑ رہے ہیں جسے تم نے مضبوطی سے پکڑا تو تم گمراہ نہیں ہو گے۔ ان میں سے ایک چیز دوسری سے بڑی ہے (۱) اللہ تعالیٰ کی کتاب، اس کی مثال اس رسی کی ہے جو آسمان سے زمین تک لٹکائی ہوئی ہو، (۲) ہماری عترت اور اہل بیت، یہ دونوں چیزیں ہم سے جدا نہیں ہوں گی یہاں تک کہ یہ دونوں ہمارے پاس حوض پر آئیں گی لیکن پس غور کرو کہ تم ان دونوں کے بارے میں ہمارے بعد کس طرح ہمارے خلیفہ بنتے ہو؟ (ترمذی)

۳۔ تاکہ تم اسے پکڑ کر آسمانِ قدس تک پہنچ سکو اور یہ اللہ تعالیٰ کا عہد اور امان ہے بندوں کے لیے۔

۴۔ اور ہمارے سامنے تمہارا شکر یہ اور تعظیم پیش کریں گی اس معاملے کی بناء پر جو تم نے ان کے ساتھ کیا ہے۔ ورو کا معنی ہے پانی پر آنا۔

۵۔ یعنی ان کے ساتھ کس طرح معاملہ کرتے ہو؟ اور کس طرح انہیں مضبوطی سے پکڑتے ہو۔

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرت حسن و حسین کے بارے میں فرمایا: ہم اس شخص سے

۱۹۹۶ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ أَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَهُمْ

وَسَلَّمَ لِمَنْ سَأَلَهُمْ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

جنگ کرنے والے ہیں جو ان سے جنگ کرے اور اس شخص سے صلح کرے والے ہیں جو ان سے صلح کرے۔

۱۰ سلم، سین کے نیچے زیر اور اس پر بھی زبرد پڑھ سکتے ہیں، اس کا معنی صلح ہے۔

جمع ابن عمیر سے روایت ہے کہ میں اپنی بھوپیا کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا میں نے اس سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک انسانوں میں سے کون زیادہ محبوب تھا۔ انھوں نے فرمایا فاطمہ۔ عرض کیا گیا مردوں میں سے؟ فرمایا ان کے شوہر۔

۵۸۹۲ وَعَنْ جَمِيعِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِي عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلْتُ أَيْ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَقِيلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۰ جمع، جمیع پر پیش ابن عمیر عین پر پیش، شیعہ تھے لیکن صادق اور صالح الحدیث تھے حضرت عائشہ اور ابن عمیر سے روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری نے فرمایا: ان کی حدیث میں کلام ہے۔

۱۰ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس جگہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا انصاف اور ان کا سچ قابل دید ہے کہ انھوں نے کیا فرمایا؟ حالانکہ اس جگہ انھیں کہنا چاہیے تھا کہ میں اور میرے والد (جیسے کہ بخاری شریف میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے ۱۲ شرف قادری) بعید نہیں کہ اگر حضرت سیدہ فاطمہ سے یہی سوال کیا جاتا تو وہ فرماتیں: عائشہ صدیقہ اور ان کے والد، یہ خلاف گمراہی اور تعصب والوں کے کہ وہ ان حضرات کو ایک دوسرے کا مخالف اور دشمن قرار دیتے ہیں حاشا وکلاً! ایسا ہرگز نہیں۔ علاوہ ازیں محبت اور فضیلت میں فرق ہے خوب غور کیجیے۔

۵۸۹۳ ۲۲ وَعَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّ الْعَبَّاسَ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا وَأَنَا عِنْدَهُ فَقَالَ مَا أَغْضَبَكَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَنَا وَلِقُرَيْشٍ إِذَا تَلَا قَوْلًا بَيْنَهُمْ تَلَا قَوْلًا يُوْجُوْهُ مُبْشِرَةً وَإِذَا تَلَا قَوْلًا بَيْنَهُمْ بَغْيٌ ذَالِكُ فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ

عبد المطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ انھیں غصہ دلایا گیا تھا، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا، آپ نے فرمایا: کس چیز نے آپ کو غصہ دلایا ہے۔ کہنے لگے یا رسول اللہ ہمارا اور قریش کا کیا حال ہے؟ جب وہ آپس میں ملتے ہیں تو تر و تازہ چہروں سے ملتے ہیں اور جب

عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَحْمَرَ وَجْهَهُ
ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَدْخُلُ
قَلْبَ جَبَلٍ إِلَّا يُؤْمِنُ حَتَّى يُحِبَّكَوَلِلَّهِ
وَلِرَسُولِهِ ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ
أَذَى هَمِّي فَقَدْ أَذَانِي فَإِنَّمَا عَنَّا
الرَّجُلُ صِنُوْا بَيْتَهُ
رَوَاهُ الذُّمَيْدِيُّ وَفِي الْمَصَابِيحِ
عَيْنُ الْمُطَلِّبِ

ہمیں ملے ہیں تو اس وصف کے بغیر ملتے ہیں۔ اس پر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے یہاں تک
کہ آپ کا چہرہ اور سر رخ ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا:
قسم ہے اس ذاتِ اقدس کی! کسی شخص کے دل میں
ایمان داخل نہیں ہوگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اور اس
کے رسول کی محبت کے لیے تم سے محبت رکھے۔ پھر
فرمایا: اے لوگو! جس نے ہمارے چچا کو تکلیف دی،
اس نے ہمیں تکلیف دی۔ اس لیے کہ مرد کا چچا
اس کے والد ہی کی طرح ہے۔ (ترمذی) صحیح
میں ہے کہ یہ حدیث مطلب سے مروی ہے۔

۱۔ عبدالمطلب بن ربیعہ را پر زبر، ابن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم قریشی ہاشمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے چچا کے بیٹے، صاحب جامع الاصول نے ان کا ذکر صحابہ کرام میں کیا ہے اور فرمایا کہ ان کی وفات
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوئی۔ کاشف میں ہے کہ وہ شامی صحابی ہیں۔ پہلے مدنیہ منورہ میں
مقیم تھے، پھر شام چلے گئے اور وہیں ۳۱ھ میں وفات پائی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی
مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

۲۔ یعنی کسی نے انھیں غصہ دیا ہوا تھا کوئی کام کیا یا کوئی بات کہی جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ
کی ناراضگی کا باعث ہوئی۔

۳۔ مُمْبَشْرَة میم پر پیش باو ساکن اور نقطوں والے شین پر زبر، یہ پشروے مشتق ہے جس کا معنی
خوش دلی اور خندہ پیشانی ہے۔ ایک روایت میں سے مُسْفَرَة میم پر پیش بے نقطہ سین ساکن اور فاء کے
پچھے زیر، یہ اسفارت سے مشتق ہے جس کا معنی روشنی ہے۔

۴۔ یعنی نبی ہاشم بن عبدالمطلب کو ملتے ہیں تو خندہ پیشانی سے نہیں ملتے۔

۵۔ مَسْنُوْء صَاد کے پچھے زبر اور نون ساکن، درخت کے چند تنے جو ایک ہی جڑ سے ہوں۔ اور باپ کا
مہائی۔ مَسْنُوْء تشبیہ اور مَسْنُوْء پہلے حرف پر پیش، جمع ہے، بعض علماء اسے کجور کے درخت کے
ساتھ مخصوص قرار دیتے ہیں۔

۶۔ یعنی بجائے عبدالمطلب بن ربیعہ کے مطلب بن ربیعہ کہا ہے اور صحیح عبدالمطلب ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۵۰۹۵ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَبَّاسُ

مِثِّي وَأَنَا مِنْهُ -

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

عباس ہم سے ہیں اور ہم عباس سے ہیں ملہ

(ترمذی)

ملہ یہ کنایہ ہے اتحاد، یگانگت اور محبت سے، اہل علم فرماتے ہیں کہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شرافت اور نبوت کی فضیلت کے اعتبار سے اصل ہیں اور حضرت عباس نسب اور چچا ہونے کے اعتبار سے اصل ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ اس عبارت کا مطلب اتحاد، محبت اور اخلاص ہے، جیسے کہ امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا اَنَا مِنْكَ وَأَنْتَ مِثِّي ہم تم سے متعلق ہیں اور تم ہم سے متعلق ہو۔

۵۸۹۶ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ إِذَا كَانَ غَدَاةُ الْاِثْنَيْنِ فَأْتِنِي أَنْتَ وَوَلَدُكَ حَتَّى أَدْعُوكُمْ بِدَعْوَةٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهَا وَوَلَدُكَ فَعَدَا وَعَدَوْنَا مَعَهُ وَالْبَسَا كِسَاءَهُ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهِ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا أَلَّهْتُ أَحْفَظُهُ فِي وَلَدِهِ

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَزَادَ رِزِينُ وَاجْعَلِ الْخُلَافَةَ بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو فرمایا: پیر کے دن صبح کے وقت آپ ہمارے پاس آئیں اور آپ کی اولاد ملہ تاکہ ہم آپ کے لیے ایسی دعا کریں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی اولاد کو فائدہ عطا فرمائے چنانچہ حضرت عباس اور ہم ان کے ساتھ صبح کے وقت حاضر ہوئے۔ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنا کھیل اور گھایا پھر دعا کی اے اللہ! عباس اور ان کی اولاد کی ایسی ظاہری اور باطنی مغفرت فرما جو کسی گناہ کو نہ چھوڑے۔ اے اللہ! ان کی حفاظت فرما ان کی اولاد میں (ترمذی) رزین نے یہ اضافہ کیا اور خلافت ان کی اولاد میں تا دیر باقی رکھ۔ امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

ملہ ولد کا اطلاق واحد اور جمع دونوں پر ہوتا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ولد سے مراد ابن عباس ہیں مطلب ان کے اس قول کے زیادہ موافق ہے کہ ہم ان کے ساتھ حاضر ہوئے (کیونکہ جگہ جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے)

ملہ ایک نسخے میں 'نعم' کی بجائے 'نعم' ہے (یہ ضمیر جمع اولاد کی طرف راجع ہوگی ۱۲ اشرف قادری) ملہ اس میں اشارہ ہے کہ یہ حضرات بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خواص ہیں اور ایک ذات کی حیثیت رکھتے ہیں کہ ایک مجلس سب کو شامل ہے اور اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت پھیلا دے جس طرح ہم نے ان پر کھیل پھیلایا ہے۔

ملہ یعنی انھیں عزت عطا فرما، ان کے حق کی رعایت فرما اور ان کو ان کی اولاد میں آفتوں اور بلاؤں سے

محفوظ فرماتا کہ وہ ضائع نہ ہوں۔

۱۵ جو علم حدیث کے امام ہیں۔

۱۶ اور بادشاہی اور ملک و دولت لمبی مدت تک ان کی اولاد میں قائم رکھ، کچھ عرصہ خلافت عباسیوں کے گھر میں رہی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ درحقیقت امت کو حکم ہو کہ خلافت ان کا حق ہے لہذا چاہیے کہ ان کے علاوہ کسی کو خلیفہ مقرر نہ کریں۔

۵۸۹۷ وَعَنْهُ أَنَّ رَأْيَ جَبْرِئِيلَ مَرَّتَيْنِ
وَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ

ان ہی سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت جبرئیل کو دو دفعہ دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دو دفعہ دعا فرمائی ۱۷

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(ترمذی)

۱۷ حضرت جبرئیل کی دو دفعہ زیارت کے بارے میں علامہ سیوطی، جمع الجوامع میں روایت کرتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا۔ اس وقت میں نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت وحیہ کلبی کے ساتھ رازداری کے ساتھ گفتگو فرما رہے تھے مجھے علم نہیں ہوا کہ وہ جبرئیل امین علیہ السلام ہیں۔ حضرت جبرئیل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یہ ابن عباس ہیں اگر ہمیں سلام کہتے تو ہم سلام کا جواب دیتے۔ نیز یہ کہ انھوں نے بہت سفید کپڑے پہن رکھے ہیں۔ ان کے بھائی کی اولاد سیاہ کپڑے پہنے گی۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام چلے گئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو مجھے فرمایا کہ جب تم ہمارے پاس سے گزرے تھے تو تمہیں سلام کرنے کے کس چیز نے روکا تھا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ حضرت وحیہ کلبی سے رازدارانہ انداز میں گفتگو فرما رہے تھے تو میں نے قطع کلامی کو پسند نہیں کیا۔ اگر میں سلام عرض کرتا اور آپ جواب دیتے تو گفتگو میں خلل واقع ہوتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ وہ جبرئیل امین تھے، اس حدیث کو ابن عساکر نے روایت کیا۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ دو دفعہ وقوع پذیر ہوا۔ اسی طرح جامع الاصول میں ہے۔

۱۸ مسکین واقم الحروف عبد الحق بن سیف الدین کہتا ہے کہ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ حضرت جبرئیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت وحیہ کلبی کی صورت میں حاضر ہوتے تھے اور صحابہ کرام انھیں دیکھتے تھے، اس صورت میں انھیں دیکھنے میں حضرت ابن عباس کی خصوصیت کیا ہوئی؟ ظاہر یہ ہے کہ ابن عباس نے حضرت جبرئیل کو وحیہ کلبی کی صورت میں دیکھا لیکن یہ دیکھنا عالم ملکوت میں تھا کہ ان کے علاوہ کسی صحابی نے نہیں دیکھا صحابہ کرام نے انھیں عالم ناسوت (یعنی اس دنیا) میں دیکھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس کو فرمایا: کہ جس نے نبی کے بغیر جبرئیل امین نے دیکھا اس کی بنیائی جاتی رہی۔ اے ابن عباس! تمہاری بنیائی بھی جاتی رہے گی لیکن تمہاری وفات کے دن

محبوب واپس دے دی جائے گی۔ روایت ہے کہ جب ابن عباس کی وفات ہوئی اور انھیں کفن پہنایا گیا، تو ایک سفید پیرندہ آیا اور ان کے کفن میں غائب ہو گیا، ہر چند تلاش کیا لیکن نہ ملا۔ ابن عباس کے آزاد کردہ غلام عکرمہ نے فرمایا: کیا تم بے وقوف ہو؟ یہ ان کی بیٹائی تھی جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا تھا کہ ان کی وفات کے دن واپس دے دی جائے گی۔ جب ابن عباس کو لحد میں اتارا گیا تو غیب سے یہ آواز آئی جسے تمام حاضرین نے سنا۔

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً
(اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف اس حال میں لوٹ کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی)۔

یہ بات کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابن عباس کے لیے دو دفعہ دعا فرمائی تو ان کی روایت میں پہلی فصل کے آخر میں گزر چکا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنے سینے سے چھٹایا اور دعا فرمائی۔ اے اللہ! انھیں حکمت اور کتاب کا علم عطا فرما، دوسری دعا بھی ان کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وضو خانہ میں گئے اور میں نے دھنوکا پانی لا کر رکھ دیا۔ آپ نے پوچھا کہ یہ پانی کس نے رکھا ہے؟ اہل خانہ نے عرض کیا کہ ابن عباس نے رکھا ہے، آپ نے دعا کی، اے اللہ! انھیں دین کی فقاہت عطا فرما۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک دفعہ اس وقت دعا فرمائی جب ابن عباس نے حضرت میمونہ کے گھبرات گزاری اور دوسری دفعہ اس وقت جب آپ نے حضرت عباس اور ان کی اولاد کو (پیر کے دن) بلایا اور ان کے لیے دعا فرمائی۔

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دو دفعہ دعا فرمائی کہ **مَجِّعَ حِكْمَتِ عَطَا فَرَطُ لِي سَه**
(ترجمہ)

۵۴۸ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ دَعَا لِي رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُؤْتِيَنِي
اللَّهُ الْحِكْمَةَ مَرَّتَيْنِ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۵۴۹ اس حدیث کا اشارہ اسی حدیث کی طرف ہے جس کا ذکر ابھی ہوا ہے کیونکہ فقہ کا معنی حکمت ہے
۵۴۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ جَعْفَرُ
يُحِبُّ الْمَسَاكِينَ وَيَجْلِسُ إِلَيْهِمْ
وَيُحَدِّثُهُمْ وَيُحَدِّثُونَهُ وَكَانَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْتُمُ
بِأَبِي الْمَسَاكِينِ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت جعفرؓ مسکینوں سے محبت فرماتے تھے، ان کے
پاس بیٹھتے، ان سے گفتگو کرتے وہ ان سے گفتگو کرتے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں ابوالمساکین کی
کنیت سے یاد فرماتے تھے یہ
(ترجمہ)

۱۔ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بھائی)
۲۔ یعنی مسکینوں کا باپ، ان کا مربی اور ان پر مہربانی کرنے والا۔

۵۹۰۰ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ جَعْفَرًا يَطِيرُ فِي
الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

۵۹۰۱ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ
الْجَنَّةِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے جعفر کو فرشتوں کے ساتھ
جنت میں پرواز کرتے ہوئے دیکھا (ترمذی) اور
فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن
اور حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں (ترمذی)

۱۔ شباب، شہین پر زبر اور باؤ مخفف، شاب کی جمع ہے جس کا معنی جوان ہے جو تیس یا چالیس
سال کی عمر کو پہنچا ہوا ہو۔ تشبیہ پہلے تینوں حرفوں پر زبر اور شبان شہین پر پیش، باء مشدود اور آخر
میں نون بھی شاب کی جمع ہے۔ علامہ طیبی نے فرمایا: مطلب یہ ہے کہ یہ ان لوگوں سے افضل ہیں۔ جو
اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوئے۔ اس کلام میں نظر ہے کیونکہ جو اس سال شہداء پر ان حضرات کی فضیلت کی
تخصیص کی کوئی وجہ نہیں ہے بلکہ یہ بہت سے ان لوگوں سے بھی افضل ہیں جو بڑھاپے میں فوت ہوئے
اس لیے بہتر وہ بات ہے جو بعض علماء نے کہی ہے اور وہ یہ کہ یہ حضرات اہل جنت کے سردار ہیں۔ اس
لیے کہ تمام جنتی جوان ہوں گے لیکن یہ تخصیص کرتے ہیں کہ یہ انبیاء اور خلفاء راشدین کے علاوہ دوسرے
جنتیوں کے سردار ہیں۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ شباب کا معنی فتوت، جوان مردی اور کرم سے مطلب یہ ہے
کہ جوانی کی حالت میں دنیا سے گئے یا ازراہ شفقت و محبت جوانوں سے تشبیہ دی۔ جیسے کہ باپ بیٹے کو
جوان، غلام، صغیر، صبی اور ولیہ کہتا ہے اگرچہ معمر اور جوان ہو۔

۵۹۰۲ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْحَسَنَ
وَالْحُسَيْنَ هُمَا رِيحَانَايَ مِنَ الدُّنْيَا
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَدْ سَبَقَ فِي
فَصْلِ الْأَوَّلِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
بے شک حسن اور حسین دنیا سے ہمارے دو بھول
ہیں (ترمذی) یہ حدیث پہلی فصل میں گزر چکی
ہے۔

۱۔ جسے عبدالرحمن بن ابی نعم نے روایت کیا اس جگہ یہ روایت حدیث کی جز محقق۔ صاحب مصابیح
اسے دوسری فصل میں حدیث کے طور پر لائے ہیں۔ یہ صاحب مشکوٰۃ کا صاحب مصابیح پر اعتراض ہے حالانکہ

یہ بات محل اعتراض نہیں ہے، ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث دونوں طریقوں سے مروی ہو۔ محدثین کے ہاں یہ عام طریقہ ہے۔

۵۹۳. وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ
كَرِهْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ذَاتَ كَيْلَةٍ فِي بَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ
مُسْتَحِيلٌ عَلَى شَيْءٍ لَا أَدْرِي مَا هُوَ
فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِي قُلْتُ مَا
هَذَا الَّذِي أَنْتَ مُسْتَحِيلٌ عَلَيْهِ فَكَشَفَهُ
فَإِذَا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَى وَرِكَيْهِ
فَقَالَ هَذَانِ ابْنَايَ وَأَبْنَا ابْنَتِي
اللَّهُمَّ إِنِّي أَحِبُّهُمَا فَاحِبَّهُمَا وَاحِبْ
مَنْ يُحِبُّهُمَا

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں ایک رات کسی حاجت کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں باہر تشریف لائے کہ آپ نے کوئی چیز اٹھا رکھی تھی۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ کیا چیز ہے؟ جب میں اپنی حاجت سے فارغ ہوا تو عرض کیا کہ آپ نے کیا اٹھا رکھا ہے آپ نے اس چیز سے کچھ اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حسن اور حسین آپ کی پشت پر لیٹے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ ہمارے دو بیٹے اور ہماری بیٹی کے بیٹے ہیں اے اللہ! میں انھیں محبوب رکھتا ہوں تو بھی انھیں محبوب رکھ اور جو ان سے محبت رکھے تو بھی اسے محبوب بنا۔ (ترمذی)

۱۔ طُرُق اور طُرُق کا معنی ہے رات کے وقت آنا اور طَارِق کا معنی ہے رات کے وقت آنے والا۔

۲۔ جیسے کسی نفیس چیز کو اٹھایا جاتا ہے۔ وِدْ کَیْہِ واو پر زبر، راو کے نیچے زیر، اے ساکن بھی پڑھ سکتے ہیں، رانوں کے اوپر کا حصہ جسے سرین بھی کہتے ہیں، جیسے کِتِفُّ بازو کے اوپر والے حصے کو کہتے ہیں۔

۳۔ اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نواسہ بھی بیٹا ہے جیسے کہ پوتا بھی بیٹا ہے۔ اس سے ماں کی طرف سے بھی نسب کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ذَرِیَّةٌ بَعْضُهَا مِنْ آدَمَ وَبَعْضُهَا مِنْ نُوْحٍ اُولَادُ بَعْضُ بَعْضٍ سے ہے شاعر نے اس کے برخلاف عرف اور علالت کی بنا پر کہا ہے

بَنُوْنَا بَنُوْا بَنَاءِنَا وَبَنَاءِنَا
بَنُوْهُنَّ اَبْنَاءُ الرِّجَالِ الْاَبَاعِدِ

ہمارے بیٹے وہ ہیں جو ہمارے بیٹوں کے بیٹے ہیں۔ ہماری بیٹیوں کے بیٹے تو اجنبی مردوں کے بیٹے ہیں۔

۵۹.۴ وَعَنْ سَلْمَى قَالَتْ دَخَلْتُ عَلَى
أُمِّ سَلَمَةَ وَهِيَ تَبْكِي فَقُلْتُ مَا تَبْكِيكِ
قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ تَعْنِي فِي الْمَنَامِ وَعَلَى رَأْسِهِ
وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ فَقُلْتُ مَا لَكَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ قَالَ شَهِدْتُ قَتْلَ
الْحُسَيْنِ أَنْفًا
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا
حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

حضرت سلمیٰؓ سے روایت ہے کہ میں حضرت
ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں اس حال میں
حاضر ہوئی کہ وہ رو رہی تھیں۔ میں نے عرض کیا آپ کو
کون سی چیز رلا رہی ہے؟ فرمایا: میں نے خواب
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حال میں
زیارت کی کہ آپ کے سراقص اور وارطھی مبارک پر
گرد و غبار تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کا
کیا حال ہے؟ فرمایا ہم ابھی حسین کی شہادت کو
حاضر ہوئے تھے (ترمذی) اور فرمایا: یہ حدیث
غریب ہے

۱۔ حضرت سلمیٰ حضرت ابورافع کی بیوی تھیں، بعض ازواج مطہرات کی خدمت کیا کرتی تھیں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی دائی تھیں۔ انھوں نے ہی حضرت اسماء بنت عمیس کے ہمراہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ
عنها کو غسل دیا۔

۲۔ مخفی نہ رہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۵۹ھ میں ہے۔ بعض نے کہا کہ ۵۸ھ
میں ہے، دو قول ہیں پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ۵۸ھ میں ہے
اگر دوسرا قول صحیح ہے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔ پہلے قول کے مطابق بھی اشکال نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس
واقعہ کے پائے جانے سے انھیں خواب میں دکھا دیا گیا ہو اور آنفا اس اعتبار سے فرمایا ہو کہ اس کا پایا جانا
یقینی ہے۔

۵۹.۵ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى أَهْلَ بَيْتِكَ
أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ
وَكَانَ يَقُولُ بِفَاطِمَةَ أُدْعِي لِي أَبَتِي
فَيَشْمُهُمَا وَيَصْطُفُهُمَا إِلَيْهِ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا
حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کو
اپنے اہل بیت میں سے کون زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا
حسن اور حسین، آپ سیدہ فاطمہ کو فرمایا کرتے تھے
ہمارے لیے دونوں بیٹوں کو بلاؤ پس انھیں سونگھتے
تھے اور اپنے ساتھ چمٹاتے تھے (ترمذی) اور فرمایا
کہ یہ حدیث غریب ہے۔

حضرت بریدہؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ دے رہے تھے

۵۹.۶ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُنَا إِذْ

جَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَعَلَيْهِمَا قَبِيصَانِ
 أَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْتَرَانِ فَنَزَلَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ
 الْمُنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ
 يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللَّهُ إِنَّمَا
 أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ نَظَرْتُ
 إِلَى هَذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَ
 يَعْتَرَانِ فَلَمْ أَصْبِرْ حَتَّى قَطَعْتُ
 حَدِيثِي وَرَفَعْتُهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
 وَأَبُو دَاوُدَ وَالتَّسَائِيُّ

کہ اچانک حسن و حسین آگئے، انھوں نے سرخ
 قمیصیں پہن رکھی تھیں وہ چلتے ہوئے لڑکھڑا رہے
 تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے
 انھیں اٹھایا اور آگے بٹھالیا پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ
 نے پرچ فرمایا تمھارے اموال اور تمھاری اولاد فتنہ
 بنی ہیں۔ ہم نے ان دو بچوں کو دیکھا جو چلتے ہوئے
 لڑکھڑا رہے تھے تو ہم نے صبر نہیں کیا یہاں تک کہ ہم
 نے سلسلہ گفتگو قطع کر دیا کہ اور انھیں بٹھالیا (ترمذی
 (ابوداؤد، نسائی)

۱۔ حضرت بریدہ باء پریش، راد پرزہ، ان کے حالات اس سے پہلے بیان کیے جا چکے ہیں۔
 ۲۔ اور زمین پر گر پڑے تھے جیسے کنبچوں کا طریقہ ہے یَعْتَرَانِ ثناء پریش (باب نصر سے)
 ۳۔ یعنی ابتلاء اور محل آزمائش ہیں۔

۴۔ جو پسند و نصیحت سے متعلق اور احکام اوامر و نواہی پر مشتمل تھی۔

۵۔ یہ قلب شریف میں رقت، رحمت اور شفقت کی تاثیر کی بنا پر تھا اولاد اور بچوں پر شفقت و
 رحمت مستحسن اور مستحب امر اور اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عمل ہے۔ خطبہ میں عمل جائز ہے پس یہ ایک عبادت کے
 دوسری عبادت میں داخل ہونے کی قسم سے ہے۔ اصل مقصد ان کی فرزندگی کو ثابت کرنا اور اظہار محبت ہے
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معذرت کرنا از قبیل تواضع تھا اور صحابہ کرام کو تنبیہ تھی کہ اس قسم کے عمل کی عادت
 بنالیں سہولت اختیار نہ کریں اور بہانہ نہ بنائیں۔ یا یہ کہ مقام قرب کی بلندی اور حقیقی خلوت سے کسی قدر تنزل
 واقع ہوا تھا۔ ہمیں آپ کے احوال شریفہ میں گفتگو کی ہمت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم کے احوال کی حقیقت کو جانتا ہے۔

۵۹۰۷ عَنْ یَعْنَى بْنِ مُرَّةَ قَالَ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُسَيْنٌ
 مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ أَحَبَّ اللَّهُ
 مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ
 الْأَسْبَاطِ

حضرت یعلیٰ ابن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
 ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسین
 ہم سے ہیں اور ہم حسین سے ہیں اللہ تعالیٰ اسے
 محبوب رکھے جو حسین سے محبت رکھے۔ حسین
 نواسوں میں سے ایک نواسے ہیں۔
 (ترمذی)

(رواہ التِّرْمِذِيُّ)

۱۷ یعلیٰ یاء پر زبر، بے نقطہ عین ساکن اور لام پر زبر، ابن مرہ میم پر پیش اور واو مشدود، صحا بی ہیں اور اہل کوفہ میں شمار کیے گئے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اہل بصرہ سے ہیں۔ حدیبیہ، خیبر، فتح حنین اور طائف میں حاضر ہوئے۔

۱۸ سبط سین کے پچھے زیر اور باء ساکن، اولاد کی اولاد، اس کی جمع اسباط ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے بھی اسباط کہلاتے ہیں۔ بنی اسرائیل کے اسباط اسی طرح تھے جس طرح عرب کے قبائل ہیں۔ سبط باء کی حرکت کے ساتھ، اصل میں اس درخت کو کہتے ہیں جس کے تنے بہت ہوں اور جڑ ایک ہو۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو سبط کہنے میں اشارہ ہے کہ ان کی نسل سے بہت سی مخلوق پیدا ہوگی۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حسن سینے سے سر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں اور حسین سینے سے پاؤں تک مشابہ ہیں۔

۵۹۰۸ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ الْحَسَنُ أَشْبَهَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ إِلَى الرَّأْسِ وَالْحُسَيْنُ أَشْبَهَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنْ خَالِكٍ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(ترمذی)

۱۹ گویا یہ دو شہزادے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مجموعہ تھے، اور آپ کا وجود شریف دونوں کے درمیان منقسم تھا۔

۵۹۰۹ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِرُفَیٍّ دَعَانِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصَلَّى مَعَهُ الْمَغْرِبَ وَأَسْأَلُهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لِي ذَلِكَ فَاتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ فَصَلَّى حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ انْقَلَبَ فَتَبِعْتُهُ فَسَمِعَ صَوْتِي فَقَالَ مَنْ هَذَا حُذَيْفَةُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا حَاجْتُكَ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ وَلِأُمِّكَ إِنَّ هَذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يُسَلِّحَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِي بِأَنْ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ

حضرت حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیجیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں، آپ کے ساتھ نماز پڑھوں اور آپ سے درخواست کروں کہ میرے اور آپ کے لیے دعائے مغفرت فرمائیں۔ پس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی، آپ نے نوافل ادا کیے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر کاشانہ اقدس کی طرف روانہ ہوئے میں آپ کے پیچھے چلا، آپ نے میری آواز سنی اور فرمایا یہ کون ہے؟ کیا حذیفہ ہو میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا: تمہاری کیا حاجت ہے؟ اللہ تعالیٰ تمہاری اور تمہاری والدہ کی مغفرت فرمائے

بے شک یہ وہ فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے
کبھی زمین پر نہیں اترا، اس نے اپنے رب کریم سے
اجازت طلب کی کہ ہمیں سلام عرض کرے اور ہمیں
خوش خبری دے کہ فاطمہ اہل جنت کی عورتوں کی
سردار ہیں اور حسن حسین اہل جنت کے جوانوں
کے سردار ہیں (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے

أَهْلُ الْجَنَّةِ وَأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ
سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا
حَدِيثٌ غَرِيبٌ

۱۷ والدہ محترمہ نے مجھے اجازت دے دی۔

۱۸ اس حدیث سے مغرب اور عشاء کے درمیانی وقت کو نفلی نماز کے ساتھ مصروف کرنے کی فضیلت
معلوم ہوتی ہے۔ مشائخ اسے اجیاء ما بین العشاءین کہتے ہیں (مغرب اور عشاء کے درمیانی وقت کو
عبادت میں صرف کرنا۔

۱۹ یا تو جوتوں کی آواز مراد ہے یا حضرت حذیفہ کوئی بات کر رہے تھے (یا ذکر کر رہے تھے ۱۲
شرف قادری) جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا۔
۲۰ تم کیا کہتے ہو؟ اور کیا چاہتے ہو؟

۲۱ حضرت حذیفہ کے عرض کرنے سے پہلے ہی ان کی مراد پوری فرمادی
کیوں اپنی گلی میں روادار جدا ہو؟
جو بھیک لیے راہ گدا دیکھ رہا ہو

(حسن رضا بریلوی)

شرف قادری

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن بن
علی کو کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے۔ ایک شخص
نے کہا: اے بڑے! کتنی اچھی سواری پر سوار ہو
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ سواری
تو کتنا اچھا ہے! (ترمذی)

۵۹۱۰ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَامِلَ الْحَسَنِ
بْنِ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِهِ فَقَالَ رَجُلٌ يَنْعُو
الْمَرْكَبُ رَكِبْتُ يَا غُلَامُ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَعُو الرَّاكِبُ هُوَ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۱۷ یعنی سواری بھی اچھی ہے اور سوار بھی اچھا ہے۔ وَيَعُو الرَّاكِبُ میں واو ایسی ہی ہے جیسی
وَعَلَيْكَ السَّلَامُ میں ہے۔ جب اس شخص نے صرف سواری کی تعریف کی تو گویا حضرت حسن رضی اللہ عنہ
کو زیادہ ستائشی نگاہوں سے نہیں دیکھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جواب میں مذکورہ کلمات ارشاد

فرمائے۔ اس جگہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ وارضاه کی کمال مدح اور انتہائی فضیلت ہے۔

۵۹۱۱ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ فَرَضَ لِأُسَامَةَ فِي ثَلَاثَةِ آلَافٍ وَخَمْسِ مِائَةٍ وَفَرَضَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فِي ثَلَاثَةِ آلَافٍ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لِأَبِيهِ لَوْ فَضَّلْتَ أُسَامَةَ عَلَى فَوَ اللَّهِ مَا سَبَقَنِي إِلَى مَشْهَدٍ قَالَ لِأَنَّ نَيْدًا كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَبِيكَ وَكَانَ أُسَامَةُ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكَ فَاتَّخَذْتُ حُبَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَبِيٍّ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت اسامہ کے لیے ساڑھے تین ہزار درہم مقرر فرمائے۔ اسے اور حضرت عبداللہ ابن عمر کے لیے تین ہزار، حضرت عبداللہ ابن عمر نے اپنے والد ماجد سے عرض کیا کہ آپ نے اسامہ کو مجھ پر فضیلت کیوں دی ہے؟ اللہ کی قسم! انھوں نے کسی غزوہ کی طرف مجھ سے سبقت نہیں کی ہے حضرت عمر فاروق نے فرمایا اس لیے کہ زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمھارے باپ سے زیادہ محبوب تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسامہ تم سے زیادہ محبوب تھے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب کو اپنے محبوب پر ترجیح دی ہے (ترمذی)

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۷ حضرت فاروق اعظمؓ اپنے دور خلافت میں بیت المال میں سے حضرت اسامہ کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار درہم مقرر کیا اور اپنے بیٹے کا تین ہزار۔

۱۸ زید بن عارثہ، حضرت اسامہ کے والد رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تمھارے والد یعنی مجھ سے زیادہ محبوب تھے۔

۱۹ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب یعنی حضرت اسامہ کو اپنے محبوب یعنی تم پر ترجیح دی۔

۵۹۱۲ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ حَارِثَةَ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِبْعَثْ مَعِيَ أَخِي زَيْدًا قَالَ هُوَ ذَا فَإِنْ انْطَلَقَ مَعَكَ لَمْ أَمْنَعُهُ قَالَ زَيْدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ لَا أَخْتَارُ عَلَيْكَ أَحَدًا قَالَ فَرَأَيْتُ رَأَى أَخِي أَفْضَلَ مِنْ رَأَيْ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت جبلة ابن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ میرے بھائی زید کو میرے ساتھ بھیج دیں۔ آپ نے فرمایا وہ تمھارے سامنے ہیں اگر تمھارے ساتھ جائیں تو ہم انھیں منع نہیں کریں گے۔ حضرت زید نے عرض کیا، یا رسول اللہ میں آپ پر کسی کو ترجیح نہیں دوں گا جبکہ کہتے ہیں میں نے اپنے بھائی کی رائے کو اپنی رائے سے افضل پایا (ترمذی)

۱۵ جب پہلے تینوں حرفوں پر زبر ابن حارثہ - حضرت زید بن حارثہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام) کے بڑے بھائی اور صحابی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے بھائی سے روایت کرتے ہیں رضی اللہ عنہما۔

۱۶ یعنی زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

۱۷ یعنی میں نے اپنے زید بن حارثہ کی رائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے اختیار کرنے کو اپنے رائے سے بہتر پایا کیونکہ میں انھیں اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔
حضرت جید اور حضرت زید کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت زید بن حارثہ کے رہنے والے تھے۔ بچپن میں آٹھ سال کی عمر میں عرب کی ایک قوم کے قیدی بنالیے گئے پس وہ انھیں فروخت کرنے کے لیے بازار میں لائے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حضرت حکیم بن حزام نے انھیں اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ کے لیے خرید لیا۔ جب حضرت خدیجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں تو انھوں نے حضرت زید آپ کو ہبہ کر دیے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا اور اپنی آزاد کردہ کنیز حضرت ام ایمن کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا۔ ان سے حضرت اسامہ پیدا ہوئے۔ اس کے بعد ان کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش کے ساتھ کر دیا وہ (آزاد کردہ غلاموں میں) سب سے پہلے اسلام لائے جیسے کہ بعض حضرات کا قول ہے۔
عمر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دس سال اور بعض علماء کے مطابق بیس سال چھوٹے تھے۔ بدر اور دیگر غزوات میں حاضر ہوئے وہ واحد صحابی ہیں جن کا نام قرآن کریم میں واقع ہے۔ ارشادِ ربانی ہے **فَلَمَّا فَصَّطِی زَیْدُ مِّنْهَا وَظَرَّأَ** (۳۳/۳۴) پس جب زید نے ان سے (قطع تعلق کرنے کی) غرض پوری کر لی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حضرت جعفر بن ابی طالب کا بھائی بنایا۔ جنگِ موتہ میں بچپن سال کی عمر میں شہید ہوئے، رضی اللہ عنہ۔

مرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطف و کرم اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کی محبت و عقیدت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ انھوں نے اپنے ماں باپ کے پاس جانے سے انکار کر دیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت چاکری کو ترجیح دی۔

جن پہ ماں باپ فدا یاں کرم ان کا دیکھو

(امام احمد رضا بریلوی ۱۲ اشرف قادری)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مبارکہ ناساز ہوئی تو میں اور دوسرے لوگ مدینہ منورہ کی طرف اترے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

۵۹۱۳ وَعَنْ أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ قَالَ لَمَّا
تَحَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
هَبْطُتْ وَهَبَطَ النَّاسُ الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ
عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَدْ أُصِمْتُ فَلَوْ يَتَكَلَّمُ قَجَلٌ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَدَيْهِ
عَلَى وَبَرٍ فَعَرَفَ مَا عَرَفَ أَنَّهُ يَدْعُو
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ قَالَ هَذَا
حَدِيثٌ غَرِيبٌ

خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت حال یہ تھا کہ سرکار پر
خاموشی طاری کر دی گئی تھی۔ پس آپ نے کلام نہیں
کیا علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں مبارک
ہاتھ مجھ پر رکھتے اور انھیں اٹھالیتے تو میں پہچانتا ہوں
کہ آپ میرے لیے دعا فرما رہے تھے (ترمذی)
اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

۱۷ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مہاجرین اور انصار کے ایک لشکر کے ساتھ (اس کا امیر مقرر
فرما کر) بھیجا تھا۔ ہم مدینہ طیبہ سے باہر جا چکے تھے۔ چند دن کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناسازی طبع
کی اطلاع سن کر واپس مدینہ منورہ آ گئے۔ ہیوط کا معنی ہے اوپر سے نیچے آنا۔ اس کا ذکر اس لیے کیا گیا
ہے کہ وہ جگہ جہاں لشکر نے پڑاؤ کیا تھا۔ مدینہ منورہ سے بالائی جانب تھی۔ اس کا نام جُرف ہے جیم اور راہ
پر پیش، آخر میں فاع جیسے عرفات مکہ مکرمہ کے بائیں جانب ہے۔ عرب اپنے کلام میں اوپر اور نیچے والی جانبوں کا
اعتبار کرتے ہیں، جیسے مکہ سے عرفات جائیں تو کہتے ہیں صَعِدْنَا إِلَى الْعُرَفَاتِ ہم عرفات کی طرف اوپر گئے
اور اگر عرفات سے مکہ معظمہ آئیں تو کہتے ہیں هَبَطْنَا إِلَى مَكَّةَ ہم مکہ کی طرف اترے۔ اسی طرح مدینہ منورہ کے
جُرف کی طرف جانا صعود (چڑھنا) ہے اور وُطُل سے مدینہ طیبہ کی طرف آنا ہیوط (اترنا) ہے یہاں تک کہ
مسجد حرام میں باب السلام کی طرف جائیں جو عرفات کی طرف جاتا ہے تو کہتے ہیں صَعِدْنَا إِلَى بَابِ السَّلَامِ
ہم باب السلام کی طرف چڑھے۔

۱۸ آپ گفتگو کرنے کی سکت نہیں رکھتے تھے پس آپ نے گفتگو نہیں کی صَمْتُ اور صُمُوت کا معنی
بے خاموش ہونا اصَمَاتٌ اور تَصِمِيْمٌ کا معنی ہے خاموش کر دینا۔

۱۹ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مجھ پر دونوں مبارک ہاتھ رکھنے اور ان کے اٹھانے سے میں نے
جانا کہ آپ میرے لیے دعا فرما رہے ہیں یہ انتہائی کرم اور شفقت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت
اسامہ کے حق میں کہ ایسے وقت میں مہربانی فرما رہے تھے اور دعا کر رہے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ کی ناک سے
بہنے والے پانی کو صاف کرنے کا ارادہ فرمایا یہ حضرت
عائشہ نے عرض کیا کہ مجھے صاف کرنے دیں۔ آپ
نے فرمایا اے عائشہ! اس سے محبت رکھو کیونکہ ہم
ان سے محبت کرتے ہیں (ترمذی)

۵۹۱۴ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَرَادَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُنَجِّيَ مُحَاظَ
أُسَامَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَعَانِي حَتَّى أَنَا
الَّذِي أَفْعَلُ قَالَ يَا عَائِشَةُ أُحِبُّهُ
فَإِنِّي أُحِبُّهُ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۵ یعنی بچپن میں حضرت آسامہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں ہوتے تھے۔ آپ نے ان کی ناک صاف کرنے کا ارادہ فرمایا جیسے بچوں کی ناک صاف کی جاتی ہے۔ مخاطب میم پر پیش ناک کا پانی تھنڈا ناک صاف کرنا۔

۱۶ گویا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اچھا نہیں لگا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کام کریں۔
۱۷ یعنی اگر تم طبعی طور پر اس سے محبت نہیں رکھتیں تو اس بناء پر کہ ہم اس سے محبت رکھتے ہیں تم بھی اس سے محبت رکھو، کیونکہ محبوب کا محبوب بھی محبوب ہوتا ہے اور حقیقت میں کمال محبت یہ ہے کہ محبوب سے تجاذر کر کے ہر اس چیز اور شخص تک پہنچ جائے جس کا محبوب سے تعلق ہو۔

مِنْ مَذْهَبِي حُبِّ الدِّيَارِ لِأَهْلِهَا
وَلِلنَّاسِ فِي مَا يَعْشِقُونَ مَذَاهِبَ

میرا مذہب یہ ہے کہ میں گھر والوں کی وجہ سے گھروں سے محبت کرتا ہوں، لوگوں کے عشق کے باب میں مختلف مذاہب ہیں۔

حضرت آسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بیٹھا ہوا تھا اس لئے میں حضرت علی اور حضرت عباس اجازت طلب کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔ انھوں نے حضرت آسامہ کو کہا کہ ہمارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کریں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! حضرت علی اور حضرت عباس اجازت طلب کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: جانتے ہو کہ انھیں کون سی چیز لائی ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا لیکن ہم جانتے ہیں یہ انھیں اجازت دو! وہ دونوں داخل ہوئے اور انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ کی خدمت میں یہ پوچھنے کے لیے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ کے اہل میں سے کون زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا فاطمہ بنت محمدؐ انھوں نے عرض کیا کہ ہم آپ کے اہل بیت کی عورتوں سے ہمارے میں پوچھنے کے لیے حاضر نہیں ہوئے۔ فرمایا ہمارے میں سے ہمیں زیادہ محبوب وہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے

۵۹۱۵
۴۳ وَعَنْ أُسَامَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا إِذْ جَاءَ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَأْذِنَانِ فَقَالَ لِأُسَامَةَ اسْتَأْذِنْ لَنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَأْذِنَانِ فَقَالَ أَتَدْرِي مَا جَاءَ بِهِمَا قُلْتُ لَا قَالَ لِكُنِّي أَدْرِي إِثْنُ لَهْمَا فَدَخَلَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ أَتَى أَهْلِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَا مَا جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ عَنْ أَهْلِكَ مِنَ النِّسَاءِ قَالَ أَحَبُّ أَهْلِي إِلَيَّ مَنْ قَدْ أَلْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْعَمْتُ عَلَيْهِ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَا ثَمَّ مَنْ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ جَعَلْتَ عَمَّكَ الْخَرَهُو قَالَ إِنْ عَمِّيَا

سَبَقَكَ بِالسَّجَرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَذَكَرَ أَنَّ عَسَا الرَّجُلِ هُنَّوَابِيَهُ
فِي كِتَابِ الزَّكَاةِ -

احسان فرمایا شہ اور جس پر ہم نے احسان کیا ہے وہ
ہے اسامہ بن زیدؓ، انھوں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا
علی بن ابی طالب، حضرت عباس نے عرض کیا،
یا رسول اللہ! آپ نے اپنے چچا کو اپنے اہل بیت
میں سب سے آخر میں رکھا ہے شہ، فرمایا: بے شک
علی نے آپ سے پہلے ہجرت کی ہے شہ (ترمذی)
یہ حدیث کہ مرد کا چچا اس کے باپ کی مانند ہے
کتاب الزکوٰۃ میں ذکر کی گئی ہے۔

۱۰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں۔

۱۱ کہ وہ کس مقصد کے لیے آئے ہیں (یہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا علم غیب ہے ۱۲ شرف قادری)
۱۲ اس وصف اور عنوان میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تعظیم شان اور تکریم ہے۔ نیز حکم کی علت بیان
کی گئی ہے کہ وہ اس لیے سب سے زیادہ محبوب ہیں کہ وہ ہماری چھتی بیٹی ہیں ۱۲ شرف قادری)
۱۳ کہ لفظ ”من النساء“ معانیح میں مذکور ہے جامع الاصول اور جامع ترمذی میں نہیں ہے۔
۱۴ اسے ہدایت اور عزت عطا فرمائی۔

۱۵ اسے آزاد کر کے بیٹا بنالیا۔

۱۶ مخفی نہ رہے کہ اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انعام کا ذکر قرآن پاک میں حضرت اسامہ
کے والد حضرت زید کے بارے میں ہے لیکن والد پر انعام کو بیٹے پر انعام لازم ہے۔ اس اعتبار سے نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ کے مفہوم کو حضرت اسامہ پر منطبق فرمادیا گویا ارشاد فرمایا کہ زید اور ان
کے بیٹے اسامہ۔

۱۷ یعنی اگر میں دیانت کروں کہ ان کے بعد کون؟ تو آپ میرا نام لیں گے۔

۱۸ حضرت عباس رضی اللہ عنہ واقعہ بدر کے بعد اسلام لائے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ حضرت عباس
مکہ مکرمہ میں بھی مسلمان تھے۔ لیکن اپنا اسلام مشرکوں سے مخفی رکھتے تھے اس کے باوجود ہجرت واقعہ بدر کے
بعد کی۔ مخفی نہ رہے کہ اگر تعدد وجوہ پیش نظر نہ ہوتا تو زیادہ محبوب ہونے میں حضرت اسامہ کا حضرت علی سے مقدم
ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اچھی طرح غور کیجیے اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔ یقینی بات ہے کہ اس
جگہ وجوہ اور حیثیات کا تعدد معتبر ہے۔

۱۹ اس جگہ (مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت ربیعہ ابن عبد المطلب کی حدیث
کے ضمن میں بھی ذکر کی گئی ہے۔

تیسری فصل

حضرت عقبہ ابن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے عصر کی نماز پڑھی پھر وہ اس حال میں نکلے کہ راستے میں چل رہے تھے اور ان کے ساتھ حضرت علی مرتضیٰ تھے۔ حضرت ابوبکر نے حضرت حسن کو دیکھا جو بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے آپ نے انھیں کندھے پر اٹھایا اور فرمایا: مجھے میرے باپ کی قسم! حسن بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں، علی کے مشابہ نہیں ہیں اور حضرت علی ہنس رہے تھے۔ (بخاری)

۱۔ عقبہ بنین پر پیش اور قاف ساکن ابن الحارث، نوفل بن عبد مناف کی اولاد میں سے صحابی ہیں۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔

۵۹۱۷ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ قَالَ صَلَّى أَبُو بَكْرٍ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِي وَمَعَهُ عَلِيٌّ فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصَّبِيَّانِ فَحَمَلَهُ عَلَى عَاتِقِهِ وَقَالَ يَا بَنِي شَيْبَةَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ شَبِيهًا بَعِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ (رواه البخاری)

۵۹۱۸ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَتَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ بَرَاءَ الْحُسَيْنِ فَجَعَلَ فِي طَسْتٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا قَالَ أَنَسُ فَقُلْتُ وَاللَّهِ إِنَّهُ كَانَ أَشْبَهُهُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَعْصُومًا بِأَلْوَسَمَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زَيْدٍ فَجِئْتُ بَرَاءَ الْحُسَيْنِ فَجَعَلَ يَضْرِبُ بِقَصِيبٍ فِي أَنْفِهِ وَيَقُولُ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَذَا حُسْنًا فَقُلْتُ أَمَا إِنَّهُ كَانَ مِنْ أَشْبَهُهُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ (حسن غریب)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبید اللہ ابن زیادؓ کے پاس سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لایا گیا اور اسے ایک تھاں میں رکھ دیا گیا اس نے اپنی چھڑی سر اقدس کو لگاتے ہوئے آپ کے حُسن کے بارے میں کوئی بات کہی۔ حضرت انس فرماتے ہیں میں نے کہا اللہ کی قسم وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب لوگوں سے زیادہ مشابہ تھے۔ آپ کے سر مبارک کے بال وسیلے سے رنگے ہوئے تھے (بخاری)

امام ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں ابن زیادؓ کے پاس تھا پس سیدنا حسین کا سر مبارک لایا گیا وہ اپنی چھڑی آپ کی ناک مبارک کو لگاتے ہوئے کہنے لگا: میں نے ان کی مثل حُسن میں کوئی نہیں دیکھا۔ میں نے کہا سنو! یہ سب لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ امام

ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث صحیح حسن غریب ہے۔

۱۷ ابن زیاد، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل اور یزیدی لشکر کا سردار
۱۸ یعنی اس نے بطور انکار اور استبعاد کہا کہ حسین زیاد حسن نہیں رکھتے تھے۔ امام ترمذی کی (آئندہ)
روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے تعریف کی اور آپ کے حسن و جمال کی تعریف میں مبالغہ کیا۔ ممکن ہے بطور
استہزاء اور تمسخر اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہو جو اس بد بخت کو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے
حاصل ہوا۔

۱۹ دوسرے ایک گھاس ہے جس کے ساتھ بالوں کو سیاہ کرتے ہیں۔ دسم کی داؤ پر زبرد ہے۔ اس پر
پیش پڑھنا خطا ہے۔ سین ساکن، اس پر زبرد بھی پڑھ سکتے ہیں۔ لغت حجاز میں سین کے نیچے زیر زیادہ
فصح ہے۔

حضرت اُم الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا
سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ!
میں نے آج رات برا خواب دیکھا ہے، فرمایا وہ کیا
ہے؟ عرض کیا کہ وہ سخت ہے۔ فرمایا بتائیں تو سہی
کہ وہ کیا ہے؟ عرض کیا گویا آپ کے جسد اطہر کا
ایک ٹکڑا کاٹ کر میری آغوش میں رکھ دیا گیا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ نے اچھا خواب
دیکھا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ فاطمہ کے ہاں لڑکا پیدا
ہوگا وہ آپ کی آغوش میں رہے گا۔ پس حضرت فاطمہ
کے ہاں حضرت حسین پیدا ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق میری آغوش میں تھے
ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
حاضر ہوئی اور حسین آپ کی آغوش میں رکھ دیے۔ پھر جو
میری نظر آپ پر پڑی تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی مقدس آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ فرماتی
ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! میرے والدین آپ
پر فدا ہوں آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا ہمارے پاس

۵۹۱۸ وَعَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ
أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي
رَأَيْتُ حُلُمًا مُنْكَرًا اللَّيْلَةَ قَالَ وَمَا
هُوَ قَالَتْ إِنَّهُ شَدِيدٌ قَالَ وَمَا هُوَ
قَالَتْ كَأَن قُطِعَتْ مِنِّي جَسَدٌ قُطِعَتْ
وَوُضِعَتْ فِي حُجْرِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتِ خَيْرًا تَلِدُ
فَاطِمَةً إِنْ شَاءَ اللَّهُ غُلَامًا يَكُونُ
فِي حُجْرِكَ فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ
وَكَانَ فِي حُجْرِي كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَلْتُ يَوْمًا عَلَى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَوَضَعَتْهُ فِي حُجْرِي ثُمَّ كَانَتْ مِنِّي
الْتِفَاتٌ فَإِذَا عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَهْرِيْقَانِ الدُّمُوعَ قَالَتْ
فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ يَا بِيَّ أَنْتَ وَأُمِّي
مَا لَكَ قَالَ أَتَانِي حَبْرَتِيْلٌ فَأَخْبَرَنِي

أَنَّ أُمَّتِي سَتَقْتُلُنِي ابْنِي هَذَا فَقُلْتُ
هَذَا قَالَ نَعَمْ وَأَتَانِي بِتُرْبَةٍ مِنْ
تُرْبَتِهِ خُمْرَاءَ

جبرئیل امین آئے اور انھوں نے ہمیں خبر دی کہ ہماری
امت ہمارے اس بیٹے کو شہید کرے گی۔ ہم نے
کہا: اس کو تو انھوں نے عرض کیا ہاں اور ہمارے
پاس اس جگہ کی سرخ مٹی لائے۔

۱۷ ام الفضل بنت الحارث (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی، حضرت عباس کی اہلیہ محترمہ) ابن عباس
کی والدہ ماجدہ، حضرت فضل بھی ان کے بیٹے ہیں جو عبد اللہ بن عباس سے بڑے ہیں۔ انھیں کی نسبت سے آپ کی
کنیت (ام الفضل) ہے۔ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ان کی بہن ہیں۔

۱۸ حلیم بے نقطہ حاء پر پیش، دیکھا جانے والا خواب

۱۹ یعنی قرابت اور رشتے داری کی بناء پر آپ کی آغوش میں دیا جائے گا تاکہ اس کی تربیت کریں۔

۲۰ بطور تعجب اور استبعاد

۵۹۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ سَأَلَتْ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا
بَرَى النَّاسُ ذَاتَ يَوْمٍ بِنِصْفِ النَّهَارِ
أَشْعَثَ أَغْبَرُ بَيْدَةٍ قَارُودَةٍ فِيهَا
دَمٌ فَقُلْتُ يَا بَنِيَّ أَنْتَ وَأُمِّي مَا
هَذَا قَالَ هَذَا دَمُ الْحُسَيْنِ
وَأَصْحَابِهِ لَوْ أَزَلُ التَّقِطُ مِنْذُ
الْيَوْمِ فَأُحْصِي ذَالِكَ الْوَقْتُ فَأَجِدُ
قَتَلَ ذَالِكَ الْوَقْتُ
رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ
وَأَحْمَدُ الْإِسْخَرِيُّ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
میں نے ایک دن دوپہر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی زیارت کی جیسے سونے والا خواب میں دیکھتا
ہے، اس حال میں کہ آپ کے بال مبارک بھرے ہوئے
اور غبار آلود تھے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک بوتل تھی جس
میں خون تھا۔ میں نے عرض کیا میرے والدین آپ پر
خدا ہوں یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ حسین اور ان کے ساتھیوں
کا خون ہے آج سارا دن ہم اسے اکٹھا کرتے رہے ہیں،
میں نے اس وقت کو نوٹ کر لیا۔ پس میں نے پایا کہ اسی
وقت حضرت حسین شہید کیے گئے۔ ان دونوں حدیثوں کو
امام بیہقی نے دلائل النبوة میں روایت کیا اور امام احمد
نے دوسری حدیث روایت کی۔

۱۷ یہ حال کیسا ہے؟ اور اس بوتل میں کیا ہے۔

۵۹۲. وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحِبُّوا اللَّهَ
لِمَا يَغْذُّكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ وَأَحِبُّوا
لِحُبِّ اللَّهِ وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو، کیونکہ وہ
تمہیں نعمت کھلاتا ہے اللہ تعالیٰ کی محبت کے
لیے تمہیں نعمت رکھو اور ہماری محبت کی بناء پر ہمارے

لِحَبَّتِي (رَوَاةُ التِّرْمِذِيِّ) اہل بیت سے محبت رکھو (ترمذی)

۱۔ بعض نسخوں میں ہے مِنْ نِعَمٍ صِغَةِ جَمْعِ کے ساتھ ہے یعنی اپنی نعمتیں کھلاتا ہے
 ۲۔ یعنی اس لیے کہ تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو یا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت فرماتا ہے (یعنی
 لِحَبَّتِ اللہ میں اضافت مفعول کی طرف ہے یا فاعل کی طرف ۱۲ شرف قادری)
 ۳۔ اس میں دونوں معنوں کا احتمال ہے (۱) اس لیے کہ تم ہم سے محبت رکھتے ہو (۲) اس لیے کہ ہم اپنے
 اہل بیت سے محبت رکھتے ہیں ۱۲ شرف قادری) ظاہر یہ ہے کہ پہلا معنی مراد ہے۔

۵۹۲۱ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ قَالَ وَهَذَا
 ۴۹ أَخَذَ بِيَابِ الْكَعْبَةِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا إِثْمَ مَثَلِ
 أَهْلِ بَيْتِي فِيكُمْ مَثَلُ سَفِينَةِ نُوحٍ
 مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا
 هَلَكَ

(رَوَاةُ أَحْمَدُ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 انھوں نے بیت اللہ شریف کے دروازے کو پکڑے
 ہوئے فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے
 ہوئے سنا کہ سنو! تمھارے درمیان ہمارے اہل بیت
 کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی ایسی ہے جو شخص
 کشتی نوح پر سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو پیچھے
 رہا وہ ہلاک ہو گیا۔ (امام مالک)

باب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مناقب

یاد رہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ایک وقت میں نو تھیں اور ایک وقت گیارہ تھیں بعض اوقات اس سے زیادہ تھیں اور بعض اوقات اس سے کم۔ جامع الاصول میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی تعداد میں علماء کا اختلاف ہے۔ اسی طرح ان کی ترتیب اور ان امہات المؤمنین کے بارے میں اختلاف جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے وفات پا گئیں اور ان امہات المؤمنین کے بارے جن کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل زوجیت کیا یا نہیں کیا۔ عورتوں کی ایک جماعت ایسی ہے جن کو پیغام نکاح دیا لیکن ان کے ساتھ نکاح نہیں فرمایا اور وہ عورتیں جنہوں نے اپنے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ صاحب جامع الاصول نے فرمایا کہ ہم مشہور تر قول کو ذکر کریں گے۔ اس کے بعد انہوں نے ان خواتین کے نام اور ان کے احوال ذکر کیے۔ راقم الحروف (شیخ محقق) نے شرح (لمعات) میں ان کے نام، تاریخ نکاح اور تاریخ وفات ذکر کی ہے اور شرح کے تہمکہ میں ان کے احوال بھی لکھے ہیں۔

اس جگہ صرف ان کے نام اور تاریخ لکھی جاتی ہے۔

۱۔ ام المؤمنین خدیجہ بنت خویلد ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ نکاح کیا تو ان کی عمر چالیس سال اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پچیس سال تھی۔ قول صحیح کے مطابق ہجرت سے تین سال پہلے ان کی وفات ہوئی۔

۲۔ حضرت سودہ بن زعمہ۔ مکہ مکرمہ میں ان سے نکاح فرمایا اور ۵۴ھ ہجری میں ان کی رحلت ہوئی۔

۳۔ حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر صدیق مکہ مکرمہ میں ان سے نکاح فرمایا۔ اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی، نو سال کی عمر میں رخصتی ہوئی ۵۵ھ یا ۵۶ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

۴۔ حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب۔ ان کے ساتھ ہجرت مکہ مکرمہ سے یا تیسرے سال نکاح فرمایا۔ ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں ان کی رحلت ہوئی۔

- ۵۔ زینب بنت خزیمہ :- ہجرت کے تیسرے سال ان سے نکاح کیا اور چوتھے سال ان کا انتقال ہوا
- ۶۔ ام سلمہ بنت امیہ مخزومی :- ہجرت کے تیسرے یا چوتھے سال نکاح فرمایا ۵۹ھ میں ان کی وفات ہوئی بعض علماء نے فرمایا ۶۲ھ میں فوت ہوئیں۔ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔
- ۷۔ حضرت زینب بنت جحش :- ہجرت کے پانچویں سال ان سے نکاح فرمایا ۶۲ھ یا ۶۳ھ میں انتقال ہوا۔ وہ پہلی ام المومنین ہیں جن کا انتقال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوا۔
- ۸۔ حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان :- حضرت امیر معاویہ کی بہن، زیادہ صحیح اور مشہور یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا نکاح حضرت بخاشی (شاہ حبشہ) نے حبشہ میں چھٹے سال کیا اور چار سو درہم مہر دیا۔ وہ اپنے شوہر عبید اللہ بن جحش کے ساتھ (حبشہ) گئی تھیں۔ عبید اللہ عیسائی ہو کر مر گیا۔
- ۹۔ حضرت جویریہ :- جیم پر پیش واڈ پر زربہ بنت حارث، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں چھٹے سال غزوہ مریح میں قیدی بنایا۔ پھر آزاد کر کے ان سے نکاح فرمایا ۵۶ھ میں ان کا انتقال ہوا۔
- ۱۰۔ حضرت میمونہ بنت حارث ساتویں سال ان سے نکاح فرمایا اور ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں ان کا انتقال ہوا وہ حضرت ابن عباس کی خالہ ہیں۔

۱۱۔ حضرت صفیہ بنت حی بن اخطب :- ساتویں سال غزوہ خیبر میں انھیں گرفتار کیا، پھر آزاد کر کے ان سے نکاح فرمایا۔ اس وقت ان کی عمر سترو سال تھی۔ ۵۸ھ اور ایک قول کے مطابق ۵۹ھ میں ان کا انتقال ہوا، اس کے علاوہ بھی بعض اقوال ہیں۔

۱۲۔ حضرت ریحانہ بنت زید :- پہلے یہودیہ تھیں۔ قیدی ہو کر آئیں۔ انھیں آزاد کر کے چھٹے سال نکاح فرمایا حجة الوداع سے واپسی کے وقت ان کا انتقال ہوا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

یہ گیارہ مقدس خواتین ہیں جن کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور رشتہ ازدواج قائم کیا ہیں یا اس سے زیادہ خواتین تھیں جن کے ساتھ نکاح فرمایا لیکن رابطہ زوجیت سے پہلے ان سے علیحدگی فرمائی بعض کو پیغام نکاح دیا لیکن نکاح نہیں کیا۔ بعض وہ تھیں جنہوں نے آیہ کریمہ یا ایہا النبی قل لا زواجکم الا یہ نازل ہونے پر دنیا کو اختیار کیا اور الگ ہو گئیں۔ ان کی تفصیل جامع الاصول میں مذکور ہے

باقی رہیں کینزیں تو بعض نے کہا کہ وہ چار تھیں، ان میں سب سے زیادہ مشہور حضرت ماریہ قبطیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی والدہ ۶۳ھ میں ان کا انتقال ہوا، دوسری حضرت ریحانہ بنت شمعون یا بنت زید جن کا ذکر اس سے پہلے ہوا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ ان کو آزاد نہیں فرمایا اور ملک بمین کی بناء پر (بمیشیت کینز کے) ان سے قربت فرمائی۔ تیسری وہ کینز تھیں جو حضرت زینب بنت جحش نے آپ کو ہمہ کی تھیں، چوتھی وہ تھیں جو کسی جگہ سے قیدی ہو کر آئی تھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الفصل الاول

پہلی فصل

۵۹۲۲ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ رُمُثَقُ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ وَأَشَارَ وَكَيَعُ إِلَى السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ -

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ دنیا کی عورتوں میں سے بہترین مریم بنت عمران ہیں اور دنیا کی بہترین عورت خدیجہ بنت خویلد ہیں (صحیحین) اور ایک روایت میں ہے کہ ابو کریم نے کہا کہ وکیع نے آسمان اور زمین کی طرف اشارہ کیا۔

۱۔ یعنی اس امت کے اعتبار سے جس میں حضرت مریم تھیں۔

۲۔ اس امت کی عورتوں میں سے۔

۳۔ جو وکیع سے اس حدیث کے روایت کرنے والے ہیں۔

۴۔ حضرت وکیع جو حفاظ حدیث میں سے ہیں۔ امام مالک کے ہم پایہ اور ان کے معاصرین میں سے ہیں انھوں نے آسمان اور زمین کی طرف دنیا کا معنی بیان کرنے کے لیے اشارہ کیا یعنی ان خواتین سے افضل جو آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر ہیں۔ اس حدیث سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت مریم اور حضرت خدیجہ ہر ایک اپنی امت کی بہترین خاتون ہیں لیکن یہ معلوم نہیں ہوا کہ ان دونوں میں سے کون زیادہ فضیلت والی ہیں۔ تفسیر نسفی سے منقول ہے کہ حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ قول صحیح کے مطابق حضرت مریم سے افضل ہیں۔ کیونکہ حضرت مریم کسی نبی کی زوجہ نہیں ہیں۔ یہ طے شدہ امر ہے کہ یہ امت مرحومہ دوسری امتوں سے افضل ہے۔ پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ میں سے کون افضل ہیں؟ اسی طرح حضرت سیدہ فاطمہ کے حضرت عائشہ سے افضل ہونے میں بھی اختلاف ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا: سیدہ فاطمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پارہ ہیں اور میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت جگر سے کسی کو افضل قرار نہیں دیتا۔ مزید گفتگو مناقب اہل بیت کی پہلی فصل میں گزر چکی ہے۔

۵۹۲۳ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى جَبْرِئِيلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ فَإِذَا أَتَيْتُكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِثِّي وَبَشِّرْهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل امین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف فرما ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ خدیجہ ہیں اپنے ساتھ ایک برتن لارہی ہیں جس میں سالن یا کھانا ہے۔ جب وہ آپ کے پاس آئیں تو انھیں ان کے

بَيِّنَتْ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ
فِيهِ وَلَا نَصَبَ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

رب کی طرف سے اور میری طرف سے سلام کہیں اور
انہیں جنت میں موتی کے ایک گھر کی خوش خبری دیں
جس میں نہ شور ہے اور نہ ہی ٹھکانا (صحیحین)

۱۷ یہ راوی کو شک ہے (کہ سالن کھایا کھانا) حضرت خدیجہ مکہ معظمہ سے غار حرا میں تشریف لائی تھیں
جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مصروف جلالت رہتے تھے اور چند دن کی خوراک اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ غالباً
ایک دن خود حضرت خدیجہ نے گھٹیں اور یہ بشارت پائی اسی طرح بعض شراحین نے فرمایا ہے۔
مخفی نہ رہے کہ مشہور یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں حضرت جبریل علیہ السلام کے نازل ہونے
سے پہلے مشغول رہا کرتے تھے۔ ظاہر یہ ہے کہ ان کے نزول کے بعد بھی کچھ عرصہ وہاں مصروف رہے اور اس
زمانے میں حضرت خدیجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا لے کر گئی تھیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی
دوسرے میں یہ کھانا لائی ہوں۔

۱۸ علماء فرماتے ہیں کہ اس جگہ حضرت خدیجہ کی فیصلت ہے۔ حضرت عائشہ پر، کیونکہ حضرت عائشہ کی حدیث
میں حضرت جبریل کے سلام پر اکتفا کیا گیا ہے جیسے کہ آئندہ آئے گا۔

۱۹ قَصَبٌ قاف اور بے نقطہ صاد پر زبر، مروارید جو اند سے خالی ہو اور فراخ مقدار والی کو ٹھڑی
جنت میں مروارید کے گنبد ہوں گے۔ جواہر میں سے قصب وہ ہے جو لمبا ہو اور اندر سے خالی ہو، احادیث
میں صراحۃً لَوْ لَوْ کا ذکر آیا ہے۔

۲۰ صَخَبٌ پہلے اور دوسرے حرف پر زبر، آواز اور فریاد، تَصَبٌ پہلے دونوں حرفوں پر زبر
تکلیف اٹھانا، یعنی ایسا گھر ہوگا جس میں کوئی زحمت اور تکلیف نہیں ہوگی۔ برخلاف دنیا کے گھروں کے کہ وہ
اس طرح نہیں ہوتے، یا یہ مطلب ہے کہ گھر کے بنانے میں کوئی شور، فریاد اور زحمت کا برداشت کرنا نہیں ہوگا
جب کہ گھر کے بنانے میں تکلیف اٹھانی پڑتی ہے اور دوسروں سے مدد مانگنی پڑتی ہے۔ اس جگہ تیار گھر ملے گا
شارحین فرماتے ہیں کہ یہ اس بات کی جڑ ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پہلے پہل برضا و رغبت آواز بلند کرنے
میں گھٹنے اور مشقت کے بغیر اسلام لائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات
میں سے کسی پر وہ غیرت نہیں کھائی جو حضرت خدیجہ
پر کھائی۔ حالانکہ میں نے انہیں دیکھا نہیں لیکن آپ
ان کا بکثرت ذکر کیا کرتے تھے۔ بعض اوقات بکری
ذبح فرماتے پھر اس کے اعضاء کو کاٹتے اور خدیجہ کی

۵۹۲۲ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا عَزُرْتُ
عَلَى أَحَدٍ مِّنْ نِّسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَزُرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ
وَمَا رَأَيْتُهَا وَلَكِنْ كَانَ يَكْثُرُ ذِكْرُهَا
وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يَقْطَعُهَا أَعْضَاءَ
ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقٍ خَدِيجَةَ قَرِيبًا

قُلْتُ لَهُ كَأَنَّهُ لَوُتَكُنْ فِي الدُّنْيَا
إِمْرَأَةً إِلَّا خَدَّ يُجَاةً فَيَقُولُ إِنَّهَا
كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ رَأْيِي مِنْهَا وَكَدُّ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

سہیلیوں کے پاس بھیج دیتے۔ بعض اوقات میں آپ
سے عرض کرتی کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ خدیجہ کے بغیر
دنیا میں کوئی عورت نہیں تھی سگہ، آپ فرماتے وہ ایسی
ایسی تھیں سگہ اور ان سے ہماری اولاد تھی سگہ

(صحیحین)

۱۔ غُرْتُ نقطۃ والی غین کے نیچے زیر، میں نے کسی ام المومنین پر اتنا رشک نہیں کیا۔

۲۔ یُقَطِّعُهَا طاء مشدود۔ تقطیع ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ عصبوین پر پیش، حصہ جسم

سگہ اس بکری کو یا اس کے اعضاء کو۔

سگہ جو صفات حمیدہ سے موصوف ہو۔

سگہ مبالغہ کے لیے بطور ابہام فرماتے تھے۔ یہ اشارہ کرنے کے لیے کہ ان کی صفات حد اور انداز سے

سے باہر ہیں۔

۳۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تھی۔ سوائے حضرت ابراہیم کے
کہ وہ حضرت ماریہ سے تھے۔ حضرت حسن و حسین کی والدہ تمام جہانوں کی سیّدہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا
سے زیادہ فضیلت والی اولاد کون سی ہے؟ اس جگہ سیدہ عائشہ پر تعریض ہے کہ ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی
اور اشارہ ہے کہ عورتوں کی خصوصی اور محترم صفت اور ان کا فائدہ یہ ہے کہ ان سے اولاد ہو۔

۵۹۲۵ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَا عَائِشَةُ هَذَا جَبْرِئِيلُ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ

قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ قَالَتْ

وَهُوَ بَرِي مَا لَا أَرَى

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے عائشہ! یہ جبریل ہیں تمہیں سلام کہلاتے ہیں

انھوں نے کہا اور ان پر سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی

رحمت، ام المومنین فرماتی ہیں آپ سگہ وہ کچھ دیکھتے تھے

جو میں نہیں دیکھتی تھی۔ (صحیحین)

۴۔ ابوسلمہ مشہور صحابی اور حضرت ام سلمہ ام المومنین کے شوہر کا نام ہے، نیز حضرت عبدالرحمن بن عوف کے

صاحبزادے کا نام ہے وہ عظیم تابعی اور جلیل القدر امام تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے

ہیں اور اس جگہ یہی مراد ہیں۔

۵۔ یا عَائِشُ آخر سے تاء حذف کر دی گئی ہے، اے نخو کی اصطلاح میں ترخیم کہتے ہیں کہ منادی کے

آخری حرف کو (تخفیف کے لیے) حذف کر دیتے ہیں یُقْرِئُكَ یاء پر پیش، یہ اقراء سے مشتق ہے جس کا معنی

پڑھانا اور کہلوانا ہے، چونکہ سلام کے پہنچنے کے بعد سلام کا جواب کہتے ہیں۔ گویا کسی کو سلام کہنا اس سے

سلام کا پڑھوانا اور کہلوانا ہے۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ فلاں آپ کو سلام پڑھواتا ہے اور اگر کہیں کہ فُلَانٌ یَقْرَأُ عَلَیْكَ السَّلَامَ یاہ کی زبرد کے ساتھ یعنی فلاں شخص تم پر سلام پڑھتا ہے اور تمہیں سلام کہتا ہے (یہ بھی درست ہے) جیسے کہ حدیث خدیجہ میں گزرا۔ یہ بات کئی دفعہ بیان کی جا چکی ہے اسے یاد کر لیجیے۔

۳۵ یعنی حضرت جبریل علیہ السلام کی شخصیت

۵۹۲۶ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيْتُكَ فِي الْمَنَامِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يُجِيئُ بِكَ الْمَلَكُ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ فَقَالَ لِي هَذَا أَمْرُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكَ التَّوْبَ فَإِذَا أَنْتِ هِيَ فَقُلْتُ إِنَّ تَكُنُّ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُسْخِطُهُ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: تم ہمیں تین راتیں خواب میں دکھائی گئیں۔ فرشتہ تمہیں ریشم کے عمدہ کپڑے میں لاتا تھا۔ اس نے ہمیں کہا کہ یہ آپ کی عورت ہیں ہم نے تمہارے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو اچانک وہ تمہیں ۳۵ ہم نے کہا اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اسے نافذ فرمائے گا۔ (صحیحین)

۳۵ یعنی تمہاری صورت اور مثال لاتا تھا۔ سَرَقَةٌ بے نقطہ سین اور قاف دونوں پر زبر، سفید ریشم کا ٹکڑا، یا مطلق ٹکڑا، سرہ بمعنی عمدہ اور خالص کو عربی بنایا گیا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جبریل امین نازل ہوئے اور میری تصویر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں دی۔ ان دو روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ تصویر ریشمی کپڑے پر تھی اور وہ کپڑا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں تھا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دو دفعہ نازل ہوئے ہوں ایک دفعہ تصویر ہاتھ میں دی ہو اور دوسری مرتبہ ریشمی کپڑے میں ہو۔

۳۵ فَإِذَا أَنْتِ هِيَ پس اچانک اس وقت تم وہ صورت ہو جو ہم نے دیکھی تھی یا معنی یہ ہے کہ ہم نے تمہارے چہرے سے اور تمہیں دیکھنے کے لیے کپڑا اٹھایا پس اچانک تم وہ صورت تھیں جو ہم نے دیکھی تھی۔ دونوں معانی بیان کیے گئے ہیں (یعنی یہ جملہ موجودہ وقت کے لحاظ سے ہے یا خواب کے وقت کے اعتبار سے ۱۲ شرف تادی)

۳۵ اگر یہ خواب کا دیکھنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اس مہم کو پورا فرمائے گا۔ سوال :- اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے میں شک کا کیا مطلب ہے۔ حالانکہ انبیاء و کرام اور خصوصاً سید الانبیاء صلوات و سلامہ علیہ وسلم اجماع کا خواب وحی ہوتا ہے۔ علماء نے اس کا جواب دیا ہے کہ اگر خواب کا یہ واقعہ اعلان نبوت سے پہلے کا ہے تو کوئی اشکال نہیں کیونکہ اس وقت وحی کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا ۱۲ قادری (اور اگر اعلان نبوت کے بعد کا ہو تو مقصد اس جگہ شک کا اظہار نہیں بلکہ اس کے واقع ہونے کی تاکید اور توثیق ہے۔ ایسا کلام وہ شخص کہتا ہے

جس کے نزدیک وہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہوئی ہو، جیسے کہ بادشاہ کہتا ہے کہ اگر میں بادشاہ ہوں تو دیکھ کہ میں تیرے ساتھ کیا کرتا ہوں (یعنی یہ بھی یقینی بات کو بیان کرنے کا ایک انداز ہے ۱۲ اثر تارری) اگر یہ کہا جائے کہ فرشتے کا آنا اس بات کے منافی ہے کہ یہ واقعہ اعلانِ نبوت سے پہلے کا ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ فرشتے کا دیکھنا خصوصاً خواب میں نبی کے ساتھ خاص نہیں ہے نبی کے ساتھ خاص یہ ہے کہ فرشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی لائے، بعض علماء نے کہا ہے کہ اس خواب کا اصل حق ہے لیکن اس کی تعبیر میں شک ہے کہ مراد یہی ہے جو ظاہر ہے یا جو کچھ اور خلاف ظاہر مراد ہے یا اس میں شک ہے کہ یہ دنیا میں باری زوجہ ہوں گی یا آخرت میں۔

۵۹۲۷ وَعَنْهَا قَالَتْ إِنَّ النَّاسَ كَانُوا يَتَحَرَّوْنَ بِهَذَا يَأْهُمُ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُونَ بِذَلِكَ مَرْضَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ إِنَّ نِسَاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ حُزْبَيْنِ فَحِزْبٌ فِيهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِيَّةُ وَسَوْدَةُ وَالْحِزْبُ الْآخَرُ أُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلِمَ حِزْبٍ أُمُّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ لَهَا كَلِمَتِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَيَقُولُ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُهْدِيَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيُهْدِ إِلَى يَدِي حَيْثُ كَانَ فَكَلِمَتُهُ فَقَالَ لَهَا لَا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ فَإِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَأْتِنِي وَأَنَا فِي ثَوْبِ امْرَأَةٍ إِلَّا عَائِشَةُ قَالَتْ أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَنْ أَخَالَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ثُمَّ إِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ فَارْسَلْنَ

ان ہی سے روایت ہے کہ صحابہ کرام اپنے تحائف کے لیے عائشہ کی باری کو تلاش کرتے تھے اس ذریعے سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی چاہتے تھے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات دو گروہ تھیں، ایک گروہ میں حضرت عائشہ، حفصہ، صفیہ اور سودہ تھیں، دوسرا گروہ حضرت ام سلمہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر ازواج مطہرات کا تھا یہ حضرت ام سلمہ کے گروہ نے گفتگو کی اور انھیں کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کریں کہ آپ صحابہ کرام سے بات کریں اور فرمائیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدیہ پیش کرنا چاہے تو وہ آپ کی خدمت میں پیش کرے جہاں بھی آپ ہوں حضرت ام سلمہ نے آپ سے بات کی تو آپ نے انھیں فرمایا تم ہمیں عائشہ کے بارے میں تکلیف نہ دو۔ اہل بیت کے ہمارے پاس اس حال میں وحی نہیں آتی۔ جب کسی عورت کے کپڑوں (لحاف اور بستر وغیرہ) میں ہوں رسول اللہ عائشہ کے۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کی ایذا سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں پھر انھوں نے سیدہ فاطمہ کو بلایا اور انھیں رسول اللہ

إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ يَا بَيْتَهُ إِلَّا تَحْبِبِينَ
مَا أَحَبُّ قَالَتْ بَيْتُ قَالَ فَاحْبِبِي
هَذِهِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)
وَذَكَرَ حَدِيثُ أَنَسٍ فَضْلُ عَائِشَةَ
عَلَى النَّسَاءِ فِي بَابِ بَدْءِ الْخَلْقِ بِرِوَايَةِ
أَبِي مُوسَى

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ سیدہ نے آپ
سے گفتگو کی، آپ نے فرمایا بیٹی! کیا تم اس چیز سے
محبت نہیں کرتیں جس سے ہم محبت کرتے ہیں؟ انہوں
نے عرض کیا جی ہاں! (میں محبت کرتی ہوں) فرمایا:
پس اس سے محبت کرو (صحیحین) حضرت انس کی حدیث
”فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النَّسَاءِ“ بروایت ابو موسیٰ اشعری
”باب بدء الخلق“ میں ذکر کر دی گئی ہے۔

۱۰ یعنی وہ جو تحفے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے تھے انہیں محفوظ رکھتے تھے۔ تاکہ
جس دن حضرت عائشہ صدیقہ کی باری ہو اس دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیں (کیونکہ وہ
اس تعلق خاطر کو جانتے تھے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہ سے تھا ۱۲ شرف قادری) تحری
راء کی تشدید کے ساتھ، اس کا معنی ہے فقہ کرنا اور طلب میں کوشش کرنا، جیسے کہتے ہیں تحری قبلہ یا تحری لمیۃ القد
یعنی اس چیز کو تلاش کرنا جو اولیٰ اور النسب ہے۔

۱۱ مرصعات میم پر زبر، راء ساکن، یہ مصدر۔ ہے اس کا معنی ہے رضا اور خوشنودی۔
۱۲ اس گروہ کی سردار حضرت عائشہ صدیقہ تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی بنا پر اور حضرت
حفصہ ان کی سہیلی اور ہم خیال تھیں، جیسے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما
متفق اور متحد تھے۔

۱۳ ان کی سردار حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔
۱۴ خواہ حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر ہوں یا کسی دوسری ام المومنین کے ہاں۔ حضرت عائشہ کے
گھر کی تخصیص نہ کریں۔

۱۵ حضرت ام سلمہ کے گروہ نے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن
۱۶ اگر تم اس چیز سے محبت کرتی ہو جس سے ہم محبت کرتے ہیں تو تم اس عورت یعنی عائشہ سے
محبت کرو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو حکم نہیں دیا تھا کہ جو تحفہ پیش کرنا ہو عائشہ کی باری میں
پیش کیا کرو، دیگر امہات المومنین کا حق اس تحفے سے متعلق بھی نہیں تھا۔ اگر کوئی از خود لے آئے تو اسے
کیوں منع کیا جائے؟

قابل توجہ بات یہ ہے کہ صحابہ کرام جو تحفہ پیش کرتے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے دیگر
امہات المومنین کو بھی شامل فرماتے ہوں گے۔ تاہم امہات المومنین کو یہ احساس پیدا ہوا کہ صحابہ کرام حضرت عائشہ
کی باری کی تخصیص کیوں کرتے ہیں؟ ان کا یہ احساس کچھ ناروا بھی نہیں تھا، لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

اسے بھی پسند نہ فرمایا اور حضرت عائشہ کی فضیلت بیان فرمادی کہ صرف ان کے کپڑوں میں ہم پر وحی آجاتی ہے اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ وحی کا نزول کس تقدس کا متقاضی ہے ۱۲ شرف قادری۔

الفصل الثانی

دوسری فصل

۵۹۲۸ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَآسِيَةُ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے لیے تمام جہانوں کی عورتوں میں سے ان چار عورتوں کے فضائل و مناقب جاننا کافی ہے (۱) مریم بنت عمران (۲) خدیجہ بنت خویلد (۳) فاطمہ بنت محمد اور (۴) آسیہ فرعون کی بیوی سے (ترمذی)

۱۔ یہ چار عورتیں اپنے ماسوا سے فضیلت والی ہیں۔ اس حدیث میں حضرت عائشہ کا ذکر نہیں فرمایا، اس لیے کہ ان کا ذکر دوسری حدیثوں میں کیا جا چکا ہے۔ اسی پر اتفاق کیا گیا، اسی طرح شارحین نے فرمایا ہے۔ آسیہ پہلے ہمزہ پھر سین۔ یہ حضرت انس سے خطاب ہے یا عام ہے کہ کوئی بھی مخاطب ہو۔

۵۹۲۹ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ جِبْرِيلَ جَاءَ بِصُورَتِهَا فِي خُرْقَةٍ حَرِيرٍ خَضْرَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَ الْأُخْرَى

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جبریل امین ریشم کے بنز مکڑے میں ان کی تصویر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور کہنے لگے: یہ دنیا اور آخرت میں آپ کی زوجہ ہیں (ترمذی)

۲۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ تَرْقُۃ سفید ریشم کے ساتھ خاص نہیں ہے یا واقعات مقدس ہیں یا راوی کا شبہ ہے۔

۳۔ اس جگہ حضرت عائشہ صدیقہ کے لیے جنت کی بشارت ہے (صرف جنت ہی نہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کی بشارت بھی ہے ۱۲ شرف قادری) تمام اہمات المؤمنین جنتی ہیں جیسے کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ جنتی ہونے کی بشارت دس حضرات کے ساتھ خاص نہیں ہے (جنہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے)

(۱) ہو سکتا ہے کہ دس حضرات کی بشارت کے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں متعدد واقعات پیش آئے ہوں اور ابتداء ہی یہ بشارت مشہور ہو گئی ہو بعد میں حد تواتر کو پہنچ گئی ہو ۱۲ مولوی امیر علی)

جیسے کہ یہ مسئلہ پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔
 ۵۹۲۰. وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ بَلَغَ صِفِيَّةَ أَنَّ
 حَفْصَةَ قَالَتْ لَهَا يَنْتُ يَهُودِيٌّ فَبَكَتُ
 فَدَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ دَهَى تَبْكِي فَقَالَ مَا يُبْكِيكِ فَقَالَتْ
 قَالَتْ لِي حَفْصَةُ إِنِّي ابْنَةُ يَهُودِيٍّ
 فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 إِنَّكَ لَوَبْنَةُ نَبِيٍّ وَإِنَّ عَمَلَكِ
 نَبِيٌّ وَإِنَّكَ لَتَحْتِ نَبِيٍّ فَفِيهِ
 تَفَخَّرُ عَلَيْكِ ثُمَّ قَالَ اتَّقِي اللَّهَ
 يَا حَفْصَةُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 حضرت صفیہ کو یہ اطلاع پہنچی کہ حضرت حفصہ نے انھیں
 یہودی کی بیٹی کہا ہے تو وہ رو پڑیں۔ ان کے پاس
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو وہ رو رہی
 تھیں۔ آپ نے فرمایا تمھیں کیا چیز رلا رہی ہے؟
 کہنے لگیں: حفصہ نے مجھے کہا ہے کہ میں یہودی کی
 بیٹی ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم
 نبی کی بیٹی ہو اور چچا نبی ہیں اور تم نبی کے نکاح میں
 ہو سکتی ہو تو کس لیے تم پر فخر کرتی ہیں سؤ پھر فرمایا:
 حفصہ اللہ سے ڈرو

(ترمذی و نسائی)

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ النَّسَائِيُّ

۱۔ وہ حبشی بن اخطب کی بیٹی تھیں، حبشی بے نقطہ حاء پر پیش، پہلی باء پر زبر دوسری مشد
 ۲۔ اس لیے کہ حضرت صفیہ کے والد حبشی بن اخطب حضرت موسیٰ کے بھائی حضرت ہارون علیہما السلام
 کی اولاد میں سے تھے۔ اس اعتبار سے ان کے باپ بھی نبی ہیں اور چچا بھی نبی ہیں۔
 ۳۔ یعنی خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں۔

۴۔ اس گفتگو کا مقصد حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے عیب کو دور کرنا ہے کہ وہ صفاتِ فضل و کرم
 کی جامع ہیں۔ دوسری اہمات المؤمنین پر فضیلت دینا مقصد نہیں ہے لہذا یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ صفات حضرت
 صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خاص ہیں بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواجِ مطہرات قریشی ہیں اور ان
 صفات میں ان کے ساتھ شریک ہیں۔ کیونکہ سب حضرت اسحاق علیہ السلام کے بھائی حضرت اسماعیل علیہ السلام
 کی اولاد میں سے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات ہیں۔

۵۔ اس بات سے کہ کسی کے ساتھ لڑائی کرے اور فخر کرے اور کسی کی عیب گیری کرے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ کو
 فتح مکہ کے سال بلایا اور ان کیساتھ رازداری سے بات
 دی تو وہ رو پڑیں، پھر ان سے گفتگو فرمائی، تو وہ
 مہنس پڑیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت

۵۹۲۱. وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا فَاطِمَةَ عَامَ
 الْفَتْحِ فَنَاجَاهَا فَبَكَتُ ثُمَّ حَدَّثَهَا
 فَضَحِكَتْ فَلَمَّا تَوَقَّى رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَهَا عَنْ

باب

جامع المناقب

حضرت مؤلف نے اس باب میں بعض مشاہیر صحابہ کرام کے مناقب بیان کیے ہیں، اس میں صحابہ کرام کی کسی جماعت اور کسی خاص عنوان کے حامل حضرات مثلاً خلفاء راشدین، عشرہ مبشرہ، اہل بیت، ازواج مطہرات، مجاہدین اور انصار وغیرہم کی تخصیص نہیں ہے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

۵۹۲۴ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِي يَدَيَّ سَرَقَةً مِنْ حَرِيرٍ لَا أَهْوَى بِهَا إِلَى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ بَنِي إِكْبَرٍ فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَصْتُهَا حَفْصَةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنْ أَخَاكَ رَجُلٌ صَالِحٌ أَوْ إِنْ عَبْدَ اللَّهِ رَجُلٌ صَالِحٌ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میرے ہاتھ میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہے میں اس کے ساتھ جنت کی جس جگہ بھی جانا چاہتا ہوں وہ مجھے اڑا کر وہاں لے جاتا ہے، میں نے یہ خواب حضرت حفصہؓ کو بیان کیا۔ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، آپ نے فرمایا تمہارا بھائی نیک مرد ہے یا فرمایا کہ عبداللہ نیک مرد ہے۔ (صحیحین)

اے جس بندہ بالا جگہ جانا چاہتا ہوں وہ ریشمی کپڑا مجھے وہاں پہنچا دیتا ہے گویا وہ کپڑا باز کی طرح پرندہ بن گیا۔

اے حضرت دام المؤمنین (حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی (بڑی) بہن تھیں۔ اے اور یہ خواب بھی اچھا ہے۔

۵۹۲۵ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ لَنْ أَسْجَبَهُ النَّاسُ دَلًّا وَسَمًّا وَهَدًى بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبْنِ أُمِّ عَبْدِ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حالت، ہیئت اور سیرت کے اعتبار سے مردوں میں سے

مشابہ ترین ابن ام عبد اللہ تھے۔ گھر سے نکلنے سے
لے کر واپس گھر جانے تک، ہم نہیں جانتے کہ وہ
اپنے اہل میں کیا کرتے تھے؟ جب وہ تنہا ہوتے
تھے۔ (بخاری)

مِنْ حِينَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَى أَنْ
يَرْجِعَ إِلَيْهِ لَا تَدْرِي مَا يَصْنَعُ فِي
أَهْلِهِ إِذَا خَلَا
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

لہ دل دال پر زبر اور لام مشدود، اس کا معنی ہے سیرت، حالت اور ہیئت بعض علماء نے اس کا
معنی حسن بیان کیا ہے یہ حدیث گویا دلالت سے ماخوذ ہے کہ ان کا ظاہر حال حسن سیرت پر دلالت کرتا ہے
قاموس میں ہے کہ دَلُّ بَدْعُ کی طرح ہے۔ سکون وقار اور حسن صورت میں، مجمع البحار میں ہے کہ دَلُّ کا معنی
شکل و شمائل ہے، سَمْتُ سَین پر زبر اور میم ساکن اس کا معنی ہے طریقہ اور ارادہ، زیادہ تر اس کا اطلاق
اہل خیر کے طریقے پر ہوتا ہے۔ قاموس میں ہے کہ سَمْتُ کا معنی اہل خیر کا طریقہ اور ہیئت ہے۔ صراح
میں ہے سَمْتُ اچھی راہ اور روش۔ بَدْعُ ہاء پر زبر اور دال ساکن۔ اس کا معنی ہے طریقہ، سیرت اور
ہیئت، مختصر یہ کہ ان تینوں الفاظ کے معنی قریب قریب ہیں اور یہ تینوں ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے
ہیں روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود کے شاگرد حضرت عمر فاروق کے پاس جاتے تھے اور ان کی حالت
ہیئت اور سیرت کو دیکھتے تھے اور ان کے ساتھ تشبیہ دیتے تھے۔

لہ یعنی عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ان کی والدہ ماجدہ کی کنیت اُمّ عبد بختی۔

لہ یعنی ان کا ظاہر حال جو ہم پر ظاہر ہے ان کے حسن استقامت پر دلالت کرتا ہے اور ہم نہیں
جانتے کہ ان کا باطن کیسا ہے؟ اور خلوت میں ان کا کیا حال ہے؟ حضرت حذیفہ نے یہ بات ان کے طریقے
حال، حسن اور کمال کو عجیب و غریب جانتے ہوئے کہی۔ یعنی ایسے عجیب حال، روشن اور استقامت کا دائمی ہونا
اور حضور و غیبت میں یکساں ہونا مشکل ہے یا اس بنا پر کہ حضرت حذیفہ کو تکلف، تصنع اور نفاق کا خوف تھا اور
انھیں منافقین کا علم تھا یہ بات بہت سخت اور راقم کی سمجھ سے بالاتر ہے، حضرت حذیفہ کو منافقین کا علم
تھا تو انھیں یہ بھی علم ہو گا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان میں سے نہیں ہیں۔ سیدھی سی بات یہ ہے
کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں علم نہیں ہے کہ اندرون خانہ ان کی کیا حالت ہوتی تھی۔ کیونکہ
اس وقت وہ ہمارے سامنے نہیں ہوتے تھے اور یہ ان کی احتیاط کا کمال ہے ۱۲ شرف قادری

۵۹۳۶ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ
قَدِمْتُ أَنَا وَآخِي مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَّنَنَا حَيْثَا
مَا نَرَى إِلَّا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ
رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَرَى مِنْ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے اور ہم کچھ عرصہ
ٹھہرے اور ہم یہی سمجھتے رہے کہ عبداللہ ابن مسعود
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ایک
مرد ہیں کیونکہ ہم دیکھتے تھے کہ وہ اور ان کی والدہ

دُخُولِهِ وَدُخُولِ أَمِّهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

۱۷ مدینہ طیبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں۔

۱۸ ابتداء میں نثری نون کے پیش کے ساتھ ہے جس کا معنی ہے کہ ہم گمان کرتے تھے اور دوسرے کے نون پر زبر ہے (جس کا معنی ہے کہ ہم دیکھتے تھے) مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن مسعود کو حکم دیا ہوا تھا کہ اگر تم دیکھو کہ ایک دو افراد ہمارے پاس ہیں تو تم آ جاؤ اور ایسی صورت میں اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔

۵۹۲۷ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْتَقْرُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَأَبِي بَنْ كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبداللہ ابن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار صحابہ کرام سے قرآن سیکھو (۱) عبداللہ ابن مسعودؓ (۲) ابو حذیفہ کے مولى سالمؓ (۳) ابی بن کعبؓ اور (۴) معاذ بن جبلؓ رضی اللہ عنہم (صحیحین)

۱۹ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما

۲۰ لفظی معنی یہ ہے کہ تم چار صحابہ سے قرآن پاک کی قرأت طلب کرو (مرادی معنی وہ ہے جو اوپر لکھا گیا)۔

۲۱ جو اس جماعت میں سے زیادہ قاری تھے۔

۲۲ حضرت سالم آزاد کردہ غلاموں میں سے افضل اور اعلیٰ درجہ رکھتے تھے اور اکابر صحابہ میں سے تھے۔ قاری کے مقام اصطفیٰ کے رہنے والے تھے۔ جس وقت صحابہ کرام مدینہ منورہ آئے تو مہاجرین اولین کی امامت کیا کرتے تھے۔ حالانکہ ان میں حضرت عمر فاروق اور حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ حضرت ابو حذیفہ کا نام ہشام ہے وہ عتبہ ابن ربیعہ ابن عبد شمس کے بیٹے اکابر صحابہ میں سے اور اولین مہاجرین میں سے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں تشریف لانے سے پہلے اسلام لائے۔

۲۳ حضرت ابی بن کعب صحابہ کرام میں سے بڑے قاری تھے انھیں سید القراء کہا جاتا تھا، حضرت امیر المومنین عمر فاروق انھیں سید المسلمین کہا کرتے تھے اور وہ کاتب وحی بھی تھے۔

۲۴ حضرت معاذ بن جبل کے مناقب گنتی اور شمار سے باہر ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حضرت عبداللہ ابن مسعود کا بھائی بنایا تھا اور انھیں یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تھا ان کے کچھ احوال اس سے پہلے لکھے جا چکے ہیں۔

۵۹۳۸ وَعَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ
فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ اللَّهُمَّ لَيْسَ لِي
جَلِيسًا صَالِحًا فَأَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ
إِلَيْهِمْ فَإِذَا شَيْخٌ قَدْ جَاءَ حَتَّى جَلَسَ
إِلَى جَنْبِي قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا أَبُو الدَّرْدَاءِ
قُلْتُ إِنِّي دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِي
جَلِيسًا صَالِحًا فَيَسِّرَكَ لِي فَقَالَ مَنْ
أَنْتَ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ قَالَ أَوَلَيْسَ
عِنْدَكُمَا بَنُ أُمِّ عَبْدِ صَاحِبِ النَّعْلَيْنِ
وَالْوَسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ وَفِيكُمْ الَّذِي
أَجَارَهُ اللَّهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلَى لِسَانِ
نَبِيِّهِ يَعْنِي عَمَّارًا أَوَلَيْسَ فِيكُمْ
صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ
يَعْنِي حَذِيفَةَ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ میں شام آیا اور
دو رکعتیں پڑھ کر دعا کی: اے اللہ! مجھے اچھا ہم نشین
عطا فرما۔ اس کے بعد میں ایک جماعت کے پاس آکر
بیٹھ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ شریف لاکر میرے
پہلو میں بیٹھ گئے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے
کہا یہ حضرت ابوالدرداءؓ صحابی ہیں۔ میں نے عرض کیا
کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ مجھے اچھا ہم نشین
عطا فرمائے، اس کریم نے مجھے آپ میر فرمادیتے۔
انھوں نے فرمایا تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں کوفہ
کا رہنے والا ہوں۔ فرمایا کیا تمھارے پاس ابن ام عیثہ
نعلین، تکیہ اور وضو کے برتن شامل ہیں؟ او
تمھارے درمیان وہ ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے
نبی کی زبان پر شیطان سے پناہ دی۔ یعنی حضرت
عمارؓ اور کیا تم میں اس راز کے جاننے والے
نہیں جس راز کو ان کے علاوہ دوسرا کوئی نہیں جانتا
یعنی حضرت حذیفہ (بخاری)

۱۰ حضرت علقمہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں پیدا ہوئے حضرت
عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں اور ان کے متبعین میں سے تھے۔

۱۱ (یہ دو رکعتیں صلوٰۃ الحاجت تھیں ۱۲ شرف قادری)

۱۲ ان لوگوں سے پوچھا جن کے پاس میں بیٹھا تھا۔

۱۳ حضرت ابوالدرداء جلیل القدر اور مشہور صحابی ہیں۔ فقیہ، عالم، حکیم، زاہد اور اصحاب صفہ میں سے تھے
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حضرت سلمان فارسی کا بھائی بنایا تھا۔ رضی اللہ عنہما۔

۱۴ اور کہاں کے رہنے والے ہو؟

۱۵ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ

۱۶ مِطْهَرَةُ میم کے نیچے زیر، اس پر زبر بھی پڑھ سکتے ہیں (وضو کے پانی کا برتن)۔ نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے یہ چیزیں حضرت ابن مسعود کے سپرد کر رکھی تھیں اور وہ ان خدمات اور سعادتوں سے دن رات
مشرف ہوتے تھے اور ممتاز تھے۔ اس ملازمت (اور حاضر باش ہونے) کے سبب ان کے پاس وہ علوم ہونے لگے

جن کی بناء پر طالب ان کے ماسوا سے بے نیاز ہو گا۔

۵۸ حضرت ابوالدرداء کی مراد حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما تھے۔ جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طیب اور مطیب فرمایا کرتے تھے انہیں جنت کی بشارت عطا فرمائی اور اس وقت ان کے لیے دعا فرمائی جب مشرکین انہیں عذاب دیا کرتے تھے اور آگ سے جلاتے تھے۔ آگ کو فرمایا اے آگ! عمار پر سرد ہو جا، جس طرح تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر سرد ہوئی تھی اور فرمایا: اے عمار! تمہیں باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔ تم انہیں جنت کی طرف بلاؤ گے اور وہ تمہیں آگ کی طرف بلائیں گے، اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں شیطان سے امان دے دی گئی کہ وہ صراط مستقیم پر رہیں گے اور شیطان ان کے دل میں دوسوہ نہیں ڈال سکے گا۔

۵۹ صاحب راز سے مراد حضرت خذیفہ ابن الیمان ہیں جنہیں صحابہ کرام ”صاحب سر رسول اللہ“ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے اور منافقوں اور منافقت کی علامات کا علم تھا۔ یہ علم انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا تھا اور اس علم کے ساتھ مخصوص فرمایا تھا۔ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان سے پوچھا کرتے تھے کہ اے خذیفہ! کیا آپ میرے اندر منافقت کی کوئی علامت دیکھتے ہیں؟ وہ کہتے: اللہ کی قسم! میں کوئی علامت نہیں دیکھتا۔ سوائے اس کے کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ کے دسترخوان پر رنگ برنگے کھانے ہوتے ہیں اور جب تحقیق کی گئی تو وہ ٹوٹے ہوئے انڈے تھے۔ جن کی سفیدی اور زردی دکھائی دیتی تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے کو اپنے آپ سے افضل جانے اور طالب کو اس کے سپرد کر دے۔ نیز اگر طالب علم اپنی جگہ علماء کو پائے تو اسے سفر اور اپنے آپ کو تھکانے کی حاجت نہیں ہے۔

۵۹۳۹ وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُرِيتُ الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ امْرَأَةً أَبِي طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشْخَشَةً آمَدَتْ فَاذًا بِلَالٍ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیں جنت دکھائی گئی۔ ہم نے ابو طلحہ کی بیوی کو دیکھا اور ہم نے اپنے آگے پاؤں کی آہٹ سنی، تو وہ بلال تھے (مسلم)

۱۰ حضرت ابو طلحہ کی بیوی، حضرت انس بن مالک کی والدہ، ان کی کنیت ام سلیم ہے۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ پہلے مالک ابن النضر کے نکاح میں تھیں۔ اس سے حضرت انس پیدا ہوئے۔ مالک حالت شرک میں ملا گیا۔ حضرت ام سلیم اسلام لے آئیں۔ ابو طلحہ نے انہیں پیغام نکاح دیا، حضرت ام سلیم نے انکار کر دیا اور انہیں اسلام کی دعوت دی، چنانچہ ابو طلحہ اسلام لے آئے، تب حضرت ام سلیم نے انہیں قبول کیا اور فرمایا کہ آپ کے اسلام لانے پر میں آپ کی زوجہ بنتی ہوں اور میرا مہر یہی آپ کا اسلام لانا ہے۔

۱۱ جو ہم سے آگے آگے جنت میں جا رہے تھے (جیسے غلام اپنے آقا کے آگے خادمہ انداز میں چلتے ہیں) ۱۲ اشرف قادری (خَشْخَشَةُ ہر دو غاء پر زبر، پہلا نقطوں والا شین ساکن، ہتھیار اور ہر خشک چیز کی آواز)

جس کے اجزاء آپس میں رگڑ کھائیں جیسے ہتھیار، جوتے اور کپڑے وغیرہ، ایسی ہی حدیث حضرت بلال کی شان میں باب التطوع میں بھی گزر چکی ہے۔

۵۹۴۰ وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ نَفَرٍ فَقَالَ الْمُشْرِكِيُّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اطْرُدْ هَؤُلَاءِ لَا يَجْتَرِدُونَ عَلَيْنَا قَالَ وَكُنْتُ أَنَا وَابْنُ مَسْعُودٍ وَرَجُلٌ مِّنْ هَذِلٍ وَبِلَالٌ وَرَجُلَانِ لَسْتُ أَسْمِيَهُمَا فَوَقَعَ فِي نَفْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَهْتَمَّ فَحَدَّثَتْ نَفْسُهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم چھ افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے مشرکین نے کہا کہ آپ ان لوگوں کو یہاں سے نکال دیں تاکہ یہ ہم پر جھڑپ نہ کریں۔ فرماتے ہیں کہ میں تھا۔ ابن مسعود تھے۔ بقید بدیل کا ایک شخص تھا۔ بلال تھے اور دو اور مرد تھے جن کا نام میں نہیں لیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک میں وہ بات آئی جو اللہ تعالیٰ نے چاہی۔ پس حضور نے اپنے آپ سے بات کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی (ترجمہ) آپ ان لوگوں کو دور نہ کیجیے جو صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے ہیں (اور) اس کی رضا چاہتے ہیں۔ (مسلم)

۱۷ تاکہ ہم آپ کے ساتھ گفتگو کریں، تو یہ گفتگو کرنے پر ہم پر دلیری نہ کریں۔ اطرد ہنرے پر پیش اور طاع سکن، اس کے بعد راہ۔

۱۸ ان چھ صحابہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے، ہذیل ہاوپر پیش، نقطہ والی ذال پر زبر۔
۱۹ کہتے ہیں کہ وہ دو مرد حضرت نجاب اور حضرت عمار تھے۔ یہ جو فرمایا کہ میں ان دو حضرات کا نام نہیں لیتا تو اس میں کوئی مصلحت ہوگی یا یہ کہ بھول گئے ہوں گے۔ عبارت سے زیادہ ظاہر یہاں مطلب ہے۔
۲۰ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کے دلوں کو مائل کرنے اور اس امید پر کہ وہ ایمان لے آئیں، ارادہ فرمایا کہ ان حضرات کو مجلس سے اٹھا دیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا، اے ابو موسیٰ تمہیں داؤد علیہ السلام کی خوش الحانیوں میں سے خوش الحانی دی گئی ہے۔ (صحیحین)

۵۹۴۱ وَعَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ يَا أَبَا مُوسَى لَقَدْ أُعْطِيتُ مِزْمَارًا مِّنْ مِّزَامِ دَاوُدَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۷ مِزْمَارُ میم کے نیچے زیر، زمر اور گانے کا آلہ جیسے بنسری، دف، طنبورہ وغیرہ جو زبان سے نہ ہو اس جگہ اچھی آواز مراد ہے، لفظ آل زائد ہے، کیونکہ خوش آوازی میں حضرت داؤد علیہ السلام مشہور ہیں نہ کہ ان کی آل، بعض علماء نے فرمایا کہ اس جگہ آل کا معنی شخص ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام انتہائی خوش آواز تھے جس وقت

زبور شریف خوش الحانی سے پڑھتے تھے تو مجلس سے کئی جنازے اٹھتے تھے (یعنی بعض اس حد تک متاثر ہوتے کہ فوت ہو جاتے۔ اسی طرح اس امت میں صالح مزی و مشقی کے تذکرے میں بیان کیا گیا ہے جو بڑے عابد و زاہد تھے ۱۲ مولوی امیر علی) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھی انتہائی درجے کے خوش الحان اور خوش آواز تھے۔ باب تلاوت حدیث گزر چکی ہے جس میں ان کی تلاوت قرآن اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سماعت فرمانے کا ذکر ہے۔

۵۹۴۲ عَنْ خَبَابِ بْنِ الْأَرْتِ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَعِي وَجْهَ اللَّهِ تَعَالَى فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمَّا يَأْكُلُ مِنْ أَجْرِ بَشِيئَةٍ مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عَمِيرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَوْ يَوْجَدُ لَهُ مَا يَكْفِيهِ فِيهِ إِلَّا نَمْرَةً فَكُنَّا إِذَا فَخَطْنَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رَجُلًا كَأَنَّا إِذَا غَطَيْنَا رَجُلِيهِ خَرَجَ رَأْسُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَطُّوا بِهَا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رَجُلِيهِ مِنَ الْإِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ آيَنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِيهَا

(متفق علیہ)

حضرت خباب ابن الارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی۔ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے تھے تو ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ثابت ہو گیا۔ پس ہم میں سے بعض وہ تھے جو دنیا سے چلے گئے اور اپنے اجر میں سے کچھ بھی نہ کھایا، ان میں سے مصعب ابن عمیر تھے۔ اُحد کے دن شہید ہوئے تو ان کے کفن کے لیے صرف ایک چادر ملی جب ہم ان کا سر ڈھانپتے تو ان کے پاؤں باہر نکل جاتے اور جب ان کے پاؤں ڈھانپتے تو ان کا سر باہر نکل جاتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس چادر کے ساتھ ان کا سر ڈھانپ دو اور ان کے پاؤں پر کچھ اذخر ڈال دو۔ اور ہم میں سے بعض وہ ہیں جن کا میوہ ان کے لیے پک چکا ہے پس وہ اسے چُن رہے ہیں۔

(صحیحین)

۱۳ حضرت خباب نقطہ والی خاں پرزبر اور ایک نقطہ والی باء مشدد ابن الارت ہمزے اور راہ پرزبر تاء مشدود، قدیم الاسلام صحابی ہیں۔ دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام لائے، اسلام لانے پر انھیں عذاب دیا گیا اور انھوں نے صبر کیا۔ اولین ہاجرین میں سے ہیں۔ بدر اور اس کے بعد کے غزوات میں حاضر ہوئے (مشرکین اہل مکہ نے انھیں سولی پر چڑھا کر شہید کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ اشرف قادری)

۱۴ مصعب میم پر پیش بے نقطہ صاد ساکن اور بے نقطہ عین پرزبر ابن عمیر عین پر پیش، میم پرزبر اور یاد ساکن۔

۱۵ نمرۃ نون پرزبر میم کے نیچے زیر چیتے کی کھال کی طرح رنگ برنگی، سیاہ اور سفید چادر، یہ بھی مکمل نہ تھی جس سے پورا جسم ڈھانپا جاسکے۔

۱۶ غطو نقطہ والی غین پرزبر اور بے نقطہ مشدود طاء پر پیش۔

۵۴۱ اذخر ہمزے کے نیچے زیر نقطے والا ذال ساکن، مکہ معظمہ میں پائی جانے والی منجھو دار گھاس احادیث میں اس کا ذکر بکثرت آتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک دن حضرت مصعب بن عمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انھوں نے بکری کی تازہ کھال کمر میں باندھ رکھی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کو دیکھو جس کا دل اللہ تعالیٰ نے نور ایمان سے منور فرما دیا ہے۔ ہم نے انھیں مکہ معظمہ میں دیکھا۔ ان کے والدین انھیں بہترین طعام اور مشروب مہیا کرتے تھے۔ ہم نے انھیں ایسا حلقہ پہنے ہوئے دیکھا جو ان کے والدین نے ان کے لیے دو سو درہم میں خریدا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت انھیں اس حال کی طرف لے آئی جسے تم دیکھ رہے ہو۔

۵۴۲ یہ حضرت خباب بن الارت کا مقولہ ہے۔

۵۴۳ اس سے مراد وہ اموال غنیمت میں جو ان صحابہ کرام کو ملے جو شہروں کی فتوحات کے زمانے میں موجود تھے اور انھیں دنیا کے اجر سے اپنا حصہ مل گیا۔ انھوں نے ابتداء میں صبر کیا اور آخر میں شکر کیا۔ پس پل آخرت کے ثواب میں منحصر نہیں ہے۔ یووع کا معنی ہے میوے کا پک جانا، یا نفع پکا ہوا میوہ، یندب وال کے نیچے زیر، اس پر پیش بھی ایک روایت ہے۔ بدب کا معنی ہے میوے کا چھنا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چار حضرات نے قرآن پاک کو جمع کیا (۱) ابی بن کعب (۲) معاذ بن جبل (۳) زید بن ثابت اور (۴) ابو زید بک حضرت انس کو کہا گیا کہ ابو زید کون ہیں؟ انھوں نے کہا میرے ایک چچا ہیں۔

۵۹۲۳ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَةٌ أَنَسِيُّ بْنُ كَعْبٍ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُو زَيْدٍ قِيلَ لِأَنَسٍ مَنْ أَبُو زَيْدٍ قَالَ أَحَدُ عُمُوْمَتِي

رَمَتْهُ عَيْنِي

۵۴۳ یعنی پورے قرآن پاک کو یاد کیا

۵۴۴ ابو زید انصاری ان کا نام سعد بن عمرو ہے، بعض علماء نے ان کا نام قیس ابن السکن بتایا۔ اہل بدر

میں سے ہیں۔ ۵۴۵ عموۃ عین پر پیش، علم کی جمع ہے، جیسے اعمام اور اعمم جمع ہے، اسی طرح تائوس میں سے مطلب یہ ہے کہ انصار بلکہ قبیلہ خزرج سے چار حضرات نے پورا قرآن یاد کیا۔ حضرت انس کی قوم خزرج ہے۔ یہ بات انھوں نے مقام فخر میں کسی، جب قبیلہ اوس کے افراد نے اپنی قوم کے چار افراد کے فضائل پر فخر کیا جیسے کہ ہم نے توریشی کے حوالے سے شرح میں بیان کیا ہے اور اگر ہم اسے عام بھی رکھیں تو اس میں اس بات کی تصریح نہیں ہے کہ ان چار کے علاوہ کوئی پورے قرآن کریم کا حافظ نہیں ہے۔ کیونکہ ایسے مقالات میں عدد کا مفہوم معتبر نہیں ہوتا (یعنی زائد کی نفی نہیں ہوتی ۱۲ شرف قادری) تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ بہت سے صحابہ

کرام کو پورا قرآن پاک یاد تھا۔ اس مقام میں پوری تفصیل اتقان (امام سیوطی) میں دیکھی جائے۔

۵۹۴۳ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَفِي رِوَايَةٍ اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمَنِ بِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ سعد بن معاذؓ کی وفات کے سبب عرش حرکت میں آگیا اور ایک روایت میں ہے سعد بن معاذ کی وفات کے سبب رحمن کا عرش حرکت میں آگیا۔

۱۰ سعد بن معاذ بن نعمان انصاری اشہلی اوسی رضی اللہ عنہ جلیل القدر اور اکابر صحابہ میں سے ہیں۔ مدینہ منورہ میں حضرت مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر اس وقت ایمان لائے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں مدینہ منورہ میں اپنی تشریف آوری سے پہلے بھیجا تھا۔ اس کے زمانے میں بنو عبد المطلب اسلام لائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو سید الانصار فرمایا۔ بدر اور احد میں حاضر ہوئے اور احد کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ خندق کے دن ان کی اکمل (کلانی کے درمیان رگ خون) میں تیر لگا اور خون نہ رکا اور ایک ماہ کے بعد جام شہادت نوش کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کی وفات پر مقرر ہزار فرشتے نازل ہوئے اور یہ بھی فرمایا کہ سعد بن معاذ کی وفات کی بناء پر عرش حرکت میں آگیا۔

۱۱ شارحین کا اس میں اختلاف ہے کہ عرش کے حرکت کرنے کا مطلب اور اس کا سبب کیا ہے؟ بعض شارحین نے فرمایا کہ عرش کے حرکت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت سعد کی روح کی آمد کے سبب عرش خوشی اور مسرت سے جھوم اٹھا۔ حقیقتہً یا مجازاً، صحیح یہ ہے کہ یہ حقیقت پر محمول ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پھروں میں علم اور تمیز رکھی ہے۔ جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد پہاڑ کے بارے میں فرمایا کہ وہ ایسا پہاڑ ہے جو ہمارے ساتھ محبت رکھتا ہے بعض شارحین نے فرمایا کہ اہل عرش یعنی فرشتے مراد ہیں۔ بعض نے کہا کہ عرش کے حرکت کرنے کو حضرت سعد کی وفات کی علامت قرار دیا گیا یا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی وفات بڑا حادثہ ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ فلاں شخص کی وفات سے قیامت واقع ہوگئی، اس حدیث پر کتاب کی ابتداء میں ”اثبات عذاب قبر“ کے باب کی تیسری فصل میں گفتگو کی جا چکی ہے۔

حضرت براء بن عازبؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ریشم کا حوٹہ پیش کیا گیا، آپ کے صحابہ کرام اسے چھونے لگے اور اس کی نرمی سے تعجب کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس کی نرمی سے تعجب کرتے ہو؟ جنت میں سعد بن معاذ کے رومالؓ اس سے بہتر اور

۵۹۴۵ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةٌ خَرِيرٌ فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَمْسُوكَهَا وَيَتَعَجَّبُونَ مِنْ لَيِّنِهَا فَقَالَ اتَّعَجَبُونَ مِنْ لَيِّنِ هَذِهِ كَمَا تَدْرِي سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْهَا ذَا لَيِّنٍ

(صحیحین) زیادہ نرم ہیں۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ حضرت برادر بن عازب مشہور صحابی ہیں۔

۲۔ ریشمی کپڑوں کا جوڑا پیش کیا گیا، ظاہر یہ ہے کہ کسی عجمی بادشاہ نے بھیجا تھا۔

۳۔ ایک روایت میں ہے کہ کہتے تھے کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آسمان سے بھیجا گیا ہے۔ چونکہ انھوں نے ایسا کپڑا کبھی نہیں دیکھا تھا اس لیے انتہائی تعجب کے طور پر یہ بات کہی۔

۴۔ سنڈیل میم کے نیچے زیر، اس پر زبر بھی پڑھ سکتے ہیں، بردزن منشر، وہ کپڑا جس سے ہاتھ صاف کیے جائیں (یعنی تولیہ یا رومال) اس کی اصل مدل ہے جس کا معنی میل ہے۔ دوسرے کپڑوں کی بجائے رومال کے ذکر میں مبالغہ ہے، جیسے کہ مخفی نہیں ہے (عام طور پر کپڑے رومال سے زیادہ صاف ہوتے ہیں کیونکہ رومال سے ہاتھ اور منہ صاف کیا جاتا ہے جب حضرت سعد کے رومال کی عمدگی کا یہ عالم ہے تو ان کے دوسرے کپڑے کیسے ہوں گے؟ شرف قادری)

۵۹۴۶ وَعَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّهَا قَالَتْ
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَسُ خَادِمُكَ أَدْعُ
اللَّهَ لَهُ قَالَ اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ
وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيهِمَا أَعْطَيْتَهُ
قَالَ أَنَسُ فَوَاللَّهِ إِنِّي مَالِي لَكَثِيرٌ
وَإِنِّي وَلَدِي وَوَلَدِي لَيَتَعَاذُونَ
عَلَيَّ نَحْوَ الْمِائَةِ الْيَوْمَ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! انس آپ کا خادم ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے دعا فرمائیں۔ آپ نے دعا کی اے اللہ! ان کے مال اور اولاد کو کثرت عطا فرما اور جو کچھ تو نے انھیں عطا فرمایا ہے اس میں برکت عطا فرما۔ حضرت انس فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم! میرا مال بہت ہے اور میری اولاد اور میری اولاد کی اولاد آج ایک سو سے زائد ہے۔

(صحیحین)

۱۔ حضرت ام سلیم بن پر پیش، حضرت انس کی والدہ ماجدہ جو انھیں نو عمری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر گئی تھیں۔

۲۔ یعنی دنیا کی برکتوں کے لیے، کیونکہ آپ کی خدمت اور صحبت کی بناء پر آخرت کا ثواب تو حاصل ہو ہی جائے گا۔

۳۔ یعنی جو نعمتیں تو نے انھیں فرمائی ہوئی ہیں۔

۴۔ ان کا کھجوروں کا باغ (سال میں) دو دفعہ پھل دیتا تھا۔

۵۔ یعنی آج جو میں یہ گفتگو کر رہا ہوں ان کی تعداد اس مقدار کو پہنچی ہوئی ہے۔ اس کے بعد اس میں مزید اضافہ ہوا ہوگا لہذا یہ دوسری روایت کے منافی نہیں ہے۔ جس میں آیا ہے کہ میری اولاد کی اولاد کے علاوہ صرف

صلی اولاد کی تعداد ایک سو پچیس ہے، یہ سب لڑکے تھے ان میں دو لڑکیاں تھیں اور انھوں نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنی صلی اولاد میں سے جو بچے دفن کیے ہیں ان کی تعداد سو کے قریب ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اموال اور اولاد اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت کا سبب اور معصیت کا باعث نہ ہوں۔

۵۹۴۷ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ
مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ لِأَحَدٍ يَمْشِي عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ
أَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا لِعَبْدٍ اللَّهُ
بْنِ سَلَامٍ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی زمین پر چلنے والے کے لیے یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ وہ قطعی طور پر جنتی ہے۔ سوائے عبد اللہ ابن سلام کے۔ (صحیحین)

ابو عبد اللہ ابن سلام یہودیوں کے اکابر اور ان کے علماء میں سے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے، جس دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے اسی دن مشرف باسلام ہوئے ان کے فضائل و مناقب بہت ہیں۔ اس سے لازم نہیں آتا کہ بشارت ان کے ساتھ مخصوص ہو۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ حضرت سعد نے نہیں سنا ہوگا اور اپنے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خود نہیں سنا ہوگا۔ یا اپنے بارے میں اس لیے بیان نہیں کیا کہ انھوں نے تزکیہ نفس (اپنی تعریف کو) پسند نہیں کیا (ورنہ حضرت سعد خود عشرہ مبشرہ میں سے ہیں ۱۲ شرف قادری) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے یہ بات دوسرے حضرات کی بشارت سے پہلے کہی ہو یا اس وقت کہی ہو جب دوسرے حضرات اس دنیا سے رحلت فرما گئے ہوں۔ جن کے بارے میں بشارت دی گئی تھی۔ اس کی تائید امام دارقطنی کی روایت سے ہوتی ہے کہ میں نے نہیں سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر چلنے والے کے بارے میں فرمایا ہو کہ وہ جنتی ہے۔

۵۹۴۸ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ كُنْتُ
جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ الْمَدِينِيِّ فَدَخَلَ
رَجُلٌ عَلَى وَجْهِهِ أَثَرُ الْخُشُوعِ فَقَالُوا
هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَصَلَّى
رَكَعَتَيْنِ تَجَوَّزَ فِيهِمَا ثُمَّ خَرَجَ
وَتَبِعْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّكَ حِينَ دَخَلْتَ
الْمَسْجِدَ قَالُوا هَذَا رَجُلٌ
مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ وَاللَّهِ مَا
يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ مَا لَمْ يَعْلَمْ

حضرت قیس بن عباد سے روایت ہے کہ میں مدینہ منورہ کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں ایک شخص داخل ہوا جس کے چہرے پر خشوع کا اثر تھا۔ حاضرین نے کہا کہ یہ شخص اہل جنت میں سے ہے۔ اس شخص نے دو مختصر رکعتیں ادا کیں پھر مسجد سے نکل گیا۔ میں اس کے پیچھے گیا اور اسے کہا کہ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو حاضرین نے کہا کہ یہ شخص اہل جنت میں سے ہے۔ انھوں نے فرمایا اللہ کی قسم کسی کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ بات کہے جو نہیں جانتا۔

فَسَأَحَدْتُكَ لِمَ ذَاكَ رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلَى
عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَبَضْتُهَا عَلَيْهِ وَرَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ
ذَكَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخَضَرَتِهَا فِي دُسْطَرِهَا
عَمُودٌ مِنْ حَدِيدٍ اسْفَلَكَ فِي الْأَرْضِ وَأَعْلَاهُ
فِي السَّمَاءِ فِي أَعْلَاهُ عُرْدَةٌ فَقِيلَ لِي
إِذْكَ فَقُلْتُ لَا اسْتَطِيعُ فَأَنَا نِي مَنْصَفُ
فَرَفَعَ زَيْكَبْنِي مِنْ خَلْفِي فَرَقِيتُ حَتَّى
كُنْتُ فِي أَعْلَاهُ فَأَخَذْتُ بِالْعُرْدَةِ
فَقِيلَ اسْتَمْسِكْ فَاسْتَيْقِظْتُ وَإِنَّهَا
لِنَيْ يَدِي فَتَصَصَّتْهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ
الْإِسْلَامُ وَذَلِكَ الْعَمُودُ عَمُودُ الْإِسْلَامِ
وَتِلْكَ الْعُرْدَةُ الْعُرْدَةُ الْوُثْقَى فَأَنْتَ
عَلَى الْإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوتَ وَذَلِكَ
الرَّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

میں تمہیں بتاتا ہوں کہ انھوں نے یہ بات کیوں کہی؟
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک
خواب دیکھا جو میں نے آپ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ میں
نے دیکھا کہ جیسے میں ایک باغ میں ہوں۔ انھوں نے
اس باغ کی وسعت اور سرسبزی کا ذکر کیا۔ اس کے
درمیان لوہے کا ایک ستون تھا جس کا نچلا حصہ زمین میں
اور اوپر والا حصہ آسمان میں ہے۔ اس کے اوپر ایک
دستہ ہے۔ مجھے کہا گیا کہ اس پر چڑھو۔ میں نے
کہا میں نہیں چڑھ سکتا۔ میرے پاس ایک خادم آیا
اس نے میرے پیچھے سے کپڑے اٹھائے تو میں چڑھا
یہاں تک کہ میں اس کے اوپر والے حصے تک پہنچ گیا
میں نے دستہ پکڑ لیا کہا گیا کہ مضبوطی سے پکڑ لے
اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ اس حال میں کہ وہ دستہ
میرے ہاتھ میں تھا۔ میں نے یہ خواب نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا
وہ باغ اسلام ہے۔ وہ ستون اسلام کا ستون ہے
اور وہ دستہ العروۃ الوثقیٰ ہے اور تم اسلام پر رہو
گے۔ یہاں تک کہ فوت ہو جاؤ، وہ شخص عبد اللہ
بن سلام تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحیحین)

ابن قیس بن عباد عین پر پیش اور براء مخفف، بصرہ کے تابعین کے طبقہ ادنیٰ سے ہیں۔ ثقہ اور اولیاء اللہ
سے ہیں۔ ابن حبان نے ان کا ذکر کتاب ثقات میں اس طرح کیا ہے کہ وہ متقی اللہ والے اور عبادت گزار
تھے۔ حجاج بن یوسف نے انھیں گرفتار کر کے شہید کیا۔ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابی بن کعب اور حضرت
عبد اللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے حضرت حسن بصری اور دیگر حضرات نے
روایت کی ہے کچھ حدیثیں ان سے مروی ہیں۔

اسے خشوع کا معنی ہے عاجزی کرنا اور نگاہیں جھکائے رکھنا۔ ان کے چہرے پر اطاعت اور
خضوع کے آثار تھے۔

۳۰ یعنی جلدی جلدی دور کعبتیں ادا کیں۔

۱۱۔ ظاہر یہ ہے کہ انھوں نے لوگوں کی کئی ہوئی بات کی تصدیق کی۔ یعنی جب وہ بات کہتے ہیں تو انھیں اس کا علم بھی ہو گا اور میں بھی اس کے بارے میں کچھ جانتا ہوں اور جو کچھ اس صاحب نے بیان کیا۔ وہی ان کی طرف سے جواب ہے اور ان لوگوں نے بھی وہ حدیث سنی ہو گی یا کسی دوسرے طریقے سے انھیں علم حاصل ہوا ہو گا۔ انھوں نے حضرت سعد کی روایت کہ وہ حدیث (اس سے پہلی حدیث) نہیں سنی ہو گی۔ دوسرے لوگوں نے سنی ہو گی۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ انھوں نے یہ اپنی مدح و ثناء کی ہو، اور مقصد یہ ہے کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے اور اس کی بناء پر جنتی ہونے کا یقین نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح شارحین نے بیان کیا ہے۔ لیکن محقق نہ رہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا کہ تم آخر دم تک اسلام پر رہو گے تو شک اور تردید کی گنجائش نہیں رہتی (اور یہ بات یقینی ہے) لہذا انھوں نے مذکورہ بالا کلمات بطور عاجزی اور انکساری کہے ہوں گے۔

بعض شارحین نے فرمایا کہ دوسرے حضرات نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سن کر یہ بات نہیں کی بلکہ بطور استدلال اور اجتہاد کسی تھی اور ان کا جنتی ہونا اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہے۔ لیکن یہ بات قرین قیاس نہیں ہے کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ انھوں نے یہ بات حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سن کر کہی ہو گی۔ خوب اچھی طرح غور کیجیے۔

۱۲۔ وسطہا سین ساکن ہے۔

۱۳۔ عروہ عین پر پیش، اصل میں اس کا معنی ہے دُور اور لوٹے کے پکڑنے کی جگہ (دستہ) اس کا استعمال ہر اس چیز میں کیا جاتا ہے جس کے ساتھ کوئی چیز ہموار کی جائے اور اس پر اعتماد کیا جائے۔ اس جگہ یہی معنی مراد ہے۔

۱۴۔ اِدْقُ یہ کہتے کی ماو ہے (اے ضمیر بھی قرار دے سکتے ہیں جو ستون کی طرف راجع ہے ۱۲ شرف قادری)

۱۵۔ مِنْصَفٌ مِیم کے پینچے زیر، اس پر زبر بھی پڑ سکتے ہیں، بے نقطہ صاد پر زبر، اس کا معنی ہے خادم اور نوکر۔

۱۶۔ اور ترد تا زم ہے۔

۱۷۔ اس سے مراد اسلام کے احکام اور ارکان ہیں جن پر مسلمان کی بنیاد ہے۔

۱۸۔ جس کی طرف اللہ تعالیٰ کے فرمان فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى (الایہ) کا اشارہ ہے۔

۱۹۔ جسے تم نے مضبوطی سے محکم رکھا ہے اور اس کے بلند مقام پر فائز ہے۔

۲۰۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ اس حدیث کے راوی حضرت قیس بن عباد کا قول ہے۔

۵۹۴۹ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ ثَابِتُ بْنُ
 قَيْسٍ بْنُ شَمَّاسٍ خَطِيبَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا
 نَزَلَتْ بِأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا
 أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ إِلَى الْخِبرِ
 الْاُولَى جَلَسَ ثَابِتٌ فِي بَيْتِهِ وَاحْتَبَسَ
 عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ
 النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ
 مُعَاذٍ مَا شَأْنُ ثَابِتٍ أَيْشَتَكَ فَاَتَاهُ
 سَعْدٌ فَذَكَرَ لَهُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ثَابِتٌ أُنْزِلَتْ
 هَذِهِ الْاَيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ اِتَى مِنْ
 اَرْفَعَكُمْ صَوْتًا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَذَكَرَ
 ذَالِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 بَلْ هُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ
 (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 کہ حضرت ثابت ابن قیس بن شماس خطیب الانصار
 تھے جب یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ) تم اپنی آواز
 نبی کی آواز پر بلند نہ کرو (الایہ) تو حضرت ثابت اپنے
 گھر میں بیٹھ گئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 میں حاضر نہ ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 حضرت سعد ابن معاذ سے پوچھا کہ ثابت کا کیا حال
 ہے یہ کیا وہ بیمار ہیں؟ حضرت سعد ان کے پاس
 گئے اور انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
 گرامی بتایا کہ حضرت ثابت نے فرمایا ہے کہ یہ آیت
 نازل ہوئی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ میں آپ سب
 سے زیادہ بلند آواز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے گفتگو کرتا ہوں۔ اس لیے میں جہنمی ہوں۔ حضرت
 سعد نے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 میں عرض کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 بلکہ وہ اہل جنت میں سے ہیں۔ یہ
 (مسلم)

۱۔ شماس نقطوں والے شین پر زبر، میم مشدود اور آخر میں بے نقطہ سین۔
 ۲۔ یعنی انصار کے حسب و نسب کا خطبہ پڑھا کرتے تھے یا یہ مطلب ہے ان کے مطالبوں اور بڑے
 کاموں میں خطاب کیا کرتے تھے۔
 ۳۔ کہ وہ حاضر نہیں ہوتے اور دکھائی بھی نہیں دیتے کیا وہ بیمار ہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ حضرت ثابت کے
 حال کی سچائی نے اثر کیا اور اس بات کا سبب بنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حال کے بارے
 میں دریافت کریں۔

حالتِ خویش چہ حاجت کہ بوئے شرح دہم
 گھر مرا سوز دلی بہت اثر خواہد کرد
 کیا ضرورت ہے کہ میں اپنے حال کی تفصیل آپ کی خدمت میں عرض کروں اگر میرے دل کا سوز
 ہے تو وہ خود اثر دکھائے گا۔

۱۴ کہ آپ پوچھتے ہیں کہ ثابت کا کیا حال ہے؟ کیا وہ بیمار ہیں؟

۱۵ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہونے کا عذر بیان کیا۔

۱۶ اور میرے اعمال برباد ہو چکے ہیں جیسے کہ آیت کریمہ نے بیان کیا ہے۔

۱۷ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تصدیق اس طرح ہو گئی کہ حضرت ثابت پیامہ میں حضرت ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں (مسلمہ کذاب کے خلاف جہاد کرتے ہوئے) شہید ہو گئے۔ مروی ہے کہ جب

مسلمہ کذاب کے ساتھ جنگ ہوئی تو حضرت ثابت نے اپنا کفن سیا اور اسے زیب تن کیا اور جنگ میں کود

پڑے اور کفن ہی میں شہید ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مدارج النبوة میں ان کے حالات اس سے زیادہ

لکھے گئے ہیں۔

(بعض لوگ اہل سنت و جماعت پر اعتراض کرتے ہیں کہ تم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر مانتے

ہو، اس کے باوجود چلا چلا کر صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہو اور اونچی آواز میں یا رسول اللہ کے نعرے لگاتے ہو بھتیں

اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ کیسے تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں۔ اس کے جواب میں چند باتیں قابل غور ہیں۔

(۱) آیت مبارکہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ان حضرات کو ہدایت ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو

کر رہے ہوں اور آپ ان سے ہم کلام ہوں کیونکہ ارشادِ ربانی ہے کہ تم نبی کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرو اور یہ

اسی وقت ہو گا جب دونوں طرف سے گفتگو ہو رہی ہو۔

(۲) حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کے واقعے سے واضح ہے کہ اصل مسئلہ آواز کے بلند ہونے کا نہیں ہے

بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ بارگاہ رسالت کا ادب ملحوظ رکھا جائے۔ اگر کوئی شخص آہستہ آواز میں حضور اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم کو ترغیح کر جواب دے تو وہ وعید کا مستحق ہو گا۔ اگر کسی شخص کی آواز حضرت ثابت کی طرح قدرتی طور

پر بلند ہو یا فرط شوق میں آواز بلند ہو جائے اور اس کا دل محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعظیم

سے معمور ہو تو وہ وعید کا مستحق نہیں ہو گا۔

(۳) ادب کا تقاضا یہ ضرور ہے کہ چلانے سے احتراز کیا جائے ۱۲ محمد عبد الحکیم شرف قادری

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے

ہوئے تھے کہ سورۃ جمعہ نازل ہو گئی۔ جب یہ آیت

نازل ہوئی وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ

تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کون ہیں؟

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں ہم میں حضرت سلمان فارسی

تشریف فرما تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۵۹۵۰ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا

عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ

نَزَلَتْ سُورَةُ الْجُمُعَةِ فَلَمَّا نَزَلَتْ وَآخِرِينَ

مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ قَالُوا مَنْ

هَؤُلَاءِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَفِينَا سَلْمَانُ

الْفَارِسِيُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ ثُمَّ

قَالَ لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثَّرِيَاءِ لَكَ
لَهُ رِجَالٌ مِّنْ هَؤُلَاءِ
(مُتَنَقِّ عَالِيَهُ)

اپنا دست اقدس حضرت سلمان پر رکھا۔ پھر فرمایا: اگر
ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو ان میں سے کچھ لوگ
اسے حاصل کر لیتے۔ (صحیحین)

۱۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ جماعت جس کی طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے گئے ہیں اس
میں سے کچھ دوسرے ہیں جو ابھی نہیں آئے اور وہ صحابہ کرام کی اس جماعت سے نہیں ملے جو کہ امی یعنی عرب میں اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دوسرے اصحاب میں نہیں بھیجے گئے۔
۲۔ جو ابھی نہیں آئے اور ہمارے ساتھ لاحق نہیں ہوئے۔

۳۔ یعنی (سلمان) فارسی کی قوم سے، مطلق عجمی اور غیر عربی مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ وہ جماعت جو ابھی
نہیں آئی اور لاحق نہیں ہوئی وہ عجمی تابعین ہیں اور ان کی صفت یہ ہے کہ اگر دین و ایمان آسمان پر ہو تو اسے
حاصل کر لیں اور اس تک پہنچ جائیں گے۔ اس ارشاد میں حضرت سلمان کی تعریف ہے کہ وہ بھی عجمی ہیں۔ اکثر تابعین
عجمی ہیں اور صحابہ کرام عربی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ علم کی وسعت اور اجتہاد میں اتنا ظاہر ہوا کہ دوسرے حضرات میں
ظاہر نہیں ہوا۔ حالانکہ فضیلت و کرامت صحابہ کرام کے ساتھ مخصوص ہے۔

حضرت سلمان فارسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ آپ نے انھیں یہودیوں سے خرید
کر آزاد فرمایا، وہ دانش ور صحابہ میں سے ہیں۔ ان کا اصل فارس یا مہرمز سے ہے یہ وہ لوگ تھے جو چکبرے
گھوڑے کی عبادت کرتے تھے۔ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات سن کر دین حق کی تلاش میں اپنے گھر
سے نکلے۔ مختلف دنیوں کو اختیار کرتے رہے کئی جگہ فروخت کیے گئے۔ تین سو پچاس سال عمر پائی۔ آخر عمر
میں مقصد کا چہرہ دیکھا اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر مشرف بے صوابیت ہوئے۔

(علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ صحیح اور قابل اعتماد اصل ہے جس میں امام ابو حنیفہ
رضی اللہ عنہ کی بشارت ہے۔ علامہ سیوطی کے شاگرد اور سیرت شامیہ کے مصنف حضرت شیخ محمد بن یوسف صالحی
شافعی فرماتے ہیں کہ شیخ کا یہ فرمان بالکل صحیح ہے کہ اس حدیث کا اشارہ امام اعظم کی طرف ہے۔ کیونکہ اہل فارس
میں سے کوئی بھی آپ کے مبلغ علم کو نہیں پہنچ سکا۔ ابن عابدین شامی، علامہ، رد المحتار ج اول ص ۴۹
شرف قادری)

۵۹۵۱ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ حَبِّبْ عَبْدَكَ هَذَا
يَعْنِي أَبَاهُ سَيِّدَكَ وَأُمَّهُ إِلَى عِبَادِكَ
الْمُؤْمِنِينَ وَحَبِّبْ إِلَيْهِمُ الْمُؤْمِنِينَ
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! اپنے اس چھوٹے
سے بندے یعنی ابو ہریرہ اور ان کی ماں کو اپنے
مومن بندوں کے ماں محبوب بنادے اور مومنوں کو
ان کے نزدیک محبوب بنادے (مسلم)

۱۷ حضرت ابوہریرہ اور ان کی والدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لیے دعا فرمائی ۔
 ۱۸ یہ یعنی ان کو مسلمانوں کا محبوب بنادے ، کیونکہ یہ بے کس اور نادار ہیں ۔ صیغہ تصغیر عبیدہ لطف و کرم اور حسین کے لیے ہے ۔
 ۱۹ یہ مسلمانوں کو دوست رکھیں اور مسلمانوں کے محبت بھی ہوں اور محبوب بھی ۔ بعض نسخوں میں اِلَیْہِمَا ہے اور تثنیہ کی ضمیر حضرت ابوہریرہ اور ان کی والدہ کی طرف راجع ہے ۔
 ۲۰ مشکوٰۃ شریف کے اکثر نسخوں اور مسلم شریف کے متعدد نسخوں میں اَلِیْمٌ ہے ، جمع کی ضمیر کے ساتھ ۔ اس سے مراد حضرت ابوہریرہ ، ان کی والدہ ، ان کے متبعین ، متعلقین اور اولاد ہے ۔

حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوسفیان حضرت سلمان ، سہیب اور بلال کے پاس آئے جب کہ یہ حضرات دوسرے صحابہ کرام کی ایک جماعت میں تھے یہ انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی تلواروں نے اللہ تعالیٰ کے دشمن کی گردن سے اپنی جگہ نہیں پکڑی یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کیا آپ لوگ یہ بات قریش کے شیخ اور سردار کو کہتے ہیں یہ اس کے بعد حضرت ابوبکر بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کی آپ کو خبر دی ۔ آپ نے فرمایا : اے ابوبکر ! شاید تم نے انھیں غصہ دلایا ہے یہ اگر تم نے انھیں غصہ دلایا ہے تو تم نے اپنے رب کو ناراض کیا ہے تہ حضرت ابوبکر ان حضرات کے پاس آئے اور کہنے لگے اے بھائیو! کیا میں نے تمھیں غصہ دلایا ہے ؟ انھوں نے کہا نہیں ، اے بھائی یہ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے ۔ (مسلم)

(رواہ مسند)

۲۱ عائذ الف کے بعد یاء ، اس کے بعد ذال ابن عمرو ان صحابہ کرام میں سے ہیں جنھوں نے (حدیبیہ کے) درخت کے نیچے بیعت کی ۔ بصرہ میں مقیم ہو گئے تھے ۔ حضرت حسن بصری وغیرہ ان سے روایت کرتے ہیں ۔

۲۲ امیر معاویہ کے والد ابوسفیان علوی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اسلام لانے سے پہلے صلح حدیبیہ کے بعد

مدینہ منورہ اس معاہدے کی تجدید اور توثیق کرنے کے لیے آئے جسے توڑنے کے مقدمات کا آغاز مشرکین قریش کر چکے تھے۔ ابوسفیان آئے تو صحابہ کرام کی مذکورہ جماعت نے انھیں دیکھا۔

۳۷ یعنی افسوس کہ یہ مشرک ہمارے ہاتھوں قتل نہیں ہوا۔

۳۸ یہ بات ابوسفیان کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لیے کہی کیونکہ وہ اجازت لے کر آئے تھے جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعض اوقات قبائل کے سردار مشرکوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کی کوشش فرمایا کرتے تھے۔

۳۹ ایک روایت ہے کہ اَدْرِکُ یَا اَبَا بَکْرٍ اے ابوبکر! ان کو پا لو (یعنی ان سے ملاقات کرو)۔

۴۰ بعض روایات میں ہے کہ تحقیق تم نے عرش عظیم کے رب کو ناراض کیا ہے۔

۴۱ اور تم مجھ سے ناراض ہو؟

۴۲ آپ نے ہمیں ناراض نہیں کیا اور ہم آپ سے رنجیدہ نہیں ہیں۔

۴۳ بعض روایات میں ہے یَا اُخْتِ یَاہ کی تشدید اور صیغہ تصغیر کے ساتھ۔ اس حدیث میں فقراء صحابہ کی عظیم فضیلت ہے اور ان کی تعظیم و تکریم اور خاطر داری پر ابھارا گیا ہے۔

دلا خوش باش کا سلطان دیں را

بدرویشان و سکیں سرے بہت

(اے دل خوش ہو جا کہ اس سلطان دیں (صلی اللہ علیہ وسلم) کو درویشوں اور سکیںوں کا بڑا خیال ہے)۔

۵۹۵۲ وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْإِيمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان کی نشانی انصار کی محبت اور منافقت کی نشانی انصار کی دشمنی ہے (صحیحین)

۱۔ حضرت انس بن مالک انصاری صحابی ہیں ان کا تعلق قبیلہ بنو خزرج سے تھا۔

۲۔ انصار جمع ہے ناصِر یا نصیر کی، ان سے مراد وہ خوش بخت اہل مدینہ ہیں جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و خدمت کی۔ انصار دو قبیلے ہیں۔ ان دو قبیلوں میں ایک سو بیس سال تک جنگ جاری رہی۔ اسلام اور کلمہ توحید کی بدولت ان کی عداوت محبت سے تبدیل ہو گئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں انصار کا لقب عنایت فرمایا اور وہ اسی لقب سے مشہور اور ممتاز ہوئے۔ ان کے بعد ان کی اولاد اور ان کے آزاد کردہ غلام اسی نام سے پکارے گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و خدمت عرب و عجم کے کافروں کی دشمنی کا سبب بنی۔ لازمی بات ہے کہ ان کی محبت ایمان کی علامت اور ان کی عداوت

کفر اور منافقت کی علامت قرار پائی، کمال محبت، کمال ایمان کا موجب اور محبت کا نقصان ایمان کے ناقص ہونے کا سبب ہے۔ اگر ان کی نصرت کی بناء پر عداوت ہو تو یقینی بات ہے کہ یہ عداوت حقیقت کفر کا سبب ہوگی۔

۵۹۵۴ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِلْأَنْصَارِ لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللَّهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللَّهُ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انصار کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا کہ ان سے صرف مومن محبت رکھے گا اور منافق ہی ان سے عداوت رکھے گا۔ پس جو ان سے محبت رکھے اللہ تعالیٰ اسے محبوب بنائے اور جو ان سے دشمنی رکھے اللہ تعالیٰ اس سے دشمنی رکھے۔

(صحیحین)

۱۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری صحابی ہیں اور قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہوازن کے اموال میں سے اپنے رسول کو وہ مال غنیمت عطا فرمایا جو عطا فرمایا تو آپ قریش کے کچھ مردوں کو سو سوا اونٹ عطا فرمانے لگے۔ تو انصار کے کچھ افراد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت فرمائے کہ آپ قریش کو عطا فرماتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ ہماری تلواریں ان کے خونوں سے ٹیک رہی ہیں۔ ان کی گفتگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی تو آپ نے انصار کو پیغام بھیجا اور انھیں چمڑے کے ایک خیمے میں جمع کیا اور ان کے ساتھ کسی غیر انصاری کو نہیں بلایا، جب وہ جمع ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا یہ کیا بات ہے جو ہمیں تمھاری طرف سے پہنچی ہے؟ ان کے دانا حضرات نے عرض کیا کہ ہمارے ارباب دانش و خرد نے تو کوئی بات نہیں کہی البتہ ہمارے کچھ نو عمر

۵۹۵۵ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالُوا حِينَ أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا أَفَاءَ فَطَفِيقٌ يُعْطَى رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ فَقَالُوا يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطَى قُرَيْشًا وَيَدَعُنَا وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ فَحَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَتَا لَتِهِمْ فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ أَحَدًا غَيْرَهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا جَاءَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا حَدِيثُ بَلْعَنِي عَنْكُمْ فَقَالَ فَقَهَا تَهُمْ أَمَا ذُو دَأْمِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا وَأَمَّا أَنَا مِمَّا حَدِيثُهُ أَسْنَانُهُمْ

قَالُوا يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَدْعُ الْأَوْدَةَ وَيَسْأَلُ
تَقَطُّرُ مِنْ مِمَّا يَهُو فَتَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أُعْطِيَ رَجُلًا أَحَدِيثِي
عَهْدٍ بِكَفَرٍ أَتَا لَفْهُمُ أَمَّا تَرْصُونَ أَنْ
يَذْهَبَ النَّاسُ بِأَمْوَالٍ وَتَرْجَعُونَ إِلَى
رِحَالِكُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ رَضِينَا
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

افراد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی مغفرت فرمائے کہ قریش کو عطا فرماتے ہیں اور انصار کو
چھوڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ ہماری تلواریں ان کے خونوں سے
ٹپک رہی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہم ایسے لوگوں کو عطا کرتے ہیں جن کا تعلق کفر سے قریبی
ہے ہم ان کی تالیف (اور ولداری) کرتے ہیں یہ کیا
تم اس بات پر راضی نہیں کہ لوگ اموال لے جائیں اور
تم اللہ تعالیٰ کے رسول کو اپنے گھروں میں لے جاؤ؟
انصار نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! تحقیق ہم راضی
ہیں۔ (صحیحین)

۱۲۔ ہوازن ایک قبیلہ کا نام ہے (جن کا بہت سا مالی غنیمت غزوہ حنین میں صحابہ کرام کے ہاتھ آیا۔
۱۳۔ شرف قادری) اس عبارت میں اشارہ ہے ان اموال کی کثرت کی طرف، اس لیے کہ اس قبیلہ سے بھاری
مقدار میں اموال غنیمت حاصل ہوئے۔ روایات میں آیا ہے کہ چھ ہزار قیدی، چوبیس ہزار اونٹ، چار ہزار اوقیہ
چاندی، ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے، اور چالیس ہزار سے زیادہ بکریاں مال غنیمت تھیں۔ ایک
روایت میں ہے کہ بکریاں شمار سے باہر تھیں۔

(قبیلہ ہوازن نے اپنے تمام اہل و عیال اور اموال محاذ جنگ پر جمع کر دیئے تھے تاکہ جنگ مجاہدین
کی حفاظت کے خیال سے راہ فرار اختیار نہ کریں۔ لیکن وہ مجاہدین صحابہ کرام کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور سب کچھ
مسلمانوں کے ہاتھوں میں آ گیا ۱۴۔ شرف قادری)

۱۵۔ یہ نو مسلم اہل مکہ تھے جو فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے تھے اور ابھی نور ایمان ان کے دلوں میں راسخ
نہیں ہوا تھا۔ ان کو مؤلفۃ القلوب کہتے ہیں۔
۱۶۔ ہمیں کچھ نہیں دیتے۔

۱۷۔ یعنی ان کے خون ہماری تلواروں سے ٹپک رہے ہیں۔

۱۸۔ کہ انصار اس طرح کہتے ہیں

۱۹۔ جو آپ کو ہماری طرف سے پہنچائی گئی ہے

۲۰۔ ہم ان سے اظہار الفت کرتے ہیں تاکہ ان کا ایمان دنیا کی امداد کے ذریعے باقی رہے۔ تالیف کا
معنی ہے دو چیزوں کو آپس میں ترتیب دینا۔ تالیف کا ایک معنی یہ ہے کہ کسی شخص کو کسی چیز سے ہم آہنگ پانا
اسی لیے ان کا نام مؤلفۃ القلوب رکھا گیا۔

اعزاز اور کرمیہ حوصلہ افزائی ہے ۱۲ شرف قادری

۱۳ وادی اس راستے کو کہتے ہیں جو پہاڑوں اور ٹیلوں کے درمیان ہو۔ اس کی جمع اوداء اور اودیۃ ہے شُعْب شین کے پنجے زیر پہاڑی راستے اور دو پہاڑوں کے درمیانی راستے کو کہتے ہیں۔ اس جگہ رائے اور مذہب مراد ہے یعنی اگر لوگوں کا آراء اور مذاہب میں اختلاف ہو جائے تو ہم انصار کی رائے اور ان کے مذہب کو اختیار کریں گے اور ان کے موافق ہوں گے۔ ان کی موافقت اور مرافقت کی عمدگی کا بیان کرنا مقصود ہے اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں وفا اور ہمسائیگی کی خوبی ملاحظہ فرمائی یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم ان کی پیروی کریں گے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقتداۓ مطلق ہیں اور سب آپ کے تابع ہیں۔

۱۴ شُعْب شین کے پنجے زیر، وہ اندرونی کپڑا جو جسم کے ساتھ متصل ہو۔ شعرو کا معنی بال ہے۔ انصار کو بیان سے اس لیے تشبیہ دی کہ ان کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تریں تعلق اور اتصال ہے۔

۱۵ دثار دال کے پنجے زیر، بیرونی کپڑا جسے اوپر پہنا جاتا ہے جیسے اوپر لینے والی چادر یہ دثار ہے مشتق ہے جس کا معنی ہے اشتمال (پہنتا)

۱۶ یہ انصار کو خطاب ہے۔ اکثرۃ ہمزہ اور تین نقطے والی ثناء پر زبر، ہمزے پر پیش اور ثناء کو ساکن یا مفتوح بھی پڑھ سکتے ہیں (اُکثرۃ - اُکثرۃ) یہ استیثار کا اسم ہے جس کا معنی سستقل ہونا اور اختیار کرنا ہے صراح میں ہے اِلَّا سِتِثَارٌ خود بخود کسی کام میں مصروف ہونا (یعنی کسی کے شورے کے بغیر) اِثَار کا معنی ہے منتخب کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ لوگ اپنے آپ کو تم پر ترجیح دیں گے اور امیر (مرکدہ) بن جائیں گے۔ باوجودیکہ وہ تم سے کم مرتبہ ہوں گے لیکن تم سے بلند و بالا مرتبے پر فائز ہو جائیں گے۔ جس طرح بخت صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اسی طرح ہوا۔ خصوصاً حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی کے زمانے اور بعض دیگر زمانوں میں جب بنو امیہ غالب آ گئے۔

۱۷ اس ابتلا و اور شدت پر صبر کرنا، یہاں تک کہ حوض پر ہم سے ملاقات کرنا۔ اس ارشاد میں انصار کے لیے جنت میں داخل ہونے کی بشارت ہے ان کے صبر کی بدولت، مروی ہے کہ بعض انصار نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کے دور امارت میں بعض مہاجرین کی شکایت کی تو انھوں نے اس کا ازالہ نہ کیا۔ اس انصاری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچ فرمایا کہ تم ہمارے بعد ترجیح دیجھو گے۔ امیر معاویہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کیا حکم دیا؟ کہنے لگے صبر کا حکم دیا۔ امیر معاویہ نے فرمایا: پھر صبر کرو جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔

ان ہی سے روایت ہے کہ ہم فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ نے فرمایا: جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوا وہ امن والا ہے

۵۹۵۷ وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ

اَمِنْ وَمَنْ اَلْتَقَى السِّلَاحَ فَهُوَ اَمِنْ
فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ اَمَّا الرَّجُلُ فَقَدْ
اَخَذَتْهُ رَاْفَةٌ بِعَشِيرَتِهِ وَرَغْبَةً
فِي خَرِيَّتِهِ وَنَزَلَ الْوَحْيُ عَلَى رَسُولِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
قُلْتُمْ اَمَّا الرَّجُلُ اَخَذَتْهُ رَاْفَةٌ
بِعَشِيرَتِهِ وَرَغْبَةً فِي خَرِيَّتِهِ كَلَّا
اِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ مَا جَرُّتُ
اِلَى اللّٰهِ وَاِلَيْكُمْ الْمَحِيَا مَحْيَاكُمْ
وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ قَاتُوا وَاللّٰهُ
مَا قُلْنَا اِلَّا حَقًّا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ
قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يُصَدِّقَانِيكُمْ
وَيُعْزِّدَانِيكُمْ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۔ کوئی اس سے تعرض نہ کرے۔

۲۔ جو مشرک ہتھیار ڈال دے وہ بھی امن والا ہے۔ مروی ہے کہ جب ابوسفیان اسلام میں داخل ہوئے تو حضرت عباس نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابوسفیان ایسے شخص ہیں جو فخر اور بزرگی کو محبوب رکھتے ہیں۔ پس آپ انہیں کوئی اعزاز عطا فرمادیں جس پر یہ فخر کر سکیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گیا وہ امن والا ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے قریش کی دشمنی کے دنوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو امن دیا تھا اور اپنے گھر لائے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو اس خدمت کا بدلہ عطا فرمادیا۔

۳۔ انصار نے جب ابوسفیان پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت اور ان کی رعایت دیکھی حالانکہ وہ ماضی میں آپ کے شدید دشمن تھے۔ اس کے باوجود آپ نے فرمایا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ امن والا ہے اور جو ہتھیار ڈال دے وہ امن والا ہے تو انصار کو تعجب ہوا اور حیران رہ گئے۔ ازراہ غیرت و سادگی کہنے لگے: کہ اس ہستی یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قوم کی محبت اور اپنی بستی یعنی مکہ مکرمہ کی رغبت والفت نے پکڑ لیا ہے۔ یعنی انسانی طبیعت کے تقاضے کی بناء پر ایسا ہوا ہے۔

جس نے ہتھیار ڈال دیئے وہ امن والا ہے۔ انصار نے کہا اس ہستی کو ان کے قبیلے کی محبت اور ان کی بستی کی رغبت نے پکڑ لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو گئی کہ آپ نے فرمایا: تم نے کہا ہے کہ اس ہستی کو ان کے قبیلے کی محبت اور ان کی بستی کی دلچسپی نے پکڑ لیا ہے۔ ہرگز نہیں میں اللہ کا بندہ مقرب اور اس کا رسول گرامی ہوں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف اور تمہاری طرف ہجرت کی ہے۔ ہماری زندگی تمہاری زندگی کے ساتھ اور ہماری رحلت تمہاری وفات کے ساتھ ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم نے یہ بات صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت کے غلبے کی بناء پر کہی ہے۔ آپ نے فرمایا: پس اللہ تعالیٰ اور تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں یہ (مسلم)

۴۷ کہ انصار نے یہ کہا ہے۔

۴۸ یعنی ہم جو کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم اور امر کی بناء پر کرتے ہیں۔

۴۹ ہم نے اپنے وطن سے اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے فضل و کرم اور امداد و اعانت کی امید پر ہجرت کی اور تمھاری طرف اور تمھارے خطے کی طرف ہجرت کی تاکہ ظاہر کے اعتبار سے تم خدمت و نصرت انجام دو اور اس سعادت و کرامت کا شرف حاصل کرو۔ پھر انھیں تسلی دینے اور دلداری کے لیے آئندہ کلمات ارشاد فرمائے مَحَبَّۃً کا معنی زندگی ہے یا زندگی کی جگہ۔ معنی یہ ہوگا کہ ہماری زندگی تمھاری زندگی کے ساتھ اور ہماری وفات تمھاری وفات کے ساتھ ہوگی۔ دوسری صورت میں معنی یہ ہوگا کہ ہماری زندگی کی جگہ تمھاری زندگی کی جگہ کے ساتھ اور ہماری وفات کی جگہ تمھاری وفات کی جگہ کے ساتھ ہوگی۔ یعنی ہم تم سے زندگی میں جدا ہوں گے اور نہ ہی وفات میں، اطمینان رکھو کہ ہم تمھارے ساتھ ہیں اور تم ہمارے ساتھ ہو۔

۵۰ یعنی ہم نے جو بات کہی ہے وہ اللہ کی نعمت اور اس کے فضل پر نخل کرتے ہوئے کہی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی اور آپ کی صحبت پر نخل کرتے ہوئے نیز غیرت کی بناء پر اور اس لیے کہی ہے کہ آپ کا میلان اور آپ کی محبت دوسروں سے ہماری برداشت سے باہر ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی عنایت و محبت، صحبت اور ہمسائیگی سے محروم ہو جائیں۔ غیرت محبت کو لازم ہے اور محبت ہرگز نہیں چاہتی کہ محبوب کی نظر ایک لمحے کے لیے بھی غیروں پر پڑے۔

غیر تم باتو چناں ست کہ اگر دست دہد
نگذارم کہ در آئی بخیاں و گراں

مجھے آپ کے ساتھ ایسی غیرت ہے کہ اگر ممکن ہو تو میں آپ کو دوسروں کے خیال میں بھی نہ آنے دوں گا۔
صُنُّ اور صُنَّة کا معنی ہے نخل کرنا۔ مَفْضُونُ اس نفیس چیز کو کہتے ہیں جو کسی کو نہ دی جاسکے۔
۵۱ یُعْذِرَانِکُ یا پر پیش اور عین ساکن۔ اِعْذَارُ کا معنی ہے کسی کا عذر قبول کرنا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں اور عورتوں کو ایک شادی کی دعوت سے آتے ہوئے دیکھا، تو آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے اللہ! تم ہمارے نزدیک محبوب ترین لوگوں میں سے ہو، اے اللہ! تم ہمارے محبوب ترین لوگوں میں سے ہو۔ یعنی انصار (صحیحین)

۵۲ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى صَبِيًّا وَنِسَاءً مُقْبِلِينَ مِنْ عُدْرٍ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللَّهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَاللَّهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ إِلَيَّ يَعْنِي الْأَنْصَارَ (مُسْنَدُ عَلِيٍّ)

۵۳ یہ انصار میں سے تھے۔

۱۵ بعض نسخوں میں رالی اللہ سے یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک، صحیح بخاری میں ہے کہ یہ کلمات تین مرتبہ ارشاد فرمائے۔ اس سے پہلی روایت کی تائید ہوتی ہے۔

۱۶ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار مراد لیے۔ اَللّٰهُمَّ کا معنی یا تو قسم ہے یا یہ معنی ہے کہ اے اللہ! تو جانتا ہے میری بات کی مراد کی سچائی کو، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جماعت کو دیکھا تو ان کے دیکھنے سے خوش ہو گئے اور آپ کا داعیہ محبت جوش میں آ گیا تو ازراہ کمال عنایت و اعزاز انھیں خبر دی اور اس پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنایا۔

۵۹۵۹ وَعَنْهُ قَالَ مَرَّ أَبُو بَكْرٍ وَالْعَبَّاسُ بِمَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ يَبْكُونَ فَقَالَا مَا يُبْكِيكُمْ قَالُوا ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا قَدْ خَلَّ أَحَدُهُمَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَصَبَ عَلَى رَأْسِهِ حَاشِيَةً بُرْدٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمَ فَحَمِدَ اللَّهُ وَاتَّخَذَ عَلَيْهِ ثَمًّا قَالَ أَوْصِيكُمْ بِالْأَنْصَارِ فَإِنَّهُمْ كَرِشِي وَعَيْبَتِي وَقَدْ قَضُوا الَّذِي عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِي لَهُمْ فَأَقْبِلُوا مِنْ مُحِبِّينَهُمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مَسِيئَتِهِمْ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ان ہی سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عباس انصار کی ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں وہ رو رہے تھے۔ ان دونوں حضرات نے پوچھا کہ آپ حضرات کو کون سی چیز رلا رہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے پاس بیٹھنا یاد آ گیا ہے۔ ان دونوں میں سے ایک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ عرض کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں باہر تشریف لائے کہ آپ نے اپنے سر مبارک پر چادر کا کنارہ باندھ رکھا تھا، آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے، اس دن کے بعد منبر پر جلوہ افروز نہیں ہوئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا: ہم تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتے ہیں اس لیے کہ وہ بار امجدہ اور بیک شمس جو حق ان کے ذمہ تھا وہ انھوں نے ادا کر دیا اور جو ان کے لیے شے وہ باقی ہے، اس لیے ان کے نیکو کار سے قبول کرو اور ان کے خطا کار سے درگزر کرو۔

(بخاری)

۱۷ اور آپ کیوں رو رہے ہیں؟
۱۸ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وصال کے دنوں کا واقعہ ہے (یعنی آج ہمیں یہ سعادت میسر نہیں ہے ۱۲ قادری)

۱۷ حضرت ابوبکر یا حضرت عباس رضی اللہ عنہما

۱۸ کہ انصار اپنے پاس آپ کے تشریف فرما ہونے کو یاد کر کے رو رہے ہیں۔

۱۹ تَعَصِيبُ سر پر پٹی کا باندھنا۔ عَصَابُ عین کے نیچے زیر، سر پر باندھی جانے والی پٹی۔

۲۰ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خطبہ تھا۔

۲۱ کَرِشْ کاف پر زبر اور راء کے نیچے زیر، بروزن کَرْشْ جانور کی اوجھڑی جیسے انسان کا معدہ سے عَيْبَةُ بے نقطہ عین پر زبر، یاء ساکن، اس کے بعد باء ایک نقطہ والی۔ کپڑے رکھنے والی چیز جسے بقیہ (پوٹی) کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ انصار اندرونی دوست اور ہمارے رازہ امانت اور اعتماد کی جگہ ہیں۔ جانور اپنے چارے کو اوجھڑی میں جمع کرتا ہے اور انسان اپنے کپڑے رکھنے والی پوٹی (آج کل بیگ) میں رکھتے ہیں عرب دل اور سینے کو بطور کنایہ کَرِشْ اور عیبہ سے تعبیر کرتے ہیں مراد چھوٹے نیچے اور عیال لیتے ہیں۔ جماعت کے معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں۔ اس معنی پر محمول کرنا بھی درست ہے۔ یعنی انصار ہماری جماعت اور ہمارے صحابہ ہیں اور ہمارے عیال اور چھوٹے بچوں کی مانند ہیں کہ ان پر شفقت، مہربانی اور غمخواری زیادہ ہوتی ہے۔

۲۲ یعنی نصرت، خیر خواہی اور جان و مال کا قربان کرنا

۲۳ اور جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کے لیے ہے یعنی ثواب، جنت میں داخل کرنا، یہ اس عہد کی طرف اشارہ ہے جس پر انصار نے لیلۃ العقیۃ (منیٰ شریف میں بڑے شیطان کے پاس رات کے وقت) بیعت کی اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنْ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنْ لَّهُمُ الْجَنَّةُ (۹/۱۱۱) بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لیے۔ اس کے بدلے کہ ان کے لیے جنت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مرض وصال میں باہر تشریف لائے یہاں تک کہ منبر پر تشریف فرما ہوئے پس اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی بھر فرمایا: اما بعد! بیشک لوگ زیادہ ہوں گے ملے اور انصار کم ہوں گے ملے یہاں تک کہ لوگوں میں اس طرح ہوں گے جس طرح کھانے میں نمک ملے پس تم میں سے جو کسی کام کا والی بنے جس میں وہ ایک گروہ کو نقصان دے اور دوسرے گروہ کو فائدہ دے تو وہ ان کے نیکو کار سے قبول کرے

۵۹۲۰ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ حَتَّى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ النَّاسَ يَكْتُمُونَ وَيَقِلُّ الْأَنْصَارُ حَتَّى يَكُونُوا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَرِيَ مِنْكُمْ شَيْئًا يَضُرَّ فِيهِ قَوْمًا وَيَنْفَعُ فِيهِ الْآخَرِينَ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ

وَلَيَتَجَاوَزَنَّ عَنْ مَسِيئَتِهِمْ
(رداء البخاری)

اور ان کے خطا کار سے درگزر کرے۔
(بخاری)

۱۷ لوگ اسلام میں دن بدن زیادہ ہوں گے، ہر طرف سے آئیں گے اور اپنے وطنوں سے ہجرت کریں گے۔

۱۸ کیونکہ ان کا کوئی بھی بدل نہیں ہے۔ اس لیے کہ انصار اس جماعت کا نام ہے جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جگہ پیش کی اور آپ کی خدمت و نصرت کی، یہ چیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ حیات ظاہری ختم ہونے سے ختم ہو جائے گی۔ اسی طرح کہا گیا ہے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ آنے والے مہاجرین میں بھی پائی جاتی ہے (تو انصار کی کیا خصوصیت ہوئی؟ ۱۲ اشرف قادری) اس لیے ظاہر یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے مہاجرین اور ان کی اولاد کی کثرت کی اور اس بات کی کہ مہاجرین مختلف شہروں میں پھیل جائیں گے وہاں قیام اور حکومت کریں گے، اس کے برخلاف انصار کا وجود کم ہوگا اور وہ باقی نہیں رہیں گے اور حقیقت بھی یہ ہے کہ انصار کا وجود کم ہوا جس طرح مخیر صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔

۱۹ اس تشبیہ میں بھی انصار کی قلت کا بیان ہے، نیز ان کی تعریف کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جس طرح تمک کھانے کی اصلاح کرتا ہے اسی طرح انصار کا وجود اہل اسلام کی اصلاح کرے گا۔
۲۰ یعنی والی اور حاکم ہو۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ! انصار کو ان کے بیٹوں کو اور ان کے پوتوں کو بخش دے (مسلم)

۲۱ اس حدیث کے ظاہر سے مغفرت کی تخصیص دو مرتبوں (بیٹوں اور پوتوں) کے ساتھ معلوم ہوتی ہے اور اگر اسے ابناء (بیٹوں) کے آخری مرتبے پر محمول کیا جائے خواہ وہ کہیں بھی ہو تو بعید نہیں ہے۔ بلکہ اگر ابناء کو اولاد پر محمول کریں تو بھی بعید نہیں ہوگا۔

حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انصار کے بہترین گھر بنو نجار کے ہیں۔ پھر بنو عبد الاشہل، پھر بنو حارث بن خزرج، پھر بنو ساعدہ اور انصار کے تمام گھروں میں خیر ہے۔

۵۹۶۱ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلَا بَنَاءَ إِلَّا بَنَاءُ وَلَا بَنَاءَ إِلَّا بَنَاءُ (رداء مسلط)

۵۹۶۲ وَعَنْ أَبِي أُسَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ وَفِي كُلِّ

دُرِّ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(صحیحین)

۱۔ ابواسید ہمزے پر پیش، سین پر زبر یا ہمزے پر زبر، سین کے نیچے زیر، دونوں طرح علماء نے بیان کیا ہے۔ دوسری صورت زیادہ صحیح ہے۔ ان کا نام مالک بن ربیعہ ہے، کینیت کے ساتھ مشہور ہوئے وہ بدری صحابہ کرام میں سے سب سے آخر میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۲۔ انصار کے بہترین قبیلے اور بہترین گھر بنو نجار ہیں۔ نون پر زبر، جیم مشدود، انصار کے ایک قبیلے کا نام ہے (جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ننھیال ہونے کا شرف حاصل ہے ۱۲ شرف قادری)۔

۳۔ بنو عبد الاشہل یہ بھی انصار کا ایک قبیلہ ہے۔

۴۔ بنو حارث بن خزرج فقط والی خاء پر زبر، زاء ساکن، راء پر زبر

۵۔ بنو ساعدہ عین کے نیچے زیر

۶۔ یعنی انصار کے تمام قبائل کو فضیلت و شرافت حاصل ہے اگرچہ ان میں سے بعض زیادہ فضیلت والے ہیں۔ فضیلت کے مراتب مختلف ہیں، لہذا ابتداء میں خیر کا معنی بہترین ہے اور آخر میں خیر کا معنی بہتری ہے صراح میں ہے خیر کا معنی ہے اچھائی، مہلائی اور بہترین۔

۵۹۱۲ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرُ وَالْمُقَدَّادُ وَفِي رِوَايَةٍ وَأَبَا مَرْثَدٍ بَدَلُ الْمُقَدَّادِ فَقَالَ انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوا مِنْهَا فَإِنِ انْطَلَقْنَا يَتَعَادَى بَيْنَا خَيْلُنَا حَتَّى أَتَيْنَا إِلَى الرَّوْضَةِ فَإِذَا نَحَرُ بِالظَّعِينَةِ فَقُلْنَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ قَالَتْ مَا مَعِيَ مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الْكِتَابَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَأَتَيْنَاهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى نَاسٍ مِنْ

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زبیر اور مقداد کو بھیجا اور ایک روایت میں مقداد کی بجائے ابو مرثد کا نام ہے اور فرمایا تم روانہ ہو جاؤ یہاں تک کہ خانہ نامی باغ تک پہنچو، وہاں ایک ہودج سوار عورت ہے اس کے پاس ایک مکتوب ہے۔ وہ اس سے لے لو چنانچہ ہم روانہ ہوئے۔ ہمارے گھوڑے ہمیں لے کر دوڑ رہے تھے یہاں تک کہ ہم باغ تک پہنچ گئے اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سوار عورت ہے۔ ہم نے کہا مکتوب نکال دے۔ اس نے کہا میرے پاس کوئی مکتوب نہیں ہے۔ ہم نے کہا کہ یا تو مکتوب نکال دے یا ہم تیرے کپڑے اتار دیں گے چنانچہ اس نے اپنے جوتے سے مکتوب نکال دیا وہ لاکر ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اچانک اس میں لکھا ہوا تھا کہ حاطب

الْمُشْرِكِينَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ
بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هَذَا فَقَالَ يَا رَسُولَ
اللَّهِ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّي كُنْتُ أَمْرًا مُلَصَّقًا
فِي قُرَيْشٍ وَلَوْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَ
كَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهْجُ
قُرَابَةٍ يَجْمَعُونَ بِهَا أَمْوَالَهُمْ وَ
أَهْلِيهِمْ بِمَكَّةَ فَاحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي
ذَلِكَ مِنَ السَّبَبِ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ
فِيهِمْ يَدًا يَحْمُونَ بِهَا قُرَابَتِي دَمًا
فَعَلْتُ كُفْرًا وَلَا أَرْتَدُّ أَعَنْ دِيْنِي
وَلَا رَضِي يَالْكَفْرَ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِي
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصْرِبُ عَنْتِي هَذَا الْمُنَافِقُ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيكَ
لَعَلَّ اللَّهَ أَظْلَمَ عَلَى أَهْلِ بَدْرِ
فَقَالَ اْعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ
وَجَبَتْ لَكُمْ الْجَنَّةُ وَفِي رِوَايَةٍ
قَدْ عَفَرْتُ لَكُمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا
عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ابن ابی بلتعہ کی طرف سے اہل مکہ کے کچھ مشرک لوگوں
کی طرف، اس حال میں کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے بعض معاملات کی خبر دے رہے تھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حاطب! یہ کیا ہے؟
انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس عمل کی بنا پر مجھے
سزا دینے میں جلدی نہ فرمائیں۔ میں قریش سے وابستہ
شخص ہوں۔ خود ان میں سے نہیں ہوں آپ کے ساتھ
جو مہاجرین ہیں ان کی (اہل مکہ سے) رشتہ داری ہے
جس کے ذریعے اہل مکہ مہاجرین کے اموال اور اہل عیال
کو جمع کرتے ہیں۔ پس چونکہ میری ان سے رشتہ داری
نہیں ہے۔ اس لیے میں نے پسند کیا کہ ان پر کوئی احسان
کروں جس کے سبب وہ میرے رشتے داروں کی حفاظت
کریں۔ میں نے یہ کام کفر کی بناء پر نہیں کیا۔ اور
نہ ہی اپنے دین سے برگشتہ ہونے کی بناء پر۔ اور نہ ہی
اسلام کے بعد کفر پر راضی ہونے کی وجہ سے کیا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک
اس نے تمہیں سچ کہا ہے۔ حضرت عمر فاروق نے
عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ اس منافق
کی گردن اڑا دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا بیشک وہ بدر میں حاضر ہوئے ہیں اور تمہیں
کیا پتہ؟ شاید کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر کے دلوں پر مطلع
ہوا۔ پس فرمایا تم جو چاہو کرو، تمہارے لیے جنت
واجب ہو گئی ہے اور ایک روایت میں ہے: میں
نے تمہیں بخش دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت
نازل فرمادی۔ اے ایمان والو! میرے اور اپنے
دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

(صحیحین)

۱۷ ابو مرثد میم پر زبر، راء ساکن اور تین نقطے والی تاء پر زبر۔ یعنی ایک روایت میں حضرت مقداد کی جگہ حضرت ابو مرثد کا نام ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔

۱۸ خاخ نقطے والی دو غاء، مکہ روڈ پر مدنیہ طیبہ کے نزدیک ایک جگہ کا نام ہے۔
 ۱۹ جواہل مکہ کے پاس لے جا رہی ہے۔ صراح میں ہے 'طَلْحُوتُ' نقطے والی تاء اور بے نقطہ عین کے ساتھ، اس کا معنی ہے کجاوہ اور کجاوے میں بیٹھنے والی عورت۔
 ۲۰ جو تمھیں نکال دوں۔

۲۱ اور تمھیں ننگی کر دیں گے، بعض نسخوں میں ہے 'كُتْلَقَيْنِ' دو نقطے والی تاء کے ساتھ، یعنی تو اپنے کپڑے اتارے گی۔

۲۲ عَقِیْقَتُ وہ بال جنھیں مکہ لگائی گئی ہو (جُوڑا) اس کی جمع ہے عَقَاقُ عین کے پیچھے زیر۔
 ۲۳ عَاطِبُ بے نقطہ حاء اور طاء کے ساتھ۔ ابن ابی بلتہ باء پر زبر، لام ساکن اور تاء پر زبر۔

۲۴ اور وہ یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ کو فتح کرنے کی تیاری فرما رہے تھے آپ نے اس پر وگرام کی کسی کو اطلاع نہیں دی تھی۔ یہ راوی کا کلام ہے ورنہ حضرت عاتب نے یہ مکتوب اہل مکہ کی خوشامد اور ان کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے لکھا تھا وہ یہ عبارت کس طرح لکھ سکتے تھے؟ کہ عاتب کی طرف سے کچھ مشرک لوگوں کے نام۔ اس قصے کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے ارادے سے مدنیہ منورہ سے خیبر کی طرف متوجہ ہوئے تھے اور کسی کو اس حال کی حقیقت کی اطلاع نہیں دی تھی۔ یہ ایک چال تھی جو جنگ میں جائز ہے۔ شعر

سکندر کہ با شرقیاں حرب برداشت

در نیمہ گویند در غرب برداشت

سکندر جو مشرق کے لوگوں سے جنگ کرتا تھا کہتے ہیں کہ نیمے کا دروازہ مغرب میں رکھتا تھا (یہ شیخ سعدی کا شعر ہے یہ بھی فرماتے ہیں کہ از چپ آوازہ انداخت از راست رفت وہ بائیں جانب جانے کا تاثر دیتا تھا اور دائیں جانب جاتا تھا۔ اسے جنگی چال (اسٹراٹجی) کہتے ہیں ۱۲ شرف قادری۔

حضرت عاتب صحابی تھے انھوں نے اہل مکہ کو تحریری اطلاع بھجوائی اور حقیقت حال سے آگاہ کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمھاری طرف آرہے ہیں، ہوشیار ہو جاؤ۔

۲۵ تمھارا یہ مکتوب لکھنا اور مشرکین مکہ کو حقیقت حال کی اطلاع دینا کیا ہے؟

۲۶ حضرت عاتب قریش کے حلیف تھے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ان کے غلام تھے۔

۲۷ ہو سکتا ہے کہ یہ ضمیریں مہاجرین کی طرف راجع ہوں (یعنی مہاجرین رشتہ داری کی بنا پر اپنے اموال

اور اہل و عیال کو جمع کرتے ہیں۔ ایک نسخہ میں ”مُتَمَعُونَ“ ہے۔ بے نقطہ حاء کے ساتھ، یعنی مہاجرین اپنے اموال اور عیال کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ نسخہ زیادہ واضح ہے (۱۲ شرف قادری)

۱۲ یعنی میں نے یہ کام اپنے ان رشتہ داروں کے فائدے کے پیش نظر کیا ہے جو مکہ معظمہ میں ہیں و شرکین میری خوشامد کی وجہ سے میرے رشتہ داروں کا خیال کریں گے۔

۱۳ یعنی اس لیے یہ کام نہیں کیا کہ میں کافر اور منافق ہوں اور دل سے ایمان نہیں لایا۔

۱۴ اس لیے یہ کام نہیں کیا کہ میں ایمان لانے کے بعد کافر ہو گیا ہوں اور اپنے دین سے نکل گیا ہوں۔

۱۵ اور حقیقت حال وہی ہے جو اس نے کہی ہے۔

۱۶ شارحین کہتے ہیں کہ شاید واقعہ کے بیان کرنے میں تقدیم و تاخیر ہو گئی ہو ورنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدیق فرمانے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ بات کہنا بعید ہے۔

۱۷ گو یا حضرت عمر فاروق نے عرض کیا کہ کیا ہوا اگرچہ یہ بدر میں حاضر تھے۔

۱۸ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان پر نظر رحمت و شفقت فرمائی۔ کحل ترجمہ اور امید رکھنے کے معنی میں آتا ہے اس کا تعلق حضرت عمر فاروق سے ہے ورنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقت حال کا یقین تھا۔ زیادہ مناسب یہ ہے کہ کحل کا لفظ اس لیے استعمال فرمایا کہ اہل بدر اس پر اعتماد و تکیہ نہ کر لیں اور عمل نہ چھوڑ دیں اَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ تم جو چاہو کرو، کرم اور عنایت کے اظہار کے لیے ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ انھیں اجازت دے دی ہے کہ جو چاہیں کریں، اچھی طرح سمجھ لیجیے، اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

۱۹ حضرت عاطب اور ان کے امثال کو اس فعل سے روکنے کے لیے۔

رفائدہ: غور کیجیے کہ حضرت عاطب رضی اللہ عنہ نے ایک ٹاپ سیکرٹ جنگی راز افشا کرنے کی کوشش کی تھی، دنیا کی کوئی حکومت ایسے عمل کو معاف نہیں کرے گی لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دل کی کیفیت پر آگاہ ہو کر اس لیے انھیں معاف کر دیا کہ وہ اہل بدر میں سے ہیں۔ ہمارے قارئین کو یہ حدیث پیش نظر رکھنی چاہیے اور اگر کسی شخص سے خطا سرزد ہو جائے تو اس کی سابقہ خدمات اور قربانیوں پر پانی نہیں پھیر دینا چاہیے (۱۲ شرف قادری)۔

۵۹۶۳ وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ
جَاءَ جَبْرِ مَيْلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَعْدُونَ
أَهْلَ بَدْرٍ فَبَيَّنَّا لَهُمْ أَنَّ أَفْضَلَ
الْمُسْلِمِينَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ

حضرت رفاعہ ابن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہنے لگے آپ اپنے درمیان اہل بدر کو کس مرتبے پر رکھتے ہیں فرمایا ہم انھیں افضل مسلمان قرار دیتے ہیں۔ یا اس

وَكَذَلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا قِتَ
الْمَلَكَةِ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

جیسا کوئی کلمہ فرمایا سیکہ جبریل امین نے کہا: اسی
طرح وہ فرشتے ہیں جو بدر میں حاضر ہوئے۔ سیکہ
(بخاری)

۱۔ رفاعہ راء کے پیچھے زیر، اس کے بعد فاع ابن رافع انصاری اور بدری صحابی ہیں۔
۲۔ اور انھیں کس گروہ میں شمار کرتے ہیں۔
۳۔ جس سے ان کی شرافت اور مرتبے کی زیادتی معلوم ہوتی ہے۔
۴۔ ہم ان کی فضیلت جانتے ہیں۔

۵۹۶۵ وَعَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا رَجُوعَ
أَنْ لَا يَدْخُلَ النَّارَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ
أَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحَدِيثُ قُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللَّهُ
تَعَالَى وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا قَالَ
فَلَمْ تَسْمَعِيهِ يَقُولُ نَحْنُ مِّنْجِي الَّذِينَ
اتَّقَوْا ذُنُوبَهُمْ لَا يَدْخُلُ النَّارَ إِنْ
شَاءَ اللَّهُ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ
أَحَدٌ الَّذِينَ بَايَعُوا تَحْتَهَا

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: ہمیں امید ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا
تو کوئی ایسا شخص جہنم کی آگ میں داخل نہیں ہوگا
جو بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا
یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے
کوئی شخص نہیں ہے مگر وہ دوزخ کی آگ میں آنے
والا ہے سیکہ (ترجمہ) فرمایا پس تم نے نہیں سنا کہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: پھر ہم ان لوگوں کو نجات
دیں گے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا سیکہ اور ایک روایت
میں ہے: آگ میں داخل نہیں ہوگا، اگر اللہ تعالیٰ
نے چاہا۔ اصحاب شجرہ میں سے کوئی بھی، جنہوں نے
اس درخت کے پیچھے بیعت کی۔

۱۔ حضرت حفصہ ام المؤمنین اور حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب کی صاحبزادی ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)
۲۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت کی قید شک کے لیے نہیں بلکہ رغبت اور بارگاہ الہی کے ادب کے لیے ہے۔
۳۔ یعنی پل صراط سے گزرتے وقت، مطلب یہ ہے کہ جب دوزخ میں آنا تمام انسانوں کو شامل ہے
تو اہل بدر و حدیبیہ سے اس کی نفی کس طرح درست ہوگی؟

۴۔ پس آگ سرد اور سلامتی والی ہو جائیگی۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام کے لیے ہوئی تھی یعنی آگ میں داخل
ہوں گے اور چھپنے والی بجلی یا آدھی کی طرح گزر جائیں گے اور اس آگ سے انھیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ یہ
مراد ہے داخل ہونے کی نفی سے۔ اور یہ کیفیت متقیوں کے لیے ہوگی۔ اہل بدر اور حدیبیہ اس جماعت میں

داخل ہیں۔

۱۷ یہ اصحاب شجرہ کی تفسیر (اور صفت) ہے یہ درخت حدیبیہ میں تھا۔

۵۹۶۶ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ
أَلْفًا وَآرْبَعًا مِائَةً قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتُمْ هَذَا يَوْمَ خَيْرِ قَوْمٍ
أَهْلِ الْأَرْضِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
ہم حدیبیہ کے دن چودہ سو تھے۔ ہمیں نبی اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم آج دولے زمین کے بہترین
لوگ ہو۔ (صحیحین)

۱۸ ایک روایت میں ہے کہ تیرہ سو تھے، ان دونوں روایتوں کے درمیان تطبیق شرح (لمعات) میں بیان
کی گئی ہے۔

۵۹۶۷ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَصْعَدُ الثَّنِيَّةَ
ثَنِيَّةَ الْمُرَارِ فَإِنَّهُ يُحِطُّ عَنْهُ مَا
حُطِّ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَانَ أَوَّلُ
مَنْ صَعِدَهَا خَيْلُنَا خَيْلَ بَنِي الْخَزَرَجِ
ثُمَّ تَتَأَمَّرُ النَّاسُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ مَغْفُورٌ
لَهُ إِلَّا صَاحِبَ الْجَمَلِ الْأَحْمَرَ فَاتَيْنَاهُ
فَقُلْنَا لَعَالَى يَسْتَغْفِرُ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا إِنَّ أَحَدَ ضَالَّتِي
أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لِي صَاحِبُكُمْ
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

وَذَكَرَ حَدِيثُ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُبَىُّ
كَعْبٌ إِنْ أَمَرَ اللَّهُ أَمْرِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ
لَمْ يَكُنِ الدِّينَ كَفَرُوا فِي بَابٍ بَعْدَ
فَضَائِلِ الْقُرْآنِ -

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو پہاڑ کے بلند
راستے ثنیتہ المرارہ پر چڑھے گا؟ اس لیے کہ
شان یہ ہے کہ اس سے وہ کچھ کم کیا جائے گا جو
بنی اسرائیل سے کم کیا گیا۔ سب سے پہلے جو اس
گھاٹی پر چڑھے وہ ہمارے یعنی بنو الخزرج کے
گھوڑے تھے۔ پھر سب لوگ یکے بعد دیگرے آگئے
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سب بخشے
ہوئے ہو سوائے سرخ اونٹ والے کے، ہم اس کے
پاس آئے اور کہا: کہ تیرے لیے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دعا لے مغفرت فرمائیں۔ اس نے کہا
کہ مجھے اپنی گمشدہ چیز کا پالینا اس سے زیادہ محبوب
کہ تمہارے صاحب میرے لیے دعا لے مغفرت کریں
(مسلم) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب کو
فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں
تمہیں سورہ لم یکن الذین کفروا پڑھ کر سناؤں، یہ
حدیث فضائل قرآن کے بعد والے باب میں ذکر کر
دی گئی ہے۔ ۱۷

۱۰ شنبیۃ " تین نقطوں والی ثاء پر زبر، نون کے نیچے زیر، یاء مشد، اس کا معنی ہے بندہ پاڑبی راستہ، مرار، میم پر پیش، اس پر زبر بھی آئی ہے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان حدیبیہ کے راستے میں ایک جگہ کا نام جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام مات کے وقت پہنچے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گھاٹی پر تیزی سے چڑھنے کی ترغیب دی۔ ظاہر حکمت یہ تھی کہ اہل مکہ کے حال پر آگاہی حاصل کی جائے کہیں وہ کسی جگہ گھات لگائے نہ بیٹھے ہوں کہیں برا منصوبہ بنا کر اپنی ہلاکت کی کوشش نہ کر رہے ہوں اسی طرح کہا گیا ہے۔

۴۔ یہ اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان کی طرف **وَقُولُوا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ** اور کہو ہمارا سوال یہ ہے کہ ہمارے گناہ معاف فرما، ہم تمہیں معاف کر دیں گے۔

واقعہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل چالیس سال تک جنگل میں حیران اور مگرہاں رہے۔ بادل ان پر سایہ فگن رہا۔ انھیں من و سلوی عطا کیا گیا۔ اس کے بعد ان کو اس جنگل سے نکالا گیا اور حکم دیا گیا کہ شام کی اریحہ نامی بستی میں داخل ہو جاؤ، سجدہ کرو، گناہوں کی معافی کی دعا کرو اور استغفار کرو تاکہ تمھارے گناہ بخش دیئے جائیں لیکن انھوں نے رد و بدل کر دیا اور توبہ و استغفار کی بجائے دنیا کی پسندیدہ اغراض کا مطالبہ کیا تو ان پر عذاب نازل کیا گیا۔ پس بنی اسرائیل سے کم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی مغفرت کا وعدہ کیا گیا۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو فرمایا کہ جو تین سو بار پڑھ لے گا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اس سے وہ کچھ کم کر دیا جائے گا جس کے کم کرنے کا وعدہ بنی اسرائیل سے کیا گیا تھا۔

۱) اول اور (۲) خزر ج، یہ دونوں بھائی تھے (ان کی اولاد انھیں کے نام سے پکاری گئی) ثم تسام واول
تاء مفتوح اور ميم مشد

۴۷ اس کا وہی سرخ اونٹ لگم ہو گیا تھا یا کوئی اور چیز۔ ظاہر یہ ہے کہ وہ شخص کا فریقا اور اپنے آپ کو منافقت کے ساتھ مسلمانوں میں چھپایا ہوا تھا۔

۴۸ صاحب مصابیح نے یہ حدیث اس فصل میں ذکر کی ہے۔ صاحب مشکوٰۃ شریف نے ذکر قرآن کی وجہ سے اس جگہ ذکر کرتا مناسب سمجھا۔

دوسری فصل

الفصل الثاني

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے کلیلہ

٥٩٦٨
٢٥
عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْتَدُوا بِالَّذِينَ

مِنْ بَعْدِي مِنْ أَصْحَابِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ
وَأَهْتَدُوا بِهَدْيِ عُمَارٍ وَتَمَسَّكُوا بِعَهْدِ
ابْنِ أُمِّ عَبْدِ وَفِي رِوَايَةٍ حَذَّ يَفَّةَ مَا
حَذَّ ثَكْرُ ابْنِ مَسْعُودٍ فَصَدَّ قَوْلًا بَدَلًا وَ
تَمَسَّكُوا بِعَهْدِ ابْنِ أُمِّ عَبْدِ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ہمارے دو صحابیوں، ابو بکر اور عمر کی پیروی کرو اور
عمار کی سیرت کو اختیار کرو اور ابن ام عبد کے انداز
کو مضبوطی سے پکڑو۔ حضرت حذیفہ کی روایت میں
ابن ام عبد کے انداز کو مضبوطی سے پکڑو کی بجائے
یہ ہے کہ تمہیں جو کچھ ابن مسعود بیان کریں گے اس کی
تصدیق کرو (ترمذی)

۱۷ جو ہمارے بعد خلیفہ ہوں گے۔

۱۸ اِھْتَدُوا دال پر پیش، اس میں اشارہ ہے۔ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت
کی طرف (کیونکہ اختلاف صحابہ کے وقت حضرت عمار بن یاسر، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے
۱۲ الشرف قادری)

۱۹ یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، اُمّ عبدان کی والدہ کی کینت ہے۔ جیسے اس
سے پہلے بیان ہوا۔

۲۰ دین کے امور اور احکام بیان کریں تو ان کی تصدیق کرو اور انھیں سچا جانو۔ علماء فرماتے ہیں کہ
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جو بیان فرمایا وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت ہے۔ مروی
ہے کہ انھوں نے فرمایا: ہم اس شخصیت کو مؤخر نہیں کر سکتے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز
پڑھانے کے لیے) آگے کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت مروی ہے۔

۲۱ ۵۹۶۹ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوْنْتُ مُؤَمَّرًا
أَحَدًا مِّنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ لَّامَرْتُ عَلَيْهِمْ
ابْنُ أُمِّ عَبْدِ

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ہم
کسی کو بغیر مشورے کے امیر بناتے تو ہم ان لوگوں
پر ابن ام عبد کو امیر بناتے ہیں

(ترمذی، ابن ماجہ)

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ قَاجَةَ)

۲۲ یعنی انھیں امیر بنانے میں مشورے اور سوچ بچار کی ضرورت نہیں ہے۔ شارحین کہتے ہیں کہ ابن
ام مسعود رضی اللہ عنہ کو کسی معین شکر یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں کسی محلے کا امیر
بنانا مراد ہے۔ ورنہ آپ کے بعد خلافت قریش کے ساتھ مخصوص ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ
قریشی نہیں ہیں۔

۲۳ ۵۹۷۰ وَعَنْ خَيْثَمَةَ بْنِ أَبِي سَبْرَةَ قَالَ
أَكْبَتْ الْمَدِينَةَ فَسَأَلْتُ اللَّهَ أَنْ

حضرت خيثمة ابن ابی سبرہ سے روایت ہے
کہ میں مدینہ منورہ آیا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی

يُسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَيَسِّرْ لِي أَبَاهُ مَرَّةً
فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ إِنِّي سَأَلْتُ اللَّهَ
أَنْ يُسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَيَسِّرْ لِي
فَوَفَّقْتُ لِي فَقَالَ مَنْ آيَنَ أَنْتَ قُلْتُ
مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ حَتَّى أَلْتَمِسُ الْخَيْرَ
وَأُطْلِبُهُ فَقَالَ أَلَيْسَ فِيكُمْ سَعْدُ بْنُ
مَالِكٍ مُجَابُ الدَّعْوَةِ وَابْنُ مَسْعُودٍ
صَاحِبُ طَهُورٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعْلِيهِ وَحَذَائِفَةُ
صَاحِبُ سِرِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَمَّارُ الَّذِي أَجَارَهُ اللَّهُ مِنَ
الشَّيْطَانِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَبَسْلَمَانُ صَاحِبُ الْكِتَابَيْنِ يَعْجِي
الْوُجَيْدَ وَالْقُرْآنَ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۰ خیشمہ نقطہ والی خاء، یا ساکن اور تین نقطہ والی ثاء پر زبر ابن ابی سبرہ بے نقطہ سین پر زبر،
باء ساکن، اکابر اور ثقہ تابعین میں سے ہیں۔
۱۱ دُفِقْتُ فاء کی تخفیف کے ساتھ، صیغہ مہول، دَفِقْتُ سے ہے جس کا معنی ہے موافق واقع
ہونا، بعض نسخوں میں فیسر لی نہیں ہے۔
۱۲ اپنی ذات کے لیے

۱۳ حضرت سعد بن ابی وقاص مراد ہیں۔ ان کے والد ابو وقاص کا نام مالک ہے۔
۱۴ آپ کے وضو کا پانی ان کے حوالے تھا اور وہ پانی میاں رکھتے تھے اور حاضر کرتے تھے۔ طہور
طاء پر زبر، اس کا معنی ہے پاک کرنے والا یعنی پانی اور طہور طاء کے پیش کے ساتھ، اس کا معنی
طہارت ہے۔
۱۵ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک بحفاظت رکھتے تھے (اور بوقت ضرورت پیش
کر دیتے تھے۔
۱۶ ان کے پاس منافقوں کا علم تھا۔

۵۷ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے عمار کو شیطان اور اس کی پیروی سے محفوظ فرمایا ہے۔

۵۸ کیونکہ وہ انجیل پڑھ کر اس پر ایمان لائے تھے اس کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قرآن پاک پڑھا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت کی تھی۔ مشہور یہ ہے کہ ان کی عمر تین سو سال تھی۔ صحیح یہ ہے کہ ان کی عمر اڑھائی سو سال تھی واللہ تعالیٰ اعلم۔ ان کا لقب سلمان الخیر ہے ان کے والد کا نام معلوم نہیں ہے۔ جب ان سے والد کے بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے میں اسلام کا بیٹا ہوں۔ رضی اللہ عنہ

۵۹،۱ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعُوَ الرَّجُلُ أَبُو بَكْرٍ نَعُوَ الرَّجُلُ عُمَرُ نَعُوَ الرَّجُلُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ نَعُوَ الرَّجُلُ أُسَيْدُ بْنُ الْحَضِيرِ نَعُوَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمٍّ نَعُوَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجُبُوحِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھے مرد میں ابو بکر، اچھے مرد میں عمر، اچھے مرد میں ابو عبیدہ ابن الجراح، اچھے مرد میں اسید بن حضیر، اچھے مرد میں ثابت بن قیس، اچھے مرد میں معاذ بن جبل، اچھے مرد میں معاذ بن عمرو بن الجوح (ترمذی) انھوں نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

۶۰ اسید بن عمرو بن الجوح، جیم پر زبر اور سین پر زبر، علماء نے ہمزے پر زبر اور سین کے نیچے زبر کے ساتھ بھی بیان کیا ہے۔ ابن حنفیہ نے نقطہ حاء پر پیش اور نقطہ والی صاڈ پر زبر۔

۶۱ معاذ بن عمرو بن الجوح، جیم پر زبر اور بے نقطہ حاء کے ساتھ، انصاری صحابی ہیں۔ بیعت عقبہ اولیٰ میں حاضر ہوئے۔ غالباً یہ اکابر صحابہ ماجرین اور انصار ایک مجلس میں حاضر تھے اس لیے ان میں سے ہر ایک کو مدح و ثناء سے مشرف فرمایا یا ان حضرات کو جمع کرنے کی کوئی دوسری تقریب (مناسبت) ہوگی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک جنت تین افراد کی مشتاق ہے (۱) علی مرتضیٰ (۲) عمار اور (۳) سلمان (ترمذی)

۶۲،۱ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاكُ إِلَيَّ ثَلَاثَةً عَلِيٍّ وَعَمَّارٍ وَسَلْمَانَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۶۳ مقصد ان تین حضرات کے جنتی ہونے کی اس حد تک تاکید اور اس میں مبالغہ ہے کہ جنت ان کی مشتاق اور ان کے لیے بے تاب ہے کہ ب یہ اس میں آئیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اہل جنت یعنی فرشتوں اور حور و غلمان کا شوق مراد ہے۔

۶۳،۲ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ اسْتَأْذَنَ عَمَّارٌ

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
اُذِنُوا لَهُ مُرَجَّبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

کہ عمار بن یاسر نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی، آپ نے فرمایا
انہیں اجازت دو۔ پاکیزہ اور پاک کیے ہوئے کو
خوش آمدید (ترمذی)

۱۔ وہ شخص جو اپنی ذات کے اعتبار سے پاک ہے اور اسے تہذیب صفات و اخلاق سے پاک کیا

۵۹۴۳ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خَيْرَ
عَمَلٍ بَيْنَ الْأُمَرَاءِ إِلَّا اخْتَارَ أَسَدَهُمَا
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمار بن یاسر
کو جب بھی دو کاموں میں اختیار دیا گیا تو انہوں نے
ان دونوں میں سے وہ کام اختیار کیا جو ان کے لیے
سخت ترین تھا (ترمذی)

۱۔ یعنی وہ کام جس میں احتیاط اور فضیلت زیادہ تھی جیسے کہ قرب اور طہایت کے راستے کے سالکوں کا
طریقہ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو آسان اور زحمت والا کام اختیار کرتے تھے تو اس کے لیے کہ
آپ امت کو سہولت اور آسانی عطا فرمانا چاہتے تھے۔ بعض نسخوں میں ہے اَدْنَىٰ هُمَا يَهْدِيهِمَا إِلَىٰ رِشْدٍ وَطَهَارَةٍ
کے مشتق سے۔ معنی یہ کہ عمار اس کام کو اختیار کرتے ہیں جو زیادہ ہدایت والا ہوتا ہے۔ یہ پہلے معنی کے قریب ہے
۵۹۴۵ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا حُبِدَتْ
جَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ الْمُنَافِقُونَ
مَا أَخَفَّ جَنَازَتُهُ وَذَلِكَ لِحُكْمِهِ فِي بَنِي
قُرَيْظَةَ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَحْبِلُهُ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب
حضرت سعد بن معاذ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافقین نے
کہا کہ ان کا جنازہ کتنا ہلکا ہے؟ اور یہ اس لیے ہے
کہ انہوں نے بنو قریظہ کے بارے میں حکم کیا تھا یہ
ہات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا تھا آپ نے فرمایا
بے شک فرشتے انہیں اٹھائے ہوئے تھے (ترمذی)

۱۔ بنو قریظہ یہودیوں کا ایک قبیلہ ہے ان کا واقعہ یہ ہے کہ یہ قبیلہ حضرت سعد بن معاذ کی امان اور ان کے
معاہدہ میں تھا۔ یہ لوگ ان کے عہد میں قلعے سے نیچے آ گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو کہا
کہ آپ ان کے بارے میں کیا فیصلہ کرتے ہیں انہوں نے عرض کیا کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی
عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر عمل فرمایا اور سعد بن معاذ کو فرمایا: آپ
نے وہی فیصلہ کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر سے کیا ہے۔

منافقوں کو بات کرنے کا موقع مل گیا انھوں نے زبان طعن و راز کی اور کہا کہ ان کے جنازے کے ہکا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے یہ ناحق فیصلہ کیا تھا، یہ ان کی بکواس تھی۔ جنازے کے ہکا ہونے کی اس بات سے کیا مناسبت ہے؟ (وجہ وہ تھی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ۱۲ شرف قادری) آپ نے خبر دی کہ ستر ہزار فرشتے سعد کے جنازہ پر حاضر ہوئے۔

۵۹۷۶ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هَمْرٍ وَ قَالَ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ مَا أَظَلَّتِ الْخَضِرَاءُ وَلَا أَقَلَّتِ
الْغُبَرَاءُ أَصْدَقَ مِنْ أَبِي ذَرٍّ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرطتے ہوئے سنا کہ نیلگوں آسمان نے ابوذر غفاری سے زیادہ سچے شخص پر سایہ نہیں ڈالا اور گروہ و آلود زمین نے کسی ایسے شخص کو نہیں اٹھایا۔ (ترمذی)

۱۷ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اکابر صحابہ اور اصحاب فقر و تجرید و زہد میں سے تھے۔ ان کے حالات اس کتاب کے بعض مقامات پر لکھے گئے ہوں گے۔ شارحین کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بطور مبالغہ ہے یا انبیاء کرام اور ان صحابہ کرام کے ماسوا کے ساتھ مخصوص ہے جو ان سے زیادہ فضیلت رکھنے والے ہیں۔

۵۹۷۷ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَظَلَّتِ الْخَضِرَاءُ
وَلَا أَقَلَّتِ الْغُبَرَاءُ مِنْ ذِي لَهْجَةٍ
أَصْدَقَ وَلَا أَوْفَى مِنْ أَبِي ذَرٍّ شَيْءٌ عِيسَى
ابْنُ مَرْيَمَ يَعْنِي فِي الزُّهْدِ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان نے سایہ نہیں ڈالا اور زمین نے نہیں اٹھایا ایسے صاحب زبان کو جو ابوذر سے زیادہ سچا اور صاف گو ہو۔ ابوذر، عیسیٰ ابن مریم کے مشابہ ہیں یعنی زہد میں۔ (ترمذی)

۱۸ کیونکہ وہ حق بات کہنے میں کسی چشم پوشی اور مہینت سے کام نہیں لیتے اور حق بات کہہ دیتے ہیں، اگرچہ تلخ ہو جیسے کہ ان کے احوال میں مذکور ہے۔ لُحْجَةٌ لام پر زبر اور ہاء ساکن، اس کا معنی زبان ہے مِنْ أَبِي ذَرٍّ متعلق ہے أَصْدَقُ اور أَوْفَى دونوں سے۔

۱۹ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے مذہب میں مال کا ذخیرہ کرنا حرام تھا اگرچہ آدمی حق زکوٰۃ ادا کرے یہ الفاظ یَعْنِي فِي الزُّهْدِ راوی کے الفاظ ہیں اور مصابیح میں مذکور نہیں ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے فرمایا:

۵۹۷۸ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ لَمَّا حَضَرَكَ
الْمَوْتُ قَالَ التَّمَسُّوا الْعِلْمَ عِنْدَ أَرْبَعَةٍ

چار حضرات سے علم طلب کرو (۱) عومیر بن ابوالدرداء
(۲) سلمان بن مسعود (۳) ابن مسعود (۴) عبداللہ بن سلام
جو یہودی تھے پھر اسلام لے آئے تھے اس لیے کہ میں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا
کہ وہ جنت میں دس افراد میں سے دسویں ہیں (ترمذی)

عَنْدَ عُمَيْرِ بْنِ الدَّرْدَاءِ وَعِنْدَ سَلْمَانَ
وَعِنْدَ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
سَلَامٍ الَّذِي كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ
فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ عَاشِرَ عَشْرَةٍ فِي الْجَنَّةِ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۔ عومیر عین پر پیش، واڈ پر زبر (میم کے نیچے زیر) اور آخر میں راء ابی الدرداء ان کا نام عومیر ہے
اور ابوالدرداء کی کنیت سے مشہور ہوئے۔ یہ کنیت ان کی بیٹی کی نسبت سے ہے جن کا نام درداء ہے حضرت
ابوالدرداء انصاری خزر جی ہیں۔ فقیہ، عالم، زاہد اور اہل صفہ کے حکیم تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں
اور حضرت سلمان فارسی کو بھائی بنایا تھا۔

۲۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مناقب مشہور ہیں اور اس سے پہلے بیان کیے جا چکے ہیں۔
۳۔ حضرت ابن مسعود کے مناقب بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے (اس لیے کہ مشہور و معروف ہیں اور
اس سے پہلے بیان کیے جا چکے ہیں۔
۴۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ طیبہ تشریف آوری کے پہلے دن اسلام لائے۔ تورات کے پڑھنے
کی بناء پر پہلے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں علم و معرفت رکھتے تھے اور آپ کی زیارت
کے مشتاق تھے۔

عمر ما بود کہ مشتاقِ لقایت بودم

لاحرمِ روئے ترا دیدم و از جا رفتم

(میں مدتوں سے آپ کی زیارت کا شوق رکھتا تھا، لازمی بات ہے کہ میں نے آپ کا چہرہ انور
دیکھا تو بے خود ہو گیا۔)

۵۔ یعنی دس جنتی افراد میں سے دسویں کی مانند ہیں۔ یہ تاویل اس لیے کی کہ وہ عشرہ مبشرہ میں سے نہیں
ہیں۔ اسی طرح علامہ طیبی نے فرمایا۔ ان کی اس تقریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے فی الجنتہ کو عشرہ
کی صفت قرار دیا ہے اور عشرہ سے عشرہ مبشرہ مراد لیے ہیں۔ عبارت سے ظاہر یہ ہے کہ وہ جنت میں داخل
ہونے والے دسویں ہوں گے۔ ان سے پہلے صرف نو جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ
جس جماعت کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے وہ دسویں جماعت ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵۹۶۹ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ
اللَّهِ نَوَاسُتَخْلَفُ قَالَ إِذَا اسْتَخْلَفْتُ

حضرت حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہما سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ

عَلَيْكُمْ فَعَصَيْتُمُوهُ عَذِبْتُمْ وَأَلَكْتُمْ مَا
عَذَّبَكُمْ حَذِيفَةُ فَصَدَّ قَوْلَهُ وَمَا أَقْرَبَكُمْ
عَبْدُ اللَّهِ فَأَقْرَعُوا
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

کتنا اچھا ہوتا کہ آپ کسی کو خلیفہ بنا دیتے۔ آپ نے فرمایا: اگر ہم کسی کو تم پر خلیفہ مقرر کر دیتے اور تم اس کی نافرمانی کرتے تھے تو تمہیں عذاب دیا جاتا، لیکن تمہیں جو کچھ حذیفہ بیان کریں اس کی تصدیق کرو گے اور تمہیں جو کچھ عبد اللہ ابن مسعود پڑھائیں اسے پڑھو گے۔

(ترمذی)

۱۵ تم اس کی اطاعت نہ کرتے، اس کی خدمت کو قبول نہ کرتے اور ان کی مخالفت کرتے تو تمہیں عذاب دیا جاتا۔

لے اور انھیں سپاہانو

۳۷ شارحین نے اس کا مطلب اس طرح بیان کیا ہے کہ گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لیے یہ ضروری اور اہم نہیں ہے کہ ہم سے خلیفہ بنانے کا سوال کرو کیونکہ تم جس شخص کو خلافت کا اہل سمجھو گے، تمہارے اجماع اور اتفاق سے وہ خلیفہ بن جائے گا۔ علاوہ ازیں تخصیص کے ساتھ کسی کو خلیفہ مقرر کرنے سے مانع موجود ہے۔ تمہارے لیے ضروری یہ ہے کہ تم کتاب و سنت پر عمل کرو اور انہیں مضبوطی سے محکم لو۔ اس سلسلے میں خاص طور پر حضرت حذیفہ اور ابن مسعود کا ذکر فرمایا۔ اس میں اشارہ ہے کہ علم اور یقین میں انہیں بڑا مرتبہ اور بڑی فضیلت حاصل ہے۔ تیز منافقت سے اجتناب کا علم ہے۔ یہ علم حضرت حذیفہ کے پاس تھا کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محرم راز تھے اور انہیں منافقین کا علم تھا اور ان احکام کا علم تھا جن کی تکمیل کرنی چاہیے۔ یہ علم حضرت ابن مسعود کے پاس تھا، کیونکہ ان کے بارے میں ارشاد فرمایا رَضِیْتُ لِدُمْتَحِیْ مَا رَضِیَ بِہِ ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ ہم اپنی امت کے لیے اس چیز پر راضی ہیں جس پر ابن ام عبد یعنی عبد اللہ ابن مسعود راضی ہیں۔ یہ بھی فرمایا تَمَسَّکُوا بِعَہْدِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ ابن مسعود کی نصیحت کو مضبوطی سے پکڑو۔ شارحین فرماتے ہیں کہ اس حدیث اور اس فصل کی پہلی حدیث میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے کا بیان بھی ہے کیونکہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق کو ہمارے دین کے کام یعنی نماز کے کام میں آگے کیا تو ہم انہیں اپنی دنیا کے کام (خلافت) میں پیچھے نہیں کریں گے۔

وَعَنْهُ قَالَ مَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ
تُدْرِكُهُ الْفِتْنَةُ إِلَّا أَنَا أَخَافُهَا عَلَيْهِ إِلَّا
مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
لَا تَصُرُّكَ الْفِتْنَةُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ جس شخص کو بھی فتنہ لاحق ہو مجھے خوف ہے کہ فتنہ اس میں اتر کر جاٹے گا۔ سوائے محمد بن مسلمہ کے، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھیں فتنہ نقصان نہیں

وَسَكَتَ عَنْهُ وَاقْتَرَا عَبْدُ الْعَظِيمِ
الْمُنْذِرِيُّ -

دے گا۔ اس حدیث کو امام ابو داؤد نے روایت کیا اور اس کے بارے میں خاموشی اختیار کی یہ شیخ عبد العظیم منذری نے اس حدیث کو برقرار رکھا

۱۔ محمد بن مسلمہ میم پر زبر، سین ساکن اور لام پر زبر، انصاری خزرجی اور اشہلی ہیں۔ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں حاضر ہوئے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں تبوک کے موقع پر خلیفہ مقرر کیا وہ فضلاء صحابہ میں سے تھے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر مدینہ منورہ میں اسلام لائے اور سن ۲۲ - ۲۶ یا ۲۷ھ میں انتقال کیا۔ فتنے کے دنوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق گوشہ نشینی اختیار کی اور فتنے کے نقصان اور شر سے محفوظ رہے۔

۲۔ یعنی اس پر طعن نہیں کیا، اگرچہ اسے صحیح یا حسن بھی قرار نہیں دیا۔ محدثین کا اس میں اختلاف ہے کہ جس حدیث کے بارے میں امام ابو داؤد نے سکوت کیا ہے وہ صحیح ہے یا حسن ہے یا ضعیف قابل استدلال ہے جیسے کہ اپنی جگہ مذکور ہے۔

۳۔ جو علماء محدثین میں سے ہیں۔ دراصل مشکوٰۃ شریف میں یہ جگہ خالی تھی۔ حاشیہ میں یہ عبارت علامہ جزیری کی لکھی ہوئی ہے۔

۵۹۸۱ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي بَيْتِ
الذُّبَيْرِ مِصْبَاحًا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ
مَا أَرَى أَسْمَاءَ إِلَّا قَدْ لُقِيتْ وَلَا
تَسْمُوهُ حَتَّى أَسْمِيَهُ فَسَمَّاهُ عَبْدُ
اللَّهِ وَحَنَكُهُ بِتَمْرَةٍ بَيْدَا
(رواہ الترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذبیر بن عوام کے گھر میں چراغ دیکھا۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ! ہمارا گمان ہے کہ اسماء کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے تم اہل کا نام نہ رکھنا، ہم اس کا نام رکھیں گے۔ چنانچہ آپ نے ان کا نام عبد اللہ رکھا اور اپنے دست اقدس سے انھیں کھجور کے ساتھ گھٹی دی یہ

(ترمذی)

۱۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے بیٹے، حضرت ابوبکر صدیق کے داماد اور حضرت اسماء بنت ابی بکر کے شوہر ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

۲۔ یعنی اس وقت چراغ کا جلنا اس بات کی علامت ہے کہ اسماء جو حاملہ تھیں ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے لُقِيتْ نون پر ہمیش، فام کے نیچے زیر، صیغہ مہول نون کی زبر کے ساتھ بھی شاربین نے لکھا ہے۔ صراح میں ہے نفاث عورت کا بچہ جننا (زچگی)

۱۷۔ یہ عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما مشہور صحابی ہیں۔ ان کے مناقب اور واقعات مشہور و معروف ہیں۔ وہ ہجرت کے بعد مہاجرین کے ہاں پیدا ہونے والے پہلے فرد ہیں۔

۱۸۔ تَحْنِیْطٌ کجھور یا کسی اور چیز کو چبا کر نو مولود بننے کے تالو میں لگانا اور یہ سنت ہے۔

۵۹۸۲۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمِيرَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ الْكَلْبِيِّ أَجْعَلُهُ هَدًى
مَهْدًى وَاهْدِيهِ

حضرت عبد الرحمن بن ابی عمیرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہ کے بارے میں دعا مانگی: اے اللہ! انھیں ہدایت دینے والا اور ہدایت دیا ہوا بنا اور ان کے ذریعے لوگوں کو ہدایت عطا فرما۔ (ترمذی)

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۹۔ عبد الرحمن بن ابی عمیرہ مین پر زبر، میم کے نیچے زیر اور یاد ساکن، مضطرب الحدیث صحابہ میں سے ہونا ثابت نہیں ہے۔ بعض نے کہا کہ صحابی ہیں۔ امام ترمذی نے ان سے یہی ایک حدیث روایت کی ہے۔
۲۰۔ یاد رہے کہ امام سیوطی اور صاحب سفر السعادتہ فرماتے ہیں کہ محدثین کہتے ہیں کہ امیر معاویہ کے فضائل میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔ جامع الاصول میں ہے کہ جو چیز ثابت ہے وہ یہ ہے کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کچھ لکھا ہے۔ وحی کی کتاب ثابت ثابت نہیں ہے۔ البتہ ان کی شان میں ایک حدیث وارد ہے جسے امام احمد نے مسند میں روایت کیا ہے۔ حضرت عرباض بن ساریہ فرماتے ہیں۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا کرتے ہوئے سنا: اے اللہ! معاویہ کو لکھنا اور حساب سکھا دے اور ان کو عذاب سے محفوظ فرما (اللَّهُمَّ عَلِّمْهُ مَعَادِيَةَ الْكِتَابِ وَالْحِسَابِ وَقِهِ الْعَذَابِ) اس حدیث کے متعدد طرق ہیں۔ بعض روایات میں ان کلمات کا اضافہ ہے وَمَكِّنْ لَهُ فِي الْبِلَادِ اور انھیں شہروں میں قیام اور قدرت عطا فرما۔ تَمَكِّنْ کا معنی ہے کسی جگہ پاؤں رکھنا۔ اس کے علاوہ یہ حدیث ہے يَا مُعَاوِيَةُ إِذَا مَلَكَتَ فَاسْجُدْ اے معاویہ جب تمہارا ملک اور بادشاہ بن جاؤ تو لوگوں سے نرمی برتنا، ان پر سختی نہ کرنا اور ایک دعا میں ہے فَاحْسِنْ تَوَلُّوْا لَوُكُوْا پُر احسان کرنا اور ان سب سے اوپر یہ حدیث ہے جسے امام ترمذی نے امام عبد الرحمن بن ابی عمیرہ سے روایت کیا ہے۔ علماء نے فرمایا ہے کہ ان احادیث میں سے کوئی بھی درجہ صحت کو نہیں پہنچی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محقق نزدیک ہے کہ ہدایت کا معنی راستہ دکھانا ہے اور یہ علم کی فرع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ دین کے احکام اور اوامر و نواہی کے عالم تھے۔ اگرچہ اس علم میں ان کے درجات مختلف تھے۔ حدیث شریف (اصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهٖمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ) ہمارے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے کا اسی پر مدار ہے۔ اس سے لازم نہیں آتا کہ ہر جگہ (اور ہر مسئلے) میں ہدایت دینے والے اور ہدایت یافتہ ہوں۔ ان کا یہ وصف اس مسئلے کے ماسوا میں ہوگا۔

جہاں انھوں نے خطا کی ہو اور حق ان کے ہاتھ نہ آیا ہو اور فتنہ و ابتلاء میں واقع ہو کر راہ ہدایت سے برگشتہ نہ ہوئے ہوں۔ اس واقعے کے علاوہ وہ صاحب علم بھی ہیں اور صاحب ہدایت بھی جیسے کہ مخفی نہیں ہے۔ یہ بات حق ہے۔ برخلاف دونوں طرف (سنی اور شیعہ) کے متعصبین کے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵۹۸۲ عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمَ النَّاسُ دَامَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَحَدُ ثَلَاثِ عَرَبِيٍّ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيٍّ)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ اسلام لائے اور عمرو بن عاص ایمان لائے (ترمذی) انھوں نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند قوی نہیں ہے۔

۱۔ حضرت عقبہ بن عامر صحابی ہیں۔ حضرت امیر معاویہ نے اپنے بھائی عقبہ بن ابی سفیان کو معزول کر کے انھیں مصر کا والی مقرر کیا۔ اس کے بعد انھیں بھی معزول کر دیا ۵۸ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، ان سے حضرت جابر، ابن عباس اور کثیر تابعین نے روایت کی۔ اسی طرح جامع الاصول میں سبے مذہبی نے کاشف میں ان کے بارے میں کہا کہ: کبیر صحابی تھے۔ امیر، شریف، فصیح، قرات کے استاد، علم میراث کے ماہر اور شاعر تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۲۔ ناس (لوگوں) سے مراد مکہ معظمہ کے وہ لوگ ہیں جو فتح مکہ کے دن جبراً قرآن اسلام لائے۔ اس کے بعد جسے اللہ تعالیٰ کو منظور صحیح ایمان حاصل ہو گیا۔ ان میں سے عمرو بن عاص اطاعت اور رغبت کے ساتھ ایمان لائے اور حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ حضرت نجاشی (شاہ حبشہ) نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کیا تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ایمان ڈال دیا۔ پس کسی کی طرف کے بغیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور دوڑتے ہوئے مدینہ منورہ آئے اور ایمان لائے۔ اسلام لانے سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداوت میں زور شور سے حقہ لیتے تھے۔ ان کی ایمان کے ساتھ بتخصیص اور دوسرے لوگوں کی طرف اسلام کی نسبت اس اعتبار سے ہے جب انھوں نے ایمان لانے کا ارادہ کیا تو بیعت سے لافٹ کھینچ لیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمرو! تم نے لافٹ کیوں کھینچ لیا ہے؟ کہنے لگے یا رسول اللہ! میری ایک شرط ہے آپ نے فرمایا وہ کیا ہے؟ عرض کیا کہ میں اس شرط پر ایمان لاتا ہوں کہ میں نے اس سے پہلے جو گناہ کیے ہیں وہ سب بخش دیئے جائیں۔ فرمایا عمرو! تم نہیں جانتے؟ کہ اسلام ہر اس گناہ کو ختم کر دیتا ہے اور ڈھانپ دیتا ہے جو اس سے پہلے کیا گیا ہو۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ عمرو بن عاص اور ان کے بھائی ہشام بن عاص دونوں مومن ہیں۔ یہ بھی آیا ہے کہ عمرو بن عاص صالحین قریش میں سے ہیں۔ یہ بھی مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا: اِنَّكَ لَرَسِيْدٌ بے شک تم ہدایت والے ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا: عمرو بن عاص دوسروں سے بہتر صدقہ لاتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عمر بن عاص بڑے عقل مند اور دانش ور تھے جس کسی کو عیب والا اور پلید دیکھتے تو کہتے سبحان اللہ! اس کا اور عمر بن عاص کا خالق ایک ہے (اس نے ایک کو پاک کیا اور دوسرے کو پلید بنایا) روایت ہے کہ وہ دنیا سے رخصت کے وقت خوفزدہ، بے چین اور بے کل تھے۔ ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ نے عرض کیا والد محترم! یہ گھبراہٹ کیا ہے؟ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں آئی اور آپ کے ساتھ غزوات میں شریک رہے۔ انھوں نے فرمایا: بیٹے مجھ پر تین حالتیں گزری ہیں، میں ابتداء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا۔ اس کے بعد مسلمان ہو گیا اور میں آپ سے محبت رکھتا تھا۔ اس کے بعد میں امارت و ولایت میں مبتلا ہوا اور دنیا کے راستے میں مجھے پہنچا جو کچھ کہہ چکا، میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ ان حالات میں سے کس حال کے مطابق معاملہ کریں گے اور کیا پیش آنے والا ہے؟ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۵۹۸۴ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَقِيتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا جَابِرُ مَا لِي أَرَاكَ مُنْكَسِرًا قُلْتُ اسْتَشْهِدَ أَبِي وَتَرَكَ عِيَالًا وَدَيْنًا قَالَ أَفَلَا أُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِيَ اللَّهُ بِهِ آبَاكَ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا كَلَمَ اللَّهُ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا مِنْ وَرَائِهِ حِجَابٍ وَأَحْبَبِي أَبَاكَ فَكَلِمَهُ كَفَّاحًا قَالَ يَا عَبْدِي تَمَنَّ عَلَىٰ أُعْطِيكَ قَالَ يَا رَبِّ تُحْيِيَنِي فَأُقْتَلَ فِيكَ ثَانِيَةً قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِنَّهُ قَدْ سَبَقَ مِنِّي أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ فَنَزَلَتْ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا أُولَٰئِكَ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے اور فرمایا: اے جابر! کیا بات ہے کہ ہم تمہیں غمگین دیکھتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ میرے والد شہید کر دیئے گئے ہیں اور انھوں نے بچے اور قرض چھوڑا ہے۔ فرمایا: کیا ہم تمہیں اس چیز کی بشارت نہ دیں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد سے ملاقات فرمائی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی کے ساتھ کلام نہیں کیا مگر پس پردہ اور تمہارے باپ کو زندہ فرمایا اور ان سے بے پردہ گفتگو فرمائی تاکہ ارشاد فرمایا اے میرے بندے! مجھ سے مانگ سہ میں تمہیں عطا کروں گا۔ انھوں نے عرض کیا اے میرے رب! مجھے زندہ فرما تاکہ تیرے راستے میں دوبارہ قتل کیا جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا یہ حکم ہو چکا ہے کہ انسان دنیا میں واپس نہیں جائے گا تو یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ) تو ان لوگوں کو ہرگز مردہ گمان نہ کر جو اللہ کے راستے میں قتل کیے گئے ہیں۔

(ترمذی)

سہ اور تمہاری پریشانی اور وحشیہ کا سبب کیا ہے؟

۱۷ یہ غزوہ بدر کا واقعہ ہے پس میں غلین کیوں نہ ہوں۔

۱۵ یعنی دنیا کے فکر و غم کی بناء پر دل گرفتہ نہ ہوں کیونکہ یہ مشکلات آسان ہو جائیں گی لیکن اس بات پر خوش ہو جاؤ جس میں مولائے کریم جل شانہ کا قرب اور اس کی طرف سے اعزاز ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ آباء کی فضیلت و کرامت ان بیٹوں کی طرف سرایت کرتی ہے جو راہِ راست پر ہوں۔ نیز یہ کہ آباء کی دینی خوشی پر بیٹوں کو خوش ہونا چاہیے (مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد کے حق میں یہ کرم کیا ہے تو تمہیں اور ان کی دوسری اولاد کو کب ضائع کرے گا؟ ۱۲ مولوی امیر علی)

۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴۷۳
 ۴۷۴
 ۴۷۵
 ۴۷۶
 ۴۷۷
 ۴۷۸
 ۴۷۹
 ۴۸۰
 ۴۸۱
 ۴۸۲
 ۴۸۳
 ۴۸۴
 ۴۸۵
 ۴۸۶
 ۴۸۷
 ۴۸۸
 ۴۸۹
 ۴۹۰
 ۴۹۱
 ۴۹۲
 ۴۹۳
 ۴۹۴
 ۴۹۵
 ۴۹۶
 ۴۹۷
 ۴۹۸
 ۴۹۹
 ۵۰۰
 ۵۰۱
 ۵۰۲
 ۵۰۳
 ۵۰۴
 ۵۰۵
 ۵۰۶
 ۵۰۷
 ۵۰۸
 ۵۰۹
 ۵۱۰
 ۵۱۱
 ۵۱۲
 ۵۱۳
 ۵۱۴
 ۵۱۵
 ۵۱۶
 ۵۱۷
 ۵۱۸
 ۵۱۹
 ۵۲۰
 ۵۲۱
 ۵۲۲
 ۵۲۳
 ۵۲۴
 ۵۲۵
 ۵۲۶
 ۵۲۷
 ۵۲۸
 ۵۲۹
 ۵۳۰
 ۵۳۱
 ۵۳۲
 ۵۳۳
 ۵۳۴
 ۵۳۵
 ۵۳۶
 ۵۳۷
 ۵۳۸
 ۵۳۹
 ۵۴۰
 ۵۴۱
 ۵۴۲
 ۵۴۳
 ۵۴۴
 ۵۴۵
 ۵۴۶
 ۵۴۷
 ۵۴۸
 ۵

۵۴ اے میرے بندے! میرے فضل اور اکرام پر اعتماد کرتے ہوئے جو چاہتا ہے مجھ سے مانگ میں تجھے عطا کروں گا (ظاہر ہے وہی چیز عطا کی جائے گی جس کا عطا کرنا ممکن ہو چونکہ دنیا میں واپس نہ ہونے کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ ازلی میں ہو چکا ہے اس لیے ان کی آرزو پوری نہیں کی گئی۔ (۱۲ شرف قادری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے پچیس مرتبہ
دعا کی مغفرت فرمائی (ترمذی)

٥٩٨٥ وَعَنْهُ قَالَ اسْتَغْفِرْ لِي رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسًا وَعِشْرِينَ
مَرَّةً (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۷ معلوم نہیں کہ اتنی مرتبہ دعائے مغفرت ایک وقت اور ایک مجلس میں کی گئی یا متعدد اوقات میں، زیادہ ظاہر دوسرا احتمال ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت الجھ
ہوئے اور غبار آلود بالوں والے، دو پیرائے پہنیں
والے سٹہ جن کی پروانہیں کی جاتی تھ ایسے میں کہ
قسم کھا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کچھ عرض کریں مگر
اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرما دے گا۔ ان میں سے
بلدین مالک ہیں۔ (ترمذی، امام بیہقی و ملائک
النبوة میں یہ حدیث لائے ہیں)

٥٩٨٦ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كُوفٍ مِنْ أَشْعَثَ أَغْبَرَ ذِي طَمْرَيْنِ
لَا يُؤْبَهُ لَهُ كُوفٌ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا
بَرَكَا مِنْهُمْ الْبَرَاءَةُ بْنُ مَالِكٍ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ أَبِي حَتْمٍ
فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ

۱۰۰ طرہ پرانا کپڑا یا پرانی گدڑی۔

۷۲ لوگوں کے نزدیک غیر معتبر اور حقیر ہونے کی بناء پر اس کو پہچانا نہیں جاتا کہ وہ کون ہے؟

۳۷ یعنی اگر وہ قسم کھائے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پورا فرما دے گا یا یہ مطلب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے فعل پر قسم کھاتا ہے کہ میں اس طرح کروں گا تو اللہ تعالیٰ اسے فعل کے اسباب میں پورا فرمادیتا ہے اور اسے اس فعل کی توفیق عطا فرمادیتا ہے۔

۳۸ حضرت انس بن مالک کے سگ بھائی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) وہ صاحب فضیلت، دلیر اور سپہان صحابہ کرام میں سے ہیں، اعداد اس کے بعد غزوات میں حاضر ہوئے، متعدد مشرکوں کو قتل کیا۔ یہ ان مشرکوں کے علاوہ تھے جنہیں دوسرے صحابہ کرام کی شراکت میں قتل کیا۔ یمامہ کے دن سخت مقابلہ کیا ۳۹ میں شہید ہوئے۔

۵۹۸۷ وَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنَّ عَيْبَتِي الَّتِي أَوْحَى إِلَيْهَا أَهْلُ بَيْتِي وَإِنَّ كَرَشِي الْأَنْصَارُ فَأَعْفُوا عَنْ مُسِيئَتِهِمْ وَاقْبَلُوا عَنْ مُحْسِنَتِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو! ہمارے اندرونی دھمت ۳۷ جن کی طرف ہم رجوع کرتے ہیں ہمارے اہل بیت ہیں اور ہمارے معتمدہ انصاری ہیں، لہذا ان کے خطا کار کو معاف کرو اور ان کے نیکو کار سے قبول کرو (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

۳۷ ہماری امانت اور محل مرا ہمارے اہل بیت ہیں عیبۃ کا معنی پہلی فصل میں بیان کیا جا چکا ہے اس جگہ یہ لفظ انصار کی تعریف میں واقع ہوا ہے وہ اس بات کے منافی نہیں ہے کہ یہ لفظ ان کے ماسوا میں وارد ہو، خصوصاً اہل بیت جنہیں اس صفت میں زیادہ خصوصیت حاصل ہے ممکن ہے کہ اس حدیث میں جو صفت واقع ہوئی ہے کہ ہم ان کی طرف رجوع کرتے ہیں تخصیص اور تقيید کے لیے ہو اور یہ بیان کرنے کے لیے ہو کہ اس صفت میں اہل بیت کو زیادہ فضیلت و شرافت حاصل ہے۔

۳۸ کرش کا معنی بھی پہلی فصل میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی شرح میں بیان کیا جا چکا ہے۔

۵۹۸۸ وَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُبْغِضُ الْأَنْصَارَ أَحَدٌ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والا کوئی شخص انصار کو دشمن نہیں رکھے گا (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۵۹۸۹ وَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأُ

حضرت انس حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا

قَوْمَكَ السَّلَامُ فَإِنَّهُمْ مَا عَلِمْتُ
أَعِظُهُ صَبْرًا -

(رواۃ الترمذی)

وسلم نے فرمایا: تم اپنی قوم کو سلام پڑھو
کیونکہ جہاں تک ہمیں علم ہے وہ پاک دامن اور صبر
کرنے والے ہیں سیکہ (ترمذی)

۱۔ حضرت ابوطالب حضرت انس کی والدہ امّ سلیم کے شوہر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)
۲۔ اقرء ہمزے پر زبر، قاف ساکن اور راء کے نیچے زیر، دوسری صورت یہ ہے کہ ہمزے کے نیچے
زیر اور راء پر زبر، دوسری صورت میں اس کا استعمال علی کے ساتھ اور پہلی صورت میں علی کے بغیر ہوگا۔ اس
کا معنی ہے سلام پڑھانا، کیونکہ جب ایک شخص دوسرے کو سلام پہنچاتا ہے وہ دوسرا سلام کا جواب دیتا ہے
اس معنی کی تحقیق کئی دفعہ کی جا چکی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطالب کو فرمایا
کہ اپنی قوم کو ہماری طرف سے سلام پہنچاؤ۔

۳۔ اَعِظْ ہمزے پر زبر عین کے نیچے زیر، فاء مشدود پر زبر، عِظْ کی جمع ہے، عِظْتَ
اور عِظَاف کا معنی ہے پارسائی اور حرام سے باز رہنا۔ صَبْرٌ پہلے دونوں حرفوں پر پیش اور باء مخفف جمع
ہے صَبُور کی، صا در پر پیش اور باء مشدود مفتوح (صَبُور) کو بھی صحیح قرار دیا ہے یہ جمع ہے صَابِ
کی، مطلب یہ کہ یہ لوگ فقر و فاقہ یا جہاد و قتال پر یا غضب میں صبر کرنے والے ہیں۔ پہلا معنی عفت کے معنی کے
ساتھ زیادہ موافق ہے۔

۵۹۹۰ وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ عَبْدًا لِحَاطِبٍ جَاءَ
إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْكُو
حَاطِبًا إِلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْدُ خُلُقٍ
حَاطِبُ النَّارِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبْتُ لَا يَدْخُلُهَا فَإِنَّهُ قَدْ
شَهِدَ بَدْرًا وَالْحَدِيثُ يَبَيِّنُ
(رواۃ مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
کہ حاطب ابن ابی بلتعہ کا غلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں حاطب کی شکایت لے کر حاضر ہوا
اس نے کہا یا رسول اللہ! حاطب ضرور آگ میں
داخل ہوگا یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا: تو نے جھوٹ کہا اس لیے کہ وہ بدر اور حنین
میں حاضر ہوئے ہیں۔ (مسلم)

۱۔ کیونکہ وہ ظلم کرتے ہیں اور ایسے کام کرتے ہیں جن کی بناء پر وہ دوزخ کے مستحق قرار پاتے ہیں۔ ظاہر
یہ ہے کہ اس غلام نے وہی واقعہ بیان کیا ہوگا کہ حضرت حاطب نے پہلی مکہ کو مکتوب ارسال کیا ہے۔
۲۔ یہ صورت غیر حاضر ہے کیونکہ مکتوب ارسال کرنے کی حقیقت وحی کے ذریعے سے معلوم ہوئی یہاں تک کہ
خام نامی باغ کے پاس مکتوب بردار عورت کے ملنے کی اطلاع دی۔ اس لیے ظاہر یہ ہے کہ غلام مذکور اپنے
مولا کی مار کی وجہ سے ناخوش تھا۔ اسی لیے اس نے شکایت کی۔ (۱۲ مولوی امیر علی)

۵۹۹۱ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا هَذِهِ الْاٰیَةَ
وَ اِنْ تَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ
لَا يَكُوْنُوْا اُمَّةً لَّكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ ذَكَرَ اللّٰهُ اِنْ
تَوَلَّيْنَا اسْتَبْدَلُوْا بِنَا ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا
اُمَّةً لَّنَا فَضَرَبَ عَلٰی فَخِذٍ سَلْمَانَ
الْفَارِسِيَّ ثُمَّ قَالَ هٰذَا قَوْمُهُ
وَلَوْ كَانَ الَّذِيْنَ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَتَنَّا وَلَهُ
رِجَالٌ مِّنَ الْفَرَسِ
(رَوَاہُ التِّرْمِذِيُّ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی
(ترجمہ) اگر تم ایمان و اسلام سے منہ پھیر لو تو اللہ تعالیٰ
تمہاری جگہ تمہارے علاوہ دوسرے گروہ کو لے آئے
گا پھر وہ لوگ تم جیسے نہیں ہوں گے یہ صحابہ کرام نے
عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جن کے بارے
میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اگر ہم منہ پھیر لیں
تو انہیں ہمارے بدلے میں لایا جائے گا پھر وہ ہم جیسے
نہیں ہوں گے۔ آپ نے سلمان فارسی کی زبان پر ملاحظہ
مبارا پھر فرمایا: یہ اور اس کی قوم تھے اور اگر دین ثریا
کے پاسٹس ہوتا تو عجم کے کچھ مرد اسے حاصل کر لیتے تھے
(ترمذی)

۱۔ روگردانی اور حق سے اعراض کرنے میں۔

۲۔ یعنی فارسی اور عجمی

۳۔ یعنی آسمان میں

۴۔ جیسے کہ اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اکثر تابعین عجمی تھے اور ان کے ذریعے علم اور دین کا
مرتبہ بلند ہوا (بے شمار اولیاء اور اہل علم عجم سے تعلق رکھتے تھے ۱۲ مولوی امیر علی) علامہ بیضاوی نے اس
قوم کی تفسیر انصار اور اہل یمن سے بھی کی ہے۔

۵۹۹۲ وَعَنْهُ قَالَ ذُكِرَتِ الْاَعَاجِزُ
عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا نَابِيَهُمْ اَوْ يَبْعَضُهُمْ اَوْ ثَقِيَ مِثِّيْ بَكْرُ
اَوْ يَبْعَضُكُمْ

یہ بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اہل عجم
کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تحقیق
ہم ان پر یا ان کے بعض پر اس سے زیادہ اعتماد کرنے
والے ہیں تھ جتنا کہ ہم تم پر یا تمہارے بعض پر اعتماد
کرنے والے ہیں تھ
(ترمذی)

(رَوَاہُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۔ عجم غیر عرب لوگوں کو اور عجمی ایک شخص کو کہتے ہیں۔ عجم اور عرب پہلے حرف کے پیش کے ساتھ بھی
آیا ہے۔ عجمی وہ شخص جو فصیح گفتگو نہ کر سکے اگرچہ عربوں میں سے ہی ہو اس کی جمع اعاجم، عجمیوں پر عجم کا اطلاق
اس لیے کرتے ہیں کہ عربوں کے نزدیک ان کی گفتگو واضح اور فصیح نہیں ہوتی۔

۲۔ دین کی حفاظت اور امانت میں۔

۳ یعنی عربوں کی نسبت سے ۔ علامہ طیبی نے فرمایا کہ یہ مخصوص جماعت سے خطاب ہے جنہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال کے خرچ کرنے کی طرف بلایا گیا تو انہوں نے اس معاملے میں سستی اور بے دلی کا مظاہرہ کیلئے ہر صورت اس حدیث میں اہل عجم کی تعریف، ان کی رعایت اور ان کی طرف التفات کا مظاہرہ ہے بَعْضُهُمْ اور بَعْضُكُمْ راوی کی شک کی بنا ہے یا تقسیم کے لیے ہے ۔

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک ہر نبی کے لیے سات منتخب اور اس نبی کے ظاہری اور باطنی احوال کے محافظ اصحاب ہوتے ہیں یہ سات ہمیں چودہ اصحاب عطا کیے گئے ہیں یہ ہم نے عرض کیا کہ وہ کون ہیں؟ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا: ایک میں ہوں دو میرے بیٹے جعفر، حمزہ، ابوبکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، عمار، عبداللہ ابن مسعود، ابوذر اور مقداد رضی اللہ عنہم (ترمذی)

۵۹۹۲ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ سَبْعَةَ نَجَبَاءَ وَرُقَبَاءَ وَأُعْطِيَتْ أَنَا أَرْبَعَةٌ عَشَرَ قُلْنَا مَنْ هُمْ قَالَ أَنَا وَابْنَتَايَ وَحَمْزَةُ وَجَعْفَرُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَ مُصْعَبُ ابْنُ عُمَيْرٍ وَبِلَالٌ وَسَلْمَانُ وَعَمَّارٌ وَعَبْدُ اللَّهِ ابْنُ مَسْعُودٍ وَأَبُو ذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۔ نجباء نون پر پیش اور جیم پر زبر، جمع ہے نجیب کی، جس کا معنی ہے کریم اور بلند اخلاق مرد، رُقَباء راء پر پیش اور قاف پر زبر جمع ہے رقیب کی، اس کا معنی ہے محافظ اور پاسبان۔
۲۔ جو ہمارے نجباء اور رقباء ہیں

۳۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان چودہ حضرات میں نجابت اور پاسبانی کے اعتبار سے خصوصیت ہے جو دوسروں میں نہیں ہے۔ دوسرے صحابہ کرام میں بھی فضائل و کمالات جو ان کے ساتھ خاص ہیں اہل علم و فہم میں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک صحابی میں ایسی خصوصیت اور صفت تھی جو ان کے ساتھ خاص تھی (سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو بھی ایمان کے ساتھ حاضر ہو گیا، آپ کی ایک ہی نگاہ کیمیا اثر نے اسے ولایت کبرای کے مقام پر پہنچا دیا اور اسے کوئی نہ کوئی خصوصیت عطا فرمادی ۱۲ شرف قادری)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے اور عمار بن یاسر کے درمیان گفتگو ہو گئی

۵۹۹۳ وَعَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ كَلَامٌ

فَاغْلَظْتُ لَهُ فِي الْقَوْلِ فَاَنْطَلَقَ عَمَّارٌ
يَتَشَكُّوْنِي اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَجَاءَ خَالِدٌ وَهُوَ يَتَشَكُّوْهُ اِلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
فَجَعَلَ يُغْلِظُ لَهُ وَلَا يَزِيْدُ اِلَّا غِلَظَةً
وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاكِنٌ
لَّا يَتَكَلَّمُ قَبْلَ عَمَّارٍ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ اَلَا تَرَاۤهُ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ وَقَالَ مَنْ
عَادَى عَمَّارًا عَادَاۤهُ اللّٰهُ وَمَنْ ابْغَضَ
عَمَّارًا ابْغَضَهُ اللّٰهُ قَالَ خَالِدٌ فَخَرَجْتُ
فَمَا كَانَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ رَمَا
عَمَّارٍ فَلَقِيْتُهُ بِمَا رَضِيْتُ فَرَضِيْتُ

تو میں نے ان سے سخت کلامی کی تھی۔ عمار میری
شکایت کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوئے۔ خالد آئے تو وہ نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم سے شکایت کر رہے تھے۔ راوی کہتے
ہیں کہ خالد بن ولید ان سے سختی کرنے لگے اور سختی میں
اضافہ ہی کرتے گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش
تھے کوئی بات نہیں کر رہے تھے۔ حضرت عمار
روپڑے تھے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! کیا آپ انہیں
نہیں دیکھتے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنا سراقدس اٹھایا اور فرمایا: جو شخص عمار سے دشمنی
کرے اللہ تعالیٰ اس سے دشمنی فرمائے اور جو شخص
عمار سے بغض رکھے اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھے
حضرت خالد فرماتے ہیں: میں وہاں سے نکلا تو مجھے
عمار کے راضی ہونے سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہ
تھی۔ میں نے ان سے اس چیز سے ملاقات کی
کہ وہ راضی ہو جائیں تو وہ راضی ہو گئے۔

(حوالہ آگے آئے گا)

۱۔ حضرت خالد بن ولید اکابر قریش میں سے تھے اور حضرت عمار بن یاسر آزاد کردہ غلاموں اور فقراء
میں سے تھے۔ حضرت خالد نے انہیں بے وقعتی کی نگاہ سے دیکھا اور سخت بے محی میں گفتگو کی۔
۲۔ اپنی شکستگی اور بے مایگی، حضرت خالد کی سختی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
خاموشی کی بناء پر۔

۳۔ کہ یہ کیا کہتے ہیں اور کیا کرتے ہیں؟

۴۔ بغض اور عداوت کا ایک ہی معنی ہے لہذا یہ تاکید ہے یا ایک سے مراد فعل کے ذریعے دشمنی
ہے اور دوسرے مراد ایسا کام کرنا ہے جو دشمنی کا باعث ہو۔

۵۔ یعنی میں ایسا کام کروں کہ عمار مجھ سے راضی ہو جائیں۔ تاکہ میرے اور ان کے درمیان
محبت پیدا ہو۔

۶۔ یعنی تواضع، انکسار، مغذرت اور بدیہ پیش کرنا۔

۵۹۹۵ وَعَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ قَالَ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ خَالِدٌ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوفِ اللَّهِ
عَزَّوَجَلَّ وَنِعْمَ فَتَى الْعَشِيرَةِ
(رَوَاهُمَا أَحْمَدُ)

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو فرماتے ہوئے سنا کہ خالد بن ولید اللہ تعالیٰ کی
تلواریں میں سے ایک تلوار ہیں تلہ اور اپنے قبیلے
کے اچھے جوان ہیں (ان دونوں تصدیق شدہ شہادتوں کو امام احمد
نے روایت کیا)۔

۱۔ ابو عبیدہ عین پرہیزگار، باہر پر زہرہ، ابن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۔ دشمنان دین پر قہر اور غلبے، کافروں کے قتل کرنے اور حق کے ساتھ جاری ہونے میں۔
۳۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ قبیلہ بنو مخزوم میں سے تھے۔ قریش کی ایک شاخ کے
جد امجد کا نام مخزوم تھا۔

۴۔ (اس حدیث اور اس سے پہلی حدیث ۱۲ اشرف قادری)

۵۹۹۶ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى
وَتَبَارَكَ أَمَرَنِي بِحُبِّ أَرْبَعَةٍ وَأَخْبَرَنِي
أَنَّهُ يُحِبُّهُمْ قَبِيلَ يَاسُرٍ رَسُولَ اللَّهِ سَمِعَهُمْ
لَنَا قَالَ عَلِيٌّ مِنْهُمْ يَقُولُ ذَالِكَ
ثَلَاثًا وَأَبُو ذَرٍّ وَالْيَقْدَادُ وَسَلْمَانُ
أَمَرَنِي يُحِبُّهُمْ وَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ
يُحِبُّهُمْ

حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ
تعالیٰ نے مجھے ہم دیا کہ میں چار افراد سے محبت کروں
اور مجھے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے
عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! ہمیں ان کے نام
بتائیں۔ فرمایا علی مرتضیٰ ان میں سے ہیں، یہ یاسر
میں مرتبہ فرمائی کہ اور ابو ذر، مقداد اور سلمان
اللہ تعالیٰ نے مجھان کی محبت کا حکم دیا اور مجھے
خبر دی کہ وہ ان سے محبت رکھتا ہے (ترمذی)
اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا
حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

۱۔ یعنی صحابہ کرام نے عرض کیا۔

۲۔ بطور تاکید تین مرتبہ فرمایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ علی مرتضیٰ ان میں سے ہیں
اور باقی تین حضرات کے ساتھ شمار نہ کرنا اہتمام اور خصوصی توجہ پر دلالت کرتا ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ
اس جماعت کے فرد کامل ہیں۔

۳۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکرم اللہ وجہہ کی کیا تعریف کی جاسکتی ہے (یعنی وہ حد تصفیہ
تعریف سے ماوراء ہیں ۱۲ اشرف قادری۔ حضرت ابو ذر صحابہ کرام میں سے سچائی اور زہد میں ممتاز ترین تھے

حضرت مقداد بھی قدیم الاسلام اور چھٹے نمبر پر ایمان لانے والے ہیں۔ بدر، احد اور تمام اہم مواقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ برگزیدہ، منتخب اور اکابر فضلہ صحابہ میں سے تھے۔ امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ ان کی نماز جنازہ حضرت عثمان غنی نے پڑھائی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ حضرت سلمان اہل بیت میں شمار کیے گئے ہیں۔ تین سو سال نبی اکرم آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی طلب میں پھرتے رہے۔ تب حجرہ مقصود دیکھنا نصیب ہوا، زاہد تھے اور اپنی روزی بوریاں بن کر حاصل کرتے تھے اور اپنے حقے کے وظیفے فقراء کو دے دیتے تھے۔ آخر میں پھر برائے تاکید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ ان کی محبت کا ہم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ وہ بھی ان سے خالص محبت رکھتا ہے۔

۵۹۹، وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ يَقُولُ
أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَأَعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِي
بَلَاءً

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت عمر فاروق کہا کرتے تھے کہ ابو بکر ہمارے
سرور ہیں اور انھوں نے ہمارے سرور یعنی بلال
کو آزاد کیا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم (بخاری)

۱۔ شارحین فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے یہ بات بطور تواضع کہی۔ ورنہ وہ حضرت بلال سے افضل ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ بعض علماء نے فرمایا سرور ہونے کو افضل ہونا لازم نہیں ہے اسی طرح اہل علم نے فرمایا ہے میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں کہ ضمیر متکلم مع الخیر (جو سیدنا میں ہے) ضروری نہیں کہ سب کو شامل ہو، اکثر افراد کے اعتبار سے بھی اس کا استعمال درست ہے، اس ضمیر سے مراد صحابہ کرام ہیں۔ پس حضرت ابو بکر صدیق کو جو سیدنا کہا ہے تو یہ تمام صحابہ کو شامل ہے اور حضرت بلال کے لیے جو یہی لفظ استعمال کیا ہے تو اس سے مراد اکثر صحابہ ہیں۔ اس فقرے میں اضافت تخصیص کے لیے ہے یعنی ہمارے درمیان سید ہیں۔

• (آج امریکہ اور یورپ کے اکثر لوگ تمام تر علمی اور سائنسی ترقی کے باوجود نسلی تعصب کا شکار ہیں گوری جڑی والے کالوں کو بنیادی انسانی حقوق دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ جب کہ اسلام نے ایمان و اخلاص کا ایسا رنگ چڑھایا کہ رنگ و نسل کا امتیاز ختم کر دیا۔ حضرت بلال حبشی تھے اور آزاد کردہ غلام، لیکن ان کے اسلام اور غلامی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنا پر قریش کے معزز ترین فرد اقد پچیس لاکھ مربع میل کے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ انھیں سیدنا کہتے ہیں۔ ہم جس قدر اللہ تعالیٰ، اس کے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اسلام کے قریب ہوں گے اسی قدر رنگ و نسل اور علاقائیت کے فاصلے ختم ہوتے جائیں گے اور صرف ایک ہی رنگ رہ جائے گا اور وہ ہے اللہ کا رنگ جس سے بہتر کوئی رنگ نہیں۔ آج اگر اسلام کے اس پہلو کو امریکہ اور یورپ میں اجاگر کیا جائے تو غیر مسلموں کے اسلام میں داخل ہونے کی رفتار

یقیناً تیز ہو جائے گی ۱۲ اشرف قادری)

۵۹۹۸ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ أَنَّ
بَلَّالًا قَالَ لِوَيْلِيِّ بَكْرٍ إِنْ كُنْتَ إِنَّمَا
اِشْتَرَيْتَنِي لِنَفْسِكَ فَأَمْسِكْنِي وَإِنْ
كُنْتَ إِنَّمَا اِشْتَرَيْتَنِي لِلَّهِ فَدَعْنِي
وَعَمَلِ اللَّهِ
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ
حضرت بلال نے حضرت ابوبکر سے عرض کیا کہ اگر آپ
نے مجھے اپنے لیے خریدا ہے تو مجھے اپنے پاس روک
لیں اور اگر آپ نے مجھے اللہ تعالیٰ کے لیے خریدا
ہے تو مجھے اللہ تعالیٰ کے لیے عمل کے ساتھ چھوڑ
دیں ۵۹

۱۰ قیس بن ابی حازم، بے نقطہ حاء، زاد کے نیچے زیر، جلیل القدر تابعی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم کے زمانے میں اسلام لائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل کرنے کے لیے دورے
لیکن ان کے پہنچنے تک آپ رحلت فرما گئے۔ نہروان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے
۱۱ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت بلال کو کہا کہ آپ
میرے پاس رہیں اور میرے لیے اذان دیا کریں جس طرح نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اذان
دیا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت بلال کو خریدا تھا اور کافروں کے ہاتھوں رہا کر کے آزاد
کیا تھا۔

(یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف لشکر روانہ کیے۔ آخری
لشکر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں بھیجا۔ اس وقت حضرت بلال نے حضرت ابوبکر صدیق کو
عرض کیا کہ مجھے اجازت دے دیں جیسے کہ ابواسمعیل الدی نے یہ واقعہ اپنی فتوح میں سند صحیح کے ساتھ
بیان کیا ہے۔ ۱۲ مولوی امیر علی)

۱۳ اور مجھ سے خدمت لیں۔

۱۴ اس کی رضا اور ثواب کے لیے خریدا ہے۔

۱۵ تاکہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے کام کرنے میں مشغول ہو جاؤں اور مخلوق سے کوئی تعلق نہ رکھوں۔ بعض روایات
میں آیا ہے کہ حضرت بلال نے عرض کیا کہ مجھ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ آپ کے بغیر دیکھنے کی طاقت نہیں
ہے اور میں آپ کے بغیر اس جگہ نہیں رہ سکتا ۱۶

چہ مشکل ترازیں بر عاشق زار

کہ بے دلدار بیند جائے دلدار

عاشق کے لیے اس سے زیادہ مشکل کیا چیز ہو سکتی ہے کہ محبوب کے بغیر محبوب کی جگہ کو دیکھ
پس لشکر کے ساتھ شام چلے گئے اور دمشق میں ۱۷ یا ۱۸ میں رحلت فرما گئے رضی اللہ عنہ۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ شام جانے کے چھ ماہ بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا اے بلال! کیا یہ جفا ہے جو تم ہمارے ساتھ کر رہے ہو؟ اور ہماری زیارت کے لیے نہیں آتے۔ حضرت بلال اسی وقت مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے جب مدینہ منورہ پہنچے تو سب سے پہلے یہ سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدنا حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا کیا حال ہے؟ انھیں بتایا گیا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رحلت فرما گئی ہیں، اور سیدنا حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف فرما ہیں تو حضرت بلال رو پڑے اور سیدنا حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملاقات کی۔

صحابہ کرام نے چاہا کہ آپ اذان دیں تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمان سعادۃ نشان کی یاد تازہ ہو جائے لیکن انھیں یہ بات کہنے کی کسی کو بہت نہ ہو سکی۔ انھوں نے کہا کہ اگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ حکم دیں تو وہ اذان دیں گے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تو حضرت بلال اس جگہ کھڑے ہوئے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں کھڑے ہو کر تھے اور اذان شروع کی جب اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو صحابہ کرام کے دل پر ہیبت طاری ہو گئی اور بے ساختہ رو پڑے جب اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا تو گریہ وزاری سے مزید شدت پیدا ہو گئی اور جب اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ کہا تو یوں معلوم ہوا جیسے مدینہ طیبہ کے تمام درود یوار پر لرزہ طاری ہو گیا ہوا اور سب لوگ بے تابانہ گریہ وزاری میں محو اور بے قابو ہو گئے، نہ حضرت بلال کو اذان کہنے کی طاقت رہی اور نہ ہی سننے والوں میں سننے کی تاب رہی۔ چنانچہ اذان مکمل نہ ہو سکی۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص چھ ماہ کے بعد ہماری زیارت کو نہ آئے گویا اس نے ہم پر جفا کی ہے۔

سبحان اللہ! ہائے افسوس! اس وقت تیس سال گزر گئے اور عمر آخر کو پہنچ گئی اور یہ سعادت حاصل نہ ہو سکی اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ دوبارہ حاصل ہوگی یا نہیں؟

وصلت چو عمر رفتہ میسر نمی شود

یک بار شد میسر و دیگر نمی شود

آپ کی ملاقات گزری ہوئی عمر کی طرح میسر نہیں ہوتی، ایک دفعہ میسر ہوئی دوسری دفعہ میسر نہیں ہوتی، اے اللہ ہمیں یہ سعادت عطا فرما۔

(اسی مشکل ہے کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق نے مرتدین کا قلع قمع کرنے کے بعد شام کی طرف لشکر روانہ کیے تھے، اس صورت میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا انتقال کر چکی تھیں۔ حضرت بلال کے دریافت کرنے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ ۱۲ مولوی امیر علی)

۵۹۹۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ
رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي مَجْهُودٌ فَأَرْسَلْ
إِلَى بَعْضِ نِسَائِهِ فَقَالَتْ وَالَّذِي
بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِي إِلَّا مَا عَنِ
ثُمَّ أَرْسَلْ إِلَى أُخْرَى فَقَالَتْ
مِثْلَ ذَلِكَ وَقُلْنَ كُلُّهُنَّ مِثْلَ
ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُضِيقُهُ يَرْحَمَهُ
اللَّهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ
لَهُ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ أَنَا يَا رَسُولَ
اللَّهِ فَأَنْطَلَقَ بِهِ إِلَى رَحْلِهِ
فَقَالَ لِمَرَّاتِهِ هَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ
قَالَتْ لَا إِلَّا قُوَّتُ صَبْيَانِي قَالَ
فَعَلَيْهِمْ شَيْءٌ وَتَوَمَّيْهِمْ فَإِذَا
دَخَلَ ضَيْقُنَا فَأَرِيهِ أَنَا نَأْكُلُ
فَإِذَا أَهْوَى بِيَدِهِ لِيَأْكُلَ فَقَوَّحْنِي
إِلَى السَّرَاجِ كَيْ تَصْلِحِيهِ فَأُطْفِئُهُ
فَفَعَلْتُ فَفَعَدُوا وَأَكَلَ الضَّيْفُ
وَبَاتَا طَوِيلَيْنِ فَلَمَّا أَصْبَحَ
عَدَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ
عَجِبَ اللَّهُ أَوْضَحَكَ اللَّهُ مِنْ
فُلَانٍ وَفُلَانَةٍ وَفِي رِوَايَةٍ
مِثْلُهُ وَلَوْ يُسَوِّ أَبَا طَلْحَةَ
وَفِي أُخْرَاهَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے محنت و مشقت اٹھائی
ہے یہ آپ نے اپنی بعض ازواج مطہرات کے پاس
پیغام بھیجا ہے انہوں نے کہا کہ قسم ہے اس ذات
اقدس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے،
میرے پاس پانی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ پھر دوسری
ام المؤمنین کے پاس پیغام بھیجا۔ انہوں نے بھی وہی
بات کہی۔ تمام امہات المؤمنین نے وہی بات کہی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس
کی مہمانی کرے اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے یہ
انصار کے ایک شخص نے جنہیں ابو طلحہ کہا جاتا تھا
عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس کی مہمانی کرتا ہوں
وہ انہیں اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے پوچھا
کہ تمہارے پاس کچھ ہے؟ انہوں نے کہا کہ بچوں
کی خوراک کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ ابو طلحہ نے
فرمایا بچوں کو کسی چیز میں مصروف کر کے سلا دو وہ
جب ہمارا مہمان داخل ہو تو اسے بظاہر یہ دکھانا کہ ہم
کھا رہے ہیں۔ جب وہ کھانے کی طرف مائل ہو جائے
تو تم اٹھ کر چراغ کے پاس جانا جیسے تم اسے خدمت
کر رہی ہو اور اس بہانے اسے بجا دینا۔ چنانچہ انکی
بیوی نے ایسا ہی کیا، پس یہ لوگ بیٹھے اور مہمان نے
کھانا کھایا، دونوں میاں بیوی نے خالی پیٹ رات
گزاری۔ صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوا یا فرمایا: اللہ تعالیٰ نے
فلاں مرد اور فلاں عورت سے صبح فرمایا۔ ایک

روایت میں اس حدیث کی مثل ہے علیہ حضرت ابو ہریرہ نے ابو طلحہ کا نام نہیں لیا اور اس کے آخر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (ترجمہ) اور اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود انھیں حاجت ہو۔ (صحیحین)

وَيُؤْتِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ الْخَصَاصَةُ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ یعنی مجھے کچھ عنایت فرمائیں

۲۔ تاکہ اگر کوئی چیز حاضر ہو تو اس سائل کو دے دیں۔

۳۔ تمام اہمات المؤمنین کے پاس پیغام بھیجا، انھوں نے بھی وہی جواب دیا۔

۴۔ اللہ فقراء غنیاری کی کیا شان ہے؟ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مالک کو نین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں (شرف قادری)

۵۔ من یضیفہ میں دو روایتیں ہیں (۱) یاء پر پیش، نقطے والے ضاد کے نیچے زیر اور یاء ساکن۔ (۲) یاء پر پیش مناد پر زبر اور یاء مشدود کے نیچے زیر (یُضَيِّفُ)۔ اِضَافَةٌ اور تَضَيِّفُ دونوں کا معنی معافی کرنا اور مہمان کو اپنے پاس بلانا لغت میں یضیافت کا معنی میلان کرنا ہے۔ ۶۔ یرحمہ کو رفع اور جزم دونوں کے ساتھ ضبط کیا گیا ہے۔

۷۔ حضرت ام سلیم کے شوہر رضی اللہ عنہ

۸۔ رُحْل بے نقطہ حاء کے ساتھ، اس کا معنی ہے سامان اور رہائش گاہ

۹۔ قوت قاف پر پیش، واو ساکن وہ کھانا جس کے ساتھ انسان کا بدن قائم ہو

۱۰۔ تَعْلِيلُ کسی کو کسی چیز میں مشغول کر دینا، تَوْحِيمُ کا معنی ہے سلا دینا، اس کا مطلب یہ ہے کہ بچوں کو کھانے کی حاجت نہ تھی بلکہ وہ بھوک کے بغیر بچکانہ عادت کے مطابق کھانا طلب کر رہے تھے۔ ورنہ بچوں کو مہمان سے پہلے کھلانا واجب تھا اور صحابی واجب تو کیسے ترک کر دیتے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی ہے (یعنی اگر واجب کے تارک ہوتے تو ان کی تعریف نہ کی جاتی ۱۲ شرف قادری)

۱۱۔ اِضْلَاحُ کا معنی ہے درست کرنا، اس کے مقابل اِفْسَادُ ہے۔

۱۲۔ تاکہ مہمان کو ہمارے نہ کھانے کا پتہ نہ چلے، اِطْفَاءُ آگ کا بجھا دینا۔

۱۳۔ اس کا مطلب بھی یہ ہے کہ راضی ہوا (راوی کو شک ہے کہ کون سا لفظ فرمایا) حضرت ابو طلحہ اور انکی اہلیہ حضرت ام سلیم کا نام لیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

۱۴۔ ایک دوسری روایت حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے جو لفظ و معنی میں اس روایت کی مثل ہے۔

۱۴ صراح میں ہے خصاصۃً پہلے حرف پر زبر، اس کا معنی ہے درویش ہونا۔ یہ آیت انصار کے حق میں نازل ہوئی اور اس کے نزول کا سبب یہ واقعہ ہے۔

۶۰۰۰ وَعَنْهُ قَالَ نَزَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَزِلًا فَجَعَلَ النَّاسُ يَمُرُّونَ فَيَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هَذَا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَأَقُولُ فُلَانٌ فَيَقُولُ نَعُو عَبْدُ اللَّهِ هَذَا وَيَقُولُ مَنْ هَذَا فَأَقُولُ فُلَانٌ فَيَقُولُ بَشْ عَبْدُ اللَّهِ هَذَا حَتَّى مَرَّ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقُلْتُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقَالَ نَعُو عَبْدُ اللَّهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ سَيْفٌ مِّنْ سَيُوفِ اللَّهِ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۵ غالباً یہ اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کے بارے میں آپ جانتے تھے کہ یہ منافقین میں سے ہے اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مومن کے بارے میں یہ ارشاد فرماتا بغید ہے اور معمول کے خلاف ہے، اگرچہ اس کی روش درست نہ ہو، یوں بھی اس زمانے میں مومن کی ایسی کیفیت نہیں ہوتی تھی اور اگر کوئی ایسا تھا بھی تو بہت ہی کم۔

۶۰۰۱ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ قَالَ قَالَتِ الْأَنْصَارُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ بِكُلِّ نَبِيٍّ أَتْبَاعٌ وَإِنَّا قَدْ أَتْبَعْنَاكَ فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ أَتْبَاعَنَا مِثْلَ قَدَعَائِهِ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! ہر نبی کے پیروکار ہیں اور ہم نے آپ کی پیروی کی ہے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ہمارے پیروکاروں کو ہم میں سے بنائے تاکہ تو آپ نے دعا فرمائی تاکہ (بخاری)

۱۶ زید بن ارقم مشہور صحابی ہیں ان کے احوال کئی دفعہ لکھے جا چکے ہیں۔

۱۷ یعنی ہمارے حلیفوں اور آزاد کردہ غلاموں کو ہم میں سے بنا کر انھیں بھی انصار کہا جاتا ہے اور آپ نے صحابہ کرام کو ہمارے ساتھ احسان کرنے کی وصیت فرمائی ہے وہ انھیں بھی شامل ہو جیسے کہ نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا : ہم تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتے ہیں اور یہ بھی فرمایا : ان کے نیکو کاروں کے قبول کرو اور ان کے خطا کاروں سے درگزر کرو، اس کے علاوہ ان کے فضائل و مناقب اور عنایات و کمالات میں اسی طرح شیخ ترمذی کی شرح میں ہے یا یہ مطلب ہے کہ انہیں ہمارے نقوش اقدام کی پیروی کرنے والے ہمارے ساتھ متصل، ہماری سیرت اور طریقے پر چلنے والے اور اخلاص میں پیروکار بنا، یہ مطلب زیادہ واضح نظر آتا ہے۔

۱۰۰۲۔ یعنی جس دعا کی درخواست انصار نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی

حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ ہمیں عرب کا کوئی قبیلہ معلوم نہیں ہے جس کے شہید انصار سے زیادہ ہوں اور وہ قیامت کے دن زیادہ معزز ہوں۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت انس نے فرمایا کہ اُحد کے دن میں سے اکثر سترہ، بڑھو نہ کے دن سترہ اور حضرت ابوبکر کے دور میں یمامہ کے دن سترہ حضرات شہید ہوئے۔ (بخاری)

۱۰۰۲۔ وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ مَا نَعْلَمُ حَيًّا مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ أَكْثَرُ شَهِيدًا أَعَدَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ وَقَالَ أَنَسٌ قُتِلَ مِنْهُمْ يَوْمَ أُحُدٍ سَبْعُونَ وَيَوْمَ بَدْرٍ مَعُونَةَ سَبْعُونَ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ عَلَى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ سَبْعُونَ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۱۰۰۳۔ حضرت قتادہ مشہور تابعی ہیں، اکثر و بیشتر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابن مندہ جو حدیث و سیر کے عالم ہیں، حضرت ابی کی حدیث کے حوالے سے کہتے ہیں کہ اُحد کے دن انصار کے چونسٹھ (۶۳) اور مہاجرین کے چھ حضرات شہید ہوئے۔

۱۰۰۴۔ جنہیں قرآن کہا جاتا ہے ان کا واقعہ کتب سیر میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ جنگ مسیلہ کذاب کی قوم سے تھی۔

قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ بیت المال سے اصحاب بدر کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تحقیق میں انہیں بعد والوں پر فضیلت دوں گا۔ (بخاری)

۱۰۰۳۔ وَكَانَ قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ قَالَ كَانَ عَطَاءُ الْبَدْرِيِّينَ خَمْسَةَ آلَافٍ خَمْسَةَ آلَافٍ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَوْ فَضَّلْتَهُمْ عَلَى مَنْ تَجَدَّهُوا (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

باب

ان اہل بدر کے نام جن کا ذکر جامع بخاری میں ہے

یاد رہے کہ امام بخاری نے اہل بدر کی جس جماعت کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے اور ان کے بارے میں حدیث لائے ہیں، ان کے اسماء تفصیل کے بعد اجمال اور خلاصہ کے طور پر الگ باب میں لائے ہیں تاکہ دوسرے حضرات پر ان کی سبقت اور ترجیح کی فضیلت پہچان کر کے ان کے لیے رحمت و رضوان کی الگ دعا کی جائے اہل علم فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری میں ان کے ذکر کے وقت دعا مقبول ہے۔ امام بخاری نے ان کا ذکر حروف تہجی کے اعتبار سے کیا ہے۔ تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چاروں خلفائے راشدین کا ذکر پہلے کیا ہے باقی حضرات کے نام حروف تہجی کی ترتیب سے لائے ہیں

- (۱) النَّبِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْهَاشِمِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۲) عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ عُمَرَ ابْنِ الْوَيْكِيْنِ الْقُرَشِيُّ (۳) عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْعَدَوِيُّ (۴) عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْقُرَشِيُّ خَلْفَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَتِهِ رُقِيَّةَ وَضَرَبَ لَهُ بِسَهْمِهِ (۵) عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الْهَاشِمِيُّ (۶) إِيَّاسُ بْنُ بُكَيْرٍ (۷) بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ الْقَدِيقِ (۸) حَنْظَلَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْهَاشِمِيُّ (۹) حَاطِبُ بْنُ أَبِي بَلْتَعَةَ خَلِيفَةُ لِقْرِشٍ (۱۰) أَبُو حَذِيفَةَ بْنُ عُثْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ الْقُرَشِيُّ (۱۱) حَارِثَةُ بْنُ رَبِيعِ بْنِ الْأَنْصَارِيِّ وَهُوَ حَارِثَةُ بْنُ سُرَاقَةَ كَانَ فِي النَّظَارَةِ (۱۲) خُبَيْبُ بْنُ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيُّ (۱۳) خُنَيْسُ بْنُ حَذِيفَةَ السَّهْمِيُّ (۱۴) رِفَاعَةُ

بَنُ رَافِعِ الْأَنْصَارِيِّ (۱۶) الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ الْقُرَشِيُّ (۱۷) زَيْدُ بْنُ سَهْلٍ
 أَبُو طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيُّ (۱۸) أَبُو زَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ (۱۹) سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ
 بْنُ الزُّهْرِيِّ (۲۰) سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ الْقُرَشِيُّ (۲۱) سَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو
 بَنِ نُفَيْلٍ الْقُرَشِيُّ (۲۲) سَهْلُ بْنُ حَنِيفٍ الْأَنْصَارِيُّ (۲۳) ظَهْرُ بْنُ
 رَافِعٍ الْأَنْصَارِيُّ (۲۴) وَأَخُوهُ (۲۵) عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ الْهُذَلِيُّ
 (۲۶) عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ بْنِ الزُّهْرِيِّ (۲۷) عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ الْقُرَشِيُّ
 (۲۸) عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ الْأَنْصَارِيُّ (۲۹) عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ حَلِيفُ بَنِي عَامِرٍ
 بَنِ لُؤَيٍّ (۳۰) عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيُّ (۳۱) عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ الْغَزَوِيُّ
 (۳۲) عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ (۳۳) عُيُوبُ بْنُ سَاعِدَةَ الْأَنْصَارِيُّ
 (۳۴) عِيَّانُ بْنُ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ (۳۵) قُدَامَةُ بْنُ مَطْعُونٍ (۳۶) قَتَادَةُ
 بْنُ النُّعْمَانِ الْأَنْصَارِيُّ (۳۷) مُعَاذُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ الْجَمُوحِ (۳۸) مُعَوَّذُ
 بْنُ عَفْرَاءَ (۳۹) وَأَخُوهُ (۴۰) رِفَاعَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ أَبُو لُبَابَةَ الْأَنْصَارِيُّ
 (۴۱) مَالِكُ بْنُ رَبِيعَةَ (۴۲) أَبُو أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ (۴۳) مِسْطَحُ بْنُ
 أَثَّاثَةَ بْنِ عَبَّادٍ بْنِ الْمُطَّيِّبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ (۴۴) مُرَاثَةُ بْنُ رَبِيعِ بْنِ
 الْأَنْصَارِيِّ (۴۵) مَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيُّ (۴۶) مِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو
 بْنُ الْكِنْدِيِّ حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ (۴۷) هِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ -

ان میں سے سب سے پہلے، سب کے سردار اور تمام جہانوں کے آقا و مولا بنی اکرم محمد بن عبد اللہ الماشی

آپ کی ولادت باسعادت عام الفیل (۵۶۹ھ) میں، بعثت (اعلان نبوت) چالیس سال کی عمر شریف میں ہوئی، آپ کا دور نبوت (زمانہ تبلیغ) ۲۲ سال عمر شریف ۶۲ سال، سید المرسلین اور خاتم النبیین ہیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وعلیٰ اصحابہ واتباعہ وارضیاءہ اجمعین وسلم۔

(۲) حضرت عبد اللہ بن عثمان ابوبکر بن الصديق القرشي، بنو تمیم بن مرہ میں سے ہیں۔ پانچ واسطوں سے آپ کا نسب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے، جاہلیت میں آپ کا نام عبد رب الکعبہ تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبد اللہ اور عتیق رکھا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ عتیق ان کا قدیم نام ہے۔ کہتے ہیں کہ ان کی والدہ کا کوئی لڑکا زندہ نہیں رہتا تھا جب ان کی پیدائش ہوئی تو انھیں بیت اللہ شریف کے پاس لے گئیں اور دعا کی کہ اے اللہ! ان کو موت سے آزاد فرما دے اور مجھے بخش دے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام عبد اللہ ہے لیکن عتیق ان پر غالب آگیا۔ بعض نے کہا چہرے کے حسن و جمال، بخشش اور اچھی عادت کی بناء پر انھیں عتیق کہا گیا۔ عتیق کا معنی بخشش، جمال اور نجابت بھی آیا ہے۔ امت مسلمہ نے ان کا لقب صدیق بالاتفاق مقرر کیا اس لیے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے میں جلدی اور ہر حال میں سچائی کو لازم پکڑا۔ ان کے والد گرامی کا نام ابو قحافہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے وہ فتح مکہ کے سال ایمان لائے اور ۱۳ھ میں حضرت ابوبکر صدیق کی وفات کے چھ ماہ اور چند روز بعد ان کا انتقال ہوا۔ ان کی عمر شریف ۹۰ سال تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت دو سال اور چند ماہ تھی۔ ان کی عمر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کے موافق ۶۲ سال تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا چہرہ مبارک خوبصورت اور تابندہ تھا۔ قد درمیانہ بدن ڈبلا، رخسارے نرم اور بکے تھے ان کے رخساروں میں سبز رنگیں تھیں۔ بڑے خوبصورت، رعب اور دبے ہاتھ تھے اور عالی نسب تھے رضی اللہ عنہ۔

(۳) حضرت عمر بن الخطاب العدوی، عدی بن کعب کی اولاد میں سے تھے۔ پانچ واسطوں سے ان کا سلسلہ نسب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ قریش کے معزز افراد میں سے تھے۔ مدینہ جاہلیت میں سفارت اور پیغام رسانی ان سے متعلق تھی۔ سفید چہرہ جسم مبارک بھاری آنکھیں سرخ اور قد بلند تھا۔ دھڑکے لوگوں سے اتنے بلند دکھائی دیتے جیسے اونٹ پر سوار ہوں اور دوسرے لوگ پھیل، رخسارے ٹپکتے تھے، وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ توراۃ میں ان کی صفت اس طرح بیان کی گئی ہے قُرْنٌ حَیْدٌ شَدِیْدٌ اَجِیْبٌ (لوہے کے پہاڑ، سخت اور امین) قرن چھوٹے پہاڑ کو کہتے ہیں، ان کا لقب فاروق ہے۔ اس لیے کہ انھوں نے حق و باطل اور اسلام و کفر کے درمیان فرق کیا۔ ان کے ایمان لانے سے اسلام کو قوت ملی بارعب اور دلیر تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپ سے پہلے (بیس افراد کے ساتھ ۱۲ مولوی امیر علی) ہجرت کی۔

جب انھوں نے ہجرت کا ارادہ کیا تو تورا اپنی گردن میں جمائل کی، کمان پر تیر چڑھایا، کچھ تیراٹھ میں پڑے

اور بیت اللہ شریف کے پاس آئے۔ قریش کے تمام سردار وہاں حاضر تھے، آپ نے طواف کیا، دو رکعت نماز ادا کی اور قریش کے ایک ایک حلقے کے پاس جا کر فرمایا: تمہارے چہرے بد صورت ہوں جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی ماں اس کو روئے اس کے بچے یتیم ہوں اور اس کی بیوی بیوہ ہو اسے چاہیے کہ آئے اور اس وادی کے پیچھے مجھ سے ملاقات کرے کسی کو ان کے پیچھے جانے کی جرأت نہ ہو سکی۔ آپ کی خلافت ساڑھے دس سال تھی آپ کی عمر شریف کے بارے میں تین قول ہیں (۱) مشہور قول کے مطابق تریسٹھ سال (۶۳) - ۲ - ارسٹھ سال ۶۸ (۲) اسیٹھ سال ۵۹۔

(۴) حضرت عثمان بن عفان قریشی بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (جو ان کی اہلیہ محترمہ تھیں اور ان کی طبیعت ناساز تھی) کی تیارداری کے لیے (مدینہ منورہ میں) چھوڑ دیا تھا اور ان کے لیے بدر کی غنیمت میں سے حصہ مقرر فرمایا۔ اس اعتبار سے انھیں اہل بدر میں شمار کیا گیا ہے۔

ان کی ولادت عام الفیل کے چھٹے سال ہوئی۔ دارِ ارقم میں داخل ہونے سے پہلے اور حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت زید بن حارثہ کے بعد اسلام لائے۔ آپ حضرت ابوبکر صدیق کی دعوت پر اسلام لائے۔ جب آپ اسلام لائے تو آپ کے چچا حکم بن عاص بن امیہ نے آپ کو باندھ کر قید کر دیا اور کہا کہ تم نے اپنے آباء کے دین کو چھوڑ کر نیا دین اختیار کر لیا ہے۔ اللہ کی قسم جب تک تم اس دین کو نہیں چھوڑو گے تمہیں رہا نہیں کروں گا۔ آپ نے فرمایا: میں اس دین کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا اور اس سے جدا نہیں ہوں گا تم جو کچھ کہہ سکتے ہو کہہ لو۔ جب حکم نے آپ کی مضبوطی دیکھی تو آپ کو رہا کر دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ اعلانِ نبوت سے پہلے آپ کے نکاح میں تھیں غزوہ بدر پر ان کا انتقال ہو گیا ان کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کا نکاح آپ کے ساتھ کر دیا۔ ۹ھ میں ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ہماری تیسری بیٹی ہوتی تو اس کا نکاح بھی ان کے ساتھ کر دیتے ان کے علاوہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں آئی ہوں۔ اسی لیے ان کا لقب ذوالنورین ہوا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قدرِ میانہ اور چہرہ سرخ اور سفید تھا، آپ کے چہرے میں چپک کے نشان تھے اور طبعی بہادری اور سب لوگوں سے حسین تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام کلثوم کو فرمایا ہم نے تمہارا نکاح اس شخص سے کیا ہے جو تمہارے جدا جدا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تمہارے والد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ ہے۔ وہ اس قدر حیا دار تھے کہ گھر کے اندر دروازہ بند کر کے غسل کرتے اور حیا کی وجہ سے اپنی پشت سیدھی نہیں کر سکتے تھے۔ ۳۵ھ ایام تشریق کے درمیانے دن (بارہ ذوالحجہ) کو شہید کیے گئے، آپ کی خلافت تیرہ سال اور عمر شریف بیاسی (۸۲) سال تھی۔ بعض نے تراسی (۸۳) یا

بعض نے چھپاسی (۸۶) سال بھی کہی ہے۔

(۵) حضرت علی بن ابی طالبؓ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور عقد مواخات میں بھائی سیدہ فاطمہ زہراؓ بتول کے شوہر حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے والد اور پہلے ہاشمی جو دو ہاشمیوں سے پیدا ہوئے۔ قدیم الاسلام اور بہت سے صحابہ کرام کی جماعت کے قول کے مطابق سب سے پہلے جو اسلام لائے وہ حضرت علی مرتضیٰ ہیں۔ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن مبعوث ہوئے اور حضرت علی مرتضیٰ منگل کے دن اسلام لائے، اس وقت آپ کی عمر شریف دس سال یا سات سال تھی۔ وہ امین بھی تھے، صاحب شرافت بھی، ہدایت دینے والے بھی، یعسوب المومنین (مومنوں کے سردار ابوالریحانین) (دو جنتی بھیلوں کے باپ) اور ابو تراب آپ کے القاب ہیں، آپ کا قدر درمیانہ، سخت گندم گوں، مائل بہ سرخی سر کے بال اڑے ہوئے، جسم پر بالوں کی کثرت چہرہ جمال اور تابانی کا آئینہ دار، آنکھیں بڑی، خوبصورت اور سیاہ، پیٹ بڑا، داڑھی مبارک عظیم اور طویل و عریض، خوبصورت جیسے چودھویں کا چاند، ہنس مکھ، مضبوط دل والے، بہادر، فتح و نصرت والے، وسیع علم، کثیر زہد اور سخی نفس والے رضی اللہ تعالیٰ عنہ و کرم اللہ وجہہ، آپ کی خلافت پانچ سال اور شہادت جمعہ کی رات میں سحری کے وقت رمضان المبارک کی سترہ تاریخ ۴۰ھ کو ہوئی۔ آپ کی عمر شریف صحیح اور مختار قول کے مطابق تریسٹھ (۶۳) سال تھی۔ رضی اللہ عنہ

کسی نے آپ کے بارے میں کیا خوب کہا ہے

کے را میتر نہ شد ایں سعادت بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

(شرف قادری)

(۶) حضرت ایاس بن بکیر بعض نسخوں میں ہے۔ ابوبکر الف اور لام کے ساتھ ایاس ہنرے کے کے نیچے زیر یا مخفف اور آخر میں سین بکیر، ایک نقطے والی باء پر پیش، کاف پر زیر، یا و ساکن، بخاری شریف کی بعض روایات میں بعض شارحین نے باء کے نیچے زیر اور کاف مشد کے ساتھ ضبط کیا ہے و بکیر مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ بدر اور اس کے بعد کے اہم مواقع پر حاضر ہوئے وہ اودان کے بھائی عامر بن بکیر و ابیہم میں اسلام لائے۔ حضرت ایاس اودان کے بھائیوں خالد، عاقل اور عامر کو شرف صحابیت حاصل تھا اور تمام اصحاب بدر کے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ان کی وفات ۳۳ھ میں ہوئی

(۷) حضرت بلال بن رباحؓ راہ پر زہرہ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے۔ ان کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے، بعض نے ابو عبد اللہ بعض نے ابو عبد اللہ کرم اور بعض نے ابو عمر بیان کی، ان کی والدہ حمامہ تھیں۔ بے نقطہ حامد پر زہرہ اور میم مخفف، وہ مولدین میں سے تھے (یعنی والدین میں سے ایک عربی اور ایک عجمی تھے ۱۲ شرف قادری) وہ قدیم الاسلام میں اور پہلے مسلمان جنہوں نے مکہ مکرمہ میں اسلام ظاہر کیا اور انھیں اللہ تعالیٰ کے دین کے راستے میں عذاب دیا گیا اور جان

بازی لگا دینا آسان ہو گیا۔ انھیں امیہ بن خلف فحشی عذاب دیتا تھا جو آپ کا مولا تھا۔ آخر بدر میں حضرت بلال کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس امیہ نے اپنے آپ کو حضرت سعد انصاری کی پناہ میں دے دیا تھا۔ حضرت بلال نے اسے دیکھ کر فریاد کی تو انصار نے دوڑ کر حضرت سعد کے سپنچے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ۱۲ مولوی امیر علی (اس کا طویل واقعہ ہے۔

امیہ انھیں لوہے کی زرہ میں گھسیٹتا اور انھیں دھوپ میں ڈال کر ڈنڈے سے مارتا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق نے انھیں خرید کر آزاد کر دیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر حضرت بلال کو حکم دیا تو انھوں نے بیت اللہ شریف کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان دی، ان کے فضائل بہت ہیں، ان کے لیے یہ فضیلت ہی کافی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم عرب سے مقدم ہیں، بلال حبشیوں سے، صہیب رومیوں اور سلمان فارس والوں سے مقدم ہیں، ان کا رنگ شدید گندم گوں، قد لمبا اور بال بکثرت تھے۔ دمشق میں سنہ ۲۷ میں وفات پائی۔ بعض نے سنہ بیان کیا ہے۔ آپ کی عمر شریف ساٹھ سال تھی، بعض نے کہا ستر سال تھی ان کے کچھ احوال پچھلے باب کی تیسری فصل میں بیان کیے جا چکے ہیں۔ رضی اللہ عنہ

۳۷ حضرت امیر حمزہ ابن عبد المطلب ؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور رضاعی بھائی، ان کی کنیت ابو عمار ہے عین پر پیش، ان کا لقب سید الشہداء اور اسد اللہ (اللہ تعالیٰ کا شیر) بھی آیا ہے، بعثت کے چوتھے سال اسلام لائے، بعض علماء کہتے ہیں کہ چھٹے سال، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مارا رقم سے باہر تشریف لانے کے بعد اسی سال حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی اسلام لائے پس دین اسلام ان کے اسلام لانے سے قوی اور معزز ہو گیا۔ آپ بدر میں حاضر ہوئے اور احد میں وحشی ابن حرب کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ عمر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چار سال بڑے تھے، آپ کی والدہ ہالہ بنت وہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ سیدہ آمنہ بنت وہب کی بہن تھیں۔ یہ حضرت امیر حمزہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دوسری اخوت ہے کہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔ آپ بڑے بہادر قوی اور غالب تھے۔ آپ کی شجاعت و بہالت کے بہت سے واقعات ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ فرشتے امیر حمزہ ابن عبد المطلب اور حضرت حنظلہ ابن رابیع کو حمل دے رہے ہیں۔ یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آسمان میں لکھا ہے کہ امیر حمزہ ابن عبد المطلب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے شیر ہیں۔

[ان کے آگے وہ حمزہ کی جہاں بازیاں

شیرِ عزان سلطوت پہ لاکھوں سلام

(امام احمد رضا)

[شرف قادری]

(۹) حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ باء پر زبر، لام ساکن اور تاء پر زبر، ان کی کنیت ابو عبد اللہ اور بعض نے ابو محمد بیان کی ہے۔ قریش کے حلیف تھے۔ بعض نے کہا کہ حضرت زبیر بن عوام کے حلیف تھے۔ بعض نے کہا کہ قریش کے غلام تھے۔ بدر، خندق اور دیگر غزوات میں حاضر ہوئے۔ ستر سالہ میں مدینہ منورہ میں انتقال کیا، آپ کی عمر شریف ۶۵ سال تھی۔ اہل مکہ کی طرف مکتوب ارسال کرنے کا واقعہ گزشتہ باب میں گزر چکا ہے۔

(۱۰) حضرت ابو حذیفہ ابن عتبہ ابن ربیعہ قریشی رضی اللہ عنہ آپ کے نام میں اختلاف ہے۔ مشہور یہ ہے کہ آپ کا نام ہشام بن عتبہ ابن ربیعہ ابن عبد المطلب ہے۔ فضلاء صحابہ اور مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ دونوں قبلوں کی طرف نماز ادا کی اور دو ہجرتیں کیں (پہلے حبشہ پھر مدینہ منورہ)۔ دارالرقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام لائے بدر اور اس کے بعد کے غزوات میں حاضر ہوئے۔ یمامہ کے دن شہید ہوئے آپ کی عمر تہتین یا چوٹن سال تھی۔

(۱۱) حضرت حارثہ ابن ربیعہ انصاری راء پر پیش، باء پر زبر اور یاء مشدودہ کے نیچے زیر بعض نے راء پر زبر، باء کے نیچے زیر اور یاء کی تخفیف کے ساتھ بھی ضبط کیا ہے۔ پہلا ضبط صحیح ہے۔ بدر کے دن شہید ہوئے یہ حارثہ ابن سراقہ ہیں، سین پر پیش، راء مخفف، اس کے بعد قاف، ربیعہ آپ کی والدہ کا نام اور سراقہ آپ کے والد کا نام ہے وَكَانَ فِي النَّظَارَةِ آپ نظر کرنے والوں (اور پروردینے والوں) میں سے تھے۔ نہ کہ جنگ کرنے والوں میں، جیسے امام احمد اور نسائی نے روایت کیا۔ حواشی میں لکھا ہے کہ انھیں بندہ جگر پر مقرر کیا گیا تھا تاکہ دشمنوں کے احوال پر نظر رکھیں اور خبر دیں۔ نظارہ نون پر زبر اور ظلم مشدود، وہ لوگ جو کسی چیز پر نظر رکھیں۔ حارثہ فوجوان تھے جو پر سے اور نگرانی پر مقرر تھے وہ معرکے میں کھڑے ہوئے تھے کہ اہل مکہ ایک تیر آیا جوان کی گردن میں لگا اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کس نے مارا تھا؟ ان کی والدہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں: یا رسول اللہ! آپ میری نسبت سے حارثہ کا حکم فرما جائے میں کہ مجھے ان سے کتنی محبت تھی اور میرا ان سے کتنا تعلق تھا؟ وہ اگر جنت میں ہیں تو میں میری بیوی کے ساتھ اگر وہ دوزخ میں ہیں تو میں ان پر طاقت بھر دوں گی۔ ایک روایت میں ہے کہ اگر وہ دوزخ میں ہیں تو اللہ تعالیٰ دیکھے گا کہ میں ان پر کتنا روتی ہوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حارثہ کی ماں! اس جگہ ایک جنت نہیں ہے وہاں تو اوپر چمچے کٹی جنتیں ہیں۔ بخارا بیٹا تو فردوس اعلیٰ میں ہے۔ آپ کی والدہ نے عرض کیا کہ آخر میں صبر کروں گی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

(۱۲) حضرت نجیب بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ، نجیب نقطے والی خاء پر پیش۔ پہلی باء پر زبر اور یاء ساکن، بدر میں حاضر ہوئے، ہجرت کے قیسرے سال غزوہ ربيع میں قیدی بنالئے گئے۔ مشرکین انھیں مکہ مکرمہ میں لے گئے اور سولی پر چڑھا دیا۔ وہ اسلام میں پہلے صحابی ہیں جنھیں سولی پر لٹکایا گیا اور پہلے وہ شہید ہیں

جنہوں نے قتل کیے، جانے سے پہلے دو رکعت ادا کرنے کی سنت قائم کی، ان کا واقعہ عجیب ہے اور بخاری شریف میں بیان کیا گیا ہے ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے شہادت کے وقت دعا مانگی، اے اللہ مجھے کوئی ایسا شخص نہیں ملتا جو میرا سلام تیرے رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائے تو میرا سلام اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دے۔ پس جبریل امین علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور ان کا سلام پیش کیا۔

(۱۳) حضرت حنیس نقطۃ والی خاء پر پیش، نون پر زبر، یا و ساکن، اس کے بعد سین ابن حذافہ سہمی مہاجرین میں سے تھے۔ حبشہ کی ہجرت کے بعد بدر میں حاضر ہوئے۔ پھر احد میں حاضر ہوئے۔ پھر زحیٰ ہو کر مدینہ طیبہ میں آکر انتقال کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے۔

(۱۴) حضرت رفاع ابن رافع انصاری رضی اللہ عنہ راء کے پنجے زیر، بدری ہیں۔ ان کے والد نقیب ہیں (یعنی بیعت عقبہ میں شریک تھے اور اپنے قبیلے کے نمائندے مقرر ہوئے ۱۲ شرف قادری) حضرت رفاعہ کے بھائی ملک بن رافع اور غلام بن رافع، حضرت رفاعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عبادہ بن صامت سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ان کے بیٹے معاذ اور عبید اور بھانجے یحییٰ ابن غلام روایت کرتے ہیں۔

(۱۵) حضرت رفاعہ جہ المندز ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ آپ نقباء میں سے تھے۔ بیعت عقبہ، بدر اور تمام غزوات میں حاضر ہوئے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینہ طیبہ کا امیر مقرر فرمایا اور انہیں اصحاب بدر کے ساتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرح غنیمت میں سے حصہ عطا فرمایا۔ آپ کی وفات حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔ بنو نضیر (یہودیوں) کے قہقہے میں آپ سے جو لہر برآمد ہوا اس کی توبہ کے طور پر آپ نے اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں سے بانڈھ دیا۔ یہ واقعہ مشہور ہے۔ مسجد نبوی شریف میں ایک ستون ہے جسے استوانہ ابولبابہ کہتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۶) حضرت زبیر بن العوام قریشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عوام میں پر زبر اور داؤ مشہور۔ آپ کا سلسلہ نسب چاند اسلم سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قحطی میں جمع ہو جاتا ہے، آپ کی والدہ حضرت صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی بہن ہیں۔ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت زبیر کی چھوٹی اور حضرت صفیہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی زوجہ محترمہ ہیں، حضرت زبیر اور آپ کی والدہ حضرت صفیہ، حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر سولہ سال اور بعض کہتے ہیں کہ پچیس سال تھی۔ آپ کے چچا نے دھوئیں سے آپ کو عذاب دیا تاکہ دین اسلام کو ترک کر دیں لیکن آپ ثابت قدم رہے اور حبشہ ہجرت کر گئے۔ بدر اور دیگر غزوات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

ثابت قدم رہے اور وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں تلوار میان سے باہر نکالی۔ آپ کا چہرہ سفید، قد لمبا، گوشت کم، بال زیادہ ہلکے خسار تھے۔ ۳۶ھ میں جنگِ جمل کے دن شہید ہوئے۔ آپ کی عمر شریف چونسٹھ (۶۴) سال تھی۔ وادی الباع میں دفن کیے گئے۔ پھر آپ کو بصرہ میں لایا گیا جہاں آپ کی قبر مشہور ہے۔ ابن جریر نے جو کہ امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھا۔ آپ کو نماز کی حالت میں شہید کیا اور اگر حضرت علی مرتضیٰ کو کہا کہ آپ کو زہر کے قتل کی خوش خبری ہو۔ امیر المؤمنین نے فرمایا تجھے بھی دوزخ کی آگ کی خوش خبری ہو۔ آپ کے شہید کیے جانے کا واقعہ کتب حدیث و سیر میں بیان کیا گیا ہے۔

(۱۷) حضرت زید بن سہل ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت عقبہ میں ستر افراد کے ساتھ حاضر ہوئے بدر اور اس کے بعد کے غزوات میں بھی حاضر ہوئے۔ آپ حضرت انس ابن مالک کی والدہ حضرت ام سلمہ کے شوہر تھے اور مشہور تیر انداز۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لشکر میں ابو طلحہ کی آواز ایک جماعت سے بہتر ہے۔ ایک روایت میں ہے سو افراد اور ایک دوسری روایت میں ہے ہزار افراد سے بہتر ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اور حضرت ابو عبیدہ کو بھائی بھائی بنا دیا۔ حضرت ابو طلحہ انصاری کے غائبے اور ان کے اصحاب ثروت میں سے تھے۔ ان کے فضائل بہت ہیں۔

(۱۸) حضرت ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمان مبارک میں قرآن پاک کو جمع کرنے والوں (یعنی حفاظ) میں سے ایک ہیں۔ حضرت انس کے چچا ہیں۔ جیسے کہ گزشتہ باب میں گذرا، بدر میں حاضر ہوئے اور سعد قاری کے نام سے مشہور تھے۔

(۱۹) حضرت سعد بن مالک زہری یعنی حضرت سعد بن ابی وقاص جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ آپ کے والد ابو وقاص کا نام مالک ہے۔ حضرت سعد زہری قریشی اور قدیم الاسلام ہیں۔ سترہ سال اور بقول بعض بیس سال کی عمر میں حضرت ابو بکر صدیق کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں تیسرے نمبر پر اسلام لانے والا اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں سب سے پہلا تیر چلانے والا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت تمام غزوات میں حاضر ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اُحد کے دن اپنے والدین کو جمع کیسے ہوئے فرمایا تیر پھینکو ہمارے والدین تم پر فدا ہوں۔ حضرت سعد کا قد چھوٹا، جسم گھٹا ہوا، سر بڑا، آنکھیں سخت، رنگ گندمی، ناک پست، بدن پر بالوں کی کثرت، مدینہ طیبہ سے دس میل کے فاصلے پر مقام عقیق میں واقع اپنے کمرے میں رحلت فرمائی۔ پھر انھیں مدینہ منورہ میں لے جا کر جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ یہ ۳۵ھ یا ۳۶ھ میں حضرت امیر معاویہ کے عہد کا واقعہ ہے۔ آپ کی عمر شریف ستر سال سے کچھ اوپر تھی۔ بعض نے کہا بیاسی سال تھی۔ حضرت سعد عشرہ مبشرہ میں سے سب سے آخر میں رحلت کرنے والے صحابی ہیں۔ آپ کے ہاتھ پر عجم کے ممالک فتح اور آپ کی کوشش سے شاہان ایران کی بنیاد منہدم ہو گئی۔ آپ کے

مناقب بہت ہیں۔

(۲۰) حضرت سعد بن خولہ قریشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقطۂ والی خاء پر زبر، واؤ ساکن، نو عامر بن لوی سے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کے حلیف ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ یمن سے ہیں۔ بعض کے نزدیک آپ عجمی ہیں اور فارس سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ حبشہ کے مہاجرین میں سے تھے جنہوں نے دوسری ہجرت مدینہ طیبہ کی طرف کی، بعض علماء کہتے ہیں کہ بدر میں حاضر ہوئے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ مکرمہ میں آپ کا انتقال ہوا۔

(۲۱) حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل، نون پر پیش، فاء پر زبر اور یاؤ ساکن قریشی۔ آپ کی کنیت ابو الاعداء ہے۔ آپ قریشی عدوی اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ حضرت عمر فاروق کے بہنوئی اور قدیم الاسلام ہیں۔ دار ارقم میں آنے سے پہلے اسلام لائے۔ تمام غزوات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر رہے غزوہ بدر میں حضرت طلحہ ابن عبید اللہ کے ساتھ تھے جو قریش کے قافلے کی اطلاع حاصل کرنے کیلئے گئے تھے گندم گوں رنگ اور دراز قد تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب پندرہ واسطوں سے کعب بن لوی میں جا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل جاتا ہے۔ بیس سال کی عمر میں اسلام لائے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ عمر فاروق نے مجھے اسلام پر قائم رہنے کی تلقین کی۔ آپ کی زوجہ محترمہ حضرت فاطمہ بنت خطاب اپنے بھائی عمر بن خطاب سے پہلے اسلام لائیں۔ حضرت سعید کا انتقال مدینہ طیبہ کے قریب مقام عقیق میں واقع یا شہہ میں ہوا، اس وقت آپ کی عمر ستر سال سے کچھ زیادہ تھی۔ بعض نے کہا اسی سال سے زیادہ تھی۔ بعض نے کہا کہ آپ کی وفات کوفہ میں ہوئی۔ آپ کے والد زید بن عمرو بن نفیل نے دور جاہلیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین اختیار کیا اور شرکین کے ذبیحوں سے اجتناب کرتے تھے۔ وحی کے نازل ہونے سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی انھیں موحّد الجاہلیۃ (دور جاہلیت کے موحّد) کہتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ وہ نبی تھے جو مخلوق کی طرف مبعوث نہیں ہوئے۔ صحیح بخاری اور حدیث کی دوسری کتابوں میں ان کے احوال ذکر کیے گئے ہیں۔

(۲۲) حضرت سہل بن سہل بن زید بن عساکن ابن مخنیف، بے نقطۂ خاء پر پیش، نون پر زبر اور یاؤ ساکن الانصاری، بدر، احد اور دیگر غزوات میں حاضر ہوئے۔ احد کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کے ساتھ محبت رکھی۔ امیر المؤمنین نے انھیں مدینہ منورہ کا خلیفہ اور ملک فارس کا والی بنایا۔ کوفہ میں شہہ میں وفات پائی اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

(۲۳-۲۴) حضرت ظہیر بن رافع انصاری اور ان کے بھائی رضی اللہ عنہما، ظہیر نقطۂ والی طاء پر پیش ان کے بھائی حضرت خدیج بن رافع ہیں۔ دونوں اہل بدر میں سے ہیں۔ بدر اور دیگر غزوات میں حاضر ہوئے ابن عبد البر ابن اسحاق سے حکایت کرتے ہیں کہ حضرت ظہیر بدر میں حاضر نہیں ہوئے۔ آپ حضرت رافع

بن خدیج کے چچا اور اسید بن ظہیر کے والد ہیں۔ ان کے ذکر میں آوزاعی منقول ہیں۔

(۲۵) حضرت عبداللہ بن مسعود ہڈی، ماد پر پیش، ڈال پر زہر، حضرت عبداللہ بن مسعود بن غافل نقطے والی عین کے ساتھ منسوب ہیں۔ ہذلیہ ابن مدرکہ ابن الیاس ابن مظہر کی طرف۔ بنو زہرہ کے حلیف، اولین سابقین میں سے اور قدیم الاسلام میں۔ دار ارقم میں آنے سے پہلے اسلام لائے۔ بعض علماء نے کہا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کچھ زمانہ پہلے اسلام لائے، حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ بدر اور اس کے بعد غزوات میں حاضر ہوئے، دو قبلوں کی طرف نماز ادا کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بھتی ہوئے کی گواہی دی اور فرمایا: ہم امت کے لیے ہر اس چیز پر راضی ہیں جس سے ابن ام عبد (ابن مسعود) راضی ہوں اور اس چیز سے ناراض ہیں جس سے وہ ناراض ہیں، ان کے مناقب بہت ہیں۔ ان میں سے کچھ گزشتہ باب میں گزر چکے ہیں ان کا قد اس قدر چھوٹا تھا کہ ان کا کھڑا ہونا دوسروں کے بیٹھنے کے قریب تھا۔ رنگ گہرا گندم گوں، نحیف اجسم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے کوفہ کے قاضی اور بیت المال کے والی مقرر کیے گئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور تک اس منصب پر فائز رہے۔ پھر ان کے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے درمیان پیدا ہونے والے اختلاف کی بناء پر مدینہ طیبہ آ گئے اور ۳۲ھ میں رحلت فرمائی اور مدینہ منورہ میں مدفون ہوئے۔ عمر شریف ساٹھ سال سے کچھ اوپر تھی۔ کہتے ہیں کہ نوے ہزار دینار ترکہ چھوڑا، غلام اور چار پائے اس کے علاوہ تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ان سے چاروں خلفاء اور دیگر صحابہ کرام اور تابعین نے ان سے روایت کی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۶) حضرت عبدالرحمن بن عوف ذہری رضی اللہ عنہ زہرہ ابن کلاب کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب چھ واسطوں سے کلاب ابن مرہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل جاتا ہے۔ حدیث ماہیت میں ان کا نام عبدالکعبہ تھا۔ عام الفیل کے دس سال بعد پیدا ہوئے، قدیم الاسلام تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق کے ساتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ ان کی والدہ بھی شرف اسلام سے مشرف ہوئیں۔ دودھ و جہشہ کی طرف ہجرت کی۔ بدر اور دیگر تمام غزوات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے۔ احد کے دن ثابت قدم رہے۔ انھیں بیس سے زیادہ زخم لگے۔ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے ایک رکعت نماز ادا کی اور جو باقی رہ گئی اسے بعد میں پورا کیا، جیسے مسبوق کا حکم ہے۔ غزوہ تبوک میں حاضر نہیں ہوئے اس کی تلافی یوں کی کہ پہلے چار ہزار درہم اللہ تعالیٰ کے راستہ میں صدقہ کیے پھر چالیس ہزار دینار خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کے راستے میں مجاہدین کو پانچ سو گھوڑوں پر سوار کیا اس کے بعد پانچ سو اونٹ سواری کے لیے دیئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد اہمات المؤمنین کی خدمت کی۔ ان کے اموال کا اکثر حصہ تجارت سے تھا۔ ان کے مناقب بہت ہیں۔

وہ دلازد، نرم جلد والے اور سرخ و سفید رنگت والے تھے۔ پاؤں میں ہیر گنے کی بناء پر لنگڑا ہٹ پیدا

ہو گئی تھی۔ وہ بالدار ترین صحابہ کرام میں سے تھے۔ ہجرت کے وقت فقیر تھے یہ تمام خیر و برکت انھیں مدنیہ طیبہ میں ملی تھی۔ وفات کے وقت آپ کی چار بیویاں تھیں۔ ان میں سے ہر ایک کا حصہ ترکہ کا بتیسواں حصہ تھا اس حصے کے بدلے اسی ہزار درہم یا دینار پر صلح ہو گئی (یعنی ہر ایک بیوی کو اتنی رقم ملی) انھوں نے رحلت کے وقت اصحاب بدر میں سے ہر ایک کے لیے چار سو دینار کی وصیت کی۔ ان کا ترکہ ایک ہزار ساٹھ افراد پر تقسیم کیا گیا۔ ہر ایک کو اسی ہزار درہم ملے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرطے ہوئے سنا کہ ہم نے عبدالرحمن بن عوف دیکھا کہ وہ جنت میں جا رہے ہیں اور بچے کی طرح سر پر گھسٹ رہے ہیں۔ حضرت عبدالرحمن ابن عوف نے ان سے یہ حدیث سنی تو شام سے آیا ہوا تمام قافلہ جو سات اونٹ پر مشتمل تھا مع پالان اور اس پر ڈالنے والے کپڑوں کے جنت میں داخل ہونے کی بشارت کے شکرانے یا گھسٹنے سے بھی جانے والی کمزوری کے ازالے کے لیے صدقہ کر دیا۔

وہ ظہر سے پہلے طویل نماز ادا کرتے تھے۔ روایت ہے کہ وفات کے وقت بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمانے لگے: میرے پاس دو سخت مزاج فرشتے آئے اور کہنے لگے انھیں عزیز اور امین حاکم کے پاس لے چلو، اتنے میں دو اور فرشتے آگئے انھوں نے پوچھا کہ انھیں کہاں لے جا رہے ہو؟ پہلے فرشتوں نے کہا کہ عزیز اور امین حاکم کے پاس لے جا رہے ہیں، دوسرے فرشتوں نے کہا انھیں چھوڑ دو جب یہ اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے تو ان کی سعادت سبقت لے جا چکی ہے۔ اس حدیث کو ابو نعیم اور ابن عساکر نے روایت کیا وہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں فتویٰ دیا کرتے تھے حضرت عثمان غنی کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی۔ جب ان کی رحلت ہوئی تو حضرت علی مرتضیٰ نے ابن عوف کی چادر کو فرمایا کہ تو نے صاف پانی پیا اور گدلا نہ دیکھا۔ ان کے مناقب بہت ہیں۔ ان کے اسلام لانے کا واقعہ عجیب ہے جو ہم نے اسماء رجال میں نقل کیا ہے۔

(۲۷) حضرت عبیدہ مین پر ہمیشہ ابن حارث قریشی رضی اللہ عنہ ان کی کنیت ابو الحارث ہے۔ بعض نے کہا ابو معاویہ عبیدہ ابن حارث، بعض نے کہا ابو معاویہ عبیدہ ابن حارث بن المطلب ابن عبد مناف، عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس سال بڑے تھے۔ دارِ ارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام لائے دو بھائیوں طفیل اور حسین کے ہمراہ ہجرت کی۔ بدر کے دن ولید بن عتبہ کو لکرا۔ ان کے درمیان تلواروں کے دو تار ایک دوسرے پر کیے گئے اور اسی زخم سے شہید ہوئے۔ ولید بھی اسی دن مارا گیا۔ ان سے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔

(۲۸) حضرت عبادہ مین پر ہمیشہ اور براء مخنف ابن صامت انصاری رضی اللہ عنہ انصار کے نقیب (نمائند) تھے۔ پہلی اور دوسری بعیت عقبہ میں حاضر ہوئے۔ بدر اور تمام غزوات میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن پاک کو جمع (یاد) کرنے والوں میں سے ایک تھے۔ دراز قد، جسیم اور خوبصورت تھے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انھیں شام کا قاضی اور معلم بنا کر بھیجا۔ اس کے بعد فلسطین میں مقیم ہو گئے۔
رمہ اور بقول بعض بیت المقدس میں ۳۲ھ میں وفات پائی۔ بہتر سال (۲) عمر شریف تھی۔ بعض علماء کہتے
ہیں کہ حضرت امیر معاویہ کے زمانے تک حیات رہے۔

(۲۹) حضرت عمرو بن عوف، بنو عامر بن لوی کے حلیف، لوی لام پر پیش، ہمزے پر زبر، یاء مشدہ بغیر ہمزے
کے (واؤ کے ساتھ) بھی پڑھتے ہیں۔ بدر میں حاضر ہوئے، مدینہ طیبہ میں مقیم ہوئے اور کوئی اولاد نہیں چھوڑی،
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث روایت کی کہ آپ نے فرمایا ہمیں تم پر فقر کا خوف نہیں لیکن ہمیں دیناروں
کی زیادتی کا خوف ہے رضی اللہ عنہ۔

(۳۰) حضرت عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ ابو مسعود انصاری بدری مشہور صحابہ میں سے ہیں۔ عقبہ ثانیہ
میں حاضر ہوئے اور یہ سب سے کم عمر تھے۔ جمہور اس بات کے قائل ہیں کہ بدر کی طرف ان کی نسبت رہائش کے
اعتبار سے ہے نہ کہ غزوہ بدر میں حاضر ہونے کی بناء پر۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں وفات
پائی۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کے بعد ۳۲ھ یا ۳۳ھ میں انتقال ہوا۔

(۳۱) حضرت عامر بن ربیعہ غنوی رضی اللہ عنہ۔ غنوی بے نقطہ مین اور فون پر زبر، یہ نسبت ہے غنویہ
کی طرف جو ان کے اجداد میں سے تھے۔ جامع الاصول میں الغنوی ہے۔ نقطے والی غین کے ساتھ۔ وہ بنی عدی
کے حلیف تھے لہذا ان کی نسبت میں عدوی بھی واقع ہے۔ کاشف میں ہے کہ وہ آل خطاب کے حلیف تھے
انھوں نے دو ہجرتیں کیں (ایک حبشہ، دوسری مدینہ طیبہ) بدر اور تمام غزوات میں حاضر ہوئے۔ حضرت عمر فاروق
سے پہلے اسلام لائے۔ ۳۲ھ یا ۳۳ھ یا ۳۴ھ میں وفات پائی۔ پہلا قول زیادہ مشہور ہے اور دوسرا قول
کاشف کے اس بیان کے موافق ہے کہ حضرت عثمان غنی سے پہلے فوت ہوئے۔

(۳۲) حضرت عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے مشرکوں کے بڑے گوی
کو قتل کیا تھا اس لیے (آپ کی شہادت کے بعد) انھوں نے چاہا کہ ان کا سر کاٹ لیں انھوں نے اللہ تعالیٰ کی
بارگاہ میں دعا مانگی تھی کہ مشرک کا ہاتھ ان تک نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے بھڑوں کو بھیج دیا جنھوں نے مشرکوں کے
ہاتھ سے ان کی حفاظت کی جب رات ہوئی تو سیلاب آیا اور ان کی نعش مبارک کو بہا کر لے گیا۔ یہ واقعہ غزوہ ریح
میں پیش آیا۔ آپ عاصم بن عمر بن خطاب کے نانا تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

(۳۳) عویم بے نقطہ عین پر پیش، واؤ پر زبر اور یاء کس ابن ساعدہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ عقبہ
کی دونوں بیعتوں بدر اور تمام غزوات میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں انتقال کر
گئے۔ بعض علماء نے کہا کہ حضرت عمر فاروق کی خلافت میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ صحیح یہ ہے کہ نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حیات تھے۔ ان سے حضرت عمر فاروق نے روایت کی۔ ان کی عمر پینسٹھ یا چھیالیس
سال تھی۔

(۳۴) حضرت عتبہ بن عین کے چچے زید، تاء ساکن اس کے بعد واؤ ابن مالک انصاری رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر ہوئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ان سے حضرت انس بن مالک اور محمود بن ربیع نے روایت کی وہ نابینا تھے، صحیح بخاری میں ہے کہ انھوں نے مسجد میں نہ آنے کا اندر بیان کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے اور وہاں نماز ادا فرمائی تاکہ وہ اپنے لیے اس جگہ کو جائے نماز بنالیں۔ حضرت امیر معاویہ کے زمانے میں فوت ہوئے۔

(۳۵) حضرت قتادہ قاف پر پیش بے نقطہ وال محفف ابن مطلقون میم پر زہرا اور نقطے والی طاء ساکن اس کے بعد عین قریشی ہیں اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ماموں ہجرت کر کے حبشہ گئے تھے بدر اور تمام غزوات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے۔ حضرت عمر بن خطاب نے انھیں بحرین کا گورنر مقرر فرمایا پھر انھیں معزول کر دیا۔ حضرت عبداللہ ابن عمر ان سے روایت کرتے ہیں۔ اسی سال کی عمر میں ۳۶ء میں وفات پائی۔

(۳۶) حضرت قتادہ ابن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ بدر میں حاضر ہوئے۔ مشہور قتادہ تابعی دوسرے ہیں وہ بصری ہیں وہ نابینا تھے اور اپنے زمانے کے وسیع ترین حافظے والے شخص تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ میں نے سنا وہ مجھے نہیں بھولا۔ حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں اور ان سے حضرت حسن بصری اور سعید بن مسیب روایت کرتے ہیں۔

(۳۷) حضرت معاذ بن عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ جموح پر زہرا اور آخر میں بے نقطہ طاء انصاری ہیں بیعت عقبہ اور بدر میں حاضر ہوئے۔ وہ اور ان کے والد عمرو بن الجموح حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت ہوئے۔

(۳۸، ۳۹) معوذ میم پر پیش، عین پر زہرا اور مشدو واؤ کے چچے زید ابن عفراء بے نقطہ عین پر زہرا اور فاء ساکن اور آخر میں الف ممدودہ اور ان کے بھائی معاذ بن عفراء دونوں اہل بدر میں سے ہیں۔ عفراء ان کی والدہ کا نام ہے، ان کے والد کا نام الحارث بن رفاعہ انصاری ہے۔ معوذ، ابو جہل لجین کے قاتل ہیں۔ بدر کے دن اپنے بھائی کی امداد سے اسے قتل کیا۔ اس کے بعد حضرت معوذ جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے اور معاذ باقی رہے اور دیگر غزوات میں شریک ہوئے۔ سوائے ان غزوات کے جن میں اللہ تعالیٰ کو شرکت منظور نہیں تھی، ان کے ایک اور بھائی تھے جن کا نام عوف تھا وہ بھی بدر میں شہید ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(۴۰) حضرت مالک بن ربیعہ راء پر زہرا ابو اسیدہ انصاری ہمزے پر پیش، سین پر زہرا یا ساکن، بعض علماء نے ہمزے پر زہرا اور سین کے چچے زید بیان کی ہے رضی اللہ عنہ۔ ابو اسیدہ حضرت مالک بن ربیعہ کی کنیت ہے اور کنیت کے ساتھ ہی مشہور ہیں۔ بدر، احد اور تمام غزوات میں حاضر ہوئے، ان سے حضرت انس بن مالک اور ابوسلمہ ابن عبدالرحمن روایت کرتے ہیں۔ آخر عمر میں بینائی جاتی رہی اور ۳۷ء میں ستر (۷۷) سال کی

عمر میں فوت ہوئے اور وہ اصحاب بدر میں سے وفات پانے والے آخری صحابی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۴۱) حضرت مسطح میم کے بیٹے زبیر، بے نقطہ سین ساکن، بے نقطہ طاء پر زبر اور آخر میں بے نقطہ حاء
ابن اثاثہ ہمزے پر پیش اور دو ثاء تین نقطوں والی کے نہایت۔ ابن عباد میں پر زبر اور ایک نقطے والی باء مشدود
ابن عبدالمطلب بن عبد مناف رضی اللہ عنہ۔ بدر، احد اور دیگر غزوات میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے وہی واقعہ اٹک
میں حضرت عائشہ کے بارے میں کہا جو کہا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی باتیں کہنے والوں کو کوڑے
لگوائے تو انھیں بھی کوڑے لگوائے۔ ستر سال میں چھپن (۵۶) سال کی عمر میں فوت ہوئے (وہ حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خالہ کے بیٹے تھے ۱۲ مولوی امیر علی۔

(۴۲) حضرت مرارہ میم پر پیش ابن ربیع لفظ خریف کے وزن پر اور معنی اس کی ضد انصاری رضی اللہ
تعالیٰ عنہ بدر میں حاضر ہوئے یہ ان تین صحابہ کرام میں سے ہیں جو غزوہ تبوک میں شامل نہ ہو سکے، ان میں سب
سے زیادہ مشہور حضرت کعب بن مالک ہیں اور دوسرے ہلال بن امیہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور اس
سلسلے میں قرآن پاک کی آیات نازل فرمائیں۔ اسی لیے اس سورت کا نام سورۃ توبہ ہے۔

(۴۳) حضرت معن میم پر زبر ابن عدی انصاری میں پر زبر بے نقطہ وال کے بیٹے زبیر اور یا مشدود،
نوعمر بن عوف کے حلیف تھے۔ اسی لیے انھیں انصاری کہا جاتا ہے۔ بعد ازاں کے بعد کے غزوات میں
حاضر ہوئے۔ بیعت عقبہ میں بھی حاضر ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اور حضرت عمر بن خطاب
کے بھائی حضرت زید بن خطاب کو بھائی بنایا۔ دونوں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بیمار کے
دن شہید ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(۴۴) حضرت مقداد بن عمرو الکندی کاف کے بیٹے زبیر، لون ساکن خریف بنی زہرہ بنو زہرہ کے حلیف
تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ انھیں مقداد بن اسود بھی کہتے ہیں۔ الکندی اس لیے کہتے ہیں کہ ان کے والد عمرو قہید کنو
کے حلیف تھے۔ اس لیے انھیں کندی کہتے ہیں۔ وہ خود اسود بن عبد یثرب زہری کے حلیف تھے۔ اس لیے
انھیں زہری کہتے ہیں۔ اسی بناء پر انھیں ابن الاسود بھی کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کی والدہ نے اسود سے
نکاح کیا تھا اور یہ ان کی گود میں تھے۔ اس لیے ابن الاسود کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ اسود کے غلام تھے
اور اس نے انھیں بیٹا بنالیا تھا۔ ابن عبد البر کہتے ہیں کہ یہ قول زیادہ صحیح ہے۔ آپ قدیم اسلام تھے بعض
علماء کہتے ہیں کہ وہ چھٹے ہجری پر اسلام لائے تھے۔ ان کا شمار اہل جہاد میں ہے۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے فضلاء، نجباء، عمدہ ترین اور اکابر صحابہ کرام میں سے تھے۔ ان سے حضرت علی مرتضیٰ، طارق بن شہاب
اور دیگر حضرات نے روایت کی۔ مدینہ منورہ سے تین میل دور واقع مقام جوف میں وفات پائی اور انھیں
مدینہ طیبہ جنت البقیع میں لاکر دفن کیا گیا، یہ ستر سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ حضرت
عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

(۴۵) حضرت ہلال بن امیہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تین صحابہ کرام میں سے ہیں جو غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ انھوں نے اپنی بیوی کو قذف کیا (ان پر زنا کا الزام عائد کیا) پھر لحد کیا۔ بدر میں حاضر ہوئے، ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت کی۔

باب

یمن، شام اور اویس قرنی کا ذکر

یمن پہلے دو حرفوں پر زبر، ان شہروں کو کہتے ہیں جو کعبہ مقدسہ سے دائیں جانب واقع ہیں یَمَنَی، یَمَکَانَ اور یَمَاقِی یاہ کی تخفیف کے ساتھ یمن کی طرف منسوب بعض نے یاہ مشدود بھی بیان کی ہے اور شام ان شہروں کو کہتے ہیں کہ بیت اللہ شریف سے بائیں جانب واقع ہیں۔ اَشْشَامُ بائیں جانب کو کہتے ہیں کہ حیئے یمن دائیں جانب کو کہتے ہیں۔ شام ہمزے کے ساتھ اور اس کے بغیر دونوں طرح آیا ہے۔ قَرْنِ قَاف اور راء کی زبر کے ساتھ یمن کا ایک شہر ہے لیکن وہ قرن جواہل نجد کامیقات ہے راء ساکن کے ساتھ ہے۔ جوہری نے راء کو متحرک قرار دے کر خطا کی ہے اور اویس قرنی کی اس قرن کی طرف نسبت کرنے میں بھی خطا کی ہے۔ کیونکہ اویس منسوب ہیں قرن بن رومان بن ناجیہ ابن مراد کی طرف جو ان کے اجداد میں سے ہیں۔ اسی طرح صاحب قاموس نے کہا ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک ایک شخص تمہارے پاس یمن کی طرف سے آئے گا جسے اویس کہا جاتا ہے وہ یمن میں سولے اپنی والدہ کے کسی کو نہیں چھوڑے گا۔ اس کے جسم پر سفیدی تھی اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس کریم نے وہ سفیدی دور کر دی۔ سولے ایک دینار یا ایک درہم کی

۴۰۴ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ رَجُلًا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أَوَيْسٌ لَا يَدْعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ أُقْدَلَهُ قَدْ كَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَدَعَى اللَّهَ فَأَذْهَبَهُ إِلَى مَوْضِعِ الدِّينَارِ أَوْ الدِّرْهَمِ فَمَنْ لَقِيَهِ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَعْفِرْ لَكُمْ وَفِي

رَوَايَةٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ خَيْرَ النَّاسِ
رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ وَكَهُ دَالِدًا وَكَانَ
بِهِ بَيَاضٌ فَمُرُّوهُ فَلْيَسْتَنْفِذْ
لَكُمْ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

جگہ کے۔ تم میں سے جو اسے ملے تو چاہیے کہ وہ تمہارے
لیے دعائے مغفرت کریں۔ اور ایک روایت میں ہے
کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تابعین میں سے
بہترین وہ ایک مرد ہے جسے اویس کہا جاتا ہے اس
کی والدہ ہے اور اس کے جسم پر سفیدی تھی۔ تم انہیں
کہو کہ وہ تمہارے لیے دعائے مغفرت کریں (مسلم)

اسے یعنی برص کی

اسے یہ راوی کو شک ہے، ایک روایت میں ہے کہ یہ بھی ان کی دعا سے تھا۔ انہوں نے دعا مانگی تھی کہ
اے اللہ! میرے جسم میں کچھ سفیدی چھوڑ دے تاکہ اس کے فدیے تیری نعمت کو یاد کرتا رہوں۔
اسے یعنی ملاقات کرنے والا شخص ان سے درخواست کرے کہ اس کے لیے دعائے مغفرت کریں۔
اس حدیث میں اہل غیر و صلاح (اولیائے کرام) سے دعا کا طلب کرنا ثابت ہے اگرچہ طلب کرنے
والا افضل ہو۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات حضرت اویس کا دل خوش کرنے کے
لیے فرمائی اور ان لوگوں کا وہم دور کیا جنہوں نے خیال کیا کہ اویس قرنی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت
کا شرف حاصل نہیں کیا اور وہ پیچھے رہ گئے۔ اس لیے کہ وہ والدہ محترمہ کے خیال اور ان کی خدمت کرنے کی بناء پر
یہ سعادت حاصل نہ کر سکے۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اویس بہترین تابعین میں سے ہیں، اور
اس جگہ ان کی واضح فضیلت منقبت اور عظیم فضیلت کا اظہار ہو رہا ہے۔ امام احمد بن حنبل سے منقول ہے کہ تابعین
میں سے افضل حضرت سید بن مسیب ہیں، ان کا افضل ہونا علوم اور احکام شریعت کی معرفت کی بناء پر ہے
اور یہ اس بات کے منافی نہیں۔ حضرت اویس کے افضل اور اعلیٰ ہونے کے بایں معنی کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی
بارگاہ میں ثواب زیادہ ہے۔ قاموس میں ہے کہ اویس بن عامر سادات تابعین (تابعین کے سرداروں) میں سے ہیں
ہو سکتا ہے کہ حدیث شریف کے الفاظ کا بھی یہی مطلب ہو۔

یاد رہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی شان میں متعدد احادیث اور آثار وارد ہیں جنہیں امام سیوطی نے
جمع الجوامع میں ذکر کیا ہے۔ اگرچہ گفتگو طویل ہو جائے گی تاہم ہم نے ان کا ترجمہ کر دیا ہے۔ اس لیے کہ
اولیاء کرام کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ امام سیوطی فرماتے ہیں کہ اسیر بن جابر روایت
کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس یمن کے لوگ حاضر ہوتے تو آپ پوچھتے کیا تم
میں اویس بن عامر ہیں؟ یہاں تک کہ ان میں حضرت اویس بھی پہنچ گئے، حضرت فاروق اعظم نے پوچھا کیا آپ
اویس بن عامر ہیں۔ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! میں اویس بن عامر ہوں۔ فرمایا: کیا آپ قبیلہ مراد پھر قرن سے

ہیں۔ انھوں نے عرض کیا جی ہاں ایسے ہی ہے، فرمایا: آپ کو برص کی بیماری تھی جو درست ہو گئی۔ سوائے ایک درہم کی جگہ کے؟ انھوں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: کیا آپ کی والدہ موجود ہیں۔ عرض کیا: جی ہاں! حضرت عمر فاروق نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اولیں بن عامر تمھارے پاس مین کے وفد کے ساتھ آئیں گے، وہ قبیلہ مراد پھر قرن سے ہوں گے، ان کو برص کی بیماری تھی پھر وہ تندرست ہو گئے سوائے ایک درہم کی جگہ کے، ان کی والدہ موجود ہیں جن کی وہ خدمت کرتے ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرمادے گا، اگر تم سے ہو سکے تو ان سے دعائے مغفرت طلب کرنا۔ لہذا اے اولیں! آپ میرے لیے دعائے مغفرت کریں۔ انھوں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! کیا مجھ ایسا آدمی آپ کے لیے دعائے مغفرت کرے؟ فرمایا: آپ ضرور میرے لیے دعائے مغفرت کریں چنانچہ حضرت اولیں نے حضرت فاروق اعظم کے لیے دعائے مغفرت کی، حضرت فاروق اعظم نے فرمایا: آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ کہنے لگے میں کوفہ جانا چاہتا ہوں، فرمایا: آپ کے لیے کوفہ کے گورنر کے نام کوئی مکتوب لکھ دوں کہنے لگے کہ میرے نزدیک بات زیادہ محبوب ہے کہ میں پیچھے رہنے والے لوگوں میں رہوں۔

آئندہ سال مین کا ایک معزز آدمی حج کے لیے آیا اور اس نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ حضرت عمر نے اس سے حضرت اولیں کا حال معلوم کیا اور پوچھا کہ ان کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا: میں نے انھیں اس حال میں چھوڑا کہ ان کے کپڑے پرانے اور سامان معمولی تھا۔ حضرت عمر نے اُسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی۔ وہ شخص حضرت اولیں کے پاس آیا اور درخواست کی کہ میرے لیے دعائے مغفرت فرمائیں کہنے لگے آپ میرے لیے دعائے مغفرت کریں کیونکہ آپ مبارک سفر سے آئے ہیں۔ اس شخص نے حضرت عمر فاروق کی حدیث سنا لی اور دوبارہ درخواست کی کہ میرے لیے دعائے مغفرت فرمائیں۔ چنانچہ حضرت اولیں نے اس کے لیے دعائے مغفرت کی، پس لوگوں نے حضرت اولیں کو پہچان لیا اور ان کے حال کی حقیقت جان لی، آپ وہ جگہ ہی چھوڑ کر چلے گئے۔ یہ روایت ابن سعد نے طبقات میں، ابو عوانہ، رویانی اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اور امام بیہقی نے دلائل النبوة میں بیان کی۔

امیر بن جابر سے ایک دوسری روایت بھی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ایک محدث تھے، جو ہمیں حدیث شریف پڑھاتے تھے۔ جب وہ درس حدیث سے فارغ ہوئے تو کچھ لوگ اکٹھے کر چلے جاتے اور کچھ اپنی جگہ بیٹھے رہتے۔ اس جماعت میں ایک شخص تھا جو ایسی گفتگو کرتا تھا کہ میں نے کسی کو وہ کلام کرتے ہوئے نہیں سنا تھا۔ میں اس شخص کے پاس آتا تھا، ایک دن وہ شخص غائب ہو گیا۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ کیا آپ اس شخص کو پہچانتے ہیں؟ جو ہمارے ساتھ بیٹھتا تھا اور ایسی ایسی باتیں کرتا تھا۔ ایک شخص نے کہا: میں اسے پہچانتا ہوں وہ اولیں قرنی ہیں۔ میں نے پوچھا تمہیں ان کے گھر کا پتہ ہے؟ اس نے کہا ہاں! میں جانتا ہوں چنانچہ میں نے اس شخص کے ہمراہ جا کر ان کے حجرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت اولیں حجرے سے باہر آئے

میں لپوچھا بھائی جان! آپ کو ہمارے پاس آنے سے کس چیز نے منع کیا؟ فرمایا برہنہ ہونے سے، ان کے ساتھی ان سے تمسخر کرتے تھے اور انھیں رنجیدہ کرتے تھے۔ میں نے کہا کہ یہ چادر لے لیں اور پہن لیں، کہنے لگے اس طرح نہ کرو اس لیے کہ جب میرے ساتھی یہ کپڑا میرے جسم پر دیکھیں گے تو میرا دل دکھائیں گے۔ میں نے اصرار کیا تو انھوں نے وہ کپڑا پہن لیا اور باہر تشریف لے آئے ساتھیوں نے دیکھا تو کہنے لگے یہ کپڑا کس کو دھوکے سے حاصل کیا ہے؟ اور کسے لوٹا ہے؟ فرمانے لگے دیکھ رہے ہو کہ کیا کہتے ہیں، میں نے کہا کہ تم لوگ ان سے کیا چاہتے ہو اور انھیں کیوں اذیت دیتے ہو؟ اویس کے پاس کبھی کپڑا نہیں ہوتا اور کبھی اسے کپڑا مل جاتا ہے میں نے زبانی گفتگو کے ذریعے ان پر سخت گرفت کی۔

مشیت الہی سے کوفہ کے کچھ لوگ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں سے ایک ایسا شخص بھی تھا جو حضرت اویس کا مذاق اڑایا کرتا تھا۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا: کیا اس جگہ کوئی شخص اہل قرن میں سے ہے؟ حاضرین نے اس شخص کو پیش کیا جو حضرت اویس کا تمسخر اڑایا کرتا تھا۔ حضرت فاروق اعظم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث بیان کی جو انھوں نے حضرت اویس کے بارے میں سنی تھی اور فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ تمھارے پاس کونہ میں آگئے ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ ایسا شخص ہمارے درمیان نہیں ہے اور ہم اسے نہیں پہچانتے حضرت عمر فاروق نے فرمایا: ہاں ضرور ایسا شخص ہے یعنی بظاہر ناقابل توجہ اور حقیر۔ اس شخص نے کہا کہ ہمارے ہاں اویس نام کا ایک شخص ہے جس سے ہم تمسخر اور دل لگی کرتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا: ان سے ملاقات کرو اور میں نہیں دیکھتا کہ تم انھیں پاس کو گے۔ وہ شخص اپنے اہل و عیال کے پاس جانے سے پہلے حضرت اویس کے پاس آیا حضرت اویس نے اسے فرمایا: تمھارا میرے ساتھ یہ معاملہ کس بناء پر ہے (کہ اپنے گھر جانے سے پہلے میرے پاس چلے آئے) اس نے کہا: میں نے امیر المومنین عمر فاروق سے آپ کی تعریف سنی ہے۔ انھوں نے آپ کے بارے میں اس طرح فرمایا ہے۔ اے اویس! مجھے بخش دیجیے جو کچھ تمسخر اور بے ادبی آپ سے کی ہے اور میرے لیے دعائے مغفرت کیجیے۔ انھوں نے فرمایا ایک شرط پر دعائے مغفرت کرتا ہوں کہ تم نے جو کچھ عمر فاروق سے سنا ہے کسی کو نہیں بتاؤ گے۔ اس کے بعد اس شخص کے لیے دعا کی۔ اسیر ابن حباب راوی کہتے ہیں کہ اس خبر کے بعد حضرت اویس کا راز کو ذی فلتش ہو گیا۔ یہ واقعہ ابن سعد نے طبقات میں، ابولحیم نے حلیۃ الاولیاء میں، امام بیہقی نے دلائل النبوة میں اور ابن عساکر نے تاریخ میں بیان کیا ہے۔

ایک دوسری روایت میں یحییٰ ابن سعید، حضرت سعید بن مسیب سے اور وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے عمر! میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں دل و جان سے حاضر ہوں مجھے گمان ہوا کہ مجھے کسی کام کے لیے بھیجا جاتے ہیں، آپ نے فرمایا ہماری امت میں ایک شخص ہوں گے جنھیں اویس قرنی کہیں گے، ان کے جسم میں بیماری پیدا ہوگی وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو وہ کریم اُسے دور فرما دے گا مگر کچھ نشان ان کے پہلو میں باقی رہے جب اُسے دیکھیں گے تو

اللہ تعالیٰ کو یاد کریں گے، جب تم ان سے ملاقات کرو تو انھیں ہمارا سلام کہنا، انھیں کہنا کہ تمہارے لیے دعا کریں کیونکہ وہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں مکرم ہیں اور اس کے نزدیک بڑا مقام رکھتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کے بارے میں قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ ان کو سچا کر دے گا۔ وہ ربیعہ اور مضر قبیلوں کی مثل کی شفاعت کریں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہرہ میں تلاش کیا لیکن وہ مجھے نہیں ملے، پھر حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت میں تلاش کیا لیکن وہ مجھے نہیں ملے، پھر میں انھیں اپنی زندگی میں تلاش کرتا رہا اور مختلف ممالک سے جو دوست آئے تھے ان سے پوچھتا کہ کوئی شخص قبیلہ مراد کا ہے؟ یا تمہیں قبیلہ قرن کا کوئی شخص ہے جس کا نام اولیس ہے۔ قبیلہ قرن کے ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المومنین! وہ میرے چچا کا بیٹا ہے، آپ جس شخص کے بارے میں پوچھ رہے ہیں وہ تو معمولی اور حقیر ہے، وہ اس لائن نہیں کہ آپ جیسی شخصیت اس کے بارے میں دریافت کرے۔ میں نے کہا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تو ان کے بارے میں ہلاک ہونے والوں میں سے ہو۔

میں یہی بات کر رہا تھا کہ اچانک ایک اونٹ نمودار ہوا جس کا پالان پڑانا اور اس پر چڑھنے کے پڑوں والا ایک شخص سوار تھا۔ میرے دل میں یہ بات آئی کہ یہی شخص اولیس ہے۔ میں نے کہا اے بندہ خدا! کیا تو ہی اولیس قرنی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں سلام کہتے ہیں۔ اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو اور اے امیر المومنین! آپ پر بھی سلام ہو۔ میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ آپ میرے لیے دعا کریں۔ اس کے بعد میں ہر سال ان سے ملاقات کرتا، یعنی حج کے موقع پر، پس میں اپنے احوال اور اسرار انھیں بیان کرتا اور وہ مجھے بیان کرتے۔ یہ حدیث ابوالقاسم عبدالعزیز بن جعفر طریقی نے اپنے فوائد میں، خطیب اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بیان کی۔

ایک اور روایت میں حضرت حسن بصری سے ہے کہ جب قبیلہ قرن کے لوگ حج کے موقع پر آئے، تو امیر المومنین عمر فاروق نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہارے درمیان وہ شخص ہے جس کا نام اولیس ہے؟ ان میں سے ایک شخص نے کہا: امیر المومنین! آپ اس سے کیا چاہتے ہیں؟ وہ ایسا شخص ہے جو دیرانوں میں رہتا ہے اور انسانوں میں نہیں آتا، فرمایا اے ہمارا سلام پہنچانا اور انھیں کہنا کہ ہم سے ملاقات کریں۔ اس شخص نے حضرت عمر فاروق کا پیغام پہنچا دیا، تو حضرت اولیس حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا تم ہی اولیس ہو؟ انھوں نے عرض کیا جی ہاں! امیر المومنین۔ آپ نے فرمایا: تمہارے جسم پر برص کی سفیدی تھی۔ تم نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اسے دور کر دے پھر تم نے دعا کی کہ اس کا کچھ حصہ باقی رہے۔ انھوں نے عرض کیا جی ہاں! امیر المومنین! آپ کو کس نے خبر دی؟ فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی اور مجھے حکم دیا کہ میں آپ سے درخواست کر دوں کہ میرے لیے دعا کریں۔ چنانچہ حضرت اولیس نے حضرت عمر فاروق کے لیے دعا کی، انھوں نے عرض کیا اے امیر المومنین! میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ میرے حال کو پوشیدہ رکھیں

اور مجھے واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ اس کے بعد حضرت اویس ہمیشہ لوگوں سے پوشیدہ رہے یہاں تک کہ نہادند کے دن شہید ہو گئے، اسے ابن عساکر نے روایت کیا۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے منیٰ میں منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا اے اہل قرن! تو اس قبیلے کے بوڑھے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے امیر المؤمنین! ہم میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایا کیا قرن میں کوئی ایسا شخص ہے جس کا نام اویس ہے؟ ایک بوڑھے نے کہا: اس نام کا صرف ایک دیوانہ ہے جو جنگلوں اور ریگستان میں رہتا ہے۔ نہ تو کسی کو اس کے ساتھ محبت ہے اور نہ ہی وہ کسی کی صحبت میں بیٹھتا ہے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا: مجھے ان ہی کی تلاش ہے جب قرن میں جاؤ تو انھیں تلاش کر کے ہمارا سلام پہنچاؤ اور انھیں کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمھارے بارے میں بشارت دی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ تمھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچاؤں۔ جب وہ لوگ قرن میں پہنچے تو انھیں تلاش کیا، چنانچہ وہ ریگستان میں پڑے ہوئے مل گئے۔ ان لوگوں نے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا، کہنے لگے امیر المؤمنین نے مجھے اور میرے نام کو مشہور کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو اور وادی حیرت سرگردانی میں نکل گئے۔ اس کے بعد ان کا کوئی نشان نہ ملا، یہاں تک کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دنوں میں واپس آئے اور ان کے سامنے جہاد کیا اور جنگ صفین میں شہید ہو گئے، اسے ابن عساکر نے روایت کیا۔

صعصعہ ابن معاویہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن خطاب کے پاس اہل کوفہ کا وفد آتا تو ان سے پوچھتے کہ کیا تم اویس بن عامر کو پہچانتے ہو؟ تو وہ کہتے: ہم اس نام کے آدمی کو نہیں پہچانتے۔ حضرت اویس کوفہ کی مسجد ہی میں رہتے تھے اور اس سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ ان کے چچا کا ایک بیٹا تھا جو انھیں ایذا دیا کرتا تھا۔ ان کے چچا کا وہ بیٹا اہل کوفہ کے وفد کے ساتھ حاضر ہوا اور کہنے لگا: امیر المؤمنین! اویس اس مقام کا آدمی نہیں ہے کہ آپ اس کے بارے میں دریافت فرمائیں اور اسے پہچانیں، وہ تو کترین درجے کا آدمی ہے وہ میرے چچا کا بیٹا ہے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا: افسوس! تو ان کے بارے میں ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے وہ حدیث بیان کی جو انھوں نے حضرت اویس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور فرمایا جب تم وہاں پہنچو تو انھیں ہمارا سلام پہنچانا۔ اس طرح حضرت اویس کا معاملہ مشہور ہو گیا۔ چنانچہ وہ باہر چلے گئے اور غائب ہو گئے اسے ابو یعلیٰ، ابن مندہ اور ابن عساکر نے روایت کیا۔

ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق دس سال تک اویس قرنی کے حالات دریافت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے موسم حج میں فرمایا: اے اہل یمن تم میں سے جو قبیلہ مراد سے تعلق رکھتا ہو وہ کھڑا ہو جائے۔ پس یہ لوگ کھڑے ہو گئے اور دوسرے بیٹھ گئے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا: کیا تمھارے درمیان اویس موجود ہے؟ ایک شخص نے کہا: امیر المؤمنین ہم اس شخص کو نہیں پہچانتے ہاں میرا ایک بھتیجا ہے جسے اویس کہتے ہیں لیکن اتنا معمولی اور حقیر ہے کہ اس لائق نہیں کہ آپ جیسی شخصیت اس کے بارے میں

پوچھے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا: کیا وہ حرم میں ہیں؟ اس نے کہا کہ وہ عرفہ کے پہلو کے درختوں میں ہے اور لوگوں کے اونٹ چارہ کھا رہے۔ پس حضرت عمر فاروق اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دراز گوشوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے اور پہلو کے درختوں کے پاس پہنچ گئے۔ اچانک دیکھا کہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں اور نگاہیں سجدے کی جگہ پر مرکوز کیے ہوئے ہیں۔ جب حضرت عمر فاروق اور حضرت علی مرتضیٰ نے انھیں دیکھا تو کہنے لگے یہی وہ شخص ہے جسے ہم تلاش کر رہے ہیں۔ انھوں نے جب ان حضرات کی آہٹ سنی تو نماز مختصر کر دی اور اس سے فارغ ہو گئے۔ ان حضرات نے انھیں سلام کیا انھوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا: علیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ ان حضرات نے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ کہنے لگے عبداللہ! حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا: زمین و آسمان میں جو بھی ہے وہ عبداللہ (اللہ کا بندہ ہے)۔ میں آپ کو اس حرم کے پروردگار کی قسم دیتا ہوں کہ آپ اپنا وہ نام بتائیں جو آپ کے والدین نے رکھا ہے، کہنے لگے آپ کیا چاہتے ہیں؟ میرا نام اویس بن مراد ہے ان حضرات نے فرمایا اپنا بایاں پہلو ننگا کر دو، انھوں نے ننگا کیا تو ان حضرات نے دیکھا کہ ان کے پہلو میں درہم کے برابر سفید نشان ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت عمر فاروق دوڑے کہ اس نشان کو بوسہ دیں، پھر کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ آپ کو سلام پہنچائیں اور آپ سے درخواست کریں کہ ہمارے لیے دعا کریں، کہنے لگے میری دعا زمین کے مشرق و مغرب کے تمام مرد و زن مسلمانوں کو شامل ہے۔ ان حضرات نے کہا کہ خاص طور پر ہمارے لیے دعا کریں۔ چنانچہ انھوں نے ان حضرات اور تمام اہل ایمان مردوں اور عورتوں کے لیے دعا کی۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا ہم آپ کو کچھ اپنا رزق یا عطیہ دیں۔ حضرت اویس نے کہا کہ میرے دونوں کپڑے نئے ہیں میں نے اپنے دونوں جوتوں کو بیوند لگایا ہوا ہے اور میرے پاس چار درہم موجود ہیں جب وہ ختم ہو جائیں گے تو ان سے لے لوں گا (جو آپ دینا چاہتے ہیں) اور فرمایا کہ جو شخص روزِ جمعہ کی امید رکھتا ہے وہ مہینے کی امید رکھتا ہے جو مہینے کی امید رکھتا ہے وہ سال کی امید رکھتا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے لوگوں کے اونٹ ان کے حوالے کیے اور باہر چلے گئے اس کے بعد نہیں دیکھے گئے۔ اسے ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں روایت کیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس مین والے آٹے، لہ، ان کے دل بڑے رقیق اور بہت نرم ہیں۔ ایمان مینی ہے اور حکمت بھی مینی ہے۔ فخر اور بکبر اونٹوں والوں میں ہے۔ لہ اور سکون دو قار بکریوں والوں میں ہے۔ (صحیحین)

۶۰۵ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرْقُ أَفْعَدَةً وَأَلْبَنُ قُلُوبًا إِلَيَّ يَمَانُ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ وَالْفَخْرُ وَالْخِلَاءُ فِي أَصْحَابِ الْإِبِلِ وَالسَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَهْلِ الْغَنَاءِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ یہ اس وقت فرمایا جب حضرت ابو موسیٰ اشعری اور ان کی قوم کے لوگ آئے۔
 ۲۔ اَذِنًا جمع فَوَاحٍ کی، فاء پر پیش اور ہمزے کے ساتھ، واؤ کے ساتھ (فَوَاحٍ) عربی لغت
 ہے تَفَوُّد سے ماخوذ ہے جس کا معنی جلتا ہے اور قُلُوب جمع ہے قَلْبٌ یہ تَقَلُّب سے ہے جس کا معنی
 ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدلنا، اکثر اہل لغت فَوَاحٍ اور قَلْب کا ایک ہی معنی بیان کرتے
 ہیں۔ حدیث شریف میں اس کا دو دفعہ ذکر تاکید کے لیے ہے۔ یہ حدیث باب وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کی تیسری فصل میں گزر چکی ہے۔ اس جگہ اَرَقَّ اَفْئِدًا مذکور ہے اور اَلْبَيْنُ قُلُوبًا کا ذکر نہیں ہے
 اس جگہ سے دونوں کا اتحاد ظاہر ہوتا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ فَوَاحٍ دل کے پردے کو کہتے ہیں جب وہ پردہ
 رقیق اور باریک ہوگا تو حق بات اس کے اندر داخل ہوگی۔ رقت ضد ہے غلظت کی اور لین ضد ہے صلابت کی، مثلاً
 شیشہ رقیق ہے لیکن نرم نہیں ہے اور دل جب آیات اور طور والی باتوں سے متاثر نہ ہو تو اسے غلظت سے
 موصوف کیا جاتا ہے اور جب متاثر ہو تو اسے رقت اور لین (نرمی) سے موصوف کیا جاتا ہے۔ علامہ طیبی نے
 فرمایا کہ یہ بھی احتمال ہے کہ رقت سے سمجھ کی عمدگی اور لین سے حق کا قبول کرنا مراد ہو۔

۳۔ یَمَانِیۃ یاء کی تخفیف اور تشدید دونوں بیان کی گئی ہیں۔ ایمان اور حکمت کی نسبت یمن کی طرف
 اس لیے فرمائی کہ اس وقت اہل مشرق کے مقابلے میں ان میں علم و حکمت کا گمان پایا جاتا ہے۔ اس کی کچھ اور
 تاویلات بھی ہیں جو باب وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری فصل کی شرح میں بیان کی گئی ہیں۔ جب حضرت
 ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے
 کائنات کی پیدائش اور ہدایت کار کے بارے میں دریافت کیا اور اس کے اسرار اور حکمتوں کے بارے میں پوچھا،
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا جیسے باب بدء الخلق میں گزرا ہے۔ بطور وراثت یہ علم حضرت ابو موسیٰ
 اشعری رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے امام اہل سنت و جماعت حضرت ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچا
 اور ان کے ذریعے پھیلا۔

۴۔ خِیَلَاء نقطے والی خاء پر پیش، یاء پر زبر اور آخر میں الف ممدودہ، وہ تکبر جو انسان میں اس بنا پر
 پیدا ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذات میں فضیلت کا خیال کرتا ہے۔ گھوڑوں کو جو خیل کہتے ہیں تو وہ بھی اس اعتبار سے
 کہ ان کی سواری سے انسان اپنے آپ کو صاحب فضیلت اور بڑا خیال کرنے لگتا ہے۔
 ۵۔ یاد رہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حیوانات کے ساتھ رہنا انسان کے نفس میں اثر کرتا
 ہے اور جانوروں کی طبیعتوں کے مناسب و امیات صفات اس میں سرایت کر جاتی ہیں۔ پس مخلوق کو چرانے والا
 اور اس کی عادت ان چیزوں کے مطابق ہے جن کو وہ چراتا ہے، چونکہ اونٹوں کی طبیعت میں فسادت اور سختی
 ہے اور کبھی میں نرمی اور آرام ہے اس لیے ان کی صفات اس شخص میں سرایت کر جاتی ہیں۔ ان کے مالکوں اور
 چرانے والوں میں۔ اسی طرح شارحین نے کہا ہے۔

بعض علماء نے کہا کہ چونکہ بکریوں والے آبادی کے قریب رہتے ہیں اور وہاں رہنے والے انسانوں سے میل جول رکھتے ہیں کیونکہ بکری پانی کے بغیر نہیں رہ سکتی اور سردی کو برداشت نہیں کر سکتی۔ اس لیے ان کے چرانے والوں میں نرمی اور بردہاری ہوتی ہے اور یہ وصف اطاعت اور امام کی فرمانبرداری سے خارج نہ ہونے تک پہنچاتا ہے جبکہ اونٹوں والے آبادی سے دور جنگلوں اور بیابانوں میں رہتے ہیں اور انسانوں سے ان کا میل جول کم ہوتا ہے، ان کا یہ وصف سختی، سرکشی، نافرمانی اور اطاعت و فرمانبرداری سے نکلنے کا باعث بنتا ہے۔ شارحین نے اس حدیث کی شرح میں اسی طرح کہا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں کہ ظاہر یہ ہے کہ اونٹوں میں مال و دولت زیادہ ہے اور دولت کی فراوانی طبیعت میں سختی کا باعث بنتی ہے برخلاف بکریوں کے کہ ان کی مالیت زیادہ نہیں ہوتی (اس لیے ان کے مالک مسکین ہوتے ہیں) اصحاب کے لفظ کا معنی چرانے والوں کی بجائے مالک زیادہ ظاہر ہے۔

۶۰۰۶۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوُ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخَيْلُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْفِدَادِ فِي أَهْلِ الْوَبْرِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کفر کا اور اس کا بڑا حصہ مشرق کی طرف ہے۔ فخر اور تکبر گھوڑوں کے مالکوں اور اونچی آوازوں والوں میں ہے جو خیموں والے ہیں سکون بکریوں کے اہل میں ہے۔ (صحیحین)

۱۔ یعنی مشرق کی طرف سے کفر اور فتنے ظاہر ہوں گے جیسے دجل، یا جوج و ما جوج اور ترک (جو کافر ہوں گے) علامہ سیوطی، امام باجی سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: مشرق سے مراد فارس ہے یا اہل نجد مراد ہیں (یاد رہے کہ خوارج کا پہلا فتنہ اہل نجد سے تھا، بلکہ ان کا مرتد ہونا، اس کے بعد عراق میں فتنے پیدا ہوئے۔ اس کے بعد فارس سے پھر خراسان سے، اس کے بعد تاتار سے اور یہ سب مشرق کی جانب تھے ۱۲ مولوی امیر علی)۔ نجد خطہ حجاز کے ماسوا کو کہتے ہیں، نجد کا اصلی معنی بند زمین ہے اس کے مقابل غور (بست زمین) ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ ابلیس کی طرف اشارہ ہے جیسے فرمایا ہے کہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔

۲۔ جب اونٹوں کے مالکوں میں فخر اور تکبر ہے تو گھوڑوں کے مالکوں میں بطریقِ اولیٰ اور ان سے زیادہ اور قوی ہوگا۔

۳۔ یہ خیمے اونٹوں کی پشیم (اون) سے تیار کیے جاتے ہیں۔ یعنی جنگلوں میں رہنے والے اور صحرائے نشین، جیسے عربوں کی عادت ہے، وکبر واد اور باء پر زبر، اونٹ کی پشیم فداد فاد اور دال کی تشدید کے ساتھ سخت آواز، قاموس میں ہے فِدِيدٌ آواز کا بلند کرنا یا آواز کی سختی یا دشمن بکری وغیرہ کی آواز اور

مشہر، مشارق میں فَدْخُ جفا اور سخت دلی، اس حرف میں دال کی تشدید کے ساتھ روایت محدثین کے نزدیک زیادہ مناسب ہے۔ جمہور اہل لغت و معرفت نے اسی طرح کہا ہے۔ اَصْمَعی کہتے ہیں کہ وہ جماعت جو اونٹوں، گایوں اور گھوڑوں کی پشتوں میں آوازیں بلند کرتی ہے، اس لفظ کی تحقیق (عربی) شرح میں اس سے زیادہ کی گئی ہے۔

۶۰۰۷ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ هَهْنَا جَاءَتِ الْفِتْنُ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْجَفَاءُ وَغِلْظُ الْقُلُوبِ فِي الْفَدَّادِينَ أَهْلُ الْوَبْرِ عِنْدَ أَصُولِ أَذْنَابِ الْإِذِلِ وَالْبَقَرِ فِي رَبِيعَةٍ وَمُصَنَرٍ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہاں سے فتنے آئے ہیں۔ جفا اور دلوں کی سختی خیمہ نشینوں میں ہے جو اونٹوں اور گائیوں کی دُموں کی جڑ کے پاس آوازیں بلند کرنے والے ہیں یہ قبیلہ ربیعہ اور مضر میں تھے (صحیحین)

۱۔ اور دین میں شور و شر کے اسباب اور لوگوں کا اس میں ابتلاء و امتحان میں واقع ہونا۔

۲۔ جو چرانے اور زمین کی کاشتکاری کے لیے ان کے پیچھے چلتے ہیں۔

۳۔ ان دو قبیلوں کے پاس گھوڑے اور اموال بہت تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دلوں کی سختی اور جفا مشرق میں ہے اور ایمان اہل حجاز میں ہے (مسلم)

۶۰۰۸ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِلْظُ الْقُلُوبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْإِيمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۔ اس لیے کہ مشرق کفر اور فتنوں کی جگہ ہے۔

۲۔ حجاز مکہ مکرمہ، منورہ منورہ، طائف اور ان کے مضافات کو کہتے ہیں۔ حجاز کو حجاز اس لیے کہتے ہیں کہ وہ نجد اور تہامہ کے درمیان (حاجز) حد فاصل ہے۔ نجد بلند زمین ہے اور وہ حجاز کے ماسواہ کے ساتھ خاص ہے جو کہ عراق سے متصل ہے، یہ طور کی ضد ہے جسے تہامہ کہتے ہیں۔

۳۔ اسی طرح قاموس میں ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام میں برکت عطا فرما اے اللہ ہمارے لیے ہمارے یمن میں برکت

۶۰۰۹ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَأْمِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ

وَفِي نَجْدِنَا قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي
شَامِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا قَالُوا
يَا رَسُولَ اللَّهِ وَفِي نَجْدِنَا فَأُظِنُّهُ قَالَ
فِي الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ
وَبِهَا يَطْلَعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

عطا فرمائیے حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ
بھی دعا کہیں کہ ہمارے نجد میں برکت عطا فرما،
آپ نے دعا مانگی اے اللہ ہمارے لیے شام میں
برکت عطا فرما، اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے
یمین میں برکت عطا فرما، صحابہ نے عرض کیا کہ یہ بھی دعا
کیجیے کہ ہمارے نجد میں برکت عطا فرما۔ ابن عمر فرماتے
ہیں میرا گمان ہے کہ آپ نے تیسری دفعہ فرمایا: نجد میں
زلزلے اور فتنے ہیں اور نجد کی زمین میں شیطان کا
سینگ نمودار ہو گا۔ (بخاری)

۱۔ شام اور یمین کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت با سعادت
مکہ مکرمہ ہے اور وہ یمین سے ہے اور آپ کا سکن اور آخری آرام گاہ مدینہ منورہ میں ہے اور وہ شام
سے ہے۔

۲۔ یعنی یہ دعا کیجیے کہ اے اللہ! ہمارے نجد میں برکت عطا فرما۔
۳۔ یعنی اس کا گروہ اور اس کے احوال و انصار، اس کا بیان کتاب الصلوٰۃ کے باب اوقات
صلوٰۃ میں گزر گیا ہے۔

دوسری فصل

الفصل الثانی

حضرت انس حضرت زید بن ثابت رضی اللہ
عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے یمین کی طرف نظر کی اور دعا کی: اے
اللہ! ان کے دلوں کو ہماری طرف پھیر دے۔ اور
ہمارے لیے ہمارے صانع اور مدد میں برکت عطا
فرمائیے (ترمذی)

۶۰۱۰ عَنْ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ
قَبْلَ الْيَمِينِ فَقَالَ اللَّهُمَّ اقْبَلْ بِقُلُوبِهِمْ
وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمُدِّنَا
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۔ تاکہ وہ ہمارے پاس آجائیں، چونکہ اہل مدینہ تنگ حالی اور معاشی تنگی میں تھے اور اہل یمین بڑی جماعت
تھے ان کے آنے سے معیشت اور تنگ ہو جاتی اس لیے رزق اور اسباب رزق میں برکت کی دعا فرمائی (یہ دعا
اسی حدیث میں مذکور ہے)۔ (یاد رہے کہ جب اہل یمین آئے تو حضرت صدیق اکبر نے ان سب کو شام کی فتح کی طرف
بھیج دیا۔ شام کے ممالک فتح ہو گئے اور عظیم وسعت پیدا ہوئی ۱۲ مولوی امیر علی)

۱۷ صاع ایک پیمانہ ہے (جس میں تقریباً ساڑھے چار سیر غلہ آتا ہے ۱۲ اشرف قادری) اور مد، صاع کے چوتھے حصے کو کہتے ہیں مراد وہ طعام ہے جو ان پیمانوں سے ناپا جاتا ہے (یعنی طعام میں برکت عطا فرما۔)

۶۰۱۱ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُوبَى لِلشَّامِ قُلْنَا لَا يَ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا تَمْلِكُكَ الرَّحْمَنُ بِاسِطَةً أَجْنَحَتَهَا عَلَيْهَا (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاحْمَدُ)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خوش خبری ہو شام کے لیے، ہم نے عرض کیا یہ دعا کس چیز کی بناء پر ہے سہ۔ فرمایا اس لیے کہ جن کے فرشتے اس پر اپنے بازو پھیلائے ہوئے ہیں یہ (امام احمد، ترمذی)

سہ اور ان کے اس فضیلت کے ساتھ ممتاز ہونے کا سبب کیا ہے؟ مصابیح کے بعض نسخوں میں لَا یَ شَیْءُ ہے اور مشکوٰۃ شریف کے نسخوں میں شَیْءُ نہیں ہے پس اُنہی تنوین کے ساتھ ہے۔

۱۷ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و رافت اہل شام کو شامل ہے۔ غالباً ابدال مراد ہیں جو شام میں ہوتے ہیں یا شام کے تمام باشندے مراد ہیں۔ فرشتوں کے بازوؤں سے مراد فرشتوں کی صفات اور ان کی قوتیں ہیں۔ پرندوں کے بازوؤں پر ان کا قیاس نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ پرندے کے تین یا چار سے زیادہ بازو نہیں ہوتے، چہ جائیکہ چھ سو بازو ہوں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج حضرت جبریل امین کے دیکھے عنقریب کہ بازوؤں کی نسبت فرشتوں کی طرف کر فی چاہیے اور ان کی کیفیت کے بیان سے بچنا چاہیے۔

۶۰۱۲ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَخْرُجُ نَارٌ قَرْنٌ تَحْجُو حَضْرَ مَوْتٍ أَوْ مِنْ حَضْرَ مَوْتٍ تَحْشُرُ النَّاسَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب حضرموت سہ کی طرف سے یا حضرموت سے آگ نکلے گی جو لوگوں کو جلانے کی ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: تم پر لازم ہے کہ شام چلے جاؤ سہ (ترمذی)

سہ حضرموت بے نقطہ حاء پر زبر، نقطۃ والا صاد ساکن، راء اور میم پر زبر، میم پر پیش بھی کہتے ہیں، یمن کا مشہور شہر ہے۔

۱۷ راوی کو شک ہے اور اس روایت میں لفظ نحو نہیں ہے (جس کا معنی طرف ہے)۔

۱۷ تاکہ اس آگ سے محفوظ رہو۔ شارحین فرماتے ہیں کہ ایک احتمال یہ ہے کہ حقیقتِ نار (آگ) مراد ہو جیسے کہ ظاہر لفظ سے معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ فتنہ مراد ہو جس کو آگ سے تعبیر فرمایا۔ علاماتِ قیامت میں آگ کا ذکر گزر چکا ہے جو لوگوں کو میدانِ محشر کی طرف چلانے کی جس سے مراد شام ہے۔ اس سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آگ لوگوں کو ان کے اختیار کے بغیر شام کی طرف چلانے کی اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے

کہ لوگ اپنے اختیار سے شام کی طرف سفر کریں گے۔ اس لیے ظاہر یہ ہے کہ آگ سے مراد فتنہ ہے جو قیامت سے پہلے پیدا ہوگا اسے آگ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۶۰۱۳ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ
الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّهَا سَتَكُونُ
هَجْرَةٌ بَعْدَ هَجْرَةٍ فَيَخِيَارُ النَّاسُ إِلَى
مُهَاجِرَةِ إِبْرَاهِيمَ وَفِي رِوَايَةٍ فَيَخِيَارُ
أَهْلُ الْأَرْضِ الْأَزْمَهُمْ مِنْهَا جَرَّابُ إِبْرَاهِيمَ
وَيَبْقَى فِي الْأَرْضِ شَرَارُ أَهْلِهَا تَلْفَظُهُمْ
أَرْضُهُمْ تَقْدِرُهُمْ نَفْسُ اللَّهِ
تَحْشُرُهُمُ النَّاسُ مَعَ الْقِرَدَةِ
وَالْخَنَازِيرِ تَبْلِثُ مَعَهُمْ إِذَا
بَاثُوا وَتَقِيلُ مَعَهُمْ إِذَا قَالُوا

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت عبد اللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قصہ یہ ہے کہ
ایک ہجرت کے بعد دوسری ہجرت ہوگی اس لیے بہترین
لوگ وہ ہوں گے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت
کی جگہ کو لازم پکڑنے والے ہوں گے۔ ایک روایت
میں ہے کہ زمین والوں میں سے بہترین لوگ وہ ہوں
گے جو حضرت ابراہیم کی جائے ہجرت کو لازم پکڑیں گے
اور زمین میں زمین کے بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے
ان کی زمینیں انھیں باہر پھینک دیں گی کیسے اللہ تعالیٰ
کی ذات انھیں پیدا اور مکر وہ جانے کی جگہ آگ ان کو
بندروں اور خنزیروں کے ساتھ جلائے گی۔ ان کے
ساتھ رات گزارے گی جب وہ رات گزاریں گے،
اور دوپہر کو آرام کرے گی جب وہ آرام کریں۔

(ابو داؤد)

۱۔ پہلی ہجرت ابتداء اسلام میں مدنیہ منورہ کی طرف تھی۔ دوسری شام کی طرف ہوگی۔ بعض علماء نے فرمایا
کہ ہجرت کی تکرار اور کثرت مراد ہے اور یہ مطلب حدیث شریف کے الفاظ اور سیاق سے زیادہ ظاہر طور پر معلوم
ہوتا ہے اور یہ اس وقت ہوگا جب بندوں میں فتنے زیادہ ہو جائیں گے۔ شہروں پر کافر غالب آجائیں گے دین
کے حامی اور اسلام میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم کم رہ جائیں گے۔ شام کے شہر محفوظ و مامون ہوں گے اور ان
کی حفاظت شام کے لشکر کریں گے اور غالب رہیں گے۔ یہاں تک کہ دجال سے جنگ کریں گے۔ پس جو شخص
چاہتا ہو کہ اپنے دین کو محفوظ رکھے اسے چاہیے کہ ان شہروں کی طرف ہجرت کر جائے۔ اس کے بعد اس ارشاد
کی تفصیل بیان فرمائی۔

۲۔ یعنی شام، مہاجر میم پر پیش اور جیم پر زبر (اسم ظرف) جائے ہجرت
۳۔ یعنی ان کی زمینیں ان کے وجود سے غار محسوس کرتی ہیں اور ان کا اپنے اندر رہنا مکر وہ
جانتی ہیں۔

۱۷ یعنی اللہ تعالیٰ انہیں رحمت و کرامت کی جگہ سے دور رکھے گا۔

۱۸ وہ آگ جو ان کے بُرے کردار کا نتیجہ ہوگی یا وہ آگ جو اس وقت پیدا ہوگی بندروں اور خستہ روں سے مراد یا تو ان کی حقیقت اور صورت ہے، یا یہ مراد ہے کہ وہ لوگ ان کی صفات کے ساتھ موصوف ہوں گے یا بُری خصلت والے کافر مراد ہیں، بندروں اور خستہ روں کی مثل ہیں۔

۱۹ قیلوہ کا معنی ہے دوپہر کے وقت سونا، مطلب یہ ہے کہ وہ آگ دن رات ان کے ساتھ رہے گی، نعوذ باللہ من ذلک

۲۰۱۲ وَعَنِ ابْنِ حَوَالَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيُصِيرُ
الْأَمْرُ أَنْ تَكُونُوا جُنُودًا مُجَنَّدَةً جُنْدٌ
بِالشَّامِ وَجُنْدٌ بِالْيَمَنِ وَجُنْدٌ بِالْعِرَاقِ
فَقَالَ ابْنُ حَوَالَةَ خَرَجْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
إِنْ أَدْرَكْتُ ذَالِكَ فَقَالَ عَلَيْكَ بِالشَّامِ
فَإِنَّهَا خَيْرٌ لِلَّهِ مِنْ أَرْضِهِ يَجْتَنِي
إِلَيْهَا خَيْرَتَهُ مِنْ عِبَادِهِ فَأَمَّا إِنْ
أَبَيْتُمْ فَعَلَيْكُمْ بِمِثْلِكُمْ وَاسْتَقُوا
مِنْ عَذْرِكُمْ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ تَوَكَّلَ
بِالشَّامِ وَأَهْلِهِ

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابُودَاوُدَ)

حضرت ابن حوالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے کہ دین کا کاروبار اس طور پر ہو کہ تم مختلف اور مجتمع لشکر ہو گئے ایک لشکر شام میں، ایک لشکر یمن میں اور ایک لشکر عراق میں ہو گا۔ ابن حوالہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ میرے لیے منتخب فرمائیں گے اگر میں اس وقت کوپالوں۔ آپ نے فرمایا: تم شام کو لازم پکڑو اس لیے کہ شام اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہے۔ اس کی زمین سے اس میں اپنے منتخب بندوں کو جمع فرما دے گا اور اگر تم انکار کر دے تو تم پر لازم ہے کہ اپنے یمن چلے جاؤ اور اپنے حوٹوں سے پالی بلاؤ۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے شام اور اس کے رہنے والوں کا وکیل بنا ہے۔

(امام احمد و ابوداؤد)

۱۷ ابن حوالہ بے نقطہ خاء پر زبر اور واؤ مخفف، اسدی صحابی ہیں۔ شام میں قیام پذیر ہوئے، ایک جماعت نے ان سے روایت کی۔ شام میں شہ اور ایک قول کے مطابق شہ میں وفات ہوئی۔ اسی طرح جامع الاصول میں ہے۔ کاشف میں ہے کہ صحابی ہیں اور انہوں نے تین حدیثیں روایت کیں۔

۱۸ مُجَنَّدَةٌ میم پر پیش، جیم پر زبر اور نون مشد و مفتوح

۱۹ کہ میں کسر لشکر کے ساتھ شامل ہوں۔

۲۰ خیرۃ خاء کے نیچے زیر اور یاء پر زبر، بعض اوقات یاء کو ساکن کیا جاتا ہے۔

۲۱ اس چیز سے جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے منتخب فرمایا ہے اور وہ شام کا ارادہ کرنا ہے۔

۱۵ مین کی ان کی طرف اضافت اس لیے کی کہ مخاطب عرب ہیں اور مین ان کی زمین سے ہے۔
 ۱۶ یعنی خورد پیو اور چارپایوں کو پلاؤ۔ غدیرہ نقطے والی غین کے ساتھ، وہ جگہ جہاں پانی جمع ہوتا ہے۔
 کیونکہ یہ بات شام کے ساتھ مخصوص ہے مطلب ہے کہ ہر شخص اپنے مخصوص حوض سے پانی پلائے اور کسی دوسرے کے ساتھ مزاحمت نہ کرے خصوصاً ان لوگوں سے جو اسلام کی سرحدوں پر بیٹھے ہوئے ہیں تاکہ اختلاف و نزاع کا سبب اور فتوں کے ابھارنے کا باعث نہ ہو۔ اسی طرح شارحین نے کہا ہے۔
 ۱۷ یعنی اپنے فضل و کرم سے ہمارا کام اپنے ذمہ پر لے لیا ہے۔ شام اور اس کے باشندوں کی کاندوں کے شر اور ان علاقوں پر ان کے غالب آنے سے حفاظت کا۔

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت شریح بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ حضرت
 علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس اہل شام تک کا ذکر
 کیا گیا اور کہا گیا کہ اے امیر المومنین! ان پر لعنت
 کیجئے! فرمایا نہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابدال شام میں ہوں گے
 اور وہ چالیس مرد ہیں۔ جب ان میں سے کوئی مرد فوت
 ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے مرد کو مقرر
 فرما دیتا ہے ان کی برکت سے بارش عطا کی جاتی ہے
 اور ان کے طفیل دشمنوں سے انتقام لیا جاتا ہے اور
 ان کی بدولت اہل شام سے عذاب دور کیا جاتا ہے۔

۶۰۱۵ عَنْ شَرِيحِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ذَكَرَ
 أَهْلُ الشَّامِ عِنْدَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 وَقِيلَ لَهُمْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ
 لَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ يَقُولُ الْأَبْدَالُ يَكُونُونَ بِالشَّامِ
 وَهُمْ أَرْبَعُونَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ
 أَبْدَلَهُ اللَّهُ مَكَانَهُ رَجُلًا يَسْتَقْبِلُ بِهِ
 الْغَيْثُ وَيَنْتَصِرُ بِهِ عَلَى الْأَعْدَاءِ وَ
 يُصْرِفُ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابَ

۱۸ شریح نقطے والے شہین پر پیش اور ارد پر زبر ابن عبید عین پر پیش اور باء پر زبر ثقہ تابعی اور محض کے
 اکابر مشائخ میں سے اودان کے مقربین سے ہیں۔

۱۹ اس جگہ اہل شام سے مراد حضرت علی مرتضیٰ کے مخالفین ہیں یعنی حضرت امیر معاویہ اور جو ان کے
 کے ساتھ شام میں تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے سے آخر
 تک شام کے حکمران تھے۔

۲۰ جس طرح اس زلزلے میں دونوں گروہ ایک دوسرے پر لعنت بھیجتے تھے۔

۲۱ یعنی جب میں اہل شام پر لعنت کروں گا، اور ابدال بھی ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ لعنت ابدال کو
 بھی شامل ہو۔ علمائے اہل سنت فرماتے ہیں کہ یہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے اہل شام سے

لعنت کو دور کیا گیا ہے تاکہ شور و شغب دور ہو۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ابدال کے علاوہ اہل شام پر لعنت جائز ہو جیسے کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: یہ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے۔ یہ بھی روایت ہے کہ ایک دفعہ مخالفین کے لشکر میں سے ایک شخص گرفتار کر کے لایا گیا۔ ایک شخص نے کہا: تعجب کی بات ہے میں جانتا ہوں کہ یہ شخص اچھا مسلمان تھا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا کہتے ہو؟ یہ شخص اب بھی مسلمان ہے۔ اس کے علاوہ بھی آثار اور احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ مسلمان تھے۔ اس کے بعد ابدال کا بیان فرمایا۔

۵۵ اہل شام کی تخصیص ان کے قرب و جوار اور مزید تعلق کی بناء پر ہوگی۔ ورنہ ابدال کی برکت و نصرت تمام جہان کو شامل ہے، خصوصاً اس کے لیے جو ان سے نصرت و امداد طلب کرے۔ ابدال کا موجود ہونا اس حدیث اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی دیگر احادیث سے بھی ثابت ہے۔

شیخ ابن حجر ان احادیث کے بیان کے بعد ایک دوسری حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے لائے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امت کے بہترین افراد پانچ سوا اور ابدال چالیس ہیں۔ پس نہ تو وہ پانچ سو سے کم ہوتے ہیں اور نہ ہی یہ چالیس، جب ابدال کا کوئی فرد فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان پانچ سو میں سے ایک کو بدل بنا دیتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہماری راہنمائی فرمائیے اور ان کے اعمال بتائیں کہ وہ کیا عمل کرتے ہیں؟ فرمایا کہ جو ان پر ظلم کرے اسے معاف کر دیتے ہیں اور جو ان سے برائی کرے اس کے ساتھ نیکی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال سے فقراء پر خرچ کرتے ہیں۔ اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے وَالْكَافِرِينَ الْغَيْظُ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ اور غصے کو پہننے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے اور اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کو محبوب رکھتا ہے۔

ایک صحیح مروی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے کہ شام کے شہر فتح کیے جائیں پس جب ہمیں رہائش گاہوں کا اختیار دیا جائے تو ہم اس شہر کو لازم پکڑیں جسے دمشق کہا جاتا ہے اس لیے کہ دمشق مسلمانوں کے لیے جنگوں سے جائے پناہ ہے اور وہ شام کا جامع شہر ہے شام کی ایک زمین ہے جسے غوطہ کہا جاتا ہے۔

۶۰۱۶ وَعَنْ رَجُلٍ مِنَ الصَّحَابَةِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتُفْتَحُ الشَّامُ فَلَاذًا أُخِيَرْتُ تِلْكَ الْمَنَازِلَ فِيهِمْ فَعَلَيْكُمْ بِمَدِينَةٍ يُقَالُ لَهَا دَمِشْقُ فَإِنَّهَا مَعْقِلُ الْمُسْلِمِينَ مِنَ الْمَلَاجِمِ وَفَسْطَاطُهَا وَمِنْهَا أَرْضٌ يُقَالُ لَهَا الْعُوزَةُ

(رَوَاهُمَا أَحْمَدُ)

۱۔ جن کا نام معلوم نہیں ہوا، صحابی راوی کا نام معلوم نہ ہونا نقصان نہیں دیتا۔ کیونکہ صحابہ تمام

عادل ہیں۔
۱۷۔ دمشق اکثر علماء کے قول کے مطابق اور زیادہ فصیح یہ ہے کہ دال کے نیچے زیر اور میم پر زبر ہے
شام کا دار الخلافہ۔

۱۸۔ کہ مسلمان وہاں پناہ لیں گے اور وہاں آئیں گے۔ معقل میم پر زبر، مین ساکن اور قاف کے نیچے
زیر، عقل سے مشتق ہے اس کا معنی ہے قلعہ اور پناہ۔ ملاحم جمع ہے ملحمۃ کی۔ اس کا معنی ہے جنگ۔
۱۹۔ فسطاط فاء پر پیش اور سین ساکن، اس کا معنی ہے جامع شہر جو لوگوں کو جمع کرے، اس لیے مہر
کو بھی فسطاط کہتے ہیں، اس کا معنی خیمہ بھی آتا ہے۔

۲۰۔ غوطۃ نقطے والی غین پر پیش، واؤ ساکن اور اس کے بعد بے نقطہ طاء، اس کا معنی ہے شہرستان
علامہ طبری فرماتے ہیں کہ غوطہ دمشق کے گرد باغوں اور پانیوں کا نام ہے۔ بعض نے کہا کہ دمشق کے
نزدیک ایک شہر کا نام ہے۔

۲۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخِلَافَةُ بِالْمَدِينَةِ
وَالْمُلْكُ بِالشَّامِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خلافت
مدینہ منورہ میں اور ملکیت شام میں ہوگی۔

۲۲۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ اشارہ ہے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ
عنہ کی ملکیت اور حکومت کی طرف۔ جیسے کہ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ہمارے بعد خلافت تیس سال ہے اس
کے بعد کاٹنے والی حکومت ہوگی اور وہ جو ایک حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں آیا ہے، کہ
آپ کی پیدائش مکہ مکرمہ جائے ہجرت مدینہ منورہ اور آپ کا ملک (حکومت) شام میں ہوگا تو اس سے مراد نبوت
اور دین ہے۔ کیونکہ آپ کی حکومت اور آپ کا دین شام میں زیادہ غالب اور بکثرت تھا۔ ورنہ نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی حکومت اور آپ کا دین تمام آفاق (سارے جہان) میں ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ الْمُلْكُ بِالشَّامِ
کا معنی یہ ہے کہ اس جگہ جہاد اور جنگ ہے، اس لیے کہ شام کے شہروں میں جہاد منقطع نہیں ہوگا اور یہ جہاد اور سرحدوں
کے پیرے کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے شام کی طرف سفر کرنے کی ترغیب ہے واللہ تعالیٰ اعلم (آج بھی شام
وہاں اسرائیل سے برسرِ پیکار رہتے ہیں ۱۲ شرف قادری)

۲۳۔ وَعَنْ هُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ رَأَيْتُ عُمُودًا مِّنْ نُورٍ
خَرَجَ مِنْ تَحْتِ رَأْسِي سَاطِعًا
حَتَّى اسْتَقَرَّ بِالشَّامِ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے نور
کا ایک ستون دیکھا جو ہمارے سر کے نیچے سے اوپر
کو اٹھتا ہوا نکلا، یہاں تک کہ شام میں پھٹ گیا
(ان دونوں حدیثوں کو امام بیہقی نے دلائل النبوة میں)

فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ -

روایت کیا۔

۱۔ سُطُوع کا معنی ہے گردوغبار، بواہ صبح کا اوپر کی طرف بلند ہونا۔

۲۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کا سموخ، غلبہ اور استقرار شام میں ہوگا، اس قبیلے سے ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر سے نور کا نکلنا اور اس سے شام کے محلات کا روشن ہونا۔

۶۰۱۹ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فَسْطَاطَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ بِالْعُوطَةِ إِلَى جَانِبِ مَدِينَةٍ يُقَالُ لَهَا دَمَشْقُ مِنْ خَيْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنگ کے دن مسلمانوں کے اجتماع کی جگہ غوطہ ہے۔ اس شہر کی ایک جانب جسے دمشق کہا جاتا ہے جو شام کے تمام شہروں سے بہتر ہے (ابوداؤد)

۳۔ اس سے مراد دجال کی جنگ ہے۔

۴۔ غوطہ دمشق کے نزدیک ایک جگہ ہے جیسے کہ پہلے گزرا، گزشتہ حدیث میں دمشق کو فسطاط فرمایا چونکہ غوطہ دمشق کے قریب اور اس کے مضافات و توابع میں سے ہے۔ اس لیے ان دو حدیثوں میں اختلاف نہیں ہے۔

۶۰۲۰ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ نَسِيتُ مَلِكًا مِنْ مُلُوكِ الْعَجَجِ كَيْفَ ظَهَرَ عَلَى الْمَدَائِنِ كُلِّهَا إِلَّا دِمَشْقَ (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت عبدالرحمن بن سلیمان سے روایت ہے کہ عنقریب مجھ کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ آئے گا۔ اسے تمام شہروں پر غالب آئے گا سوائے دمشق کے (ابوداؤد)

۱۔ عبدالرحمن بن سلیمان، کوفہ کے تابعین میں سے ہیں۔ مدنی الاصل اور ثقہ ہیں۔ بعض محدثین نے فرمایا: لا باس بہ ان میں کوئی حرج نہیں ہے وہ حضرت حنظلہ ابن عقیل کی اولاد میں سے ہیں۔ عبدالرحمن بن سلیمان بن عبداللہ بن حنظلہ، ان کی سب اولاد کو ابن الغنیل کہتے ہیں کہ ان کی عمر ایک سو ساٹھ سال تھی انھوں نے حضرت سہل بن سعد اور حضرت انس بن مالک کی زیارت کی سلسلہ میں ان کی وفات ہوئی اسی طرح کہا گیا ہے۔

۲۔ شام میں اس بادشاہ کے بارے میں بیان نہیں کیا کہ وہ کون ہے۔ تنبیہ:- یاد رہے کہ شام، بیت المقدس، مغرہ، عسقلان، قزوین، اندلس اور دمشق وغیرہ کے فضائل میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ محدثین نے ان میں سے اکثر کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہے۔ اسی طرح سفر السعادتہ میں ہے۔



باب

اس امت کا ثواب

اس امت مرحومہ کی فضیلت اور دوسری امتوں کی نسبت ثواب کی زیادتی حد شمار اور احاطہ بیان سے باہر ہے۔ اس فضیلت کے ثابت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد کافی ہے **كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَمَّ** بہترین امت ہو جسے تمام جہانوں کے لیے پیش کیا گیا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان **وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ** اور اسی طرح ہم نے تمہیں درمیانی امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور یہ فضیلت بھی کافی ہے کہ یہ محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ، خاتم النبیین، سید المرسلین اور تمام مخلوق سے (علی الاطلاق) صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے، وہ بہت ہی جن کے بارے میں تمام انبیاء و رسل نے آرزو کی ہے کہ کاش ہم آپ کے امتی ہوتے اور اس کے علاوہ جو فضائل و کمالات اس امت کے لیے ثابت ہیں۔ اس امت میں جو اولیاء، علماء اور فضلاء پیدا ہوئے۔ ان کے لیے وہ کمالات، کرامات اور فضائل ثابت ہیں جو پہلی امتوں میں نہ تھے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا (سچا اور مقبول نظر) امتی بنا۔ ہمیں آپ کی سچی محبت عطا فرما اور ہمیں آپ کے دین و ملت پر موت عطا فرما، اپنی رحمت سے، اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری مدت گزشتہ امتوں میں نہیں ہے مگر اس رطلے کی مقدار جو عصر اور سورج غروب ہونے کے درمیان ہے تمہارا اور سید و نصاریٰ کا قصہ اس شخص ہی کی طرح ہے جس نے مزدوروں کو کام پر لگایا اور کہا کون ہے جو

۶۰۲۱ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِي أَجَلٍ مِّنْ خَلْقٍ مِنَ الْأُمَمِ مَا بَيْنَ صَلَوةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ فَإِنَّمَا مَشْكُكُمْ وَمِثْلُ الْيَهُودِ وَالنَّصْرِيِّ كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عَمَالًا فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ

لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ
فَعَمِلْتَ الْيَهُودُ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى
قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلْ لِي
مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلَوةِ الْعَصْرِ
عَلَى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلْتَ النَّصَارَى
مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلَوةِ الْعَصْرِ عَلَى
قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلْ
لِي مِنْ صَلَوةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ
عَلَى قِيْرَاطَيْنِ أَوْ فَانْتَهُ النَّبِيُّ
تَعْمَلُونَ مِنْ صَلَوةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ
الشَّمْسِ أَوْ لَكُمْ أَجْرٌ مَسْرُوعَيْنِ
فَغَضِبَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى فَتَلَاوْا
نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَأَقْلُ عَطَاءً قَالَ
اللَّهُ تَعَالَى فَهَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ
شَيْئًا قَالُوا لَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فَإِنَّهُ
فَضْلِي أُعْطِيَهُ مَنْ شِئْتُ -

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

میرے لیے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر عمل کرے
گا تو یہودیوں نے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر
کام کیا لگے پھر اس نے کہا: کون ہے جو میرے
لیے دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر
کام کرے گا؟ نصاریٰ نے دوپہر سے عصر کی نماز
تک ایک ایک قیراط پر کام کیا لگے پھر اس نے کہا
کون ہے جو میرے لیے عصر کی نماز سے سورج
کے غروب ہونے تک دو قیراطوں پر کام کرے؟
سنو! تم وہ ہو جو نماز عصر سے سورج کے غروب
ہونے تک کام کرتے ہو، سنو! تمہارے لیے
دوہرا اجر ہے، تو یہود و نصاریٰ ناراض ہو گئے اور
کہنے لگے ہم نے کام زیادہ کیا اور ہمیں مزدوری کم
ملی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا میں نے تم پر ظلم
کیا اور تمہارے حق میں کمی کی ہے؟ کہنے لگے
نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ میرا فضل ہے۔
میں جسے چاہتا ہوں عطا فرماتا ہوں۔

(بخاری)

۱۔ اجل وہ مدت جو کسی چیز کے لیے مقرر کی جائے اور یہ پوری عمر کی مدت ہے، بعض اوقات اجل
کا اطلاق موت پر کیا جاتا ہے اور عمر کی آخری جز مراد لی جاتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ
تمہاری عمر کی مدت گزشتہ امتوں کی مجموعی عمر کے مقابلے میں نماز عصر سے مغرب تک کے وقت کی مقدار ہے جب
کہ دوسری امتوں کی عمر کی مقدار دن کی ابتداء سے نماز عصر کا وقت ہے۔ اس کے باوجود اس امت کا ثواب
دوسروں سے زیادہ ہے، اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت اور یہود و نصاریٰ کے درمیان
نسبت بیان فرمائی۔

۲۔ یعنی ہر ایک کے لیے ایک قیراط ہوگا، قیراط دانگ کا آدھ حصہ اور دانگ درہم کا چھٹا حصہ (یعنی
قیراط درہم کا بارہواں حصہ) ہوتا ہے۔

۳۔ یہودیوں نے طویل عمر میں تھوڑے ثواب پر کام کیا پس وہ ان مزدوروں کی طرح ہیں جنہوں نے
دوپہر تک ایک ایک قیراط پر عمل کیا۔

۸۷۔ نصارتی نے اپنی عمر کی مدت میں کام کیا۔ ان کی مثال ان مزدوروں کی ہے جنہوں نے دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر کام کیا۔

۸۸۔ یعنی تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ڈبل ثواب ہے ایک دفعہ اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور دوسری دفعہ سابق انبیاء کرام کی تصدیق کی بناء پر۔

۸۹۔ یعنی اس کی وجہ کیا ہے؟ اور اس طرح کیوں ہوگا۔

۹۰۔ یعنی جو کچھ میں نے تمہارے لیے مقرر کیا تھا اور جو وعدہ کیا تھا، کیا میں نے اس کے مطابق تمہارے حق میں سے کچھ کمی کی ہے؟

۹۱۔ یعنی اے اللہ! تو نے ہم پر ظلم نہیں کیا اور نہ ہی حق تلفی کی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اجر و ثواب کا بہ ذرق کیوں ہے؟

۹۲۔ یعنی یہ ڈبل ثواب دینا اور اجر کا زیادہ دینا میرا کرم ہے، جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں۔ میں فاعل مختار ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ سبب بیان نہیں فرمایا کہ یہ امت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اخلاص کی زیادتی کی بناء پر ہے، یا اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی میری بارگاہ میں بلند مرتبے کے سبب سے ہے۔ سبب اس لیے بیان نہیں فرمایا کہ گفتگو کی گنجائش نہ ہو اور بات کرنے کا راستہ مطلقاً بند ہو جائے، اللہ تعالیٰ ہی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہر اور عصر کا درمیانی وقت اس وقت سے زیادہ ہے جو عصر اور مغرب کے درمیان ہے اور یہ بات مذہب حنفی کی تائید کرتی ہے (کہ ظہر کا وقت زوال سے لے کر سایہ اصلی کے علاوہ دو مثل تک ہے ۱۲ ثurf قادری) اس طرح نہیں ہے جس طرح دوسرے امام فرماتے ہیں کہ عصر کا وقت دن کا آخری جو مقامی حصہ ہے (ورنہ ظہر اور عصر کا وقت تقریباً برابر ہو جائے گا ۱۲ ق) جیسے کہ باب مواقیات الصلوٰۃ میں گزرا ہے۔

۹۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنْ أَمَشِّ أُمَّتِي لِي حُبًّا نَأْسِي يَكُونُونَ بَعْدِي يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ رَأَى بِأَهْلِهِ وَمَالِهِ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہماری امت کے ہماری شدید محبت رکھنے والوں میں سے وہ لوگ ہوں گے جو ہمارے بعد پیدا ہوں گے۔ ان میں سے ایک اس بات کی محبت رکھے گا کہ وہ اپنے اہل اور مال کے بدلے ہماری زیارت کرتا رہے (مسلم)

۹۴۔ یعنی اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کو خدا کرتا اور ہمارے جمال جہاں آراء کی زیارت کرتا، بیداری میں یا خواب میں۔

یاد رہے کہ یہ حدیث اور اس باب میں آنے والی بعض احادیث دلالت کرتی ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بعد کوئی ایسا شخص آئے جو فضیلت میں ان کے برابر ہو یا ان سے زیادہ فضیلت رکھتا ہو۔ مشہور محدث ابن عبد البر اس طرف گئے ہیں اور انھوں نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے۔ شیخ ابن حجر مکی نے صواعق محرقة میں یہ قول نقل کیا ہے۔ حالانکہ امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ صحابہ کرام افضل ہیں اور ان احادیث کو اس پر محمول کیا ہے کہ بعد والے بعض امتیوں کے لیے فضیلت کی ایک وجہ ثابت ہے لیکن کلی فضیلت صحابہ کرام کے لیے ثابت ہے جس کا مطلب ثواب کی زیادتی ہے۔ لیکن علماء نے فرمایا کہ اس جگہ صحابی خاص معنی میں مراد ہے، جن کو طویل صحبت کا شرف حاصل ہوا ہو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت علم حاصل کیا اور غزوات میں آپ کے ساتھ شریک ہوئے ہوں، جہاں تک عام معنی کے اعتبار سے صحابی کا تعلق ہے یعنی جن کی نگاہ جمال جاں افروز پر واقع ہوئی ہو اگرچہ تمام زندگی میں ایک ہی دفعہ ہو۔ ان کی فضیلت کلی میں نظر اور توقف و تردد ہے۔ یہ مسئلہ اپنی جگہ بیان کیا گیا ہے اور اس کی تحقیق کی گئی ہے شرح (لمعات) میں فضائل صحابہ کے باب میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

حق یہ ہے کہ صحبت کی فضیلت اگرچہ ایک دفعہ کے دیدار ہی سے ہو، صحابہ کرام کے ساتھ مخصوص ہے، اس میں ان کا کوئی شریک نہیں ہے، رہے دوسرے علمی اور عملی فضائل، ان میں وسیع گفتگو کی گنجائش ہے بہتر یہ ہے کہ مطلق حکم کیا جائے کہ صحابہ کرام تمام امت سے افضل ہیں (امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نگاہ کیمیا اثر صحابہ کرام کو ولایت بکری کے مقام پر فائز کر دیتی تھی ۱۲۱ ق)

۶۰۲۲ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللَّهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَذَكَرَ حَدِيثُ النَّبِيِّ أَنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ فِي كِتَابِ الْقِصَاصِ -

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہماری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے امر پر قائم رہے گی جہاں بے یار و مددگار چھوڑ دے گا اور ان کی مخالفت کرے گا کہ وہ انھیں نقصان نہیں دے سکے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر (قیامت) آجائے اور وہ اپنے کام پر ہوں گے (صحیحین)۔ حضرت انس کی حدیث جس کی ابتداء میں ہے اَنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ يَكُونُ الْقِصَاصُ فِي بَيَانِ كَرَمِي كُنِيَ سَبِيحًا -

۱۷ یعنی دین و شریعت کی تقویت اور ترویج میں مصروف رہیں گے۔

۱۰۔ اور ان کی مخالفت کے راستے پر چلے گا۔

۱۱۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے امر پر قائم اور دینِ متین کی تائید میں مصروف ہوں گے۔ بعض علماء نے کہا کہ اس گروہ سے مراد محدثین ہیں جو سنت کی ترویج اور دین کی تجدید کا فریضہ انجام دیں گے۔ اکثر علماء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد غازی اور مجاہد ہیں جو کافروں سے جہاد کر کے دین کی تقویت اور تائید کا کام کریں گے اور آخر زمانے میں اسلامی ممالک کی سرحدوں کی پاسداری کریں گے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ شام میں ہیں اور بعض روایات میں آیا ہے کہ ان کا آخری مرد مسیح دجال سے جنگ کرے گا۔ ان روایات کا واضح اشارہ مجاہدین کے مراد ہونے کی طرف ہے۔ حدیث شریف کی ظاہر عبارت عام ہے (یعنی دینِ متین کے پاسبان مراد ہیں خواہ وہ مجاہدین ہوں، علماء و مشائخ ہوں یا مال و دولت سے دینِ اسلام کی خدمت کرنے والے ۱۲ اق) ۱۲۔ یہ حدیث اس امت کی فضیلت و کرامت پر دلالت کرتی ہے۔

دوسری فصل

الفصل الثانی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہماری امت کا حال بارشِ ایسا ہے، یہ نہیں جانا جاتا کہ بارش کا پہلا حصہ بہتر ہے یا آخری حصہ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے ۱۳۔

۶۰۲۳ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ أُمَّتِي مَثَلُ الْمَطَرِ لَا يُدْرِي أَذْلُهُ خَيْرٌ أَمْ أَخْرُوكَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ۔

۱۳۔ اس حدیث کے ظاہر سے اس امت کے اول یا آخر کے افضل ہونے میں جزم اور قطع کے نہ ہونے اور شک و تردد کا پتہ چلتا ہے اس جگہ یہ معنی مقصود نہیں ہے بلکہ تمام امت کے خیر ہونے سے کہنا یہ ہے۔ پس مطلب یہ ہوا کہ تمام امت خیر اور نافع ہونے میں برابر ہے یعنی لفظ خیر دین میں اسم تفضیل کے معنی میں نہیں ہے۔ پس پہلے حضرات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہوئی۔ انھوں نے آپ کی پیروی کی، آپ کی دعوت لوگوں تک پہنچائی۔ آپ کے دین کے قواعد کی بنیاد رکھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تقویت و نصرت فراہم کی۔ بعد والوں نے اس دین کی حفاظت کی اسے تقویت دی، اس کی عمارت کی تکمیل کی، اس کے ارکان کو مضبوط کیا، اس کے انوار کو شائع کیا اور اس کے آثار کو ظاہر کیا۔

اور اگر خیر کو اسم تفضیل کے معنی پر محمول کریں تو بھی درست ہے، کیونکہ خیریت کی وجوہ متعدد ہیں مختصر یہ کہ اس حدیث سے مساوات یا افضل ہونا متعدد اور مختلف وجوہ سے ثابت ہوتا ہے جمہور علماء کے نزدیک یہ ثابت ہے کہ فضیلت کلی صحابہ کرام کے لیے ثابت ہے اور یہ اس بات کے منافی نہیں ہے کہ دوسروں کے لیے جزئی وجوہ کی بناء پر فضیلت ثابت ہو۔ فضیلت کلی سے مراد اللہ تعالیٰ کے ہاں ثواب کی زیادتی ہے۔

۵۷ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے حضرت عمار بن یاسر سے، ابن حبان نے اسے اپنی صحیح میں حضرت سلمان سے روایت کیا۔ شیخ (ابن حجر) نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اس کے منقول طرق ہیں جن کی بناء پر یہ درجہ صحت کو پہنچ جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

۹۰۲۵ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْبُشْرُ وَالْأَبْشُرُ وَالْمَا مَثَلُ
أُمِّي مَثَلُ الْغَيْثِ لَا يُدْرِي الْخِرَةُ
خَيْرٌ أَمْ أَوَّلُهُ أَوْ كَحَدِيقَةٍ أَطْعَمَ
قَوِّحٌ عَامًّا لَعَلَّ أَخْرَهَا قَوِّحًا أَنْ
يَكُونَ أَعْرَضَهَا عَرْضًا وَأَعْمَقَهَا عُمُقًا
وَأَحْسَنَهَا حُسْنًا كَيْفَ تَهْلِكُ أُمَّةٌ
أَنَا أَوَّلُ لُهَا وَالْمُهْدِيُّ وَسَطُهَا وَالْمَسِيحُ
آخِرُهَا وَلَكِنْ بَيْنَ ذَلِكَ كَيْفٌ أَعْوَجُ
لَيْسُوا مِنِّي وَلَا أَنَا مِنْهُمْ

(رواه رزين)

حضرت جعفر صادق اپنے والد سے اور وہ اپنے
دادا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے روایت کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-
خوش ہو جاؤ، خوش ہو جاؤ پہلے ہماری امت کا
حال نہیں ہے مگر بارش کے حال کی طرح، نہیں
جانا جاتا کہ اس کا آخر خیر ہے یا اس کا اول مکہ
یا اس باغ کی طرح ہے جس سے ایک سال ایک
فوج کو کھلایا گیا ہے، پھر اس سے ایک
دوسرے سال دوسری جماعت کو کھلایا گیا ہے
قریب ہے کہ اس باغ سے کھانے والی آخری
فوج زیادہ وسیع ہو سکے اور گہرائی میں زیادہ
اور جن میں زیادہ ہو، وہ امت کیسے ہلاک ہوگی
کہ ہم اس کی ابتداء ہیں اور مہدی اس کے
درمیان اور حضرت عیسیٰ اس کے آخر ہیں۔ لیکن اسی
کے درمیان ایک جماعت پڑھی ہوگی جسے وہ ہم
سے اور ہم ان سے نہیں ہیں (رزين)

۵۸ حضرت جعفر صادق اپنے والد امام محمد باقر اور وہ اپنے دادا سیدنا حسین شہید سے روایت کرتے ہیں،
اس صورت میں یہ حدیث منقطع ہوگی (کیونکہ امام باقر کی ملاقات سیدنا حسین شہید سے نہیں ہے ۱۲ ق) یا یہ
مطلب ہے کہ امام محمد باقر، امام جعفر صادق کے دادا سیدنا زین العابدین سے روایت کرتے ہیں۔ اس
صورت میں یہ حدیث مرسل ہوگی (کیونکہ امام زین العابدین تابعی ہیں اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
کر رہے ہیں۔ حضرت شیخ کا مطلب یہ ہے کہ عن جدہ کی ضمیر امام محمد باقر کی طرف راجع ہے یا امام جعفر کی
طرف، رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۲ ق)

۱۲۔ اَبَشِدْ مُشْتَقٌ هُوَ اِبْتِشَارٌ سے جس کا معنی ہے خوش ہونا اور خوش خبری پانا۔

۱۳۔ اس کی شرح اس سے پہلے معلوم ہو چکی ہے۔

۱۴۔ فوج زیادہ وسیع ہو یا باغ زیادہ وسیع ہو۔

۱۵۔ فوج کے عرض اور عمق سے مراد اس کی کثرت اور مجہوم ہے، اطول (زیادہ لمبی) نہیں فرمایا۔ کیونکہ عرض اور عمق (چوڑائی اور گہرائی) طول (لمبائی) کے بعد ہوتا ہے۔ لہذا طول، عرض و عمق کو لازم ہے۔

۱۶۔ عَوَجَ عَيْنٍ کے نیچے زیر اور واؤ پر زبر، آخر میں میم، دین اور معیشت (طریقہ زندگی) میں ٹیڑھا پن فیج کا معنی فوج ہے یہ لفظ یاء اور واؤ دونوں سے آیا ہے۔

۱۷۔ یعنی وہ فوج ہماری پیروکار اور ہماری راہ و روش پر نہیں اور نہ ہم ان سے راضی اور ان کے ناصر و معین ہیں۔

۶۰۲۶ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّْ الْخَلْقِ أَعْجَبُ
إِلَيْكُمْ إِيْمَانًا قَالُوا الْمَلَائِكَةُ قَالَ
وَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ وَهُمْ عِنْدَ
رَبِّهِمْ قَالُوا فَالْنَّبِيُّونَ قَالَ
وَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ وَالْوَحْيُ يَنْزِلُ
عَلَيْهِمْ قَالُوا فَتَنَحُّنُ قَالَ وَمَا لَكُمْ
لَا تُؤْمِنُونَ وَأَنَا بَيْنَ أَعْيُنِكُمْ
قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَعْجَبَ الْخَلْقِ
إِلَيَّ إِيْمَانًا لِقَوْمٍ يَكُونُونَ مِنِّي بَعْدِي
يَجِدُونَ صُحُفًا فِيهَا كِتَابُ يُؤْمِنُونَ
بِمَا فِيهَا۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے
دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا: تمہارے نزدیک کون سی مخلوق ایمان
کے اعتبار سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ صحابہ کرام
نے عرض کیا فرشتے؟ فرمایا: انھیں کیا ہے کہ وہ ایمان
نہ لائیں حالانکہ وہ اپنے رب کے پاس ہیں؟ صحابہ کرام
نے عرض کیا پھر انبیاء ہیں؟ فرمایا: انھیں کیا ہے کہ
ایمان نہ لائیں؟ حالانکہ ان پر وحی نازل ہوتی ہے
صحابہ کرام نے عرض کیا پھر ہم ہیں؟ فرمایا تمھیں کیا
ہے کہ تم ایمان نہ لاؤ؟ جب کہ ہم تمھارے درمیان
ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: ہمارے نزدیک ایمان کے اعتبار سے پسندیدہ
ترین وہ لوگ ہیں جو ہمارے بعد ہوں گے وہ ایسے صحیفے
پائیں گے جن میں احکام دین لکھے ہوئے ہوں گے
وہ ان صحیفوں میں لکھی ہوئی چیز پر ایمان لائیں گے۔

۱۸۔ یعنی مخلوقات میں سے کن لوگوں کو تم زیادہ پسندیدہ اور زیادہ قوی (ایمان والے) جانتے ہو؟
۱۹۔ ہم ان کے ایمان کو زیادہ پسندیدہ اور زیادہ قوی جانتے ہیں۔

۱۱۔ یعنی ان کے لیے ایمان سے کوئی مانع نہیں ہے جو شک اور تردد کا سبب ہو اور فکر و نظر کی طرف محتاج بنانے والا ہو ان میں جسمانی حجابات اور طبعی ظلمتیں بھی نہیں ہیں کہ اس کی بنا پر وہ دوری اور حجاب میں واقع ہوں۔

۱۲۔ ہم جن کا ایمان کامل تر اور قوی تر جانتے ہیں، اس جگہ سے فرشتوں کی انبیاء پر فضیلت لازم نہیں آتی (اگرچہ ان کا ذکر انبیاء کرام سے پہلے کیا گیا ہے ۱۲ ق) اس لیے کہ اس جگہ فضیلت کا معنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ثواب کی زیادتی ہے، جیسے کہ علماء نے فرمایا ہے (اور ثواب کی زیادتی انبیاء کرام کے لیے ہے، اس لیے کہ وہ نورانی ہونے کے باوجود لباس بشریت میں تھے اور ان کے سر پر تاج خلافت ہے ۱۲ ق)۔

۱۳۔ اور شک و شبہ میں واقع ہوں۔ حالانکہ ان پر آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے اور روح الامین حضرت جبریل علیہ السلام ان کے پاس آتے ہیں اور بلا واسطہ انھیں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے ہیں اور انبیاء کرام عالم بالا کا مشاہدہ اور اس کے انوار کا معائنہ کرتے ہیں۔ وحی کا لغت میں معنی ہے دل میں پیغام ڈالنا، پوشیدہ گفتگو اور جو چیز تم کسی کے پاس بھیجو اور آواز، شریعت میں اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کا وہ پیغام جو حضرت جبریل علیہ السلام پیغمبروں کے پاس لاتے ہیں۔ یَنْزِلُ صَیْغَہ معلوم اور مجہول کے ساتھ دونوں طرح مروی ہے۔

۱۴۔ جو آپ کے اصحاب ہیں اور قوی یقین رکھتے ہیں۔

۱۵۔ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لاؤ اور احکام اور امر و نہواہی پر یقین نہ کرو؟ حالانکہ ہم تمھارے درمیان موجود ہیں اور تم وحی اور ایمان کے انوار و آثار کا مشاہدہ کرتے ہو، آیات و معجزات دیکھتے ہو۔ ہمارے حال کمال اور انوار حق کا دیدار کرتے ہو۔ ہماری ہم نشینی سے تم میں حقیقت کے اسرار سراپت کرتے ہیں اور ہمارے تفرق و ارشاد سے تمھارے ظاہر و باطن میں کمالات اور کمالات پیدا ہوتی ہیں۔

۱۶۔ یعنی انوار کے مشاہدہ اور معائنہ کے بغیر غائبانہ احادیث اور آثار سن کر ایمان لے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ سے یہی مراد ہے اور اس کی تفسیروں میں سے ایک تفسیر یہ ہے اور یہی حضرت عبد اللہ بن مسعود کے ارشاد کی مراد ہے، وہ فرماتے ہیں بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ اور آپ کی شان ان لوگوں کے لیے ظاہر و باہر تھی جنھوں نے آپ کی زیارت کی، اللہ تعالیٰ کی قسم! ان لوگوں کی مثل آپ پر کوئی ایمان نہیں لایا جو غائبانہ اور دیکھے بغیر ایمان لائے اگرچہ ان پر بھی حقانیت کے انوار و آثار ظاہر ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے دلائل و شواہد روشن ہیں اس کے باوجود مگر

از دیدہ بسے فرق بود تا لبشیدہ

(دیکھ ہوئے کا سنے ہوئے سے بہت فرق ہے)

۱۷۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْعَلَاءِ حضرت عبدالرحمن بن علا حضرت علی سے روایت

ہے کہ مجھے اس شخص نے بتایا جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرطے ہوئے سنا کہ شان یہ ہے کہ عنقریب اس امت کے آخر میں وہ لوگ ہوں گے جن کے لیے ان کے پہلوں کی مثل اجر ہوگا۔ وہ نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے اور فتنہ بازوں سے جنگ کریں گے۔ ان دونوں حدیثوں کو امام بیہقی نے دلائل النبوة میں روایت کیا ہے۔

الْحَضَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي آخِرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ لَهْمٌ مِثْلُ أَجْرِ أَوْلِيهِمْ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقَاتِلُونَ أَهْلَ الْفِتَنِ (النَّبَوَّة)

۱۔ عبدالرحمن بن علاء الحضرمی بے نقطہ حاء پر زبرا اور نقطہ والا فناد ساکن اس کے بعد راء مابین کے مشہور شہر حضرموت کی طرف نسبت ہے یہ تابعین میں سے ہیں۔

۲۔ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

۳۔ ایسے کام کا حکم دیں گے جس کا وجود دین میں پہچانا گیا ہے۔

۴۔ ایسے غیر مشروع کام سے جس کا وجود دین میں پہچانا نہیں گیا بلکہ اس کا انکار کیا گیا ہے۔

۹۰۲۸ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طُوبَى لِمَنْ رَأَى وَطُوبَى سَبْعَ مَرَّاتٍ لِمَنْ لَوَّ بِرِيٍّ دَامَ رِيٌّ (رَوَاهُ أَحْمَدُ)

۱۔ سات کے عدد کی تعیین حضرت شارع علیہ السلام کے علم کے سپرد ہے، یا اس لیے کہ یہ عدد مبارک بالغہ اور کمیش میں متعارف ہے

۹۰۲۹ وَعَنْ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ قَالَ قُلْتُ لِرَبِّي جُمُعَةٌ رَجُلٌ مِنَ الصَّحَابَةِ حَدَّثَنَا حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعُوْا حَدِّثْكَ حَدِيثًا جَيِّدًا تَغْدِيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

حضرت ابن محیریزؒ سے روایت ہے کہ میں نے ایک صحابی ابو جہرہؒ کو عرض کیا کہ ہمیں وہ حدیث سنائیں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، انھوں نے فرمایا: اچھا میں تمہیں ایک عمدہ حدیث سناتا ہوں یہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ناشتہ کیا، ہمارے ساتھ حضرت ابو عبیدہ ابن جراحؓ تھے۔ انھوں نے عرض کیا، یہ

یا رسول اللہ! کیا کوئی شخص ہم سے بہتر ہے؟ ہم اسلام لائے اور ہم نے آپ کی معیت میں جہاد کیا، فرمایا ہاں وہ لوگ جو تمہارے بعد ہوں گے شو وہ ہم پر ہماری زیارت کے بغیر ایمان لائیں گے اس حدیث کو امام احمد اور دارمی نے روایت کیا اور زرین نے حضرت ابو عبیدہ سے یہ حدیث قال یا رسول اللہ! أَحَدٌ خَيْرٌ مِنَّا سے آخر تک روایت کی ہے

أَحَدٌ خَيْرٌ مِنَّا وَاسْلَمْنَا وَجَاهَدْنَا مَعَكَ قَالَ نَعَمْ قَوْمٌ يَكُونُونَ مِنْ بَعْدِكُمْ يُؤْمِنُونَ بِي وَلَمْ يَرَوْنِي رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ وَرَوَى زَيْدٌ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ مِنْ قَوْلِهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحَدٌ خَيْرٌ مِنَّا إِلَى آخِرَةٍ -

۱۷ ابن محیرزہ میم پر پیش، بے نقطہ حاء پر زبر، یاء ساکن، راء کے نیچے زیر، دوسری یاء ساکن اور آخر میں زاء، تابعین اور اللہ تعالیٰ کے بہترین بندوں میں سے ہیں، ان کا نام عبد اللہ ہے۔

۱۸ ابو جعفر جیم اور میم پر پیش

۱۹ جو بکھیں فائدہ دے اور خیریت و فضیلت کی بشارت دے۔

۲۰ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انعام کے شکر کے اظہار کے لیے عرض کیا۔

۲۱ وہ تم سے بہتر ہیں (یہ بعد والے لوگوں کی فضیلت جنہی ہے جو زیارت کے بغیر ایمان لائے) ابو محیرزہ اور ابو جعفر کے واقعہ کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت معاویہ ابن قرہ سے روایت ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اہل شام تباہ ہو جائیں تو تم میں نیکی نہیں ہے اور ہماری امت کی ایک جماعت ہمیشہ امدادی ہوئی رہے گی، یہ جو شخص ہمیں امداد کے بغیر چھوڑ دے گا وہ انھیں نقصان نہیں دے گا۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔ ابن مدینی کہتے ہیں کہ وہ محدثین ہیں (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۶۰۳۱ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيكُمْ وَلَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ لَا يَضُرُّهُمُ مَنُ خَذَلَهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ قَالَ ابْنُ السَّمْدِيِّ هُوَ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

۱۷ معاویہ ابن قرہ قاف پر پیش اور راء مشدود، عالم باعمل، ثقہ تابعی ہیں، ان کی ولادت جبل کے دن اور وفات ۱۱۳ ہجری میں ہوئی۔

۱۸ حضرت قرہ ابن ایاس صحابی سے روایت کرتے ہیں۔

۳۵ ظاہر یہ ہے کہ آخر زمانے میں اہل شام اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم ہوں گے، پس جب وہ فاسد ہو جائیں گے تو تم میں خیر نہیں ہوگی۔ کیونکہ اس وقت اہل خیر میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا۔ اور یہ قیامت کے قائم ہونے کا وقت ہوگا۔ اس وقت کوئی شخص لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنے والا نہیں رہے گا۔ جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت صرف شریہ لوگوں پر قائم ہوگی۔

۳۶ جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین کی امداد اور احکام شریعت کے رائج کرنے کی توفیق اور امدادی جائے گی، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے إِنَّ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَاللَّهُ يَمْزِجُ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ تَوَافُتَ اللَّهُ تَعَالَى بِمُحَارَبَةِ الْإِيمَانِ كَمَا كَرِهَ اللَّهُ لِقَوْمٍ يُظَاهِرُونَ كُفْرَهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔

۳۷ جو اس علم شریف کی مسلسل خدمت کرتے رہتے ہیں اور دین کی تعلیم و ترویج اور تصنیف اور سنت کے قائم کرنے کی بہت سی احادیث روایت کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ہماری امت سے خطا، بھول اور وہ چیز معاف فرمائی ہے جس پر انھیں مجبور کیا گیا ہو (ابن ماجہ، بیہقی)

۶۰۳۱ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَاةَ وَالْإِثْمَانَ وَمَا اسْتَكْبَرُوا عَلَيْهِ (رواہ ابن ماجہ و البیہقی)

۱۷ یاد رہے کہ خطا ضد ہے صواب کی، صراح میں ہے: خطا کا معنی نادرست اور غلط ہے۔ یہ ثواب کی نفی ہے، یہ الف، الف مقصورہ اور ممدودہ دونوں کے ساتھ آیا ہے۔ خطیہ کا معنی ہے گناہ یا وہ گناہ جو جان بوجھ کر کیا گیا ہو۔ اسی طرح قاموس میں ہے خطا "خا کے نیچے زیر اور طاء ساکن کا معنی بھی گناہ ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ خطا اس وقت کہتے ہیں جب جان بوجھ کر گناہ کیا جائے اور خطا اس وقت کہتے ہیں جب ارادے سے نہ کرے۔ "خطی" وہ شخص ہے جو ایسے کام کا ارادہ کرے جو نہیں کرنا چاہیے اور اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو ایک کام کرنا چاہے اور اچانک دوسرا کام کر بیٹھے اور خطا کرے۔ اس معنی کے اعتبار سے عمد کے مقابل آتا ہے جیسے شکار کو تیر مارنا چاہیے اچانک کسی انسان کو جائگے اور اسے خطا سے قتل کر دے، یا کلی کا ارادہ کرے اور اچانک پانی گلے میں اتر جائے حدیث میں یہی معنی مراد ہے۔

نسیان کا معنی ہے بھول جانا اور یہ حفظ (یاد رکھنے) کے مقابل ہے، سہو کا معنی بھی نسیان ہے، کہا جاتا ہے کہ اس نے کسی کام میں سہو کیا یعنی اس کام کو بھول گیا، اس سے غافل ہو گیا اور اس کا دل کسی دوسری جگہ چلا گیا، خطا اور نسیان سے تجاوز (درگزر) کا مطلب یہ ہے کہ اس میں گناہ نہیں ہے اور وہ اس میں گناہ گار نہیں ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ اس پر بالکل مواخذہ نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ قتل خطا میں دیت اور کفارہ ثابت ہے۔ خطا سے روزہ افطار کر لیا جائے تو روزے کی قضا واجب ہے۔ بھول میں جو قضا واجب نہیں ہے تو

اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ صاحبِ حق (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے ہے، جیسے حدیث شریف میں آیا ہے کہ اپنا روزہ مکمل کرو کیونکہ تمہیں اللہ تعالیٰ ہی نے کھلایا اور پلایا ہے۔ نماز میں سہو و نسیان سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ سہو لوگوں کا مال ضائع کرنے سے ضمانت واجب ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر اہ (مجبور کرنے) پر بھی احکام مرتب ہوتے ہیں، جیسے کہ کسی کو قتل کرنے یا مال ضائع کرنے پر مجبور کرنے کے احکام ہیں۔ اس کی تفصیل علم فقہ میں ہے، اس کے باوجود گناہ ساقط ہے، تجاوز سے یہی مراد ہے۔

حضرت بہز بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں فرماتے ہوئے سنا کہ تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی رحمۃ اللہ علیہ (ترجمہ آیت کریمہ) فرمایا: تم ان ستر امتوں کو مکمل کر رہے ہو جن میں سے تم بہترین اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مکرم ترین ہو۔ اس حدیث کو امام ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔ امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے

۶۳۲ وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ قَالَ أُنْتُو تَتِمُّونَ سَبْعِينَ أُمَّةً أَنْتُمْ خَيْرُهَا وَآكُسُ هُهَا عَلَى اللَّهِ تَعَالَى (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ)

رحمۃ اللہ علیہ بہز بن حکیم بن معاویہ ابن حیدہ بے نقطہ حاء پر زبر، یا عساکن اور بے نقطہ وال کے ساتھ، تابعی قشیری ہیں، ان سے سیفان ثوری، ابن مبارک، معمر اور دیگر محدثین نے روایت کی۔ ان کی روایت کردہ حدیث امام بخاری اور مسلم نے اپنی صحیحین میں روایت نہیں کی، البتہ اصحاب سنن نے ان کی روایت بیان کی ہے، مختصر یہ کہ ان میں ایک قسم کا اختلاف ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

رحمۃ اللہ علیہ امت سے مراد تمام امت ہے خواہ خواص ہوں یا عام، کیونکہ ہر ایک کو سابقہ امتوں پر حسن اعتقاد، ایمان میں ثابت قدمی، اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والہانہ محبت، مرتد نہ ہونے اور اللہ تعالیٰ کے خارج نہ ہونے اور اس جیسے دیگر امور میں ایک مرقبہ اور فضیلت حاصل ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ یہ علماء شہداء اور اولیاء کرام کے ساتھ مخصوص ہے اور خیریت سے مراد خیریت تامہ، کاملہ، مخصوصہ ہر اس ہے۔ بعض نے کہا کہ مہاجرین مراد ہیں لیکن وجہ تخصیص ظاہر نہیں ہے اور حق یہ ہے کہ عام ہے۔

رحمۃ اللہ علیہ ستر سے مراد کثرت کا بیان کرنا مراد ہے۔ خاص طور پر یہ تعداد مراد نہیں ہے ستر کا استعمال اس معنی میں بہت آتا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے، کہ گزشتہ اکثر، چھوڑ اور مشہور امتوں کی تعداد ستر تک پہنچتی ہو۔ اتمام اور مکمل کرنے سے مراد ختم کرنا ہے جیسے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور سید المرسلین ہیں۔ تم بھی دیگر امتوں کے خاتم، زیادہ معزز اور زیادہ کامل ہو۔

کتاب (مشکوٰۃ شریف) کو اس حدیث پر ختم کرنا جو ختم، اتمام اور تکمیل پر دلالت کرتی ہے، یہ اچھا اختتام ہے اور گزشتہ حدیث کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری امت کی خطا اور نسیان سے درگزر فرمایا ہے۔ کتاب میں واقع ہونے والی غلطی، سہو اور نسیان سے مغفرت پیش کرنے کے لیے مناسب ہے۔

مؤلف کتاب (امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمہ اللہ تعالیٰ) اللہ تعالیٰ ان کی کوشش اور محنت کا اجر جمیل عطا فرمائے، فرماتے ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ جمع کرنے سے فراغت رمضان المبارک آخری بروز جمعۃ المبارک شوال (عید الفطر) کا چاند دیکھنے کے وقت ۳۲ھ میں حاصل ہوئی، اللہ تعالیٰ کی حمد اور حسن توفیق سے یہ سعادت حاصل ہوئی، تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے اور صلوٰۃ و سلام حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر صحابہ کرام اور متبعین پر۔

خاتمۃ الکتاب

مشکوٰۃ شریف کی اس شرح اشعۃ اللمعات کا آغاز ایام تشریق کے درمیانے دن (بارہ ذوالحجہ) ۱۰۱۹ھ کو ہوا اور اس کی تکمیل ماہ ربیع الآخر ایک ہزار پچیس (۱۰۲۵ھ) ہوئی، یہ نہیں کہ یہ تمام مدت اسی شرح پر صرف ہوئی بلکہ عربی شرح جس کا نام ”لمعات التتبیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح“ ہے وہ بھی اس شرح کے ساتھ لکھی جا رہی تھی، وہ اس سے بھی پہلے مکمل ہو گئی۔ کچھ دوسری کتابیں اور رسائل بھی لکھے گئے مذکورہ مدت کا تقریباً تہائی حصہ، بلکہ اس سے بھی کم (یعنی دو سال بلکہ اس سے بھی کم) فارسی شرح پر صرف ہوا باقی مدت دوسری کتابوں پر صرف ہوئی اور توفیق اللہ تعالیٰ باقی دو تہائی کی طرف سے ہے۔

اگرچہ عربی شرح علمی مباحث اور فکری تحقیقات و تدقیقات پر مشتمل ہونے کی بناء پر الگ امتیاز اور خصوصیت رکھتی ہے لیکن یہ فارسی شرح الفاظ کی تنقیح و تہذیب، معانی کے ربط و ضبط میں عربی شرح پر ترجیح اور فوقیت رکھتی ہے۔ اس کا حجم اور ضخامت بھی عربی شرح سے زیادہ ہے۔ عربی شرح اسی ہزار اشعار اور فارسی شرح ایک لاکھ تیس ہزار اشعار کے برابر ہے، یہ دونوں شرحیں اس ناتواں کے وطن مالوف دہلی کی طائفہ قادریہ میں پایہ تکمیل کو پہنچیں، جہاں کی جاروب کشی اور چراغ روشن کرنا اس فقیر کے سپرد ہے۔ عمر کی ابتداء اور انتہا ایک جگہ اور ایک تشبہت پر ہوئی، گویا ایک مجلس میں مکمل ہوئی۔ مقصد یہ ہے کہ اس ناتواں اور حقیر پر

اللہ تعالیٰ کے احسان کا شکر ادا کیا جائے، اللہ تعالیٰ ہی کے لیے حمد ہے کہ اس نے توفیق عطا فرمائی، اور کوتاہی پر اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کرتا ہوں اور میں فقیہ عبدالحق بن سیف الدین ہوں، وطن کے اعتبار سے دہلوی، اصلاً کے لحاظ سے بخاری، نسب کے اعتبار سے ترکی، مذہب کے لحاظ سے حنفی، مشرب کے اعتبار سے صوفی اور ارادت کے اعتبار سے قادری۔

اور ہمارا آخری دعویٰ یہ ہے کہ تمام تعریفیں سب جہانوں کے پالنہار کے لیے ہیں
 (وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ وَنَبِیِّهِ وَصَفِیِّهِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اٰجَمِیْنَ
 وَبَارَکَ وَسَلَّم ۱۲ شرف قادری)

تکمیل ترجمہ

الحمد للہ تعالیٰ جلّ شأنہ وعزّ مجده حمدًا کثیرًا طیبًا مبارکًا کہ آج بروز عید الاضحیٰ وجعہ مبارک ۱۰ ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ / ۲۰۰۰ء کو اشعۃ اللمعات کا ترجمہ مکمل ہوا، اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت سے نوازے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول اور پسندیدہ بنائے اور عوام و خواص کے لیے فائدہ مند بنائے۔ آمین بجا لا یتعبہ الْکَرِیْمُ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم لَسَلِمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تکمیل آرزو

از: مولانا علامہ محمد منشا تابش قصوری مدظلہ العالی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

تخلیقات کا دار و مدار ابتداء و انتہا پر ہے۔ جس کام کا آغاز ہے اس کا انجام بھی ہے مگر انجام بخیر ہو تو اس کے کیا کہنے؟ قرآن کریم میں دین حنیف کی تکمیل پر رب العالمین جل و علانے فرمایا:

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ
عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا
آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کی
تکمیل فرمادی۔ اور اپنی نعمتوں کو پورا کر دیا اور تمہارے
لیے میں نے دین اسلام کو پسند کیا۔ (المائدہ:)

بخاری و مسلم کی حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا! اے امیر المؤمنین! آپ کی کتاب میں ایک آیت ہے اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم روز نزول کو عید مناتے۔

فرمایا! کوئی آیت؟ اس نے بھی آیت الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ (الآیہ) پڑھی آپ نے فرمایا! میں اس دن کو جانتا ہوں جس میں یہ نازل ہوئی اور اس کے مقام نزول کو بھی پہچانتا ہوں۔ وہ مقام عرفات تھا اور دن جمعہ تھا!

آپ کی مراد اس سے یہ تھی کہ ہمارے لیے وہ دن عید ہے!

ترمذی شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ سے بھی ایک یہودی نے ایسا ہی کہا! آپ نے فرمایا کہ جس روز یہ نازل ہوئی اس دن دو عیدیں تھیں: جمعہ و عرفہ!!

(تفسیر خزائن العرفان از صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ)

پس واضح ہوا کہ کسی عظیم کام کی تکمیل پر خوشی و مسرت کا اظہار قرآن و سنت کے عین مطابق ہے۔ بناءً علیہ اشعة اللمعات کے ترجمہ کی تکمیل کے لیے کتنی آرزوئیں مچتی رہیں، کتنی دعائیں اور التجائیں ہوتی رہیں اور پھر ان دعاؤں کو کس شان سے قبولیت کا شرف عطا ہوا، نمونہ ہد یہ، تشکر کے طور پر پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔

اشعة اللمعات کے نصف اول کا ترجمہ کرنے کی اولین سعادت حضرت مولانا علامہ محمد سعید احمد نقشبندی مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ کو اس وقت نصیب ہوئی جب وہ جامع مسجد حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ میں خطابت کے منصب پر فائز تھے۔ وہ ساعتیں نہایت سعید اور بار آور ثابت ہوئیں، جب محترم جناب سید اعجاز احمد مرحوم بانی فرید بک شال لاہور ایک جماعت کے ساتھ اس سلسلہ میں مولانا موصوف سے معاہدہ قلمبند فرما رہے تھے راقم السطور بھی اس جماعت میں شامل تھا۔ حضرت مولانا محمد سعید احمد نقشبندی مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ پہلی دو جلدوں کا ترجمہ کر پائے تھے کہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ / ۱۷ دسمبر ۱۹۸۶ء کو وصال فرما گئے۔

اب مالکان فرید بک شال نے اس مبارک کتاب کے ترجمہ کی تکمیل کے لیے ایسی صاحب علم و قلم شخصیت کی تلاش شروع کی جو اس کام کو باحسن وجوہ سرانجام دینے کی صلاحیتوں سے مالا مال ہو، جن کی علمی و قلمی خوبیوں کا زمانہ معترف ہو، جن پر اکابر ملت اور محققین عصر کو پورا پورا اعتماد ہو، علامہ شرف صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

ان کی متلاشی نگاہیں محو جستجو تھیں کہ برادر عزیز حضرت مولانا علامہ محمد منشا تابش قصوری زید لطفہ نے اس اہم ترین کام کے لیے راقم کا نام پیش کر دیا، میرے لیے معذرت کی گنجائش ہی نہ تھی، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ اور ان کی شرح کا ترجمہ عظیم سعادت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل یہ موقع عطا کیا تو اسے کھودینا بہت بڑی محرومیت ہوتی، پھر مالکان فرید بک شال اور علامہ تابش قصوری ایسے اخلاص کے پیکروں اور دین متین کے خدمت گاروں کی فرمائش کو ٹالنا بھی میرے بس میں نہ تھا چنانچہ یکم جنوری ۱۹۸۷ء کو فقیر نے ترجمہ شروع کر دیا۔ (اشعة اللمعات مترجم جلد چہارم ص ۳۳) اب اس خواہش کی طرف پھر پلٹے جو تکمیل کے لیے انگڑائیاں لے رہی تھی۔ حضرت علامہ شرف قادری صاحب مدظلہ آغاز پر یوں دعا کرتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس ترجمہ کو جلد مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔“ (حوالہ مذکور ص ۳۳)

پانچویں جلد کے ترجمہ کی تکمیل پر یوں سجدہ شکر ادا کرتے نظر آتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا بے پایاں احسان اور کرم ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے امام اہل سنت، شیخ الاسلام، شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مشکوٰۃ شریف کی شہرہ آفاق شرح اشعة اللمعات کے اردو ترجمے کی پانچویں جلد مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی، رب کریم جل شانہ کے اس احسان عظیم کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ دعا ہے کہ محض اپنے لطف جمیل سے ترجمہ کی باقی دو جلدیں بھی مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

چوتھی جلد ماہ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ اکتوبر ۱۹۸۹ء میں چھپ کر قارئین کے ہاتھوں میں پہنچ گئی تھی۔ بحمدہ تعالیٰ اب

پانچویں جلد پیش کی جا رہی ہے۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اس کارِ عظیم اور گراں کی تکمیل کے لیے دعا فرمائیں۔
اور پھر یہ ”آرزوئے تکمیل“ آپ کے دل و دماغ پر کس شدت سے مسلط ہو چکی تھی۔ ان دعائیہ کلمات سے اس کا اندازہ لگانا قطعاً مشکل نہیں، آپ رقمطراز ہیں:

متعدد کتابوں کے مصنف اور مترجم مولانا مفتی محمد خان قادری فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور خطیب جامع مسجد رحمانیہ شادمان لاہور اس کارِ خیر میں راقم کے ساتھ تعاون کرنے پر تیار ہو گئے ہیں اور یہ ایک نیک فال سے امید ہے کہ ان کے تعاون سے یہ کام جلد پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گا اللہ تعالیٰ انہیں داریں میں جزائے خیر عطا فرمائے۔

(اشعۃ اللمعات جلد پنجم ص ۵۲)

چنانچہ ان دعاؤں کے جلو میں اشعۃ اللمعات کا ترجمہ تکمیل کے مراحل طے کرتا رہا۔ چھٹی جلد بھی طباعت سے آراستہ ہوئی مگر اس کی تقدیم پر نہ جانے کیوں توجہ نہ دی گئی؟ حالانکہ اس جلد کی پیشانی پر حضرت مترجم مدظلہ کے شاگرد رشید مولانا مفتی محمد خان قادری زید مجدہ کا نام نامی بھی نقش ہے۔ میرا وجدان یہ کہتا ہے کہ چونکہ مفتی صاحب موصوف آپ ہی کے علوم و فنون کے خوشہ چین ہیں اس لیے تقدیم کی تکرار کو غیر اہم سمجھا گیا۔

مذکورہ بیان سے مقصود یہ ہے کہ انسان کی فطرت میں ہے کہ کام کے آغاز سے ہی تکمیل کی آرزو اٹھکیلیاں لینا شروع کر دیتی ہے۔ اور پھر یہ خالق کائنات کی سنت کے مترادف بھی ہے کہ جب وہ تکمیل دین کے لیے قرآن کریم میں اعلانیہ فرما رہا ہے: ”الیوم اکملت لکم دینکم“ (الایہ)

لطف کی بات یہ ہے کہ یہاں جس کام کی تکمیل ہو رہی ہے وہ کوئی عام کام نہیں بلکہ وہ بھی سراسر دین اسلام سے ہی وابستہ ہے نیز ایک ”کتاب“ کی ہی تکمیل ہوا چاہتی ہے ایسی کتاب جو عام نہیں خاص ہے جس کا تعلق اس ذات کریم سے ہے جن کے بارے میں ارشاد ہوا: ”وما یمنطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی“ لہذا ایسی کتاب مستطاب کی تکمیل کو داریں کی سعادتوں کا حاصل قرار دیا جائے تو قطعاً کوئی مضائقہ نہیں ہوگا۔

”اشعۃ اللمعات“ اسی ذات کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے شمائل و خصائل حسن و جمال، گفتار و کردار سیرت و صورت اور انہیں کی شریعت مطہرہ کے جملہ مسائل کا حسین ترین مجموعہ ہے۔ جن کا ذکر عبادت، جن کی یاد عبادت، جن کا تصور عبادت، جن کا خیال عبادت، حضرت سید عبدالغفار شاہ کشمیری لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب فرمایا۔

للناس شغل ولی شغل فی تصور النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بود در جہاں ہر کسے را خیالے

مرا از ہمہ خوش خیال محمد ﷺ

حضرت نسیم بستوی مدظلہ کیا خوب فرماتے ہیں۔

محبت کی بے تائیاں کچھ نہ پوچھو

خدا کی قسم جز کمال خدائی

ربخ مصطفیٰ کا خیال آ گیا ہے

تیری ذات میں ہر کمال آ گیا

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اظہار عشق و محبت بھی ملاحظہ فرمائیے گا۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں

یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

اس آئینہ حق نما صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب راقم السطور کو نگاہ لطف سے نوازا تو بے ساختہ پکار اٹھا۔

کائنات حسن میں وہ جلوہ فرما ہو گئے

جن کی صورت حق نما ہے جن کی سیرت حق نما (تابش قصوری)

ع میری بات بن گئی ہے تری بات کرتے کرتے

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری دامت برکاتہم العالیہ ان خوش بخت علماء کرام میں سے ہیں جنہیں مشیت الہیہ نے شریعت محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء کی خدمت کے لیے منتخب فرمایا ہوا ہے۔ ستر کے قریب تصانیف کے مصنف ہیں۔ ان میں ضخیم ترین کتابیں بھی ہیں اور چھوٹی بھی پائی جاتی ہیں۔ سینکڑوں مضامین و مقالات آپ کے چشمہ قلم سے قرطاس ابیض کو مزین کر چکے ہیں۔ آج تک تقریباً دس ہزار صفحات سے زائد پر آپ کی جملہ تصانیف مشتمل ہیں جن میں من عقائد اہل السنۃ البریلویہ کا تنقیدی جائزہ تذکرہ اکابر اہل سنت مطالع المسرات اور اشعۃ الملمعات مترجم سب سے ضخیم و عظیم ہیں۔

موخر الذکر کتاب اشعۃ الملمعات کا ترجمہ چودہ سال کے طویل عرصہ میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس مدت میں آپ نہ صرف اس ترجمہ کی طرف متوجہ رہے بلکہ معمولات زندگی سے عہدہ برآ ہونے کے ساتھ ساتھ دیگر تصانیف و کتب تراجم اور مقالات کی طرف بھی پوری طرح منہمک رہے۔ حج و زیارت کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے، مصر، افغانستان اور بھارت کی طرف بھی علمی سفر کیے۔ پاکستان میں اس عرصہ میں ہونے والی مذہبی، ملی، تحریری کانفرنسوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جبکہ اہم ترین ذمہ داری ”تدریسی“ فرائض سرانجام دینے میں حتی الامکان کوتاہی سے کام نہ لیا کیونکہ آپ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے صدر المدرسین اور شیخ الحدیث کے منصب اعلیٰ پر فائز ہیں۔ آپ صرف مترجم ہی نہیں بلکہ ترجمان بھی ہیں۔ جامعہ نظامیہ رضویہ میں بیرونی ممالک سے آنے والے علماء کی تھری کی ترجمانی کا زیادہ مظاہرہ آپ ہی فرمایا کرتے ہیں۔ خصوصاً عربی اور فارسی کے آپ بہترین ترجمان ہیں۔

علامہ شرف قادری مدظلہ کے تعارف کے سلسلہ میں اب کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ آپ کے لیے بڑے بڑے فضلاء نے نہایت اعلیٰ اور عمدہ کلمات طیبات قلمبند فرمائے ہیں جس کی جھلکیاں ”تذکار شرف“ اور ”محسن اہل سنت“ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ راقم السطور نے قبل ازیں ”اشعۃ الملمعات کے عظیم مترجم“ کے عنوان سے جلد چہارم میں لکھنے کی سعادت حاصل کی۔ جنہیں پڑھ کر حضرت علامہ مولانا غلام رسول سعیدی صاحب (شارح صحیح مسلم) نے بڑی تحسین فرمائی تھی۔ حالانکہ وہ تو میرے دل کی پہلی آواز تھی جسے اہل علم کی طرف سے پسند کیا گیا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ علامہ شرف قادری مدظلہ بفضلہ و کرمہ تعالیٰ علم و عمل کے ایسے افلاک پر محو پرواز ہیں جہاں تک ہماری رسائی ممکن نہیں۔ پھر ہم

زمین کی اٹھا گہرائیوں سے ان کے کمالات علمیہ کا کیسے اندازہ لگا سکتے ہیں؟

مشہور مقولہ ہے: ”لکل فن رجال“ ہر فن کے لیے رجال کی ضرورت ہے مگر اب فنون لوحہ خواں ہیں کہ انہیں کوئی رجل رشید میسر آئے لیکن علامہ شرف قادری مدظلہ اپنے وجود میں ایک جہاں آباد کیے ہوئے ہیں وہ محض ایک فن کے لیے ایک فرد نہیں وہ تو جملہ علوم و فنون کے لیے ایک جماعت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس دور میں موصوف ایک ادارہ ہیں ایک انجمن ہیں ایک قافلہ اور سالار قافلہ بھی ہیں۔

وہ ظاہری و باطنی خوبیوں سے مرصع ہونے کے باوجود تواضع، انکساری اور عاجزی کا مرقع ہیں۔ وہ اپنی بات کرنے کی بجائے انہیں کی بات کرتے ہیں جن کی بات کرنے سے اپنی بات بن جاتی ہے۔ بقول حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ما ان مدحت محمداً بمقالتی

لکن مدحت مقالتی بمحمد

گویا کہ وہ عملاً کہہ رہے ہیں۔

میری بات بن گئی ہے تری بات کرتے کرتے

الحمد للہ علی منہ وکرمہ اللہ تعالیٰ فارسی جو چار جلدوں پر مشتمل تھی مترجم سات جلدوں میں منصہ شہود پر جلوہ گر ہو رہی ہے۔ چودہ سال قبل جس کام کا آغاز ہوا تھا ربیع الاول ۱۴۲۲ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔ اس عدیم المثال ایمان افروز روح پرورد لکشی دلپذیر ترجمہ کی تکمیل پر راقم السطور حضرت مترجم مدظلہ کی خدمت میں ہدیہ تبریک و تحسین پیش کرنے کے ساتھ ساتھ سید اعجاز احمد مرحوم کے صاحبزادگان کی خدمت میں بھی مبارکباد پیش کرتا ہوا دعا گو ہے کہ مولا تعالیٰ بجاء حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علامہ محمد کا شرف قادری مدظلہ کو بیش از بیش خدمات دیدیہ سرانجام دینے کی توفیق مرحمت فرمائے ان کا سایہ اہل اسلام و سنت پر ہمیشہ قائم رکھے اور ناشرین کو دارین کی برکات اور دینوی تجارت میں منافع سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

نقطہ: محمد منشا تابش قصوری

۲۲ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان

شواہد الحکمت

فی الاستیعاب سبل الخلق

مسئلہ توکل و استعانت پر بے مثال کتاب

تصنیف: امام علامہ یوسف بن اسماعیل زہبانی قدس

ترجمہ: مولانا علامہ محمد اشرف سیالوی مدظلہ

شیخ الحدیث دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف

تقدیم: محمد عبد الحکیم شرف قادری مدظلہ

ناشر

حامد اینڈ کمپنی ۳۸۰ اردو بازار لاہور

وَقَدْ كَفَرَ الْكَافِرُونَ
 وَمَنْ يَكْفُرْ فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَفْعَلُونَ
 عَلِيمٌ
 اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگار ہو تو فی دین کامیاب رہے۔ (القرآن)

زُفَّة الْقَارِي

شرح

صَحْحُ النُّجَارِي

فقیہ اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی مدظلہ العالی
 صدر شعبۂ افتاء جامعۂ اشرفیہ مبارکپور (انڈیا)

فریدی بک
 ۳۸۔ اردو بازار
 لاہور

خوشخبری

اکیسویں صدی کے مسلمانوں بھٹکتے روح پرور علمی اور ایمانی تحفہ
کیوں نہ آکھوں سے لگائیں عاشقانِ مصطفیٰ نزہۃ القاری ہے اُن کو جاں سے پیاری واہ واہ

نزہۃ القاری شریح صحیح البخاری

کامکمل سیٹ پانچ جلدوں میں

ہم فقیہ اعظم ہند مولانا علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی سابق صدر شعبہ افتاء جامعہ اشرفیہ
مبارکپور عظیم گڑھ (انڈیا) کی روح کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے اس وقت کی اردو
زبان کی سب سے مقبول اور متداول شرح بخاری شریف پانچ جلدوں میں مکمل کر دی ہے

مختصر تعارف نزہۃ القاری

مقدمہ میں امام بخاری، صحیح بخاری، امام اعظم ابو حنیفہ، تصانیف امام اعظم، فقہ کی حقیقت پر تفصیلی گفتگو کرنے
کے علاوہ شبہات کے جوابات بھی دیے ہیں۔

مسک اہل سنت و جماعت اور مذہبِ حق کا مدلل اور معقول انداز میں بیان اور مخالفین کے شبہات کا عالمی جائزہ
بوقت ضرورت احادیث کے پس منظر کا بیان ● ————— حل لغات

زیادہ طوالت سے بچنے کے لیے مکرر احادیث کو ایک بار لیا گیا ہے

تکمیل کا عنوان قائم کر کے مختلف روایات کے الفاظ مبارکہ کا ترجمہ ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے۔

تراجم ابواب کا ذکر نہیں کیا اور نہ احادیث کو بار بار لانا ضروری ہوتا، البتہ اہم ابواب پر تفصیلی گفتگو کی ہے
اور احکام مستخرجہ کا عنوان قائم کر کے ابواب کے فوائد ذکر کر دیے گئے ہیں۔

احادیث کے راوی تمام صحابہ کرام کے حالات بیان کئے ہیں، بعض تابعین کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔

ہر حدیث پر نمبر لگا دیا گیا ہے اور حدیث کے اہم مضمون کو سامنے رکھ کر ایک عنوان قائم کر دیا ہے۔

یہ حوالہ بھی دیا گیا ہے کہ حدیث بخاری شریف اور صحاحِ شریف کی دوسری کتابوں میں کہاں کہاں مذکور ہے؟

مختصر یہ کہ نزہۃ القاری میں وہ سب کچھ ہے جس کی طلباءِ علماء، اساتذہ حدیث، وکلاء، جج صاحبان اور عام قارئین
کو ضرورت ہے۔

فریدنگ پٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور پاکستان

